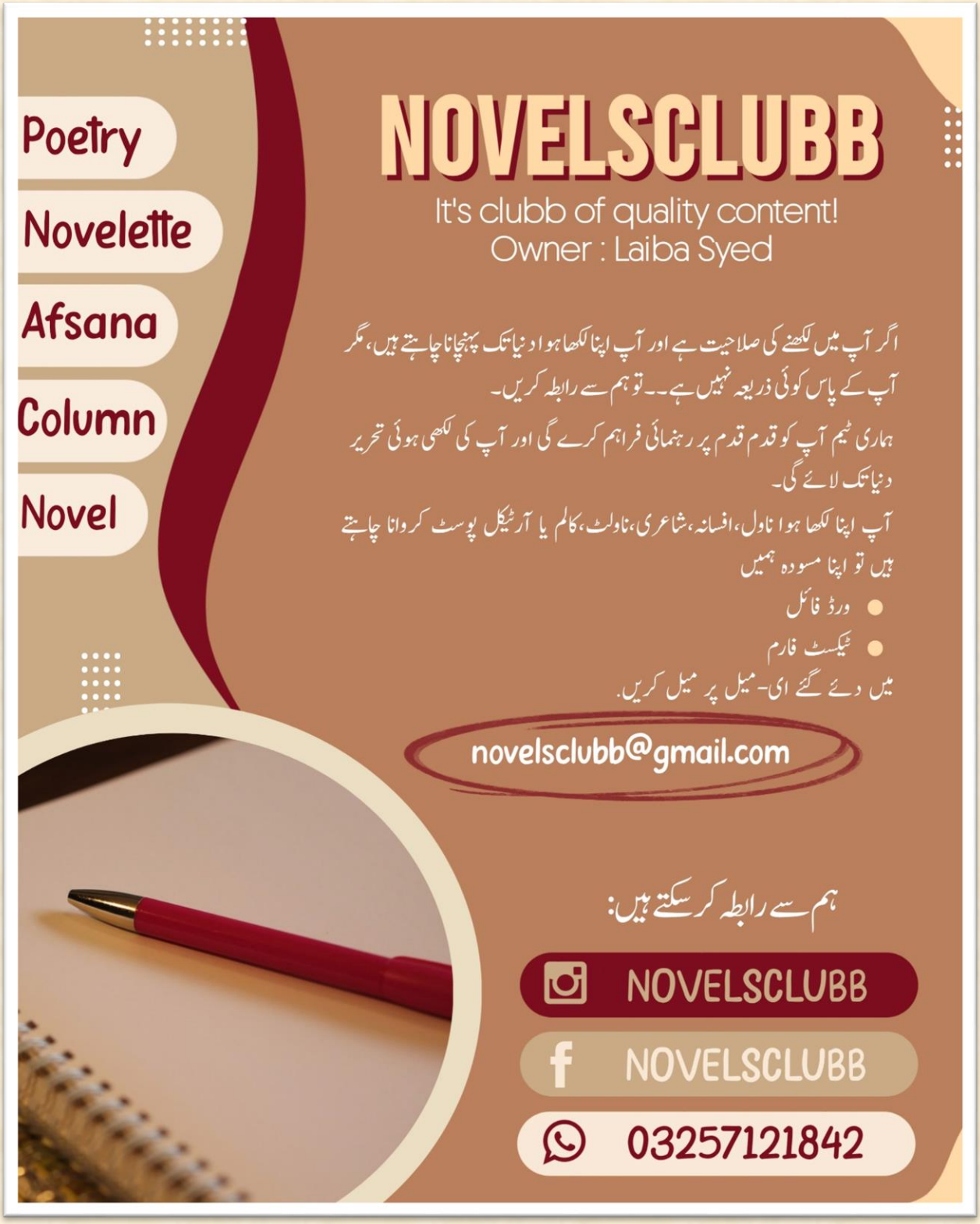

داس شپیئل
از قلم روحا امیر امان


Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

داس شپیئل

از قلم

روحا امیر امان

Clubb of Quality Content

باب نمبر 3

معلق

میں اکثر سرد راتوں میں

زمین خانۂ دل پر

اکیلے بیٹھ جاتا ہوں

پھر اپنا سر جھکا کر یاد عہد رفتگاں دل میں سجاتا ہوں

خیال ماضیٔ دوراں مرے اس جسم کے اندر عجب طوفاں اٹھاتا ہے

ہزاروں میل کا لمبا سفر پیدل کراتا ہے

میں یادوں کے دھندلکوں میں تمہارے نقش پا کو ڈھونڈنے جب بھی نکلتا ہوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تو اک تاریک وادی میں اترتا ہوں

جہاں یادوں کی کچھ بے رنگ تصویریں مجھے بکھری پڑی معلوم دیتی ہیں

مجھے آواز دیتی ہیں

کہ وحشت کا یہ جنگل باہیں پھیلائے بلاتا ہے

مرا شوق نظر تھک کر زمین پر بیٹھ جاتا ہے

اچانک جب تمہاری یاد کے وحشی جانور آواز دیتے ہیں

میں ڈرتا ہوں

کہ جیسے کوئی بچہ اپنے ہی سائے سے ڈر جائے

کوئی شیشہ بکھر جائے

کوئی فرقت میں گھبرائے

مرے تار نفس پر ضرب کرتی مستقل دھڑکن

Clubb of Quality Content

مجھے رکنے نہیں دیتی

مجھے تھکنے نہیں دیتی

یہ بے چینی مجھے پھر اک سفر پر لے کے آتی ہے

میں چلتا ہوں

کہ جیسے اک مسافر بعد مدت اپنے گھر جائے

ٹھٹھرتی سرد راتوں میں

کوئی جیسے کہ جم جائے

کہ جیسے سانس تھم جائے

مگر میرے مقدر میں

سکون قلب وجاں کب ہے

نگاہ یاس میں مبہم سہی کوئی نشاں کب ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کہیں پر شورش امواج دریا ہے

کہیں آواز قلقل ہے

مگس کا شور ہے سر سر صبا کی آہ و گریہ ہے

سو دل اپنا مچلتا ہے

کسی سے کب بہلتا ہے

دھواں اٹھتا ہے دل سے آنکھ میں طوفاں مچلتا ہے

طبیعت زور کرتی ہے

یہ دھڑکن شور کرتی ہے

تمہاری یاد کے یہ چیختے اور پیٹتے لمحے

مجھے رونے نہیں دیتے

مجھے سونے نہیں دیتے

Clubb of Quality Content

(میں اکثر سرد راتوں میں۔قمر عباس قمر)

حالیہ دن۔

15 اگست،2028۔

لاہور،پاکستان۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آسمان پر پھیلی سیاہی گہری ہو گئی تھی۔رات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے۔وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر چت لیٹی تھی۔نظریں کمرے کی چھت پر کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔وہ کل رات سے عصام کی قتل والی بات پر پریشان تھی۔کیا وہ اُس کے ساتھ مزاق کر رہا تھا یا پھر سچ میں اُس کا مطلب وہی تھا جو وہ کہہ کر گیا تھا۔اُف اللہ!اگر اُس کا مطلب

وہی تھا جو وہ کہہ رہا تھا تو وہ کتنی بڑی مصیبت میں پھنس گئی تھی؟ کل رات سے وہ بس یہی سوچ رہی تھی۔ وہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ کل آئے گا لیکن وہ نہیں آیا تھا۔ آخر عصام کے بارے میں ایسا کیا تھا جو اسے بار بار غیر آرام دہ کر رہا تھا۔ ابھی وہ اپنی انہیں سوچوں میں گم تھی جب اُس نے ڈور بیل کی آواز سنی۔ اس وقت کون ہو سکتا تھا؟ عصام نے سیکیورٹی کے لیے گھر کے باہر سی سی ٹی وی کیمرا انسٹال کروائے تھے۔ اُس نے موبائل پر ایپ کھولی تو اسکرین پر موجود شخص کا چہرہ دیکھ کر اُس کی پریشانی کچھ کم ہوئی۔ دروازہ کھولنے پر عصام اُس کے سامنے کھڑا تھا۔ چہرہ دیکھ کر پتا چل رہا تھا کہ وہ انتظار کرنے کی وجہ سے بیزار لگ رہا تھا۔

"تم دروازہ کیوں نہیں کھول رہی تھیں؟"

"تمہیں میں اتنی بیوقوف لگتی ہوں کہ رات کے گیارہ بجے سیدھا دروازہ کھول دوں گی؟ میں پہلے چیک کر رہی تھی۔" اُس نے آبرو کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"ہاں شاید لگتی ہو۔"وہ مسکرا تو زویا نے اسے آنکھیں سکیڑ کر گھورا تھا۔وہ آگے بڑھ گیا تو زویا اُس کے پیچھے لپکی۔

"اب چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ہمیں کہیں جانا ہے۔"وہ دونوں پورچ میں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔زویا نے اوپر سے نیچے تک عصام پر ایک نظر ڈالی۔نیلی جینز پر وی گلے والی سفید شرٹ اور سیاہ لیدر جیکٹ پہنے وہ کہیں جانے کے لیے بلکل تیار لگتا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"وہ آنکھوں کو چھوٹا کیے غور سے اُس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"کلب۔"اُس نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو عصام صوفے پر بیٹھا لاؤنج میں اُس کا انتظار کر رہا تھا۔وہ سیاہ جینز پر سفید ساٹن سلک کی شرٹ اور بلاک ہیلز پہنے ہوئے تھی۔بالوں کا اسٹائل کر کے ایک پن کی مدد سے جوڑا بنایا ہوا تھا۔جوڑے سے بالوں کی چند چھوٹی لٹیں اس کے چہرے

کر اطراف میں گر رہی تھیں۔ وہ اُس کے عین سامنے آ کر رکی تو عصام اٹھ کر اُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"کیا میں ٹھیک لگ رہی ہوں؟" وہ متذبذب سی اُس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"ہاں بس ایک کمی ہے!" وہ اس کا چہرہ دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"کیا؟"

عصام نے ہاتھ بڑھا کر اُس کے بالوں سے وہ پن نکالی تو بھورے گھنے بال کھل کر کندھوں کے اطراف میں بکھر گئے۔

"اب پرفیکٹ لگ رہی ہو!" وہ مسکرا رہا تھا۔ اور اس کے مسکرانے کے باعث زویا کی ایک دھڑکن مس ہوئی تھی۔

"اب چلو ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور وہ ششدر سی کھڑی بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ عصام کی حرکتیں اُس کی سمجھ سے بالاتر ہوتی جا رہی تھیں۔

آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں عاہل مستجاب کے کلب کے گراؤنڈ فلور پر موجود تھے۔ڈانس فلور پر لوگ کان کے پردے پھاڑ دینے والے میوزک کی آواز پر بے ہنگم انداز میں ناچ رہے تھے۔بار کاؤنٹر کے ارد گرد لڑکے اور لڑکیاں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔خود وہ دونوں لوگوں کے ہجوم سے ذرا فاصلے پر لگے صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

درمیان میں ایک چھوٹی سی شیشے کی میز حائل تھی۔عصام گردن ترچھی کیے ڈانس فلور پر موجود ناچتے گاتے لوگوں کو آنکھوں میں عجیب سی بیزاریت لیے دیکھ رہا تھا۔زویا اُس کے عین سامنے بیٹھی اسے تک رہی تھی۔اُس کی نظروں میں تجسّس اور شک کے ملے جلے سے تاثرات تھے۔خود پر نظروں کا ارتکاز محسوس کرتے ہوئے عصام نے گردن موڑ کر زویا کی طرف دیکھا۔پھر اُس کی آنکھوں کے تاثرات کو دیکھ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا ہوا؟"اپنے ازلی معصومانہ انداز میں وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ہم یہاں پر کیوں آئے ہیں عصام؟"اُس نے آبرو کو اٹھا کر سپاٹ سے انداز میں پوچھا۔

"میں چاہتا تھا کہ تم جس دنیا میں قدم رکھنے جا رہی ہو اُس کا ایک چھوٹا سا ٹیزر دیکھ لو۔" اُس کا انداز پر سکون تھا۔

زویا نے اطراف میں نظر دوڑائی۔ ڈانس فلور پر ناچتے گاتے لڑکے اور لڑکیاں۔ ہاتھوں میں شراب کے گلاس پکڑے دنیا سے بیگانہ اور بے پرواہ لوگ۔ کلب کے کونوں میں نشے میں چور نوجوان۔ گناہوں کی سیاہی میں ڈوبے ہوئے بے خبر لوگ۔ یکدم زویا کو گھٹن کا احساس ہوا تھا۔ اُس نے عصام کی طرف دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے پر سکون سے انداز میں دیکھ رہا تھا۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے ہوئے وہ آگے کو جھکا اور زویا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ وہ دنیا ہے جس میں تم اپنے قدم رکھنے والی ہو۔" ایک لمحے کے لیے اِرد گرد نظر دوڑائی پھر زویا کی طرف دیکھ کر آبرو سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ اس دنیا کا ٹیزر ہے!" چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "تمہیں گھٹن نہیں ہو رہی اس ماحول میں؟ میرا تو سانس لینا محال ہو رہا ہے۔" وہ پر سکون تھا لیکن گہری سرمئی

آنکھوں سے بے چینی واضح طور پر عیاں ہو رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ گفتگو کا رخ کس طرف موڑنے والا تھا۔

زویا آگے کو ہو کر بیٹھی۔ ہیزل آنکھوں نے گہری سرمئی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی۔ وہاں عجیب سی بے چینی تھی۔

"میں پیچھے نہیں ہٹ رہی ہوں عصام!" لہجہ مضبوط تھا۔ اور فیصلہ اٹل۔

وہ صوفے کی پشت کے ساتھ سکون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اُس کا پلان فیل ہو گیا تھا۔

"کیوں خود کو مصیبت میں ڈالنا چاہتی ہو؟" ایک لمبی سانس اندر کو کھینچنے کے بعد اُس نے کہا۔

"تم جانتے ہو کیوں! میں بتا چکی ہوں تمہیں کل رات!" لہجہ بے لچک رہا تھا۔

"تمہیں بدلہ چاہیے ٹھیک ہے مل جائے گا۔ لیکن تم یہ کام نہیں کرو گی!" لہجے میں عجیب سی بیزاریت تھی۔

"اچھا اور وہ جو کروڑوں کی شاپنگ کی تھی اُس کا کیا ہو گا؟ تم اب یہ سب کیوں کر رہے ہو عصام؟" وہ پریشان ہو رہی تھی۔

"وہ میں اُس لڑکی کو دے دوں گا جس سے یہ کام کرواؤں گا۔ اور تمہیں روک اس لیے رہا ہوں کیوں کہ تم۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے چپ ہو گیا۔ "تم کیا؟" اُس نے آہستہ سے پوچھا۔

عصام نے نظریں اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔ اُن نظروں میں کیا نہیں تھا؟ ایک لمحے کے لیے زویا حیران رہ گئی۔

"تم ایک اچھی لڑکی ہو۔ ایک معصوم لڑکی ہو۔ میں تمہاری اچھائی نہیں چھیننا چاہتا۔ میں تمہاری معصومیت نہیں چھیننا چاہتا۔ میں کسی بھی لڑکی کو ہائر کر لوں گا اس کام کے لیے لیکن تم۔۔۔ تم نہیں!" وہ جیسے اسے فیصلہ سنا رہا تھا۔ اپنا حتمی فیصلہ۔

وہ خاموش ہو گئی۔ وہ گہری سرمئی آنکھوں کو دیکھتی رہی۔ اُنھیں پڑھنے کی کوشش کرتی رہی۔ آخر اُن آنکھوں میں اتنا درد اتنی تکلیف کیوں تھی؟

"جب تم پہلی بار میرے سامنے یہ ڈیل لے کر آئے تو میں تمہیں ایک اسٹا کر سمجھ رہی تھی۔ جب دوسری بار آئے تو میں تمہیں ایک بگڑا ہوا امیر زادہ سمجھ رہی تھی جسے شاید لڑکیوں کا پیچھا کرنے کی عادت تھی۔ جب تیسری بار آئے تو میں نے تمہیں فراڈ سمجھا۔ اور جب چوتھی بار آئے تو محافظ بن کر آئے۔ میرے ذہن نے چار ملاقاتوں میں تمہارے چار مختلف خاکے میرے دل کے سامنے پیش کیے۔ پھر پتا ہے کیا ہوا؟" وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔

"میرے ذہن نے صرف تمہارا محافظ والا خاکہ اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔ اب مجھے اپنے ذہن کے پچھلے بنائے ہوئے خاکے یاد ہی نہیں ہیں۔" وہ مسکرا کر کندھے اُچکاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"یہی کہ یہ میرا فیصلہ ہے۔ جس طرح اس رات تمہیں اپنا محافظ پا کر میں نے تم پر بھروسہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور اس کام کے لیے ہاں کر دی تھی۔ جب میں کیفے میں تمہیں انکار کر کے گئی تو میں نے اس بارے میں مزید سوچا تھا۔ تم نے اس دن پہلی بار میرے سامنے

عاہل مستجاب کا ذکر کیا تھا۔ رات تک میرا فیصلہ بدل چکا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم مجھ سے دوبارہ رابطہ ضرور کرو گے اور اس بار میں تمہیں انکار نہیں کروں گی۔ لیکن یوں میری مدد کرنے کے لیے ملو گے؟ یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔" عصام خاموش رہا۔ چند لمحے مزید خاموشی کی نظر ہوئے پھر زویا نے کہنا شروع کیا۔

"میرے پاس اپنا بدلہ لینے کا ایک یہی طریقہ ہے۔ اور مجھے یہی صحیح لگا۔ آج میں جو زندگی گزار رہی ہوں وہ صرف اور صرف اس عاہل مستجاب کی وجہ سے گزار رہی ہوں۔ اب مجھے موقع ملا ہے اسے برباد کرنے کا اس لیے پلیز مجھ سے پیچھے ہٹنے کے لیے مت کہو عصام!" اس کے لہجے میں جیسے کوئی التجا تھی۔

عصام نے ایک گہری سانس اندر کو کھینچی اور پھر ذرا آگے کو ہو کر بیٹھا اور اُس کی ہیزل آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چند لمحے یونہی دیکھتا رہا۔

"یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ اس سب میں تمہاری جان بھی جا سکتی ہے۔۔۔ تم بدلہ لو گی؟" وہ سپاٹ سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہیزل اور گہری سرمئی آنکھیں ایک دوسرے کو پڑھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔ ہاں البتہ وہ کوشش بہت خوبصورت تھی۔

"بدلے کے راستے پر وہی شخص اپنے قدم بڑھاتا ہے جس کے پاس کھونے کو جان کے سوا کچھ نہ ہو! اور میرے پاس۔۔۔جان کے سوا کچھ نہیں ہے!" اُس کا لہجہ سخت تھا۔ اٹل۔ مضبوط۔

"لیکن یہ زندگی ہے۔ یہ نعمت ہے۔ اسے جینا چاہیئے نہ کہ یوں خطرے میں ڈالنا چاہیئے!"

"او نہوں۔ زندگی جینے اور گزارنے میں فرق ہے۔ زندگی وہ جیتے ہیں جن کے پاس خوش رہنے کا کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اور زندگی گزارتے وہ ہیں جن کے پاس زندہ رہنے کا مقصد ہوتا ہے۔ اور تم عصام مجھے زندگی گزارنے کا مقصد دے چکے ہو!" وہ سپاٹ سی کہتی ہوئی دوبارہ صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

"تو تم پیچھے نہیں ہٹنے والی ہو؟" وہ ایک آبرو کو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔"وہ سر کو نفی میں ہلاتی کہہ رہی تھی۔عصام نے برا سا منہ بنایا تو وہ مسکرا دی۔وہ جب بھی یوں برا سا منہ بناتا تھا تو بہت کیوٹ لگتا تھا۔وہ اپنی جگہ سے ایک لمبا سانس اندر کو کھینچتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کچھ پینے کو لے آؤں پھر کام شروع کرتے ہیں۔"وہ بار کاؤنٹر کی طرف چلا گیا اور زویا اکیلی صوفے پر بیٹھی رہ گئی۔عصام نے اٹھتے ہوئے دیکھا تھا کہ ایک لڑکا کافی دیر سے زویا کو دیکھ رہا تھا۔وہی لڑکا عصام کے وہاں سے اٹھ کر جانے کے بعد زویا کے بلکل ساتھ صوفے پر آبیٹھا تھا۔عصام بار کاؤنٹر پر کھڑا تھا اور بار ٹینڈر اسے ایپل جوس کے دو گلاس پکڑا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زویا اس لڑکے کے یوں اچانک وہاں آ کر بیٹھ جانے پر چونکی تھی۔

"آر یو ہیئر وڈ سمون؟"وہ لڑکا مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

زویا کو اُس کی مسکراہٹ سے عجیب سی جھنجھلاہٹ محسوس ہوئی تھی۔ابھی زویا نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ وا کیے ہی تھے کہ عصام اُن دونوں کے سروں پر آ کھڑا ہوا۔وہ اس لڑکے کی بات سن چکا تھا اس لیے اب اسے خونخار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔اُس کی نظروں سے

خوف کھا کر وہ لڑکا ذرا گڑبڑایا تھا۔ وہ زویا کے سامنے آ کھڑا ہوا پھر ایک گلاس زویا کی طرف بڑھایا جسے زویا نے تھام لیا۔ چہرہ موڑ کر زویا کے ساتھ بیٹھے لڑکے کی طرف سلگتی ہوئی نگاہوں سے دیکھا اور پھر انتہائی سرد آواز میں کہنے لگا۔

"شی از مائی گرل فرینڈ!" آواز اس قدر سرد تھی کہ تمہیں خوف آئے اور وہ لڑکا بھی ڈر کے مارے اب صوفے پر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اوہ! سوری!" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر معذرت کرتا وہاں سے فوراً نکل گیا تھا۔

زویا اسے ہکا بکا سی دیکھ رہی تھی۔ عصام کی سرد نظروں نے دور تک اس لڑکے کا پیچھا کیا تھا۔ پھر وہ اسی جگہ صوفے پر آ کر بیٹھ گیا جہاں سے وہ لڑکا ابھی اٹھ کر گیا تھا۔ زویا کے بلکل پاس۔

"مجھے اپنی گرل فرینڈ کیوں کہا ہاں؟ اب بھی اپنی بیوی ہی بتاتے؟" اس نے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔ پھر ایپل جوس کا ایک گھونٹ بھرا۔

"کوئی اپنی بیوی کو ایسی جگہ پر لاتا ہے کیا؟"عصام نے آبرو اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ جیسے کہنا چاہتا ہو کہ سیریئسلی؟

"اوہاں!"اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔

وہ اس کے کافی قریب بیٹھا تھا اور زویا کی دھڑکنوں کی روانی میں ایک انتشار سا برپا ہو گیا تھا۔ وہ اس کی نظروں سے جھنجھلائی ضرور تھی لیکن اس نے اپنی جھنجھلاہٹ ظاہر نہ ہونے دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اب وہ دونوں کچھ اس انداز سے کلب کے ایک حصے میں کھڑے تھے کہ پورے گراؤنڈ فلور پر آرام سے نظر دوڑائی جا سکے۔ دونوں کے ہاتھوں میں ابھی بھی جوس کے گلاس تھے۔

"تمہیں پتا ہے جینیئس ہونے اور انٹیلیجنٹ ہونے میں کیا فرق ہوتا ہے؟"وہ لوگوں کے ہجوم کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ رات کے ساتھ ساتھ لوگوں کے اعمال بھی سیاہ اور گہرے ہوتے جا رہے تھے۔

"دونوں سیم نہیں ہوتے کیا؟"وہ اُس کی طرف دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"اونہوں۔دونوں سیم نہیں ہوتے ہیں!"اُس نے گلاس سے ایک گھونٹ بھرا تھا۔

"کیا فرق ہوتا ہے دونوں میں؟"

"وہی!جو عصام شہریار خان اور زویا سیف میں ہوتا ہے!"وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا۔

زویا کو اس کی بات پر آگ لگ گئی تھی۔

"ہونہہ!شو آف!"اس نے کہہ کر اپنا سر جھٹکا تھا۔وہ چند لمحے اس کے سر جھٹکنے کے انداز کو دیکھتا رہا پھر مسکرا کر چہرہ موڑ گیا۔

"تم انٹیلیجنٹ ہو اور مجھے بس تمہیں چند اسکلز مزید سکھانے کی ضرورت ہے۔۔۔اچھا اب ذرا سامنے دیکھو۔"اُس نے زویا کو سامنے موجود بار کاؤنٹر پر بیٹھی لڑکی کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یہ لڑکی سنگل لگ رہی ہے؟"عصام نے کاؤنٹر پر بیٹھی لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا جو بار بار اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی جیسے کسی کو تلاش کر رہی ہو۔

"سنگل ہے نہیں لیکن ہونے والی ضرور ہے!"وہ پر سکون سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

"جسٹ ویٹ اینڈ واچ!"وہ مسکراتے ہوئے کہہ کر گلاس لبوں سے لگا چکی تھی۔

عصام واپس سامنے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد بار کاؤنٹر پر بیٹھی اُس لڑکی کے ساتھ ایک لڑکا آ کر بیٹھا۔ وہ اس لڑکی سے مسکرا کر مل رہا تھا۔ لیکن مجال تھی جو اس لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی۔ وہ عجیب بیزار سی لگ رہی تھی۔ لڑکی نے کچھ کہا تو لڑکے نے آبرو اچھنبے سے سکیڑے۔ لڑکی کچھ کہہ رہی تھی اور لڑکا نفی میں سر ہلاتا بول رہا تھا۔ دونوں کے درمیان مزید چند منٹ تک بحث ہوتی رہی پھر وہ لڑکی اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے بیٹھا لڑکا افسردگی سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر چند لمحوں بعد بار ٹینڈر کی طرف گھوما اور پینے کے لیے کچھ آرڈر کرنے لگا۔

"ٹولڈ یو!"زویا عصام کی طرف مڑی اور مسکرائی۔

"ایکسپلین کرنا پسند کرو گی؟"زویا نے سر اثبات میں ہلایا۔

"وہ لڑکی بار بار اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔بے چینی سے نہیں بلکہ بیزاریت سے۔وہ جیسے جلد سے جلد یہاں سے اٹھنا چاہتی تھی۔وہ یہاں اپنے بوائے فرینڈ سے بریک اپ کرنے آئی تھی۔اور وہ لڑکا اُس کا بوائے فرینڈ تھا۔کیا تم نے اس لڑکے کے چہرے کے تاثرات نوٹ نہیں کیے؟وہ اُس کی بات پر حیران تھا یعنی اسے اس بریک اپ کی کوئی بھنک تک نہیں تھی۔اُس لڑکی کو ضرور کوئی اس سے بہتر لڑکا مل گیا ہو گا اور وہ اس سے زیادہ امیر ہو گا!اب یہ دو تین دنوں تک یہاں آ کر یونہی اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے پیتا رہے گا۔اور پھر موو آن کا نعرہ لگا کر اگلی لڑکی کی طرف چل پڑے گا۔"اُس کی بات ختم ہوئی تو اُس نے مسکرا کر عصام کی طرف دیکھا۔

"اور تمہیں اتنا سب کیسے معلوم ہے؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ عصام تم ایک بات بھول گئے ہو۔۔۔انٹیلیجنٹ لوگوں کا مشاہدہ بہت اچھا ہوتا ہے۔میں نے ایک ایلیٹ کلاس کے ریسٹورانٹ میں کام کیا ہے جہاں پر ہر دوسرے دن کسی نہ کسی لڑکی یا پھر لڑکے کا بریک اپ ہو ہی رہا ہوتا تھا۔زیادہ تر لڑکیاں بریک اپ کرتیں ہیں کیونکہ وہ پیسہ دیکھتی ہیں۔لڑکوں کو اس بات سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ بقول تمہارے وہ صرف ٹائم پاس کر رہے ہوتے ہیں۔"آنکھوں میں فاتحانہ چمک در آئی تھی۔

"سچ میں مشاہدہ تو اچھا ہے تمہارا۔"وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"ایک سوال میں پوچھوں؟"وہ اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"پوچھو۔"اُس نے جوس کا ایک اور گھونٹ بھرا۔

"وہ جو وہاں سامنے ڈانس فلور کے پاس لڑکا کھڑا ہے وہ کیا سوچ رہا ہے؟"ڈانس فلور اور اُن دونوں کے درمیان کچھ خاص فاصلہ نہ تھا۔سامنے موجود لڑکے کا چہرہ عصام با آسانی دیکھ سکتا تھا۔وہ لڑکا وہاں کھڑا ڈانس فلور پر ناچتی ہوئی ایک لڑکی کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا اور اپنے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بغل میں کھڑے دوستوں کے ساتھ بلند آواز میں قہقہے بھی لگا رہا تھا۔ عصام نے زویا کی طرف چہرہ موڑا پھر سپاٹ سے انداز میں کہا۔

"جو وہ سوچ رہا ہے میں تمہیں بتانا پسند نہیں کروں گا کیونکہ وہ کافی واحیات سوچ ہے۔"

"واہ جینیئس۔ صرف آنکھوں کا تاثر پڑھ کر لوگوں کی سوچ بتا دیتے ہو۔" وہ اس سے خاصی امپریس ہوئی تھی۔

"کسی مرد کی آنکھوں کا تاثر پڑھنے کے لیے جینیئس ہونا ضروری نہیں ہے صرف مرد ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ صرف ایک مرد ہی دوسرے مرد کی سوچ اُس کی نظروں سے پڑھ سکتا ہے۔"

"تبھی تم نے اس لڑکے کو فوراً بھگا دیا تھا۔" اس کا اشارہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہوئے واقعے کی طرف تھا۔ وہ آہستہ سے بولی تھی مگر عصام اُس کی بات سن چکا تھا۔

"تم نے اسے کچھ کہا ہی نہیں اس لیے مجھے کہنا پڑا!" وہ اُس کی طرف دیکھ کر کندھے اُچکاتے ہوئے رہا تھا۔

"میں اسے منع کرنے ہی والی تھی کہ تم آ گئے۔" وہ خفا سا کہہ رہی تھی۔

"رول نمبر ون!" تھی "کچھ نہیں ہوتا ہے زویا سب کچھ "ہے" ہوتا ہے۔" وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "تمہیں اس لڑکے کو وہاں بیٹھنے سے پہلے ہی روک دینا چاہیے تھا۔" زویا اُس کے خفا سے انداز پر مسکرائی تھی۔

"ویسے یہ کلب کس کا ہے؟" نہ جانے کیوں اُس نے یہ سوال پوچھ لیا تھا۔

"تمہیں کس کا لگتا ہے؟" وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"تمہارا؟" عصام کے چہرے پر آئی مسکراہٹ اگلے لمحے ہی غائب ہوئی تھی۔

"اس وقت مجھے تمہارا مشاہدہ زیرو لگ رہا ہے۔" سارا موڈ خراب ہو گیا تھا۔

"جتنے دھڑلے سے تم یہاں کھڑے ہو وہ دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ یہ کلب تمہارا ہے۔" عصام ہلکا سا مسکرایا۔ زویا نے جوس کا ایک گھونٹ بھرا۔

"یہ کلب عاہل مستجاب کا ہے۔"

یکدم ہی اسے اچھو لگا تھا۔اب وہ کھانس رہی تھی۔

"کس۔۔۔کا۔۔۔کلب ہے۔۔۔یہ؟"وہ کھانسنے کے درمیان بول رہی تھی۔

"عاہل مستجاب کا۔"وہ عام سے لہجے میں بول رہا تھا اور وہاں زویا کی جان تک نکل گئی تھی۔

"تم ہمیشہ مجھے اپنی باتوں سے اتنے بڑے جھٹکے کیوں دیتے ہو؟"وہ اُس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

"آئندہ بات کرنے سے پہلے disclaimer دوں گا!"وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"ہم عاہل مستجاب کے کلب میں کیا کر رہے ہیں؟ایک منٹ اگر اُس نے ہمیں یہاں دیکھ لیا تو؟"وہ پریشان سی کہہ رہی تھی۔

"فکر مت کرو۔ہمارے جانے کے بعد میں سی سی ٹی وی فوٹیجز کے ساتھ تھوڑی سی شرارت کروں گا۔عاہل مستجاب کیا اس کے فرشتے کو بھی معلوم نہیں ہو گا کہ ہم دونوں یہاں کبھی آئے بھی تھے!"وہ مسکرایا تو ایک طرف سے ہونٹ اوپر کو اٹھا تھا۔

"تمہیں تو شیطان کا پرسنل سیکریٹری ہونا چاہیے تھا۔"زویا نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"غلط! شیطان کو میرا پرسنل سیکریٹری ہونا چاہیے تھا!"ہونٹ ایک کمینی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

****

وہ دونوں کلب سے نکل آئے تھے اور اب گھر واپس جا رہے تھے۔ گاڑی میں بلکل خاموشی تھی۔ عصام کی تموم تر توجہ اس وقت سڑک پر مرکوز تھی اور زویا اپنے خیالوں میں گم چہرہ شیشے کی طرف موڑے باہر دیکھ رہی تھی۔ وہ جب سے گاڑی میں آ کر بیٹھی تھی بلکل خاموش تھی۔ عصام سے جب مزید یہ خاموشی برداشت نہ ہوئی تو آخر کار اُس نے زویا سے اُس کی خاموشی کی وجہ پوچھ ہی لی۔

"تم کیا سوچ رہی ہو؟"نظریں ہنوز سڑک پر مرکوز تھیں۔ زویا نے عصام کی طرف چہرہ موڑا۔

"دو باتیں ہیں۔"

"پہلی بات؟" وہ سادہ سے لہجے میں بولا۔

"تم نے کل رات گیم کھیلتے ہوئے آخر میں جو قتل والی بات کی تھی۔۔۔ کیا وہ سچ تھا؟" ایک عجیب سا خوف تھا جو زویا کو محسوس ہو رہا تھا۔ عصام نے اُس کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔

"کیا؟ اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟" اس نے غصے سے آبرو سکیڑے۔

"تم نے اُس بات کو سیریئس لے لیا زویا؟ میں مزاق کر رہا تھا۔" وہ ہنسے ہی جا رہا تھا۔ "اوہ مائی گاڈ! کیا تم نے سچ میں میری بات کو سیریئس لے لیا تھا؟" وہ اپنی ہنسی قابو کرنے کی ناکام کوشش میں تھا۔

زویا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔ وہ اب تک ہنس رہا تھا اور وہ اسے گھور رہی تھی۔

"ہاں تو تم اتنے سیریئس انداز میں اس قسم کی باتیں کرتے ہی کیوں ہو کہ سامنے بیٹھے انسان کا سانس تک بند ہو جائے! کل رات سے یہ بات سوچ سوچ کر میری نیند حرام ہو گئی ہے!" وہ غصے سے سرخ ہوا چہرہ لیے اُس پر برس رہی تھی۔

"میں صرف سانسیں بند کرنے والی ہی نہیں۔۔۔دل کی دھڑکنیں تک بند کر دینے والی باتیں بھی کرتا ہوں۔" عصام نے اُس کی طرف مسکرا کر دیکھا تھا۔ زویا کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔

"آئندہ اگر تم نے ایسا مزاق کیا تو میں تمہاری جان لے لوں گی!" وہ اسے باور کروانے کی ناکام کوشش میں تھی۔

وہ تابعداری سے سر ہلا گیا تھا۔ پھر دوبارہ نظریں سڑک پر مرکوز کر لیں۔

"کیا صرف یہی بات مزاق تھی؟ باقی ہر بات بھی کہیں مزاق تو نہیں تھی؟" اس وقت اس کے ذہن میں بہت سے شک و شبہات تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔ صرف یہی بات مزاق تھی۔ میں کوئی قتل نہیں کرنے والا ہوں۔ میں صرف مستجاب علی کے خاندان کو برباد کرنے والا ہوں۔ یہی میرا مقصد ہے۔ باقی ہر بات سچی تھی۔" اُس کے لہجے میں کچھ تھا کہ زویا کے تموم تر شک و شبہات یکدم ہی غائب ہو گئے تھے۔

"پھر ٹھیک ہے۔" وہ اب بھی خفا تھی۔ عصام کو بے اختیار ہنسی آئی۔

"اب کیوں ہنس رہے ہو؟" زویا کو ایک بار پھر شدید غصّہ چڑھا تھا۔

"بس کچھ یاد آ گیا تھا۔ اب یہ بتاؤ دوسری بات کیا تھی؟" دوسری بات یاد آنے پر زویا سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

"یہ کلب اتنے آرام سے کیوں کھڑا ہے عصام؟" اُس کی آواز میں حیرانی تھی۔

"مطلب؟" وہ اُس کا سوال سمجھ نہیں سکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مطلب یہ کہ سب جانتے ہیں کہ اُس کلب میں شراب موجود ہے۔ لوگ ڈرگز کر رہے ہیں۔ وہاں ہر وہ غلط کام ہو رہا ہے جس سے ہمارا مذہب اور قانون دونوں منع کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ سب اتنے آرام سے کیسے ہو رہا ہے؟ کوئی کچھ کہتا کیوں نہیں ہے؟ نظروں کے سامنے سب ہوتے ہوئے بھی سب خاموش کیوں ہیں؟ کیا کسی کو فرق نہیں پڑتا؟"

"یہ صرف ایک کلب نہیں ہے زویا۔" اُس نے لفظ ایک پر زور ڈالتے ہوئے کہا۔ "عاہل مستجاب کے ایسے کئی کلبز پورے ملک میں موجود ہیں۔ لیکن پھر بھی کوئی کچھ نہیں بولتا ہے۔ کوئی کچھ نہیں کرتا ہے۔ سب اس کلب اور اُس کی سرگرمیوں سے واقف ہیں لیکن کوئی کچھ نہیں بولے گا۔ نہ عوام۔ نہ ٹی وی پر بیٹھنے والے اینکرز۔ نہ بیوروکریٹس اور نہ ہی سیاستدان۔" وہ شکست خوردہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"کیوں؟" لفظ تو چھوٹا سا تھا لیکن سوال بہت بڑا تھا۔

"کیونکہ یہ سب بکے ہوئے ہیں۔ ٹی وی پر بیٹھا اینکر وہی بولے گا جو اُس کے بینک اکاؤنٹ کو بھرنے والا سینیئر اُس سے بولنے کو کہے گا۔ بیوروکریٹس ویسے ہی کرپٹ ہیں۔ اور

سیاستدان؟ تو وہ اپنے ساتھی سیاستدانوں اور بزنس پارٹنرز کے کالے کرتوتوں پر تب تک کیچڑ نہیں اچھالتے جب تک سامنے والا سیاستدان اُن کے ساتھ مخلص رہتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کے کاروبار تو ہر سیاستدان کے ہوتے ہیں۔ اپوزیشن میں بیٹھے کسی شخص کے کاروبار پر اگر کوئی پاور میں بیٹھا آدمی انگلی اٹھائے گا تو اسے معلوم ہے کہ جب وہی اپوزیشن میں بیٹھا آدمی پاور میں آئے گا تو وہ بھی اُس کے کالے کاروبار پر روشنی ضرور ڈالے گا۔ اس لیے یہ سیاستدان ایک دوسرے کے چھپے ہوئے کاروبار کے متعلق بات کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ پیچھے بچی عوام۔ اِس عوام کو غربت اور افلاس کی چکی میں پسنے کی اس قدر عادت اور ضرورت پڑ چکی ہے کہ اُن کے پاس ایکانومی اور ڈیویلپمنٹ پر بات کرنے لیے وقت ہی نہیں ہے۔ جو جیسا ہے وہ اسے ویسا ہی قبول کر کے اپنے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ آخر کو ہماری عوام کے مطابق اگر سیاستدان پیسہ کھاتا ہے تو لگاتا بھی تو ہے نا!" آخر میں وہ اپنی بات پر طنزیہ سا مسکرایا تھا۔

"کیا عاہل مستجاب پر ہاتھ ڈالنا اتنا مشکل کام ہے؟ کیا سسٹم اتنا کمزور ہے؟" وہ اُس کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھ رہی تھی۔

"تم جانتی بھی ہو عاہل مستجاب آخر ہے کون؟" وہ سوال کے جواب میں ایک مزید بڑا سوال پوچھ رہا تھا۔ کیا تمہیں بھی جاننا ہے کہ عاہل مستجاب اصل میں کون ہے؟

زویا کو خاموش پا کر اُس نے بولنا شروع کیا۔

"عاہل مستجاب بظاہر pharmaceutical companies کے لیے medicinal drugs کا سب سے بڑا سپلائر ہے۔ لیکن محض دنیا کے سامنے۔ پردے کے پیچھے وہ پاکستان کی ڈرگ مافیا کا بادشاہ ہے۔ پسِ پردہ وہ medicinal drugs کی آڑ میں پاکستان میں ڈرگز کی سپلائی بھی کر رہا ہے۔ رایان مستجاب نے آج سے چھے سال پہلے اپنے باپ کے اس کالے کاروبار کو سنبھالنا شروع کیا تھا لیکن عاہل کے اس ڈرگ مافیا کی دنیا میں اپنے قدم رکھتے ہی اس نے اسے ایک سلطنت میں تبدیل کر دیا۔ اسے لوگوں کو اپنا اسیر بنانا آتا ہے۔ اسے لوگوں کی کمزوریوں کو استعمال کرنا آتا ہے۔ آسان لفظوں میں اسے

لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا آتا ہے۔اور جس سسٹم کی تم بات کر رہی ہو نا۔۔۔وہ سسٹم اُس کی جیب میں پڑا ہے۔اس لیے زویا بولنا تو دور کی بات ہے کوئی عاہل مستجاب پر انگلی بھی نہیں اٹھائے گا کیونکہ بظاہر وہ کوئی غلط کام نہیں کر رہا ہے۔اور جہاں تک بات ہے اُس کے کلبز کی تو دن کے وقت یہ سارے کلبز میٹنگ پلیسس کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔جو مناظر تم ابھی دیکھ کر آئی ہو وہ سب تو صرف رات کو ہوتا ہے۔"

عصام نے گاڑی زویا کے گھر کے باہر روک دی تھی۔

"مستجاب خاندان کی بربادی کے ساتھ ہی اس خاندان کے تموم کچے چٹھے کھلیں گے۔اس خاندان کی تموم سیاہ کاریاں میں منظرِ عام پر لاؤں گا۔"زویا نے نظریں اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔اس کی نظریں ونڈ اسکرین پر مرکوز تھیں۔

"کرسی کی پیٹی باندھ لو زویا۔کل سے ہم پلان اور تمہاری ٹریننگ پر کام کرنے والے ہیں۔"

"ہم یہ جنگ جیتیں گے۔"وہ آہستہ سے کہہ کر گاڑی سے اتر گئی تھی۔اس کا انداز تسلی دینے والا تھا۔

عصام نے گاڑی کی سیٹ کی پشت کے ساتھ اپنا سر ٹکا دیا اور آنکھیں موند لیں۔

"ہمیں یہ جنگ ہر حالت میں جیتنی ہی ہو گی۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔ "دیئر از نو گوئنگ بیک!"

وہ آنکھیں بند کئے زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * *

سیاہ آسمان پر بادل نہ ہونے کے برابر تھے۔ موسم خوشگوار تھا۔ یہ ایک اعلیٰ طرز کے خوبصورت بنگلے کے ڈائننگ ہال کا منظر تھا۔ ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر رایان بیٹھا ہوا تھا اور اُس کی دائیں جانب حیدر مستجاب۔ دونوں اس وقت اپنی پلیٹوں میں کھانا چننے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ یہ حیدر مستجاب کا بنگلہ تھا۔ وہ عاہل کی وجہ سے اُن کے گھر میں نہیں رہتا تھا اور آج رایان اُس کے گھر کھانے پر آیا ہوا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے رایان۔۔۔ عاہل انویسٹرز لانے میں کامیاب ہو جائے گا؟" حیدر چہرے پر پریشانی لیے پوچھ رہا تھا۔

رایان نے چاول پلیٹ میں نکالے پھر فرصت سے حیدر کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے حیدر؟ کیا وہ ایسا کر پائے گا؟"

"وہ ایسا نہیں کر پائے گا۔ الیکشن کا وقت ہے۔ اس وقت سب اپنا پیسہ الیکشن میں انویسٹ کریں گے نہ کہ ڈرگز کی کسی ڈیل میں۔ میرے نزدیک عاہل بیوقوفی کر رہا ہے۔ اسے چاہیے کہ اس وقت ڈرگز کی کسی ڈیل پر دھیان دینے کے بجائے کلبز پر دھیان دے۔" رایان پوری یکسوئی سے حیدر کو سن رہا تھا۔ حیدر کی بات ختم ہوئی تو وہ مسکرایا۔

"غلط حیدر۔ عاہل انویسٹرز لے آئے گا۔" اُس کا انداز پرسکون تھا۔

"تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو رایان کہ عاہل انویسٹرز لے آئے گا؟" اسے جیسے رایان کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

"وہ عاہل مستجاب ہے۔ اُس کا نام ہی کافی ہے یہ بتانے کے لیے کہ وہ کوئی کام کر سکتا ہے یا نہیں۔" اُس نے چاولوں کا بھرا ہوا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔ حیدر نے بیزاری سے پہلو بدلا تھا۔ اسے رایان کا عاہل پر اس قدر اعتماد ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

"مگر انویسٹرز آئیں گے کہاں سے؟"اب کے حیدر نے ذرا بیزار لہجے میں پوچھا۔

"وہ عاہل ہے۔اُس کے کانٹیکٹس کم نہیں ہیں۔اور ویسے بھی جہاں تک میں جانتا ہوں اُس کے پاس اس وقت بھی دو سے تین انویسٹرز تو لازمی ہوں گے۔"رایان کھانے کی طرف متوجہ ہوا کہہ رہا تھا۔

"تو اگر تمہیں انویسٹرز مل ہی جانے تھے تو پھر تم نے عاہل سے اس ڈیل کے متعلق اتنی بحث کیوں کی؟سیدھا سیدھا ڈیل کے لیے مان کیوں نہیں گئے تم؟"حیدر کو سب سے زیادہ اس بات میں دلچسپی تھی۔

رایان کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ اُبھری تھی۔ایک شیطانی مسکراہٹ۔

"مجھے اسے ذلیل کرنے میں مزہ آتا ہے۔وہ پاکستان میں بزنس کے متعلق کوئی بھی فیصلہ لینے میں مکمل طور پر آزاد ہے لیکن فارن ڈیلز کرتے ہوئے اسے میری رضامندی درکار ہے۔پچھلے پانچ سالوں سے ڈیڈ پاور میں تھے۔چھ سال پہلے میں نے اس ڈرگز کے بزنس کی بنیاد رکھی تھی لیکن ڈیڈ اسے بھی کچھ دینا چاہتے تھے۔اس لیے انہوں نے مجھے سیاست کی طرف

آنے کو کہا تا کہ اگلے الیکشنز میں میں اُن کے ساتھ کھڑا ہو سکوں۔ لیکن میں پوری طرح اُس سے غافل کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ اپنے دشمن سے غافل ہو جانا دنیا کی سب سے بڑی غلطی ہے۔ میں نے ڈیڈ سے کہہ کر بزنس کے چند معاملات اپنے پاس رکھے تھے اور باقی سب اسے دے دیا۔" رایان خاموش ہو گیا۔ چند لمحے وہ یونہی اپنی پلیٹ کو دیکھتا رہا۔

"وہ اُس کے اندر کے شر کو پہچانتے تھے۔ اُنھیں پتا تھا کہ ایک دن اُس کے اندر کا شر اسے ایک بہت بڑا گدھ بنا دے گا اور وہی ہوا آج وہ ہم دونوں سے بھی بڑا گدھ ہے۔ ڈیڈ کہتے نہیں ہیں لیکن عاہل سے بے پناہ نفرت ہونے کے باوجود بھی وہ اُس کی قابلیت سے بہت خوش ہیں۔ اُن کے دونوں فیوریٹ بیٹے بھی عاہل کا مقابلہ نہیں کر پائے کبھی۔" رایان نے ہنکارا بھرا۔ اسے اس وقت عاہل سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

"کلب میرے نام تھا اور اُس کے اختیارات بھی۔ مجھے عاہل سے شدید نفرت ہے۔ اور میں اسے ہر چیز کا کنٹرول نہیں دینا چاہتا تھا اس لیے حیدر۔۔۔" رایان نے نظر اٹھا کر اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں نرمی لیے حیدر بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں نے تمہیں اس کلب کے اختیارات دیے تا کہ تم وہ کرو جو میں چاہتا ہوں۔ جو صحیح ہے۔" حیدر نے پلکیں جھپکا کر اپنے بھائی کو اپنی مخلصی باور کروائی تھی۔

"تم فکر مت کرو۔ میں اسے سب ہڑپنے نہیں دوں گا۔ جتنی نفرت تم اُس سے کرتے ہو۔ میں اس سے کئی زیادہ نفرت اُس سے کرتا ہوں۔" اُس کے لہجے میں عاہل کے لیے حقارت کے سوا کچھ نہ تھا۔

"حیدر اگر تمہیں اسے ہرانا ہے تو اُس کی کمزوریاں ڈھونڈھو۔ اُس کی کمزوری ڈھونڈھو اور پھر اُس پر وار کرو۔ کسی کی کمزوری پر کیا گیا وار کاری ثابت ہوتا ہے۔"

رایان اسے اب سمجھا رہا تھا۔ وہ عاہل کو اپنے باپ کی نظروں میں خود سے ایک قدم بھی اوپر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"میں یہ کروں گا۔ مجھے بھی وہ زمین پر گرا ہوا ہی اچھا لگتا ہے۔" حیدر رایان کی طرف دیکھ کر پر سکون سے انداز میں مسکرایا تھا۔ وہ دونوں واپس کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

* * * * * * * * * * * * * * *

دوسری طرف آؤ تو عاہل اپنے کمرے کی بالکنی میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ وہ اپنے بھائیوں کی اپنے لیے نفرت سے بے خبر نہیں تھا۔ وہ یہ بات جانتا تھا کہ اُس کے اپنے ہی اسے گرانے میں لگے ہوئے تھے۔ لیکن کیا عاہل مستجاب نے کبھی کسی اپنے کو دھوکا نہیں دیا تھا؟ کیا اس نے کبھی کسی اپنے کا دل نہیں دکھایا تھا؟ آؤ میں تمہیں عاہل کے اُس دھوکے کا قصہ سناتی ہوں جو آج بھی کسی زخم کی مانند اسے تکلیف دیتا تھا۔ ایسا زخم جس سے آج گیارہ سال بعد بھی خون رستہ تھا۔ آؤ ذرا زندگی کی کتاب کے صفحوں کو پلٹتے ہیں اور گیارہ سال پیچھے 2017 میں چلتے ہیں۔

یہ وہ وقت تھا جب ابھی زارا ہاشم کی موت کو زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔ شہریار خان کے لیے عصام کو سنبھالنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ وہ صرف پندرہ سال کا تھا۔ وہ زندگی سے بیزار رہنے لگا تھا۔ وہ اپنے نقصان پر روتا نہیں تھا لیکن کچھ کہتا بھی نہیں تھا۔ وہ بلکل خاموش ہو گیا تھا۔ اندر ہی اندر اسے ضرورت تھی۔ اسے اپنی ماں کی ضرورت تھی۔ وہ ماں جو اُس کی سب سے اچھی دوست تھی۔ جو اُس کے لیے پوری دنیا سے لڑ سکتی تھی۔ جو اُس کے لیے سب کر سکتی

تھی۔وہ تھی تو خوشی محسوس ہوتی تھی،اب وہ نہیں تھی تو کچھ محسوس نہ ہوتا تھا۔زارا کی وفات نے جیسے عصام سے محسوس کرنے کی حس بھی چھین لی تھی۔ماہا اور ریاض بہت کوشش کرتے تھے کہ وہ عصام کا دھیان دوسری چیزوں کی طرف دلا سکیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا وہ دنیا کو جیسے بھول چکا تھا۔وہ شہریار اور اپنے دوستوں کو یہی دکھاتا تھا کہ وہ بلکل ٹھیک ہے لیکن سب جانتے تھے وہ ٹھیک نہیں تھا خود عصام بھی جانتا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں تھا۔لوگوں کے سامنے "I'm fine" کہنا تو بہت آسان ہوتا ہے لیکن خود سے ہی "I'm fine" کہنا کسی عذاب کی طرح ہوتا ہے۔یہ بات عصام کو اپنی زندگی میں پہلی بار معلوم ہوئی تھی۔پورا دن وہ سب کے سامنے رف اینڈ تف گائے کا ایک خول چڑھا کر رکھتا تھا اور رات کو جب وہ اپنے بستر پر گرتا تھا تو اس کا وہ خول چٹخ جاتا تھا۔وہ تکیے میں منہ چھپائے روتا تھا۔اسے لگتا تھا کہ اُس کے آنسوؤں کا گواہ صرف اُس کا تکیہ اور اللہ تھا لیکن وہ غلط تھا۔کمرے کے باہر دروازے سے پشت لگا کر کھڑے شہریار بھی اپنے بیٹے کے آنسوؤں کے گواہ تھے۔اگر وہ ہر رات اپنی ماں کو یاد کر کے روتا تھا تو دروازے کے ساتھ

پشت لگا کر کھڑے شہریار کی آنکھیں بھی اپنی بیوی کو یاد کر کے بھیگ جاتی تھیں۔ نقصان اُن دونوں کا ہوا تھا لیکن اپنے ہوئے نقصان پر بات کرنے کے لیے کوئی بھی راضی نہ تھا۔ عصام کے لیے زندگی بے رنگ ہو کر رہ گئی تھی۔ لیکن اسے معلوم ہی نہ تھا کہ اُس کی خزاں نما زندگی بہت جلد بہار میں تبدیل ہونے والی تھی۔

یہ عصام کے او لیولز کا پہلا سال تھا۔ عصام کو ہمیشہ سے ہی شہریار کے بزنس کو آگے مزید بڑھانے میں انٹرسٹ تھا۔ وہ پڑھائی مُکمل کر کے ہمیشہ سے دی خان انٹرپرائزز کو سنبھالنے کا خواب دیکھتا تھا۔ اس لیے اُس کے سارے الیکٹو سبجیکٹس بھی بزنس کے ہی متعلق تھے۔ سوائے ایک کو چھوڑ کر۔ اُس نے ناجانے کس خیال کے تحت وہ ایک سبجیکٹ آرٹس کا چوز کیا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ اُس کا یہ انتخاب اُس کی ساری زندگی کو بدل کر رکھ دینے والا تھا۔

اُس کا یہ انتخاب اسے زندگی دینے والا تھا۔

اُس کا یہ انتخاب اُس سے زندگی چھین لینے والا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ایک اعلیٰ درجے کا انٹرنیشنل اسکول تھا۔ ماہا اور ریاض بھی اُس کے ساتھ اسی اسکول میں تھے لیکن اُن تینوں کے الیکٹو سبجیکٹس ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ عصام شروع سے ہی ایک جینیئس اور بریلینٹ اسٹوڈنٹ واقع ہوا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا؟ اُس کا آئی کیو لیول 158+ تھا۔ وہ کوئی عام بچا نہیں تھا۔ وہ سب سے خاص تھا۔ وہ اپنی غیر معمولی کارگردگی کی بنا پر اپنے کلاس کے ساتھ ساتھ پورے اسکول میں بھی بے حد مشہور تھا۔ اُس کے مشہور ہونے میں رہی سہی کسر اس بات نے پوری کر دی تھی کہ وہ شہریار خان کا بیٹا تھا۔ اکیڈیمکس اور کو کریکیولرز میں بھی وہ پرفیکٹ تھا۔ وہ ہر کام میں ماہر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لیکن اسکول شروع ہونے کے چند دنوں بعد ہی اسے ایک بات معلوم ہوئی۔ وہ پینٹنگ بھول چکا تھا۔ وہ پینٹنگ کرنا چاہتا تھا لیکن کر نہیں پاتا تھا۔ کینوس سامنے پڑا رہتا لیکن اُس کے ذہن میں کوئی تصور آتا ہی نہیں تھا۔ وہ کچھ بنا ہی نہیں پاتا تھا۔ دماغ کی سلیٹ جیسے خالی ہو جاتی تھی۔ رنگ جیسے اُس کے لیے اجنبی تھے۔ پھیکے اور بے رونق۔ اُس کے ٹیچرز حیران تھے کہ ایک 158+ آئی کیو لیول کا لڑکا پینٹنگ نہیں کر پا رہا تھا۔ Imaginary

Painting تو دور کی بات تھی وہ Still Life Painting بھی نہیں کر پا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے رنگ اور خیالات اُس سے خفا تھے۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ یہ رنگ یوں اسے تنگ کرنے والے تھے تو وہ آرٹس کا سبجیکٹ رکھتا ہی نہیں۔ اسے یہ اب اپنی زندگی کی آج تک کی سب سے بڑی غلطی لگ رہی تھی۔

آج عصام کو اُس کی پینٹنگ کی ٹیچر نے کلاس کے سب سے بہترین اور قابل سٹوڈنٹ کے ساتھ بٹھایا تھا اس غرض سے کہ شاید وہ کلاس کے اس بچے سے کچھ سیکھ ہی لے۔ جانتے ہو وہ بچہ کون تھا؟ وہ بچہ پندرہ سالہ عاہل مستجاب تھا۔ وہ اپنی کلاس کا سب سے بہترین پینٹر تھا۔ ٹیچرز اُس کے بنائے ہوئے شاہکار دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔ اُنھیں حیرت ہوتی تھی کہ آخر ایک پندرہ سالہ بچہ اتنی گہری باتیں اپنی پینٹنگ میں چھپاتا کیسے تھا؟ عاہل کے تموم سبجیکٹس آرٹس کے ہی تھے۔ ملیحہ نے اسے گرو کرنے کی اسپیس دی تھی۔ اپنے لیے فیصلہ لینے اور انتخاب کرنے کی آزادی اسے ملیحہ نے دی تھی۔ یہ پندرہ سالہ عاہل وہ عاہل نہ تھا جو

باپ کا پیار نہ ملنے پر رویا کرتا تھا۔یہ عاہل مضبوط تھا۔یہ عاہل اپنا موازنہ اپنے بھائی کے ساتھ نہیں کرتا تھا۔یہ عاہل اپنا موازنہ صرف خود کے ساتھ کرتا تھا۔یہ عاہل پر اعتماد تھا۔

وہ دونوں اسٹول پر بیٹھے تھے۔اُن کے سامنے کینوس اور پینٹنگ کے مختلف ٹولز پڑے ہوئے تھے۔عاہل نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے لڑکے پر ڈالی اور پھر وہ واپس اپنے کینوس کی طرف متوجہ ہو گیا۔اسے ٹیچر کی طرف سے عصام پر نظر رکھنے اور اُس کی مدد کرنے کے لیے خاص طور پر ہدایات دی گئی تھیں۔سٹوڈنٹس کو کہا گیا تھا کہ وہ اپنے تخیل کا استعمال کر کے کچھ بھی بنا سکتے تھے۔کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاہل کینوس پر خوبصورتی سے رنگوں کو بکھیرتے ہوئے پہاڑوں اور ندیوں کے قدرتی مناظر پینٹ کر رہا تھا۔اُس کے ہاتھ کسی ماہر پینٹر کی طرح چل رہے تھے۔دوسری طرف عصام خالی کینوس کو تک رہا تھا۔اسے کوئی آئیڈیا ہی نہیں آرہا تھا۔وہ پینٹنگ اور اسکیچنگ کی کلاس میں ہمیشہ اسی طرح بلینک بیٹھا ہوتا تھا۔عاہل بار بار کن انکھیوں سے عصام اور اُس کے خالی کینوس کو دیکھ رہا تھا۔اُس کے لیے یہ یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ 158+ آئی کیو

لیول کا حامل وہ لڑکا ایک خالی کینوس کے ساتھ پچھلے آدھے گھنٹے سے بیٹھا لب کاٹ رہا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹے کی کلاس جب ختم ہوئی تو عاہل نے ایک بار پھر عصام کے کینوس کی طرف دیکھا۔ وہ اب بھی خالی تھا۔ عصام اٹھ کر جانے لگا لیکن عاہل کے پکارنے پر رُک گیا۔

"تم نے کچھ بنایا کیوں نہیں؟" وہ سادہ سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ میں کچھ تصور نہیں کر پا رہا تھا۔ پینٹنگ اور اسکیچ کرتے ہوئے میرا دماغ کسی بلینک شیٹ کی طرح ہو جاتا ہے۔" عصام نے عاہل کی طرف مڑے بغیر کہا۔ پتا نہیں وہ اتنا کچھ کیوں بول گیا تھا؟ وہ تو اُس لڑکے کو جانتا بھی نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاہل نے اپنا بیگ کندھے پر ٹانگا اور پھر وہ عصام کی طرف مڑا۔ عصام نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آئندہ جب تم کلاس میں داخل ہونا تو اپنا اسٹریس اور ڈپریشن کلاس سے باہر چھوڑ کر آنا۔" وہ نارمل سے کہتا ہوا کلاس سے نکل گیا۔

وہ حق دق سا کھڑا یہی سوچتا رہ گیا کہ آخر صرف ایک ملاقات میں وہ لڑکا اُس کے اندر تک کیسے جھانک گیا تھا؟ وہ بات جو وہ کسی سے بھی نہیں کہتا تھا وہ محض ایک ملاقات میں اسے کیسے پتا چل گئی تھی؟

****

آج آرٹ کی کلاس اسکول کے پلے گراؤنڈ میں رکھی گئی تھی۔ درمیانی کٹی ہوئی گھاس پر کلاس کے سارے اسٹوڈنٹس اسٹولز پر اپنے سامنے کینوس رکھے بیٹھے تھے۔ پلے گراؤنڈ بلکل کسی چھوٹے سے باغ کا منظر پیش کرتا تھا۔ ایک طرف مختلف اقسام اور رنگوں کے پھول کیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا تالاب تھا جس کی گہرائی بہت کم تھی۔ عاہل کے ساتھ خالی اسٹول دیکھ کر عصام ایک گہرا سانس بھرتا ہوا وہاں آبیٹھا تھا۔ عاہل نے چہرہ موڑ کر عصام کی جانب دیکھا۔ پھر مسکرا کر مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"عاہل مستجاب۔" انداز خوشگوار تھا۔

Clubb of Quality Content

عصام ہلکا سا مسکرایا۔ پھر اپنی طرف بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔ اگر آج عصام کو وقت میں پیچھے سفر کر کے کچھ بدلنے کا موقع ملتا تو وہ کبھی بھی عاہل مستجاب کا ہاتھ نہ تھامتا۔

"عصام شہریار خان۔" انداز سادہ سا تھا۔

"کیا آج بھی اپنا ڈپریشن اور اسٹریس ساتھ لائے ہو؟" عاہل پیلٹ (palette) میں مختلف رنگوں کو اُنڈیلتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"پہلے یہ بتاؤ تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں ڈپریسڈ اور اسٹرسڈ ہوں؟" عصام آنکھوں کو سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ عاہل نے عصام کی طرف دیکھا۔

"تم صبح اٹھ کر اپنا چہرہ آئینے میں نہیں دیکھتے ہو کیا؟"

"مطلب؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارے چہرے اور ایک ڈپریشن کے مریض کے چہرے کے درمیان زیادہ کوئی فرق نہیں ہے۔ سکون اور مسرت کا کوئی آثار نظر نہیں آتا مجھے تمہارے چہرے پر۔" وہ کندھے اُچکاتے ہوئے بڑے ہی پر سکون سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

اب کی بار عصام کو اُس کے تبصرے پر غصہ آیا تھا۔

"اچھا۔ اور تو کسی کو میرا چہرہ اتنا بے رونق نہیں لگتا۔ تمہارے علاوہ۔" وہ تپے ہوئے انداز میں بولا تھا۔ آج کل اسے فوراً سے پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصّہ آجایا کرتا تھا۔

عاہل نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ پھر عصام کی طرف دیکھ کر کندھے اُچکائے۔

"اب ہر کوئی عاہل مستجاب تو ہو نہیں سکتا ناں۔" کیا بے نیازی تھی وہاں۔

"پھنے خاں نہ ہو تو!" وہ ابھی بھی غصے میں ہی تھا۔ عاہل اُس کی طرف سے خود کو دیئے گئے نام پر ہنس پڑا تھا۔ اسے ہنستا دیکھ عصام کے تنے ہوئے تاثرات ڈھیلے پڑے۔ شاید وہ ایک بار پھر سے غصے میں آرہا تھا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ۔ اگر تم سے پینٹنگ نہیں ہوتی تھی تو پھر تم نے آرٹس کا سبجیکٹ رکھا ہی کیوں؟" وہ پینٹ برش اٹھا چکا تھا۔ عصام کینوس کے سامنے ایک بار پھر سے بلینک دماغ کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے پینٹنگ آتی ہے اور مجھے بہت پسند بھی ہے۔ یا شاید کہنا چاہیے کہ پینٹنگ آتی تھی۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے۔۔۔ کچھ وقت سے۔۔۔ میں رنگوں کو بھول گیا ہوں۔ میں جیسے رنگوں کے ساتھ غیر مانوس سا ہو گیا ہوں۔" اُس کا انداز ٹوٹا ہوا سا لگتا تھا اور عاہل نے یہ بات محسوس کی تھی۔ اس نے چہرہ موڑ کر عصام کی طرف دیکھا جو سر جھکائے پیلٹ کے کنارے کو انگوٹھے سے خرچ رہا تھا۔ اُس کا دل اسکول کے سب سے بہترین اسٹوڈنٹ کو یوں دیکھ کر نا جانے کیوں دکھا تھا۔ وہ عصام کے نقصان سے واقف تھا لیکن وہ چپ تھا۔ شاید کچھ بھی کہنے یا پوچھنے کے لیے یہ وقت صحیح نہیں تھا۔ نا جانے کیوں عاہل کا دل چاہا کہ وہ عصام کو بلکل ٹھیک کر دے۔

"رنگوں کی زبان آتی ہے تمہیں عصام؟" وہ اُس کی طرف دیکھتا ہوا مسکرا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا؟"عصام نے اچھنبے سے عاہل کی طرف دیکھا۔

"رنگوں کی بھی زبان ہوتی ہے۔Color Symbolism۔ ہر رنگ ذو معنی ہوتا ہے۔"عاہل نے برش کلرپیلٹ میں موجود سرخ رنگ میں ڈبویا پھر برش سے کینوس پر پینٹ کرنے لگا۔"سرخ رنگ عشق کی علامت ہے۔ عشق خون کی طرح خوفناک اور گلاب کی طرح خوبصورت ہوتا ہے۔"اُس کا لہجہ سادہ سا تھا۔عصام محویت سے اسے سن رہا تھا۔نظریں عاہل کے سامنے رکھے کینوس پر جمی ہوئی تھیں۔

اب وہ برش کلرپیلٹ میں موجود نیلے رنگ میں ڈبو چکا تھا۔

"نیلا رنگ سکون اور اُداسی کی علامت ہے۔ آسمان نیلا ہو تو طمانیت کا احساس دیتا ہے اور سمندر نیلا ہو تو وہ آپ کو ملال کی گہرائیوں میں لے جاتا ہے۔"وہ اپنی انگلیوں سے پینٹ کو کینوس پر blend کرتا جا رہا تھا۔

اب وہ برش کلرپیلٹ میں موجود پیلے رنگ میں ڈبو چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پیلا رنگ اُمید کی علامت ہے۔ کیونکہ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب کے درمیان اُمید اور مایوسی کا ایک چکر چلتا ہے۔"

اُس نے کینوس کے ساتھ رکھے کپڑے سے اپنے ہاتھ صاف کیے۔ وہ مختلف سائزز کے برشز کی مدد سے الگ الگ رنگ کینوس پر بکھیر رہا تھا۔

اب وہ برش کلر پیلٹ میں موجود ہرے رنگ میں ڈبو چکا تھا۔

"ہرا رنگ قدرت اور بدلے کی علامت ہے۔ قدرت ہیل (heal) کرنے کا ہنر جانتی ہے اور حسد کے ایک قدم آگے ہمیشہ بدلہ کھڑا ہوتا ہے۔" عاہل ایک ساحر تھا اور اُس کا ہر لفظ اس وقت عصام پر کسی سحر کی طرح اثر انداز ہو رہا تھا۔ وہ عاہل کو سن رہا تھا۔ اور نظریں کینوس پر ٹکی ہوئی تھیں۔

اب وہ برش کلر پیلٹ میں موجود نارنجی رنگ میں ڈبو چکا تھا۔

"نارنجی رنگ جوش اور بے حسی کی علامت ہے۔ آگ نارنجی رنگ کی طرح جوشیلی اور بے حس ہے۔"

وہ کلرپیلٹ میں سفید رنگ کو برش سے ایک دوسرے رنگ کے ساتھ مکس کر رہا تھا۔

"سفید رنگ پاکیزگی اور موت کی علامت ہے۔ جس طرح برف شفاف اور موت کی طرح سرد ہوتی ہے۔"

وہ کلرپیلٹ میں اب گلابی اور سفید رنگ کو مکس کر رہا تھا۔

"گلابی رنگ نرمی اور ناپختگی کی علامت ہے۔ بلکل چیری بلاسم کی طرح نازک اور سریع زوال۔"

وہ کلرپیلٹ میں جامنی اور سفید رنگ کو مکس کر رہا تھا۔

"جامنی رنگ دلکشی اور پراسراریت کی علامت ہے۔ جس طرح lavender کی خوشبو میں ایک طرح کا جادو اور سحر سا ہوتا ہے۔"

اب وہ کلرپیلٹ میں موجود بھورا رنگ ایک برش کی مدد سے کینوس پر پھیلا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھورا رنگ مضبوطی اور حفاظت کی علامت ہے۔ بلکل ویسے ہی جیسے ایک تناور درخت کی شاخیں پرندوں اور اُن کے گھونسلوں کی حفاظت کرتی ہیں۔"

عاہل اب کینوس پر جھکا انگلیوں کی پوروں سے رنگوں کو بلینڈ کر رہا تھا۔ عصام ہنوز کینوس کو کسی سحر کے زیر اثر دیکھ رہا تھا۔ دو گھنٹے کی کلاس ختم ہوئی تو بیل بج گئی۔ عاہل پینٹنگ کے سامنے سے ہٹا تو عصام کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گیئں۔ عاہل نے عصام کی طرف چہرہ موڑ کر دیکھا۔

"جب تم رنگوں کی زبان سے ہی ناواقف ہو تو پھر آخر تم رنگوں سے یہ توقع کیسے رکھ سکتے ہو کہ وہ تم سے مانوس ہونگے؟" عاہل مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

عصام ششدر سا کھڑا اسکے بنائے ہوئے شاہکار کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بلاشبہ ایک جینیئس تھا۔ کینوس پر جو پینٹنگ بنی تھی وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ تم چند لمحے بس دنگ ہی کھڑے رہ جاؤ گے۔ پھر کہیں جا کر تمہاری حسیات جاگیں گی تو کچھ سمجھ میں آئے گا۔ کینوس پر پینٹنگ کے دو حصے تھے۔ ایک طرف جنت نما landscape بنایا گیا تھا، تو دوسری طرف دوزخ

کا منظر تھا۔ ہر وہ رنگ جس کا ذکر عاہل نے ابھی ابھی کیا تھا اسکی پینٹنگ میں موجود تھا۔ ہر رنگ کا مثبت پہلو پینٹنگ کے جنت والے حصے میں اور منفی پہلو دوزخ والے حصے میں بخوبی نظر آتا تھا۔

"یہ تم نے کیسے کیا؟"عصام سرگوشی کی سی آواز میں بولا۔عاہل ہلکا سا مسکرایا پھر عصام کے خالی کینوس کو دیکھا۔

"یہ پوری طرح سے تم پر منحصر ہے کہ تم زندگی کہ کس پہلو کو دیکھتے ہو۔ مثبت۔۔۔"ہاتھ سے جنت والے حصے کی طرف اشارا کیا۔"یا پھر منفی۔۔۔"ہاتھ سے اب کہ دوزخ والے حصے کی طرف اشارا کیا۔"میں زندگی کے دونوں پہلوؤں کو دیکھتا ہوں اس لیے میں ان دونوں کو بنا سکتا ہوں۔ لیکن میں چاہوں گا کہ تم صرف زندگی کے مثبت پہلو پر ہی نظر رکھو۔ مسئلے حل ہو جائیں گے۔"عصام اسے ہونقوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔

"اور ہاں عصام تم پوچھ رہے تھے نا کہ میں نے یہ کیسے بنایا؟"وہ ہلکا سا مسکرایا۔"شین کو یزن نے کہا تھا"اگر تمہارا دل ٹوٹا ہوا ہے تو اس کے ٹکڑوں سے آرٹ تخلیق کرو!"ایک

دپڑیشن اور اسٹریس کا مارا دل آرٹ نہیں بنا سکتا۔ اپنے ٹوٹے ہوئے دل کا استعمال کرنا سیکھو عصام۔" وہ عصام کے کندھے کو تھپکتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

ارد گرد موجود طلباء اور اساتذاء اب عاہل کی بنائی ہوئی پینٹنگ دیکھ رہے تھے۔ پیچھے ابھی تک عصام وہیں کھڑا تھا۔ ششدر۔ جامد۔ ساکت۔ اس وقت جو واحد سوال اس کے ذہن میں آرہا تھا وہ یہ تھا کہ کیا عاہل مستجاب کا دل ٹوٹا ہوا تھا؟

* * * * * * * * * * * * * * * *

اگلے کچھ دن تک عصام کی عاہل سے کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔ لیکن عاہل کا اثر عصام پر ضرور ہو چکا تھا۔ وہ کلاس میں آتا اور خاموشی سے عاہل کے ساتھ بیٹھ جاتا۔ اب وہ آرٹ کی کلاس کے دوران کچھ نہ کچھ بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ کبھی کچھ اچھا بن جاتا تو عاہل اس کے کینوس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیتا۔ ان دونوں کے درمیان زیادہ بات نہیں ہوتی تھی۔ شاید عاہل اسے اسپیس دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ نا جانے کیوں عاہل مستجاب عصام شہریار خان سے دوستی کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسکی مدد کر کے دوستی کا ہاتھ بڑھا چکا تھا۔ یہ اب

عصام پر منحصر تھا کہ وہ اُس کا ہاتھ تھامتا تھا یا نہیں۔ وہ رنگوں کے بارے میں اب دلچسپی لے رہا تھا۔ اور صرف رنگوں کے بارے میں ہی نہیں بلکہ زندگی کے دیگر معاملات میں بھی۔

اور اس نئی تبدیلی کے چلتے ہوئے جہاں شہریار، ماہا اور ریاض کو حیرانی ہوئی تھی وہیں انہیں اطمینان بھی ہوا تھا۔ ان کے دل کو ڈھارس ملی تھی۔ وہ شاید پہلے جیسا ہو رہا تھا۔ وہ شاید ٹھیک ہو رہا تھا۔

ان دونوں کی اگلی ملاقات ہورٹیکلچر فیسٹیول کے دوران باغ میں ہوئی تھی۔ عصام اب باغوں میں آئیڈیاز کے لیے جاتا تھا۔ اور عاہل کو تو ویسے ہی باغ پسند تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیاریوں میں مختلف اقسام کے پھول لگے ہوئے تھے۔ جیسے قوسِ قزح کے رنگ زمین پر پھیل گئے ہوں۔ وہ پھولوں کی نمائش تھی اور بہت سے لوگ اُس نمائش کو دیکھنے آئے تھے۔ عصام سرخ گلابوں کی کیاری کے سامنے کھڑا تھا جب اُسے اپنے عقب میں کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا۔ اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو وہاں عاہل کھڑا تھا۔ عصام کے لیے عاہل کا وہاں ہونا ایک خوشگوار حیرت کا باعث تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"عصام نے خوشگوار سے انداز میں پوچھا۔

"وہی جو تم کر رہے ہو۔ پھول دیکھ رہا ہوں۔"وہ مسکراتا ہوا بے نیازی سے کندھے اُچکاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں اب آئیڈیاز کے لیے میوزیئمز اور باغوں میں جاتا ہوں۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تو کیا پھر آئیڈیاز ملتے ہیں تمہیں؟"

"ہاں۔ بہت سے آئیڈیاز مل چکے ہیں مجھے۔اب تک چار پینٹنگز بنا چکا ہوں۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔"اور۔۔۔میں اب۔۔۔"وہ ہچکچا رہا تھا۔"میں اب ڈپریسڈ نہیں ہوں اور اب زیادہ تر پوزیٹو رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تمہاری ایڈوائس کا شکریہ۔"وہ سر جھکائے کہہ رہا تھا۔

وہ عصام کی بات سن چکا تھا لیکن جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔اس نے ایک نظر گلاب کی کیاری کی جانب دیکھا پھر عصام کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔"تمہیں پھولوں کی زبان آتی ہے؟"

عصام نے بے زاری سے آنکھیں گھمائیں۔

"تمہیں کوئی انسانوں والی زبان آتی بھی ہے یا صرف ان غیر جاندار چیزوں کی زبان ہی جانتے ہو؟"عجیب لڑکا تھا کبھی رنگوں کی زبان سناتا تھا تو کبھی پھولوں کی۔

"مجھے پانچ زبانیں آتی ہیں۔انسانوں والی!"وہ مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا تھا۔

"اور مجھے آٹھ۔انسانوں والی!"عصام بھی اسی کے انداز میں مسکرایا۔

"چلو تمہاری آٹھ انسانوں والی زبانوں میں ایک غیر جاندار والی زبان کا اضافہ کرتے ہیں۔"وہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔عصام نے ایک بے زار نظر خود سے کچھ فاصلے پر کھڑے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شاہزیب اور باڈی گارڈز کی فوج پر ڈالی اور پھر سر جھٹکتا عاہل کے پیچھے چل پڑا۔ شاہزیب بھی عصام کے پیچھے چل پڑا۔ ایک تو یہ سیکوریٹی تھریٹس اُس کی جان نہیں چھوڑتے تھے۔

وہ دونوں کیاریوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے مختلف پھولوں کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ پٹونیا کے پھول ہیں۔ یہ پھول دوستی کی علامت ہیں۔" وہ کیاری میں لگے پٹونیا کے جامنی پھول دیکھ رہے تھے۔

"یہ پاٹ میری گولڈ کے پھول ہیں۔ یہ پھول طاقت کی علامت ہیں۔" عصام پوری توجہ سے عاہل کی بات سن رہا تھا۔ نظریں کیاری میں لگے پاٹ میری گولڈ کے سنہری پھولوں پر تھیں۔

"یہ بوگن ویلیا کے پھول ہیں۔ یہ پھول حفاظت کی علامت ہیں۔" کیاری میں گلابی رنگ کے بوگن ویلیا کے پھول لگے ہوئے تھے۔

عصام اُن بوگن ویلیا کے پھولوں کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور وہ کیوں نہ دیکھتا اُنہیں؟ اُن دونوں کا مطلب ایک ہی تھا۔ اگر بوگن ویلیا کے پھولوں کا مطلب "حفاظت" تھا تو عصام کا مطلب بھی تو "محافظ" تھا!

"یہ ڈاہلیا کے پھول ہیں۔ یہ پھول خوبصورتی کی علامت ہیں۔" کیاری میں ڈاہلیا کے ہلکے گلابی رنگ کے پھول لگے تھے۔

وہ دونوں ایک ایک کیاری میں لگے پھولوں کو دیکھتے جا رہے تھے۔ ہر نئے پھول کے تعارف کے ساتھ وہ ایک نئی خوشبو سے بھی لطف اندوز ہوتے تھے۔

"یہ Madagascar Periwinkle کے پھول ہیں۔ یہ پھول لازوال محبت کی نشانی ہیں۔" کیاری میں گہرے گلابی رنگ کے پھول لگے ہوئے تھے۔

"سفید موتیے کے پھول پاکیزگی کی علامت ہیں۔" کیاری میں لگے سفید موتیے کے پھول بہت خوبصورت پھول تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ Lantana کے پھول ہیں۔یہ پھول مثبت سوچ کی علامت ہوتے ہیں۔" کیاری میں پیلے، گلابی اور نارنجی رنگوں کے مرکب والے پھول لگے ہوئے تھے۔وہ پھول بہت دلکش تھے۔

وہ دونوں گھوم پھر کر وہیں آ گئے تھے جہاں سے چلے تھے۔ان کے سامنے ایک بار پھر گلاب کے پھول تھے۔

"اور گلاب کے پھول عشق کی علامت ہیں۔" عصام ان گلاب کے پھولوں کو ایک بار پھر بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ مستقبل میں گلاب کے ان پھولوں کا عصام کی زندگی میں ایک بہت بڑا کردار ہونے والا تھا جس سے وہ پندرہ سالہ عصام ناواقف تھا۔

"تو پھر کیسی لگی تمہیں میری پھولوں کی زبان؟" عاہل نے عصام کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بہت خوبصورت۔"عصام نے مسکراتے ہوئے کہا۔"میں نے اپنے سارے الیکٹو سبجیکٹس بزنس کے متعلق چوز کیے تھے۔صرف ایک سبجیکٹ آرٹس کا رکھا تھا کیونکہ مجھے پینٹنگ۔۔۔"وہ ابھی کچھ کہتا کہ اس سے پہلے ہی عاہل اُس کی بات کاٹ چکا تھا۔

"کیونکہ تمہاری موم کو پینٹنگ کرنا پسند تھا۔تمہاری موم ایک پینٹر تھیں اور تم نے محض صرف خود کو تکلیف دینے کے لیے آرٹس کا سبجیکٹ چوز کیا تھا۔تم ڈپریسڈ نہیں تھے۔تم صرف کسی وجہ سے اپنی موم کی موت کو بھلانا نہیں چاہتے ہو۔"عاہل عصام کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔"تمہیں جھوٹ بولنا نہیں آتا ہے عصام اس لیے مت بولا کرو۔"

عصام ششدر سا کھڑا عاہل کا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔اُس کا چہرہ غُصے کی حدت سے سرخ ہو چکا تھا۔مُٹھیاں بھینچ چکی تھیں۔اُس کے صبر کا پیمانا کبھی بھی لبریز ہو سکتا تھا۔

"تمہیں اپنی موم کی ڈیتھ کو accept کر لینا چاہیے۔تم ساری زندگی۔۔۔"اس سے پہلے کہ عاہل مزید کچھ کہتا عصام پھٹ پڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ! تمہیں کس نے حق دیا کہ تم میری پرسنل لائف کے بارے میں یوں بات کرو؟"وہ پوری قوت سے ڈھارا تھا۔عاہل کو یکدم احساس ہوا کہ وہ بہت زیادہ بول گیا تھا۔

"میں صرف تمہیں سمجھانے کی کوشش۔۔۔"

"کس نے کہا تم سے مجھے سمجھانے کے لیے؟ہاں؟تمہارے پاس سب کچھ ہے عاہل!اور جس کے پاس سب کچھ ہو وہ کسی محروم شخص کی محرومی کو نہیں سمجھ سکتا ہے!"یہ کہہ کر وہ ایک سیکینڈ کے لیے بھی وہاں نہیں رُکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عصام کے منہ سے نکلے ہوئے آخری الفاظ عاہل کے لیے کسی تھپڑ سے کم نہیں تھے۔وہ الفاظ جیسے تحقیر تھے۔

عاہل مستجاب کے پاس سب تھا؟ہاں دنیا کے لیے اُس کے پاس سب تھا۔لیکن اُس کے پاس سب ہوتے ہوئے بھی کچھ بھی نہیں تھا۔اُس کے پاس باپ نہیں تھا۔ہر وہ زخم جس

پر ملیحہ نے اپنی محبت سے مرہم رکھا تھا آج ہر وہ زخم عصام کے الفاظ اُدھیڑ چکے تھے۔ ایک بار پھر سے زندگی کی سب سے بڑی محرومی اسے یاد آچکی تھی۔

****

وہ گھر آیا تو کافی پریشان نظر آرہا تھا۔ مٹھیاں ابھی تک بھینچ رکھی تھیں۔ چہرے کے تاثرات بگڑے ہوئے تھے۔ بار بار عاہل کے الفاظ اُسکی سماعت میں گونج رہے تھے۔ کیا وہ سچ میں خود کو تکلیف دینے کے لیے یہ سب کر رہا تھا؟ اُس کے ذہن میں یہ خیال اُبھرا تو وہ سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ کمرے میں آکر وہ گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر لیٹ گیا۔ نہیں۔ ایسا نہیں تھا۔ وہ خود کو تکلیف نہیں دے رہا تھا۔ وہ تو صرف۔۔۔ اور یہاں آکر عصام اٹک جاتا تھا۔ وہ کیا کرنے کی کوشش کر رہا تھا؟ کیا وہ سچ میں۔۔۔ اُسے پینٹنگ کرنا پسند تھا۔ لیکن جب وہ پینٹ نہیں کرنا چاہتا تھا تو پھر اُس نے آرٹس کا سبجیکٹ کیوں رکھا؟ وہ بھی الیکٹو سبجیکٹ؟ کیا عاہل صحیح تھا؟ کیا وہ خود سے ہی جھوٹ بول رہا

تھا؟اس طرح کے بہت سے سوال عصام کے دماغ میں گھوم رہے تھے۔اور جواب ہوتے ہوئے بھی وہ خود کو جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔

اگلے کئی دنوں تک عصام بلکل چُپ رہا تھا۔جیسے جیسے دن گزر رہے تھے عصام کو عاہل کی بات صحیح لگنے لگی تھی۔اپنے اندر کہیں وہ یہ بات تسلیم کر چکا تھا کہ عاہل مستجاب ٹھیک کہہ رہا تھا۔لیکن اب کیا فائدہ۔۔۔وہ اپنے اور عاہل کے درمیان ایک سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر چکا تھا۔وہ اب کلاس میں عاہل سے نظریں ملائے بغیر داخل ہوتا تھا اور اُس سے کافی فاصلے پر بیٹھتا تھا۔وہ دونوں تو ایک دوسرے کو دیکھنے کے بھی روادار نہیں رہے تھے۔عاہل نے بھی اب عصام کی طرف کوئی پیش قدمی نہیں کی تھی۔اُن کے درمیان ٹھہری ہوئی سرد مہری کی دیوار بہت بلند تھی۔جسے گرانے کے لیے اب پہل عصام کو ہی کرنی تھی۔

****

آرٹس کے سٹوڈنٹس کی ایک فیلڈ ٹرپ مارگلہ کے پہاڑوں میں جانے والی تھی۔وہ سب اسٹوڈنٹس وہاں الگ الگ پودوں اور قدرتی ماحول سے لطف اندوز ہونے کے لیے جانے

والے تھے۔ قدرتی ماحول کی بات ہو اور عاہل نہ جائے ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ہاں مگر عصام کے وہاں اکیلے جانے پر شہریار کو بہت سے خدشے لاحق تھے۔ وہ کسی بھی صورت میں عصام کو اکیلے وہاں بھیجنے پر راضی نہیں تھے۔ وہ آج کل پھر سے اپنے دشمنوں کے نشانے پر آئے ہوئے تھے اور اسی لیے اُنہیں عصام کے متعلق بہت سے تھریٹس ملتے رہتے تھے۔ شہریار چاہتے تھے کہ وہ اپنے ساتھ سیکیوریٹی لے کر جائے لیکن عصام راضی نہیں تھا۔ وہ ضد پر اڑ گیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ سیکیوریٹی نہیں لے کر جائے گا۔ اسے اپنے ساتھ موجود باڈی گارڈز کی فوج سے شدید چڑ تھی۔ عصام کے بقول باڈی گارڈز کی فوج اُسے کسی موت کے فرشتے کی مانند لگتی تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی شہریار عصام کی بات مان چکے تھے اور اُسے بغیر سیکیوریٹی کے فیلڈ ٹرپ پر اسلام آباد جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ اجازت دینے کے باوجود شہریار کو عصام کو اکیلے بھیجتے ہوئے ہول اُٹھ رہے تھے۔ وہ آخری لمحے تک چاہتے تھے کہ عصام اکیلے نہ جائے۔ اور اپنی تسلی کے لیے اُنہوں نے عصام سے چھپ کر شاہزیب کو بھی اُسکے پیچھے بھیج دیا تھا۔ شاہزیب کو یہ آرڈرز ملے تھے کہ وہ عصام کے علم میں لائے بغیر

اُسکی لوکیشن ٹریس کرتا رہے گا۔اُسے صرف خطرے کی صورت میں ہی عصام کے سامنے آنے کی اجازت تھی۔

وہ اُن کا اکلوتا بیٹا تھا جس کے معاملے میں وہ کوئی رسک نہیں لیا کرتے تھے۔لیکن کبھی کبھار بیٹے سے محبت اور اُسکی ضد کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے تھے۔آج بھی اُنہوں نے عصام کی ضد کے سامنے ہتھیار ڈال دیے تھے۔عصام اُن کی کُل حیات تھا۔وہ اُسکے لیے کسی بھی حد کو جاسکتے تھے اور ہر حد کو توڑ بھی سکتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * * * *

عصام کا اس فیلڈ ٹرپ پر جانے کا ایک الگ ہی مقصد تھا۔وہ عاہل سے اپنی بات پر معافی مانگنا چاہتا تھا۔دیر سے ہی سہی لیکن وہ تسلیم کر چکا تھا کہ عاہل درست کہہ رہا تھا۔وہ محض صرف خود کو تکلیف دینے کے لیے ہی زارا سے جُڑی باتوں اور کاموں کو کسی سزا کے طور پر لیتا تھا۔اُسے لگتا تھا کہ اُسے اپنے کیے کی سزا ملنی چاہیے تھی۔اور وہ خود کو سزا دے بھی رہا تھا۔لیکن صرف تب تک جب تک عاہل آئینہ بن کر اسے اُس کا عکس نہیں دکھا چکا تھا۔

ہاں آج وہ اپنی غلطی کی معافی مانگ کر ہی رہے گا۔عاہل ہرٹ ہوا تھا اور عصام کو اب اُسے منانا تھا۔یہ عصام کی طرف سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کی پہلی کوشش تھی۔پہلا قدم تھا۔

وہ بس میں داخل ہوا تو عاہل کے ساتھ خالی سیٹ دیکھ کر فوراً بیٹھ گیا۔عاہل نے اچھنبے سے عصام کو گردن موڑ کر دیکھا۔عصام نے مسکراتے ہوئے کندھے اُچکائے۔

"تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟"عاہل کا انداز لیا دیا سا تھا۔

"سیٹ خالی تھی۔میں بیٹھ گیا۔"عصام نے سارے جہاں کی معصومیت کو اپنے چہرے پر اکھٹا کرتے ہوئے کہا۔

"سیٹ تو آدھی بس میں خالی تھی۔"عاہل نے جتانے والے انداز میں کہا۔

"تمہیں مسئلہ کس بات سے ہے؟بس کی آدھی سیٹیں خالی ہونے سے یا پھر میرے یہاں بیٹھنے سے؟"عصام معصومیت سے پلکیں جھپکا تا پوچھ رہا تھا۔عاہل نے کچھ بڑبڑاتے ہوئے اپنے چہرے کا رُخ کھڑکی کی طرف موڑ لیا تھا۔عصام اسکی اس حرکت پر مسکرایا تھا۔چلو کم از کم وہ بات تو کر رہا تھا ناں!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ موٹروے پر سفر کر رہے تھے۔ پورے راستے میں وہ کوئی نہ کوئی بات کر کے عاہل کو تنگ کرنے کی ہر کسر پوری کرتا رہا تھا۔ وہ اس قدر ڈھیٹ تھا کہ عاہل کے چہرے کے بیزار تاثرات دیکھنے کے باوجود بھی چُپ نہیں کر رہا تھا۔ اُلٹا وہ عاہل کے چہرے کے تاثرات سے محظوظ ہو رہا تھا۔ عاہل کو پہلی بار معلوم ہوا تھا کہ عصام نان سٹاپ بول سکتا تھا اور ایک ہی وقت میں مختلف موضوعات پر بھی بات کر سکتا تھا۔ وہ پورے راستے میں گوگل میپس کا کام دیتا آیا تھا۔ اس سے پہلے کہ کوئی سائن بورڈ یہ بتاتا کہ اگلا شہر کونسا تھا عصام عاہل کو اپنی سروس سے مستفید کر چکا ہوتا تھا۔ اسکول کو شروع ہوئے چار مہینے ہو چکے تھے اور ان چار مہینوں میں پہلی بار کلاس کے دوسرے اسٹوڈنٹس اور اساتذہ عصام کو اتنا بولتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اگر شہریار عصام کو یوں نان سٹاپ باتیں کرتا دیکھ لیتے تو خوشی کے مارے بے ہوش ہی ہو جاتے کیونکہ وہ یوں نان سٹاپ صرف اپنی ماں کے ساتھ ہی بولا کرتا تھا۔

مقصد عاہل سے دوستی کرنا تھا اور دوستی کرنے کے لیے ضروری تھا کہ بات کی جاتی اور غلط فہمیوں کو دور کیا جاتا۔ اور وہ وہی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لاہور اور اسلام آباد کے درمیان چار گھنٹے کا فاصلہ تھا اور دو گھنٹے گزر چکے تھے۔اور پچھلے دو گھنٹوں سے عصام نان سٹاپ عاہل کا سر کھا رہا تھا۔اب اُسے مزید برداشت کرنی کی سکت عاہل میں نہیں رہی تھی۔

"میں نے آخر تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"وہ یکدم پھٹ پڑا تھا۔"پلیز تھوڑا سا خدا کا خوف کھاؤ۔ مجھ پر رحم کرو اور پلیز!پلیز چُپ کر جاؤ!"وہ اب اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر گزارش کر رہا تھا۔

اس سارے وقت میں عصام پُر سکون سے انداز میں عاہل کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔

"چچ چچ۔۔۔عاہل مستجاب تم بلکل بھی ایک اچھے listener نہیں ہو!"وہ افسوس سے سر دائیں سے بائیں ہلاتا اُسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے۔عاہل کے عصام کے سامنے جڑے ہاتھ ایک جھٹکے سے پہلو میں آ گرے۔وہ بے یقینی سے منہ کھولے اُسے دیکھ رہا تھا۔اُف اللہ۔۔۔وہ کتنا ڈھیٹ تھا!۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں پچھلے دو گھنٹوں سے تمہاری بک بک سن رہا ہوں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں ایک اچھا لسنر نہیں ہوں؟"عاہل کا صدمہ اور غم بہت بڑا تھا۔

"تم ایک اچھے لسنر نہیں ہو۔"وہ بھی عصام تھا اپنی بات پر ٹکا رہتا تھا۔

"اچھا کیسے نہیں ہوں میں ایک اچھا لسنر؟"اب تو اُسے بھی جاننا تھا۔

عصام مسکرایا پھر عاہل کے کان کے پاس جُھکا۔

"اچھے لسنر شکایت نہیں کرتے ہیں۔"اور یہاں عاہل کو ہو گئی تھی شہ مات!

"پیچھے ہٹ کر بیٹھو۔بیوی نہیں ہوں میں تمہاری!ساتھ چپکے جا رہے ہو!"عاہل نے برا سا منہ بنا کر انگلی سے عصام کو خود سے دور کیا۔

"استغفر اللہ تمہاری جیسی بیوی تو ہر گز نہیں ہو گی میری!"وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے کانوں کو چُھوتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اچھا تو پھر کیسی بیوی ہو گی تمہاری؟"عاہل نے قدرے اُکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

عصام نے خفگی سے آبرو سُکیڑے۔

"شرم نہیں آتی ہے تمہیں اپنی ہونے والی بھابھی کے بارے میں یوں سب کے سامنے بات کرتے ہوئے؟"

عاہل تو بس عصام کا منہ دیکھتا رہ گیا۔اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ عصام کو اُٹھا کر بس کی کھڑکی سے باہر پھینک دیتا۔

"ہمم۔۔۔ صحیح کہہ رہے ہو۔میں بھی نہیں چاہتا کہ تمہاری ہونے والی بیوی میری طرح ہو۔کیا ہے نا میں کسی لڑکی کی زندگی یوں برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا نا!"عاہل نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تم سے کس نے کہا کہ میری بیوی لسنر ہو گی؟"وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"تو پھر؟"عاہل نے حیرانی سے عصام کی طرف دیکھا۔

"وہ speaker ہو گی ناں!" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اور لسنر کون ہو گا؟" نا جانے کیوں اب وہ اس گفتگو میں دلچسپی لے رہا تھا۔

"وہ speaker ہو گی اور میں اُس کا listener ہوں گا! وہ بولے گی اور میں اسے سنوں گا!" وہ فخریہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

بے ساختہ ہی عاہل ہنس پڑا تھا۔ پھر وہ ہنستا ہی چلا گیا۔

"What's so funny about it?"

عصام اسے خفگی سے گھور رہا تھا۔ اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی۔

"تم اسپیکر ہو عصام! تم لسنر نہیں بن سکتے!" وہ اپنی ہنسی قابو کرنے کی ناکام کوشش کرتا کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو میں اُس لڑکی کے لیے لسنر بن جاؤں گا!اگر وہ ستاروں سے بھرے آسمان تلے ساری رات بھی بیٹھ کر مجھ سے باتیں کرنا چاہے گی تو میں اُسے سنوں گا!"عصام کو معلوم نہیں تھا کہ اُسکی یہ خواہش خدا اپنے پاس محفوظ کر چکا تھا۔

"ارے جاؤ جاؤ۔"عاہل اب بھی ہنس رہا تھا۔عصام اُسے ہنستا دیکھ "ہونہہ" کہہ کر اپنا رُخ موڑ چکا تھا۔

گڈ!وہ ناراض ہو گیا تھا۔اب وہ کافی دیر تک خاموش رہے گا۔عاہل کے کانوں کو پچھلے دو گھنٹوں سے اب جا کر کہیں سکون محسوس ہوا تھا۔عصام چپ تھا یعنی عاہل کے مطابق ماحول میں سکون تھا۔

****

اسلام آباد کی حدود میں داخل ہونے کے بعد عصام کا چیٹر باکس پھر سے شروع ہو گیا تھا۔ عصام کا منہ صرف دو گھنٹے تک ہی بند رہ سکا تھا۔اب تو عاہل نے بھی حالات کے سامنے ہار مان لی تھی۔وہ تسلیم کر چکا تھا کہ عصام کو دنیا کی کوئی بھی شے چُپ نہیں کروا سکتی تھی

سوائے کہ وہ خود چُپ ہونا چاہے۔ عصام کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ عاہل اس کی باتوں سے بیزار بیٹھا تھا لیکن یہی تو اُس کا پلان تھا۔ اُسے عاہل کی چُپ کو توڑنا تھا۔ اور وہ یہ کام بخوبی سرانجام دے رہا تھا۔

Margalla Hills اسلام آباد کی سب سے خوبصورت اٹریکشن ہے۔ ان پہاڑیوں کو اسلام آباد کے پھیپھڑے بھی کہا جاتا ہے۔

مارگلہ کی پہاڑیوں پر بہت سے ملکی اور غیر ملکی لوگ ہر سال ہائیکنگ، راک کلائیمبنگ، ٹریکینگ اور سیاحت کی غرض سے آتے ہیں۔ اس پہاڑی پر چھے مشہور ٹریکس ہیں جن پر لوگ پھرنے آتے ہیں۔ پانچواں اور تیسرا ٹریک سیاحت کے حوالے سے سب سے زیادہ مشہور ہے۔

عصام اور عاہل کی فیلڈ ٹرپ بھی پانچوے ٹریک پر ہی جانے والی تھی۔ لیکن عصام کے اپنے ہی پلانز تھے۔ خطرناک قسم کے پلانز۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پوری کلاس کی اٹینڈنس پر اطمینان کرنے کے بعد تموم اسٹوڈنٹس ٹریک پر داخل ہو چکے تھے۔عاہل نے یہ بات نوٹس کی تھی کہ عصام سب سے پیچھے تھا۔وہ عصام سے تھوڑے ہی فاصلے پر چل رہا تھا پھر عصام کو کلاس سے اتنا پیچھے دیکھ کر وہ اُسکے ساتھ آ گیا۔

"تم اتنا پیچھے کیوں ہو؟"عاہل نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔عاہل کا چُپ کا روزہ ٹوٹ چکا تھا۔عصام ہلکا سا مسکرایا۔

"کیونکہ میں یہاں سے بھاگنے والا ہوں!"وہ آواز کو سرگوشی کی مانند ہلکا کیے کہہ رہا تھا۔عاہل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟"وہ دبا دبا سا غرایا تھا۔

"کیا تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ میرا دماغ خراب ہے؟"وہ معصوم سی شکل بنائے پوچھ رہا تھا۔

وہ دونوں کلاس کے سب سے آخر میں چلتے ہوئے ہلکی ہلکی سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن کیوں؟"

"کیونکہ میں موم اور ڈیڈ کے ساتھ بہت بار 5trail پر آچکا ہوں۔ اور اسی لیے میں اب 4trail پر جانے والا ہوں!" وہ پُر جوش سا کہہ رہا تھا۔

"اُس ٹریک پر کم لوگ ہوتے ہیں عصام۔ یہ بہت خطرناک آئیڈیا ہے!" عاہل ہنوز پریشان تھا۔

عصام عاہل سے باتیں کرتے کرتے اپنی رفتار ہلکی کر چکا تھا اور اسی لیے عاہل بھی اسکی رفتار پر ہی آگیا تھا۔ کلاس اور ان دونوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اور یہ بات ابھی ابھی عاہل کے ذہن میں آئی تھی۔

"عصام کلاس آگے۔۔۔" عاہل نے چہرہ موڑ کر عصام کی طرف دیکھنا چاہا لیکن وہ وہاں نہیں تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا تو اسے وہ واپس جاتا نظر آیا۔ وہ عصام کے پاس پہنچا تو ہانپ رہا تھا۔

"واپس چلو عصام۔ اس سب میں بہت رسک ہے!" وہ اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

عصام کے قدم رُکے۔ پھر وہ عاہل کی طرف مڑا۔

"عاہل مستجاب! رسک میرا دوسرا نام ہے! اس لیے تم میری فکر چھوڑ دو۔" وہ بے نیازی سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

"یہ ڈائیلاگ بازی بند کرو اور میرے ساتھ چلو!" اس نے عصام کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن عصام نے ایسا ہونے نہ دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"انہوں! میں واپس نہیں جا رہا تمہیں جانا ہے تو جاؤ!" وہ کہہ کر واپس پلٹ گیا۔ وہ چند لمحے اسے خود سے دور جاتا دیکھتا رہا پھر اس کے پیچھے چل دیا۔

"تم اکیلے نہیں جا رہے ہو۔ میں تمہارے ساتھ آ رہا ہوں!" بس فیصلہ ہو گیا تھا۔ عصام کو جیسے کوئی جھٹکا لگا تھا۔ وہ پلٹا۔

"تم کیوں میرے ساتھ آؤ گے؟"وہ حیران تھا۔

"کیونکہ تمہارا صرف آئی کیو لیول ہی 158+ ہے۔ سمجھداری تو تمہیں چھو کر بھی نہیں گزری ہے۔اس لیے کسی سمجھدار کا تمہارے ساتھ جانا ضروری ہے!"وہ اُس سے یہ نہیں کہہ سکا کہ اسے اس کی فکر تھی اس لیے وہ اسکے ساتھ آنا چاہتا تھا۔اس کے دوست نہیں تھے۔ عصام واحد دوست تھا۔ہاں ٹھیک ہے دوستی ہونے سے پہلے ہی خراب ہو گئی تھی لیکن اس کا مطلب یہ بلکل بھی نہیں تھا کہ اسے عصام کی پرواہ نہیں تھی۔عصام ہلکا سا مسکرایا۔

"اوکے تو پھر چلو!"وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا اور عاہل بھی اسکے پیچھے چل دیا۔

ایک بے وقوف اور ایک سمجھدار اپنی کلاس کا ساتھ چھوڑ کر ایڈونچر کے نام پر ایک کم آمد و رفت والے ٹریک پر اکیلے جا رہے تھے۔ کتنا سمجھداری کا کام تھا نا یہ؟

وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ جس ٹریک کو وہ مزاق سمجھ رہے تھے۔۔۔اُس ٹریک پر اُنہیں لینے کے دینے پڑنے والے تھے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ دونوں تیز رفتار سے چلتے ہوئے پونے گھنٹے بعد ٹریک نمبر 4 پر آچکے تھے۔ عصام اپنی دُھن میں مگن آگے چل رہا تھا اور عاہل ڈراڈرا سا اُس کے پیچھے۔ ٹریک پر لوگ نہ ہونے کے برابر ہی تھے۔

"تمہارے باڈی گارڈز تو آئے ہیں ناں تمہارے ساتھ؟"

"نہیں۔" کیا سکون تھا وہاں!

"کیا؟" عاہل کے تو پیروں کے نیچے سے جیسے زمین ہی نکل گئی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے عاہل؟ اگر میرے باڈی گارڈز کی فوج میرے ساتھ آئی ہوتی تو وہ مجھے یہاں آنے دیتی؟" وہ ایک آبرو اُٹھائے پوچھ رہا تھا۔ "میں تو زبردستی اُن سب سے اپنی جان چُھڑوا کر آیا ہوں!" عصام کا ہر لفظ عاہل کا خوف مزید بڑھا رہا تھا۔

"اور میں محض صرف اس چکر میں تمہارے ساتھ آ گیا کہ چلو تمہارے گارڈز تو آس پاس ہوں گے۔ تم پاگل ہو عصام!" اس وقت اسے عصام کی بیوقوفی پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

"تم مجھ سے یہ بات پہلے بھی پوچھ سکتے تھے۔ میں تمہیں بتا دیتا۔"عصام نے کندھے اُچکائے۔

آگ لگے بستی میں عصام اپنی مستی میں!

عاہل کا دل چاہا وہ کوئی چیز اُٹھا کر عصام کے سر پر دے مارے۔

"ہمیں واپس چلنا چاہیے۔ یہ بلکل بھی سیف نہیں ہے!"وہ واپس جانے کے لیے مڑ بھی چکا تھا۔

"تمہیں جانا ہے تو جاؤ۔ میں تو نہیں آرہا ہوں۔"وہ بھی مزے سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

عاہل کا دل چاہا وہ ڈھاریں مار مار کر روئے۔ یہ کس پاگل کے ساتھ پھنس گیا تھا وہ؟

"ایک بات بتاؤ اگر ٹیچر کو پتا چل گیا کہ ہم غائب ہیں تو کیا ہو گا؟"سب سے زیادہ پریشانی تو اسے اس بات کی تھی۔ وہ کلاس کا سب سے اچھا بچہ جو تھا!

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ اب تم پوچھو گے کہ ایسا کیوں نہیں ہو گا تو میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں۔"وہ جو کچھ بولنے کے لیے منہ کھولنے ہی والا تھا کہ عصام کی بات پر رُک گیا۔

"ہماری کلاس کو ٹریک نمبر 5 پوری طرح پھرنے میں چار گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے۔ اور ہم ویسے بھی یہ ٹریک آدھا ہی پھرنے والے ہیں۔ ٹریک کے پانچ سو میٹر کے اندر اندر ہی ایک ندی آتی ہے۔ مجھے صرف وہی ندی دیکھنی تھی۔ اور ہم بس وہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔ اس لیے واپس جانے کے لیے ہمارے پاس کافی وقت ہو گا۔"

"اور اگر پھر بھی ہم پکڑے گئے تو؟" عاہل کی پریشانی تھی کہ کم ہونے کو ہی نہیں آ رہی تھی۔

"تو ہم کہہ دیں کہ ہم راستہ بھٹک گئے تھے۔" اس نے رو دینے والے انداز میں کہا تو عاہل بے ساختہ ہی ہنس پڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم پوری کی پوری فلم ہو عصام!" عاہل ابھی تک ہنس رہا تھا۔

"غلط! میں نیٹفلکس کی سیریز ہوں!" وہ ایک ادا سے کہتا آگے چل رہا تھا۔ عاہل کی ساری ٹینشن جیسے اُڑن چھو ہو گئی تھی۔ اب وہ عصام کے برابر چل رہا تھا۔

"ضرور تمہارے ناول کا کوئی کردار اس ٹریک پر آیا ہو گا۔ اس لیے تم یہاں اس ندی پر آنا چاہتے تھے۔ ہیں ناں؟" وہ پُر تجسس تھا۔ وہ عصام سے پورے راستے ناولز کی کئی باتیں سُنتا آیا تھا۔۔۔ زبردستی!

"ہاں آیا تو تھا لیکن اس ٹریک پر نہیں۔"

"اچھا۔ پھر کیا ہوا تھا اس کے ساتھ؟"

"دو ڈاکو پڑ گئے تھے اُسے!" عاہل نے تھوک نگلا تھا۔

"پھر کیا ہوا تھا اس کے ساتھ؟"

"سافٹ ویئر اپڈیٹ ہو گیا تھا اس کا!" بے ساختہ ہی عصام کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"کیا مطلب؟" عصام کی بات عاہل کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آ بھی نہیں سکتی تھی۔

"جانے دو۔ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا!" اور یہ کہتے ہوئے عصام کھلکھلا کر ہنس پڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دونوں تھوڑی دیر بعد ہی ندی پر پہنچ گئے تھے۔عاہل نے نوٹ کیا تھا کہ عصام ندی پر آتے ساتھ ہی اداس سا ہو گیا تھا۔وہاں تصویریں کھینچنے کے آدھے گھنٹے بعد ہی وہ دونوں واپسی کے سفر پر نکل چکے تھے۔واپسی پر وہ دونوں باتیں کرتے آرہے تھے کہ جب اچانک عصام اور عاہل کو درختوں میں سے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ٹریک بلکل خالی تھا۔وہ دونوں رُک گئے تھے۔یکدم ہی اُنہیں اپنے پیچھے کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ دونوں مڑتے اور پیچھے دیکھتے کسی نے ان کی گردنوں میں سوئی چبھودی تھی۔اور اگلے چند لمحوں میں ان دونوں کی آنکھیں بھاری ہونے لگی تھیں۔آخری منظر جو ان دونوں نے دیکھا تھا وہ یہ تھا کہ دو لوگ اُنہیں گھسیٹتے ہوئے جنگل میں لے جا رہے تھے۔

کبھی کبھار چالاکی اور ہوشیاری آپ کے گلے پڑ جاتی ہے۔۔۔عصام اور عاہل کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

عصام نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ارد گرد بس سر پر جھولتے ہوئے بلب کی روشنی پھیلی تھی۔اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔اس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو ہلانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ کُرسی کے ساتھ اُس کے ہاتھوں اور پیروں کو رسی سے باندھا گیا تھا۔عصام نے چہرہ موڑ کر اپنی دائیں طرف دیکھا تو کرسی پر بیٹھے عاہل کی حالت بھی عصام سے کچھ مختلف نہ تھی۔وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ان دونوں کی کرسیوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ تھا۔

"عاہل!عاہل!"عصام نے اس کا نام پُکارا تو عاہل نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔

"ہم کہاں پر ہیں؟"وہ چہرہ دائیں سے بائیں گھماتا اطراف میں دیکھ رہا تھا۔

"دکھنے میں تو کوئی لکڑی کا کیبن لگ رہا ہے۔"عصام نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم اغوا ہو چکے ہیں؟"عاہل خوفزدہ سے انداز میں عصام کی طرف دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔"وہ مسکرایا۔"وہ جو لوگ ہمیں یہاں اُٹھا کر لائے ہیں نا وہ میرے رشتے دار ہیں۔ ابھی آ کر تم سے چائے پانی کا پوچھیں گے!"وہ مسکراتے ہوئے طنزیہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔"دکھتا نہیں ہے تمہیں کہ ہم اغوا ہو گئے ہیں!"یکدم وہ تپ کر بولا تھا۔

"زیادہ سر پر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں!ایک تو ہم دونوں یہاں تمہاری وجہ سے پھنسے ہیں اور اوپر سے تم ہو کہ طنز کر رہے ہو۔میں نے کہا تھا نا عصام یہ سب کرنا سیف نہیں ہو گا۔میں نے کہا تھا نا ہمیں ٹریک نمبر 5 پر ہی رہنا چاہیے۔میں نے کہا تھا نا تمہیں کہ عصام واپس چلتے ہیں لیکن نہیں تم پر تو کول بننے کا بھوت سوار تھا۔"عاہل کے تو سر پر لگی تلوؤں میں بجھی تھی۔

"یہ کیا تم ڈی ڈی ایل جے کی انجلی بن گئے ہو!میں نے کہا تھا نا۔چُپ کرو یار!پہلے ہی میرے سر میں درد ہو رہا ہے!پتا نہیں منحوسوں نے صاف سرنج کا استعمال کیا بھی تھا کہ نہیں؟کہیں مجھے ایڈز یا پھر ہیپاٹائیٹس ہو گیا تو؟میری تو ابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی ہے!ابھی تو مجھے اپنی بیوی کے ساتھ کھلے آسمان تلے بیٹھ کر اُسے سننا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بھی تو ہے !دنیا کا سب سے امیر آدمی بھی بننا ہے !میں ابھی اتنی جلدی بھری جوانی میں نہیں مرنا چاہتا!"اسے تو اپنی ہی فکر کھائے جا رہی تھی۔

عاہل اسکا منہ دیکھتا رہ گیا۔وہ اغوا ہو چکے تھے۔اُنہیں کرسی پر رسیوں سے باندھا گیا تھا۔وہ قید تھے۔اُنکی جان کو خطرہ تھا۔اور عصام کو اگر کسی بات کی پرواہ تھی تو وہ یہ کہ سرنج صاف تھی یا نہیں؟عاہل کے ہاتھ بندھے ہوئے نہ ہوتے تو وہ عصام کا گلہ دبا دیتا!

"تم اتنی خطرناک سیچوئیشن میں آخر اتنے چِل کیسے رہ سکتے ہو؟"عاہل حیرت سے پھیلی آنکھیں لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آگے کیا ہو گا!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا کہ آگے کیا ہو گا؟"عاہل آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور رہا تھا۔

"وہ کیا ہے نا میں نے کڈنیپنگ والی بہت سی فلمیں دیکھیں ہیں۔میرے پاس ان سب باتوں کے بارے میں کافی انفارمیشن ہے۔"وہ پُرسکون سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

واہ! بول تو وہ ایسے رہا تھا جیسے وہ کڈنیپ نہیں ہوا تھا بلکہ کسی پکنک پر آیا تھا۔ اس کا یہ سکون عاہل کو مزید بے سکون کر رہا تھا۔

"اوہ ہیلو! تمہیں انفارمیشن ہو گی اس سب کی لیکن مجھے نہیں ہے! مجھے یہاں سے زندہ سلامت نکلنا ہے!" عاہل کی اپنی پریشانی تھی۔

"ریلیکس عاہل! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اب آگے کیا ہو گا! ابھی کچھ دیر بعد ہمیں اغوا کرنے والوں کا سربراہ اس کمرے میں آئے گا اور فون پر ڈیڈ سے میری بات کروائے گا اور رینسم (تاوان کی رقم) مانگے گا۔ ڈیڈ شاہزیب کو بھیج کر اسے پیسے دے دیں گے اور وہ ہمیں یہاں سے لے جائے گا۔ سمپل! اس لیے ڈونٹ وری!" یہ غلط فہمی صرف عصام کو تھی کہ ایسا کچھ ہونے والا تھا۔ جو ہونے والا تھا وہ کبھی عصام نے اپنے وہم و گمان میں بھی نہیں سوچا تھا۔ وہ اسے نیٹفلکس کی کوئی کڈنیپنگ پر بیسڈ فلم سمجھ رہا تھا۔ لیکن اسے اندازہ ہی نہیں تھا کہ یہ کوئی اغوا برائے تاوان کی کہانی ہرگز نہیں تھی!

کچھ دیر خاموشی کی نظر ہوئی پھر عصام نے کہنا شروع کیا۔

"تم صحیح تھے عاہل۔ تم صحیح کہہ رہے تھے۔ میں نے صرف خود کو تکلیف دینے کے لیے آرٹس کے سبجیکٹ کا انتخاب کیا تھا۔ میں خود کو سزا دینا چاہتا تھا۔ موم کو پینٹنگ پسند تھی۔ اور میں ہر وہ کام کرنے لگا تھا جو موم کو پسند تھا۔ تاکہ ہر وقت اپنی غلطی کو یاد کر کے خود کو اذیت دے سکوں۔ تاکہ کچھ بھی بھول نہ سکوں۔" وہ خاموش ہو گیا۔ عاہل کو ذرہ برابر بھی حیرانی نہیں ہوئی تھی۔ عاہل کا طریقہ غلط ضرور تھا لیکن اس کی بات درست تھی۔ عصام مزید کچھ دیر خاموش رہا۔ عاہل نے اسے بات کرنے کے لیے اُکسانا ٹھیک نہیں سمجھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ بات کرے گا۔ اسے بس خود سے سچ بولنے کے لیے وقت درکار تھا۔ خود سے سچ بولنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ آپ اپنے ہی ضمیر کی عدالت میں اپنے عکس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اپنے وکیل بھی آپ ہوتے ہیں، جج بھی اور جیوری بھی۔ لیکن اس عدالت میں سچ بولنے کے بعد آپ کو سزا نہیں ملتی ہے۔ اُلٹا سچ بولنے پر دل پر سے جیسے کوئی بھاری بوجھ اُٹھ جاتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جس دن موم کی ڈیتھ ہوئی۔۔۔اس دن میں صبح ان سے مل کر گیا تھا۔وہ بلکل ٹھیک تھیں۔میں کافی دیر ان کے سینے سے لگا رہا تھا۔مجھے نہیں پتا تھا کہ میں آخری بار ان کے سینے سے لگ رہا تھا۔خدا کی قسم عاہل اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں آج آخری بار ان کے سینے سے لگ رہا تھا تو میں کبھی بھی اس دن اُنہیں چھوڑ کر نہ جاتا!کاش مجھے معلوم ہوتا۔۔۔

کاش۔۔۔"اس کے 'کاش' میں بہت تکلیف تھی۔دل کو چھلنی کر دینے والی تکلیف۔۔۔

دنیا کا سب سے تکلیف دہ احساس پتا ہے کون سا ہوتا ہے؟پچھتاوا(regret)۔۔۔اور کاش وہ لفظ ہے جو اپنے منہ سے نکالتے ہوئے انسان کی روح تک زخمی ہو جاتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں اپنے دوستوں کے ساتھ اسی مارگلہ کی پہاڑی پر آیا تھا۔ٹریک نمبر 4 پر۔۔۔"عاہل کو محسوس ہوا تھا کہ ٹریک کا نام لیتے ہوئے عصام کی آواز کانپی تھی۔"میں اسی ندی پر اپنے دوستوں کے ساتھ آیا تھا۔اسے ایکسپلور کرنے کے لیے۔اور جب میں گھر واپس گیا تو۔۔۔موم۔۔۔وہ جا چکی تھیں۔ہمیشہ کے لیے۔"بائیں آنکھ سے ایک آنسو نکل کر اس کے گال

پر لڑھک گیا تھا۔"میں خود کو سزا دے رہا تھا کیونکہ اس دن میں موم کو اکیلا چھوڑ کر آیا تھا۔"وہ خاموش ہو گیا۔

"اگر اس دن تم ان کے پاس بھی رہتے تو بھی اُنہیں جانے سے نہیں روک سکتے تھے۔"کچھ دیر بعد عاہل نے کہا۔اس بار عصام اسے سننے والا تھا۔تسلیم کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن غم سے آزادی تسلیم کرنے پر ہی ملتی ہے۔

"کچھ چیزیں نصیب میں ہوتیں ہیں عصام۔اور نصیب کو جتنی جلدی قبول کیا جائے،اتنی جلدی ہی غم سے راحت مل جاتی ہے۔"عاہل سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"لیکن میں ہی کیوں؟نصیب کو میرے ساتھ ہی ایسا کیوں کرنا تھا؟"اور یہ وہ شکوہ تھا جو بہت سے انسان اپنے نقصان پر نصیب سے کرتے تھے۔عاہل ہلکا سا مسکرایا۔

"کیا تم نے کبھی اپنے نصیب سے یہ پوچھا عصام کہ اس نے تمہیں پاکستان کے سب سے امیر آدمی کی اولاد کیوں بنایا؟کیوں پوری دنیا کی آسائشات تمہارے سامنے پلیٹ میں سجا کر رکھی گئیں؟کیوں تمہیں ایک جان چھڑکنے والے باپ سے نوازہ گیا؟کیوں تمہیں

دوسرے لوگوں سے برتر آئی کیو لیول دیا گیا؟"عصام کو لگا کسی نے اُس کے اوپر یخ برفیلا پانی اُنڈیل دیا تھا۔"تم صرف یہ دیکھ رہے ہو کہ تم نے کیا' کھویا' ہے۔تم یہ تو دیکھ ہی نہیں رہے کہ تم نے 'پایا' کیا ہے۔"عصام کا جسم جیسے سن ہو گیا تھا۔سچائی اس کے چہرے پر جیسے تھپڑ کی مانند آ کر لگ رہی تھی۔"تم یہ دیکھ رہے ہو کہ نصیب نے پندرہ سال کی عمر میں تم سے تمہاری ماں کو چھین لیا لیکن عصام دنیا میں وہ بچے بھی ہیں جنکی پیدائش پر ہی ان کی ماں کی موت ہو جاتی ہے۔تم یہ کہہ رہے ہو کہ تمہیں اللہ نے تمہاری ماں کے ساتھ گزارنے کو صرف پندرہ سال ہی دیے۔تمہیں تو پھر بھی اپنی ماں کے ساتھ گزارنے کے لیے پندرہ سال ملے تھے۔۔۔کچھ بچوں کو تو اپنی ماں کا لمس تک محسوس کرنا نصیب نہیں ہوتا ہے۔"عصام کو لگا کہ وہ اس وقت دنیا کا سب سے ناشکرا انسان تھا۔

"جو پایا ہے،اُس کا شکر ادا کرو کہ تمہیں ملا ہے۔جو کھویا ہے،اُس کا شکر ادا کرو کہ تمہیں ملا تھا۔اور جو پاس ہے اس کی قدر کرو۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناشکری کرنے پر چھن جائے۔ہر حالت میں شکر ادا کیا کرو کیونکہ شکر کرنے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ناشکری اور شکر کا

راستہ بتا دیا گیا ہے۔اب یہ تمہارا انتخاب ہے کہ تم کس پر چلتے ہو۔اور ہاں اگر تمہیں یہ لگتا ہے کہ کسی شخص کے پاس سب کچھ ہے تو تم غلط ہو۔'سب' کسی کے پاس نہیں ہوتا ہے۔ کسی کے پاس کم ہے اور کسی کے پاس زیادہ۔لیکن سب کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ میرے پاس بھی نہیں۔" آخری الفاظ ادا کرتے ہوئے عاہل کے ہونٹ ایک تلخ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔عصام کو اپنی باغ والی بات پر اس وقت بے حد شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔وہ عاہل کے تاثرات نہیں دیکھ رہا تھا۔اگر دیکھ لیتا تو شاید پتھر کا ہو جاتا۔کیا کسی کے چہرے پر اس قدر تلخ مسکراہٹ بھی آسکتی تھی؟

عصام خاموش تھا۔وہ بول بھی کیا سکتا تھا؟عاہل نے اسے بولنے کے قابل چھوڑا ہی کہاں تھا؟ہر تاویل،ہر بہانہ،ہر شکوہ،ہر وجہ۔۔۔سب عاہل کی پختہ دلیلوں کے سامنے ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گیا تھا۔صرف ایک لمحہ لگتا ہے کسی کے دل کو پلٹنے میں۔۔۔اور عصام کا دل پلٹ چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کبھی کبھار آپ کی زندگی میں کوئی ایسا شخص داخل ہوتا ہے جو آپ کے لیے کسی بات کو سمجھنے کا وصیلہ بنتا تھا۔ عصام کی زندگی میں عاہل مستجاب وہ شخص تھا۔

بہت دیر تک خاموش رہنے کے بعد عصام نے صرف اتنا کہا۔

"تم فکر مت کرو عاہل۔ میرے ڈیڈ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ وہ ہمیں بچانے ضرور آئیں گے۔" وہ جھکے ہوئے سر کے ساتھ مسکراتا کہہ رہا تھا۔ وہ تو کہہ کر چُپ ہو گیا لیکن عاہل تو یہ بھی نہ کہہ سکا کہ ہاں عصام! تمہارا باپ تو تمہیں بچانے ضرور آئے گا لیکن میرا باپ۔۔۔ وہ کبھی نہیں آئے گا۔ وہ اس کے لیے کبھی آیا ہی کہاں تھا؟ اس کے پاس تو باپ ہوتے ہوئے بھی باپ نہیں تھا۔ عصام اپنے باپ کے بارے میں کتنے اعتماد سے کہہ رہا تھا کہ وہ اسے بچانے آئے گا۔ اسے عصام کے اعتماد پر رشک آیا تھا۔ اسے عصام پر رشک آیا تھا۔

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ کیبن کا دروازہ کھلا اور بندوقوں سے لیس دو آدمی ایک ادھیڑ عمر کوٹ پینٹ میں ملبوس مرد کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک گارڈ نے

کونے میں پڑی ایک کرسی لا کر عصام اور عاہل کے سامنے کچھ فاصلے پر رکھی۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی اس کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گیا۔ پھر چہرے کا رخ عصام کی طرف کیا۔

"تو تم ہو شہریار خان کے بیٹے عصام شہریار خان!" اس نے استہزائیہ سے انداز میں عصام کا نام لیا تھا۔

"اور تم وہ بے غیرت آدمی ہو جو اب میرے باپ کو مجھے اغوا کرنے کے بعد بلیک میل کرنے والا ہے؟" وہ ایک آبرو اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص سے پُر اعتماد انداز میں پوچھ رہا تھا۔

عاہل عصام کی دیدہ دلیری پر منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ آدمی ذرا سا عصام کی طرف جھکا پھر ایک زناٹے دار تھپڑ عصام کے گال پر دے مارا۔ عاہل منہ کھولے اس آدمی کو دیکھتا رہ گیا۔

"تم اپنے باپ کے لاڈلے بیٹے ہو گے لیکن اگر میری بات کاٹی تو جان نکال لوں گا تمہاری!" وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عصام نے چہرہ اٹھا کر اس آدمی کی طرف دیکھا۔ پھر وہ مسکرایا۔ وہی اس کی ازلی معصوم مسکراہٹ جس پر کوئی بھی اپنا دل ہار سکتا تھا!

"ذرہ برابر بھی برداشت نہیں ہے تم میں۔ گڈ۔ میں یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اپنی تذلیل کس حد تک برداشت کر سکتے ہو۔" وہ جتنا پُر سکون تھا عاہل کی حالت اتنی ہی خراب ہو رہی تھی۔

"لیکن ایک غلطی کر دی تم نے!" وہ استہزائیہ سا مسکرایا۔ آدمی کے آبرو تعجب سے اکھٹے ہوئے۔ عصام آگے کو جھکا۔

"یہ جو تھپڑ تم نے میرے گال پر مارا ہے نا؟۔۔۔ اس کے لیے میرا باپ تمہاری چمڑی اُدھیڑ دے گا!" وہ کہہ کر واپس سیدھا ہو گیا۔

"بہت ڈھیٹ ہو تم تو!" وہ مسکرایا۔ "بلکل اپنے باپ کی طرح!" لہجے سے واضح نفرت جھلکتی تھی۔ عصام نے سر کے خم سے جیسے تعظیم قبول کی تھی۔ عصام نے چہرہ موڑ کر عاہل کی طرف دیکھا۔ وہ ڈرا ہوا الگ رہا تھا۔ اس نے چہرہ واپس اس آدمی کی طرف موڑا۔

"اسے جانے دو۔ اس کا اس سب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" عصام کا انداز مدافعانہ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تعلق ہے۔ بلکل ہے۔ تم دونوں کا تعلق ہے۔"وہ آدمی مسکرایا۔"عصام شہریار خان۔ مشہور اور معروف بلین نیئر اور

بزنس مین شہریار خان کا اکلوتا بیٹا! تمہارا باپ شریف ہے لیکن انسان کو اتنا بھی شریف نہیں ہونا چاہیے۔ اب دیکھو! ہو گیا نا اکلوتا بیٹا اغوا! تمہارے باپ کو غلط کا ساتھ نہ دینے کا بہت شوق ہے۔۔۔ میرا ساتھ بھی نہیں دیا اس نے اور اس لیے تم یہاں ہو۔"

"میرا باپ ایماندار آدمی ہے۔ تمہاری طرح اغوا کار نہیں۔"عصام طنزیہ سا کہہ رہا تھا۔ جواباً وہ مسکرایا۔

پھر اس آدمی نے چہرہ عاہل کی طرف گھمایا۔"ہونے والے چیف منسٹر مستجاب علی کا بیٹا عاہل مستجاب! بہت کھایا ہے تمہارے باپ نے اس ملک کو لیکن پھر بھی ارد گرد کے لوگوں کو پیسہ دیتے ہوئے جان نکلتی ہے اسکی! ویسے بہت بڑا (گالی) واقع ہوا ہے تمہارا باپ!"عاہل کو لگا جیسے وہ گالی مستجاب کو نہیں بلکہ اسے دی گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے باپ کے بارے میں بکواس مت کرو! میں تمہاری جان لے لوں گا اگر اب تم نے میرے باپ کے لیے کوئی غلط لفظ استعمال کیا تو!" وہ کسی بپھرے ہوئے شیر کی طرح غُرایا تھا۔ کنپٹی کی رگیں اُبھریں تھیں۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اپنے سامنے بیٹھے اس آدمی کا قتل ہی کر دیتا۔ عصام حیران ہوا تھا۔ اس نے پہلی بار عاہل کو اس قدر غصے میں دیکھا تھا۔

"ارے واہ کتنی محبت ہے تمہیں اپنے باپ سے! لیکن شاید تمہارے باپ کو تم سے ذرا سا بھی پیار نہیں ہے۔ میں نے فون کیا تو تمہاری جان کے بدلے اس نے میرے ساتھ کوئی بھی ڈیل کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔ ہاں پیچھے تمہاری ماں روتے ہوئے تمہارے باپ سے تمہیں بچانے کی منتیں کر رہی تھی۔ بڑا افسوس ہوا مجھے ویسے۔" وہ استہزائیہ سا مسکرایا۔ عاہل کی روح اندر تک زخمی ہو گئی تھی۔ اس پندرہ سالہ بچے کے دل پر یہ الفاظ کسی تیر کی طرح آ کر لگے تھے۔ دل زخمی ہو گیا تھا۔ خون رس رہا تھا۔ اور مرہم ندارد تھا۔ عصام نے عاہل کا چہرہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ ہمت نہیں کر سکا تھا۔ پھر اس آدمی نے چہرہ عصام کی طرف موڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور ایک تمہارا باپ ہے۔۔۔فون کر کر کے اس نے میری جان عذاب کر رکھی ہے!"

اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ابھی وہ کچھ کہتا کہ موبائل بج اٹھا تھا۔اس نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور اسکرین دیکھ کر اسے ان دونوں کی طرف گھما دیا۔

"لو آ گیا پھر سے تمہارے باپ کا فون!بات کرو گے اپنے باپ سے؟"وہ ہلکا سا مسکرایا۔پھر کال ریسیو کر لی۔

"کیسے ہو شہریار؟"لہجے میں تمسخر تھا۔

"میرا۔۔۔بیٹا۔۔۔کہاں۔۔۔ہے جاوید؟"فون کے اسپیکر سے شہریار کی سرد آواز با آسانی سنائی دے رہی تھی۔ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا گیا تھا۔عصام نے آج تک شہریار کا اس قدر سرد لہجہ نہیں سنا تھا۔جاوید ہلکا سا مسکرایا۔

"یہیں ہے میرے سامنے کرسی پر رسیوں کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔"

"اگر اسے ایک خروچ بھی آئی نا۔۔۔تو میں تمہیں زندہ ہی زمین میں گاڑھ دوں گا!"لہجہ غیر انسانی سا محسوس ہوتا تھا۔"میرے بیٹے اور اس کے دوست کو اسی وقت چھوڑ دو۔ان

دونوں بچوں کا ہماری دشمنی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"ان کے لہجے میں التجا تھی۔وہ باپ تھے اور اپنی اولاد کی وجہ سے کمزور پڑ رہے تھے۔

"ڈیل کر لو میں ان دونوں کو چھوڑ دوں گا۔"جاوید کی آواز میں سکون تھا۔

"میں ایک آرگن ٹریفیکر کے ساتھ ہر گز ڈیل نہیں کروں گا!"وہ شہریار خان تھے اور وہ اپنے اصولوں کے لیے ہی مشہور تھے۔

"میری کمپنی تمہاری وجہ سے ڈوب گئی ہے۔تمہیں اس سب کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا!"جاوید چیخ پڑا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم میرے containers ہیومن آرگن ٹریفیکنگ کے لیے استعمال کر رہے تھے اور یہ بات میرے علم میں نہیں تھی۔تمہارا کیا خیال تھا کہ اتنا بڑا دھوکا دینے کے بعد میں تمہیں اپنے گلے سے لگاتا؟میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔میں نے دنیا کو تمہارا اصل چہرہ دکھا دیا۔اور رہی بات مستجاب علی کی تو وہ صرف تب تک تمہارے ساتھ تھا جب تک تم ایکسپوز نہیں ہوئے تھے۔اس نے بھی تمہاری پشت پناہی چھوڑ دی کیونکہ تم برباد ہو چکے

تھے۔اور یہ مستجاب علی کی پرانی عادت ہے۔وہ ڈوب جانے والوں کے ساتھ ڈوبا نہیں کرتا ہے۔"وہ نہیں جانتے تھے کہ موبائل اسپیکر پر تھا اور وہ بچہ انہیں سن رہا تھا۔شہریار کے ادا کردہ آخری الفاظ عاہل کے سینے پر جیسے گھونسے کی مانند لگے تھے۔مستجاب ڈوبنے والوں کے ساتھ ڈوبا نہیں کرتا تھا۔صحیح تو کہہ رہے تھے وہ!اسکا باپ اسے بھی تو بچانے نہیں آیا تھا!

"میں آخری بار تم سے پوچھ رہا ہوں۔میرا ساتھ دو گے یا نہیں؟"جاوید اب اپنا آخری فیصلہ لینے والا تھا۔

"بچوں کو چھوڑ دو جاوید۔یہ ہم بڑوں کی دشمنی ہے۔بچوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔"شہریار کا لہجہ مدھم پڑا تھا۔

"ہاں۔۔۔یا۔۔۔ناں؟"جاوید کچھ اس قدر زور سے چیخا تھا کہ عاہل اور عصام کے رونگٹے تک کھڑے ہو گئے تھے۔چند لمحے فون کی دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔کیبن میں سب نے اپنے اپنے دم سادھ لیے تھے۔پھر شہریار کی مدھم سی آواز فضا میں گونجی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں۔"جاوید ہلکا سا مسکرایا۔ پھر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تم نے میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں چھوڑا ہے شہریار۔"

"جاوید میری بات سنو۔ تمہیں کوئی غلط فیصلہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"برباد تو میں ہو ہی چکا ہوں۔۔۔"

"جاوید۔ان دونوں بچوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں!"ان کی آواز میں خوف تھا۔کچھ کھو دینے کا خوف۔

"اب اگر قاتل بھی بن جاؤں تو کیا ہی فرق پڑے گا!"اس کی آواز بہت غیر انسانی محسوس ہو رہی تھی۔اس نے ساتھ کھڑے گارڈ کو اشارہ کیا تو گارڈ نے پستول جاوید کے ہاتھ میں دے دی۔عصام اور عاہل کی جان ہوا ہونے لگی تھی۔

"جاوید میں کہہ رہا ہوں میری بات سنو۔۔۔"ان کی آواز کانپ رہی تھی۔کوئی ان سے ان کی متاعِ کُل چھیننے والا تھا۔

عاہل کی تو خوف کے مارے آواز بند ہو چکی تھی۔ وہ آنکھوں میں خوف لیے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈ۔۔۔"وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا تھا کہ گولی چلنے کی آواز نے شہریار کے ہوش خطا کر دیے تھے۔ وہ چیخ رہے تھے۔ عصام کا نام لے رہے تھے۔ اور اگلے ہی لمحے جاوید نے کال کاٹ دی تھی۔

عصام کرسی پر بندھا زمین پر گرا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ پھر اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں اور جو منظر اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ اس کی جان نکالنے کے لیے کافی تھا۔ عاہل کرسی پر بندھا زمین پر گرا ہوا تھا۔ ارد گرد خون کا ایک تالاب تھا۔ اس کے سینے میں گولی لگی تھی۔ جس لمحے جاوید نے پستول عصام پر تانی تھی تبھی عاہل تیزی سے کرسی سمیت کودنے کے سے انداز میں عصام کے سامنے آیا تھا۔ اور نتیجتاً گولی اس کے سینے میں لگی تھی۔ وہ نیم بے ہوش تھا اور درد سے کراہ رہا تھا۔ چند لمحے تو عصام کو کچھ سمجھ ہی نہ آیا۔ اس کی تمام حسیات جیسے سُن ہو گئی تھیں۔

"عاہل۔۔۔عاہل۔۔۔"عصام کو اپنی آواز کسی کنویں سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔عاہل بے ہوش ہو چکا تھا۔اس کا خون بھل بھل بہہ رہا تھا۔عصام نے اپنی زندگی میں پہلی بار اتنا خون دیکھا تھا۔خوف کے مارے اس سے زبان ہلانی تک مشکل ہو رہی تھی۔

"او ہو!گولی پہلے اسے لگ گئی!چلو خیر ہے مرنا تو تم دنوں نے ہی ہے۔پہلے کوئی بھی مرے اس سے کیا ہی فرق پڑتا ہے۔"جاوید نے پستول والا ہاتھ بلند کیا اور ابھی وہ فائر کرنے ہی والا تھا کہ کیبن کا دروازہ ٹھاکی آواز سے کھلا اور ہتھیار سے لیس وردیوں میں ملبوس لوگ اندر داخل ہوئے اور یکدم ہوا گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔پھر ہر آواز ساکت ہو گئی اور منظر واضح ہوا۔جاوید اور اس کے گارڈز گولیوں سے بھونے جا چکے تھے۔عصام نے دیکھا کہ شاہزیب بھاگتا ہوا کیبن میں داخل ہوا تھا اور اب اس کی طرف آ رہا تھا۔وہ عصام کی طرف پہنچا اور جلدی سے عصام کو رسیوں سے آزاد کیا۔اب شاہزیب اس سے کچھ پوچھ رہا تھا۔کچھ کہہ رہا تھا۔شاید وہ عصام سے اس کی خیریت پوچھ رہا تھا لیکن نہ ہی اسے کچھ سنائی دے رہا تھا اور نہ اسے کوئی پرواہ تھی کہ وہ کیا کہہ رہا تھا اور کیوں کہہ رہا تھا۔ہر آواز اس کی سماعت

کے پردوں سے ٹکرائے بغیر ہی واپس آ رہی تھی۔ اگر اس وقت اسے کسی کی پرواہ تھی تو وہ عاہل تھا۔ وہ آزاد ہوتے ساتھ ہی تیزی سے عاہل کی طرف لپکا تھا۔ وہ اسے رسیوں سے آزاد کر رہا تھا۔ اس نے عاہل کا سر اٹھایا اور اپنی گود میں رکھا۔ وہ اس پر جھکا اس کا گال تھپتھپا رہا تھا۔ وہ اسے آواز دے رہا تھا لیکن وہ بے ہوش تھا۔ وہ بلک بلک کر رونے لگا۔ وہ اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ شاہزیب اسے عاہل کے پاس سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بے فائدہ۔

"وہ اٹھ نہیں رہا ہے شاہزیب! پلیز اسے اٹھاؤ! وہ میرا دوست ہے!" وہ روتے ہوئے شاہزیب کی طرف مڑا اور اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے کہنے لگا۔ "اس کی موم۔۔۔ وہ فون پر رو رہی تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے رو رہی تھیں۔ اسے اٹھاؤ شاہزیب! میں اس کی موم سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کے بیٹے نے میری جان بچانے کے لیے وہ گولی کھالی!" وہ اضطرابی انداز میں بول رہا تھا۔ وہ پندرہ سال کا بچہ تھا جو محلوں میں پلا بڑا تھا۔ اس نے پہلے کبھی ایسی کسی حالت کا سامنا نہیں کیا تھا۔ وہ بہت بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ شاہزیب نے

اسے کندھوں سے تھام کر اسے خود سے دور کیا۔ پیرامیڈکس کے لوگ کیبن میں داخل ہوئے تھے۔ وہ تیزی سے عاہل کو سٹریچر پر ڈال کر باہر لے جا رہے تھے۔ شاہزیب عصام کو اپنے ساتھ باہر لے آیا۔ سامنے ہی ایک ہیلی کاپٹر تھا۔ وہ لوگ عاہل کو ہیلی کاپٹر میں ڈال چکے تھے۔ اور اب عصام اور شاہزیب بھی اندر بیٹھ چکے تھے۔ اگلے دس منٹ میں وہ اسلام آباد کے ایک جدید ہاسپٹل میں موجود تھے۔ عاہل کا ٹریٹمنٹ شروع ہو چکا تھا۔ گولی تو نکال لی گئی تھی لیکن خون زیادہ بہہ جانے اور زخم گہرا ہونے کی وجہ سے اس کی حالت حد سے زیادہ کریٹیکل تھی۔ اور یہ سن کر عصام کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی۔ وہ آئی سی یو کے باہر کاریڈور میں لگی ویٹنگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ شاہزیب نے شہریار کو عصام کی خیریت اور دیگر حالات سے آگاہ کر دیا تھا اس لیے وہ ہاسپٹل آنے کے بجائے معاملات کو دیکھنے کے لیے آئی جی اسلام آباد سے ملنے چلے گئے تھے۔ لیکن اطمینان انہیں ابھی بھی نہیں آیا تھا۔ جب تک وہ عصام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیتے انہیں اطمینان آ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ سیٹ پر بیٹھا خالی خالی نگاہوں سے راہداری کو دیکھ رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا

کرے؟ جب سب راستے بند ملیں تو کیا کرنا چاہیے؟ وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ راہداری میں آگے بڑھ رہا تھا جب شاہزیب نے اسے بازو سے تھام کر روکا تھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" وہ اسے پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔

"مسجد۔" وہ بے حد مدھم آواز میں بولا تو شاہزیب نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔ وہ راہداری سے گزرتا ہوا ہسپتال سے باہر نکل گیا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی شاہزیب کو شہریار راہداری میں داخل ہوتے نظر آئے۔ عصام کو وہاں نہ پا کر ان کے چہرے پر نمودار ہونے والی پریشانی شاہزیب نے نوٹ کی تھی۔ وہ اس کے ذرا قریب آئے۔

"عصام کہاں ہے؟" سارے زمانے کی فکر اس وقت ان کی آواز میں سما چکی تھی۔

"وہ مسجد گیا ہے۔" اور اگلے ہی لمحے شہریار کے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے۔

"آپ کے خیال میں وہ کب تک آجائے گا؟" شاہزیب فکر مند سا پوچھ رہا تھا۔

"رب کے سامنے مٹی ہو کر سجدہ ریز ہونے کی کوئی مدت نہیں ہوتی ہے شاہزیب۔انسان مٹی سے بنا ہے۔یہ انسان کی حقیقت ہے۔میرا بیٹا اپنی حقیقت بھولا ہوا تھا۔وہ مسجد دوبارہ سے اپنی حقیقت کو پانے گیا ہے۔"شہریار پُرسکون ہو چکے تھے۔وہ اب ویٹنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"عاہل کے گھر سے کسی کو اطلاع دی ہے تم نے؟"

"ابھی نہیں۔میں آپ کے آرڈر کا انتظار کر رہا تھا۔"

"انہیں عاہل کی حالت کے متعلق آگاہ کر دو۔"

"اس کے باپ کو۔۔۔"

"اس کے باپ سے رابطہ مت کرنا۔وہ نہیں آئے گا۔ملیحہ کو کال کرو اور اس سے میری بات کرواؤ۔وہ رو رو کر ہلکان ہو چکی ہو گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کی آواز میں یکدم کوئی پرانا کرب شامل ہو گیا تھا۔شاہزیب سر ہلاتا ہوا کال ملانے کے لیے اپنی پینٹ کی جیب سے فون نکالنے لگا تھا۔

ملیحہ شہریار کی کزن تھیں۔وہ ان کی خالہ زاد تھیں۔پھر وہ دنوں ایک ہی کالج میں پڑھتے رہے تھے تو ان کے درمیان کافی اندر سٹینڈنگ بھی تھی۔عصام کے لیے ملیحہ اس کی پھپھو کے برابر ہی تھیں۔لیکن وہ آج تک صرف ملیحہ سے ہی ملا تھا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ عاہل مستجاب کا تعلق ملیحہ مستجاب سے تھا۔

آئی سی یو کے دروازے کے شیشے سے اندر جھانکو تو عاہل مستجاب کا وجود نالیوں،ٹیوبوں اور مختلف اقسام کی مشینوں کے درمیان بیڈ پر بے ہوش پڑا زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑ رہا تھا۔

****

مسجد۔یہ وہ جگہ تھی جہاں ہر کوئی آسکتا تھا۔امیر بھی۔غریب بھی۔گورا بھی۔کالا بھی۔سفید بھی اور سیاہ بھی۔۔۔یہاں کوئی پابندی نہ تھی۔نہ کسی ڈریس کوڈ کی اور نہ ہی کسی انویٹیشن لیٹر

کی۔یہاں آنے والا ہر شخص اپنے رب کے سامنے برابر تھا۔اگر کسی کی ذات یہاں ارفع تھی تو وہ اللہ تھا۔

وہ آخری صف میں تھا۔اللہ کے آگے سجدہ ریز۔اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن بھل بھل آنسو بہہ رہے تھے۔اسے یاد نہیں تھا کہ آخری بار وہ یوں سجدے میں کب رویا تھا۔وہ زارا کی موت پر بھی اللہ کے سامنے نہیں رویا تھا۔وہ اپنے رب سے منہ موڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

اسے لگتا تھا کہ اللہ نے اس سے اس کی ماں کو چھین کر اس کے ساتھ دنیا کا سب سے بڑا ظلم کر دیا تھا۔وہ اپنے رب سے شکوہ کرنے لگا تھا۔اس کے نزدیک وہ یہ سب دیز رو نہیں کرتا تھا۔وہ ایک نقصان کے پیچھے اپنے رب کو فراموش کر بیٹھا تھا۔اور جب رب کو فراموش کر دیا جائے تو پھر رب بھی اپنے بندے کو فراموش کر دیتا ہے۔اسے دنیا کے ہوالے کر دیتا ہے۔لیکن پھر کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جنہیں ان کا نصیب واپس ان کے رب کی طرف لے آتا ہے۔عصام بھی ان ہی میں سے ایک تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سجدے میں گرا بے آواز سسکیوں کے ساتھ رو رہا تھا۔اس کا پورا وجود زلزلوں کی شدت سے لرز رہا تھا۔ مگر زبان خاموش تھی۔سارے الفاظ آج ختم ہو گئے تھے۔ کبھی کبھار گناہ کی شرمندگی اس قدر ہوتی ہے کہ انسان زبان پر اپنی خواہش لانے کی ہمت نہیں کر پاتا۔ پھر وہ بس روتا ہے اور روتا ہی چلا جاتا ہے۔اور اللہ تو پھر ہر زبان ہی جانتا ہے۔ بھلے پھر وہ آنسوؤں کی زبان ہی کیوں نہ ہو۔

وہ جب دو گھنٹے بعد آئی سی یو کے باہر راہداری میں لگی سیٹس کی طرف آیا تو وہاں ایک شخص کا اضافہ ہو چکا تھا۔وہ ملیحہ تھیں اور ڈاکٹر کی بات سنتے ہوئے رو رہیں تھیں۔ شہریار ملیحہ کے ساتھ کھڑے انہیں تسلی دے رہے تھے۔ڈاکٹر اپنی بات کر کے چلا گیا تو ملیحہ اور شہریار سیٹ پر آ کر بیٹھ گئے تھے۔ عصام قدم قدم چلتا آگے آیا اور شہریار کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"وہ کیسا ہے؟"وہ چھت کو تکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ آواز سے لگتا تھا جیسے وہ صدیوں کا تھکا ہوا تھا۔

"حالت اسٹیبل ہے اب۔"عصام نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

اور پھر یہ وہی رب ہے جو کہتا ہے "میرے بندے تو مجھ سے مانگ تو سہی میں نہ دوں تو کہنا۔"

دعا سن لی گئی تھی۔ سجدہ قبول کر لیا گیا تھا۔ دل پر سے بوجھ اُٹھا لیا گیا تھا۔ دل کو سکون مل گیا تھا۔ دوست بچھڑا نہیں تھا۔

اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن ان بند آنکھوں سے بھی بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ آنسو ڈر، خوف یا پھر غم کے نہیں تھے۔ یہ آنسو شکر کے تھے۔ شہریار اس کے گیلے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔ دل میں ایک ٹیس سی اُٹھی تھی۔ عصام تکلیف میں تھا یعنی شہریار کی دنیا بے نور تھی۔ وہ خوش تھا یعنی شہریار کی دنیا پُر رونق تھی۔

"اسے روم میں شفٹ کیا جا رہا ہے۔ ہوش آنے پر سب سے پہلے ملیحہ اس سے ملے گی پھر تم اس سے مل سکتے ہو۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ٹانکے دو ہفتے بعد کھل جائیں گے اور زخم کو پوری طرح بھرنے میں ایک مہینے سے بھی زیادہ لگ سکتا ہے۔۔۔" شہریار کچھ کہہ رہے تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن عصام انہیں سن نہیں رہا تھا۔ وہ سر کو سیٹ کی پشت سے لگائے آنکھیں موندے بیٹھی ملیحہ کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ جب ہوش میں آئے گا تو اسے ان ٹانکوں سے زیادہ تکلیف اپنے باپ کی غیر موجودگی پر ہوگی۔" وہ شکست خوردہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ شہریار اور ملیحہ نے بیک وقت چونک کر عصام کو دیکھا تھا۔

"اس نے عاہل کے ڈیڈ کو گالی دی تھی۔ میں نے اس کی آنکھوں میں آگ دیکھی تھی۔ سب کچھ جلا کر راکھ کر دینے والی آگ۔ میں پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ اگر اس وقت اس کے ہاتھ نہ بندھے ہوتے تو وہ اس آدمی کا قتل کر دیتا۔۔۔ ملیحہ پھپھو کیا عاہل سے کوئی بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے جو اس کے ڈیڈ اسے سزا دے رہے ہیں؟ بڑے سے بڑا گناہ تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے۔ تو پھر اس کے ڈیڈ اس کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟" اس کا لہجہ طنزیہ نہیں تھا۔ وہ بس پوچھ رہا تھا۔

اور یہ وہ سوال تھا جس کا یہاں بیٹھے ہوئے کسی شخص کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔۔۔

شہریار چاہ کر بھی اسے سوال پوچھنے سے روک نہیں پائے تھے۔اور ملیحہ۔۔۔وہ عصام کے سوالوں پر سن بیٹھی تھیں۔یہ وہ سوال تھے جو کئی بار انہوں نے خود سے پوچھے تھے۔تب بھی جواب نادارد تھے اور اب بھی۔۔۔

****

عاہل کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔اسے ہوش بھی آ گیا تھا۔اور اس وقت ملیحہ اس کے سرہانے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے بیٹھیں تھیں۔شاید انہیں ڈر تھا کہ وہ ہاتھ کہیں پھر سے چھوٹ نہ جائے۔ان کی آنکھوں سے آنسو ہنوز بہہ رہے تھے۔عاہل مسلسل انہیں روتا دیکھ رہا تھا۔

"موم میں ٹھیک ہوں اب۔آپ پلیز اب رونا بند کریں۔"آواز نقاہت کا شکار تھی۔وہ اپنی ماں کو روتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔وہ ہمیشہ سے اپنی ماں کو اپنی وجہ سے روتا دیکھتا آیا تھا۔

"چھے ٹانکے لگے ہیں تمہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ تم ٹھیک ہو؟"انہوں نے ذرا خفگی سے اسے ڈانٹا تو وہ مسکرا دیا۔"تمہیں شرم نہیں آتی ہے؟موت کے منہ سے نکل کر آئے ہو پھر بھی

تمہاری حرکتیں ہیں کہ اللہ کی پناہ! میں تم سے پوچھتی ہوں کہ تم نے گولی کیوں کھائی؟"وہ اب غصے میں آ گئیں تھیں۔عاہل ان کے لیے سب کچھ تھا اور ان کا سب کچھ چند گھنٹے پہلے تک زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑ رہا تھا۔ان کا ایسا ردِ عمل دینا نارمل تھا۔

"وہ دوست ہے موم۔میں اسے گولی کیسے لگنے دے سکتا تھا؟"وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"دوسروں کو بچانے کی تمہاری یہ عادت کب جائے گی عاہل؟"ملیحہ اسے تاسف سے دیکھ رہی تھیں۔عاہل کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔یہ سچ تھا عاہل نے ہمیشہ خود سے جُڑے لوگوں کو بچانے کی کوشش کی تھی اور۔۔۔نقصان ہمیشہ اسے ہی ہوا تھا۔

"ڈیڈ نہیں آئے ناں؟"وہ سر جھکائے کہہ رہا تھا جیسے وہ کوئی مجرم تھا۔

ملیحہ خاموش ہو گئیں۔ان کے پاس جواب تھا لیکن جواب دینے کی ہمت نہیں تھی۔عاہل نے سر اُٹھا کر اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

"اٹس اوکے۔کم از کم آپ تو میرے پاس ہیں۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔اس مسکراہٹ کے مکھوٹے کے پیچھے بہت سے آنسو بہنے کو تیار تھے جنہیں وہ روکے ہوئے تھا۔اسے ان

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آنسوؤں کو بہنے سے روکے ہی رکھنا تھا کیونکہ اب وہ پانچ سالہ عاہل نہیں تھا۔ وہ بڑا ہو چکا تھا۔ اب وہ روتا نہیں تھا لیکن آنسوؤں کو کسی زہر کی طرح اپنے اندر بھرتا ضرور تھا۔

اس کی مسکراہٹ دیکھ کر ملیحہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ انہوں نے بہت پیار سے اس کے بال بکھیرے۔ پھر جھک کر اس کا ماتھا چوما۔

عصام نے صحیح کہا تھا۔ ٹانکوں سے زیادہ تکلیف باپ کی غیر موجودگی پر محسوس ہوئی تھی۔

اگر روم سے باہر راہداری میں آؤ تو باہر ویٹنگ ایریا میں شہریار عصام کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھے تھے۔ وہ خاموش تھے اور یہ بات عصام کو بہت بری لگ رہی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اسے ڈانٹتے، اس پر چیختے چلاتے، اسے سزا دیتے۔

"آپ مجھے ڈانٹیں گے نہیں؟ میری اتنی بڑی بیوقوفی اور غلطی پر مجھے کوئی سزا نہیں دیں گے؟" وہ ان کے سینے پر سر ٹکائے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔" صرف ایک لفظ اور انہوں نے تمام قصہ ہی ختم کر دیا تھا۔

"کیوں؟"

"ابھی تو تم نے کہا کہ تم نے ایک بہت بڑی بیوقوفی اور غلطی کی ہے۔ جو بات تمہیں معلوم ہو گئی ہے وہ میں تمہیں دوبارہ کیوں بتاؤں؟"

وہ نرمی سے کہتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہے تھے۔

"آئی ایم سوری ڈیڈ۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ آئیندہ کبھی آپ سے بحث نہیں کروں گا۔ آئیندہ کبھی آپ کے کسی فیصلے سے انکار نہیں کروں گا!"وہ شرمندہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"نہیں عصام میں تمہیں اپنی بات میرے سامنے رکھنے سے نہیں روک سکتا اور نہ ہی تمہیں اپنے لیے فیصلہ لینے سے روک سکتا ہوں۔ہاں مگر جب میں تمہیں کچھ کرنے سے روکوں تو اس کا مطلب ہے کہ میں کچھ ایسا جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اس لیے پلیز رک جانا کیونکہ تم میرے لیے اس دنیا کے سب سے اہم انسان ہو۔ اور ہاں ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ میں ہمیشہ تمہیں پروٹیکٹ کرتا رہوں گا۔"وہ جھک کر اب اس کا ماتھا چوم رہے تھے۔

"آپ نے مجھے ڈھونڈا کیسے تھا ڈیڈ؟"اسے ایک دم یہ بات یاد آئی تھی۔

"بیٹا جی بھلے سے آپ کا آئی کیو لیول 158+ ہے لیکن میں بھی تمہارا باپ ہوں! تم جتنی مرضی بھی ہوشیاری دکھالو۔۔۔ تمہیں کب، کیسے، کہاں اور کیوں ڈھونڈنا ہے یہ مجھے اچھے سے معلوم ہے۔ تمہارے تو فرشتوں کو بھی تمہارے بارے میں اتنا علم نہیں ہو گا جتنا تمہارے باپ کو ہے! تمہارے بیگ میں ایک ٹریسر تھا۔ میں نے شاہزیب کو تمہیں ٹریس کرنے کے لیے اسلام آباد تمہارے پیچھے بھیجا تھا۔ اتنا خطرہ نہیں تھا کیونکہ تم اپنی کلاس کے ساتھ تھے۔ لیکن جب تم نے ٹریک بدلا تو شاہزیب کو معلوم ہو گیا۔ لیکن جب تک وہ تمہیں ٹریس کرتا ٹریک نمبر 4 تک پہنچا تم اور عاہل اغوا ہو چکے تھے۔ تمہیں اغوا کرنے والا جاوید تھا اور یہ بات ہمیں معلوم ہو چکی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ تم دونوں کو اغوا کر کے مارگلہ میں ہی کہیں رکھا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ وہاں تک پہنچنے میں اور آپریشن کرنے میں وقت لگا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ جاوید نفرت کی آگ میں کوئی غلط قدم ضرور اُٹھائے گا اس لیے میں مسلسل اسے کال پر مصروف رکھے ہوئے تھا تاکہ فورسز وقت پر تم دونوں تک پہنچ جائیں۔" وہ اب اسے تفصیل سے ہر چیز سے آگاہ کر رہے تھے۔

"ایسا لگتا ہے کہ جیسے ابھی ابھی نیٹفلکس کی کوئی فلم ختم ہوئی ہے اور آپ ایک اندر کورا ایجنٹ ہیں۔"اس نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔اندر کورا ایجنٹ والی بات پر شہریار بے ساختہ ہی ہنس پڑے تھے۔اب وہ اسے کیا بتاتے کہ وہ سچ میں ایک اندر کورا ایجنٹ ہی تو تھے۔

اگلے لمحے ہی روم کا دروازہ کھلا تھا اور ملیحہ باہر نکلی تھیں۔وہ ان دونوں کے قریب آئیں۔

"وہ تم سے ملنا چاہتا ہے عصام۔"وہ نرمی سے کہتے ہوئے اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی تھیں۔

عصام فوراً اٹھا اور روم کی طرف چل دیا تھا۔چہرے پر مصنوعی خفگی سجائے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم پاگل ہو؟دماغ خراب ہے کیا تمہارا؟گولی کیوں کھائی تم نے خبیث انسان!!!!"وہ کمر پر دونوں ہاتھ رکھے عاہل کے سر پر کھڑا اغُرا رہا تھا۔عاہل نے بُرا سا منہ بنا کر اسے دیکھا۔

"چچ چچ۔۔۔حد ہوتی ہے بد اخلاق اور احسان فراموش ہونے کی بھی!"وہ افسوس سے سر ہلاتا ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"زیادہ ڈرامے مت کرو!اگر تم زخمی نہ ہوتے نا تو ایک مُکا تو میں بھی تمہارے منہ پر رسید کرتا!"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور رہا تھا۔

"ہاں تو اور کیا کرتا میں؟گولی لگنے دیتا تمہیں؟دوست کو مرنے دیتا؟"وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔

عصام سن ہو گیا تھا۔عاہل مستجاب اسے اپنا دوست سمجھتا تھا؟

"کیا میں تمہارا دوست ہوں؟"وہ حیران سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں تمہیں اسی دن سے اپنا دوست مانتا ہوں جس دن پہلی بار آرٹ کی کلاس میں تم میرے ساتھ بیٹھے تھے گدھے!"وہ تیزی سے بول رہا تھا۔عصام منہ کھولے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"تم نے مجھے گدھا کہا؟"عصام کے اعصاب تن گئے تھے۔ کتنا بڑا اصدمہ تھا یہ!

"نہیں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ تم گدھے نہیں ہو۔"عاہل نے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو عصام کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔"تم گدھوں کے سردار ہو!"وہ تیزی سے بلند آواز میں بولا تو عصام کے ڈھیلے پڑے اعصاب پھر سے تن گئے۔

"بھول گئے ہو تو میں یاد کروادیتا ہوں کہ اس کمرے میں جس کے پاس 158+ آئی کیو لیول ہے ناوہ میں ہوں!"وہ اپنے سینے پر انگلی رکھتا اسے باور کروارہا تھا۔

"ہاں تو دنیا میں 158+ آئی کیو لیول رکھنے والے گدھے بھی ہوتے ہیں۔ایک مثال تو میرے سامنے ہی کھڑی ہے!"وہ آبرو سے عصام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تم!"وہ انگلی اٹھا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عاہل نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کیا؟ کیا ہوا ہاں؟ 158+ آئی کیو لیول رکھنے والے گدھے کے پاس الفاظ ختم ہو گئے کیا؟ ہاں؟"وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"میں یہاں تمہارا شکریہ ادا کرنے آیا تھا لیکن تم اس قابل ہی نہیں ہو۔جارہا ہوں میں! ملیحہ پھپھو کو اندر بھیجتا ہوں! ان کی گودی میں بیٹھ کر لوری سنو تم! ہونہہ!"وہ بُرا سا منہ بناتا

کمرے سے نکل گیا۔ پیچھے عاہل ہنستا ہی جا رہا تھا۔ اسے عصام کو زچ کرنے میں بڑا مزہ آتا تھا۔ اور عصام زچ ہو بھی جاتا تھا۔ وہ ابھی تک ہنس رہا تھا۔

اگر انسان کے پاس سب کچھ نہ بھی ہو پھر بھی اسکے پاس بہت کچھ ہوتا ہے۔ بس اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرنی ہوتی ہے۔

****

یہ آغاز تھا۔ دوستی کے ایک نئے دور کا۔ خوشی کے دور کا۔ راحت کے دور کا۔ شرارتوں کے دور کا۔ پیار کے دور کا۔ احساس کے دور کا۔ جوانی کے دور کا۔ ٹانگ کھینچنے کے دور کا۔ بے وقوفیوں کے دور کا۔ بغاوت کے دور کا۔ غرض یہ ان دو افلاتونوں کا دور تھا۔

وقت اتنی تیزی سے دورا تھا کہ اولیولز کے وہ تین سال نا جانے کہاں چلے گئے تھے؟ کوئی اندازہ نہ تھا! عصام اور عاہل کی دوستی بہت گہری ہو گئی تھی۔ وہ تقریباً ہر وقت ہی ساتھ رہا کرتے تھے۔ ان کی زندگی جیسے ایک دوسرے کے بغیر نامکمل تھی۔ وہ دونوں ایک

دوسرے کا کمفرٹ زون تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی زندگی کا اہم جز بن گئے تھے جس کے بغیر انسان زندہ رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔

اس بات سے بے خبر کہ ان کے لیے آنے والا دور آغازِ نفرت ہونے والا تھا۔ آغازِ بربادی ہونے والا تھا۔ آغازِ جدائی ہونے والا تھا۔۔۔

* * * * * * * * * * * * * * * *

یہ ان دونوں کے اے لیولز کے کالج کا پہلا دن تھا۔ کالج کی راہداریاں اسٹوڈنٹس سے بھری ہوئی تھیں۔ ان ہی میں سے ایک راہداری میں عصام کھڑا تھا۔ اٹھارہ سالہ عصام شہریار خان۔ یونیفارم پہنے ماتھے پر بکھرے بالوں اور گہری سرمئی آنکھوں میں خوشی کے تاثرات لیے وہ عاہل کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے راہداری کے اختتام سے عاہل اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ ہلایا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر یکدم عصام کے چہرے پر آئی مسکراہٹ عنقا ہو گئی۔ وہ اس کے کافی قریب چلا آیا تھا۔ اور پھر عاہل نے عصام کے منہ پر ایک زوردار مُکا دے مارا تھا۔ وہ پیچھے کی طرف

لڑکھڑا گیا تھا لیکن اس نے بدوقت خود کو گرنے سے بچا لیا تھا۔ اگلا وار کاری ثابت ہوا تھا۔ عاہل نے اسے ایک اور مُکا مارا تھا اور وہ زمین پر گر گیا تھا۔ وہ اس کے اوپر چڑھا بے ہنگم انداز میں اسے مار رہا تھا۔ عصام اسے مسلسل خود پر سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن عاہل تھا کہ اس پر جیسے کوئی جنون سوار ہو گیا تھا۔

"تم کیا کر رہے ہو عاہل؟ پاگل ہو گئے ہو؟" وہ چیخ کر اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے تمہارے لیے کبھی وہ گولی کھانی ہی نہیں چاہیے تھی! وہ گولی تمہیں لگنی چاہیے تھی۔ تمہیں مرجانا چاہیے تھا عصام! تمہیں مرجانا چاہیے تھا! میں نے تمہیں کیوں بچایا؟ تمہیں اسی دن مرجانا چاہیے تھا۔ تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے! تم ناسور ہو! تم مصیبت ہو! تم بربادی ہو! تم عذاب ہو! تم مر کیوں نہیں جاتے ہو؟ تم مرجاؤ عصام! تم مرجاؤ!" ارد گرد کے کچھ اسٹوڈنٹس نے عاہل کو عصام پر سے ہٹایا تھا۔ اس کا ہونٹ بری طرح پھٹ چکا تھا۔ چہرے پر جگہ جگہ زخم آ گئے تھے۔ ماہا اور ریاض ان دونوں کی لڑائی کے بارے میں سن کر بھاگے بھاگے آئے تھے۔ وہ اس سے کچھ پوچھ رہے تھے۔ لیکن وہ کچھ سن نہیں رہا تھا۔ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کسی کو دیکھ نہیں رہا تھا۔ وہ بس راہداری میں غائب ہوتے ہوئے عاہل کو دیکھ رہا تھا۔ عصام نے اس کی آنکھوں میں آج ایک بار پھر وہی آگ دیکھی تھی جو تین سال پہلے مارگلہ کی پہاڑیوں میں اس رات دیکھی تھی جب وہ اس شخص کا قتل کر دینا چاہتا تھا جس نے اس کے باپ کو گالی دی تھی۔ سب کچھ جلا کر راکھ کر دینے والی آگ۔ اس کا وہی دوست اسے جان سے مارنا چاہتا تھا جس نے کبھی اس کے لیے اپنے سینے پر گولی کھائی تھی۔ وہ اسے مرنے کی بد دعا دے کر گیا تھا۔ عاہل کو معلوم نہیں تھا کہ اس کے لفظوں نے عصام کی روح کا ایک حصہ مار دیا تھا۔ اس کا وہ دوست جس نے اسے زندگی کا مطلب سمجھایا تھا وہی دوست آج چاہتا تھا کہ وہ مر جائے۔

شہریار نے کالج آ کر عصام کے کہنے پر عاہل کے خلاف کالج انتظامیہ کو کوئی بھی کارروائی کرنے سے روک دیا تھا۔

"تم نے اسے روکا کیوں نہیں عصام؟ تم نے اسے خود کو مارنے کیوں دیا؟" شہریار عصام کے کمرے میں اس کے سامنے کھڑے پوچھ رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

"وہ دوست ہے۔" وہ بیڈ پر پھٹے ہوئے ہونٹ اور خون سے بھرے کپڑے لیے سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔ اس کی آواز اس قدر آہستہ تھی کہ صرف وہی خود کو سن سکتا تھا۔

"وہ تمہیں مار رہا تھا اور تم مار کھاتے جا رہے تھے۔ تم نے اسے روکا کیوں نہیں؟"

"وہ دوست ہے۔" اب کہ آواز ذرا سی بلند تھی۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں عصام!" اس بار شہریار کی آواز بلند ہوئی تھی۔

"کیونکہ وہ دوست ہے ڈیڈ!" عصام پھٹ پڑا تھا۔ وہ رو پڑا تھا۔ "آپ نے۔۔۔ آپ نے وہ الفاظ نہیں سنے۔ وہ مجھ سے کہہ کر گیا ہے کہ اس دن وہ گولی مجھے لگنی چاہیے تھی۔ مجھے اس رات مر جانا چاہیے تھا۔ مجھے مر جانا چاہیے۔ وہ جس نے جان بچائی تھی وہ چاہتا تھا کہ میں مر جاؤں! اس کی آنکھوں میں میرے لیے نفرت تھی۔ وہ کوئی عام نفرت نہیں تھی ڈیڈ۔ اس کے سر پر نفرت کا جنون سوار تھا!"

شہریار بس اسے تاسف سے دیکھتے ہی رہ گئے تھے۔ وہ ٹوٹا ہوا الگ رہا تھا۔ وہ بکھرا ہوا الگ رہا تھا۔

عاہل نے اگلے دن ہی کالج چھوڑ دیا تھا۔عصام نے بہت بار اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن سب بے سود۔عاہل زیورک(Zurich)چلا گیا تھا۔یہ ان کی دوستی کی کہانی کا اختتام تھا اور نفرت کی کہانی کا آغاز۔۔۔

بالکنی میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے عاہل کی آنکھیں آج ایک بار پھر افسوس سے بھر گئی تھیں۔اس نے تکلیف دی تھی۔اس نے دھوکا دیا تھا۔اس نے نفرت کا آغاز کیا تھا۔اور وہ نفرت آج آٹھ سال بعد عصام شہریار خان کی صورت میں ایک بار پھر عاہل مستجاب کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔رات بہت سوں کے غم اور گناہ لیے سیاہ سے سیاہ تر ہوتی جا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

عصام زویا کی ٹریننگ شروع کر چکا تھا۔اسٹڈی روم کے ساتھ موجود خالی کمرہ ٹریننگ کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔سب سے پہلے ان دونوں نے زویا کے سیلف ڈیفینس پر کام کرنا

شروع کیا تھا۔ زویا مارپیٹ میں بہت کچی تھی۔ عصام اسے سب کچھ سکھا رہا تھا۔ لڑنے کے مختلف طریقوں سے لے کر سامنے والے کو چاروں خانے چِت کرنے کے انداز تک۔

زویا سیف کا کردار ایک elite class socialite اور heiress کا ہونے والا تھا اس لیے عصام اسے ایک امیر لڑکی کے سانچے میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش میں جُتا ہوا تھا۔ بات کرنے کے انداز سے لے کر اس کے وارڈروب تک وہ ہر چیز بلکل پرفیکٹ چاہتا تھا۔ اور زویا اس کی اُمیدوں پر پورا اتر بھی رہی تھی۔ وہ سب کچھ بہت جلدی سیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دونوں اگلے ایک مہینے تک زویا سیف کے کردار پر کام کرتے رہے تھے۔ وہ ایک ایسی جنگ کے لیے اسے تیار کر رہا تھا جو بہت جلد ان دونوں کے ہاتھوں سے نکلنے والی تھی۔۔۔

****

وہ کلب کے دوسرے فلور پر اپنے روم میں بیٹھا ہوا تھا جب آدم بے ہنگم انداز میں دروازہ کھٹکھٹائے بغیر کمرے میں داخل ہوا تھا۔ عاہل کے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے جن کی وہ

رو گردانی کر رہا تھا۔اس نے آنکھیں اٹھا کر آدم کو دیکھا جس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑی ہوئی تھیں۔

"دروازہ کھٹکھٹانا نہیں سکھایا کسی نے تمہیں؟"وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔

"سر۔۔۔وہ۔۔۔نیچے گراونڈ فلور پر۔۔۔ایک لڑکی آئی ہے۔وہ چیخ چیخ کر سب کے سامنے کہہ رہی ہے کہ۔۔۔"وہ ہانپتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"کہ؟"وہ دوبارہ سے کاغذات کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"کہ۔۔۔کہ۔۔۔"اس کی آواز کانپ رہی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ اگلا جملہ ادا کرے گا تو عاہل اسے گولی مار دے گا۔

"اب بک بھی دو!"وہ سخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"کہ آپ نے۔۔۔اس کے ساتھ۔۔۔ریپ کیا ہے۔"وہ لرزتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔ عاہل کا صفحہ پلٹتا ہاتھ تھما تھا۔اس نے چہرہ اُٹھا کر آدم کو دیکھا۔وہ مسکرایا تو دائیں طرف سے ہونٹ اوپر کو اٹھا تھا۔

"اچھا!مجھے تو ایسا کچھ یاد نہیں آرہا!لیکن چلو نیچے چلتے ہیں۔میں بھی تو دیکھوں کہ ایسا کونسا ریپ ہے جو میں نے کیا ہے اور مجھے ہی نہیں یاد!"وہ بڑے ہی پر سکون انداز میں دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔آدم کا منہ اس کا سکون دیکھ کر کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔

وہ دونوں گراونڈ فلور پر آچکے تھے جہاں پر سیکیوریٹی اس عورت کو چیخنے چلانے سے باز رکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔گراونڈ فلور لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور سب اس شور مچاتی عورت کو دم سادھے دیکھ رہے تھے۔

"کہاں ہے وہ؟میں اسے زندہ جلادوں گی!میں اسے چھوڑوں گی نہیں!"وہ اونچا اونچا چیخ رہی تھی۔

"یقیناً آپ میری بات کر رہی ہیں؟" آواز عقب سے آئی تھی۔ وہ پیچھے مڑی۔ سیاہ کھلے گریبان والی ڈریس شرٹ اور سیاہ ہی پینٹ پہنے ہمیشہ کی طرح ہینڈسم۔ وہ اس کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔ عاہل نے ایک نظر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ آنکھ کے نیچے نیل تھا۔ گردن پر زخموں کے نشان تھے جیسے کسی نے نوچا ہوا ہو۔ ہونٹ سوجا ہوا تھا اور کنارے پر زخم بھی تھا۔ آنکھیں شاید رونے کے باعث سرخ تھیں۔ اس لڑکی کی حالت کافی ابتر لگ رہی تھی۔

"تم!" اس نے تھپر مارنے کے لیے ہاتھ اونچا کیا ہی تھا کہ عاہل نے اس کا ہاتھ روک لیا۔ پھر وہ اس کے کان کے پاس جھکا اور آواز کو سرگوشی کی مانند ہلکا کر لیا۔

"اپنی یہ حالت بنانے میں تم نے اتنی محنت کیوں کی فضا؟ مجھے بتاتیں۔۔۔ کسی سے کہہ کر ایک رات میں تمہاری یہ حالت کروادیتا!" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ فضا کا چہرہ یکدم سفید پڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم ابھی مجھے جانتی نہیں ہو اس لیے یہاں آ کر یہ سب کرنے کی غلطی کر بیٹھی ہو۔ بہتر ہو گا فضا میڈم۔۔۔ کہ ابھی کے ابھی تم یہاں سے دفا ہو جاؤ! ورنہ مجھے اور بہت سے طریقے آتے ہیں تم جیسی عورتوں کو ہینڈل کرنے کے!" وہ اس قدر سرد آواز میں بول رہا تھا کہ خوف کھایا جائے۔ وہ کہہ کر پیچھے ہٹ چکا تھا۔ فضا کا چہرہ وہ نہیں رہا تھا جس کے ساتھ وہ یہاں آئی تھی۔

"میں دیکھ لوں گی تمہیں۔ میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔ میں تمہیں برباد کر دوں گی عاہل مستجاب!" وہ دبے دبے سے انداز میں کہہ کر وہاں سے فوراً نکل گئی تھی۔ عاہل اپنے پیچھے کھڑے آدم کی طرف مڑا۔

"سب کچھ اپنے معمول پر لے کر آؤ اور ان سب لوگوں کو سنبھالو۔" وہ کہتا ہوا ساتھ سے نکل گیا تھا۔

پیچھے کھڑا آدم اب اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔ اسے سب لوگوں کو سمجھانا تھا کہ یہاں ابھی جو کچھ بھی ہوا وہ محض ایک آپسی اختلاف تھا اور جو بھی بات وہ لڑکی کر رہی تھی وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بے بنیاد تھی۔اور سب سمجھ بھی جانے والے تھے کیونکہ اس ایلیٹ کلاس کے سرکل کے درمیان ایک لڑکی اور لڑکے کے آپسی معاملات کی خرابی ان سب لوگوں کے لیے کوئی بڑی بات تو ہوتی ہی نہیں تھی۔

****

صبح وہ تیار ہو کر لاؤنج میں داخل ہوا تو ٹی وی پر چلتی ہیڈ لائن دیکھ کر اس کے قدم تھمے۔

"مشہور سیاستدان مستجاب علی کے بیٹے اور فارماسیوٹیکل کمپینیز کے سب سے بڑے سپلائر عاہل مستجاب پر فضا اشعر کے ریپ کا الزام۔"

رایان اور مستجاب بھی سوفے پر ٹی وی کے سامنے براجمان تھے۔ان کے چہرے اس وقت غصے سے سرخ پڑ رہے تھے۔وہ دونوں اس وقت عاہل کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔رایان کا تو بس نہیں چلتا تھا کہ اٹھ کر اس کا گلہ ہی دبا دیتا۔

"یہ سب کیا ہے عاہل؟"رایان دبے دبے غصے سے غرایا تھا۔

Clubb of Quality Content

"کیا کیا ہے؟"وہ ڈھیٹ واقع ہوا تھا یا پھر اس دنیا نے اسے ڈھیٹ بنا دیا تھا؟

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں!اگر ایسی حرکتیں کرنے کے بعد ثبوت تھکانے نہیں لگا سکتے تو پھر ایسے شوق پالتے ہی کیوں ہو جو بعد میں گلے پڑ جائیں؟"اس بار مستجاب اس پر چیخ رہے تھے۔انہیں الیکشنز کے قریب اس قسم کی خبر نے شدید پریشان کر دیا تھا۔اس کے دل پر جیسے کسی نے الٹی چھُری چلا دی تھی۔یہاں پر کسی کے ذہن میں ایک بار کے لیے بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ عاہل ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔لیکن وہ کس سے امید لگا رہا تھا؟اس باپ سے جو اپنے ہی بیٹے کو حقارت سے دیکھتا تھا یا پھر اس بھائی سے جو اپنے ہی بھائی کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا؟اسے اپنی سوچ پر ملال ہوا تھا۔

وہ مسکرایا۔ایک تپا دینے والی مسکراہٹ۔پھر قدم اٹھاتا مستجاب تک آیا۔گہری سیاہ آنکھوں نے بھوری آنکھوں میں اپنے لیے کوئی احساس ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن سب بے سود۔بھوری آنکھیں گہری سیاہ آنکھوں کے لیے ہر طرح کے احساسات سے خالی تھیں۔کب سے؟شاید پچھلے چھبیس سالوں سے۔۔۔

"میں ایسی حرکتیں اس لیے کرتا ہوں کیونکہ بدقسمتی سے جس آدمی نے مجھے جنم دیا ہے وہ مستجاب علی ہے اور اس آدمی کو بھی ایسے شوق پالنے کی بہت عادت تھی جو بعد میں اس کے گلے پڑ جاتے تھے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے؟ جو جنم دیتا ہے اس سے وراثت میں کچھ نہ کچھ تو ملتا ہے نا؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مستجاب غصے سے لال بھبھو کا ہو چکے تھے۔ ان کا ہاتھ اٹھا تھا لیکن عاہل کے چہرے تک پہنچنے سے پہلے ہی عاہل ان کے ہاتھ کو روک چکا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے مستجاب کا ہاتھ چھوڑا تھا۔

"میں وہ بارہ سالہ عاہل نہیں ہوں جس کی غلطی نہ ہونے پر بھی آپ اس پر ہاتھ اٹھائیں گے اور وہ چپ چاپ مار کھالے گا! وہ عاہل کب کا قبر کے نیچے جا چکا ہے۔ اب تو اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ چکی ہیں! اس لیے آئندہ ایسا کرنے کی سوچیئے گا بھی نہیں!" اس کا لہجہ بہت سرد تھا۔ جذبات کی ہلکی سی بھی رمک محسوس نہیں ہوتی تھی۔

"اور جہاں تک بات ہے اس کیس کی تو یہاں کسی کو بھی "اس کیس" کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کل تک آپ سب کا مسئلہ حل ہو جائے گا!" وہ تمسخر اُڑانے والے

انداز میں کہتا فوراً وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے وہ دونوں عاہل کے خلاف لگائی ہوئی اپنی اپنی آگ میں جل رہے تھے۔

****

آدھی رات کا وقت تھا۔ وہ اس وقت ایک پُر تعیش اپارٹمنٹ کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ ڈور بیل بجا چکا تھا اور اب دروازے کے کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا تھا اور اس کے سامنے فضا اشعر کھڑی تھی۔ گھر کے عام سے حلیے میں بھی وہ اچھی لگ رہی تھی۔ وہ بہت خوبصورت لڑکی تھی ہاں مگر اس کے اعمال خوبصورت نہ تھے۔

"تم؟" وہ یکدم ہی بگڑ کر بولی تھی۔ وہ اس کی بات پر کوئی بھی اثر دیے بغیر اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہو گیا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے لپکی تھی۔

"تم میرے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے!" وہ چلائی تھی۔ عاہل نے مُڑ کر اسے ایک گھوری سے نوازا تو اس کی زبان رُکی۔ وہ دروازے تک گیا اور پھر اسے لاک کرنے کے بعد فضا کی طرف مُڑا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"اس کے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی۔وہ خاموشی سے قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا پھر بازو سے اسے کھینچتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگایا۔وہ اس کی طرف جھکا اور چہرے کو اس کے چہرے کے کافی قریب لے کر گیا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟"خوف کے مارے اسے اپنی آواز بند ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

"وہی جس کا الزام تم نے پوری دنیا کے سامنے مجھ پر لگایا ہے!"وہ مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا تھا۔

"نہیں پلیز۔۔۔میں۔۔۔"وہ ڈری سہمی سی کہہ رہی تھی۔

"شش!آواز نہ آئے مجھے تمہاری ورنہ یہ جو جھوٹے نشان تم نے خود کو دیے ہیں نا۔۔۔ان سے زیادہ بُرے نشان دوں گا میں تمہیں!"وہ انگلی سے اس کے چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔فضا کو یکدم ہی ہوا کی کمی محسوس ہوئی تھی۔گھٹن بڑھ گئی تھی۔

"میں وہ مرد ہوں جو تم جیسی عورتوں کو ایک نظر اٹھا کر دیکھنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہے اور تم نے مجھ پر بدکاری کا الزام لگایا؟تمہیں ایک بار بھی مجھ سے خوف نہیں آیا؟کیا تم نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جانتیں کہ عاہل مستجاب اگر رحم کرے تو پوری دنیا سے بے نیاز ہو کر کرتا ہے اور اگر بدلہ لے تو وہ جانور بن جاتا ہے؟"وہ آبرو اٹھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔"دل تو کرتا ہے ابھی کے ابھی تمہیں گولی ماردوں!"وہ آخر میں غُرایا تھا۔

"عاہل مستجاب قاتل ہے۔وہ کرپٹ ہے۔وہ ایک ڈرگ لارڈ ہے۔وہ مافیا ہے۔لیکن عاہل مستجاب ایک rapist ہے؟یہ وہ آخری بات تھی جو میں اپنے بارے میں سننا چاہتا تھا!"اس نے زور سے دیوار پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ کانپ گئی۔آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہنے لگے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں اگر اس سب سے پیچھے ہٹی تو وہ مجھے ماردے گا!"وہ کانپتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔

"تو ٹھیک ہے۔جیسی تمہاری مرضی۔میں پھر ابھی صبح تک یہاں تمہارے ساتھ رہنا چاہوں گا اور پھر میں کروں گا یہ کہ یہاں سے نکلتے ساتھ ہی تمہاری اور اپنی وہ چیٹ ایک میڈیا ہاؤس کو دے دوں گا جس میں تم مجھے انتہائی نازیبا ٹیکسٹس اور آڈیوز بھیج رہی ہو۔اور مزے کی بات بتاؤں!آج تک تم نے مجھے اتنے ٹیکسٹس اور آڈیوز بھیجے ہیں لیکن کبھی بھی میں نے تمہیں

کوئی جواب نہیں دیا۔ ہمیشہ اگنور کیا۔ آج وہ اگنور کرنا میرے کام آنے والا ہے۔ میڈیا بتائے گا کہ کس طرح تم ایک "شریف مرد" کے ہاتھوں ریجیکٹ ہونے کا بدلہ دنیا کے سامنے اس کے کردار کو خراب کر کے لینا چاہتی ہو! کتنی اسپائیسی اسٹوری ہے نا؟ اور یہ کہانی مزید اسپائیسی ہو جائے گی جب ایسے بہت سے مرد نیشنل ٹی وی پر آ کر یہ بتائیں گے کہ تم نے ان کو کس کس طرح سے ٹریپ کیا اور پھر بلیک میل کر کے ان سے پیسے بٹورے!" اس کا چہرہ غیر انسانی معلوم ہوتا تھا۔ "اور پتا ہے کہ اس کہانی کی سب سے اچھی بات کیا ہے؟۔۔۔ کہ یہ سب سچ ہے!" چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ شیطانی مسکراہٹ۔ فضا کو اپنی ساری زندگی سیاہ ہوتی نظر آ رہی تھی۔ پیسہ ہاتھوں سے نکلتا ہوا اور ایک پُر تعیش زندگی اسے اُڑن چھو ہوتی نظر آ رہی تھی۔

"تم جو بھی کہو گے میں وہ کرنے کو تیار ہوں۔ میں تمہاری ہر بات مانوں گی۔" وہ اب منت کرنے لگی تھی۔ عاہل مسکرایا پھر اس سے دور ہٹا۔

"کل صبح نیشنل ٹی وی پر ایک پریس کانفرنس اور عاہل مستجاب ہر الزام سے بری الذمہ!" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتا کہہ رہا تھا۔

اس نے سر تیزی سے اثبات میں ہلایا تو عاہل مسکرایا اور فوراً وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے کھڑی فضا نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

دوپہر کا وقت تھا۔ اور یہ ایک فائیو سٹار ریسٹورنٹ کا منظر تھا۔ ریسٹورنٹ میں بہت کم لوگ موجود تھے۔ عاہل اکیلا ایک ٹیبل پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک ویٹر اس کی طرف آیا اور اس کا آرڈر اس کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ ابھی وہ کھانا شروع ہی کرتا کہ اسے اپنے سامنے کُرسی کھینچ کر حیدر مستجاب بیٹھتا نظر آیا۔ اسے نظر انداز کرتے ہوئے وہ دوبارہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مجھے یہاں بلانے کا مقصد ؟"سرمئی سوٹ پہنے اور جیل سے سیٹ کیے گئے بالوں کے ساتھ وہ اس کے سامنے بیٹھا کہہ رہا تھا۔ وہ اکتایا ہوا لگتا تھا جیسے کوئی بہت ضروری کام چھوڑ کر وہ یہاں آیا تھا۔

عاہل نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ آنکھوں میں شرارت تھی۔ ہونٹ تپا دینے والی مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے تھے۔

"تمہین تمہاری اوقات یاد دلانی تھی بس!"لہجے میں واضح طنز تھا۔ حیدر کا چہرہ غصے سے ٹمٹما اُٹھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں یہاں تمہاری بکواس سننے نہیں آیا ہوں!"ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا وہ کہہ رہا تھا۔

"سوری لیکن تمہیں میری بکواس سننی پڑے گی۔"وہ چُھری سے اسٹیک کے ٹکڑے کو کاٹتا کہہ رہا تھا۔

"آئی ایم ڈن ہیئر!"وہ بیزاری سے اٹھ کر کہتا جا رہا تھا کہ عاہل کی آواز پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

"جینیفر کے ساتھ تمہاری ویڈیو بہت اچھی بنی ہے۔" وہ کھانے کی طرف متوجہ پُرسکون سے انداز میں کہہ رہا تھا۔ حیدر نے خوفزدہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ عاہل نے چہرہ اٹھا کے اسے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے واپس بیٹھ گیا۔ عاہل نے جیب میں سے اپنا موبائل نکالا اور ایک ویڈیو چلا کر اسکرین کا رُخ حیدر کی طرف کر دیا۔ حیدر کی نظریں اسکرین پر ٹک گئیں۔ جیسے جیسے ویڈیو چل رہی تھی حیدر کی رنگت سفید سے سفید تر ہوتی جا رہی تھی۔ خود عاہل محظوظ سا اپنا کھانا کھانے میں مشغول تھا۔ چند لمحوں بعد ہی حیدر نے موبائل کی اسکرین ایک جھٹکے سے ٹیبل پر پلٹ دی۔ عاہل نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر وہ کھانا چھوڑ کر پیچھے ہو کر بیٹھا۔ اب کہ اس کی نظروں میں سنجیدگی تھی۔ "کیا میں تمہیں کل صبح کی ہیڈ لائینز سناؤں؟ مشہور سیاستدان مستجاب علی کے بیٹے اور بزنس مین حیدر مستجاب کی انتہائی شرمناک اور نازیبا ویڈیو منظرِ عام پر۔" وہ کہہ کر مسکرایا تو ایک طرف سے ہونٹ اوپر کو اٹھا تھا۔

"تت۔۔۔ تمہارا جینیفر سے کیا تعلق ہے؟"اس کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔اسے دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"وہی تعلق ہے جو تمہارا اور فضا اشعر کا تھا۔"عاہل دوبارہ سے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اب وہ اسٹیک کے ٹکڑے کو کانٹے میں پھنساتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تم نے۔۔۔"اسے آگے کے الفاظ ادا کرتے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

"ہاں میں نے ہی جینیفر کو پچھلے ایک مہینے سے تمہارے پیچھے لگایا ہوا تھا۔ تمہیں کیا لگا تھا وہ تم سے پیار کرنے لگی ہے؟"اور یہ کہتے ہوئے عاہل ہنس پڑا تھا۔"وہ تم سے پیار نہیں کرتی حیدر!وہ صرف میرے کہنے پر تمہاری جاسوسی کر رہی تھی۔ تمہیں کیا لگا؟ تمہارے ساتھ مالز،ریسٹورانٹس،کلبز اور ہوٹلز کے رومز کے چکر وہ اس لیے لگا رہی تھی کہ وہ تم میں دلچسپی رکھتی ہے؟وہ صرف پیسوں میں دلچسپی رکھتی ہے اور وہ میں نے اسے اپنے کام کے بدلے میں بے شمار دیے ہیں!اتنے کہ وہ ساری زندگی بیٹھ کر کھا سکتی ہے!"وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اٹھ کر اس کا گلہ ہی دبا دے۔

"تم اس قدر بے غیرتی کا مظاہرہ بھی کر سکتے ہو یہ میں نے سوچا نہیں تھا!" وہ سچ میں لاجواب ہو گیا تھا۔

"میں اس سے زیادہ بے غیرتی کا مظاہرہ بھی کر سکتا ہوں۔ اور وہ یہ ہو گا کہ میں ایسی کئی لڑکیوں کو دنیا کے سامنے لاؤں گا جن کے ساتھ تم نے سچ میں ریپ کیا تھا اور بعد میں تم نے اور رایان نے اُن سب کیسز کو دبا دیا۔" عاہل سکون سے اس کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔ "ایسے کیوں دیکھ رہے ہو حیدر؟ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تم دونوں سے بے خبر رہتا ہوں؟ کیا مجھے تم دونوں کی کرتوتوں کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا؟" وہ آگے کو جُھکا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنساتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں بادشاہ ہوں حیدر اور بادشاہ کسی بات سے لاعلم نہیں رہتا! تم ایک ایسی لڑکی کو میرے خلاف لے کر آئے جو خود بھی غلط تھی۔ ایک بد کردار عورت تھی۔ فیک ثبوتوں کے ساتھ تم نے اس لڑکی کو لا کر میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ لیکن حیدر میں۔۔۔ میں جب تمہارے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خلاف کسی لڑکی کو لاؤں گا۔۔۔ تو ثبوت بھی ہو گا، گواہ بھی ہو گا اور تمہاری بربادی بھی!" وہ سنجیدہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

فضا اشعر عاہل کو بہت ٹائم سے اپروچ کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ ناکامیاب رہی تھی۔ اس نے ہر بار فضا کو اگنور کیا تھا۔ عاہل مستجاب بھلے سے ہر گناہ میں ملوس تھا لیکن عورتوں کے معاملے میں ہر کوئی اس کے کردار سے واقف تھا۔ وہ بدکار نہیں تھا۔ وہ عورت کو کوئی چیز نہیں سمجھتا تھا اور نہ ہی اس کی نظر بُری تھی۔ فضا اشعر کو حیدر نے عاہل کو defame کرنے کے لیے ہائر کیا تھا۔ فضا کے پاس بھی ایک اچھا طریقہ تھا عاہل سے بدلہ لینے کے لیے، سو وہ مان گئی۔

"تمہیں کیا چاہیے عاہل؟" اب آیا تھا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ عاہل کچھ دیر خاموش نظروں سے حیدر کو تکتا رہا پھر سیدھا ہوا اور ٹانگ پر ٹانگ جمالی۔ عاہل مسکرایا۔ اس کی وہ فاتحانہ مسکراہٹ بہت دلکش تھی۔

"مجھے کلب کی ملکیت چاہیے! عارضی نہیں مستقل طور پر!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا؟" حیدر کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا تھا۔ "ایسا ممکن نہیں ہے۔ بلکل بھی نہیں!"

"سوچ لو حیدر! ابھی تو صرف فضا اشعر نے صبح اپنی پریس کانفرنس میں یہ کہا ہے کہ یہ سب اس نے مجھ سے ذاتی بدلہ لینے کے لیے کیا تھا۔ لیکن کل صبح وہ ایک اور پریس کانفرنس بھی کر سکتی ہے جس میں وہ یہ کہے گی کہ یہ سب کرنے کے لیے اسے تم نے کہا تھا کیونکہ اس کے ساتھ ریپ تم نے کیا تھا۔ اور تم نے جان بوجھ کر الزام مجھ پر ڈالنے کے لیے کہا کیونکہ تم اسے جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دے رہے تھے۔" وہ پُر سکون سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"لیکن میں نے ایسا کچھ نہیں کیا!" وہ پھٹ پڑا تھا۔ عاہل نے اسے افسوس سے دیکھا۔

"یہ بات تم جانتے ہو۔ میں جانتا ہوں۔ فضا جانتی ہے لیکن دنیا تو نہیں جانتی نا!" وہ طنزیہ سا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ حیدر پر ہر جگہ سے گھیرا تنگ کیا گیا تھا۔ وہ بہت بُری طرح پھنسا تھا۔

"تم بہت پچھتانے والے ہو اس کے لیے عاہل مستجاب!" وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا کہہ رہا تھا۔

"تم میری فکر مت کرو۔اپنا سوچو!تمہارے آگے کنواں ہے اور پیچھے کھائی!"وہ واپس اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔"اور ہاں!لڑکیوں کے معاملے میں اپنا اسٹینڈرڈ بہتر کرو۔جہاں دیکھو وہاں شروع مت ہو جایا کرو!"وہ ایک تپا دینے والی مسکراہٹ لیے کہہ رہا تھا۔حیدر مسکرایا تھا۔"میں تمہاری یہ نصیحت یاد رکھوں گا!"

"تمہیں یاد رکھنی بھی چاہیے۔اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے!"

حیدر نے عاہل کو باقاعدہ لعنت بھیجنے والے انداز میں دیکھا اور وہاں سے نکل گیا۔پیچھے بیٹھا عاہل مسکرایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دی کنگ آف اسٹوپیڈیٹی!"اس کے چہرے پر ایک مخصوص قسم کی مسکراہٹ آئی تھی۔وہی مسکراہٹ جو ہمیشہ جیت کے بعد اس کے چہرے پر نمودار ہوتی تھی۔

****

"تم اتنی بڑی بیوقوفی کیسے کر سکتے ہو حیدر؟"رایان غصے سے آگ بگولا ہوا اپنے سامنے کھڑے حیدر پر غُرا رہا تھا۔اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ حیدر کو جان سے ہی مار ڈالے۔

حیدر نے رایان کو کال کر کے عجلت میں اپنے گھر بلایا تھا۔ وہ اسے اپنی عاہل سے ہوئی ملاقات سے اچھی طرح آگاہ کر چکا تھا۔ اور عاہل سے ہوئی ملاقات کے بارے میں سن کر رایان کے کانوں سے دھویں نکلنے لگے تھے۔ کیا وہ اُن دونوں کے تمام معاملات سے واقف تھا؟ اسے لگا جیسے کوئی آہستہ آہستہ اس کا گلہ دبا رہا تھا۔

"تم نے ہی مجھے اس کے خلاف کچھ کرنے کا کہا تھا!" وہ بھی چیخ رہا تھا۔ رایان اور حیدر دونوں ہی پینک کر گئے تھے۔ اگر عاہل ان چند ریپ کیسز کے بارے میں جانتا تھا جس کے بارے میں اس نے شاید اپنے سایے کو بھی خبر نہیں لگنے دی تھی، تو پھر وہ اور کیا کیا جانتا تھا؟ یہ سوچ کر ہی رایان کی دنیا گھوم جاتی تھی۔

"میں نے تمہیں اس کی کمزوریوں کو ڈھونڈنے کے لیے کہا تھا! یہ نہیں کہ تم ایک بھونڈا سا پلان بنا کر اس کی ساکھ خراب کرنے کی کوشش کرو! تم اپنے دماغ کا استعمال کرتے بھی ہو یا نہیں؟ تمہیں کوئی اندازہ بھی ہے کہ عاہل کے خلاف اس کیس نے ایک ہی دن میں ڈیڈ اور میرے لیے کتنے پرابلمز کریٹ کر دیئے تھے؟ جہاں جاتے تھے ہر رپوٹر عاہل کے

متعلق سوال ضرور پوچھتا تھا۔اور تم ہو کہ ہماری کمزوریاں اس کے ہاتھ میں دے آئے ہو؟"رایان کا غصہ کسی بھی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔اسے یہ بات ہر گز معلوم نہیں تھی کہ اس کیس کے پیچھے حیدر تھا۔

"اسے کلب کی اونرشپ چاہیے۔وہ بھی پرمینٹ!"حیدر کسی بھی صورت میں عاہل کو کلب نہیں دینا چاہتا تھا۔

"تمہیں اگر اسے آدھی دنیا بھی دینی پڑے نہ حیدر تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا!مجھے بس تمہاری وہ ویڈیو اس دنیا کی صفحہ ہستی سے مٹی ہوئی چاہیے!میں اس ویڈیو کی صورت میں ایک اور اسکینڈل آفورڈ نہیں کر سکتا!"وہ انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کرتا کہہ رہا تھا۔

"لیکن وہ کلب میرا ہے!تم اسے وہ نہیں دے سکتے!"حیدر کو جیسے جھٹکا لگا تھا۔رایان اس کا بھائی تھا۔وہ اس کے ساتھ یوں نہیں کر سکتا تھا۔اسے اس بات پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس وقت۔۔۔بھروسہ ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم اور وہ کلب! اگر اس وقت وہ کلب اس کے نام نہ ہوا نا تو صبح تک وہ سب برباد کر دے گا!" رایان سرد لہجے میں غُرایا تھا۔

وہ عاہل مستجاب تھا۔ وہ پل میں کھیل کا رُخ موڑتا تھا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے!" حیدر بھی غُرایا تھا۔

"میں ایسا کر سکتا ہوں! وہ کلب میرا ہے۔ اگر میں کلب تمہارے نام کرنے جا رہا تھا تو میں وہ کلب اور اس کے تمام اختیارات اسے بھی سونپ سکتا ہوں!" وہ سخت لہجے میں اسے باور کرواتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

حیدر پیچھے خالی ہاتھ کھڑا رہ گیا تھا۔ وہ کلب کھو چکا تھا اور رایان کا اعتبار بھی۔ اس وقت اسے عاہل مستجاب سے حد سے زیادہ نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

****

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ لاؤنج کا منظر تھا۔ صبح کا وقت تھا اور رایان اور عاہل صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ صوفوں کے درمیان حائل میز پر عاہل کے سامنے چند کاغذات اور ایک پین کھلا پڑا تھا۔ وہ ٹیک لگائے بیٹھا پُر سکون سے انداز میں اپنے سامنے بیٹھے رایان کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کلب کے کاغذات ہیں۔ ان پر سائن کر دو۔ آج سے یہ کلب تمہارا ہے۔ میرا اور حیدر کا آج کے بعد اس پر کوئی اختیار نہیں رہے گا۔" بظاہر تو وہ پُر سکون انداز میں کہہ رہا تھا لیکن یہ صرف وہی جانتا تھا کہ اندر سے وہ عاہل کو کتنی بد دعائیں دے رہا تھا۔

"کیا یہ سب اس میں لکھا ہے؟" اس کے چہرے پر ایک تپا دینے والی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ انداز طنزیہ سا تھا۔

"بلکل۔ یہ سب اس میں لکھا ہوا ہے۔" رایان بظاہر مسکرایا لیکن اس کے اندر تک جیسے آگ لگ گئی تھی۔

عاہل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر میز کی طرف جھکا۔ پین اٹھایا اور پیپر سائن کر دیے۔ پھر پیچھے ہو بیٹھا۔ چند لمحے رایان عاہل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے دیکھتا رہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟"اس کی آواز میں سرد مہری واضح تھی۔

"میرا نہ کوئی باپ ہے اور نہ ہی کوئی بھائی۔ وہ آدمی مجھے صرف اس دنیا میں لایا تھا۔ اور تم دونوں اس آدمی کی اولاد ہو۔ میرا تم سب سے صرف یہی تعلق ہے۔ یہ بات تم سب خود اپنے اپنے رویوں سے مجھے کئی سالوں پہلے ہی باور کروا چکے ہو۔"وہ بے تاثر سے لہجے میں کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

وہ چلا گیا اور رایان اُس کی کسی بھی بات کا اثر لیے بغیر بیٹھ کر اپنی ہار کا سوگ مناتا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ دونوں اس وقت اسٹڈی میں موجود تھے۔ اسٹڈی کی ایک دیوار پر نصب پن بورڈ پر اخبار کے کٹے ہوئے تراشے لگائے گئے تھے۔ بورڈ کے درمیان میں چار تصویریں نصب تھیں۔ مستجاب علی۔ رایان مستجاب۔ حیدر مستجاب اور عاہل مستجاب۔

عصام اور زویا پن بورڈ کے سامنے رکھی میز اور ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے۔ عصام کے ہاتھ میں ایک لیزر لائٹ تھی جس سے وہ پن بورڈ پر لگی تصویروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی بات زویا کو سمجھا رہا تھا۔

"یہ چاروں ہمارے ٹارگٹس ہیں۔ لیکن سب سے اہم ٹارگٹ۔۔۔"اس نے عاہل کی تصویر پر لیزر لائٹ سے اشارہ کیا۔"عاہل مستجاب ہے۔ تمہیں اسے اپنے ہاتھوں میں لینا ہو گا۔ ایسے کہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ استعمال ہو رہا ہے اور ہم اسے اپنے فائدے کے لیے استعمال بھی کر سکیں۔ اور ہاں حال ہی میں رایان مستجاب نے وہ کلب قانونی طور پر عاہل کے نام کر دیا ہے۔"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اگر عاہل مستجاب اتنا ہی طاقتور ہے تو پھر یہ کلب آج تک رایان کی ملکیت کیوں تھا؟"زویا نے سوال پوچھا تھا۔

"آج سے چھ سال پہلے پاکستان میں ڈرگ مافیا کی ایمپائر exist ہی نہیں کرتی تھی۔ تھوڑی بہت ڈرگ کی اسمگلنگ اور ٹریفیکنگ ہوتی تھی لیکن ایک بڑے پیمانے پر ڈرگ ٹریڈ نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوتی تھی۔ چھ سال پہلے رایان مستجاب نے یہ کام شروع کیا تھا اور یہ کلب بنایا تھا اور یہ اسی کی ملکیت تھا۔ لیکن پھر مستجاب علی رایان کو اپنے ساتھ سیاست کے میدان میں لے آیا۔ اور ڈرگ مافیا کا سارا انظام عاہل مستجاب کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ رایان مستجاب نے ڈرگز کا کاروبار چھوڑ کر باپ کے ساتھ سیاست میں حصہ لینے کو ترجیح دینا پسند کیا۔ عاہل کے ڈرگز کے بزنس کو ٹیک اوور کرنے کے بعد سے ہی پاکستان میں ڈرگ مافیا کا نظام رائج ہوا۔"

"اوکے لیکن ہمارا پلان کیا ہے عصام؟" وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ وہ مسکرایا پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ایک بورڈ ویا کے سامنے گھسیٹتا ہوا لے آیا۔ اس بورڈ پر مزید تین تصویریں تھیں۔ تین ادھیڑ عمر لوگوں کی سوٹس میں تصویریں۔

"ایک مافیا اپنا ڈھندا بلکل ایک بزنس مین کی طرح ہی کرتا ہے۔ اور جس طرح ہر بزنس مین کو فنڈز کے لیے انویسٹرز چاہیے ہوتے ہیں اسی طرح ایک مافیا کو بھی سیاہ دھن پانی کی طرح بہانے والے انویسٹرز درکار ہوتے ہیں۔ اور یہ تین لوگ عاہل مستجاب کی اس مافیا کے سب سے بڑے انویسٹرز ہیں۔ ہر مشکل میں کام آنے والے وفادار انویسٹرز!" وہ مسکرایا۔

"تو؟"

"تو یہ کہ میکسیکن ڈرگ کارٹل کے ساتھ عاہل اپنی پوری زندگی کی آج تک کی سب سے بڑی اور خطرناک ڈیل کرنے جارہا ہے۔اور کیونکہ یہ ایک بہت بڑی ڈیل ہے تو اسے انویسٹرز چاہیے ہوں گے۔اور اس کے پاس انویسٹرز ہیں جو الیکشنز کے وقت بھی اس کے لیے رسک لے سکتے ہیں یعنی یہ عاہل کے وفادار ہیں۔تو ہمیں کرنا یہ ہو گا کہ کسی طرح ان سب کو راستے سے ہٹا کر ہمیں تمہیں عاہل کے سامنے ایک پوٹینشل انویسٹر کے طور پر لانا ہو گا۔"

"اور وہ اپنے اتنے وفادار انویسٹرز کو چھوڑ کر ایک کل کی آئی ہوئی لڑکی کو کیوں اہمیت دے گا؟"زویا کو تشویش لاحق ہوئی۔

"جتنا میں اسے جانتا ہوں وہ ابھی تک ڈیل فائنلائز کر چکا ہو گا۔اسے اپنے ساتھیوں پر اعتماد ہے۔لیکن کبھی کبھار اوور کانفیڈنس ہونا انسان کو لے ڈوبتا ہے۔اس نے بھی رایان کے ذریعے ڈیل فکس کر لی ہو گی اور ابھی تک تو وہ اپنے انویسٹرز سے بات بھی کر چکا ہو گا اور وہ سب مان بھی چکے ہو گے۔لیکن۔۔۔"وہ مسکرایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن؟"

"لیکن کیا ہوا اگر وہ سارے انویسٹرز پیچھے ہٹ جائیں تو؟"وہ معنی خیز سا مسکرایا تھا۔جواباً زویا بھی مسکرائی۔

"تو عاہل مستجاب کو اپنی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔! Because there will be no going back for him پھر بھلے اسے خود کو ہی کیوں نا بیچنا پڑے وہ کچھ بھی کرنے کی لیے تیار ہو جائے گا۔وہ مجھے ایک انویسٹر کے طور پر اپروچ کرنے کے لیے بھی مجبور ہو جائے گا۔"وہ سوچنے والے انداز میں مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔اس کے آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"سمجھدار ہو گئی ہو!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اب اگر روزانہ دن کے چودہ گھنٹے مجھے ایک 158+ آئی کیو لیول کے آدمی کے ساتھ گزارنے پڑیں گے تو کوئی تو اثر ہو گا نا مجھ پر!"وہ مسکرائی تھی۔

"یعنی کام کا آدمی ہوں میں!چلو شکر ہے تمہیں مجھ میں کچھ تو اچھا لگا!"انداز فخریہ سا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر تم بولنا تھوڑا کم کرو تو مزید اچھے لگو گے!"وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"سوری لیکن یہ سروس تمارے لیے ان ویلڈ ہے۔بد قسمتی سے تمہیں میری زبان کو جھیلنا پڑے گا!"

"پلان تو اچھا ہے تمہارا!Divide and Rule دشمن کے ارد گرد گھیرا تنگ کرو اور وہ خود تمہارے قدموں میں آگرے گا۔"وہ سچ میں اس سے امپریس ہوئی تھی۔

"لیکن ابھی بھی سب اتنا آسان نہیں ہوا ہے۔ابھی ایک اور مسئلہ ہے۔"وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔

"اب کیا مسئلہ ہے؟"وہ چونکی۔

"رایان نے کیونکہ ڈرگز کے اس بزنس کی بنیاد رکھی تھی اس لیے سیاست میں آنے کے بعد بھی اس کا عاہل کے معاملات میں عمل دخل صرف فارن ڈیلز کی حد تک ہے۔عاہل کوئی بھی فارن ڈیل رایان کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا۔اور کیونکہ یہ ایک فارن ڈیل ہے تو انویسٹر کا انتخاب بھی اس کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔جب تک رایان نہیں مانے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گا تب تک عاہل بھی کچھ نہیں کر سکتا۔اس لیے اگر تمہیں عاہل کے بعد کسی پر اپنا فوکس رکھنا ہے تو وہ رایان مستجاب ہے۔"وہ سنجیدہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"کیا مصیبت ہے یار!"زویا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"تم کر لوگی۔مجھے تم پر بھروسہ ہے۔"وہ نرمی سے اس کی طرف مسکرا کر کہنے لگا۔جواباً زویا مدھم سا مسکرایا۔

"اب ہم اپنے سب سے بڑے پرابلم کی طرف آتے ہیں۔"وہ بورڈ کی طرف چہرہ موڑ کر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم آخر ان انویسٹرز کو راستے سے ہٹائیں گے کیسے؟"وہ سوچتی ہوئی نگاہوں سے بورڈ کو دیکھ رہی تھی۔

وہ سوچتی ہوئی نظریں لیے بورڈ کو دیکھ رہا تھا۔لائحہ عمل طے کیا جا رہا تھا۔کھیل اب دلچسپ ہو رہا تھا۔

****

6سال پہلے۔

17اکتوبر،2022۔

لاہور،پاکستان۔

رات کے تقریباً آٹھ بج رہے تھے۔آسمان سیاہ تھااور لاہور کی آلودہ فضا ہونے کے باوجود قسمت سے آج چند ستارے بھی آسمان پر چمک رہے تھے۔آج ماہا کے کزن کا ولیمہ تھااور علینا انوائیٹڈ تھی۔ایک شاندار رولز رائس کی سیاہ گاڑی علینا کے اپارٹمنٹ کی بلڈنگ کے باہر کھڑی تھی۔گاڑی ماہا نے علینا کے لیے بھجوائی تھی جو اسے سیدھا ویینو تک لے کر جانے والی تھی اور بعد میں واپس بھی گھر ڈراپ کرنے والی تھی۔ولیمہ ایک فیملی فارم ہاؤس میں منعقد کیا گیا تھا جس میں بہت سے نامی گرامی شخصیات کے خاندان مدعو تھے۔وہ مین اینٹرنس سے گزر کر فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوئی تو اس نے ماہا کو کال کر کے اپنی آمد کی خبر دے

دی۔ماہافیروزی رنگ کی میکسی زیب تن کیے بہت پیاری لگ رہی تھی۔اس کے ساتھ ہی ریاض بھی سرمئی رنگ کے سوٹ میں ملبوس موجود تھا۔ماہا ہمیشہ کی طرح علینا کو دیکھ کر اس کی طرف تقریباً بھاگنے والے انداز میں آئی تھی۔

"اف اللہ علینا! تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم قہر ڈھا رہی ہو؟"وہ پُر جوش سے انداز میں علینا کو دیکھتی کہہ رہی تھی جس نے سیاہ گھیرے دار ٹخنوں تک آتا فراک زیب تن کیا ہوا تھا۔ فراک سادہ تھا بس گھیرے اور گلے کے کناروں پر سنہرے رنگ کا کام ہوا تھا۔سیاہ اور سنہرے رنگ کے کام والا دوپٹا ایک طرف ڈالا ہوا تھا۔سیاہ بلاک ہیلز اور کانوں میں بڑے سائز کے سنہرے جھمکے تھے۔میک اپ بہت ہلکا تھا اور لمبے سیاہ بال کُھلے چھوڑے گئے تھے جو کمر سے نیچے تک آتے تھے۔وہ سچ میں قہر ڈھا رہی تھی۔

"اچھا۔کیا میں اتنی پیاری لگ رہی ہوں؟"وہ معصومیت سے پلکیں جھپکاتی پوچھنے لگی۔

"تم اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ اگر میں لڑکا ہوتی تو تم پر فدا ہو جاتی!"وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔جواباً علینا کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

"آؤ میں تمہیں اپنی فیملی سے ملواتی ہوں۔"وہ مسکرائی تو علینا نے جواباً مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

کچھ دیر بعد جب وہ دونوں ماہا کی فیملی سے مل کر فارغ ہوئیں تو انہیں اینٹرنس پر غیر معمولی سارش محسوس ہوا تھا۔اور زیادہ تعداد لڑکیوں کی تھی۔اب تو آپ کو سمجھ ہی جانا چاہیے کہ کس کی آمد متوقع ہے۔۔۔

ریاض بھی ان دونوں کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔علینا حیران تھی جبکہ ریاض اور ماہا اس رش کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے ان کے لیے روزمرہ کی بات تھی۔

"اتنا رش کیوں لگ گیا ہے؟ کیا فنکشن میں کوئی سیلیبریٹی آنے والا تھا؟"علینا حیران سی ہجوم کو دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں لڑکیوں کی تعداد دیکھ کر معلوم نہیں ہو سکا کہ کون آ رہا ہے؟"ریاض نے سادہ لہجے میں کہا تو ماہا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم بہت جیلس ہو رہے ہو لڑکیوں کی تعداد سے؟ کہو تو تمہارے لیے بھی دو تین لڑکیاں بلوالوں یہاں؟"وہ کسی غصے میں آئی بلی کی طرح ریاض پر چڑھ دوڑی تھی۔ وہ یکدم ہی سیدھا ہوا تھا۔

"میں کیوں جلوں گا بھلا اس کی لڑکیوں کی فین فالوئنگ سے؟"وہ جھنجھلایا۔

علینا ابھی بھی لڑکیوں کے رش کو ہی دیکھ رہی تھی۔ ماہا نے ریاض کو گھور کر دیکھا۔

"تمہارا کیا پتا چلتا ہے؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تمہیں میری ساری کزنز مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھیں! کل کو تمہیں کوئی بھی اور لڑکی اچھی لگ جائے گی! ہونہہ!"وہ خفا سے انداز میں بازو سینے پر لپیٹے رخ موڑے سامنے لڑکیوں کے رش کو دیکھتی کہہ رہی تھی۔

اوہ! تو یہ بات تھی۔ ریاض نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ماہا کو چھیڑنے کے لیے یہ کہہ دیا تھا کہ اس کی باقی کزنز اس سے زیادہ پیاری ہیں۔ اور بس ماہا ہمیشہ کی طرح اس بات کو بھی سیریئس لے گئی تھی۔

علینا کا دھیان ان دونوں کی طرف نہیں تھا۔ وہاں علینا کیا کسی کا بھی دھیان ان دونوں کی طرف نہیں تھا۔ سب کی نظریں تو بس اس شخص کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب تھیں۔

ریاض نے بہت نرمی کے ساتھ اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔

"تم ہمیشہ ایسے کیوں کرتے ہو؟" وہ چہرہ جھکائے کہنے لگی۔ وہ شاید رو دینے کو تھی۔ اور وہ یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ رو کر اپنی آنکھیں سُرخ کرلے۔ ماہا ہمیشہ سے ہی سینسیٹو تھی۔ وہ باتوں کو سیریئس لے جاتی تھی۔ اور ریاض کے معاملے میں تو وہ کافی سیریئس تھی۔ وہ اس سے محبت کرتی تھی۔

"کیا کرتا ہوں میں ہمیشہ؟" وہ نرمی سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہمیشہ میرا دل دکھاتے ہو۔" وہ مدھم سی آواز میں کہہ رہی تھی۔

"کیسے دُکھاتا ہوں میں تمہارا دل؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ہمیشہ میرے سامنے دوسری لڑکیوں کی خوبصورتی کی تعریف کر کے!" وہ غصے سے بولی تھی۔

"میں مزاق کرتا ہوں ماہا۔ مجھے پتا ہے کہ تم میری اس بات سے چڑتی ہو اس لیے میں بس تمہیں چھیڑتا ہوں۔" وہ سچ کہہ رہا تھا۔

"لیکن میرا تو دل دکھتا ہے ناں؟ کیا میں نے کبھی تمہارے سامنے کسی دوسرے مرد کی تعریف کی ہے؟" ریاض نے نفی میں سر ہلایا۔

"پتا ہے کیوں؟ کیونکہ میں تم سے محبت کرتی ہوں اور میں کبھی تمہارے علاوہ کسی اور کی تعریف نہیں کروں گی۔" وہ نظریں جُھکائے کہہ رہی تھی۔ ریاض کو اپنی بیوقوفی پر افسوس ہوا تھا۔

"تم نے کبھی مجھ سے کہا ہی نہیں کہ میری یہ بات تمہارا دل دُکھاتی ہے! میں سمجھتا تھا کہ تم بس میرے مزاق کرنے پر چڑتی ہو!" اس نے ماہا کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

"اگر بتا دیتی تو تم کیا کرتے؟"وہ ہنوز سر جھکائے کہہ رہی تھی۔

"اگر بتا دیتیں تو میں تم سے وعدہ کرتا کہ میں آج کے بعد نہ تمہارے سامنے کسی لڑکی کی تعریف کروں گا اور نہ ہی تمہارے پیٹھ پیچھے!"وہ آہستہ سے اس کی باریک انگلیوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوتا کہہ رہا تھا۔ماہا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔"ویسے بھی میرے لیے صرف میری بیوی کی تعریف کرنا جائز ہے۔اور ماہا دانیال اسد تم مجھے اس وقت دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگ رہی ہو۔اور پتا ہے اس سے بھی اچھی بات کیا ہے؟"وہ مسکراتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔ماہا کے ہاتھ ہنوز اس کے ہاتھوں میں تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا؟"اس نے بچوں جیسے اشتیاق سے پوچھا تھا۔

"یہی کہ تم میری ہو۔جتنا چاہوں جی بھر کر تمہیں دیکھ سکتا ہوں۔اور مجھے کوئی روکنے والا بھی نہیں ہو گا!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ماہا کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔اس نے نرمی سے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالے۔

"ہم پبلک میں کھڑے ہیں۔"وہ شرارتی سے انداز میں اسے یاد دلا رہی تھی۔

"کسی کا دھیان نہیں ہے ہم پر! سب کا دھیان اس طوفان پر ہے۔ یہاں تک کہ علینا کا بھی۔" ریاض نے آبرو سے علینا کی طرف اشارہ کیا۔ ماہا نے علینا کی طرف دیکھا جو سامنے دیکھ رہی تھی۔

اور سامنے سے وہ اپنے گارڈز کے گھیرے میں چلتا ہوا لوگوں کے رش کے درمیان سے گزرتا آرہا تھا۔ سفید ڈریس شرٹ جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے تھے، پر Gucci کا سیاہ سوٹ اور سیاہ ہی Louis Vuitton کے جوتے اور کلائی میں Cartier کی سلور گھڑی پہنے، بالوں کو جیل سے پیچھے کی طرف سیٹ کیے وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس کے گارڈز لوگوں کو واپس بھیج رہے تھے اور رش کو کنٹرول کر رہے تھے۔ عصام کی نظر علینا پر نہیں پڑی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا ان تینوں کے قریب آرہا تھا۔

"میں واشروم جا رہی ہوں۔" وہ تیزی سے عصام کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ماہا کے کان میں سرگوشی کر کے وہاں سے نکل گئی تھی۔

"ہائے گائیز!" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ہو گیا تمہارا ماڈلنگ شو؟"ماہا نے ایک آبرو اٹھائے پوچھا۔

"اب اگر میں اتنا خوبصورت اور وجیہہ ہوں تو اس میں میری کیا غلطی ہے؟"وہ جتانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہاں۔بلکل۔تمہاری تو کوئی غلطی ہی نہیں ہے!"وہ بھی بلکل اسی کے انداز میں بولی تھی۔

"شہریار انکل کہاں ہیں؟"ریاض نے پوچھا تھا۔

"دانیال انکل بذاتِ خود انہیں پارکنگ سے اینٹرنس تک ریسیو کر کے اندر لائیں گے۔آفٹر آل فنکشن کی جان تو ڈیڈ ہی ہیں۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ہاں جس طرح لڑکیوں کے لیے فنکشن کی جان تم ہو بلکل اسی طرح!"ریاض نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں بلکل!"وہ مسکرا کر بولا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ لمبی سانس بھرتی سر جھٹک کر واشروم سے نکل گئی۔ وہ باہر آئی تو ماہا کو ڈھونڈ رہی تھی۔ اسے کچھ دور ہی ماہا اور ریاض نظر آ گئے۔ اور ساتھ میں وہ بھی۔ وہ تینوں باتوں میں مگن تھے جب وہ ان کی طرف چلتی ہوئی آئی۔ عصام نے بے ساختہ ہی نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر وہ اپنی نظریں جھکا نہیں سکا۔ وہ سچ میں قہر ڈھا رہی تھی بلکہ اس پر قہر ڈھا چکی تھی۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ دل کی دھڑکنیں مس ہوئی تھیں یا پھر تیز؟

اس شام عصام شہریار خان نے ایک اقرار کیا تھا۔۔۔ دنیا میں سیاہ رنگ علینا ضرار کے لیے ہی وجود میں آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ عصام کو نظر انداز کرتی ماہا کی طرف بڑھی۔

"ماہا تم نے کہا تھا کہ تم مجھے دلہن سے ملواؤ گی لیکن تم نے مجھے ابھی تک نہیں ملوایا!" وہ خفا سے لہجے میں بول رہی تھی۔

"اوہاں! میں تو بھول ہی گئی تھی۔ چلو ابھی چلتے ہیں۔" وہ تیزی سے کہتی آگے بڑھ رہی تھی جب عصام نے اسے پکارا۔

"تم بھی یہاں انوائیٹڈ تھیں؟" کیا بے تکا سوال پوچھا تھا اس نے بھی۔

"کیوں کیا میں یہاں انوائیٹڈ نہیں ہو سکتی؟" وہ آبرو اٹھائے اس سے پوچھ رہی تھی۔ عصام گڑبڑایا تھا۔

"نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ آف کورس تم یہاں انوائیٹڈ ہو سکتی ہو۔" اس نے بات کو سنبھالنے والے انداز میں کہا لیکن وہ مزید کوئی بھی بات کئے بغیر آگے بڑھ گئی تھی۔ ماہا آگے بڑھ رہی تھی لیکن پھر ان دونوں کی نظروں کو خود پر اور علینا پر محسوس کرتے ہوئے وہ ان کی طرف واپس مڑی۔

"تم دونوں اپنی نظروں کے زاویے درست کر لو! تمہارے سسر۔۔۔" ریاض کی طرف اشارہ کیا۔ "اور تمہارے ابا جان پڑھا رہے ہیں۔" عصام کی طرف اشارہ کیا اور مسکراتے ہوئے علینا کے پیچھے چلی گئی۔ ان دونوں نے چہرہ موڑ کر دیکھا تو انٹرنس سے شہریار اور دانیال اندر داخل ہو رہے تھے۔ داماد صاحب گڑبڑا کر سیدھے ہوئے تھے۔ بھلے سے دانیال رشتے میں ریاض کے چچا ہی لگتے تھے لیکن پھر سسر کا خوف بھی کسی چیز کا نام ہوتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہاں مگر فرزند صاحب ڈھیٹ واقعے ہوئے تھے۔اس کی نظریں ابھی بھی اس راستے کو تک رہی تھیں جہاں سے وہ ابھی ابھی گئی تھی۔

وہ،شہریار اور دانیال ایک طرف ٹیبل کے ارد گرد بیٹھے تھے۔عصام لوگوں سے مل مل کر تھک گیا تھا۔وہ یہاں لائم لائٹ میں تھا۔خاص طور پر آنٹیاں اسے ہر دو منٹ بعد اپنی کسی بیٹی سے ملوانے لگتی تھیں۔وہ بھی بار بار سوچتا تھا کہ آخر وہ کہاں پھنس گیا تھا لیکن تھکن اتارنے کا ایک ذریعہ اسے بھی مل گیا تھا۔ان کی ٹیبل کے سامنے والی ٹیبل پر ہی علینا ماہا اور ریاض کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔کھانا لگ چکا تھا اور کھایا بھی جا چکا تھا۔اور اب گپ شپ کے دور شروع ہو گئے تھے۔

وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔شہریار اور دانیال جو کوئی بات کر رہے تھے یکدم اسے رک کر دیکھنے لگے۔وہ کچھ اس قدر محویت سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اسے ان دونوں کے خاموش ہو جانے کا بھی خیال نہ آیا۔اور وہ دیکھتا بھی کیوں نہ؟عصام کے مطابق آج علینا ضرار جنت کی کسی حور کی مانند لگ رہی تھی۔شہریار نے بگڑے ہوئے تاثرات کے ساتھ اپنا گلہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھنکھار کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔انہوں نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا تو اس نے آرام سے شہریار کا ہاتھ اپنی آنکھوں کے سامنے سے ہٹایا۔

"آپ کو مجھے دنیا کا سب سے خوبصورت نظارہ دیکھنے سے نہیں روکنا چاہیے ڈیڈ۔"نظریں ہنوز علینا پر جمی تھیں۔

شہریار نے تعجب سے عصام کی طرف دیکھا اور پھر دانیال کی طرف دیکھا جنہوں نے آگے سے اپنے کندھے اُچکائے۔انہوں نے واپس سے اپنا رُخ دانیال کی طرف موڑ لیا۔

"دانیال فنکشن کے بعد مجھے کسی اچھے psychiatrist کا نمبر دینا۔"وہ سر جھٹکتے کہہ رہے تھے۔جواباً دانیال نے قہقہہ لگایا تھا۔

"میں ذرا ہیرو بن کر آتا ہوں۔"وہ اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اس کا رُخ buffet table کی طرف تھا۔

اب اگر ہم علینا،ماہا اور ریاض کی ٹیبل کی طرف آئیں تو وہ تینوں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ پھر ماہا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں رسملائی لینے جا رہی ہوں۔ تم دونوں کیا لو گے؟"

"میرے لیے فرنی لانا۔"ریاض نے کہا۔

"اور میرے لیے فالودہ۔"علینا نے کہا تھا۔ماہا اثبات میں سر ہلاتی ابھی مڑنے ہی لگی تھی کہ عصام وہاں آ کھڑا ہوا تھا۔اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی اور ٹرے میں فالودہ،فرنی اور رسملائی تھی۔عصام نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور فالودے کا باؤل مسکراتے ہوئے علینا کے سامنے رکھا۔وہ اس کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔علینا نے اسے ایک گھوری سے نوازا تھا۔

"نیچے دیکھنا ذرا!"اس نے عصام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔عصام نے نیچے دیکھا۔

"کیا دکھ رہا ہے تمہیں؟"اس نے معصومیت سے پوچھا تھا۔

"سیاہ بلاک ہیلز میں قید تمہارے خوبصورت پیر!"اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔علینا نے بہت کوشش کر کے خود کو فالودے کا باؤل عصام کے سر پر مارنے سے روکا تھا۔

"شکر ہے ورنہ مجھے لگا تمہاری نظر کمزور ہو گئی ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے طنزیہ سا کہہ رہی تھی۔پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مطلب؟"وہ اب بھی کنفیوز سا کھڑا تھا۔جواب میں علینا نے مڑ کر عصام کو غصے سے گھورا تھا۔پھر وہ آگے بڑھ گئی۔پیچھے ماہا اور ریاض جو دم سادھے بیٹھے تھے اب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔عصام بے بسی سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"اس سے مطلب پوچھ رہا تھا!"ریاض ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔وہ دونوں ہنس ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے۔

"آج عصام نے ایک نیا ریکارڈ بنایا ہے!"ماہا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں! ذلیل ہونے کا نیا ریکارڈ قائم ہوا ہے آج!" وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے پاگلوں کی طرح ہنستے ہی جا رہے تھے۔

"تم دونوں سے بڑے کمینے دوست میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ دوست کے ٹوٹے دل پر مرہم رکھنے کے بجائے اس کی کھلّی اڑا رہے ہو۔ اللہ پوچھے گا تم دونوں کو! ہونہہ!" وہ فالودے کا باؤل ہاتھ میں لیے وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے وہ دونوں ابھی تک ہنس رہے تھے۔

وہ فالودے کا باؤل اٹھائے واپس شہریار اور دانیال کی ٹیبل پر آ بیٹھا تھا۔

"فالودے نے عزت کا فالودہ کر ڈالا!" ابھی وہ فالودے سے بھرا چمچ منہ میں ڈالنے ہی والا تھا کہ شہریار نے طنزیہ سے لہجے میں کہا تو دانیال ہنس پڑے اور ساتھ ہی شہریار بھی۔ عصام نے روہانسی سی شکل بنا کر ان دونوں کو دیکھا تھا۔ آج کی رات ذلیل ہونے کے نام! بس فالودے کا باؤل ہوا میں بلند کر کے یہ کہنے کی کمی رہ گئی تھی۔

"تم ہیرو بننے گئے تھے لیکن ذلیل ہو کر آئے ہو!" دانیال نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حد ہوتی ہے۔ بچے جب گرتے ہیں نا تو بڑے انہیں اٹھاتے ہیں۔ اور یہاں تو بڑے ہی بچے بنے ہوئے ہیں۔ میرا مزاق اڑانے کے بجائے آپ لوگوں کو مجھے حوصلہ دینا چاہیے!" وہ روہانسا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو بچوں کو کس نے کہا ہے کہ بڑوں والی حرکتیں کریں؟ اب یہ کوئی عمر ہے تمہارے عشق کرنے کی؟" شہریار نے اسے درس دینا ضروری سمجھا تھا۔

"آپ تو رہنے ہی دیں ڈیڈ! جیسے میں تو جانتا ہی نہیں کہ آپ کی اور موم کی لو میرج ہوئی تھی!" وہ سینے پر بازو لپیٹے آنکھیں سکیڑے انہیں دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"تمہارے ڈیڈ نے کبھی کسی عورت کو مڑ کر نہیں دیکھا۔" دانیال نے دوست کے حق میں بولنا ضروری سمجھا تھا۔

"وہ اس لیے کیونکہ ڈیڈ سامنے سے آتی ہوئی لڑکی کو پہلے ہی اوپر سے نیچے تک دیکھ لیتے ہوں گے نا! مڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہی کہاں پڑتی ہوگی۔" وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔ دانیال بھی ہنس

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پڑے تھے۔ شہریار نے گھور کر عصام کو دیکھا تو اس کے چہرے پر آئی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے غائب ہوئی تھی۔

"میرا اور زارا کا معاملہ مختلف تھا۔ وہ مجھ سے محبت کرتی تھی۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ زارا کا ذکر ہو اور شہریار مسکرائیں نہ ایسا ناممکن تھا۔ "لیکن تمہارے کیس میں احساسات یکطرفہ ہیں!"

"کس نے کہا کہ یہ احساسات۔۔۔ یہ سب یکطرفہ ہیں؟" وہ آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ دانیال اور شہریار اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر یہ سب یکطرفہ ہوتا تو وہ بلکل نارمل بی ہیو کرتی۔ وہ مجھ سے دور بھاگتی ہے۔ اینٹرنس پر بھی وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔ زمان و مکاں سے لاعلم۔ پھر یکدم وہ میرے آنے سے پہلے ہی وہاں سے چلی گئی۔ ہاں میں نے اسے دیکھ لیا تھا لیکن یہ بات ظاہر نہیں کی۔ ہم ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔ ایک ہی کلاس میں ہیں۔ پھر وہ مجھ سے ایسے کیوں بھاگ رہی ہے جیسے اس نے کوئی چوری کی ہے؟ اور اس سب کے بعد بھی وہ مجھے اگنور ہی کر رہی

ہے۔ مجھ سے چڑ رہی ہے۔ کیوں؟۔۔۔ کیونکہ احساسات دونوں طرف ایک سے ہیں۔ وہ بس اقرار نہیں کرنا چاہتی!"وہ فخریہ سے انداز میں کہتا ہوا مسکرا رہا تھا۔

"تم اس لڑکی پر بیٹھ کر ہوم ورک کرتے ہو کیا؟"دانیال اسے حیرانی سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔ وہ مسکرایا تو گالوں کے دونوں طرف گڑھے پڑے۔ آنکھیں چمک اٹھیں۔

"کوچے میں اس کے بیٹھنا حسن کو اس کے دیکھنا

ہم تو اسی کو سمجھے ہیں باغ بھی اور بہار بھی"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو دانیال نے شہریار کی طرف دیکھا۔

"جاتے ہوئے مجھ سے psychiatrist کا نمبر لیتے جانا!"وہ افسوس سے سر جھٹکتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ شہریار دانیال کی بات پر ہنس دیے تھے۔ عصام بس مسکرا دیا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * *

چند دن یونہی گزر گئے۔یہ یونیورسٹی کے کیفے ٹیریا کا منظر تھا۔علینا اور ماہا ایک ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ماہا وہاں بس کھانے کے لیے آئی تھی اور علینا اپنی آسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھی۔ان کے بلکل مساوی ٹیبل پر عصام اور ریاض ابھی ابھی آکر بیٹھے تھے۔عصام نے بے ساختہ ہی علینا کی طرف دیکھا تھا۔علینا نے خود پر اس کی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کرتے ہوئے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔عصام نے فوراً اپنی نظریں جھکا لی تھیں۔اسے نظریں جھکا تا دیکھ وہ واپس سے اپنے کام میں لگ گئی تھی۔

علینا اور ماہا کی ٹیبل کے بلکل پیچھے انوشے اور اس کی چمچیوں کا گروپ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ان سب کے سامنے کافی کے مگ پڑے ہوئے تھے۔انوشے کافی دیر سے باتیں کر رہی تھی لیکن پھر عصام اور علینا کی نظروں کے اس ارتکاز کو دیکھ کر اس نے اپنی آواز بلند کر لی تھی۔اتنی بلند کہ کیفے ٹیریا میں بیٹھا ہر شخص اسے سن سکتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے ایک بات ہے۔۔۔مڈل کلاس لڑکیوں کی قسمت بہت اچھی ہوتی ہے۔جب چاہیں جسے چاہیں حاصل کر لیتی ہیں!"وہ استہزائیہ سے انداز میں کہہ رہی تھی۔اس کے ساتھ بیٹھیں اس کی چمچیوں نے بات کے معنی سمجھ کر زور سے قہقہے لگائے تھے۔

کیفے ٹیریا میں بیٹھے ہر شخص نے پہلے سر اٹھا کر انوشے کی طرف دیکھا تھا اور پھر علینا کی طرف۔ماہا نے اچھنبے سے علینا کی طرف دیکھا جو پُرسکون سی اپنا کام کر رہی تھی۔عصام آنکھیں سکیڑے انوشے کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔ریاض آنکھوں میں پریشانی عصام کو دیکھ رہا تھا۔یہاں ہر کوئی اس بات سے واقف تھا کہ انوشے کس "مڈل کلاس لڑکی" کی بات کر رہی تھی۔

"ایم آئی رائٹ علینا؟"اس نے اسے مخاطب کیا تو چہرے پر ایک کمینی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔علینا نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"ٹیل می علینا!آخر تم نے عصام کو کیسے حاصل کیا ہے؟اوہ بٹ ویٹ!میں تو بھول ہی گئی تھی کہ جو طریقہ تم نے استعمال کیا ہو گا وہ طریقہ ایک شریف لڑکی کے لیے کسی گالی کی طرح

ہوتا ہے۔"وہ کہہ کر استہزائیہ سے انداز میں ہنسی تھی۔اور اس کی دیکھا دیکھی باقی لڑکیاں بھی ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسی تھیں۔کیفے ٹیریا میں سرگوشیاں بلند ہوئی تھیں۔ماہا کو شدید غصہ آیا۔وہ اٹھنے ہی والی تھی کہ علینا نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ریاض تشویش سے عصام کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں سے آگ کے شرارے نکل رہے تھے۔عین ممکن تھا کہ وہ اٹھ کر انوشے کو کچھ کھڑا کھڑا سنا دیتا۔

"عصام کنٹرول کرو خود کو۔پورا کیفے ٹیریا لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔دیکھو تم یہاں کوئی تماشا نہیں لگا سکتے ہو!"ریاض عصام کی طرف جھکا آواز کو سرگوشی کی مانند ہلکا کیے اسے کسی بھی قسم کے تماشے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔عصام نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔اس کی غصیلی نظریں انوشے پر جمی تھیں۔

"انوشے!"علینا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں علینا؟"وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔اس کے ہر انداز سے تمسخر جھلکتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شرافت پر بات کرنا ان لوگوں کو زیب نہیں دیتا جو خود شریف نہ ہوں۔" وہ فرصت سے مسکرائی پھر سیدھی ہو بیٹھی۔

انوشے کو اپنے پورے جسم میں آگ سی لگتی محسوس ہوئی تھی۔ ماہا نے استہزائیہ نظروں سے انوشے کو دیکھا تھا۔ کیفے ٹیریا میں سرگوشیاں مزید بلند ہوئی تھیں۔ اس نے اپنا کافی کا مگ ہاتھ میں لیا اور علینا کی ٹیبل کے عین سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ علینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ انوشے مسکرائی پھر کافی کا بھرا ہوا مگ علینا کی آسائنمنٹ پر پھینک دیا۔ چند لمحوں کے لیے علینا بلکل ساکت رہ گئی۔ وہ آسائنمنٹ اس کی پچھلی چار راتوں سے جاگ کر کی جانے والی محنت تھی۔۔۔

"اوہ سوری! مجھے لگا یہ دسٹ بن ہے!" وہ مصنوعی خفگی سے کہہ رہی تھی۔ وہ ٹیبل پر اس کی طرف جھکی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہنے لگی۔ "عصام سے کہنا کہ تمہارے گھر آئے اور پوری رات لگا کر تمہارے لیے آسائنمنٹ بنا دے۔" وہ مسکراتے ہوئے ذو معنی سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور بس یہ عصام کی برداشت کی حد تھی۔ وہ ابھی اٹھنے ہی والا تھا کہ علینا اپنی جگہ سے اٹھ کر انوشے کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ علینا مسکرائی۔ پھر اگلے ہی لمحے اس نے انوشے کو بالوں سے دبوچا اور اس کے چہرے کو اپنی آسائنمنٹ پر گری کافی پر رگڑنے لگی۔

"اوہ سوری مجھے لگا کہ تم ٹشو پیپر ہو!" وہ مسکرا کر دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"چھوڑو مجھے! تم پاگل ہو گئی ہو کیا؟" وہ چلا رہی تھی۔

"ارے رکو! ابھی کافی صاف نہیں ہوئی ہے۔ ٹشو پیپر کو اپنا کام مکمل تو کرنے دو!" وہ استہزائیہ سے انداز میں بولی۔ اس نے ایک جھٹکے سے انوشے کے بال چھوڑے تھے۔ وہ فوراً سیدھی ہوئی اور اب حیران کن نظروں سے علینا کو دیکھ رہی تھی۔ اسے علینا سے اس قسم کے ردِ عمل کی ہرگز توقع نہ تھی۔

"آئی ہوپ کہ تمہارا میک اپ واٹر پروف ہے۔" وہ مسکرا کر طنزیہ سا کہتی اپنا بیگ اٹھا کر وہاں سے نکل گئی۔

پیچھے پورے کیفے ٹیریا کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ماہا اور ریاض منہ کھولے اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔اور عصام۔۔۔وہ یہ سب دیکھ کر محظوظ ہوا تھا۔سارا غصہ فضا میں کہیں عنقا ہو گیا تھا۔

"شیرنی!"وہ زیرِ لب بغیر آواز کے بڑبڑاتے ہوئے مسکرایا تھا۔

****

اگلے ایک گھنٹے کے اندر اندر یونیورسٹی کا کانفرنس روم لوگوں سے بھر چکا تھا۔بورڈ آف دائیریکٹرز۔ڈین۔انوشے۔علینا۔ماہا اور یونیورسٹی کے فاؤنڈر شہریار خان۔وہ سب اس کانفرنس روم میں موجود تھے۔انوشے افضل ایک بارسوخ خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔وہ اسکول کے ٹائم سے عصام میں انٹرسٹڈ تھی اور اس بات سے عصام اور شہریار دونوں واقف تھے لیکن وہ دونوں اسے اگنور کیا کرتے تھے۔لیکن اب معاملہ اتنا سادہ نہیں رہا تھا کہ جسے اگنور کر دیا جاتا۔

کانفرنس روم میں اس وقت صرف انوشے کی آواز گونج رہی تھی۔ علینا وہاں بے پرواہ سے انداز میں کھڑی تھی۔ سب کی نظریں شہریار کی طرف تھیں۔ وہاں بیٹھا ہر شخص ان کے بولنے کا منتظر تھا۔ شہریار فلحال انوشے کے موقف کو سن رہے تھے۔

"یہ لڑکی پاگل ہے! آخر اس لڑکی کو یو ایم بی جیسی پریسٹیجیئس یونیورسٹی میں ایڈمیشن مل کیسے گیا؟" وہ تیزی سے بول رہی تھی۔ اس کے چہرے کے ساتھ جو علینا نے کیا تھا اس کے بعد تو اس کا بس ہی نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے جان سے ہی مار ڈالے۔ علینا کو دیکھنے پر ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس کی جوتی کو بھی پرواہ نہیں تھی کہ انوشے اس کے خلاف کیا زہر اگل رہی تھی۔ ماہا اس کی ساری بکواس بڑی مشکل سے سن رہی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ انوشے کو ایک تھپڑ رسید کرے لیکن صد افسوس! یہاں شہریار موجود تھے ورنہ وہ ایسا ضرور کرتی۔

"لڑائی ہوئی کس بات پر تھی؟" شہریار نے انوشے کو اگنور کرتے ہوئے ماہا کی طرف دیکھا تھا۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ وہ اسے سننا چاہتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب میں کہہ رہی ہوں کہ اس لڑکی نے میرے ساتھ physical abuse کیا ہے تو پھر کسی اور بات کی یہاں کیا گنجائش بنتی ہے؟" وہ غصے سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہہ رہی تھی۔ شہریار نے ایک غصیلی نظر انوشے پر ڈالی تو اس کی چلتی ہوئی زبان کو یکدم بریک لگی۔ علینا نے محسوس کیا تھا کہ جب شہریار بول رہے ہوتے تھے تو کسی اور کو بولنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

"مس انوشے افضل! میں صرف ایک طرف کی کہانی سن کر فیصلہ کرنے پر یقین نہیں رکھتا۔ اس لیے۔۔۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے کہہ رہے تھے۔ "اسٹے کوائٹ پلیز!" انوشے کو خاموش ہونا پڑا تھا۔ یہاں کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ شہریار کی بات سے انکار کر سکتے۔ انہوں نے واپس ماہا کی طرف رُخ موڑا تھا۔ "جی مس ماہا! میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے؟" وہ سنجیدہ سا پوچھنے لگے۔

ماہا نے تھوک نگلا تھا۔

"بات انوشے نے شروع کی تھی۔ وہ جان بوجھ کر کیفے ٹیریا میں بیٹھی اونچی آواز میں علینا کے کردار کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ انوشے کے الفاظ بہت نازیبا تھے۔ ایسے الفاظ جنہیں میں یہاں دوبارہ ریپیٹ نہیں کرنا چاہوں گی۔ علینا نے پہلے پہل اسے اگنور کیا تھا۔ لیکن پھر بات حد سے بڑھ گئی۔ "ہاں بلکل وہ سچی تھی لیکن وہ علینا کی غلطی اپنے ہی منہ سے نہیں بتانے والی تھی۔ وہ اس کی دوست تھی جس کے ساتھ ناانصافی ہو رہی تھی۔ کچھ بھی ہو جاتا وہ اس کے خلاف ایک بھی بات نہیں کرنے والی تھی۔ جب یہاں سب اتنا ٹیڑھا تھا تو اسے بھی تھوڑا سا ٹیڑھا ہونا چاہیے تھا۔ شہریار نے علینا کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا یہ بات درست ہے مس علینا کہ آپ نے ان پر ہاتھ اس لیے اٹھایا کیونکہ مس انوشے آپ کے کردار کے بارے میں بدگوئی کر رہی تھیں؟" وہ اسے سنجیدگی سے دیکھتے پوچھ رہے تھے۔

"کس نے کہا کہ میں نے ان پر ہاتھ اس لیے اٹھایا کہ انہوں نے میرے کردار کے بارے میں بدگوئی کی؟" وہ آبرو اٹھائے کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو پھر آپ نے ایسا کیوں کیا؟" کمرے میں بیٹھے ہر شخص نے اس وقت علینا کو تعجب سے دیکھا تھا۔

"میں نے ایسا اس لیے کیا کیونکہ انہوں نے میری آسائنمنٹ پر کافی پھینکی تھی۔ میرے کردار پر بات کرنا تو ان کا قومی فریضہ ہے۔ وہ تو چلتے پھرتے ہوئے بھی اپنا یہ فرض انجام دیتی ہیں۔ مجھے عادت ہو گئی ہے ان کی ایسی حرکتوں کی اور اس لیے میں انہیں اگنور کرنا پسند کرتی ہوں۔" وہ کندھے اچکاتے سکون بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"تو یعنی آپ کہہ رہی ہیں کہ انوشے آج سے پہلے بھی آپ کے کردار کے بارے میں اس قسم کی بدگوئی کرتی رہتی تھیں؟" وہ سنجیدہ سا اس سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔ بلکل۔" اس نے پُرسکون سے انداز میں کہا۔

"تو پھر آپ نے آج تک اس سب کے بارے میں ایڈمنسٹریشن سے کبھی کوئی شکایت کیوں نہیں کی؟" وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دونٹ مائنڈ سر۔۔۔ لیکن انوشے افضل آپ کی ہی ایک کمپنی کے شیئر ہولڈر کی بیٹی ہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ کوئی ان کے خلاف ایکشن لیتا۔ ان کی کی گئی بات کے سامنے میری بات کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی۔ اس لیے میں نے اگنور کرنا درست سمجھا۔" وہ شانِ بے نیازی سے کہہ رہی تھی۔

شہریار مسکرائے تھے۔ انہیں عصام کا انتخاب پسند آیا تھا۔ وہ لڑکی بڑے سے بڑے آدمی کے سامنے اپنی بات رکھنے سے ڈرتی نہیں تھی۔ وہ صحیح موقع پر اپنی بات رکھنا جانتی تھی۔ وہاں جہاں اس کی بات کی ویلیو سب سے زیادہ ہوتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مس علینا آپ کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے تھی کہ جو ادارہ میری سرپرستی میں ہوتا ہے وہاں کچھ غلط تو ہو سکتا ہے لیکن۔۔۔ ناانصافی نہیں!" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"اگر ہم سیدھی سیدھی بات کریں تو مس علینا آپ پر physical abuse کے چارجز لگتے ہیں اور مس انوشے آپ پر slander کے! لیکن کیونکہ یونیورسٹی کو آپ کا دونوں کا مستقبل پیارا ہے تو آپ دونوں کو وارننگ دے کر چھوڑا جاتا ہے ورنہ اصول تو یہ

کہتا ہے کہ آپ دونوں پر پولیس کیس کیا جائے۔ لیکن۔۔۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ دونوں کو سزا نہیں ملے گی۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکے۔ سب دم سادھے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"آپ دونوں کو ایک ہفتے کے لیے یونیورسٹی سے سسپینڈ کیا جاتا ہے۔"وہ سنجیدہ سا کہہ رہے تھے۔

"لیکن یہ صحیح نہیں۔۔۔"انوشے کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب شہریار نے اس کی بات کاٹ کر اپنی بات جاری رکھی تھی۔

"دی میٹنگ اس ڈسمسڈ۔ ایوری ون کین لیو ناؤ۔ ایکسیپٹ انوشے افضل اینڈ علینا ضرار۔"

انہوں نے رعب دار سے انداز میں کہا تو فوراً سے پہلے کمرہ خالی ہو گیا۔ کمرہ خالی ہو گیا تو شہریار نے اپنا چہرہ انوشے کی طرف موڑا۔

"مس انوشے۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکے۔"جب میں کسی بھی منصب کی کرسی پر بیٹھ کر کوئی بھی فیصلہ لیتا ہوں تو میں اپنے ہر ذاتی تعلق اور مفاد کو پسِ پشت ڈال کر فیصلہ لیتا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوں۔ میرے کیے گئے فیصلے پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا کیونکہ میرا ایک مقام اور کریڈیبیلیٹی ہے۔ میرے فیصلے ہمیشہ درست ثابت ہوتے ہیں۔ میری اس اسٹیٹ آف دی آرٹ یونیورسٹی میں ملک کے بہترین دماغ بیٹھے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور ان کا تعلق مختلف بیک گراؤنڈز سے ہے۔ لیکن اس یونیورسٹی میں ان سب کا ایڈمیشن صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر ہوا ہے۔ اور صرف ان کا ہی نہیں آپ کا بھی۔ آپ دونوں کو وارننگ دے کر صرف اس لیے چھوڑا گیا ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ دو بہترین دماغ ایک بوگس سی لڑائی پر اپنا مستقبل داؤ پر لگا دیں۔ اور اگر آپ دونوں کی جگہ اس وقت میرے سامنے یونیورسٹی کے کوئی اور دو اسٹوڈنٹس بھی کھڑے ہوتے تو بھی میں ان کے لیے یہی فیصلہ لیتا۔ تو اس لیے مس انوشے اگر آپ سوچتی ہیں کہ میں نے یہ فیصلہ کسی بھی زمرے میں ذاتی طور پر لیا ہے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے اور۔۔۔ میرے نزدیک آپ کو "غلط فہمیاں" نہیں پالنی چاہئیں۔" آخری جملہ ادا کرتے ہوئے انہوں نے ذو معنی سے انداز میں لفظ غلط فہمیاں پر زور ڈالا تھا۔ ایک رعب تھا ان کی شخصیت میں کہ پھر دوبارہ انوشے کی ان کے سامنے

بولنے کی ہمت نہیں ہوئی۔انہوں نے اپنا چہرہ علینا کی طرف موڑا۔اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ جیسے اسے کسی بات سے فرق ہی نہ پڑا ہو۔

"آپ کی آسائنمنٹ انوشے بنائیں گی۔اور اگر انہوں نے غلط آسائنمنٹ بنائی یا آسائنمنٹ اپ ٹو دی مارک نہ ہوئی تو یہ اس سمیسٹر میں فیل کر دی جائیں گی اور پھر یہ اگلے سمیسٹر میں بھی بیٹھ نہیں سکیں گی۔اور نتیجتاً ایڈمنسٹریشن کو انہیں یونیورسٹی سے نکالنا پڑے گا۔کیا آپ کو میری بات سمجھ آئی مس انوشے؟"وہ مخاطب کسی سے تھے اور باور کسی اور کو کروا رہے تھے۔

"یس سر۔"انوشے نے غصے سے ٹمٹماتے چہرے کے ساتھ کہا تھا۔

"اور۔۔۔ایک بات اور انوشے افضل!"وہ ہنوز علینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔"اگر آج کے بعد مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ نے علینا ضرار کے honourیا reputeکو خراب کرنے کی کوشش کی ہے تو اگلے لمحے آپ اس یونیورسٹی کے گیٹ کے باہر کھڑی ہوں گی۔"وہ باور کروانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔انوشے نے نہ چاہتے ہوئے بھی اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یو کین بوتھ لیو ناؤ۔" وہ دونوں سر کو ہلکا سا خم دیتیں فوراً وہاں سے نکل گئی تھیں۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ دونوں کانفرنس روم سے باہر نکلیں تو انوشے علینا پر ایک بھی نظر ڈالے بغیر فوراً ہی وہاں سے نکل گئی۔ اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہاں کون کھڑا ہو گا۔

عصام اس کے عین سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے سے پریشانی کے آثار واضح ہوتے تھے۔

"کیا ہوا؟" وہ اس کے چہرے کو بے چینی سے دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"مجھے اور انوشے کو ایک ہفتے کے لیے سسپینڈ کر دیا گیا ہے۔" وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"یہ غلط ہے۔" اسے غصہ آیا تھا۔

"یہ بلکل صحیح ہے۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔ کاریڈور خالی پڑا تھا۔

عصام اس کے پیچھے آیا تھا۔وہ ہمیشہ اس کے پیچھے آتا تھا۔وہ ہمیشہ اس کے پیچھے آتا رہے گا۔یہ بات پتھر پر لکیر کی مانند تھی۔۔۔

"یہ فیصلہ غلط ہے۔"وہ اپنی بات پر مصر تھا۔

"میں شہریار سر کی احسان مند ہوں کہ انہوں نے مجھے سسپینڈ کیا۔میری طرف سے ان کا شکریہ ادا کر دینا۔"وہ یوں بات کر رہی تھی کہ جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

"تم کیا کہہ رہی ہو علینا؟"وہ حیران ہوا تھا۔کیا وہ تانا مار رہی تھی؟

"اگر وہ مجھے سسپینڈ نہ کرتے تو سب کے پاس بات کرنے کے لیے ایک نیا ٹاپک ہوتا۔علینا ضرار کو سزا اس لیے نہیں ملی کیونکہ فیصلہ عصام شہریار خان کے باپ نے کیا تھا۔"وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔"فیصلہ یونیورسٹی کے فاؤنڈر نے کیا ہے اس لیے علینا ضرار کو سزا ملی ہے۔"اس کی آواز میں کچھ تھا جس نے عصام کو تکلیف پہنچائی تھی۔

وہ چلتے چلتے یکدم رکی پھر عصام کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"کیا تمہیں اب سمجھ آ گیا کہ میں کیوں کہتی ہوں کہ مجھ سے دور رہا کرو؟"وہ خاموشی سے کھڑا اس کے چہرے کو تک رہا تھا۔وہ خاموش کھڑا رہا تو علینا نے اپنی بات جاری رکھی۔

"انوشے کی رائے صرف اس تک محدود نہیں ہے۔یہ ہر اس شخص کی پہلی رائے ہے جو تمہیں اور مجھے اکٹھا دیکھے گا۔علینا ضرار نے ایک ارب پتی کو پھنسانے کے کونسے طریقے استعمال کیے؟یہ سوال ہر شخص پوچھے گا۔لوگوں کے لیے میں بات کرنے کا ٹاپک رہوں گی جب تک تم میرے پیچھے آتے رہو گے۔جب تک تم میری پرواہ کرتے رہو گے۔جب تک تم لوگوں سے میرے لیے لڑتے رہو گے۔اس لیے عصام پرابلم انوشے یا اس جیسے لوگ نہیں ہیں۔پرابلم تم ہو!"عصام کو لگا کسی نے اس کے دل پر گھونسا مار دیا تھا۔

"میرے پاس پہلے ہی بہت سے مسائل ہیں جنہیں میں ہل کرتے کرتے اب تھک چکی ہوں اس لیے مجھ پر ایک اور احسان کرو اور میرے ہر راستے پر مجھے ملنا چھوڑ دو۔"عصام کو اس کی آنکھیں گیلی محسوس ہوئی تھیں۔

"تم لوگوں کی پرواہ کیوں کرتی ہو؟"وہ مدھم سی آواز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔"کیا تم ایک سیکینڈ کے لیے لوگوں کے بارے میں سوچنا چھوڑ کر صرف اپنے بارے میں نہیں سوچ سکتیں؟صرف اپنی خوشی کے بارے میں؟"وہ طنزیہ سا مسکرائی تھی۔

"شاید میں لوگوں کے بارے میں نہ سوچتی اگر میں ایک ارب پتی کی بیٹی ہوتی۔اگر روزانہ دنیا کے دھکے نہ کھانے پڑتے۔اگر میں بھی اپنی بیس کروڑ کی Porsche میں بیٹھ کر سیکیوریٹی کی دو گاڑیوں کے درمیان صبح صبح یونیورسٹی آتی۔اگر میرے پاس میری حفاظت کرنے کے لیے میرا باپ زندہ ہوتا۔اگر میں سب کی آنکھ کا تارا ہوتی۔اگر میرے پاس دولت،شہرت،عزت، کریڈیبیلیٹی،اور ایک اعلیٰ خاندان ہوتا تو میں بھی بے فکری سے کسی لڑکے کے سامنے کھڑی ہو کر بڑی آسانی سے پوچھ رہی ہوتی کہ وہ لوگوں کے بارے میں سوچنا چھوڑ کیوں نہیں دیتا؟"وہ کوئی تانا نہیں مار رہی تھی۔وہ کوئی طنز نہیں کر رہی تھی۔وہ بس بے رحمی سے حقیقت بتا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر میں تمہاری جگہ ہوتی نا عصام تو مجھے کسی کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی لیکن میں چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ میں تمہاری جگہ پر نہیں ہوں اور نہ ہی کبھی ہو سکتی ہوں۔" وہ بہت بے رحم تھی۔ بہت بے رحمی سے دل پر لفظوں سے وار کرتی تھی۔

وہ آگے بڑھ گئی اور وہ پیچھے کھڑا اسے یاسیت سے جاتا دیکھتا رہا۔

عصام نے پہلی بار علینا کو اتنے قریب سے جانا تھا۔ علینا نے پہلی بار عصام پر اپنی سوچوں کے دروازے کھولے تھے۔ پر پہلی بار ہی عصام کو اس کے خیالات کے اس قدر منفی ہونے پر دکھ ہوا تھا۔ وہ ایسا کیا کرتا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی لیکن لوگوں کو چھوڑ کر اپنے بارے میں سوچنے کی کوشش کرتی؟

کیا وہ اس پرفیکٹ لڑکی سے غلط وقت پر ملا تھا؟

* * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ اپنے فلیٹ میں داخل ہوئی تو اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ وہ بیگ کو کرسی پر رکھتی اپنے بیڈ پر گرنے کے انداز سے آ کر لیٹ گئی تھی۔ نظریں چھت پر کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ آنسو بہنے کے لیے بلکل تیار تھے۔

دفعتاً اس کا موبائل بج اٹھا تھا۔ اس نے بیگ میں سے اپنا موبائل نکالا۔ اسکرین پر موجود نمبر دیکھ کر اس نے گہری سانسیں اندر کو کھینچ کر خود کو کمپوز کیا۔ پھر سیدھی ہو بیٹھی اور کال ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا۔

"کیسی ہو علینا بیٹا؟" ایک ادھیڑ عمر آدمی کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ علینا ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں بڑے ابا!" وہ چہکتے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔ "آپ کیسے ہیں؟ زیورک میں سب کیسا ہے؟" وہ دل پر پتھر رکھے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے یہاں سب ٹھیک ہے۔ الحمد اللہ۔ تم بتاؤ بیٹا یونیورسٹی کیسی چل رہی ہے تمہاری؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پرفیکٹ! سب بہت اچھا ہے۔" وہ کمال مہارت سے اپنے احساسات کو چھپا رہی تھی۔

"علینا تم سچ کہہ رہی ہو نا؟ یونیورسٹی میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو رہا ہے نا؟ اگر کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتاؤ!" وہ نرمی سے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"بڑے ابا میں آپ کو بعد میں کال کروں؟ میری یونیورسٹی کی ایک دوست کی کال آ رہی ہے۔ ہمارا ایک پروجیکٹ ہے۔ اس پر کام کرنا ہے۔" وہ معذرت کرنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"ہاں ہاں ضرور بیٹا! تم پڑھو۔ ہم بعد میں بات کریں گے۔ اللہ حافظ۔" وہ نرمی سے کہہ رہے تھے۔

"اللہ حافظ۔" اس نے کال کاٹ دی تھی۔ اس کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی لیکن وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹتی رو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس "بہادر علینا ضرار" کا مکھوٹا اوڑھ اوڑھ کر اب تھک چکی تھی۔ وہ آزاد ہونا چاہتی تھی۔ وہ تنگ آچکی تھی۔ وہ خوفزدہ تھی۔ وہ ڈری ہوئی تھی۔ وہ ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس کا دل اور روح زخم سے چُور تھے۔ وہ گھٹ گھٹ کر زندگی گزار رہی تھی۔

لیکن اس سب کی وجہ کیا تھی؟؟؟

* * * * * * * * * * * * * * * *

یہ اگلی شام کا واقع تھا۔ وہ لاؤنج میں سوفے پر ہاتھ میں موبائل لیے بیٹھی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ ماہا سے فون پر بات کر کے ہٹی تھی۔ ماہا اس کے لیے پریشان تھی۔ اسے فکر تھی کہ ایک ہفتے کے لیے سسپینڈ کر دینے کی وجہ سے اس کی پڑھائی کا بہت حرج ہونے والا تھا۔ وہ اسے اپنے لیکچرز کے نوٹس تو دے دیتی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اس کے چار سبجیکٹس ایسے تھے جو الیکٹو تھے۔ ماہا اور ریاض کے الیکٹو سبجیکٹس علینا سے مختلف تھے۔ اور جس کے وہ سبجیکٹس علینا سے ملتے تھے، اس سے وہ دوبارہ ملنا نہیں چاہتی تھی۔ ابھی کل تو اسے خود سے دور رہنے کا کہہ کر آئی تھی۔ اتنی جلدی اپنی بات سے مکر جاتی؟ او نہوں!

اسے دوڑ بیل کی آواز سنائی دی تھی۔اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔دائیں بائیں دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ اندر جانے کے لیے واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر نیچے دوڑ میٹ پر پڑی۔وہاں ایک چھوٹا سا گلابی رنگ کا ڈبہ پڑا تھا۔ڈبے کے ساتھ نیلے رنگ کے گلِ سنبل(Hyacinth)کے پھول پڑے تھے۔وہ جانتی تھی کہ یہ کس کا کام تھا۔اسے کوئی حیرانی محسوس نہیں ہوئی تھی۔عصام شہریار خان سے ملنے کے بعد لفظ حیرانی وہ اپنی زندگی سے مائنس کر چکی تھی۔وہ پھول اور ڈبہ اٹھائے دروازہ بند کر کے اندر آچکی تھی۔ پھول لا کر کچن کاؤنٹر پر رکھے اور ڈبہ لیے سوفے پر آلتی پالتی مارتے ہوئے آکر بیٹھ گئی۔ ڈبہ کھولا تو اس میں نیلے رنگ کی ایک یو ایس بی تھی۔اس نے اچھنبے سے آبرو سکیڑے۔ اس نے یو ایس بی کو ہاتھ میں لیا اور اسے پلٹ کر دیکھا تو پیچھے کاغذ کا ایک ٹکڑا ٹیپ سے چپکایا گیا تھا۔اس نے وہ کاغذ کا ٹکڑا کھینچ کر اتارا۔کاغذ پر ایک نمبر لکھا ہوا تھا۔اس نے غصے سے اپنے دانت پیسے تھے۔موبائل پر نمبر ملانے کے بعد اس نے اسے کان سے لگایا۔رنگ جا رہی تھی۔فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"اس سے پہلے کہ ملکہ مجھ پر چڑھ دوڑیں میں پہلے اپنے حق میں کچھ کہنا چاہوں گا۔"علینا جو عصام کی بے عزتی کا پنڈورا باکس کھولنے کے ارادے سے کچھ بولنے ہی والی تھی عصام کی بات پر چُپ کر گئی۔ "پہلی بات۔ نہیں۔ میں ایک شریف مرد ہوں۔ میں لڑکیوں کو یوں اپنا نمبر بانٹتا نہیں پھرتا۔ میرا پرسنل نمبر اس پوری دنیا میں تمہیں ملا کر اب صرف سات لوگوں کے پاس ہے۔ دوسری بات۔ نہیں۔ اس یو ایس بی میں کچھ بھی غیر قانونی نہیں ہے اور نہ میں نے کچھ ہیک کیا ہے۔ اس یو ایس بی میں ایک بہت ہی پیارے اور معصوم سے لڑکے کی ویڈیوز ہیں جو اس نے بہت محنت سے ایک بے حد خوبصورت لڑکی کو اس کے لیکچرز سمجھانے کے لیے بنائی ہیں۔ تیسری بات۔ کیونکہ تمہیں پھولوں کی زبان سمجھ نہیں آتی ہوگی تو میں تمہیں بتاتا چلوں یہ hyacinth کے پھول ہیں۔ یہ پھول آپ کسی کو تب دیتے ہیں جب آپ تہے دل سے کسی عزیز سے معافی کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اور میں ملکہ سے معافی کا طلب گار ہوں۔"وہ اپنے ازلی شوخ لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"ہیلو؟ علینا؟ تم سن رہی ہو کیا؟"عصام نے اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"پہلی بات۔ مجھے ذرّہ برابر بھی فرق نہیں پڑتا کہ تمہارا نمبر کتنی لڑکیوں کے پاس ہے۔ میری طرف سے تم اپنا نمبر ہیلی کاپٹر سے زمین پر برساؤ! آئی ڈونٹ کیئر!"وہ تڑخ کر بولی تھی۔

"دوسری بات۔ اپنے خیرات کردہ لیکچرز کی ویڈیوز تم اپنے پاس رکھو۔ مجھے نہیں چاہیں! ایڈیٹ!"وہ غصے سے بگڑ کر بولی۔

"ایک بات ہے۔۔۔ ویسے تو ایڈیٹ کوئی اچھا لفظ نہیں ہے لیکن ملکہ کی شان تو دیکھیں ذرا۔ ان کے منہ سے تو نکلا بُرا لفظ سن کر بھی شدید مزہ آتا ہے۔ اور میرے عشق کو خیرات نہ کہا کریں ملکہ! میں بُرا مان جاؤں گا!"وہ اسے چھیڑ رہا تھا اور ایسا کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا تھا۔ علینا کا دل کر رہا تھا کہ فون میں ہاتھ ڈالے اور عصام کا گلہ دبا دے۔

"اور تیسری بات۔ میں نے تمہیں معاف نہیں کیا اور نہ ہی کروں گی! اور یہ جو تمہارے پھول ہیں نا انہیں تو میں ابھی دسٹ بن میں پھینکتی ہوں!"عصام مسکرایا تھا۔ وہ کال کاٹنے والی تھی لیکن پھر رک گئی۔

"اور ہاں! مجھے۔۔۔ ملکہ مت کہو!" وہ فون میں غرائی تھی۔

"سوری لیکن یہ سروس آپ کے لیے ان ویلڈ ہے! اور کوئی فرمائش ہے تو بتائیں۔ خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہے!" وہ مؤدبانہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہاں ہے ایک خواہش! مر جاؤ جا کر کہیں!" وہ غصے سے بولی تھی۔

"لیکن یہ تو ناممکن ہے۔" وہ معصومیت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"کیوں؟ کیوں ناممکن ہے یہ؟" وہ بھی تیزی سے بولی تھی۔

"تم مجھے پہلے ہی اپنے حسن سے مار چکی ہو۔ ایک بار مرا ہوا آدمی دوبارہ کیسے مر سکتا ہے؟" وہ معصومیت سے سوال پوچھ رہا تھا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا میرے پیچھے آنے سے؟ تم پھر آ گئے؟" اب کہ اس کا لہجہ دھیما تھا۔ وہ چند لمحے خاموش رہا تھا پھر کہنے لگا۔

"میں تم سے چاہ کر بھی دور نہیں جا سکتا۔ اگر کوشش کروں تو بھی نہیں! تم تکلیف میں ہو اور تم مجھ سے یہ کہو کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں تو یہ میں نہیں کر سکتا۔ میں بس۔۔۔"وہ خاموش ہو گیا۔"میں بس نہیں کر سکتا۔ مجھ سے نہیں ہوتا!"اس کے لہجے میں اک ہار سی تھی جو علینا کو اس وقت محسوس ہوئی تھی۔

"کیا نہیں کر سکتے؟"

"تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ میں نہیں کر سکتا۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ میرے لیے مشکل ہے۔ میرے لیے کبھی کچھ مشکل نہیں رہا۔ یہ۔۔۔ میرے لیے ناممکن ہے۔"وہ کسی ڈر کے زیرِ اثر کہہ رہا تھا۔

وہ کہہ کر چند لمحوں بعد کال کاٹ گیا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا موبائل پر اس سے بات کر رہا تھا۔ اس نے کال کاٹ کر موبائل اپنی پینٹ کی جیب میں ڈال لیا تھا۔ وہ آخر ایسا کیا کرتا کہ علینا کی خفگی ختم ہو جاتی؟

اس نے اپنا سر جھٹکا اور جب اپنے کمرے میں آنے کے لیے مڑا تو وہ رک گیا۔ سامنے ہی شہریار کھڑے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ مسکرایا پھر ان کی ایک طرف سے گزرتا کمرے میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ شہریار کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر ناراضگی تھی۔

"ویسے اپنی ہی ہونے والی بہو کو یونیورسٹی سے سسپینڈ کرتے ہوئے آپ کو ذرا بھی شرم نہیں آئی؟"

"اگر تمہاری زبان یونہی چلتی رہی نا تو مجھے اپنے سگے اور اکلوتے بیٹے کو بھی یونیورسٹی سے سسپینڈ کرتے ہوئے شرم نہیں آئے گی۔" شہریار نے اسے خفگی سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

عصام ذرا ڈھیلا پڑا تھا۔

"ارے میرے پیارے ڈیڈ میں تو مزاق کر رہا تھا۔" اس نے ساتھ ہی اپنا پینترا بدلا تھا۔

"بیٹا جی! بھولو مت تمہاری شادی میں نے ہی کروانی ہے۔" وہ اسے اپنی بات باور کروانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

"ڈیڈ آپ نے قاضی کا کام کب سے شروع کر دیا؟"وہ مصنوعی حیرانی لیے پوچھ رہا تھا۔

شہریار نے اسے ایک گھوری سے نوازا تھا۔

"ویسے وہ ایک بہترین انتخاب ہے۔"وہ مسکرائے تھے۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی کو علینا ضرار پسند نہ آئے۔"وہ فخریہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ایسا ممکن ہے اور مثال تم کل دیکھ چکے ہو۔"وہ اسے انوشے والا تماشا یاد کروا رہے تھے۔

عصام کے چہرے پر سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"وہ کہے گی نہیں لیکن انوشے کی باتوں نے اسے بہت بُری طرح ہرٹ کیا ہے۔میں جانتا ہوں۔وہ کسی سے کوئی گلہ نہیں کرے گی۔خاموش رہے گی اور سب کو یہی دکھائے گی کہ وہ بلکل ٹھیک ہے۔"وہ تاسف سے کہہ رہا تھا۔

"اور یہی اس لڑکی کی واحد خامی ہے کہ وہ باتیں چھپاتی ہے۔جذبات اور احساسات چھپاتی ہے۔زہر کو اپنے اندر پلنے دیتی ہے۔"شہریار کسی سوچ میں گم کہہ رہے تھے۔

"وہ ایسا کیوں کرتی ہے آخر؟"

"ہوتے ہیں کچھ لوگ جنہیں زندگی نے اتنا خاموش کروایا ہوتا ہے کہ پھر وہ اپنے بارے میں بات کرنے سے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ لوگ خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ خاموش رہ کر زندہ رہنا انہیں بول کر زندہ رہنے سے زیادہ آسان لگنے لگتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے اوپر "آئی ایم فائن "اور "آئی ایم اسٹرونگ" کا مکھوٹا اور ملمع چڑھا لیتے ہیں۔ وہ بھی انہی لوگوں میں سے ایک ہے۔" انہوں نے عصام کی طرف دیکھا تھا۔ "اس لڑکی کو اگر اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتے ہو عصام تو پہلے اس کی جھجھک اور ہچکچاہٹ کو مٹانے میں اس کی مدد کرنا۔ اس سے بیزار مت ہونا۔ اس کے مسائل کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرنا۔"

عصام ان کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر تشویش کا شکار ہوا تھا۔

"کیا کچھ ایسا ہے ڈیڈ جو آپ علینا کے بارے میں جانتے ہیں اور مجھے نہیں بتا رہے؟" وہ سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم بہت جلدی اس کی طرف سے مایوس ہو رہے تھے۔ میں صرف تمہیں اس کی سائیکی سمجھا رہا تھا۔" وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہے تھے۔ عصام نے مطمئن ہو کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ویسے مجھے لگتا ہے کہ انوشے اتنی جلدی ہار نہیں ماننے والی ہے۔ وہ علینا کو بے عزت کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی۔" شہریار پریشان لگ رہے تھے۔ عصام مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا۔

"میں علینا کے معاملے میں کبھی لاپرواہی سے کام نہیں لیتا۔ آپ کو کیا لگتا ہے مجھے نہیں اندازہ کہ وہ کچھ ضرور کرے گی؟ میری شیرنی نے جو اس کے ساتھ کیا ہے نا اس کے بعد تو وہ ہر صورت اس سے بدلہ لے گی۔" جس فخر سے اس نے "میری شیرنی" کہا تھا شہریار نے ایک آبرو اٹھا کر اسے دیکھا تھا لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔ وہ پیدائشی ڈھیٹ اور بے شرم تھا۔ شہریار اس کی ایسی باتوں کے عادی تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں اس کا علاج ڈھونڈ چکا ہوں۔ شاہزیب اس کے پیچھے ہے۔ وہ جیسے ہی کوئی حرکت کرے گی۔ ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ اور پھر میں اس کے ساتھ وہ کروں گا جو اس نے کبھی اپنے خوابوں میں بھی نہیں سوچا ہو گا!" یکدم اس کا لہجہ سرد ہوا تھا۔

"اب کیا ہیک کیا ہے تم نے عصام؟" انہوں نے ایک لمبی سانس باہر کو پھینکتے ہوئے کہا تھا۔ وہ عصام کے کارناموں سے واقف تھے۔ وہ نہ تو اتنا سیدھا تھا اور نہ ہی اتنا معصوم۔

"کیا اتنا بُرا ہوں میں ماں؟" وہ معصوم سی شکل بنا کر شہریار کو دیکھتے ہوئے گنگنایا تھا۔

وہ سر جھٹکتے اس کے کمرے سے نکل گئے تھے۔ پیچھے کھڑا عصام ہنسا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

آدھی رات کا وقت تھا۔ ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ یہ اتوار کی رات تھی اور کل علینا اور انوشے یونیورسٹی میں واپس آنے والی تھیں۔ یہ یونیورسٹی کی ایک راہداری کا منظر تھا۔ اس کے ہاتھ میں پوسٹرز کا ایک بنڈل تھا۔ وہ نوٹس بورڈ کے سامنے کھڑی اس پر ایک پوسٹر لگا رہی تھی۔ دفعتاً اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے چہرہ موڑ کر راہداری میں دیکھا تو اس

کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔سیاہ جینز اور سیاہ ہی ہڈی پہنے وہ نفس چلتا ہوا اس کے برابر آ کھڑا ہوا تھا۔اس نے نوٹس بورڈ پر سے وہ پوسٹر بڑے ہی بے رحمانہ انداز سے کھینچ اتارا تھا۔نظروں کے سامنے وہ پوسٹر لا کر اس نے اس پر لکھی گئی تحریر کو پڑھا تھا۔انوشے کسی بھی طرح بس وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔وہ مڑا اور انوشے کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"انسان کی گری ہوئی سوچ اس کی حرکتوں سے خوب جھلکتی ہے۔تم کتنی گری ہوئی ہو۔۔۔اس بات کا ثبوت تم اپنی ان گری ہوئی حرکتوں سے دیتی ہو۔"وہ سرد لہجے میں اس پر اپنی گہری سرمئی آنکھیں گاڑھے کہہ رہا تھا۔"تم بار بار اپنی اوقات بھول کیوں جاتی ہو؟ جو بکواس کیفے ٹیریا میں کی وہی بکواس پرنٹ کر کے نوٹس بورڈز پر لگا رہی ہو؟"

"تمہیں کیسے۔۔۔پتا چلا کہ میں۔۔۔یہاں پر ہوں؟"وہ خوف کے مارے اٹک اٹک کر بول رہی تھی۔عصام طنزیہ سا مسکرایا۔

"اوقات کے ساتھ ساتھ یہ بھی بھول گئی ہو کہ۔۔۔میں عصام شہریار خان ہوں؟"انوشے کو اپنا گلا خشک ہوتا محسوس ہوا تھا۔عصام ذرا سا اس کے کان کے پاس جھکا تھا۔"سیکیوریٹی کے جس آدمی کو تم نے اس وقت یونیورسٹی کے کیمرا ز بند کرنے کے لیے خریدا تھا وہ میرے لیے ہی کام کر رہا تھا۔پوری یونیورسٹی کے کیمرا ز میرے کہنے پر ہی بند کیے گئے ہیں۔"وہ سیدھا ہوا پھر مزے سے کندھے اچکاتے اس کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"کیا چاہیے تمہیں؟"وہ ہلکی آواز میں بولی۔عصام نے اس کے ہاتھ سے وہ پوسٹرز لے لیے۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم سب کے سامنے علینا سے معافی مانگو۔"اس کا لہجہ بلکل سادہ تھا۔

"معافی اور میں؟اور وہ بھی علینا سے؟"وہاں سب تھا۔غرور،تکبر،انا۔

"تمہیں اس سے فیس ٹو فیس معافی نہیں مانگنی ہے۔"

"تو پھر؟"انوشے نے اچھنبے سے آبرو سکیڑے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جس طرح تم نے یہ پوسٹرز پرنٹ کیے ہیں۔۔۔اسی طرح تم یونیورسٹی کے ہر نوٹس بورڈ پر لگانے کے لیے ہینڈ ریٹن اپالوجی لیٹرز لکھو گی!"وہ مزے سے اسے سزا سنا رہا تھا۔

"میں ایسا ہر گز نہیں کروں گی!"وہ غصے سے بولی تھی۔

"میں تم سے پوچھ نہیں رہا تمہیں بتا رہا ہوں!"اس نے بھی اسی کے لہجے میں کہا تھا۔"تمہیں ایسا ہر صورت میں کرنا پڑے گا کیونکہ میں تمہارے لیے کوئی اور راستہ نہیں چھوڑنے والا۔"

"کیا مطلب؟"وہ حیران ہوئی تھی۔عصام مسکرایا تھا۔

"لڑکوں کے ساتھ ویڈیوز بہت اچھی ہیں تمہاری!کیا کہتی ہو انٹرنیٹ پر ڈال دوں؟"وہ مسکرایا تو انوشے کو ہوا کی کمی محسوس ہونے لگی۔"علینا صحیح تھی تمہارے بارے میں۔۔۔شرافت پر بات کرنا ان لوگوں کو زیب نہیں دیتا جو خود شریف نہ ہوں۔"وہ معنی خیز سا مسکرایا تھا۔انوشے کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔

"تمہیں ویڈیوز کے بارے میں کیسے پتا چلا؟"حلق سے لفظ اٹک اٹک کر ادا ہوئے تھے۔

"صرف ویڈیوز کی فکر ہے تمہیں؟ آڈیوز اور پکچرز کی کوئی پرواہ نہیں؟"وہ ایک بار پھر مسکرایا تھا۔انوشے کا سر گھومنے لگا تھا۔

"تمہارے پاس۔۔۔یہ سب کیسے۔۔۔؟"وہ ابھی مزید کچھ کہتی کہ عصام اس کی بات کاٹ چکا تھا۔

"کیا لگتا ہے تمہیں؟ میں تمہاری میڈ کو تمہارے کمرے میں تمہاری الماری کے اندر موجود سیف میں سے تمہارے اس خوفیہ موبائل کو نکال کر لانے کے لیے نہیں خرید سکتا؟"اس نے اس کا موبائل اپنی جیب سے نکالا اور اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔"اگر ایسا ہے انوشے تو پھر تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو!"لہجہ یکدم ہی سرد ہوا تھا۔انوشے نے موبائل جھپٹنا چاہا تو عصام نے اسے دوبارہ اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے معصوم سی شکل بنا کر سر دائیں سے بائیں ہلایا۔

"اس پوری یونیورسٹی میں ٹوٹل پچاس نوٹس بورڈز ہیں۔۔۔مجھے صبح تک اُن پچاس نوٹس بورڈز پر تمہارا ہینڈ رٹن اپالوجی لیٹر چاہیے!ورنہ یہ تمام ویڈیوز میں افضل صاحب کے حوالے

کرنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچوں گا!"وہ سخت لہجے میں کہتا اسے اپنا حکم سنا رہا تھا۔"جیسے ہی وہ صبح نوٹس بورڈ پر تمہارا اپالوجی لیٹر پڑھے گی۔میں اس سب مواد کو ڈیلیٹ کر دوں گا۔یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔"

"تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟علینا نے بدلہ لے تو لیا تھا مجھ سے؟"وہ غصے سے اس پر چیخی تھی۔

"پہلی بات۔میرے سامنے آواز اونچی کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں!حد میں رہو اپنی!"اس نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی تھی۔"دوسری بات۔علینا نے جو بدلہ لیا وہ اس کے لیے کافی ہو سکتا ہے لیکن میرے لیے نہیں۔تیسری بات۔تمہیں میرا احسان مند ہونا چاہیے انوشے!کرنا تو مجھے یہ چاہیے تھا کہ میں یہ سارا مواد انٹرنیٹ پر ڈال دیتا تاکہ دنیا دیکھتی کہ علینا ضرار کے کردار پر چوٹ کرنے والی لڑکی کا اپنا کردار کیسا ہے!بٹ یو نو واٹ؟"وہ اس کے چہرے کے بلکل برابر اپنے چہرے کو لے کر آیا۔"میں یوں سرِعام لوگوں کے مجمعے میں

کسی عورت کی عزت اچھالنے والوں میں سے نہیں ہوں!"وہ کاٹ دار لہجے میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہا تھا۔

"تمہیں رحم نہیں آتا مجھ پر؟"اس کی آواز کانپی تھی۔وہ بہت سے لڑکوں کے ساتھ ریلیشن شپس میں رہی تھی۔اور مستقبل میں کبھی انہیں اپنے فائدے کے لیے بلیک میل کرنے کی غرض سے اس نے ان کی بہت سی ویڈیوز، آڈیوز اور پکچرز سنبھال کر رکھی ہوئی تھیں۔اب اسے ڈر تھا کہ کہیں اس کے تمام راز کھل نہ جائیں۔

اس کے چہرے پر ایک سرد سا تاثر آیا تھا۔"عصام شہریار خان علینا ضرار کے معاملے میں رحم نہیں کرتا!"

"میں تم سے پیار کرتی ہوں عصام!"اس نے نرمی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"جھوٹ انوشے!تم مجھ سے پیار نہیں کرتیں۔تم بس مجھے حاصل کرنا چاہتی ہو۔تمہارے لیے میں پہلی پوزیشن پر آنے والے شخص کو ملنے والی ایک ٹرافی کی مانند ہوں۔تمہیں بس کسی

بھی طرح علینا کو اس ٹرافی کو پانے سے روکنا ہے۔ تمہیں بس ہر قیمت پر مجھے حاصل کرنا ہے۔اس لیے نہیں کہ تم مجھے پسند کرتی ہو یا پھر تمہیں مجھ سے محبت ہے۔۔۔بلکہ اس لیے کہ تم مجھے علینا کا ہوتے نہیں دیکھ سکتیں!"وہ اسے آئینہ دکھا رہا تھا جو انوشے کو بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

وہ پلٹ چکا تھا اور اب وہاں سے جا رہا تھا کہ انوشے کی آواز پر اس کے قدم تھمے۔

"ایسا کیا ہے علینا میں جو مجھ میں نہیں ہے؟"وہ چلائی تھی۔

"گنتی ختم ہو جائے گی انوشے لیکن میں تمہیں کبھی یہ نہیں بتاؤں گا کہ علینا ضرار میں ایسا کیا ہے جو تم میں نہیں ہے!"وہ بغیر پلٹے کہہ کر چلا گیا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * *

وہ صبح جب یونیورسٹی آئی تو نوٹس بورڈز پر سٹوڈنٹس کے ہجوم کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔وہ کلاس میں آئی تو وہاں بھی سب گروپس کی شکل میں بیٹھے چہ می گوئیاں کر رہے تھے۔علینا کو

آتا دیکھ سب خاموش ہو گئے۔ وہ ماہا اور ریاض کے پاس آئی تھی جو ایک طرف بیٹھے تھے۔ ان سب کے چہروں سے حیرانی کا تاثر جھلکتا تھا۔

"یہ نوٹس بورڈز پر آخر ایسا کیا لگا ہوا ہے کہ ہجوم کے ہجوم ارد گرد کھڑے ہیں؟" اس کا انداز تفتیشی سا تھا۔ ماہا اور ریاض نے نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔ پھر ماہا نے کہنا شروع کیا۔

"کیا تم نے ابھی تک نوٹس بورڈ نہیں دیکھا؟" وہ حیرانی سے اسے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"اگر نوٹس بورڈ دیکھا ہوتا تو تم سے پوچھتی؟" وہ بُرا ہی منا گئی تھی۔

"بہتر ہے کہ تم خود دیکھ لو کہ وہاں کیا لکھا ہے! تمہیں دیکھنے کی ضرورت ہے!" وہ معصوم چہرہ بنا کر کندھے اچکاتی کہہ رہی تھی۔

علینا نے ماہا کو ایک گھوری سے نوازا پھر وہ کلاس سے نکل گئی۔ وہ راہداری میں لگے ایک نوٹس بورڈ کے پاس آئی تو ہجوم کی صورت کھڑے سٹوڈنٹس خود بخود پیچھے ہٹ کر اسے راستہ دینے لگے۔ علینا نے جیسے ہی انوشے کا اپالوجی لیٹر پڑھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اب وہ قدم اٹھاتی یونیورسٹی کے پیچھے موجود خالی حصے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اسے پتا

تھا کہ وہ اسے کہاں ملنے والا تھا۔ وہ پلڑ کے ساتھ ٹیک لگائے پیروں کی قینچی بنائے سکون سے زمین پر بیٹھا کوئی ناول پڑھ رہا تھا۔

"وہ پوسٹر زوالا کارنامہ تمہارا ہے نا؟" وہ راہداری میں اس کے قریب چلتی آ رہی تھی۔ وہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ مسکرایا تھا۔ وہ صرف خود نہیں آتی تھی وہ اپنے ساتھ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بھی لاتی تھی۔

"کوئی شک ہے تمہیں میری صلاحیتوں پر؟" وہ اسے آتا دیکھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"You know what? You're extremely ridiculous!"

وہ آنکھیں سکیڑے کہہ رہی تھی۔ یہ سن کر عصام کے چہرے پر سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

"Yet... amazing!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرا کر اپنی بات مکمل کر چکی تھی۔ عصام کے چہرے پر مسکراہٹ لوٹ آئی تھی۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ علینا نے اس کی تعریف کی تھی اور اس تعریف پر تو وہ اپنی جان بھی قربان کر سکتا تھا۔ دل کو طمانیت کا احساس ہوا تھا۔ وہ مرد جس کی تعریف کی متعرف دنیا تھی وہ مرد ایک عورت کی کی گئی تعریف کم بے عزتی پر خوش ہو رہا تھا۔

"تمہیں اچھا لگا وہ سب؟" وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"اچھا لگا؟ مجھے بہت اچھا لگا!" اس کے چہرے پر ایک الگ ہی مسکراہٹ تھی جو عصام نے وہاں پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ملکہ کو مزہ آیا یعنی خادم کی خدمت وصول ہو گئی۔" وہ مسکراتا ہوا اسے چڑا رہا تھا اور وہ بھی حسبِ عادت چڑ گئی تھی۔

"مجھے ملکہ مت کہا کرو!" وہ یکدم ہی بگڑ کر بولی تھی۔

"اپنی ملکہ کو ملکہ نہیں کہوں گا تو اور کیا کہوں گا؟" وہ اپنے ازلی معصوم انداز میں کہہ رہا تھا۔

"میں تمہاری ملکہ نہیں ہوں۔"اس نے انگلی اٹھا کر اسے باور کروانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

"میری نہ سہی لیکن میرے دل پر تو آپ کی ہی حکومت رہے گی نا!"وہ بھی عصام تھا۔ سامنے والے کو اپنی باتوں سے بولنے کے قابل نہ چھوڑنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔چند لمحے وہ بس اسے دیکھتی رہی۔

"اپنے دل سے کہو ملکہ کا تخت الٹ دے اور کسی اور کو ملکہ کی جگہ دے دے۔"

"ملکہ سے عشق نہ کیا ہوتا تو شاید یہ ممکن تھا!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"بھول گئے ہو تو میں تمہیں یاد کروادوں کہ میں تمہیں ریجیکٹ کر چکی ہوں!لیکن تم پھر بھی ڈھیٹوں کی طرح اپنے عشق کا اقرار کر رہے ہو۔"وہ تیزی سے بولی تھی۔

"گستاخی معاف ملکہ!لیکن شاید آپ بھی بھول گئی ہیں کہ آپ مجھے ریجیکٹ کر چکی ہیں جو میری تعریف کرنے یہاں تک خود چلی آئیں!"آہ!کیا تاک کر تیر مارا تھا اس نے!سیدھا نشانے پر!

علینا کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔ وہ جانے کے لیے پلٹنے ہی والی تھی کہ دوبارہ عصام کی طرف مڑی۔

"میں تم سے امپریس ہوئی ہوں، ایسا سوچنے کی غلطی بھی مت کرنا ورنہ تم ابھی مجھے جانتے نہیں ہو!" وہ غصے سے ٹمٹماتا ہوا چہرہ لیے وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے کھڑا عصام ہلکا سا ہنسا تھا۔

"سچ بولتے بولتے جھوٹ بول گئی ہو!" وہ مسکراتا ہوا واپس پلڑ کے ساتھ ٹیک لگائے اپنی کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

وہ دوپہر میں ڈین کے آفس میں تھی اور ڈین کے منہ سے نکلنے والے لفظوں نے اس کا دماغ چکرا کر رکھ دیا تھا۔

"IBC? International Business Competition?"

وہ ہونقوں کی طرح ڈین کا منہ تک رہی تھی۔

"بلکل۔یونیورسٹی ہر سال اپنے دو بہترین بزنس اسٹوڈنٹس کو اس کمپیٹیشن میں زیورک بھیجتی ہے۔اور اس بار وہ دو اسٹوڈنٹس آپ اور عصام ہیں۔"وہ سادہ سے لہجے میں اسے سمجھا رہے تھے۔

"لیکن سر میں یہ نہیں کرنا چاہتی۔"اس نے لب کاٹتے ہوئے آہستہ سے کہا تھا۔ڈین کے چہرے کے تاثرات یکدم ہی بدلے تھے۔

"لیکن کیوں؟"وہ حیران تھے۔یہ کمپیٹیشن ایک سٹوڈنٹ کے کیریئر کے حوالے سے ایک گولڈن آپرچونیٹی تھی جسے وہ انکار کر رہی تھی۔"دیکھیں مس علینا!اگر آپ عصام کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتیں تو اس گولڈن آپرچونیٹی سے پیچھے ہٹنے کے لیے یہ کوئی اچھا ریزن نہیں ہے۔میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ اپنی پرسنل لائف کو ایک سائڈ پر رکھ کر اس کے بارے میں سوچیں!یہ ایک لائف چینجنگ آپرچونیٹی ثابت ہو سکتی ہے۔اسے یوں ضائع مت کیجیئے گا۔"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔پوری یونیورسٹی پچھلے ہفتے ہوئے تماشے کے بارے میں جان گئی تھی۔علینا نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ڈین کے آفس سے باہر نکلی تو اسے عصام باہر کھڑا نظر آیا۔اس کا دل کیا تھا کہ آج اس کا گلہ دبا ہی دے!

وہ اسے باہر آتا دیکھ اس کے پاس چلا آیا تھا۔

"خبر دار!"اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔"خبر دار! جو تم نے ذرا سا بھی میرے سامنے معصوم بننے کی کوشش کی!"وہ شدید قسم کے غصے میں تھی۔

"میں آلریڈی بہت معصوم ہوں۔اگر مزید معصوم بنا تو تمہارے دل کے لیے مضر ثابت ہو سکتا ہوں!"وہ مسکراتا ہوا معصوم سی شکل بنا کر کہہ رہا تھا۔علینا نے اسے خونخار نظروں سے دیکھا تھا۔

"تمہیں پتا ہے عصام تم روزانہ مجھے اپنی ان حرکتوں سے کتنی بار مجبور کرتے ہو کہ میں تمہارا قتل کر ڈالوں؟"وہ غصے سے سرخ ہوتا چہرہ لیے کہہ رہی تھی۔

"تم میرے بارے میں روزانہ سوچتی ہو یہ سن کر تو میری آنکھیں بھر آئیں!"اس نے انگلی سے اپنی آنکھ کا کنارا صاف کیا تھا۔

"فضول قسم کی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں! میں جانتی ہوں کہ یہ سب تم نے جان بوجھ کر کیا ہے!" وہ دبے دبے غصے سے بولی تھی۔

"اب کیا کر دیا میں نے؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"اب یہ بھی میں بتاؤں کہ تم نے کیا کیا ہے؟ تم اچھے سے جانتے ہو کہ تم نے کیا کیا ہے!" وہ تپ گئی تھی۔

"مجھے سچ میں نہیں پتا کہ تم کس بارے میں بات کر رہی ہو!" وہ جھنجھلا گیا تھا۔

"تم نے جان بوجھ کر اس کمپیٹیشن میں میرا نام اپنے ساتھ رکھوایا ہے!" وہ تیز لہجے میں بولی تھی۔ وہ حیرانی سے اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔

"میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟ یہ تو میرے بس میں ہی نہیں ہے!" وہ اسے کیسے سمجھاتا کہ یہ اس نے نہیں کیا تھا۔

"کیوں نہیں کروا سکتے تم یہ سب؟ تمہارے ڈیڈ فاؤنڈر ہیں! کچھ بھی کر سکتے ہو تم!" وہ سینے پر بازو لپیٹے کہہ رہی تھی۔

"کیا اپنی سسپینشن کا فیصلہ سن کر تمہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میرے ڈیڈ اپنے اصولوں کے معاملے میں اپنے اکلوتے بیٹے کی بھی نہیں سنتے؟" وہ آبرو اٹھائے کہہ رہا تھا۔ علینا کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔ بازو پہلو میں آ گرے تھے۔

"تو کیا یہ سب تم نے نہیں کیا؟" وہ متذبذب سی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں علینا۔ یہ میں نے نہیں کیا ہے۔ یہ یونیورسٹی کا اپنا فیصلہ ہے۔ ہر سال یونیورسٹی کے دو سب سے بہترین اسٹوڈنٹس زیورک میں ہونے والے اس بزنس کمپیٹیشن میں UMB کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس بار وہ دونوں اسٹوڈنٹس ہم ہیں۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ علینا لب کاٹتی اسے دیکھ رہی تھی۔ عصام نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"اب کیا ہوا؟"اس کی سمجھ سے یہ باہر ہو رہا تھا کہ آخر علینا کا مسئلہ کیا تھا۔"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم میری وجہ سے پیچھے ہٹنے کے بارے میں سوچ رہی تھیں؟"وہ آبرو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔

"میں تمہیں پاگل نظر آ رہی ہوں کیا جو تمہارے جیسے فضول انسان کی وجہ سے اپنا اتنا اچھا گولڈن چانس مس کرتی؟"وہ بگڑ کر بولی تھی۔

ہاں وہ پاگل تو کوئی اور تھی جو ابھی عصام کی وجہ سے ڈین کے آفس میں"اپنے گولڈن چانس" سے انکار کرنے کی کوشش میں تھی!

"نہیں پاگل نہیں لیکن تم مجھے میری موجودگی میں ہمیشہ نروس ضرور نظر آتی ہو!"وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

"اپنی نظر چیک کرواؤ!"وہ بگڑ کر بولی تھی۔

"اچھا اب یہ بتاؤ ہم پراجیکٹ پر کام کب سے کرنے والے ہیں؟"وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کل ہم ٹاپک پر بات کریں گے!" وہ ایک ادا سے اسے اپنا حکم سناتی وہاں سے چلی گئی۔

عصام مسکرایا تھا۔

وہ اسے ملکہ کیوں نہ کہتا؟ اس کی ہر ادا، اس کا غیض و غضب، اس کا حکم سنانے کا انداز۔۔۔

سب کسی ملکہ جیسا ہی تھا!

* *

اگلے دن وہ دونوں کیفے ٹیریا میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ علینا اپنے فون پر سے بزنس کے کچھ ٹاپکس کے نام پڑھ کر سنا رہی تھی اور عصام غور سے اسے سن رہا تھا۔ وہ خاموش ہوئی تو عصام نے ایک گہری سانس اندر کو کھینچی۔

"یہ سب ٹاپکس بے کار ہیں۔" وہ بیزار لگ رہا تھا۔ علینا نے غصے سے آبرو سکیڑے تھے۔

"تمہاری اس کمال کی رائے کی وجہ؟" وہ طنزیہ سا مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔

"یہ سارے ٹاپکس جن کا تم نے نام لیا ہے یہ سب بہت سمپل اور آسان ہیں۔یہ تو کوئی بھی کر سکتا ہے۔"وہ سادہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اچھا۔اگر تمہارے پاس اس سے اچھا کوئی ٹاپک ہے تو تم بتا دو؟"یہ ایک کھلا چیلنج تھا۔عصام کی آنکھیں چمکی تھیں۔اس نے بزنس کے انتہائی مشکل ٹاپک کا نام لیا۔علینا کو جیسے جھٹکا لگا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟"وہ حق دق سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"پرفیکٹلی فائن!"وہ پُرسکون سا اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے کہ یہ کتنا مشکل ٹاپک ہے!اس ٹاپک پر پریزینٹیشن دینا تو دور ہم تو اس کی تیاری ہی نہیں کر پائیں گے!"وہ تیز تیز بول رہی تھی۔

"تمہیں میری اور اپنی قابلیت پر شک ہے جو تم تیاری کی ٹینشن کر رہی ہو؟"وہ لاجواب ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ ہم اس کی تیاری کر لیں گے۔ لیکن عصام۔۔۔ ہم ہار جائیں گے! اس ٹاپک پر ایک پرفیکٹ پریزنٹیشن کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے!" وہ اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"ہم بچے ہیں بھی نہیں علینا! میں نے سوچ سمجھ کر اس ٹاپک کو چوز کیا ہے۔ یہ پرفیکٹ کمپیٹیشن ہے۔ اگر تمہیں لگتا ہے کہ ہم یہ ہار جائیں گے تو تم شرط لگا سکتی ہو۔" وہ مزے سے کہتا کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر! شرط لگاتے ہیں!" وہ طنزیہ سا مسکراتے ہوئے ٹیبل کی طرف جھکی تھی جیسے چیلنج کر رہی ہو۔ عصام بھی ذرا سا جھکا۔

"اگر ہم یہ کمپیٹیشن ہار گئے تو تم عصام۔۔۔ تم ساری یونیورسٹی کے سامنے انوشے کو شادی کے لیے پروپوز کرو گے!" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ عصام کو جھٹکا لگا تھا۔

"کیا؟" اسے لگا اس نے کچھ غلط سن لیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا ہوا؟ ہوا نکل گئی؟ تم تو بڑے کانفیڈنٹ تھے؟"وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تھی۔"سوچ لو!ساری زندگی کا سوال ہے!اگر ہار گئے تو؟"وہ لہجے میں مصنوعی ہمدردی لیے کہہ رہی تھی۔

عصام نے تھوک نگلا تھا۔خدا کی پناہ!یہ لڑکی کتنی خطرناک تھی!

"ایسی کوئی بات نہیں ہے!مجھے شرط قبول ہے!لیکن اگر ہم جیت گئے تو تم کیا کرو گی؟"وہ معنی خیز سا مسکراتا کہہ رہا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں ڈرتی ہوں؟"اس نے ایک آبرو اٹھا کر پوچھا۔پھر وہ ذرا مزید آگے کو جھکی۔"سزا بتاؤ عصام شہریار خان!"عصام کو اس کے انداز سے ایک رُعب سا محسوس ہوا تھا۔عصام مسکرایا۔

"تمہیں کوکنگ آتی ہے؟"

"ہاں!"وہ کچھ حیران ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس پھر تم مجھے ایک ڈش بنا کر دو گی!"

"کونسی ڈش؟"

"آچار گوشت!"

"بس؟"اس نے حیرت کے عالم میں پوچھا تھا۔

"بس۔"وہ مسکرا کر نرمی سے اس کی کُہربا آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔بے اختیار علینا نے اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔اور پھر نا جانے وہ کتنی دیر ہی ان آنکھوں میں دیکھتی رہی۔اس نے علینا کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ واپس ہوش میں آئی۔

"میری آنکھوں میں اتنی غور سے مت دیکھا کرو۔ڈوب جاؤ گی!اور میں چاہ کر بھی تمہیں ڈوبنے سے بچا نہیں پاؤں گا!"وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔علینا کے گال گلابی ہوئے تھے۔وہ یکدم ہی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

"شرط مت بھولنا!" وہ تیزی سے کہتی کیفے ٹیریا سے نکل گئی تھی۔ پیچھے بیٹھا عصام ہلکا سا مسکرایا تھا۔ بلکل ہلکا سا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

یہ دو دن بعد کا واقع تھا۔ وہ دونوں پچھلے دو دو نوں سے پراجیکٹ کے سلسلے میں لائبریری جا رہے تھے۔ عصام علینا کو روزانہ اس کے گھر سے پک کر لیا کرتا تھا۔ اس کا ماننا تھا کہ اس طرح وقت ضائع نہیں ہو گا۔ علینا بھی مان گئی تھی کیونکہ آگے ہی ان کے پاس زیادہ وقت نہیں بچا تھا اور اوپر سے ان کے اپنے سیمیسٹر کے ایگزامز بھی ہو رہے تھے۔ اسے یہ زیادہ آسان لگتا تھا۔

آج بھی وہ اپنے گارڈز کی موجودگی میں اپنی گاڑی کے ساتھ کھڑا پارکنگ میں اس کا انتظار کر رہا تھا جب وہ سامنے سے چلتی ہوئی آئی۔ قرمزی رنگ کی شلوار قمیض پر سیاہ شال لپیٹے اور بالوں کو لوز جوڑے میں باندھے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں نے کہا تھا نا۔۔۔وہ صرف خود نہیں آتی تھی اپنے ساتھ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بھی لاتی تھی۔

وہ قریب آئی تو سنجیدگی نے چہرے پر آئی مسکراہٹ کی جگہ لے لی۔اسے علینا کا موڈ اچھا لگ رہا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے "اس کے مسکرانے" پر لڑ کر اپنا موڈ خراب کر لیتی۔

"چلیں؟"وہ سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔چلو۔"اس نے بے ساختہ ہی اپنے بیگ کے اندر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔"ایک منٹ۔"وہ تیزی سے بولی تھی۔

"کیا ہوا؟"

"میں نے اپنا موبائل چارجنگ پر لگایا ہوا تھا۔میں لانا بھول گئی۔تم یہیں رکو میں بس ابھی لے کر آتی ہوں۔"وہ شرمندہ سے لہجے میں کہتی واپس پلٹ گئی۔عصام نے بس اثبات میں سر ہلایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ابھی اپنے فلیٹ سے موبائل لے کر نکلی ہی تھی کہ دروازے پر اس کے عین سامنے فخر آ کھڑا ہوا تھا۔ فخر اس بلڈنگ میں رہنے والا لڑکا تھا جو پچھلے دو مہینوں سے علینا کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ وہ گلی کا غنڈا تھا جو بار بار اسے اپروچ کرتا تھا۔ وہ کبھی اس کی بے عزتی کر دیتی تھی تو کبھی اگنور۔۔۔

"آج کل بہت چکر لگ رہے ہیں اس لڑکے کے تمہارے فلیٹ پر؟" لہجہ حد سے زیادہ تحقیر آمیز تھا۔ علینا کا دل چاہا تھا کہ وہ اس کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ لگاتی لیکن وہ خود کو کنٹرول کیے کھڑی رہی۔

"تم سے مطلب؟" وہ سخت لہجے میں کہتی سائیڈ سے گزرنے لگی تو وہ اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"فخر میرا دماغ مت خراب کرو!" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتی کہہ رہی تھی۔ "راستے سے ہٹو میرے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں ہٹوں گا۔ کیا کر لو گی؟" لہجہ انتہائی بد تہذیب تھا۔ اس نے دوسری طرف سے گزرنے کی کوشش کی تو ایک بار پھر اس نے اس کا راستہ روک لیا۔ علینا نے اسے خونخار نظروں سے دیکھا تھا۔ یکدم ہی فخر نے سختی سے علینا کی کلائی دبوچی تھی۔

"میرا ہاتھ چھوڑو ورنہ منہ توڑ دوں گی میں تمہارا!" وہ یکدم ہی اضطرابی سے انداز میں چلائی تھی۔ اسے یکدم ہی وہ لمس یاد آیا تھا۔ دل بہت تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔

"آئندہ اگر وہ لڑکا مجھے یہاں نظر آیا تو تمہارا میں وہ حال کروں گا کہ تم ساری زندگی بھولو گی نہیں!" وہ درشتی سے کہتا اس کا بازو مڑور رہا تھا۔ علینا کو شدید تکلیف محسوس ہوئی تھی۔ "اپنی اوقات میں رہنا سیکھو لڑکی!" اسے اس وقت اس لمس سے حد درجہ گھن آ رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فخر کا ہاتھ ہی کاٹ ڈالتی۔

اور اگلے ہی لمحے علینا نے ایک زناٹے دار تھپڑ اسے رسید کیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے تو فخر کو اپنے کان بجتے محسوس ہوئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آئندہ مجھے ہاتھ لگایا تو۔۔۔جان سے مار ڈالوں گی میں تمہیں!"وہ درشتی سے اس پر چلائی تھی۔ آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ اسے پڑے ڈھکیلتے ہوئے وہاں سے جا ہی رہی تھی کہ فخر نے اپنی پینٹ کی جیب سے خنجر نکال کر اس کی کمر پر وار کرنا چاہا۔ اسی لمحے عصام فخر کے آگے آیا تھا۔ اس نے خنجر کا پھل اپنے ایک ہاتھ سے پکڑا تو وہ اس کی ہتھیلی کے گوشت میں پیوست ہونے لگا۔ اس کی ہتھیلی سے لکیر کی مانند خون نکلنے لگا تھا۔ اس نے دوسرے ہاتھ کا مکا اس کے جبڑے پر دے مارا تو فخر کے ہاتھ سے خنجر چھوٹا اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے جا گرا۔ عصام نیچے گرے فخر کی طرف بڑھا تھا۔ اب وہ اس پر چڑھا اس کے منہ پر مکوں کی بارش کر رہا تھا۔ علینا ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔ سب کچھ جیسے ایک لمحے میں ہوا تھا۔ فخر کو نیچے گرا دیکھ وہ حیران ہوئی تھی لیکن عصام کی ہتھیلی سے بھل بھل بہتا خون دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی تھی۔ جامد۔ منجمد۔

بہت سے ہولناک مناظر بصارت کے سامنے ایک بار پھر سے گھوم گئے تھے۔ اسے یکدم ہی اذیت محسوس ہونے لگی تھی۔ عصام کی ہتھیلی خون سے بھر گئی تھی۔ زمین پر بھی خون

پھیل گیا تھا۔ وہاں خون تھا۔ بہت سا خون۔ وہاں اتنا سارا خون کیوں تھا؟ عصام کے ہاتھ پر اتنا خون کیوں تھا؟ اس کے ہاتھ پر خون نہیں ہونا چاہیے تھا! وہاں خون نہیں ہو سکتا تھا! ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اپنے ہوش سے بے گانہ بس یہی سوچ رہی تھی۔ دماغ شل تھا اور آنکھیں بس اس کی خون سے بھری ہوئی ہتھیلی پر جمی تھیں۔ وہ اپنی پلکیں تک جھپکا نہیں پا رہی تھی۔ اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"سانس لو۔ سانس لو۔ پلیز سانس لو۔ لوپ میں مت پھنسو پلیز! پلیز علینا سانس لو!" اس کے دماغ میں بس یہی چل رہا تھا۔ ایک ٹیپ ریکارڈر کی طرح۔ اسے ایک بار پھر شدید قسم کا پینک اٹیک آ رہا تھا۔

سرخ ہوتی ان آنکھوں سے یکدم آنسوؤں کا ایک ریلا بہہ نکلا تھا۔ عصام کے مکے مارتے ہاتھ یکدم علینا کی سسکیوں کی آواز پر تھمے تھے۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ اب وہ پریشانی سے اس کا نام پکار رہا تھا لیکن وہ اسے نہیں سن رہی تھی۔ وہ بس اس کی خون سے بھری ہتھیلی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ شاید سانس بھی نہیں لے رہی تھی۔ عصام نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اونچی آواز میں اس کا نام پکارا تو وہ اپنے حواسوں میں واپس آئی۔اس نے سرخ ہوتی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔اس نے سانس لینے کی کوشش کی تھی۔وہاں اس قدر خوف تھا کہ عصام اس کا چہرہ دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

"علینا۔"اس نے آہستہ سے اس کا نام پکارا تھا۔

"تمہا۔۔۔تمہارا۔۔۔ہاتھ!"خوف کے مارے لفظ اٹک اٹک کر اس کے حلق سے ادا ہوئے تھے۔عصام نے اپنی ہتھیلی کی طرف دیکھا پھر علینا کی طرف۔

"تم اسے چھوڑو۔تم یہ بتاؤ تم ٹھیک ہو؟"وہ پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"علینا تم ٹھیک ہو؟"وہ اس کے جواب نہ دینے پر مزید پریشان ہو گیا تھا۔

"میں۔۔۔ٹھیک ہوں۔"اس نے آہستہ سے کہا۔آنکھوں سے اب بھی گرم گرم سیال بہہ رہا تھا۔

"تم رونا تو بند کرو۔ میں ہوں ناں۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ پریشان مت ہو۔" وہ نرمی سے کہتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ اس کے آنسوؤں سے اسے تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ کُھربا آنکھیں اتنی پیاری تھیں۔ وہ رونے کے لیے نہیں بنی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔ عصام نے سوچا تھا۔

اسی لمحے شاہزیب اور اس کے گارڈز سیڑھیوں سے بھاگتے ہوئے اوپر آئے تھے۔ انہوں نے ایک نظر زمین پر بے ہوش پڑے فخر پر ڈالی اور پھر عصام کی طرف دیکھا۔ اس کی ہتھیلی سے بہتا خون دیکھ کر شاہزیب اس کے قریب آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عصام تمہارا ہاتھ!" وہ یکدم ہی پریشان ہو گیا تھا۔

"پولیس کو کال کرو۔ اسے یہاں سے بھاگنے مت دینا۔ مجھے ہر حالت میں یہ حرام زادہ جیل میں چاہیے۔" وہ تیزی سے اسے آرڈر دے رہا تھا۔

"لیکن تمہارا ہاتھ عصام۔۔۔" اس سے پہلے کہ شاہزیب مزید کچھ کہتا عصام اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کر چکا تھا۔

"میرا ہاتھ بلکل ٹھیک ہے۔ تم اس کام پر فوکس کرو۔ اور ہاں ڈیڈ کو ہر گز کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بلاوجہ ہی پریشان ہو جائیں گے۔" وہ یہ کہتا ہوا علینا کے فلیٹ کے دروازے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ "کیا تم پلیز دروازہ کھول دو گی۔ مجھے ہاتھ دھونے ہیں۔" وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ علینا اپنے بیگ میں سے تیزی کے ساتھ چابی نکالتی ہوئی آگے آئی تھی۔

وہ واشروم سے ہاتھ دھو کر باہر نکلا تھا جب علینا اسے ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس پکڑے اپنے سامنے کھڑی نظر آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بیٹھو۔" اس کے یوں مدھم سی آواز میں کہنے پر عصام کچھ بھی کہے بغیر سوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ علینا اس سے ذرا فاصلے پر آ کر بیٹھی اور فرسٹ ایڈ باکس سامنے میز پر رکھ دیا۔ اس نے باکس میں سے دوائی اور پٹی نکالی۔ دوائی پکڑے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور یکدم ہی وہ رو پڑی۔

"یہ سب۔۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"علینا۔یہ صرف ایک زخم ہی تو ہے۔زخم تو لگ کر بھر جانے کے لیے ہوتے ہیں۔یہ بھی بھر جائے گا۔"وہ نرمی سے اس کے چہرے کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔عصام نے اس کے ہاتھ سے دوائی لے لی۔وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے زخمی ہتھیلی پر مرہم لگا رہا تھا۔وہ اس کے ہاتھوں کی لرزش دیکھ چکا تھا۔شاید وہ شدید قسم کے شاک کے زیرِ اثر تھی۔

"آئی ایم سوری۔یہ میری وجہ سے ہوا ہے۔"اس نے ایک بار پھر شرمندگی سے کہا تھا۔

"یہ تمہاری وجہ سے نہیں ہوا۔مجھے یہ چوٹ آنی تھی۔آ گئی۔اس بات کو اپنے ذہن سے نکال دو کہ یہ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔"وہ نرمی سے اس کے ہاتھ سے پٹی پکڑ کر اب اپنے دوسرے ہاتھ کی مدد سے اسے اپنی ہتھیلی پر لپیٹ رہا تھا۔پھر پٹی لپیٹ کر اس نے ہتھیلی علینا کے سامنے کی تو اس نے پٹی کی گرہ باندھ دی۔باہر سے شور کی آوازیں آئیں تو وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے اب چلنا چاہیے۔باہر پولیس آ گئی ہو گی۔"وہ دروازے کی طرف بڑھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اگر پولیس مجھے بیان کے لیے بلائے تو بتا دینا۔میں آجاؤں گی۔"وہ آہستہ سے کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لعنت ہو مجھ پر علینا اگر میرے ہوتے ہوئے پولیس کو تمہیں بیان کے لیے پولیس اسٹیشن بلانا پڑے تو! میں ہوں یہاں۔ میں سب کر لوں گا۔ تم بس ٹینشن مت لو۔" وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔ علینا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"سنو۔ تم گھر جا کر مجھے کال کرنا اور ہاں کوئی کام مت کرنا۔ زخم گہرا ہے۔ تمہیں تکلیف ہو گی۔" وہ نرمی سے اسے ہدایت دے رہی تھی۔ عصام مسکرایا تھا۔ وہ اسکی فکر کر رہی تھی۔ کیا کمال کا دن تھا آج!

"ملکہ کا حکم سر آنکھوں پر!" وہ مسکرا کر کہتا ہوا فلیٹ سے نکل گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

شام کے چھ بج رہے تھے۔ وہ فون کان سے لگائے اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا تھا۔ ابھی اسے گھر آئے ہوئے ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا۔ فریش ہونے کے بعد اس نے فوراً علینا کو کال ملائی تھی۔ علینا لاؤنج میں اپنی انگلیاں مڑورتی اِدھر سے اُدھر کسی جلے پاؤں کی بلی کی طرح

پھر رہی تھی۔ میز پر پڑا موبائل بجا تو وہ تیزی سے اس کی طرف لپکی تھی۔ فون کان سے لگائے وہ سوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

"ہیلو؟ عصام تم ٹھیک ہو؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا نا؟" وہ پریشان تھی۔ کال ملتے ساتھ ہی اس نے عصام پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔

عصام مسکرایا تھا۔ یا اللہ علینا ضرار اس کی فکر کر رہی تھی! کیا آج سورج مغرب سے نکلا تھا؟

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔ اور ہاں کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ فخر اب دوبارہ تمہارے آس پاس بھی نہیں پھٹکے گا۔" وہ اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا کہ وہ سیف تھی۔ "علینا؟" اس نے نرمی سے اس کا نام پکارا تھا۔

"ہمم؟"

"وہ کب سے تمہیں تنگ کر رہا تھا؟" وہ نرم سے لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔ چند لمحوں کے لیے علینا خاموش رہی۔

"پچھلے دو مہینوں سے۔"اس نے آہستہ سے کہا تھا۔عصام کو اس کی بات پر جھٹکا لگا تھا۔

"کیا مطلب؟تم نے پولیس میں اس کے خلاف کمپلینٹ کیوں نہیں کی؟"وہ حیران ہوا کہہ رہا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ ہماری پولیس اتنی اچھی ہے کہ وہ ایک لڑکی کے کمپلین کرنے پر کچھ کرتی؟اور ویسے بھی میں اپنا تماشا نہیں بنانا چاہتی تھی اس لیے اگنور کیا۔"وہ یوں کہہ رہی تھی کہ جیسے یہ کوئی مسئلہ تھا ہی نہیں۔

"تم نے کسی سے اپنا مسئلہ شیئر کیوں نہیں کیا علینا؟"وہ ابھی تک اس کی باتوں پر حیران تھا۔

وہ خاموش ہو گئی۔اگلے کئی لمحوں تک ان دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی۔پھر یہ خاموشی علینا نے توڑ دی۔

"تم یہ بتاؤ اب ہم کام کیسے کریں گے؟"اس کے لہجے سے پریشانی واضح تھی۔

"کیا مطلب کیسے کریں گے؟ جیسے پہلے کر رہے تھے ویسے ہی کریں گے۔" وہ بے پرواہ سا لہجہ لیے کہہ رہا تھا۔

"بلکل بھی نہیں! تمہارے ہاتھ پر چوٹ لگی ہے۔ میں ڈاکٹر تو نہیں ہوں لیکن اتنا مجھے بھی پتا ہے کہ زخم بہت گہرا تھا۔ کیا تم ہاسپٹل گئے تھے؟" یکدم ہی اسے یاد آیا تھا۔ عصام نے تھوک نگلا تھا۔

"آ۔۔۔ہاں۔" وہ گڑبڑا گیا تھا۔

"اور وہاں کیا ہوا؟" وہ شاکی سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔ بس ڈاکٹر نے زخم کا جائزہ لیا اور دوا دے کر مجھے واپس بھیج دیا۔" وہ سادہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"عصام!" اس نے غصے سے اس کا نام پکارا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تین ٹانکے لگے ہیں اور ڈاکٹر نے ٹانکے کھلنے تک ہاتھ کا زیادہ استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔" علینا کی غصے سے بھری آواز پر وہ ایک ہی سانس میں تیزی سے بولا تھا۔ وہ خاموش ہو گئی تھی۔ "اب کچھ بولو گی بھی تم؟" اسے ڈر تھا کہیں وہ پھر سے رونا نہ شروع کر دے۔

"کیا ہم تمہارے گھر پر کام کر سکتے ہیں؟ تم لیپ ٹاپ یوز نہیں کر سکو گے۔ تمہیں تکلیف ہو گی۔ جب تک تمہارا ہاتھ پوری طرح ٹھیک نہیں ہو جاتا میں تمہارے گھر آجاؤں گی پراجیکٹ پر کام کرنے کے لیے؟" وہ شرمندہ سی اس سے پوچھ رہی تھی۔ پہلے پہل تو عصام کو علینا کی بات پر یقین ہی نہیں آیا تھا۔

"میرے گھر؟" وہ بے یقین تھا۔

"کیوں؟ کیا کوئی پرابلم ہو گا؟" وہ دھیمے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"نہیں نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آف کورس تم میرے گھر آسکتی ہو۔ میرے گھر کے دروازے تو ہمیشہ علینا ضرار کے لیے کھلے رہیں گے۔" وہ تیزی سے بول رہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہیں وہ اپنا فیصلہ نہ بدل دیتی۔ "اور دل کے دروازے بھی!" اس نے سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم مجھے ایڈریس بتا۔۔۔"وہ ابھی کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی عصام نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تمہیں گاڑی لینے آئی گی۔کل دوپہر ایک بجے۔"اس کے لہجے میں ایک رعب تھا کہ علینا نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

"اوکے۔"وہ خاموش ہو گئی۔وہ جب بھی خاموش ہوجاتی تو وہ یونہی اس کے بولنے کا انتظار کرتا تھا۔"تو پھر کل ملتے ہیں۔"

"ہاں کل ملتے ہیں۔"وہ مسکرایا تھا۔ان دونوں نے ایک ساتھ ہی کال کاٹی تھی۔

وہ کل آرہی تھی!علینا ضرار آرہی تھی!وہ پہلی بار اس کے گھر آرہی تھی!اوہ گاڈ!

ملازموں کی بھاگ دوڑ لگنے والی تھی۔۔۔

* * * * * * * * * * * * *

آج موسم خوشگوار تھا۔ ہوا میں ہلکی سی خنکی تھی۔ خان مینشن کی برف جیسی سفید دیواریں موسمِ سرما کی مدھم سی دھوپ میں بھی چمک رہی تھیں۔ چمک تو کسی کی گہری سرمئی آنکھیں بھی رہی تھیں۔۔۔ بارہ بج رہے تھے۔ علینا کے آنے میں ایک گھنٹہ رہ گیا تھا۔ آج اتوار کا دن تھا تو شہریار بھی گھر پر ہی تھے۔ ملازموں کی دوڑیں لگی ہوئی تھیں۔ شہریار نے عصام کے کمرے کے دروازے پر دستک دی تھی۔

"آجائیں۔" اس کی آواز سنائی دی تو وہ دروازہ دھکیلتے اندر داخل ہوئے۔ وہ دیوار جتنے لمبے آئینے کے سامنے کھڑا اب خود پر آخری نگاہ ڈال رہا تھا۔ سیاہ سویٹ شرٹ اور سیاہ ہی ٹراؤزر پہنے ماتھے پر بکھرے بالوں کے ساتھ وہ ہمیشہ کی طرح دلکش لگ رہا تھا۔ شہریار اس کی تیاریاں دیکھ کر مسکرائے تھے۔

"اگر وہ لڑکی صرف تمہاری خوبصورتی سے متاثر ہونے والی ہوتی نا عصام تو ابھی تم اپنے ولیمے کی تیاریاں کر رہے ہوتے!" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"جو خود اس قدر خوبصورت ہو اسے کسی دوسرے کی خوبصورتی کہاں بھاتی ہے ڈیڈ! اور ویسے بھی وہ خوبصورتی پر فدا ہونے والی لڑکیوں میں سے نہیں ہے۔" وہ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"اچھا تو پھر اسے کیا بھاتا ہے؟" وہ مسکراتے ہوئے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"جتنا میں اسے جان پایا ہوں۔۔۔ اسے صرف مرد کے کردار سے واسطہ ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ علینا جیسی لڑکی سیپ میں بند کسی سفید موتی کی مانند تھی۔ نایاب۔ خوبصورت۔ قیمتی۔ وہ اکثر سوچا کرتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ تو ہے تمہارے پاس۔" وہ مسکرائے تھے۔ وہ ان کی بات پر مسکرایا تھا۔

وہ وارڈروب کی ایک الماری کا پٹ کھولے کھڑا تھا۔ اس نے اندر سے Clive Christian کے پرفیوم کی شیشی نکالی اور اسے اپنے اوپر چھڑکنے لگا۔ شہریار اس کی ساری حرکات نوٹ کر رہے تھے۔

"یہ پرفیوم تو تم صرف خاص موقعوں پر لگاتے ہو؟"وہ اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔عصام مسکرایا تھا۔

"جو آرہی ہے وہ بھی تو خاص ہے!"اب وہ مسکراتا ہوا کلائی میں گھڑی پہن رہا تھا۔شہریار مسکرائے تھے۔

"سنو۔یہ تم نے بیچارے گگ کو کیوں پاگل بنایا ہوا ہے؟آخر ہوا کیا رہے ہو ان سب سے؟"انہیں یکدم ہی اپنے بیچارے سٹاف کا خیال آیا تھا۔

"وہ کھانے جو میں نے آج تک اسے اور ماہا کو شوق سے کھاتے ہوئے دیکھا ہے!"وہ مزے سے کہہ رہا تھا۔"ماہا تو ہے ہی فوڈی لیکن علینا زیادہ تر دیسی کھانے کھانا پسند کرتی ہے۔"وہ اپنے ہی خیالوں میں گم کہہ رہا تھا۔

شہریار حق دق سے اسے دیکھ رہے تھے۔"لیکن وہ تو صرف پراجیکٹ کے لیے آرہی تھی نا؟"

"آپ کو کیا لگتا ہے ڈیڈ کہ وہ پہلی بار میرے گھر آئے گی اور میں اسے ایسے ہی بغیر کھانا کھائے جانے دوں گا؟"وہ آبرو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔

"لیکن وہ یہاں آ کیوں رہی ہے؟تم دونوں تو لائبریری جا رہے تھے نا پراجیکٹ کے لیے؟" وہ متذبذب سے پوچھ رہے تھے۔عصام نے اپنا چوٹ والا ہاتھ ان کی نظروں سے چھپایا تھا۔ ابھی تک شہریار کا دھیان اس کے ہاتھ پر نہیں پڑا تھا۔ابھی تک وہ اور شاہزیب علینا کے فلیٹ پر ہونے والا تماشا شہریار سے چھپانے میں کامیاب رہے تھے۔

"اصل میں ڈیڈ یہاں ہماری لائبریری میں پبلک لائبریری سے زیادہ کتابیں ہیں تو میں نے تجویز پیش کی تھی کہ ہمیں یہیں پر کام کرنا چاہیے۔ایسے ہی لائبریری جا کر وقت ہی ضائع ہونا تھا۔"وہ کندھے اچکاتے ہوئے معصومیت سے کہہ رہا تھا۔شہریار اسے شاکی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"کیا؟"ان کی شاکی نظریں دیکھ کر عصام جھنجھلایا تھا۔

"مجھے پتا نہیں کیوں تمہاری بات پر رائی کے دانے کے برابر بھی یقین نہیں آرہا ہے۔ ضرور تم اور شاہزیب مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ لیکن چلو یہ بھی وقت آنے پر پتا چل ہی جائے گا۔"

وہ اسے ہنوز شاکی نظروں سے دیکھتے کمرے سے نکل گئے تھے۔ پیچھے کھڑے عصام نے سکون کی سانس خارج کی تھی۔ انہیں آخر پتا کیسے چل جاتا تھا؟ اس نے جھرجھری لی تھی۔

****

علینا کی گاڑی خان مینشن کے سلاخ دار مرکزی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔ گیٹ کے بلکل ساتھ ہی گارڈز کی نفری کھڑی تھی جس نے گاڑی کے اندر داخل ہوتے ساتھ ہی گاڑی کو سیفٹی رولز کے چلتے چیک کیا تھا۔ خان مینشن اس قدر وسیع و عریض تھا کہ صرف مینشن کے مرکزی گیٹ سے صدر دروازے تک جانے میں ہی تین منٹ لگ جاتے تھے۔ مرکزی گیٹ اور صدر دروازے کو ایک خوبصورت پتھریلی روش آپس میں ملاتی تھی۔ گاڑی اس وقت اسی پتھریلی روش پر چل رہی تھی۔ روش کے ارد گرد ہموار زمین پر درمیانی کٹی ہوئی گھاس پر فاصلے سے کئی اقسام کے درخت، پودے اور پھول لگائے گئے تھے۔ دور سے

مصنوعی تالاب اور ایک اسٹیبل بھی نظر آتا تھا۔ لکڑی کے دراز قد صدر دروازے کے عین سامنے یونانی طرز پر بنایا گیا ایک سفید رنگ کا فاؤنٹین (فوارہ) نصب تھا جس میں سے پانی نکل کر گر رہا تھا۔ صدر دروازے کے سامنے فاؤنٹین کے گرد گول روش پر گاڑی آ کر رکی تھی۔ دروازے کے عین سامنے سٹاف کے دو لوگ کھڑے تھے۔ ایک نے آگے بڑھ کر علینا کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔ دوسرا آدمی علینا کے لیے صدر دروازہ وا کیے کھڑا تھا۔ وہ صدر دروازے کو پار کر کے مینشن کے داخلی حال میں آئی تو اسے بلکل سامنے سیڑھیاں نظر آئیں جو مینشن کی دوسری منزل پر جا کر دو اطراف میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ اور سیڑھیوں پر وہ بھی کھڑا تھا جو محبت بھری نظریں لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ سفید کڑھائی والی سیاہ کرتا شلوار پہنے، سیاہ دوپٹہ گلے میں ڈالے، سفید شال کندھوں پر اوڑھے، بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنائے اور بیگ کندھے پر ڈالے۔۔۔ وہ ہر زاویے سے نفیس لگ رہی تھی۔ وہ سادہ تھی۔ اس قدر امیر آدمی کے گھر بھی وہ اپنے ازلی سادہ لباس میں ہی آئی تھی۔ اور دنیا اس سے پوچھتی تھی

کہ علینا ضرار میں ایسا کیا تھا جو دنیا کی دوسری لڑکیوں میں اسے نظر نہیں آتا تھا؟ وہ سوچ کر مسکرایا تھا۔ وہ سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"ویلکم تو خان مینشن! ملکہ!" اس نے مسکراتے ہوئے استقبال کرنے والے انداز میں کہا۔ وہ مسکرائی تھی۔

"شکریہ بادشاہ سلامت!" اس نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"بادشاہ سلامت؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا تھا۔

"اب بادشاہ کی سلطنت میں حاضری دی ہے تو طرزِ تخاطب بھی تو بدلنا پڑے گا نا! ویسے آپ کی سلطنت بہت خوبصورت ہے۔" مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"تم امپریس ہوئی ہو؟" وہ مسکرا کر ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔ وہ ایک شان سے مسکرائی تھی۔

"I'm hard to impress Isaam."

عصام کے چہرے پر آئی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔اس کی یہی ادا تو اسے بھاتی تھی۔ شی واز ہارڈ ٹو امپریس!

"ابھی تک اندازہ ہو گیا ہے مجھے۔"وہ مسکرایا تھا۔ تبھی وہاں پر سیڑھیاں اترتے ہوئے شہریار آئے تھے۔عصام اور علینا دونوں کے دانت اندر گئے تھے۔ بھئی اب بڑوں کا ادب بھی تو کسی چیز کا نام تھا نا!

"اسلام علیکم سر۔"اس نے ادب سے شہریار کو دیکھ کر کہا تھا۔

"یہ یونیورسٹی نہیں ہے بیٹا۔یہاں آپ مجھے انکل ہی بلائیں۔"انہوں نے شفقت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"جی انکل۔"اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا خیال ہے اب ہمیں کام شروع کرنا چاہیے۔"عصام نے علینا کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی تجویز پیش کی تھی۔اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

خان مینشن کی لائبریری بہت بڑی تھی۔لائبریری ایک گول حال کی مانند تھی جو یورپی طرزِ تعمیر پر بنائی گئی تھی۔وہ لائبریری اپنے آپ میں ایک چھوٹا سا محل تھی۔بلند دیواروں پر بک شیلفز بنی ہوئی تھیں۔جہاں بھی نظر دوڑائی جاتی وہاں کتابیں ہی نظر آتیں۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ تمہارے گھر کی لائبریری پبلک لائبریری سے بھی بڑی ہے؟ ہم یونہی پبلک لائبریری میں اپنا وقت ضائع کرتے رہے!"علینا نے عصام کو پُر شکوہ نظروں سے دیکھا تھا۔وہ حال کے بلکل وسط میں کھڑی کتابوں کے شیلفز کو دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"اگر میں تم سے کہتا کہ ہم پراجیکٹ پر کام میرے گھر پر کریں تو ہمیں فائدہ ہو گا تو کیا تم مجھ پر بھروسہ کرتیں؟"وہ ایک آبرو اٹھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔علینا نے شرمندہ سی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

گول حال کے بلکل وسط میں ایک میز تھی جس پر اس وقت علینا اور عصام بیٹھے ہوئے تھے۔ علینا کیونکہ عصام کے ہاتھ کی چوٹ کی وجہ سے اس کا لیپ ٹاپ استعمال کر رہی تھی سو وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اگلے کئی گھنٹوں تک وہ دونوں پورے فوکس کے ساتھ کام کرتے رہے تھے۔ دماغ سے لیا جانے والا سارا کام عصام کر رہا تھا اور لکھنے والا سارا کام علینا۔ عصام بولتا رہا اور علینا لیپ ٹاپ پر ٹائپ کرتی رہی تھی۔ انہیں کام کرتے کرتے رات کے تقریباً آٹھ بج گئے تھے۔

"مجھے اب گھر واپس جانا چاہیئے۔" وہ اپنے بیگ میں پیپرز اور کتابیں ڈال رہی تھی۔ عصام تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"بلکل بھی نہیں تم رات کا کھانا کھائے بغیر کہیں نہیں جا رہیں۔" وہ ہاتھ ہلا ہلا کر منع کر رہا تھا۔

"نہیں عصام اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اسے منع کرنا چاہتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ضرورت ہے۔ تم پہلی بار میرے گھر آئی ہو۔ میں تمہیں یوں کھانا کھائے بغیر تو جانے نہیں دے سکتا ناں!" وہ اپنی بات پر مصر تھا۔

"اچھا نہیں لگتا ہے عصام۔" وہ متذبذب سی کہہ رہی تھی۔

"کیا اچھا نہیں لگتا؟ اپنے کلاس فیلو اور اپنی یونیورسٹی کے فاؤنڈر ساتھ ایک میز کے گرد بیٹھ کر کھانا کھانا؟" وہ آبرو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔ "دیکھو تم اس وقت میرے گھر پر مہمان ہو اور یہ ہمارے خاندان کا اصول ہے کہ ہمارے گھر سے مہمان کھانا کھائے بغیر نہیں جاتا۔"

وہ بھی عصام تھا کہاں ماننے والا تھا۔ علینا چند لمحے لب کاٹتی رہی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ سر ہلا کر رہ گئی تھی۔ عصام مسکرا دیا تھا۔

****

وہ تینوں ڈائننگ حال میں کھانے کی میز کے گرد بیٹھے تھے۔ کچھ اس طرح کہ سربراہی کرسی پر شہریار بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی دونوں طرف عصام اور علینا آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

کھانے کی میز انواع و اقسام کے کھانوں سے بھری ہوئی تھی۔ جیسے کسی شہزادی کی آمد پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میز کھانے سے بھر دی گئی ہو۔ علینا متذبذب کا شکار بیٹھی تھی۔ عصام نے یہ بات نوٹ کی تھی۔ اس نے شہریار کی طرف آبرو سے اشارہ کیا تھا۔

"علینا بیٹا شروع کرو۔" انہوں نے عصام کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا تھا۔ ان میں سے ابھی کسی نے بھی اپنی پلیٹوں میں کھانا نہیں چُنا تھا۔

"انکل آپ بڑے ہیں۔ آپ کو پہلے شروع کرنا چاہیئے۔" اس نے ادب سے کہا تھا۔

"مہمان پہلے شروع کرتا ہے۔" شہریار نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"دراصل مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ پہلے کیا چوز کروں۔ یہاں اتنا کچھ ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے شرمندہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ارے تم اس سے شروع کرو نا!" عصام نے اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے چاول اس کی پلیٹ میں ڈالے تھے۔ شہریار نے اس کی حرکت نوٹ کی تھی۔ ابھی سے یہ حال تھا؟

علینا کے لیے اس وقت اس کی اپنی کیفیات سمجھ سے باہر ہو رہی تھیں۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کنفیوزڈ تھی یا پھر ہچکچا رہی تھی۔

"بیٹا۔ ہچکچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کمفرٹیبل ہو جاؤ اور آرام سے کھانا کھاؤ۔"انہوں نے اس کی ہچکچاہٹ کو بخوبی نوٹ کیا تھا۔علینا نے مسکرا کر کھانا شروع کیا تو وہ دونوں بھی اپنی پلیٹوں میں کھانا نکالنے لگے۔

"تو علینا آپ کا اسٹڈیز کمپلیٹ کرنے کے بعد کیا ارادہ ہے؟" کھانا آدھا کھایا جا چکا تھا جب شہریار نے علینا سے سوال کیا تھا۔علینا نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تھا۔عصام بھی کھانا روک کر اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ کھانا شروع کرنے سے لے کر اب تک وہ پہلی بار کھل کر مسکرائی تھی۔

"مجھے بزنس کرنا ہے۔اپنا خود کا بزنس۔ایسا بزنس جس کا نام میرے اپنے نام پر ہو۔ جو صرف میرا ہو۔"اس نے پُر جوش سے انداز میں کہا تھا۔

"کیا بزنس کا کوئی آئیڈیا ہے؟"انہوں نے چاولوں کا چمچ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بلکل ہے۔ مجھے ایک ایسا ہوٹل کھولنا ہے جس کی برانچز پوری دنیا میں ہوں۔ اور وہ دنیا کے ٹاپ ریٹڈ ہوٹلز میں سے ایک بن جائے۔ سیون اسٹار ہوٹلز کی ایک چین۔" وہ پُر جوش سی بتا رہی تھی۔

یہ اس کا خواب تھا۔ یہ علینا ضرار کا خواب تھا۔ وہ یہ خواب پورا کر دے گا۔ پوری دنیا میں سیون اسٹار ہوٹلز کی ایک چین کھولنا کتنا ہی مشکل کام ہو سکتا تھا؟ عصام نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے سوچا تھا۔

"خوبصورت خواب ہے اور بڑا بھی۔ خواب وہی پورا ہوتا ہے جو بڑا ہو۔" شہریار نے علینا کی تعریف کی تو اس نے مسکرا کر سر کے خم سے تعریف وصول کی۔

"ویسے کہاں تک پہنچا ہے تم دونوں کا پراجیکٹ؟" وہ دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"آدھا کام تو ہو گیا ہے لیکن عصام کی چوٹ کی وجہ سے ہماری رفتار کم ہو گئی ہے۔" جہاں عصام کو یکدم کھانا کھاتے ہوئے اچھو لگا تھا وہیں شہریار بھی چونکے تھے۔ وہ اپنے خیال

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں کیا کہہ گئی تھی اس کا اندازہ اسے بھی نہ تھا۔عصام نے جلدی سے پانی کا گلاس اپنے لبوں سے لگایا تھا۔یکدم ہی ڈائننگ حال میں سناٹا چھا گیا تھا۔علینا نے پریشان ہو کر ان دونوں کی طرف دیکھا تھا۔

"کیسی چوٹ؟"شہریار نے علینا کی طرف دیکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا تھا۔عصام نے نامانوس سے انداز میں اپنا زخمی ہاتھ ٹیبل کے نیچے چھپایا تھا۔وہ ویسے بھی کل رات سے اپنے اس ہاتھ کو شہریار سے چھپاتا آرہا تھا۔

"آپ کو نہیں بتایا عصام نے؟"وہ حیران سی ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"کیا نہیں بتایا عصام نے؟"شہریار نے عصام کی طرف دیکھا تھا۔عصام کو یقین ہو گیا تھا کہ آج تو اس کی بینڈ بجنے والی تھی۔

"ڈیڈ میں بتاتا ہوں نا آپ کو۔۔۔"انہوں نے اس کی بات کو اگنور کرتے ہوئے واپس سے چہرہ علینا کی طرف موڑ لیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھ پر حملہ ہوا تھا۔ بلڈ نگ کے ایک لڑکے نے کیا تھا۔ عصام میرے سامنے آ گیا اور اس کی ہتھیلی خنجر لگنے کی وجہ زخمی ہو گئی تھی۔ ایون کہ عصام نے مجھے بتایا تھا کہ زخم پر تین ٹانکے بھی لگے تھے۔ اس لیے عصام ابھی ایک سے دو ہفتوں تک اپنے ہاتھ کا استعمال نہیں کر سکتا ہے۔ اب ایسے میں ہم پر اجیکٹ پر کام کرنا نہیں بند کر سکتے تھے۔ تبھی میں یہاں آ گئی تا کہ عصام پر کام کا برڈن نہ پڑے۔" وہ سب کچھ بتا چکی تھی۔ عصام کا تو رونے کا دل چاہ رہا تھا۔ شہریار نے عصام کی طرف چہرہ موڑا تھا۔

"ہاں مجھے سرسری سا بتایا تھا اس نے کہ تم پر حملہ ہوا ہے لیکن اتنی ڈیٹیلز کا مجھے علم نہیں تھا۔" انہوں نے مسکرا کر لفظ ڈیٹیلز پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔ آج تو وہ گیا تھا!

"اچھا مجھے لگا اس نے آپ کو نہیں بتایا۔" وہ تو کہہ کر پُر سکون ہو گئی تھی لیکن کسی اور کا سکون برباد ہو چکا تھا۔ علینا نے ابھی تک عصام کا چہرہ نہیں دیکھا تھا ورنہ شاید اس کا سکون بھی برباد ہو جاتا۔

"بتایا تھا شاید میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔" انہوں نے عصام کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

"میرا بیٹا مجھے سب کچھ بتاتا ہے۔" عصام نے تھوک نگلا تھا۔

"شاید مجھے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ لینا چاہیئے۔" عصام نے سوچا۔

انہوں نے علینا کے سامنے اس کی عزت رکھ لی تھی لیکن ابھی اصل عزت افزائی تو بعد میں ہونے والی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

کھانا کھانے کے تھوڑی دیر بعد ہی علینا گھر کے لیے نکل گئی تھی۔ وہ واپس لاؤنج میں آیا تو شہریار صوفے پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ تاثرات سے صاف واضح تھا کہ وہ ناراض تھے۔ وہ قریب چلا آیا۔ صوفے پر ان کے ساتھ آ کر لیٹ گیا۔ یوں کے سر ان کی گود میں تھا اور ٹانگیں صوفے کے ایک ہتھے پر۔

"افف! آج تو میں بہت تھک گیا ہوں۔" اس نے ڈرامے بازی میں پی ایچ ڈی کر رکھی تھی۔

"کیا کر کے تھک گئے ہو تم؟ عشق معشوقی کر کے یا پھر باپ سے جھوٹ بول بول کر؟"

تانے مارنا تو کوئی ان سے سیکھتا۔

"ڈیڈ آپ ابھی تک ناراض ہیں مجھ سے؟"وہ معصوم سا چہرہ بنائے پوچھ رہا تھا کہ جیسے ابھی رو دے گا۔

"ناراض؟ جس قسم کی تمہاری حرکتیں ہیں نا میرا دل چاہتا ہے تمہارے سارے کریڈٹ کارڈز تم سے لے لوں اور تمہارے سارے بینک اکاؤنٹس فریز کروادوں! تم کسی بات کو سیریئس لیتے بھی ہو یا نہیں؟"وہ اچھے خاصے خفا تھے۔

"لیتا ہوں نا سیریئس! جب کوئی علینا کو تنگ کرتا ہے تو میں اس شخص کو بہت سیریئس لیتا ہوں۔"وہ اپنی بتیسی دکھاتا کہہ رہا تھا۔

"ہاں اور سیریئس لینے کا یہی نتیجہ ہے کہ اب ہاتھ ہلانے کے قابل نہیں رہے ہو تم!"انہوں نے آہستہ سے اس کی زخمی ہتھیلی اٹھا کر دیکھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ڈیڈ وہ آدمی اسے پچھلے دو مہینوں سے تنگ کر رہا تھا اور وہ مسلسل اسے اگنور کر رہی تھی۔ وہ کل اپنا موبائل لینے اپنے فلیٹ میں دوبارہ گئی تھی۔ جب اسے دیر ہو گئی تو میری چھٹی حس نے سگنل دینے شروع کر دیے۔ اور آپ تو جانتے ہیں کہ میری چھٹی حس کبھی غلط نہیں ہوتی اس لیے میں اس کے پیچھے گیا تھا۔ عین اس وقت جب میں پہنچا تو وہ اس پر خنجر سے وار کرنے والا تھا۔ اب آپ مجھے بتائیں میں اسے نقصان پہنچنے دیتا؟" وہ ان کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔ انہوں نے اس کے سوال کو اگنور کیا تھا۔

"درد ہو رہا ہے؟" انہوں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے پوچھا تھا۔

"بے حد۔" تکلیف ظاہر نہ کرنے کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ تکلیف نہیں ہو رہی۔

"برتاؤ تو تم ایسے کر رہے تھے کہ جیسے تمہیں درد کا "د" بھی نہیں ہو رہا؟" انہوں نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔ عصام نے ایک ادا سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سمجھا کریں ناں ڈیڈ!اب لڑکی کے سامنے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا تھاناں کہ درد کے مارے مجھے اپنی امی چھوڑو نانی دادی سب یاد آ گئی ہیں۔"وہ جھر جھری لیتا کہہ رہا تھا۔شہریار ہنس دیے تھے۔

"لگتا ہے مجھے شاہزیب کی کلاس بھی لینی پڑے گی۔"وہ اس کی کلاس لینے کا پورا پلان بنا چکے تھے۔

"جی جی ڈیڈ!اس کی کلاس لینی تو بہت ضروری ہو گئی ہے۔وہ تو اب آپ کو کچھ بتاتا ہی نہیں ہے۔چچ چچ۔۔۔کتنی بُری بات ہے نا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ معصومیت کے تمام ریکارڈز توڑتا کہہ رہا تھا۔

یہ اس کی ہمیشہ کی کارستانی تھی۔شرارت کر کے شہریار کو بتانے سے منع وہ کرتا تھا اور شہریار کو لاعلم رکھنے پر کلاس شاہزیب کی ہوتی تھی لیکن وہ آج بھی عصام کے تمام راز رکھتا تھا۔

****

یہ اگلے دن کا واقع تھا۔ آج بھی علینا عصام کے گھر آئی ہوئی تھی۔ آج انہیں یونیورسٹی سے چھٹی تھی۔ پوری دوپہر پراجیکٹ پر کام کرنے کے بعد شام کے وقت وہ دونوں مینشن کے احاطے میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ ابھی سورج غروب ہونے میں چند گھنٹے باقی تھے۔ علینا نے نیلے رنگ کی شلوار قمیض پر بھورے رنگ کی شال کندھوں پر اوڑھی ہوئی تھی۔

عصام نے سیاہ جینز پر سفید سویٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔ پتھریلی روش پر پھولوں کی خوشبو اور تناور درختوں کے درمیان چلتے ہوئے وہ دونوں کسی خوبصورت افسانوی کہانی کے کردار لگ رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے اس دن تم نے میری صحیح والی کلاس لگوائی تھی ڈیڈ سے!" وہ سامنے دیکھتا ہوا مسکرا رہا تھا۔

"کس دن کی بات کر رہے ہو؟" اسے عصام کی بات کا سیاق وسباق سمجھ نہیں آیا تھا۔

"جس دن کھانے کی میز پر تم نے ڈیڈ کو پوری کہانی سنا دی تھی کہ کس طرح مجھے یہ چوٹ آئی تھی۔" اس نے اپنا ہاتھ علینا کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ علینا کے قدم یکدم تھمے تھے۔

"تم نے اپنے ڈیڈ کو سچ میں نہیں بتایا تھا؟"وہ حیران سی اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"علینا اگر تمہیں یاد ہو تو میں نے اس دن شاہزیب سے تمہارے سامنے کہا تھا کہ ڈیڈ کو کچھ بھی پتا نہیں چلنا چاہیے۔ وہ پریشان ہو جاتے ہیں۔"عصام نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

"میں شاک میں تھی عصام! مجھے اپنا ہوش بھی نہیں تھا۔ مجھے اگر کچھ نظر آرہا تھا تو بس یہ کہ۔۔۔"

"کہ میری ہتھیلی سے خون نکل رہا تھا۔"وہ تیزی سے مسکراتا ہوا اس کی بات کاٹ کر بولا تھا۔"میں جانتا ہوں۔ تم آج کل بہت پرواہ کرنے لگ گئی ہو میری۔"وہ مسکرایا تھا۔ گالوں کے دونوں اطراف میں ڈمپلز واضح ہوئے تھے۔

"کس نے کہا کہ مجھے تمہاری فکر تھی؟"یکدم ہی وہ بگڑ کر بولی تھی۔

وہ مسکرایا تھا۔ جب بھی وہ اس کا راز فاش کرتا تھا تو وہ یونہی بگڑ جاتی تھی۔

"اچھا تو پھر کس بات کی فکر تھی آپ کو ملکہ؟"وہ پلکیں جھپکاتا ہوا اس سے پوچھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے پراجیکٹ کی فکر تھی۔ تمہارے ہاتھ کی چوٹ کی وجہ سے ہمارے پراجیکٹ کا کام سلو ہو جانا تھا۔" وہ بھی ایک ادا سے کہہ گئی تھی۔

"ہاں تبھی ملکہ میری ہتھیلی پر مرہم لگاتے ہوئے روئے جا رہی تھیں۔" اس نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا تھا۔ علینا کے گال یکدم ہی گلابی ہوئے تھے۔ وہ بھی اسے زچ کرنے کے طریقے جانتا تھا اور وہ زچ ہو بھی گئی تھی۔

"تم۔۔۔" وہ تپ کر بولی تھی۔ "مجھ سے بات مت کرنا اب!" جب اور کچھ ذہن میں نہیں آیا تو یہ کہہ کر وہ آگے چل دی۔ وہ اس کا غصہ دیکھ کر ہنس دیا تھا۔ کیا کبھی کسی نے اسے بتایا تھا کہ جب وہ یوں کنفیوزڈ ہو کر غصہ کرتی تھی تو کتنی پیاری اور معصوم لگتی تھی؟ اس نے سوچا تھا۔ علینا ضرار نے ایک بار پھر سے اس کے دل کے تار چھیڑے تھے۔ وہ اس کے پیچھے آیا تھا۔ اب وہ اس کے برابر چل رہا تھا۔

"ویسے کتابوں کے علاوہ اور کیا پسند ہے تمہیں؟" وہ سامنے دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔ علینا کی آنکھیں چمکی تھیں۔ غصہ فضا میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ڈائمنڈز۔"وہ چہک کر بولی تھی۔عصام مسکرایا تھا۔

"ڈائمنڈز کیوں پسند ہیں تمہیں؟اوہ میں بھول گیا تھا لڑکیوں کو ڈائمنڈز پسند ہوتے ہیں۔"

"مجھے ڈائمنڈز اس لیے نہیں پسند کیونکہ میں ایک لڑکی ہوں۔"

"تو پھر کیوں پسند ہیں؟"وہ پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے چل رہا تھا۔

"کیونکہ وہ آسانی سے نہیں ٹوٹتے اور۔۔۔وہ زہریلے ہوتے ہیں۔"اس نے ایک سیکنڈ کے توقف کے بعد کہا تھا۔پہلی بار علینا کے سامنے عصام کی چلتی ہوئی زبان کو بریک لگی تھی۔وہ پہلی بار اس کے سامنے لاجواب ہوا تھا۔

"تمہارا فیوریٹ ڈائمنڈ کونسا ہے؟"وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھ رہا تھا۔

وہ مسکرائی تو اس بار اس کی آنکھیں بھی مسکرائی تھیں۔

"The Heart of Eternity."

"ہارٹ آف ایٹرنیٹی؟"وہ ہلکا سا چونکا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں۔یہ میرا پسندیدہ ڈائمنڈ ہے۔"وہ سامنے دیکھتے ہوئے بتا رہی تھی۔

"لیکن یہ ڈائمنڈ تو غائب ہو چکا ہے؟2012 کے بعد سے اس ڈائمنڈ کو کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے۔"وہ پریشان سا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"اس لیے تو مجھے یہ پسند ہے۔یہ ایک مسٹری ہے اور مجھے مسٹریز پسند ہیں۔"وہ سامنے دیکھتی اسے بتا رہی تھی۔"یہ دنیا کا واحد نیلے رنگ کا قدرتی ہارٹ شیپڈ ڈائمنڈ ہے۔2012 میں یہ کسی کو بیچا گیا تھا لیکن آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ ڈائمنڈ کسے بیچا گیا تھا۔بچپن میں میں ایک خواب دیکھا کرتی تھی کہ جب میں بڑی ہو جاؤں گی تو ایک جاسوس بن کر اس ہیرے کو چُرا لاؤں گی۔"وہ اپنا معصوم سا خواب سناتے ہوئے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔"اُف کتنے بے کار خواب دیکھا کرتی تھی میں!"وہ اپنے ہی خیال میں ہنستے ہوئے کہہ گئی تھی۔عصام نے اپنے آبرو سکیڑے تھے۔

"یہ خواب بہت خوبصورت ہے علینا!اسے بے کار مت کہو۔"اس کے قدم یکدم تھمے تھے۔وہ رک کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"لیکن اسکول کے سب بچوں کو تو میرا خواب بے کار ہی لگتا تھا۔"

"بے کار اسکول کے وہ سب بچے تھے جو اتنی کمال ذہنیت رکھنے والی لڑکی کے خواب کو بے کار سمجھتے تھے۔"

وہ خاموش ہو گئی تو عصام نے یہ خاموشی توڑی۔

"اگر میں تمہیں دنیا کی نظر سے دیکھوں تو تم پرفیکٹ نہیں ہو۔ اس دنیا میں پرفیکٹ کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن اگر عصام شہریار خان تمہیں اپنی نظر سے دیکھے تو علینا ضرار تم اس دنیا کی سب سے پرفیکٹ لڑکی ہو۔" وہ چہرہ جھکائے اس کی کُہربا آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔ چند لمحوں کے لیے کُہربا اور گہری سرمئی آنکھوں کے درمیان ایک ارتکاز پیدا ہوا تھا پھر وہ سیدھا ہوا اور آگے بڑھ گیا۔ علینا چند لمحے وہیں کھڑی رہی پھر اس کے پیچھے ہو لی۔

"تمہیں کتابوں کے علاوہ کیا پسند ہے عصام؟" وہ اس کے برابر میں چلتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

وہ کہنا چاہتا تھا کہ "تم" لیکن خاموش رہا۔ اس وقت اس کا علینا سے اپنی شان میں قصیدے پڑھوانے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔

"کارز!(Cars)" وہ مسکرایا تو علینا بھی مسکرائی تھی۔

"تمہاری سب سے فیوریٹ گاڑی کونسی ہے؟"

"Aston Martin DB11 2022."

"اور فیورٹ ہونے کی وجہ کیا ہے؟" علینا نے آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔ عصام نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور ایک نمبر ملا کر اسے کان سے لگا لیا۔ اگلے ہی لمحے کال مل گئی تھی۔

"شاہزیب Aston Martin DB11 2022 گیراج سے نکلواؤ۔" اس نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔

"یہ کیوں کیا تم نے؟" علینا حیرانی سے اس کا منہ دیکھ رہی تھی۔

"کیونکہ مجھے یہ گاڑی کیوں پسند ہے، یہ بات میں تمہیں بتا نہیں سکتا! صرف محسوس کروا سکتا ہوں تو آج میں تمہیں اس گاڑی میں گھر ڈراپ کرنے جاؤں گا!" وہ مسکرا رہا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں علینا کے فلیٹ کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔ علینا عصام کو خونخار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"آج کے بعد میں کبھی بھی تمہارے ساتھ گاڑی میں نہیں بیٹھوں گی۔" وہ تپ کر بولی تھی۔

عصام نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو کہ اس میں اس کی کیا غلطی تھی؟

"تم ہی نے پوچھا تھا کہ مجھے وہ گاڑی کیوں پسند ہے!" وہ کندھے اچکاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"وجہ پوچھی تھی یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے ہارٹ اٹیک ہی دے دو! یہ میری زندگی کا پہلا سفر تھا جس کے دوران میں کلمے کا ورد کر رہی تھی۔ اتنی تیز اسپیڈ والی گاڑی سے اچھا تو ٹانگا ہوتا ہے! کم از کم ہارٹ فیل ہونے کا تو خدشہ نہیں ہوتا!" وہ اس پر غُرائی تھی۔

"دیکھو میری گاڑی کی اسپیڈ کی توہین مت کرو علینا! مجھے بُرا لگے گا۔" وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"کروں گی تمہاری گاڑی کی اسپیڈ کی توہین اچھی طرح کروں گی! بلکہ تمہاری توہین بھی کروں گی! میری طرف سے پوری دنیا کو بُرا لگے!"اس نے سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے کہا تھا۔

"اب ایسی بھی کوئی اسپیڈ نہیں تھی علینا! تم تو اوور ری ایکٹ کر رہی ہو اب!"اس نے بھی بازو سینے پر لپیٹے تھے۔

"ارے کوئی تو شرم کرو عصام! 140 کی اسپیڈ سے گاڑی چلا رہے تھے تم! دو اشارے توڑے ہیں تم نے! کوئی تو خدا کا خوف کرو!"وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئی تھی۔

"اسپیڈ علینا اسپیڈ!"اس نے ایک ہاتھ کے انگوٹھے اور باقی انگلیوں کو آپس میں ملاتے ہوئے کہا تھا۔"اور ویسے بھی ہم اس راستے سے آئے ہیں جہاں سڑکیں خالی ہوتی ہیں۔ اب خالی سڑکوں پر اگر میں نے دو تین اشارے توڑ لیے تو کیا ہو گیا؟"اس پر تو کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوا تھا۔

"ذرا تم اپنے گھر جاؤ عصام! شہریار انکل تمہاری اسپیڈ نکالیں گے اچھی طرح سے!"اس نے طنزیہ سا مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ڈیڈ کیا کریں گے زیادہ سے زیادہ؟ سزا کے طور پر میری پری بک کی ہوئی گاڑی کینسل کر دیں گے! بس ناں؟ خیر ہے میں دو ہفتوں بعد معصوم سی شکل بنا کر پھر سے پری بک کروالوں گا! ڈیڈ کو پگھلنے میں ویسے بھی زیادہ وقت نہیں لگتا!" وہ کندھے اچکاتا پُر سکون سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اس وقت مجھے تم میں اور دوسرے امیر ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولادوں میں کوئی فرق نظر نہیں آرہا!" اس نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"غلط! فرق ہے۔ وہ میری طرح نہ تو حسن کی مثال ہیں۔" علینا کے اعصاب تن گئے تھے لیکن اگلے ہی لمحے اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔ "اور نہ ہی وہ علینا ضرار جیسی کسی کمال کی لڑکی سے کبھی ملے ہیں۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ علینا کا چہرہ گلابی ہوا تھا۔

"اللہ حافظ اور گھر جاتے ہوئے گاڑی کی اسپیڈ آہستہ رکھنا!" وہ تیزی سے کہہ کر فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی تھی۔ عصام اس کی اس حرکت پر گردن پیچھے پھینک کر ہنس دیا تھا۔ وہ ایسی حرکتیں کرتی تھی تو بہت پیاری لگتی تھی۔ وہ یہ سوچتا ہوا واپس مڑ گیا تھا۔

****

وہ اپنے کمرے میں اِدھر سے اُدھر پھرتے ہوئے فون پر بات کر رہا تھا جب سینے پر بازو لپیٹے شہریار اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔ عصام بس کال کاٹ ہی چکا تھا۔

"کیا ہوا ڈیڈ؟"اس نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ بس دو چالان ہی تو ہوئے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ تم بس چِل کرو!" وہ شدید تپے ہوئے تھے۔ عصام مسکرایا تھا۔

"کیا کروں میں تمہارا؟"وہ چڑ کر بولے تھے۔

"مجھے پیار کریں، اپنے پاس رکھیں اور ڈھیر سارا کھانا کھلائیں!"وہ چہک کر بولا تھا۔

"بلی کے بچے ہو تم جو میں تمہیں پیار کروں، اپنے پاس رکھوں اور ڈھیر سارا کھانا کھلاؤں؟"وہ جل کر بولے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بلی کا بچہ نہ سہی لیکن بلی کے بچے جتنا کیوٹ تو ہوں نا میں!"وہ معصوم سا چہرہ بنا کر آنکھیں پٹپٹاتا ہوا بولا تھا۔بے اختیار شہریار اس کی اس حرکت پر ہنس پڑے تھے۔

"سزا کے طور پر تمہاری پانچوں گاڑیوں کی پری بکنگ کینسل!"عصام ہنس دیا تھا۔وہ یہ کہہ کر جا ہی رہے تھے کہ یکدم کچھ سوچ کر رک گئے۔

"ویسے تم کال پر کس سے بات کر رہے تھے؟"وہ دروازے میں کھڑے ہوئے پوچھ رہے تھے۔وہ انگریزی میں بات کر رہا تھا اس لیے شہریار کو شک ہوا تھا۔عصام کے دماغ کے شرارت والے حصے نے شرارت کرنے کا سگنل دیا تھا۔

"اف ڈیڈ کیا بتاؤں!ایک اتنی خوبصورت لڑکی ملی ہے نا مجھے انسٹاگرام پر!پکچرز منگوائی ہیں میں نے اس سے!اس کی موم بھی طلاق یافتہ ہیں۔آپ کی عمر کی ہی ہیں۔میں نے آپ کے لیے ان کا نمبر۔۔۔"شہریار نے عصام کو بے حد خطرناک انداز میں گھورا تو اس کی چلتی ہوئی زبان کو یکدم بریک لگی۔اس نے تھوک نگلا پھر کہنا شروع کیا۔

"وہ میں De Beers کے سی ای او سے بات کر رہا تھا۔"اس نے آہستہ سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور سی ای او کا نمبر تمہارے پاس کہاں سے آیا؟"شہریار نے آبرو اٹھا کر اس سے پوچھا تھا۔

"My precious hacking skills, you know!"

وہ کندھے اچکاتا ہوا مسکرا کر کہہ رہا تھا۔

"تم کر کیا رہے ہو عصام؟"وہ پریشانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"میں ایک ہیرے کو ایک ہیرا دینے والا ہوں!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"مطلب؟"

"مجھے ایک ہیرا خریدنا ہے۔"

"اوکے۔ لیکن کونسا ہیرا؟"وہ جانتے تھے کہ وہ ہیرا کس کے لیے خریدنے والا تھا اس لیے پوچھنا ضروری نہ سمجھا۔

Clubb of Quality Content

"دی ہارٹ آف ایٹرنیٹی۔"اس کا انداز یوں تھا کہ جیسے وہ کسی پھول کو خریدنے کی بات کر رہا تھا۔

"کونسا ہیرا؟"شہریار کو لگا انہیں ہیرے کا نام سننے میں غلطی ہو گئی تھی۔

"اب یہ مت کہیئے گا کہ میں اپنی ہونے والی بیوی کو سولہ ملین کا ہیرا گفت نہیں کر سکتا!"

شہریار اس کا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔"کسی کو بھی اس ہیرے کے whereabouts کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔اس لیے میں نے De Beers Group کے سابقہ سی ای او کو کال کی تھی تا کہ میں ان سے یہ جان سکوں کہ آخر انہوں نے وہ ہیرا کسے بیچا تھا۔"

"اور انہوں نے اتنے آرام سے تم سے بات کر لی؟"وہ آبرو اٹھائے پوچھ رہے تھے۔

"نہیں پہلے تو انہیں غصہ آیا لیکن پھر جب میں نے انہیں بتایا کہ میں شہریار خان کا بیٹا بات کر رہا ہوں تو یکدم ہی ان کا لہجہ خوشگوار ہو گیا تھا۔مجھے نہیں پتا تھا ڈیڈ کہ وہ آپ کے دوست ہیں؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے مسکرایا تھا۔

"تم یہ بتاؤ کہ انہوں نے تمہیں جواب کیا دیا؟"

"یہی کہ وہ کمپنی کی ٹرمز اینڈ پالیسیس کی وجہ سے خریدنے والے کا نام دسکلوز نہیں کر سکتے ہیں۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تو اب تم کیا کرو گے؟" وہ سچ میں جاننا چاہتے تھے کہ اب اس کے خرافاتی دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ "کہیں تم ان کا ڈیٹا بیس ہیک کرنے کے بارے میں تو نہیں سوچ رہے؟" یکدم ہی ان کی آنکھیں شاک سے پھیلی تھیں۔

"میرے پیارے ڈیڈ! آپ مجھے کتنے اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔" وہ مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔" انہوں نے افسوس سے سر جھٹکتے ہوئے کہا تھا۔

"ارے ارے۔ ابھی کچھ نہیں کر رہا ہوں۔ ابھی تو میرے پاس وقت ہے۔ ویسے بھی یہ ہیرا مجھے علینا کو شادی کے تحفے کے طور پر ہی دینا ہے۔" وہ رُکنے والا نہیں تھا۔ یہ تو شہریار کو معلوم تھا۔

"یقین نہیں ہوتا میرے گھر میں ایک کریمینل رہ رہا ہے!"وہ سر جھٹک کر اس کے کمرے سے نکل کر گئے اور وہ پیچھے کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

"پلیز ماہا یار بتا بھی دو!"

وہ تینوں یونیورسٹی میں تھے اور عصام صبح سے ماہا کی منتیں کر رہا تھا۔اب تو ممکن تھا کہ وہ اس کے پیر میں بھی پڑ جاتا۔

"میں نہیں بتاؤں گی عصام!"وہ تینوں راہداری میں چل رہے تھے جب ماہا نے غصے سے کہا تھا۔

"بتا دو کیا چلا جائے گا تمہارا!"وہ بھی اب بیزار ہو گیا تھا۔

ریاض نے سانس باہر پھینکتے ہوئے سر دائیں سے بائیں ہلاتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں اپنی دوست سے بے وفائی نہیں کر سکتی!"وہ یکدم مڑ کر عصام پر غُرائی تو وہ دونوں بھی یکدم رکے۔"وہ اگر مجھ سے اپنی کوئی پرسنل بات شیئر کرتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مجھ پر بھروسہ کرتی ہے۔اس کی باتیں میرے پاس امانت ہیں۔میں ایک دوسرے دوست کے لیے اس کی امانت میں خیانت نہیں کر سکتی!"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"میں صرف تمہارا دوست نہیں ہوں۔میں تمہارا بھائی بھی ہوں!"وہ جتانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نہیں بتا رہی عصام!"وہ تپ گئی تھی۔

"یعنی تم اپنے بھائی کا گھر بسنے نہیں دو گی؟"کیا ڈھیٹ انسان تھا وہ!

بے اختیار ریاض ہنس پڑا تھا۔ماہا اور عصام نے گھور کر اسے دیکھا تو اس کے دانت اندر چلے گئے۔ماہا نے واپس سے عصام کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟"وہ چڑ کر بولی تھی۔

"میں تمہیں صبح سے اپنا مسئلہ بتا رہا ہوں۔ایک بار پھر بتاتا ہوں۔مجھے بھنک لگی ہے کہ ہماری یونیورسٹی کی ٹرپ نارڈرن ایریا جانے والی ہے۔تو میری بس تم سے اتنی سی گزارش تھی کہ تم مجھے برائے مہربانی یہ بتادو کہ علینا کو کونسا نارڈرن ایریا پسند ہے تاکہ میں کسی طرح ڈیڈ سے کہہ کر یونیورسٹی کی ٹرپ اس ایریا میں آرگنائز کرواسکوں!"وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا۔

"اور تم چاہتے ہو کہ میں اپنی دوست کی پرسنل بات تمہیں بتاؤں؟"وہ پرسنل لفظ پر زور دیتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ریاض ان دونوں کو محظوظ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔جب وہ دونوں بحث کر رہے ہوتے تو وہ عموماً خاموش ہی رہا کرتا تھا۔

"کیا تم نہیں چاہتیں کہ میرے اور علینا کے بچے تمہیں خالہ یا پھپھو بلائیں؟"وہ ایک آبرو اٹھائے اس سے پوچھ رہا تھا۔ماہا نے ریاض کی طرف چہرہ موڑا۔

"اسے سائیکاٹرسٹ کی ضرورت ہے!"ماہا نے عصام کی طرف انگلی سے اشارے کرتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پلیز ماہا بتا دو یار۔ تم ایسے کیوں نہیں سوچتیں کہ تم اپنے ایک دوست کا گھر بسانے کی کوشش میں مدد کر رہی ہو اور دوسری دوست کی ایک ڈریم وکیشن کی خواہش پوری کر رہی ہو؟ اچھا صرف ہنٹ ہی دے دو!" وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ ماہا چند لمحے لب کاٹتی رہی پھر بولی۔

"قراقرم کا تاج محل۔" وہ یہ کہہ کر اسے ایک گھوری سے نوازتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"ہیں؟ مطلب؟" ریاض عصام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ عصام کی باچھیں کھل گئی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو۔ کلاس کے لیے دیر ہو رہی ہے۔" وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"لیکن بتاؤ تو سہی تمہیں ہنٹ سمجھ آئی یا نہیں؟" عصام ہلکا سا ہنسا تھا۔

وہ دونوں کلاس کی طرف بڑھ گئے تھے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ شہریار کی اسٹڈی کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پھر دروازہ دھکیلتا اندر آ گیا۔ شہریار سامنے ہی ڈیسک کے پیچھے پاور سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کی آمد کو نوٹ کیا تھا لیکن نظریں ہاتھ میں پکڑے چند کاغذات پر جمی رہیں۔ آنکھوں پر نظر کے چشمے لگے ہوئے تھے۔ عصام ڈیسک کی دوسری طرف ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"آہم۔ آہم۔" اس نے ذرا اونچی آواز میں اپنا گلا کھنکھارا تھا۔

"آج کیا کوئی خاص بات ہے جو تم اتنے اہتمام اور آداب کے ساتھ میری اسٹڈی میں پڑھارے ہو؟" انہوں نے صفحہ پلٹتے ہوئے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ ڈیڈ سنا ہے ہماری یونیورسٹی کی ٹرپ جا رہی ہے کسی ناڈرن ایریا میں؟" اس نے نپے تلے الفاظ میں بات کرنا بہتر سمجھا تھا۔

"تمہیں ٹرپ پر جانے کی اجازت ہے لیکن گارڈز تمہارے ساتھ جائیں گے اور تم سے سو قدموں کے فاصلے پر رہیں گے۔ ویسے بھی ٹرپس کے معاملے میں تمہارا ٹریک ریکارڈ کافی خراب ہے۔" انہوں نے ٹریک ریکارڈ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں وہ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ہماری ٹرپ کہاں جا رہی ہے؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیوں تاکہ تم لاؤڈ اسپیکر بن کر ساری یونیورسٹی کو خبر کر دو کہ ٹرپ کب اور کہاں جا رہی ہے؟اور سب اسٹوڈنٹس پڑھائی پر دھیان دینے کے بجائے ٹرپ پر دھیان دینے لگیں؟" انہوں نے عینک کے نیچے سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ڈیڈ انسان کی کوئی پرسنل تیاریاں بھی ہوتی ہیں!"وہ مزے سے کندھے اچکاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور ضرور تمہاری پرسنل تیاری علینا ضرار سے ہی متعلق ہو گی۔ کیوں ہے نا؟"شہریار اس کی رگ رگ سے واقف تھے۔

اس نے تیزی سے کرسی کھینچی اور ہاتھوں کو آپس میں ملا کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے آگے کو ہو کر بیٹھ گیا۔

"تو کیونکہ اب آپ نے میرا راز پکڑ ہی لیا ہے تو میں کام کی بات پر آتا ہوں۔ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ ٹرپ کہاں جارہی ہے؟"وہ بے چین لگ رہا تھا۔

"آزاد کشمیر۔"

"آزاد کشمیر؟"اس کی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا۔

"ہاں کیوں؟"انہوں نے کاغذات ٹیبل پر رکھے اور پوری طرح عصام کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ٹرپ ہنزہ جائے؟"وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا۔

"اور ایسا ہونا کیوں ضروری ہے؟"انہوں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔

"کیونکہ علینا کو ہنزہ پسند ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ٹرپ ہنزہ جائے۔"وہ مزے سے کندھے اچکاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"علینا کہے گی کہ آگ کے دریا میں چھلانگ لگادو تو لگادو گے؟"ان کا لہجہ بلکل سنجیدہ تھا۔

"پہلی بات۔ وہ بیوقوف نہیں ہے جو ایسی بات کرے گی اور دوسری بات۔ اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ یہ سب میں خود کر رہا ہوں۔" وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اچھا تو یہ سب کر کے کیا کرنا چاہتے ہو تم؟ ٹرپ کے بعد اس پر احسان جتاؤ گے کہ تم نے یہ ٹرپ اس کے لیے آرگنائز کروائی تھی؟" ان کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی یا پھر شاید عصام کو محسوس ہوئی تھی۔ اس نے آبرو سکیڑے تھے۔

"میں یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ میں اس لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں ہر وہ کام کرنے کی کوشش کروں گا جس سے اس کے چہرے پر مسکراہٹ آسکے۔ بس۔ مجھے امید ہے کہ ڈیڈ آپ یہ میرے لیے کر دیں گے۔" وہ یہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا سیدھا اسٹڈی سے نکل گیا تھا۔

وہ شہریار کے ساتھ کوئی ہیٹڈ آرگیومنٹ نہیں چاہتا تھا اس لیے وہاں سے اٹھ آیا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

یہ ایک دن بعد کی بات تھی۔کیفے ٹیریا خالی تھا۔وہاں صرف عصام اور ریاض ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ریاض ہونقوں کی طرح اس کا منہ دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا میرے بھائی؟"عصام اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"کیا چیز ہو آخر تم؟تم نے اتنی آسانی سے شہریار انکل کو منا کیسے لیا؟"وہ حیران سا اس کا منہ دیکھ رہا تھا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی یونیورسٹی کے نوٹس بورڈز پر ایک ہفتے کے لیے ہنزہ، گلگت بلتستان کی ٹرپ کے نوٹس لگ گئے تھے۔

"میں عصام شہریار خان ہوں۔واٹ ڈو یو ایون ایکسپیکٹ؟"وہ ایک ادا سے کندھے اچکاتا کہہ رہا تھا۔

"تم اس کے لیے ہر حد تک توڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہو۔وجہ کیا ہے؟ایسی بھی کیا محبت؟"وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔

"میں نے کہیں پڑھا تھا کہ اگر آپ کسی شخص سے محبت کرنے کی وجہ نہیں جانتے تو۔۔۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔"یہ عشق ہے۔اور مجھے سچ میں نہیں معلوم کہ مجھے علینا ضرار سے

عشق کیوں ہوا ہے۔ میں اس معاملے میں بے بس ہوں۔ مجھے بس یہ۔۔۔ ہو گیا ہے۔ وجہ نادارد ہے اور میں چاہوں گا کہ یہ نادارد ہی رہے۔" وہ اپنی بات کے اختتام پر مسکرایا تھا۔

ریاض بس اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔

"ہم تمہیں کبھی سمجھ نہیں پائیں گے۔" وہ افسوس سے سر دائیں سے بائیں ہلاتا ہوا کہہ رہا تھا۔ عصام اس کی بات پر ہنس پڑا تھا۔

تبھی بھاگتی دوڑتی ماہا کیفے میں داخل ہوئی تھی۔ وہ سیدھا ان دونوں کی طرف بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب اسے کیا ہوا؟" ریاض نے ماہا کو اپنی طرف بھاگتا دیکھ کہا تھا۔ عصام نے ریاض کی بات پر لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کندھے اچکائے تھے۔ وہ ان دونوں کے سامنے کھڑی ہانپ رہی تھی۔

"عصام۔۔۔ عصام۔۔۔" وہ ہانپتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"آرام سے ماہا پہلے سانس لے لو!" عصام نے اسے ہانپتا دیکھ کر کہا تھا۔

"عصام۔۔۔عصام ایک مسئلہ۔۔۔عصام ایک مسئلہ ہو گیا ہے!"وہ کافی پریشان لگ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے ماہا؟"اب کہ عصام بھی ذرا پریشان ہوا تھا۔

"عصام علینا نے ٹرپ پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔وہ ٹرپ پر نہیں جانا چاہتی۔وہ ٹرپ پر نہیں جا رہی ہے!"وہ تیزی سے بول رہی تھی۔

"کیا؟"عصام اور ریاض دونوں شاک سے پھیلی آنکھیں لیے یکدم چیخے تھے۔

****

Clubb of Quality

باب نمبر 4

شکست

ان سے امید رونمائی ہے

کیا نگاہوں کی موت آئی ہے

حسن مصروف خود نمائی ہے

عشق کا دور ابتدائی ہے

دل نے غم سے شکست کھائی ہے

عمر رفتہ تری دہائی ہے

دل کی بربادیوں پہ نازاں ہوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

فتح پا کر شکست کھائی ہے

میرے معبد نہیں ہیں دیر و حرم

احتیاطاً جبیں جھکائی ہے

وہ ہوا دے رہے ہیں دامن کی

ہائے کس وقت نیند آئی ہے

کھل گیا ان کی آرزو میں یہ راز

زیست اپنی نہیں پرائی ہے

شمع پروانہ ہوں کہ غنچہ و گل

زندگی کس کو راس آئی ہے

گل فسردہ چمن اداس شکیلؔ

یوں بھی اکثر بہار آئی ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

)ان سے امید رونمائی ہے- شکیل بدایونی)

حالیہ دن۔

20 ستمبر، 2028۔

لاہور، پاکستان۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زویا کی ٹریننگ مکمل ہو چکی تھی اور ان کا لائحہ عمل بھی۔ ان کا پلان زویا کو عاہل کے سامنے ایک امیر آسامی کے طور پر ظاہر کروانا تھا تاکہ عاہل زویا کو ایک قابلِ اعتماد انویسٹر سمجھے اور اس پر بھروسہ کرے۔ یہ لاؤنج میں موجود صوفوں کا منظر تھا جن پر اس وقت عصام اور زویا آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ عصام نے ایک نیلے رنگ کا چکور باکس اس کے سامنے

میز پر رکھا تھا۔زویا نے اس باکس پر ایک نظر ڈالی پھر عصام کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"خود کھول کر دیکھ لو۔"عصام نے اس کی نظروں سے جھلکتے سوال کو سمجھتے ہوئے کہا تھا۔زویا وہ باکس اپنے ہاتھوں میں لیے کھولنے لگی۔اندر وہی پنک ڈائمنڈز والی باریک بریسلٹ موجود تھی جو عصام نے زویا کے ساتھ شاپنگ والے دن خریدی تھی۔ہاں یہ وہی بریسلٹ تھی جس کے بارے میں زویا کو لگا تھا کہ یہ اس نے اپنی کسی گرل فرینڈ کے لیے خریدی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے یہ میرے لیے خریدی تھی؟"وہ متحیر سی اس بریسلٹ کو دیکھ رہی تھی۔

"میں نے کہا تھا کہ میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔"وہ کندھے اچکاتے ہوئے پُرسکون سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"عصام یہ تو بہت پیاری۔۔۔"الفاظ ابھی اس کے منہ میں ہی تھے جب عصام نے اس کی بات کاٹ کر کہنا شروع کیا۔

"زیادہ خوش مت ہونا۔یہ تحفہ نہیں ہے۔اس بریسلٹ میں ایک مائکرو چپ ہے جو میرے موبائل سے کونیکٹڈ ہے۔یہ ہر وقت مجھے تمہاری لوکیشن سے آگاہ رکھے گی۔تم اسے ہر وقت پہن کر رکھوگی!"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔اس نے اپنے آخری جملے پر خاص طور پر زور دیا تھا۔

"یہ مجھے دینے کی وجہ؟"وہ جو اس کی اتنی پیاری بریسلٹ دینے پر تعریف کرنے والی تھی اب اپنا فیصلہ تبدیل کر چکی تھی۔

"تمہاری حفاظت کے لیے۔اگر تم کسی غلط جگہ پھنس گئیں تو؟"اس کی آواز میں فکر مندی واضح تھی۔

"اور اگر میں کہیں پھنس گئیں۔۔۔"اس نے توقف کیا تھا۔اسے اس سوال کے جواب کے متعلق بہت سے خدشے لاحق تھے۔امید کے ٹوٹنے کا خدشہ بھی۔"تو کیا تم مجھے بچانے آؤ گے؟"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی سوال کر رہی تھی۔عصام کو اس کی آنکھوں میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک امید نظر آئی تھی۔ وہ اس کی امید توڑنا نہیں چاہتا تھا اس لیے اس نے دل پر پتھر رکھ کر اس نے جھوٹ بولنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ جھوٹ بولنا اس کی مجبوری تھی۔

"دیکھو زویا تم جانتی ہو کہ میں ان میں سے کسی کے سامنے بھی نہیں آسکتا۔ میں پہچانا جاؤں گا اور اگر میں پہچان لیا گیا تو پلان یہیں ختم ہو جائے گا۔ لیکن۔۔۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تمہیں مصیبت کے بیچ میں چھوڑ دوں گا۔ میں تمہاری مدد کے لیے آؤں گا۔ ہمیشہ۔" وہ آخری لفظ صرف اپنے منہ میں بڑبڑایا تھا۔ زویا مدھم سا مسکرائی۔

عصام کے دل پر کسی نے بھاری سلیب سی رکھ دی تھی۔ اتنا بڑا جھوٹ بول کر اسے یکدم ہی اپنے آپ پر غصہ آیا تھا۔ وہ کتنے آرام سے اسے دھوکا دے گیا تھا۔ اور وہ کتنے آرام سے اس پر بھروسہ کر گئی تھی۔ کتنے آرام سے اس سے دھوکا کھا گئی تھی۔

****

رایان ڈائننگ ہال میں کھانے کی میز کی سربراہی کرسی پر بیٹھا اپنی پلیٹ میں کھانا چن رہا تھا۔ لباس بلکل سادہ سا تھا۔ مستجاب آج گھر پر نہیں تھے۔ وہ اپنے ایک دوست کی پارٹی پر

انوائیٹڈ تھے سو وہاں گئے ہوئے تھے۔ گھر پر اس وقت صرف عاہل اور رایان موجود تھے۔ دافعتاً ڈائننگ ہال میں کوئی اور بھی داخل ہوا تھا۔ عاہل ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھا اور دوسری طرف کی سربراہی کرسی پیچھے کھینچتا ہوا بیٹھ گیا۔ رایان اس کی موجودگی سے واقف تھا لیکن ایک بار بھی اس نے سر اٹھا کر دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ ایک دوسرے سے ملنے کے روادار تو وہ دونوں پہلے بھی نہیں تھے لیکن جب سے عاہل نے ان دونوں سے کلب حاصل کیا تھا وہ ایک دوسرے کے سامنے آنے کے روادار بھی نہیں رہے تھے۔

"تمہاری دی ہوئی ایک ماہ کی مدت آج ختم ہو گئی ہے اور وعدے کے مطابق میں انویسٹرز لے آیا ہوں۔ میں اپنے انویسٹرز کے ساتھ کل تمہاری ایک میٹنگ فکس کر رہا ہوں۔ ان سے مل لینا اور کل ہی میکسیکن ڈرگ کارٹل کے ساتھ ڈیل بھی فکس کر لینا۔ مجھے اب مزید دیر نہیں چاہیئے۔" وہ پُرسکون سے انداز میں کھانا اپنے پلیٹ میں نکالتا ہوا کہہ رہا تھا۔ رایان کے کان پر جوں تک نہ رینگی تھی۔ عاہل نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا پھر چمچ پلیٹ میں رکھا۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور کرسی کے ساتھ ٹیک لگاتا ہوا سیدھا ہو بیٹھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم سن بھی رہے ہو؟" سرد نظریں رایان کے وجود پر جمائے وہ کہہ رہا تھا۔

"جو تم نے کِیا کیا اس کے بعد مجھے تمہاری بات سننی چاہیئے؟" سوال کے جواب میں ایک اور سوال کیا گیا تھا۔

"ہاں۔ کیونکہ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو اپنی پرسنل لڑائیوں کو کبھی بھی بزنس کے کاموں کے درمیان نہ آنے دیتا۔ تم اس وقت انتہائی ان پروفیشنل لگ رہے ہو۔ اس لیے اپنے نکمے پن اور کم دماغ ہونے پر سوگ منانا چھوڑو اور کام کرو۔" وہاں کوئی طنز نہیں تھا۔ وہ بس کہہ رہا تھا لیکن رایان کو اس کی بات کسی طنز کی طرح ہی آ کر لگی تھی۔ آنکھیں ہتکِ عزت سے سرخ ہوئی تھیں۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو عاہل؟ تمہیں کیا لگتا ہے تم عقلِ کُل ہو؟ تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہیں کبھی شکست نہیں ہو گی؟" وہ جل کر بولا تھا۔

"میں تمہارے تینوں سوالوں کا جواب ایک ایک کر کے دینا پسند کروں گا۔ میں خود کو عاہل مستجاب سمجھتا ہوں۔" اس نے اپنے نام پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔ "عقلِ کُل تو نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن ہاں تم دنوں سے زیادہ دماغ ضرور ہے میرے پاس۔"ایک کمینی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر عود آئی تھی۔"موت میری شکست ہے رایان!مجھے شکست اسی دن ہو گی۔ جس دن عاہل مستجاب کو موت آئے گی۔اس سے پہلے تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"وہ اسے سرد نظروں سے دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"اتنا غرور اچھا نہیں!"اس نے استہزائیہ سے انداز میں کہا تھا۔بے ساختہ ہی رایان کی بات پر اس کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"Look who's talking!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا تم وہی رایان مستجاب نہیں ہو جس نے غرور میں آکر ہی مجھ سے میرا حق چھینا تھا۔آج میں نے اپنا حق واپس کیا لے لیا۔۔۔"اس نے ایک لمحے کا توقف کیا پھر وہ مسکرایا۔

"تمہیں تو آگ ہی لگ گئی۔"

"یہ سب میرا ہونا چاہیے تھا۔پتا نہیں ڈیڈ نے تمہیں یہ سب کیوں دے دیا!"اس نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"زیادہ معصوم بننے کی کوشش مت کرو رایان! یہ سب تم نے خود چھوڑا تھا۔ تمہیں ڈیڈ نے سیاست میں آنے کی آفر دی اور تم مان گئے اور جو میس تم نے کریٹ کیا تھا اسے سنبھالنے کے لیے میں تھا! اس لیے ڈیڈ نے یہ ناکام بزنس مجھے سونپ دیا۔ سب جانتے ہو تم! سب کچھ اپنی مرضی سے کیا تھا تم نے اس لیے مجھے بلیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں! اور اب جب میں اس ملک کا سب سے بڑا ڈرگ لارڈ بن چکا ہوں تو تمہیں میری کامیابی سے جلن ہو رہی ہے۔ اتنا بھی مت گرو رایان!" اس نے ایک لمحے کے لیے اسکی طرف دیکھا۔

"چھ سال ہو گئے ہیں رایان! اب تو مان لو کہ میں تم دونوں سے بہتر تھا!" وہ فخریہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔ رایان اسے سلگتی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم ہم دونوں سے کبھی بھی بہتر نہیں تھے۔" اس نے حقارت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں تبھی تم نے چھ سال پہلے ڈیڈ سے کہہ کر فارن ڈیلز اور کلب کا اختیار اپنے پاس رکھوایا تھا!" اس کے لہجے سے طنز کا عنصر نمایاں ہوتا تھا۔ "تم انسیکیور تھے رایان! تمہیں ڈر تھا کہ

ڈیڈ کے لیے امپر فیکٹ عاہل مستجاب کہیں پر فیکٹ نہ بن جائے! تمہیں یہ غرور تھا کہ تم ہر لحاظ میں مجھ سے زیادہ ڈیڈ سے ملتے ہو۔ تمہیں بس کسی بھی طرح مجھے کامیاب ہونے سے روکنا تھا! لیکن سب بے سود۔ نہ تم مجھے کامیاب ہونے سے روک پائے اور نہ ہی ڈیڈ نے اس بات کا اقرار کیا کہ میں بھی ان کے جیسا ہی ہوں۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ابھی اپنے قدم وہاں سے جانے کے لیے آگے بڑھائے ہی تھے کہ رایان کی آواز پر تھم گئے۔

"تم ایسے کب سے ہو گئے عاہل؟ تم پہلے ایسے نہیں تھے۔" نا جانے کیوں رایان کی آواز دھیمی پڑی تھی۔

عاہل کے ذہن کے پردے پر ایک منظر سا لہرایا تھا۔ سترہ سالہ عاہل نے ایک زناٹے دار تھپڑ اپنے سامنے کھڑے رایان کے گال پر دے مارا تھا۔ رایان اپنے گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی کے عالم میں اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آج سے تم میرے بھائی نہیں ہو۔ تمہیں اپنا بھائی کہتے ہوئے شرم آتی ہے مجھے! کاش تم آج کا دن آنے سے پہلے ہی مر گئے ہوتے!" وہ انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کرتا ہوا غرا رہا تھا۔

ایک جھٹکے سے وہ ماضی کی یاد سے باہر نکلا تھا۔ عاہل کو لگا کہ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ اس نے انگلی سے اپنی آنکھ کے کنارے کو چھوا تو انگلی کی پور پر آنسو کا ایک قطرہ ٹھہر گیا۔ رایان کی طرف اس کی پیٹھ تھی اس لیے وہ اس کی گیلی آنکھیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"میں اس دن بدل گیا جس دن تم نے سب برباد کر دیا۔" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ اتنی ہلکی کہ صرف اسے ہی سنائی دی تھی۔ وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور رایان خالی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا اپنے حسد کی آگ میں جلتا رہا۔

****

یہ کچھ دنوں بعد کا واقعہ تھا۔ یہ ایک آفس کے کانفرنس ہال کا منظر تھا۔ لمبی کانفرنس ٹیبل پر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ سربراہی کرسی پر ایک اڈھیر عمر آدمی سوٹ پہنے بیٹھا تھا۔ سامنے دیوار پر لگی اسکرین کے سامنے ایک نوجوان لڑکا کھڑا کوئی پریزنٹیشن دے رہا

تھا۔ کانفرنس روم میں مکمل خاموشی تھی۔ہال میں اس وقت ایک انتہائی امپورٹنٹ میٹنگ چل رہی تھی۔ اگلے چند منٹوں میں میٹنگ ختم ہوئی تو سب ہال سے باہر نکل گئے۔ سربراہی کرسی پر بیٹھا آدمی اور اس کے ساتھ کھڑا اس کا اسسٹنٹ اٹھ کر باہر جانے ہی والے تھے کہ یکدم ہال میں لگی اسکرین جل اٹھی۔ ان دونوں نفوس کے چہروں پر ڈھیروں حیرانی پھیل گئی۔ اسکرین پر اب کہ کچھ پیٹس کے اسکرین شاٹس چل رہے تھے۔ جیسے جیسے تصویریں آگے کو چلتی جا رہی تھیں آدمی اور اسسٹنٹ کے چہرے سفید پڑتے جا رہے تھے۔ پھر ایک آڈیو چلنے لگی۔

"ایک کام ہے تمہارے لیے تبریز!" یہ ایک فون کال کی ریکارڈڈ آڈیو تھی۔ آگے سے کچھ کہا گیا تھا۔ "مجھے ساحل زار کی لاش چاہیے۔ اس کے پاس میری فیکٹریز کے ورکرز کے حق میں کچھ ثبوت ہیں۔ میں اسے خریدنے کی بھی بہت بار کوشش کر چکا ہوں۔ جان سے مارنے اور اس کے خاندان کے متعلق بھی بہت سی دھمکیاں دے چکا ہوں لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹ رہا ہے۔ وہ ہر صورت کیس کورٹ میں لے کر جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو میرے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیے پیچیدگیاں بڑھ جائیں گی۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ اسے راستے سے ہٹا دیا جائے۔"

آگے سے کچھ کہا گیا تھا۔ہامی بھر لی گئی تھی۔

"تبریز کام دھیان سے کرنا!اس کی موت بلکل اصل خودکشی معلوم ہونی چاہیے!کوئی ثبوت نہیں بچنا چاہیے۔"

آڈیو ختم ہوئی تو کانفرنس روم میں سناٹا چھا گیا۔خوفناک سناٹا۔آدمی اور اسسٹنٹ نے آپس میں خاموش نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔ان کی آنکھوں میں شدید خوف تھا۔پھر یکدم کانفرنس روم میں ایک آواز گونجی۔ایک نسوانی آواز۔دل کو لبھانے والی خوبصورت آواز۔لیکن اس وقت یہ خوبصورت آواز بھی ان دو نفوس کو شدید خوفزدہ کر رہی تھی۔

"چچ چچ۔۔۔ثبوت تو بچ گیا۔اب آپ کیا کریں گے احمد صاحب؟"

"ک۔کون؟"احمد شاہ کی لرزتی ہوئی آواز حلق سے نکلی تھی۔

"وہ ضروری نہیں ہے۔ضروری یہ ہے کہ اگلے ایک منٹ کے اندر آپ کا اسسٹنٹ اس کانفرنس روم سے نکل جائے ورنہ میں یہ آڈیو آپ کے آفس میں موجود ہر ورکر کے موبائل

فون پر بھیج دوں گی۔" آواز سخت معلوم ہو رہی تھی۔ اگلے لمحے ہی احمد کے اپنے اسسٹنٹ کو اشارہ کرنے پر ہی وہ کمرے سے نکل گیا۔

"یہ سب کیا ہے؟ اور تم کون ہو؟ اور کیا چاہتی ہو؟" اب کہ آواز ذرا سنبھل چکی تھی۔

"ہم دونوں ہی اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ یہ کیا ہے۔ میں کون ہوں اس سے آپ کو کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ میں کیا چاہتی ہوں۔۔۔" ایک لمحے کا توقف دیا گیا تھا۔ "یہ آپ کے کام کی بات ہے!" آخری جملہ زور دے کر بولا گیا تھا۔

"کیا چاہتی ہو تم؟" انہوں نے اپنا سوال دہرایا تھا۔

"مجھے باتوں کو بلاوجہ طول دینا پسند نہیں ہے۔ اس لیے میں سیدھا پوائنٹ پر آتی ہوں۔ احمد شاہ آپ عاہل مستجاب کے تین سب سے اہم انویسٹرز میں سے ایک ہیں اور حال ہی میں آپ نے عاہل مستجاب کے ساتھ ایک ڈیل میں انویسٹمنٹ کرنے کے لیے حامی بھری ہے۔ آپ اس کے لیے کسی فارن ڈیل میں انویسٹ کرنے والے ہیں۔ سو میں چاہتی ہوں کہ آپ اس ڈیل سے منع کریں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ معلوم بھی ہے کہ کیا کہہ رہی ہو؟ میں اس ڈیل سے کیسے منع کر سکتا ہوں؟" احمد شاہ کو جیسے کوئی جھٹکا لگا تھا۔

"اوہ بلکل آپ یہ کر سکتے ہیں! ایک ڈیل کو کامیاب کرنا اس کے انویسٹرز پر ہی منحصر ہوتا ہے۔ جب انویسٹرز ہی نہیں ہوں گے تو ڈیل کہاں سے ہو گی؟" اس کی آواز سے لگتا تھا کہ جیسے وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا! عاہل مستجاب کو دھوکا دیا تو وہ مجھے جان سے مار ڈالے گا!" اس کی آواز میں اب کہ واضح کپکپاہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوکے۔ جیسے آپ کی مرضی! میں پھر ان چیٹس اور اس آڈیو کو انٹرنیٹ پر ڈال دیتی ہوں تاکہ سب کو معلوم ہو سکے کہ آج تک جس ایماندار صحافی ساحل زار کی موت کو لوگ خودکشی سمجھتے آئے تھے وہ تو اصل میں قتل تھا اور اس کا قاتل۔۔۔ مشہور انڈسٹریلسٹ احمد شاہ ہے!" اسے یکدم ہی کمرے میں گھٹن محسوس ہوئی تھی۔ "کتنی مصالحے دار خبر ہے نا؟" اس کی ہنسی کی کھلکھلاہٹ پورے کانفرنس روم میں گونجی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے! میں کروں گا۔ میں ڈیل سے پیچھے ہٹ جاؤں گا!" وہ اپنی شکست تسلیم کر چکا تھا۔ ہر راستہ بند ہو چکا تھا اس لیے اب بحث کا کوئی فائدہ نہیں رہا تھا۔

"گڈ! لیکن آپ ابھی منع نہیں کریں گے۔" اس کی آواز میں تنبیہ تھی۔

"تو پھر کب کروں گا؟" اس کے آبرو تعجب سے اکھٹے ہوئے تھے۔

"ابھی آپ خاموش رہیں گے۔ میں آپ کو وقت آنے پر بتاؤں گی کہ آپ کب عاہل مستجاب کی ڈیل سے دستبرداری دیں گے۔ ویسے بھی آپ کے باقی ساتھیوں سے میں نے ابھی تک بات نہیں کی ہے! تب تک بلکل خاموشی۔ آپ کے منہ سے بھاپ بھی نہیں نکلنی چاہیئے! اور ہاں ایک بات اچھے سے جان لیں کہ عاہل مستجاب آپ کو مجھ سے نہیں بچا سکتا اس لیے کوئی ہوشیاری نہیں!" آخر میں آ کر اس کی آواز بے حد سرد ہو گئی تھی۔ آواز میں تنبیہ واضح تھی۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تم جو کہو گی میں وہ کروں گا!" آواز میں خوف کا عنصر شامل تھا۔

"جب آپ انویسٹمنٹ سے پیچھے ہٹنے کے لیے عاہل سے ملیں گے تو میرا ایک پیغام اسے دے دینا!"

"کیا؟"

"Das spiel ist vorbei, Aahil Mustajab."

یکدم ہی اس لڑکی کا اردو زبان کا لہجہ کسی خالص غیر ملکی زبان کے لہجے میں بدلا تھا۔ صرف ایک لمحے میں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

یہ ایک نامور auction house کے ہال کا منظر تھا۔ ہال میں بلکل سامنے ایک اسٹیج تھا جہاں ہوسٹ نے کھڑا ہونا تھا اور آکشن میں بیچی جانے والی چیزوں کی بھی یہیں پر نمائش ہونی تھی۔ اسٹیج کے سامنے سیاہ رنگ کی کرسیاں لگی ہوئی تھیں جن پر لاہور کے کئی مشہور امراء بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی آکشن شروع ہونے میں کچھ وقت تھا اس لیے چند نشستیں اس وقت خالی تھیں۔ سب سے پہلی رو میں دائیں طرف سے چار کرسیاں چھوڑ کر ایک کرسی پر

عاہل مستجاب بھی بیٹھا ہوا تھا۔ سفید ڈریس شرٹ پر سیاہ کوٹ اور پینٹ پہنے،بالوں کو جیل سے پیچھے کی طرف سیٹ کیے وہ ہمیشہ کی طرح پُر کشش لگ رہا تھا۔ دائیں کلائی میں برانڈڈ گھڑی پہن رکھی تھی۔ اس کے پرفیوم کی خوشبو بہت دلکش تھی۔ کسی مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتی ہوئی۔ وہ پُرسکون سا ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا جب اسے اپنی ساتھ والی نشست پر کوئی بیٹھتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے گردن موڑ کر نہیں دیکھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ کون تھا۔

"یہاں کس پینٹنگ کے لیے آئے ہو؟"ساتھ بیٹھے حیدر مستجاب نے سیدھ میں دیکھتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

عاہل نے سادہ سے لہجے میں اسے بتایا تھا"The Black Horse."۔

"پھر تو تم میرے مقابل ہو کیونکہ میں بھی یہاں اسی پینٹنگ کے لیے آیا ہوں۔"اس نے فخریہ سے انداز میں مسکرا کر کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاہل مسکرایا تھا۔عاہل مستجاب کی مسکراہٹ بھی معنی سے بھرپور ہوا کرتی تھی۔ پھر گردن موڑ کر حیدر کی طرف دیکھا۔

"تم یہاں پینٹنگ کی وجہ سے نہیں آئے ہو۔"اس نے بے تاثر سے لہجے میں کہا تو حیدر کے آبرو تعجب سے اکھٹے ہوئے۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ۔۔۔"ایک لمحے کے لیے توقف کیا۔"تم یہاں پینٹنگ کی وجہ سے نہیں آئے ہو۔تم یہاں عاہل مستجاب کی وجہ سے آئے ہو۔میری وجہ سے۔"اس نے استہزائیہ سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیلف آبسیسڈ۔"حیدر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا تو عاہل ہنس پڑا۔حیدر نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"میں سیلف آبسیسڈ نہیں ہوں۔تم مجھ سے آبسیسڈ ہو حیدر۔"اس کا لہجہ پُرسکون تھا لیکن حیدر تپ چکا تھا۔"ناجانے کیوں تمہیں مجھ سے مقابلہ بازی کرنے کا آبسیشن ہے۔مجھ سے

جیتنے کا آبسیشن ہے۔ خود کو ڈیڈ کے سامنے ان کا قابل بیٹا ثابت کرنے کا آبسیشن ہے۔ رایان کے سامنے خود کو مجھ سے برتر ثابت کرنے کا آبسیشن ہے۔ اگر تمہارا مجھ سے یہ آبسیشن نہ ہوتا تو تم اپنی اتنی تذلیل ہونے کے باوجود بھی آج میرے ساتھ یہاں مجھ سے یہ پینٹنگ حاصل کرنے کے لیے نہ بیٹھے ہوتے۔ تمہیں اور رایان کو ڈیڈ کے سامنے بس یہ ثابت کرنا ہے کہ عاہل مستجاب کو مات ہو چکی ہے۔ اسے شکست ہو چکی ہے۔ بس۔ اتنی سی بات ہے۔" وہ اب بھی پُرسکون تھا۔ پھر اس نے اپنا چہرہ واپس موڑ لیا۔ حیدر غصے سے سرخ آنکھیں لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ سچ بول رہا تھا اور حیدر کے منہ پر یہ سچ کسی تھپڑ کی طرح آ کر لگا تھا۔ پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے حیدر سامنے دیکھنے لگا۔

"تمہیں مات ہو گی عاہل اور بہت خوفناک مات ہو گی۔ ایسی مات جو تم نے کبھی سوچی بھی نہیں ہو گی۔ ایسی مات جو تمہیں کسی عزیز سے ہو گی۔" اس نے حقارت بھرے لہجے میں کہا تھا۔ عاہل مسکرایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے مات نہیں ہو گی حیدر۔ مجھے کوئی عزیز نہیں ہے۔ تم دونوں میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ مجھے مات دو۔ اور جہاں تک بات ہے ڈیڈ کی۔۔۔"اس نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا تھا۔ "تو ان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ مجھ پر نظر بھی ڈالنے کی زحمت کریں۔"یہ کہتے ہوئے آج بھی اتنی ہی تکلیف ہوئی تھی جتنی آج سے گیارہ سال پہلے ہوتی تھی۔

"اس لیے مسٹر حیدر مستجاب۔ میری شکست کے خواب دیکھنا چھوڑ دو۔ یہاں کوئی نہیں جو عاہل مستجاب کو شکست دے سکے۔"اس کے انداز میں ایک فخر سا تھا۔ شکست سے دوچار نہ ہونے کا فخر۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وقت بہت ظالم ہوتا ہے! یاد رکھنا عاہل۔۔۔ تمہارے الفاظ تمہارے سامنے آئیں گے۔" حیدر کے لہجے میں تنبیہ تھی۔ عاہل نے کوئی جواب نہ دیا۔ بس مسکراتا ہوا سامنے دیکھنے لگا۔ ہوسٹ اسٹیج پر آچکا تھا۔ آکشن کی تقریب شروع ہو چکی تھی۔ ایک گھنٹے تک یہ تقریب چلتی رہی۔ مختلف اقسام کے آرٹ پیسس کی نمائش کی گئی تھی جن میں سے کئی کو خرید لیا گیا تھا۔ اب آخری آرٹ پیس کی باری تھی۔ دی بلیک ہارس۔ یہ ایک سیاہ گھوڑے کی بے حد

خوبصورت پینٹنگ تھی جس پر عاہل مستجاب کا دل آ گیا تھا۔ جیسے ہی وہ پینٹنگ اسٹیج پر لائی گئی خود بخود سب کی نظریں اس پینٹنگ کی طرف اٹھ گئیں۔

"دی بلیک ہارس۔ ایک خوبصورت شاہکار۔ تو ہم اس کی بولی شروع کریں گے پانچ لاکھ سے۔" ہوسٹ کی آواز خاموش ہال میں گونجی تو عاہل نے اپنا کارڈ ہوا میں بلند کیا۔

"تو ہمیں پانچ لاکھ کے لیے ایک خریدار ملا ہے۔ کیا کوئی اور اس سے بڑی رقم دے گا؟"

"آٹھ لاکھ۔" حیدر نے اپنا کارڈ ہوا میں بلند کرتے ہوئے کہا تھا۔

"آٹھ لاکھ۔ کیا کوئی اور ہے؟" عاہل مسکرایا تھا۔

"پندرہ لاکھ۔" حیدر نے عاہل کے کہنے پر اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"بیس لاکھ۔" حیدر کی آواز ہال میں گونجی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تیس لاکھ۔"عاہل نے کہا۔ ہوسٹ ان کے ساتھ ساتھ بول رہا تھا۔ وہ دونوں جیسے ایک جنگ لڑ رہے تھے۔ہال میں ایک تناؤ سا در آیا تھا۔ ہوسٹ کی آواز ان دونوں آوازوں کے درمیان بے معنی سی ہو کر رہ گئی تھی۔

"چالیس لاکھ۔"عاہل مسکرایا تھا۔وہ صحیح تھا۔ حیدر کو بس اسے ہرانا تھا۔ پھر چاہے اسے جو بھی کرنا پڑے۔

"ساٹھ لاکھ۔"عاہل کی آواز گونجی تھی۔ وہاں اور کوئی بھی عاہل سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس سے پہلے کہ حیدر یا عاہل میں سے کوئی بھی کچھ کہہ پاتا۔ایک نسوانی آواز آکشن ہال میں بلند ہوئی تھی۔

"ایک کروڑ۔"سب کی گردنیں یکلخت آخری رو میں بیٹھی اس لڑکی کی طرف مڑی تھیں۔

کندھوں کو چھوتے سیدھے اور گھنے گہرے بھورے بال۔ ہیزل آنکھیں۔ ٹخنوں تک آتا سفید ٹیوب ڈریس جس کی آستینیں کلائی سے ذرا اوپر تک تھیں۔ پیر سلور ہیلز میں قید تھے۔

گلے اور کانوں میں ایک چھوٹا سا سفید موتیوں کا سیٹ تھا اور آنکھوں پر بلیک شیڈز۔ کلائی میں پنک ڈائمنڈز کی ایک باریک سی بریسلٹ بھی تھی۔ وہ پُرسکون سے انداز میں ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔

"کیا کوئی اور ہے جو اس سے بڑی رقم دے سکتا ہے؟" ہوسٹ کی آواز بلند ہوئی تھی۔

"ایک کروڑ ایک!" ہوسٹ اپنی گنتی شروع کر چکا تھا۔

سب نے اس کو مڑ کر دیکھا تھا یہاں تک کہ عاہل مستجاب نے بھی۔ وہ حیران ہوا تھا۔ وہ لڑکی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک کروڑ دو!" یہ رقم اب حیدر کی اوقات سے باہر تھی۔ حیدر نے بیزاری سے ایک سرسری سی نگاہ اس لڑکی پر ڈالی تھی۔ پھر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

اس ایک لمحے میں عاہل مستجاب نے کئی احساسات ایک ساتھ ہی محسوس کیے تھے۔

"ایک کروڑ تین!"

عاہل مستجاب مبہوت سا اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اس لمحے اس کا اسیر ہو گیا تھا۔

"یہ پینٹنگ۔۔۔" ہوسٹ نے جھک کر ڈائس پر موجود لسٹ پر سے اس لڑکی کا نام پڑھا تھا۔

"مس زویا سیف کو بیچی جاتی ہے۔" ہوسٹ نے ڈائس پر ہتھوڑا مارتے ہوئے کہا تھا۔ وہ مسکرائی تھی۔ سب واپس اسٹیج کی طرف متوجہ ہو گئے تھے لیکن عاہل مستجاب اب بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ حیدر ہلکا سا اس کی طرف جھکا۔

"وہ لڑکی جیت گئی۔ عاہل مستجاب کو مات ہو گئی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے طنزیہ سے انداز میں کہا تھا۔ جیسے اس کا مزاق اڑا رہا ہو۔

وہ سچ کہہ رہا تھا۔ عاہل مستجاب کو مات ہو گئی تھی۔ عاہل مستجاب کو محبت نے مات دے دی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی فون کان سے لگائے چھت کو تک رہی تھی۔ دوسری جانب عصام کی آواز اس کی کانوں میں پڑ رہی تھی۔

"کیسا رہا تمہارا پہلا تاثر؟"اس کا لہجہ سنجیدہ لگتا تھا۔

"بہت زبردست۔"وہ مسکرائی تھی۔

"کیا عاہل کا دھیان تم پر پڑا تھا؟"

"دھیان؟وہ مجھے تب تک مبہوت سا دیکھتا رہا جب تک میں ہال سے چلی نہیں گئی۔"وہ خوش لگ رہی تھی۔

"گڈ!اب آگے۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا زویا اس کی بات کاٹ چکی تھی۔

"اب آگے۔وہ مجھ سے پینٹنگ خریدنا چاہے گا۔"اس نے پُرسکون سے لہجے میں کہا۔

"وہ تم سے پینٹنگ کیوں لے گا زویا؟اگر اسے پینٹنگ ہی لینی ہوتی تو اسی وقت لے لیتا! اگر اس نے اس وقت نہیں لی تو یعنی اسے وہ پینٹنگ نہیں چاہیے۔"وہ سنجیدہ سے لہجے میں اس سے استفسار کر رہا تھا۔

"شاید تم نے میری بات غور سے سنی نہیں ہے عصام!وہ مبہوت تھا!وہ مجھے دیکھ کر حیران تھا۔"وہ آخری جملہ پر زور دے رہی تھی۔عصام اپنے کمرے کی بالکنی میں پُر سکون سا کھڑا اس کی بات سن رہا تھا۔

"حیران ہونے کے بعد اگلی اسٹیج تجسس(curiosity)کی ہوتی ہے۔یقیناً اگلا سوال جو اس کے ذہن میں آئے گا وہ یہی ہو گا کہ آخر یہ زویا سیف ہے کون؟اور جب وہ پُر تجسس ہو گا تو وہ مجھ سے ملنا چاہے گا۔اور ملنے کے لیے پینٹنگ خریدنے سے زیادہ بہتر بہانہ اور کیا ہو سکتا ہے بھلا؟"آخر میں وہ مسکرائی تھی۔عصام غور سے اسے سن رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بہت سمجھداری کی باتیں کرنے لگی ہو!"اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"جیلس ہو رہے ہو تم؟"وہ اس کی مسکراہٹ محسوس کر چکی تھی۔

"میرے پاس 158+ آئی کیو لیول ہے میڈم!میں تم سے جیلس کیوں ہوں گا؟"وہ ہنستے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ 158+ آئی کیو لیول ہوتے ہوئے بھی تم عاہل مستجاب کا اگلا قدم نہیں جان پائے!"

اس نے فخریہ سے لہجے میں کہا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی زویا؟ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم کس حد تک اس کیس میں اپنا دماغ استعمال کر رہی ہو۔ اور تمہاری بات سن کر مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنے دماغ کا صحیح سے استعمال کر رہی ہو۔ ویری گڈ!" اس کے لہجہ میں کچھ طنزیہ سا تھا۔ زویا نے بُرا سا منہ بنایا تھا۔

"اب پلیز بُرا سا منہ بنا کر نہ بیٹھ جانا۔ مان لو کہ تم مجھے اور میرے پلانز کو کبھی نہیں پکڑ سکتیں۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ وہ اپنا راز کھل جانے پر غصے سے سرخ ہوئی تھی۔ اس نے فون کان سے ہٹا کر اسے گھورا تھا۔

"ایک دن میں تم سے جیت کر دکھاؤں گی عصام! ہونہہ!" اس نے مصنوعی خفگی سے کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔ عصام نے فون کان سے ہٹایا تو کچھ لمحات پہلے اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اب عنقا ہو چکی تھی۔ اب وہاں فقط سنجیدگی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم قیامت تک بھی مجھ سے نہیں جیت پاؤ گی زویا سیف!"اس نے موبائل کو اپنی پینٹ کی جیب میں اڑستے ہوئے کہا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

یہ ایک آرٹ گیلیری کا منظر تھا جہاں پر اس وقت پینٹنگز کی ایک ایگزیبیشن چل رہی تھی۔ وہ سفید جینز پر سلک کا گہرے نیلے رنگ کا ٹاپ اور سیاہ ہیلز پہنے کھڑی تھی۔ بالوں کو جوڑے میں باندھ رکھا تھا لیکن بال چھوٹے ہونے کی وجہ سے لٹوں کی صورت میں جوڑے سے باہر نکل رہے تھے۔ گردن میں سنہرے رنگ کی زنجیر نما چینز تھیں۔ ایک ہاتھ میں کلچ تھا جسے اس نے اپنے دوسرے بازو کی کہنی کے نیچے رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں تھوڑی کے نیچے جمار کھی تھیں۔ نظریں اپنے سامنے موجود پینٹنگ پر جمی ہوئی تھیں۔

اس کے بلکل ساتھ آ کر کوئی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے چہرہ پھیر کر نہیں دیکھا۔ وہ ہنوز پینٹنگ کو دیکھتی رہی۔

"پینٹنگ میں چُھپا معنی گہرا ہے۔ کیوں؟"سیاہ ڈریس شرٹ جس کے آستین کہنیوں تک موڑ رکھے تھے پر نیلی جینز پہنے بالوں کو سیٹ کیے عاہل مستجاب سینے پر بازو لپیٹے زویا کے ساتھ کھڑا غور سے پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا۔

"اتنا بھی نہیں کہ میں نہ جان پاؤں۔"اس نے عاہل کی طرف مڑے بغیر کہا۔

"عاہل مستجاب۔"اس نے اپنا تعارف کروایا تو زویا نے اپنی گردن کو ہلکا سا ترچھا کر کے اس پر ایک نظر ڈالی۔

"زویا سیف۔"اس نے دوبارہ اپنا چہرہ سیدھا کر لیا اور پینٹنگ کو دیکھنے لگی۔عاہل اس کے انداز پر مسکرایا تھا۔

"شاید میں آپ کو پسند نہیں آیا!"اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگا کہ آپ مجھے پسند نہیں آئے؟"وہ اب بھی پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ عاہل مستجاب جس سے مخاطب ہو وہ یوں پیٹھ پھیرے اس کے سامنے کھڑا رہے۔"اس کا انداز سنجیدہ سا لگتا تھا۔

"زندگی میں ایسی بہت سی باتیں ہوتی ہیں جو انسان کے ساتھ پہلی بار ہوتی ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ اسے بھی ان میں سے ایک سمجھ لیں کیونکہ زویا سیف ہر کسی سے یونہی مخاطب نہیں ہوجایا کرتی۔"وہ بے نیاز سی کہہ رہی تھی۔

وہ اب بھی نہیں مڑی تھی۔اس کے اس انداز پر عاہل کے ہونٹوں پر ٹھہری مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔وہ کوئی عام سی لڑکی نہیں تھی۔وہ خاص تھی اور اپنی ویلیو جانتی تھی۔یہ بات عاہل مستجاب کو سمجھ آچکی تھی۔

"آپ نے اس پینٹنگ کی اتنی بڑی قیمت کیوں لگائی؟ کیا آپ کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ قیمت اس سے بھی زیادہ بڑھ سکتی تھی؟"اس نے استفسار کیا تھا۔

"مجھے وہ پینٹنگ چاہیے تھی اس لیے اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ اس کی قیمت کیا تھی۔"

"اور اگر میں وہ پینٹنگ خرید لیتا تو؟"

"میں نے کہانا مجھے وہ پینٹنگ چاہیے تھی۔۔۔"اس نے ایک لمحے کا توقف کیا۔"یعنی چاہیے تھی۔ مجھے جو چیز چاہیے ہوتی ہے اسے میں حاصل کر ہی لیتی ہوں۔"اس کے لہجے میں فخر سا تھا۔

"اتنا غرور اچھا نہیں ہے مس زویا۔"اس کے لہجے میں تنبیہ کی ہلکی سی جھلک تھی۔

"یہ بات میں آپ سے بھی کہہ سکتی ہوں۔"وہاں صدا کی بے نیازی تھی۔

"آپ جانتیں ہیں نا کہ میں کون ہوں؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔زویا مسکرائی پھر اس کی طرف مڑی۔

"اگر یہ دھمکی ہے تو آئی دونٹ کیئر اور اگر یہ آپ کو جاننے کے لیے کوئی آفر ہے تو آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ!"سادہ سے لہجے میں کی گئی یہ بات بھی عاہل کو حیران کر گئی تھی۔وہ کہہ کے واپس پلٹ گئی۔"اور ہاں مسٹر عاہل! میں وہ پینٹنگ آپ کو نہیں بیچنے والی اس لیے اب آپ یہاں سے جاسکتے ہیں۔"اس نے ایک ادا سے کہا تو عاہل ایک بار پھر مسکرا دیا۔وہ لڑکی بیوقوف نہیں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم پھر ضرور ملیں گے۔زویا سیف۔"اس کے لہجے میں خوشگواریت تھی۔

"مجھے نہیں لگتا۔"اسے ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔

"دنیا بہت چھوٹی ہے زویا سیف۔ہم پھر ضرور ملیں گے!"وہ تو یہ کہہ کر واپس پلٹ گیا تھا۔لیکن وہ ابھی تک اس پینٹنگ کے سامنے کھڑی تھی۔

وہ زندگی میں پہلی بار اپنی برابری کی کسی عورت سے ملا تھا۔پہلی ملاقات میں ہی امپریس ہونا بنتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

یہ ایک عالیشان بنگلے کے لاؤنج کا منظر تھا۔لاؤنج میں اس وقت گھر کے مکین بیٹھے ایل سی ڈی پر شاید کوئی فلم دیکھ رہے تھے۔ایک میاں بیوی اور دو نوجوان بچے صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے کسی ہیپی فیملی کا عکس لگ رہے تھے۔یکدم ہی پورا بنگلہ تاریکی میں ڈوب گیا۔اور لاؤنج میں بیٹھے وہ مکین پریشان ہونے لگے۔تبھی ایل سی ڈی کی اسکرین جل اٹھی تھی۔

اسکرین پر ایک خالی کمرے کا منظر تھا جس کے بلکل وسط میں کرسی پر ایک آدمی کو رسیوں

سے باندھ کر رکھا گیا تھا۔اس کے منہ پر ٹیپ لگائی گئی تھی۔خوفزدہ آنکھیں لیے وہ کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا مزاحمت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔سب حیران و پریشان ایل سی ڈی کی اسکرین پر چلتے ہوئے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔اسی لمحے وہی خوبصورت آواز ایل سی ڈی کی اسکرین میں سے نکل کر کمرے میں گونجی تھی۔

"پہچانا اسے وجدان صاحب؟"اس کی دلفریب نسوانی آواز کمرے میں گونجی تو وجدان کو اپنا گلا گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔بے ساختہ ہی اس نے اپنے گلے کے ارد گرد بندھی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی تھی۔اس کی بیوی اور بچے سہمے سہمے سے کھڑے تھے۔

"ک۔ک۔کون ہو تم؟"پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے نکلی تھی۔وہ ہلکا سا ہنسی پھر انتہائی سنجیدہ آواز و لہجہ لیے بولی۔

"یہ ضروری نہیں ہے۔ضروری یہ ہے کہ اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو میں آپ کے اس خاص آدمی کے ذریعے آپ کے خلاف کیا کیا کر سکتی ہوں!"

"کونسی بات؟"اسکرین پر اس آدمی کی شکل دیکھ کر وجدان کا چہرہ سفید تر ہوتا جا رہا تھا۔

"عاہل مستجاب کی فارن ڈیل میں کی جانے والی انویسٹمنٹ سے آپ پیچھے ہٹ جائیں گے۔"

"واٹ؟؟؟"وجدان کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا تھا۔"میں یہ نہیں کر سکتا۔یہ امپاسیبل ہے۔"وہ گھبرا گیا تھا۔

"چلیں پھر میں وہ کام کرتی ہوں جو پاسیبل ہے۔2020 میں آپ کی ایک فیکٹری تھی جو لاس میں جا رہی تھی لیکن پھر کچھ ہوا!ایک شارٹ سرکٹ ہونے کی وجہ سے آپ کی وہ فیکٹری جل گئی۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکی پھر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"جل گئی تھی؟یا پھر جلوائی گئی تھی؟"وہ جیسے لطف لیتے ہوئے مسکرائی تھی۔"اور اسکرین پر بیٹھا یہ وہی آدمی ہے جس کو آپ نے فیکٹری جلانے کے لیے آرڈر دیے تھے۔نہ صرف فیکٹری کو جلانے کے بلکہ اس میں موجود ورکرز کو بھی آپ نے فیکٹری کے ساتھ ہی جلوا دیا تھا۔"وہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے اس کے تمام پول اس کے گھر والوں کے سامنے کھول رہی تھی۔اس کے بیوی بچے آنکھوں میں بے یقینی لیے اسے دیکھ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بکواس بند کرو اپنی! ایسا کچھ نہیں ہوا تھا!" وہ اپنے رازوں کے یوں اپنے گھر والوں کے سامنے افشاں ہونے پر بوکھلا گیا تھا۔

"فیکٹری اس قدر لاس میں تھی کہ قریب تھا کہ آپ دیوالیہ ہو جاتے اور آپ نے اس سب سے بچنے کے لیے ایک بہت اچھی چال چلی! آپ کی فیکٹری اور اس میں کام کرنے والے تمام ورکرز کی انشورنس کروائی گئی تھی۔ انشورنس کی رقم بہت زیادہ تھی اتنی کہ آپ اپنی فیکٹری کو ایک بار پھر سے کھڑا کر سکتے تھے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ انشورنس کمپنی والے آپ کو پیسے دیتے بھی تو کیوں؟ آپ کی فیکٹری یا پھر ورکرز کو تو کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں تھا۔ اس لیے آپ نے سوچا کہ کیوں نہ نقصان خود ہی پہنچا دیا جائے! آپ نے انہی ورکرز میں سے ایک آدمی کو خریدا اور پھر فیکٹری میں آگ لگوا دی۔ نتیجتاً آپ نے ان ورکرز کے انشورنس کے پیسوں کو بھی ہڑپتے ہوئے ایک بار پھر اپنی فیکٹری کی بنیاد نئے سرے سے رکھی۔ لیکن آپ نے ایک غلطی کر دی!" اس نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا۔ "آپ کو اپنے اس آدمی کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے تھا!" اس کی بات کا کوئی بھی اثر لیے بغیر اس نے اپنی بات

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جاری رکھی تھی۔اس کے بیوی اور بچوں کی آنکھوں میں اس کے لیے نفرت ہلکورے لے رہی تھی۔

"اب کیونکہ آپ میری بات نہیں ماننا چاہتے تو میں کروں گی یہ کہ اس آدمی کے بیان کی ایک ویڈیو بناؤں گی جس میں یہ سب کو آپ کے کالے کرتوتوں کے بارے میں بتائے گا۔ پھر میں اس ویڈیو کو انٹرنیٹ پر ڈالنے سے پہلے آپ کے بچوں کے اسکول اور آپ کی بیوی کے بوتیک اسٹوڈیو میں چلاؤں گی۔یوں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی اصلیت کیا ہے۔"وہ کچھ اس انداز سے کہہ رہی تھی کہ جیسے کوئی خبر پڑھ کر سنا رہی ہو۔اس کی بات سننے پر کمرے میں موجود تمام نفوس کے چہرے سفید پڑنے لگے۔

"ٹھیک ہے!ٹھیک ہے!جو تم کہو گی میں وہ کروں گا!"قریب تھا کہ وہ بوکھلاہٹ کے باعث چیخنا شروع کر دیتا۔

"گڈ۔تو اب میری بات غور سے سنیے گا۔آپ ابھی انویسٹمنٹ سے انکاری نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو دن اور وقت خود بتاؤں گی۔اور دوسری بات اس آدمی کو غلطی سے بھی

ڈھونڈنے کی کوشش مت کیجیئے گا۔یقیناً آپ اسے ڈھونڈ کر ختم کرنا چاہتے ہوں گے۔یہ میرے پاس ہے اور آپ کو ہرگز نہیں ملے گا۔عاہل مستجاب کو اس سب کی بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے۔اگر ایسا ہوا تو یاد رکھیئے گا کہ اس آدمی کے بیان کی ویڈیو دنیا کے سامنے آنے کے لیے صرف میرے ایک کلک کی محتاج ہے! سمجھ میں آئی میری بات؟"

اس کا انداز انتہائی سنجیدہ تھا۔

"ہا۔ہاں۔تم جیسا چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔بس میرے بچوں کو اس سب کی سزا مت دینا!"وہ اب منت پر اتر آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک آخری بات!جب آپ عاہل مستجاب سے ملیں گے تو اسے میرا ایک پیغام دے دیجیئے گا!"

"کیا؟"

"Das spiel ist vorbei, Aahil Mustajab."

اس کے کہنے کے ساتھ ہی بنگلہ ایک بار پھر سے روشن ہو گیا تھا اور ایل سی ڈی پر بھی اب پھر سے وہی فلم چلنے لگی تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے اسکرین پر چل رہی تھی۔ہاں مگر اس گھر کے مکینوں کے دل اب وجدان کے لیے کچھ دیر پہلے والے احساسات سے خالی ہو گئے تھے۔ شاید ہمیشہ کے لیے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * *

یہ زویا سیف سے ملاقات کے ایک ہفتے بعد کا واقعہ تھا۔ آج وہ ایک فیشن شو پر آیا ہوا تھا۔ فیشن شو کی آرگنائزر عاہل کے ایک کاروباری دوست کی بیوی تھی۔ اور چونکہ عاہل مستجاب کا سوسائٹی میں ایک نام تھا تو اسے بھی اس فیشن شو پر مدعو کیا گیا تھا۔ وہ اس طرح کی جگہوں پر نہیں آیا کرتا تھا لیکن پھر فیشن شو پر مدعو کیے گئے مہمانوں کی لسٹ میں موجود ایک نام اس کی نظروں کے سامنے آیا۔ زویا سیف۔ یہ نام ہی اس کے فیصلے کو بدلنے کے لیے کافی تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سیاہ ڈریس شرٹ اور ہلکے گرے رنگ کا سوٹ پہنے،بالوں کو جیل سے پیچھے کی طرف سیٹ کیے، کلائی میں راڈو کی سلور گھڑی پہنے وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔ وہ وی آئی پی مہمانوں کے لیے مختص کی گئی نشستوں میں سے ایک پر بیٹھا ہوا تھا جب اسے اپنے برابر میں کوئی بیٹھتا محسوس ہوا۔ وہ اس کی موجودگی کو بھانپ گیا تھا لیکن پھر بھی اس کی طرف دیکھنے سے خود کو روکے ہوئے تھا۔ پچھلی ملاقات کچھ زیادہ خوشگوار جو نہیں گزری تھی۔ کن انکھیوں سے اس نے اس کے سراپے کو دیکھا تھا۔ وہ ٹخنوں سے ذرا اوپر تک آتی ہوئی گہرے نیلے رنگ کی میکسی زیب تن کیے ہوئے تھی۔ میکسی کی آستینیں کہنیوں تک آتی تھیں۔ کانوں میں لمبے سلور رنگ کے آویزے تھے۔ کلائی میں وہی پنک ڈائمنڈز والی بریسلٹ تھی۔ کندھوں تک آتے بھورے بالوں کو کرل کیا گیا تھا۔ چہرے پر بہت ہلکا سا میک اپ تھا۔ سلور رنگ کا ایک کلچ ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ یوں کن انکھیوں سے دیکھنے پر بھی عاہل مستجاب یہ بتا سکتا تھا کہ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"یوں کن انکھیوں سے دیکھتے رہیں گے تو آنکھوں میں درد ہونے لگے گا!"وہ سامنے ریمپ پر نظریں جمائے لیے دیے سے انداز میں بولی تھی۔عاہل نے یکدم ہی اپنی نظروں کے زاویے درست کیے تھے۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔میں آپ کو نہیں دیکھ رہا تھا۔"اس نے گڑبڑائے بغیر کہا تھا۔

"میں آپ کو پینٹنگ نہیں بیچنے والی مسٹر عاہل مستجاب!"اس نے مسکرا کر باور کروانے والے انداز میں کہا تھا۔

"آپ کو ایک بار پھر سے غلط فہمی ہوئی ہے۔میں یہاں آپ سے پیرں ٹنگ کے متعلق بات کرنے نہیں آیا تھا۔میں یہاں اپنے دوست کی وائف کے اس فیشن شو پر مدعو کیے جانے پر آیا ہوں۔"اس نے مسکرا کر جتانے والے انداز میں کہا تھا۔یوں جیسے وہ اسے باور کروانا چاہتا تھا کہ وہ یہاں اس کے لیے نہیں آیا تھا۔

"اتنی لمبی وضاحتیں وہ لوگ دیتے ہیں جن کی بات میں جھول ہوتا ہے۔"اس نے چہرہ پھیر کر عاہل کی طرف دیکھا تو اس نے بھی اس کی طرف اپنا چہرہ موڑا۔"کیا آپ کی باتوں میں جھول ہوتا ہے مسٹر عاہل مستجاب؟"وہ آبرو اٹھائے پوچھ رہی تھی۔

"اگر میں کہوں کہ میں یہاں صرف آپ سے ملاقات کے لیے آیا تھا تو آپ کیا کہیں گی؟" وہ مسکرا کر اس کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"یہی کہ آپ جس بھی خوش فہمی کا شکار ہو رہے ہیں۔رک جائیں۔ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔"اس کے شہد سے میٹھے انداز میں بھی تنبیہ کی ہلکی سی رمک موجود ہوتی تھی۔اس کی یہی ادا اسے عاہل مستجاب کے ارد گرد نظر آنے والی عورتوں میں منفرد بناتی تھی۔

"میرے نزدیک اگر خوش فہمی خوبصورت ہو تو پھر خوش فہمی کا شکار ہونے میں کوئی قباحت نہیں۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

"خوبصورت خوش فہمیاں کسی خوبصورت خواب کی مانند ہوتی ہیں۔ایک مدت کے بعد جب خواب سے جاگ جانے پر آنکھ کھلتی ہے تو وہی خوبصورت خوش فہمی ایک خوفناک حقیقت کا

روپ ڈھار چکی ہوتی ہے۔"اس کا سادہ سا لہجہ بھی کسی کے دل کو موہ لینے کی قابلیت رکھتا تھا۔عاہل لاجواب ہوا تھا۔وہ مسکراہٹ دبائے اب سامنے دیکھنے لگا تھا۔پہلی بار عاہل مستجاب کسی عورت کے سامنے لاجواب ہوا تھا۔

وی آئی پی نشستیں اب مہمانوں سے بھرنے لگی تھیں۔عاہل کے ساتھ اس کا وہی کاروباری دوست موحد بیٹھا ہوا تھا جس کے بلانے پر وہ یہاں آیا تھا اور زویا کے ساتھ فیشن شو کی آرگنائزر ماریہ۔زویا اور ماریہ کے درمیان روانی سے ہوتی بات چیت دیکھ کر کوئی یہ اندازہ لگا ہی نہیں سکتا تھا کہ زویا کو ماریہ سے ملے ہوئے ابھی بس ایک مہینا ہی ہوا تھا۔زویا نے چند ہی دنوں میں ماریہ کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔فیشن شو شروع ہو چکا تھا۔اس فیشن شو میں ماریہ کے کلاتھنگ برانڈ کی ونٹر کولیکشن کی نمائش کی جانی تھی جو اس کی اپنی ڈیزائن کردہ کولیکشن تھی۔ریمپ پر بہت سے میل اور فیمیل ماڈلز اب واک کر رہے تھے۔سب کی نظریں ماڈلز کے خوبصورت ملبوسات پر جمی ہوئی تھیں۔شو ختم ہوا تو ماریہ زویا کی جانب مڑی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا تمہیں کچھ پسند آیا؟"ماریہ چہرے پر امید سجائے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔عاہل بظاہر تو موحد کی بات سن رہا تھا لیکن اس کے کان زویا اور ماریہ کی گفتگو کی طرف ہی لگے ہوئے تھے۔زویا ہلکا مسکرائی۔

"ہمم۔مجھے ایک ڈریس پسند آئی ہے۔"

"کونسی؟"ماریہ کی خوشی دیکھنے والی تھی۔اس کی نئی دوست کو اس کی ایک ڈریس پسند آگئی تھی۔

"وہ بھورے رنگ کی سویٹر ڈریس۔"اسے گہرے بھورے رنگ کی ٹخنوں سے ذرا اوپر تک آتی ایک سویٹر ڈریس پسند آئی تھی۔

"گاڈ۔تمہاری چوائس کمال ہے زویا!وہ ڈریس اس ونٹر کولیکشن کی سب سے بہترین اور ایکسپینسو ڈریس ہے۔"وہ پورے جوش سے اسے بتا رہی تھی۔زویا نے مسکرا کر سر کے خم سے اس کی بات تسلیم کی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ڈریس میرے گھر بھجوا دینا ماریہ۔ اور ساتھ ہی اپنے پی اے کو بھی۔ تاکہ وہ ڈریس کی قیمت وصول کر سکے۔" وہ مسکرا کر کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تم ابھی سے جا رہی ہو؟ میں تو چاہتی تھی کہ تم ڈنر تک رکو۔" وہ جیسے مایوس ہوئی تھی۔

"پھر کبھی سہی ماریہ۔ ابھی مجھے ایک بہت امپورٹنٹ جگہ پہنچنا ہے۔ میں کبھی فرصت سے تمہارے ساتھ بیٹھ کر ڈنر کروں گی۔" وہ مسکرا کر کہتی اس سے گلے مل کر آگے بڑھ گئی تھی۔ عاہل اسے جاتا دیکھ موحد سے معذرت کرتا اس کے پیچھے آیا تھا۔

"زویا۔" وہ ابھی پھولوں اور سنہرے قمقموں سے سجے اینٹرنس کے سامنے سے گزر ہی رہی تھی کہ جب اسے عاہل کی آواز سنائی دی۔ اس کے قدم تھم گئے۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو عاہل کو عین اپنے سامنے پایا۔

"کیا کوئی بات رہ گئی تھی؟" اس نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔ انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے عاہل کا خود کو یوں روکنا پسند نہیں آیا تھا۔ وہ مسکرایا تھا۔

"باتیں تو بہت سی ادھوری رہتی ہیں لیکن آپ شاید انہیں جاری نہیں رکھنا چاہیں گی۔"

"جب آپ یہ بات جانتے ہیں تو پھر یوں روکنے کا مقصد؟"وہ بیزار سے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا پینٹنگ کے بارے میں آپ کا فیصلہ بدل نہیں سکتا؟"اس کا انداز کچھ یوں تھا کہ زویا کے چہرے پر آئی بیزاری یکدم ہی عنقا ہو گئی۔وہ ہنس پڑی تھی۔

"اوہ گاڈ!وائی دی ہیل آر یو سو آبسیسڈ وڈ ڈیٹ فلنگ پینٹنگ؟"وہ کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔شاید اسے عاہل کے انداز پر ہنسی آئی تھی۔انگریزی بولتے ہوئے اس کا accent بلکل کسی امیریکن لڑکی کی مانند لگتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا آپ کا تعلق امیریکہ سے ہے؟"وہ اس کی ہنسی کو محظوظ سا دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"آپ کیا سننا چاہتے ہیں مجھ سے؟"وہ مسکراتے ہوئے اس کے سوال کے جواب میں ایک اور سوال کر بیٹھی تھی۔

"جو آپ سنانا چاہیں۔"اس نے نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔وہ اس کے انداز پر محظوظ ہوئی تھی۔پھر ایک قدم اس کی طرف بڑھا کر اس کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"آپ فلرٹ کر رہے ہیں کیا؟"اب کہ چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"میں فلرٹ کرنے والے مردوں میں سے نہیں ہوں۔"اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا تھا۔چند لمحے ان دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی تھی۔

"اگر میں آپ کو پینٹنگ بیچ دیتی ہوں تو بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟"اس کے انداز میں چیلنج کی ایک رمک سی تھی۔عاہل سر جھکا کر ہلکا سا مسکرایا تھا پھر چہرہ اٹھا کر زویا کی طرف دیکھا۔

"آپ کو کیا چاہیے؟"زویا مسکرائی۔وہ سمجھدار تھا۔

"مجھے آپ کے لاہور کے کلب کی وی آئی پی ممبر شپ چاہیے۔مجھے یہ ممبر شپ کافی ٹائم سے چاہیے تھی لیکن مجھے معلوم ہوا کہ یہ ممبر شپ کسے دینی ہے اور کسے نہیں یہ آپ خود ڈیسائید کرتے ہیں۔"وہ بنا جھجکے ہموار لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ڈیٹس آل؟"وہ حیران ہوا تھا۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ زویا اتنی سی بات پر مان جائے گی۔

"ڈیٹس آل!"اس نے مسکرا کر کہا تو عاہل نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہو جائے گا آپ کا کام۔ کل ہی آپ کو کلب کی ممبر شپ بھی مل جائے گی۔ آپ اپنا کوئی کانٹیکٹ نمبر مجھے دے دیں تا کہ میں آپ کو انفارم کر سکوں۔" وہ پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتا ہوا کہہ رہا تھا۔ اس نے اسے اپنا نمبر بتایا۔

"ممبر شپ کی ڈیٹیلز اور پاس لے کر میں خود آپ کے گھر آؤں گا۔"

"نہیں۔ میں خود آپ کے کلب آؤں گی اور ساتھ میں آپ کی پینٹنگ بھی لاؤں گی۔ آپ میری ممبر شپ اور پینٹنگ کے لیے چیک تیار رکھیے گا۔" وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

"اوکے۔" اسے مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرایا تھا۔

وہ پلٹ گئی اور وہ اسے یونہی کھڑا دیکھتا رہا۔ عاہل مستجاب کو اس پینٹنگ میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کی دلچسپی وہ لڑکی تھی۔ پینٹنگ تو بس زویا سیف سے ملاقات کرنے کا ایک بہانہ تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب ہم اسی رات شہر کے ایک دوسرے کونے میں چلتے ہیں۔ سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی مرسیڈیز چلتی نظر آرہی تھی۔ پچھلی سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی ہاتھ میں موبائل پکڑے بیٹھا تھا۔ نظریں موبائل کی اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ڈرائیور خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اگلے لمحے موبائل پر کال آنے لگی تو اس نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا۔

"کتنی دفعہ کہا ہے عاطف! میرے آفس سے جانے کے بعد یوں مجھے آفس کے معمولی سے معاملات کے لیے کال مت۔۔۔" ابھی وہ کچھ آگے کہتا کہ اس سے پہلے ہی اس کی بات کاٹ کر کچھ کہا گیا تو اس کے ڈھیلے پڑے اعصاب یکدم تن گئے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو عاطف!" وہ فون میں غرایا تھا۔ ڈرائیور کو اس کی غراہٹ پر جیسے جھٹکا لگا تھا۔ آگے سے کچھ کہا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ نہیں ہو سکتا!ایسا ہونا ناممکن ہے!"وہ حواس باختہ سا کہہ رہا تھا۔ تبھی ان کی کال کے درمیان ایک غیر شناسا نمبر سے کال آنے لگی تو اس نے اپنی پچھلی کال کو کاٹتے ہوئے اس کال کو ریسیو کر لیا۔

"اب تک تو آپ کے سیکیٹری نے آپ کو سارے معاملہ سے آگاہ کر دیا ہو گا۔۔۔ہے نا عاصم ملک صاحب؟"وہی خوبصورت نسوانی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"تم نے یہ سب کیسے کیا آخر؟ میرے بینکس اس ملک کے سب سے سیف بینکس ہیں!تم نے آخر انہیں ہیک کیسے کیا؟"اس کے لہجے میں حیرانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"تھے!آک کے بینکس اس ملک کے سب سے سیف بینکس تھے!"اس نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے اس کی بات کی جیسے تصحیح کی تھی۔

"تم کون ہو آخر؟"ایک جھنجھلائی ہوئی آواز اس کے حلق سے نکلی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک تو پتا نہیں تم سب میری شناخت سے اس قدر آبسیسڈ کیوں ہو؟"اس نے جیسے بد مزہ ہو کر کہا تھا۔ایک لمحے کے توقف کے بعد اس کی آواز عاصم کی سماعت سے ٹکرائی۔"میں نے ان سب کو ہیک کیسے کیا یہ ضروری نہیں ہے۔ضروری یہ ہے کہ آخر اب آپ کیا کریں گے!تو مسٹر عاصم ملک کیا کریں گے آپ؟"وہ جیسے اس کی حالت سے محظوظ ہو رہی تھی۔

وہ مسلسل اپنی کنپٹی مسل رہا تھا۔وہ ابھی تک شاک میں تھا۔اور شاک میں ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس کے تمام بینکس کی ٹرانزیکشنز نا جانے کیسے ہیک کر چکی تھی۔پریشانی کی بات یہ تھی کہ ہیک کرنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ تمام پیسے کسی نا معلوم آکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر رہے تھے۔

"تمہیں اندازہ ہے کہ اگر تم پکڑی گئیں تو کیا ہو گا؟"اب کہ لہجے میں سختی در آئی تھی۔شاک عنقا ہو چکا تھا۔

"آپ جانتے ہیں کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ میری لوکیشن ماسکڈ ہے۔ آپ مجھے لوکیٹ نہیں کرسکتے۔ اس لیے یہ سوچنا بے کار ہے۔ آپ کو اپنے بینکس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے۔ آپ کنگال ہوتے جارہے ہیں۔" وہ محظوظ سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"کیا چاہیے تمہیں؟" وہ صحیح کہہ رہی تھی۔ وہ لمحہ بہ لمحہ برباد ہو رہا تھا۔ اس نے جیسے ہار مان لی تھی۔

"عاہل مستجاب کے ساتھ کی گئی میکسیکن ڈرگ ڈیل میں انویسٹمنٹ سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیں۔ میں ٹرانزیکشنز روک دوں گی۔" وہ سادہ سے انداز میں کہہ رہی تھی اور ادھر عاصم کو ایک جھٹکا لگا تھا۔

"واٹ؟" وہ یکدم اچھل کر بولا تھا۔ "دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ عاہل مستجاب جان لے لے گا میری! وہ دھوکا دینے والوں کو زندہ نہیں چھوڑتا ہے۔" اسے تو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔

"تمہاری مرضی! لیکن۔۔۔"رک کر توقف کیا۔"کیا تمہیں گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی ہے؟ ٹک! ٹک! ٹک!"وہ پُراسرار سے انداز میں کہہ رہی تھی۔اور دوسری طرف عاصم کو اس کے ہر لفظ پر اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"وقت گھٹتا جا رہا ہے اور تمہارا پیسہ بھی عاصم ملک! بٹ دیسیز اِز یورز!"عاصم کو اس کی طنزیہ مسکراہٹ محسوس ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے میں تمہاری بات مانوں گا لیکن تم ابھی کے ابھی سب ٹھیک کر دو گی۔"عاہل مستجاب سے وہ بعد میں نمٹے گا ابھی اسے خود کو بچانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوکے۔ابھی آپ کچھ نہیں کریں گے۔میں آپ کو وقت اور دن بتاؤں گی! اور اپنی بات سے مکرنے کی کوشش مت کیجیئے گا۔میں یہ کال ریکارڈ کر چکی ہوں۔"

"اس کال سے تم کیا ہی ثابت کر سکتی ہو؟"وہ جیسے محظوظ ہو کر پوچھ رہا تھا۔وہ بلکل ہلکا سا ہنسی تھی۔

"آپ نے ابھی ابھی اقرار کیا ہے کہ آپ نے عاہل مستجاب کے ساتھ میکسیکن ڈرگ ڈیل میں انویسٹمنٹ کی ہے۔"اس نے رک رک کر ایک ایک لفظ ادا کیا تھا۔ جیسے اسے یاد دہانی کروائی ہو۔ اور اس لمحے عاصم ملک کو معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے لیے تمام راستے بند کر چکا تھا۔

وہ ہلکا سا ہنسی جیسے اس کی حالت سے وہ لطف اندوز ہوئی تھی۔

"ایک اور بات۔ عاہل سے مل کر میرا ایک پیغام اس تک پہنچا دینا۔"

" کیسا پیغام؟"وہ متعجب ہوا تھا۔

"Das spiel ist vorbei, Aahil Mustajab."

اس کے کہتے ساتھ ہی کال کٹ گئی تھی۔ اگلے چند لمحات میں ہی اسے اپنے سیکرٹری کی کال آگئی تھی۔ تمام ٹرانزیکشنز واپس آگئی تھیں۔ سب نارمل ہو چکا تھا سوائے عاصم ملک کے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا جب دروازے پر دستک دی گئی۔

"آجاؤ۔" دروازہ کھلا اور آدم اندر داخل ہوا۔ عاہل نے کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر لٹکایا تھا۔

"سر میں نے زویا سیف کے متعلق تمام انفارمیشن اکٹھی کی ہے اور میں پاکستان میں سب پتا بھی کروا چکا ہوں۔ مجھے وہ کوئی پوٹینشل تھریٹ معلوم نہیں ہوئی۔" وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"ہمم۔ تو کیا پتا چلا تمہیں؟" وہ آئینے میں آدم کے نظر آنے والے عکس پر نظریں جمائے کلائی سے گھڑی اتارتا کہہ رہا تھا۔

"زویا سیف ایک امیریکن پاکستانی ہے۔ جب وہ پندرہ سال کی تھی تو کچھ وقت کے لیے پاکستان اپنے داد کے پاس رہنے آئی تھی پھر دو سال بعد اپنے دادا کے انتقال کے بعد وہ واپس چلی گئی۔ اپنے ٹین ایج کے دو سالوں کے علاوہ اس کی باقی ساری زندگی امیریکہ میں ہی گزری ہے۔ امیریکہ میں وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتی تھی۔ ماں اور باپ دونوں بزنس ٹائیکونز تھے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

Old Money. ""عاہل نے مسکرا کر شرٹ کے آستین کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے زیرِ لب کہا تھا۔

"جی۔اس کے ماں باپ کی چار مہینوں پہلے ہی ایک کار ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی تھی۔ماں باپ کی ڈیتھ کے بعد ان کی اربوں کی دولت کی واحد مالک صرف زویا سیف تھی۔لیکن پھر وہ امیریکہ سے سارا بزنس پیک اپ کر کے یہاں پاکستان آ گئی۔"

"پاکستان کیوں؟"وہ حیران سا آدم کی طرف مڑا تھا۔

"یہ تو نہیں پتا سر۔لیکن ابھی اسے پاکستان شفٹ ہوئے دو مہینے ہی ہوئے ہیں۔اور پچھلے ایک مہینے سے وہ لوگوں کے درمیان سوشالائز کرتی نظر آئی ہے۔وہ کافی سوشل ہے۔محض ایک ہفتے میں ہی ایک اچھا خاصا سوشل سرکل کریٹ کر لیا ہے۔لوگ انہیں جاننے بھی لگے ہیں اور پسند بھی کرنے لگے ہیں۔"پسند لفظ پر آدم کو عاہل کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوتی نظر آئی تھی۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔"اس نے کہا تو آدم فوراً کمرے سے نکل گیا۔

آدم کے جانے کے بعد وہ بستر پر آڑھا ترچھا سا آ کر لیٹ گیا۔ ذہن اب جمع تفریق کر رہا تھا۔

****

وہ گھر آتے ساتھ ہی سیدھا اپنے کمرے کی طرف چلی آئی تھی۔ کمرے میں آتے ساتھ ہی اس نے اپنا کلچ سوفے پر پھینکا اور پیروں کو ہیلز سے آزاد کرنے لگی۔ پھر وہ بیڈ تک آئی اور گرنے کے انداز سے لیٹ گئی۔ تبھی اسے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی دراز سے زوں زوں کی آواز آنے لگی۔ یہ اس کا اپنا موبائل تھا جسے وہ صرف عصام سے بات کرنے کے لیے استعمال کرتی تھی۔ اس نے دراز سے موبائل نکالا اور اسکرین پر آتا نام دیکھ کر کال ریسیو کر لی۔

"کیسی ہو؟" وہ جب بھی کال کرتا تو پہلا سوال یہی پوچھتا تھا۔ زویا کو اب اس کے اس سوال کی عادت ہوتی جا رہی تھی۔

"اپنے پیروں کو ابھی ابھی ہیلز جیسے عذاب سے آزاد کر کے ہٹی ہوں۔" وہ بُرا سا منہ بنائے کہہ رہی تھی۔ عصام ہلکا سا ہنسا تھا۔

"لگتا ہے ہیلز کے ساتھ تمہاری کوئی پرانی دشمنی ہے۔" وہ محظوظ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اِن ہیلز کو گولی مارو اور سنو ایک اچھی خبر ہے!" یکدم ہی اس کے چہرے پر آئی بیزاریت غائب ہو گئی۔ اب وہاں عصام کو کوئی بات بتانے کا اشتیاق تھا۔

"کیا؟"

"ہم ایک تیر سے دو شکار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "کل میں عاہل مستجاب کو پینٹنگ بیچنے والی ہوں۔ اور ساتھ ہی مجھے اس کے کلب کی اسپیشل ممبر شپ بھی مل جائے گی۔"

"کیا وہ تمہارے گھر آرہا ہے؟"

"نہیں میں کل کلب جا رہی ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس کے سیکیٹری کا میسج آیا ہے۔ کل دوپہر میں میں اس سے ملنے جانے والی ہوں۔ میں اسے وہیں پر پینٹنگ بھی دوں گی اور وہ مجھے پاس کی صورت میں خود تک آتا سیدھا راستہ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گڈ جاب! تم جانتی ہو نا تمہیں کیا کرنا ہے؟"

"ہاں۔ مجھے اچھے سے پلان یاد ہے۔" وہ پُر اعتماد سی کہہ رہی تھی۔

"کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے زویا! عاہل کے آفس میں گھسنے کا یہ ہمارا پہلا اور آخری موقع ہو گا۔ ہمیں ہر صورت میں اس کے انویسٹرز سے جان چھرانی ہے اور یہ تب تک ممکن نہیں ہو گا جب تک ہم اندر کی باتوں سے واقف نہیں ہوں گے۔" وہ فکر مند سا کہہ رہا تھا۔

"فکر مت کرو۔ میں سب ہینڈل کر لوں گی!" اس نے اسے یقین دہانی کروائی۔

"اور بتاؤ تمہارا فیشن شو کیسا گزرا؟" وہ اب اسے چھیڑ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ ایلیٹ کلاس کے لوگوں کی شان میں ابھی کچھ کہے گی۔ اسے یہ لوگ ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے۔

"انتہائی بور نگ شو تھا۔ ونٹر کولیکشن کے نام پر چونا لگا رہی ہے وہ ماریہ سب کو!" وہ شروع ہو چکی تھی۔

"ارے ایسے تو مت کہو!ماریہ تو تمہاری نئی بیسٹ فرینڈ ہے۔"وہ مصنوعی خفگی سے بھرا لہجہ لیے کہہ رہا تھا۔

"کونسی بیسٹ فرینڈ؟ کیسی بیسٹ فرینڈ؟ کدھر کی بیسٹ فرینڈ؟ایسی عورت سے تو میں کبھی بھی دوستی نہ کروں!اللہ معاف کرے میں نے آج تک اتنی بولنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔وہ تو ایک منٹ بھی خاموش نہیں بیٹھ سکتی۔پتا نہیں فیشن شو کے درمیان کیسے خاموش بیٹھی رہی۔"صرف کانوں کو چھونے کی کسر رہ گئی تھی۔

"لیکن تمہیں ماریہ کی دوستی کا ایک فائدہ ضرور ہو گا۔وہ تمہیں ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھنے والی بہت سی دوسری عورتوں سے ملوائے گی اور یوں تم ان سب کے درمیان مزید کونٹیکٹس بنا سکو گی۔"وہ اب سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ماریہ ان لوگوں میں سے ہے جو بہت جلدی دوسروں سے امپریس ہو جاتے ہیں۔اسے امپریس کرنا اور پھر دوستی کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں تھا۔صرف چند میٹھی میٹھی باتیں۔اور

ماریہ میرے جال میں پھنس گئی۔"وہ مزے سے اپنی قابلیت کے قصے عصام کو سنا رہی تھی۔

"کیا پتا عاہل مستجاب بھی تمہاری محبت کے جال میں پھنس جائے؟"اس نے ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے کہا تھا۔ظاہر تھا وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

"محبت کے جال میں؟"اس کا انداز اکتایا ہوا سا تھا۔

"ہاں۔محبت کے جال میں۔"زویا کو لگا کہ جیسے اس کے انداز میں کچھ بوجھل سا تھا۔

"ایسا ہونے کے چانسز زیرو پوائنٹ ون پرسینٹ ہیں۔"اس نے سادہ سے لہجے میں کہا تھا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ عاہل مستجاب جیسے بے حس اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے مردوں کو محبت نہیں ہو سکتی۔"

"لیکن تم نے ہی کہا تھا کہ عاہل تمہارے پیچھے آیا تھا۔یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے؟"

"میں نے کہا تھا کہ عاہل مستجاب کیوریس تھا اس لیے وہ میرے پیچھے آیا تھا اور آئے گا۔ آج تک اپنے حلقہ احباب میں کبھی بھی اس کا اپنے برابر کی کسی عورت سے واسطہ نہیں پڑا ہے۔ میں وہ پہلی عورت ہوں جس نے عاہل مستجاب کو یہ بتایا ہے کہ لوگ اسے بھی منع کر سکتے ہیں۔ عاہل مستجاب کو کسی عورت سے نہ تو محبت ہو سکتی ہے اور نہ ہی کبھی ہو گی۔ وہ ایک پتھر دل آدمی ہے۔ سرد۔ سخت۔ برف جیسا۔ وہ نہ تو پگھل سکتا اور نہ ہی گناہوں کا یہ راستہ چھوڑ سکتا ہے۔ عاہل مستجاب اپنی بنائی ہوئی یہ سلطنت کسی عورت کے لیے چھوڑے گا۔۔۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!" آخری جملہ اس نے ہنستے ہوئے ادا کیا تھا۔ عصام خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا۔

"تو یعنی تم یہ کہہ رہی ہو کہ عاہل مستجاب کو تم سے محبت نہیں ہوئی؟" عصام کے سوال پر وہ ایک دم کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

"آف کورس اسے محبت نہیں ہوئی! کسی کو بھی کسی سے اتنی جلدی محبت نہیں ہوا کرتی۔ اور ویسے بھی میں نے کہا نا عاہل مستجاب جیسے مردوں کو محبت نہیں ہوا کرتی۔ وہ ایک کاروباری

انسان ہے۔ ہمیں اس سے کاروباری انداز میں ہی نمٹنا ہو گا۔"اب وہ باور کروانے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"چلو تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔ ویسے بھی جس مرد کا آج تک کسی عورت کے ساتھ ایک اسکینڈل بھی منظرِ عام پر نہ آیا ہو اسے محبت کے جال میں پھنسانا ایک مشکل کام ہے۔"

"تم بھول رہے ہو عصام۔ ابھی پچھلے مہینے ہی فضا اکبر نے عاہل مستجاب پر ریپ کا الزام لگایا تھا!"یہ بات کرتے ہوئے زویا کا لہجہ یکدم ہی سرد ہو گیا تھا۔

"پہلی بات۔ میں کچھ نہیں بھولتا زویا!دوسری بات۔ وہ ایک فیک اسکینڈل تھا۔ فضا اکبر نے اگلے دن ہی اپنے تمام الزام واپس لے لیے تھے۔ اور اگر وہ یہ نہ بھی کرتی تو بھی لوگ اس کی بات پر یقین نہیں کرتے کیونکہ عاہل مستجاب کی عورتوں میں دلچسپی سے ہر کوئی اچھی طرح واقع ہے۔ وہ ایسی عورتوں سے کسی قسم کا بھی تعلق رکھنا تو دور کی بات انہیں آنکھ بھر کر دیکھتا بھی نہیں ہے۔"

اور زویا سیف کو یاد آیا کہ کس طرح آج رات عاہل مستجاب محوسا اسے کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ نہیں عاہل مستجاب صرف کیوریس تھا۔ اس نے اپنا سر جھٹکا اور واپس عصام کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"واٹ ایور!" اس نے طنزیہ سے انداز میں کہا تھا۔

وہ دونوں کچھ دیر مزید پلان کے بارے میں بات کرتے رہے تھے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

اگلے دن وہ دوپہر میں عاہل کے کلب چلی آئی تھی۔ آدم سیدھا اسے عاہل کے آفس میں لے آیا تھا۔ اس نے آفس کا دروازہ کھولا تو کمرے کا منظر واضح ہوا۔ سامنے سیاہ سوٹ میں ملبوس عاہل مستجاب ڈیسک کے پیچھے پاور سیٹ پر بیٹھا تھا۔ کمر سیٹ کی پشت سے لگا کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا وہ زویا کو اندر آتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ عاہل کے ڈیسک کی دائیں طرف آمنے سامنے صوفے رکھے گئے تھے جن کے درمیان شیشے کی ایک میز حائل تھی۔ وہ سیاہ جینز پر بھورے رنگ کا ٹاپ پہنے، سلور ہیلز کے ساتھ چلتی ہوئی ڈیسک کی طرف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آئی۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا اور آنکھوں پر سیاہ رنگ کے شیڈز لگا رکھے تھے۔ گلے میں سنہرے رنگ کی زنجیر نما چین تھی اور ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ہینڈ بیگ۔

"ہیو آ سیٹ۔" عاہل نے مسکرا کر کہا تو زویا مسکراتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر ڈیسک کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔ آدم اب تک دروازے میں ایستادہ کھڑا تھا۔ عاہل واپس پاور سیٹ پر آ کر بیٹھا تو زویا نے اپنے شیڈز اتار کر اپنے سامنے ٹیبل پر رکھے۔

"کافی یا چائے؟" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"کافی۔" اس نے شائستہ سے انداز میں مسکرا کر کہا۔ عاہل نے اثبات میں سر ہلایا۔

"دو کافی۔" عاہل نے آدم کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ سر ہلا کر دروازہ بند کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"جیسا کہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا میں آپ کی پینٹنگ لے آئی ہوں۔ آپ اپنے کسی ملازم سے کہلوا کر میری گاڑی سے پینٹنگ یہاں منگوا لیں۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ عاہل نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور میرے وعدے کے مطابق۔۔۔"

ابھی وہ آگے کچھ کہتا کہ اس سے پہلے ہی دروازے پر دستک ہوئی اور آدم اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا؟"اس نے سخت سے لہجے میں کہا تھا۔زویا نے بھی پیچھے مڑ کر غور سے آدم کو دیکھا تھا۔وہ عاہل کے قریب آیا اور کان کے پاس جھک کر کچھ کہنے لگا۔عاہل کے چہرے کے تاثرات اگلے لمحے ہی بدلے تھے۔آبرو تعجب سے اکھٹے ہوئے تھے۔چہرے پر زمانے بھر کی پریشانی عود آئی تھی۔آدم پیچھے ہوا تو عاہل نے ایک لمبی سانس اندر کو کھینچی۔

"از ایوری تھنگ اوکے؟"زویا معتجب سی پوچھ رہی تھی۔

"آئی ایم رئیلی سوری زویا لیکن کیا آپ صرف پندرہ منٹ کے لیے انتظار کر سکتی ہیں؟ دراصل ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے اور مجھے یہاں آفس میں ابھی کچھ لوگوں سے ملنا ہے۔"وہ معذرت خوانہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اٹس اوکے۔میں انتظار کر لوں گی۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"آدم آپ کو میرے ویٹنگ روم میں لے جائے گا۔ مجھے صرف پندرہ منٹ چاہئیں۔" زویا نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ "آگین آئی ایم ویری سوری۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں سمجھ سکتی ہوں۔" وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی اور تبھی اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے زویا نے اپنی مٹھی میں قید وہ چھوٹا سا spy bug کچھ اس مہارت سے ڈیسک کے نیچے لگا دیا کہ کسی کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ وہ اٹھی اور آدم کے ساتھ آفس سے باہر نکل آئی۔ آدم اسے ایک ویٹنگ روم میں لے آیا۔ یہ روم شاید عاہل کے خاص مہمانوں کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں پر ایک ایل شیپ صوفے کے سامنے ایک خوبصورت کانچ کی میز موجود تھی۔ کئی اقسام کے ڈیکوریشن اور آرٹ پیسس بھی موجود تھے۔

آدم واپس چلا گیا تو وہ فوراً سے کمرے میں موجود واشروم کی طرف بڑھ گئی۔ واشروم میں جا کر اس نے دروازہ لاک کیا اور اپنا ہینڈ بیگ سنک کے ساتھ رکھا۔ موبائل نکالا اور نمبر ملا کر کال کو اسپیکر پر کر دیا۔

"ہیلو زویا۔ کیا ہوا؟" کال ملی تو عصام کی آواز اسپیکر سے باہر آتی سنائی دی۔

"سنو عصام مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے۔ میں پلان کے مطابق عاہل کے آفس میں اسپائی بگ لگا چکی ہوں لیکن کچھ ہے جو بہت عجیب ہے۔ تم فوراً لیپ ٹاپ کو اس بگ کے ساتھ کونیکٹ کرو۔" وہ پریشان سی کہہ رہی تھی۔

"اچھا۔ میں کر رہا ہوں لیکن تم کہاں ہو اس وقت؟ اور ہوا کیا ہے آخر؟" وہ فکر مند سا پوچھ رہا تھا۔

"میں کلب میں ہی ہوں۔ عاہل آج مجھ سے ملنے والا تھا لیکن اچانک کوئی ہے جو اس سے ملنے آیا ہے۔ میں پندرہ منٹ کے لیے کلب کے ویٹنگ روم میں ہوں۔ یہ روم شاید عاہل اپنے خاص مہمانوں کے لیے استعمال کرتا ہے۔"

"لیکن تمہیں کیسے معلوم کہ کچھ غلط ہے؟" عصام پریشان سا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"تاثرات عصام تاثرات! اس کے سیکیٹری نے اس کے کان میں آ کر کچھ ایسا کہا کہ اگلے لمحے ہی اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ سرد سا عاہل جس کے چہرے کے تاثرات میں کبھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ خاصا فرق نہیں آتا تھا وہ عاہل مستجاب پریشان ہو گیا۔اس لیے میں کہہ رہی ہوں کہ کچھ غلط ہوا ہے۔"وہ تیزی سے کہہ رہی تھی۔

"اوکے اوکے خاموش۔اسپائی بگ لیپ ٹاپ سے کونیکٹ ہو چکا ہے۔اب ہم ان کی باتیں سن سکتے ہیں۔"وہ تیزی سے کہتا خاموش ہو چکا تھا۔دوسری طرف آفس میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

ایک سنگل صوفے پر عاہل مستجاب بیٹھا تھا اور اس کے بلکل مقابل صوفے پر احمد شاہ، وجدان عاصف اور عاصم ملک بیٹھے ہوئے تھے۔ان تینوں کے چہروں کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔عاہل ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلائے بیٹھا تھا۔

"اب بول بھی دو تم تینوں؟ایسی کیا امپورٹنٹ بات تھی کہ جس کے لیے تم تینوں نے میری میٹنگ رکوائی ہاں؟"وہ سخت بیزار لگتا تھا۔تینوں نے ایک ساتھ تھوک نگلا۔

"ہم میکسیکن ڈرگ ڈیل میں انویسٹ نہیں کر سکتے عاہل۔"بے ساختہ ہی وہ تینوں اکھٹے بول پڑے تھے۔عاہل کے ماتھے پر بل پڑے۔وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ دماغ درست ہے تم تینوں کا؟"وہ شدید برہم ہوا تھا۔

دوسری طرف زویا اور عصام کو جھٹکا لگا تھا۔

"کیا؟ یہ لوگ پیچھے کیوں ہٹ رہے ہیں؟"وہ حیران سی کہہ رہی تھی۔

"شش! خاموش رہو۔ مجھے سننے دو!"اس نے اسے ٹوک دیا تھا۔

"ہم سچ کہہ رہے ہیں عاہل ہم یہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم نے انویسٹمنٹ کی تو وہ ہمیں برباد کر دے گی!"اب کی بار بولنے والا احمد شاہ تھا۔

"کون برباد کر دے گی؟"عاہل کی کاٹ دار آواز کمرے میں گونجی تھی۔

"ہمیں نہیں پتا کہ وہ کون ہے لیکن وہ ہم تینوں کے ایسے رازوں سے واقف ہے جو ہمیں برباد کرنے کے لیے کافی ہیں!"وجدان بولا تھا۔

"کوئی ہے عاہل جو نہیں چاہتا کہ تم یہ ڈیل کرو۔ وہ ایک لڑکی ہے۔ وہ ہم تینوں کو ہمارے رازوں کے بدلے میں بلیک میل کر رہی تھی۔"اب کی بار بولنے والا عاصم ملک تھا۔

"کر رہی تھی؟ کب سے؟"عاہل نے گھور کر سلگتی ہوئی نگاہوں سے عاصم کی طرف دیکھا تو اسے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"پچھلے ایک مہینے سے۔"اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اور تم تینوں مجھے یہ بات اب بتا رہے ہو؟"وہ غرا کر بولا تو دوسری طرف موجود زویا کانپ اٹھی۔

"ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے عاہل۔ وہ کالز ریکارڈ کی گئی تھیں۔ اس نے ہمیں تمہیں بتانے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ وہ خود بتائے گی کہ ہم تمہیں یہ سب کب بتائیں گے۔ ہم تینوں کو آج صبح ہی میسج ملا ہے کہ ہم یہاں آ کر تمہیں یہ سب بتائیں۔ اگر ہم کچھ ایسا کرنے کی کوشش کرتے تو وہ ان ریکارڈ کی گئی آڈیوز کو انٹرنیٹ پر ڈال دیتی اور ہم سب برباد ہو جاتے! ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔"عاصم ملک منت کرنے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اس نے ایسا کرنے کو اس لیے کہا کیونکہ وہ چاہتی ہے کہ یہ ڈیل کامیاب نہ ہو سکے۔ رایان ڈیل کر چکا ہے اور دسمبر تک وہ ڈرگز یہاں پاکستان پہنچ جائیں گی۔" عاہل اضطرابی سے انداز میں انگلیاں بالوں میں چلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ایک اور بات بھی ہے عاہل۔" اب کی بار وجدان عاصف بولا تھا۔

"بھونکو!" وہ سر جھکائے آنکھوں اور ناک کی ہڈی کو مسلتا ہوا کاٹ دار لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"وہ لڑکی شاید غیر ملکی تھی کیونکہ اس کا لہجہ بلکل کسی انگریز کی مانند لگتا تھا۔ اس نے ہم تینوں سے تمہیں ایک پیغام پہنچانے کے لیے کہا تھا۔"

"کیا؟"

وجدان نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔

"Das spiel ist vorbei, Aahil Mustajab."

اور عاہل مستجاب چند لمحوں کے لیے سن ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس کا کیا مطلب ہے عصام؟"زویا ششدر سی پوچھ رہی تھی۔عصام حیران سا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"!The game is over. Aahil Mustajab"عاہل سر جھکائے زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔

وہ اس سطر کا مطلب جانتا تھا۔یہ سطر جرمن زبان میں تھی۔

اور آج عاہل مستجاب کو مات ہوئی تھی۔اسے شکست ہوئی تھی۔اسے ہار ہوئی تھی۔

کوئی تھا جو ان سب سے ایک قدم آگے چل رہا تھا۔

کوئی تیسرا بھی تھا جو اب اس کھیل میں شامل ہو چکا تھا اور کھیل کو اپنے اختتام کی طرف لے کر جا رہا تھا۔

اور وہ تیسرا اس کھیل میں اپنی مرضی کی چالیں چل رہا تھا۔اپنی مرضی کے اصول قائم کر رہا تھا۔۔۔

****

6سال پہلے۔

22اکتوبر،2022۔

لاہور،پاکستان۔

وہ ابھی دوسرے سٹوڈنٹس کے ساتھ کلاس سے لیکچر لے کر باہر نکلی ہی تھی کہ اسے عصام ستون کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا نظر آیا۔وہ ہلکا سا مسکرائی پھر اس کے قریب چلی آئی۔اسے اپنی طرف آتا دیکھ وہ سیدھا ہو گیا۔چہرے پر نرم سا تاثر عود آیا۔

"کیسے ہو؟"وہ مسکرا کر اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہمیشہ کی طرح حسین،دلکش اور ذہین۔تم سناؤ کیسی گزری تمہاری ایکسٹرا کلاس؟"کچھ سٹوڈنٹس کے کہنے پر اکاؤنٹنگ کے پروفیسر نے ایک ایکسٹرا کلاس رکھی تھی۔ایک ٹاپک

تھا جو بہت سے سٹوڈنٹس کو سمجھ نہیں آیا تھا۔یہ ان دنوں کی بات تھی جب علینا ایک ہفتے کے لیے یونیورسٹی سے سسپینڈڈ تھی۔

"ہاں اچھا تھا لیکچر۔پروفیسر راحم بہت اچھے ہیں۔ہمارے کہنے پر انہوں نے ایکسٹرا کلاس لے لی۔سچ آنائس جیسچر!"وہ مسکراتی ہوئی کہہ کر اب کاریڈور میں آگے چلنے لگی تھی اور عصام اس کے پیچھے۔

"تم نے نوٹس بورڈ دیکھا؟"اس کا لہجہ نارمل تھا۔بلکل سرسری سا۔

"ہاں۔میں نے دیکھا تھا۔شاید کوئی ہنزہ کی ٹرپ کا نوٹس تھا۔"وہ بھی بلکل اسی کی طرح سرسری سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تم جاؤ گی؟"وہ جانتا تھا لیکن پھر بھی اس سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔"اس نے نارمل سے انداز میں کہا تھا۔عصام نے تھوک نگلا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟"اور یہ وہ واحد سوال تھا جس کے جواب کے لیے وہ بھاگتا ہوا کیفے ٹیریا سے اٹھ کر یہاں آیا تھا۔

"میرے پاس ان چیزوں کے لیے وقت نہیں ہے عصام۔"وہ نارمل سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تمہارے پاس اپنی زندگی جینے کے لیے وقت نہیں ہے علینا؟"اس نے رک کر سنجیدہ سے لہجے میں کہا تو علینا کو بھی رکنا پڑا۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے عصام۔مجھے پراجیکٹ پر کام کرنا ہے۔"وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"پراجیکٹ کیا صرف تمہارا ہے؟میرا نہیں ہے؟میں بھی تو جا رہا ہوں نا؟"وہ ایک آبرو اٹھائے اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہہ رہا تھا۔علینا نے اس کی آنکھوں سے نظریں پھیر لیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس لیے تو کہہ رہی ہوں۔ اگر میں بھی چلی گئی تو پراجیکٹ پر کام کون کرے گا؟ پہلے ہی ہمارے پاس بہت کم دن رہ گئے ہیں۔" وہ خفا سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"کم دن علینا؟ دسمبر کے آخری ہفتے میں ہمارا کمپیٹیشن ہے۔ ہمارے پاس دو مہینوں سے بھی زیادہ وقت موجود ہے۔ ہم یہ سب ٹرپ سے واپس آکر بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر تمہیں یاد ہو تو ہم پراجیکٹ پر اچھا خاصا کام میرے تیز دماغ کی وجہ سے پہلے ہی ان چند دنوں میں کر چکے ہیں۔" وہ جتانے والے انداز میں کہہ رہا تھا لیکن علینا نے یکدم سر اٹھا کر عصام کی کہی ہوئی آخری بات پر اسے گھوری سے نوازا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا چھا۔ ملکہ کا بھی دماغ استعمال ہوا تھا۔" اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر ہار ماننے والے انداز میں کہا تھا۔ وہ اب بھی اسے ویسے ہی گھور رہی تھی۔

"مگر۔۔۔" اس کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب عصام نے اس کی بات کاٹ کر کہنا شروع کیا۔

"جس کے پاس اپنی ذات کے لیے وقت نہیں ہوتا نا علینا۔۔۔وہ پھر چاہے دنیا کا کوئی بھی کام کرلے وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔"اس نے علینا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے ایک لمحے کا توقف دیا۔"جب موقع ملا کرے تو خواہشوں کو پورا کرنا چاہیے۔کیا پتا کل کو موقع نہ ملے؟" وہ مسکرا کر سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔علینا بلکل مدھم سا مسکرائی اور سر کو اثبات میں ہلا کر آگے بڑھ گئی۔وہ وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔کیا وہ مان گئی تھی؟

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سفر کا آغاز۔

پہلا دن۔

یکم نومبر،2022۔

منزل:چِلّاس،پاکستان۔

یو ایم بی کے بزنس ڈیپارٹمنٹ کی تین بسیں جن میں چالیس سٹوڈنٹس اور اساتذہ شامل تھے ٹرپ کے لیے روانہ ہوئی تھیں۔ ہنزہ کے لیے ان کی ٹرپ رات کے تقریباً دو بجے لاہور سے نکلی تھی۔ صبح کے چھے بجے تک وہ اسلام آباد موٹروے کا سفر مکمل کر چکے تھے۔ ریسٹ ایریا میں ایک گھنٹہ رکنے کے بعد اب وہ ہزارہ موٹروے کا سفر کر رہے تھے۔

ہزارہ موٹروے اسلام آباد موٹروے کے مقابلے میں بہت خوبصورت تھی۔ 2017 میں ہزارہ موٹروے کے قیام سے پہلے گلگت کا سفر بہت طویل تھا کیونکہ گلگت تک سفر کے لیے حسن ابدال کے ذریعے بہت سے شہروں کے درمیان سے گزرنا پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے وقت اور توانائی دونوں خرچ ہوا کرتے تھے۔ پہاڑوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی یہ موٹروے اب وقت اور توانائی کی بچت دونوں کرتی تھی۔ اس موٹروے پر ٹوٹل چھے ٹنلز تھیں جن میں سے کچھ طویل تھیں اور کچھ چھوٹی۔ ہزارہ موٹروے کا اختتام ٹھاکوٹ کے مقام پر ہوتا تھا جس سے آگے قراقرم ہائی وے (KKH) شروع ہو جاتی تھی۔ گلگت، ہنزہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جانے کا ایک دوسرا راستہ بھی تھا جو بابو سر ٹاپ کے ذریعے طے کیا جاتا تھا لیکن نومبر میں ہیوی اسنو فال کے چلتے اس راستے کو آمد و رفت کے لیے بند کر دیا جاتا تھا۔

دوپہر تک وہ ٹھاکوٹ پہنچ چکے تھے۔ ٹھاکوٹ سے آگے بشام کا علاقہ آتا تھا۔ یہاں سے اب دریائے سندھ بھی سفر میں شامل ہو جاتا تھا جس کا سورس چین میں تبت کے پہاڑ تھے۔ بشام کے اس علاقے میں آپ کو سڑک پر جگہ جگہ بہتے ہوئے چشمے اور آبشاریں نظر آئیں گی۔

ٹھنڈا قدرتی پانی جس میں ہمارے عام پانی کے مقابلے میں زیادہ منیرلز موجود ہوتے تھے۔ ان چشموں اور آبشاروں کے پانی کا سورس گلیشئرز ہوتے تھے جو شمالی علاقہ جات میں تقریباً آدھے سال بعد جا کر پگھلتے تھے۔ وہ بھی ایسی ہی ایک آبشار کے پاس رکے تھے۔ سڑک کی ایک طرف آبشار تھی اور دوسری طرف ڈھابہ تھا جہاں پر وہ دوپہر کا کھانا کھانے والے تھے لیکن اس وقت وہ سارے سٹوڈنٹس اس آبشار کے پہلو میں موجود تھے۔ کوئی ٹھنڈے ٹھار پانی میں پاؤں ڈبوئے بیٹھا تھا، کوئی پانی کے ساتھ مستیاں کرتے ہوئے بھیگ رہا تھا تو کوئی آبشار کے ساتھ تصویریں کھینچوا رہا تھا۔ دھوپ شدید تیز تھی اس لیے پانی کی ٹھنڈک زیادہ

محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ خود وہ چاروں بھی دوسروں سے ذرا فاصلے پر آبشار کے پانی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"علینا اِدھر دیکھو!" ماہا کے ہاتھ میں کیمرا تھا اور وہ علینا کو پوز کرنے کے لیے کہہ رہی تھی۔ علینا نے اس کی طرف دیکھا اور دو انگلیوں سے وی کا نشان بنا کر مسکرائی۔ اس نے سفید اسنیکرز کے ساتھ فیروزی رنگ کی شلوار قمیض اور ہم رنگ دوپٹا لیا ہوا تھا۔ ساتھ میں بھورے رنگ کی ایک شال اوڑھ رکھی تھی۔ بال کیچر لگا کر ڈھیلے سے جوڑے میں باندھ رکھے تھے جن سے بالوں کی چند لٹیں چہرے کے اطراف میں نکل کر گر رہی تھیں۔ گلابی سپید چہرے پر میک اپ کے نام پر صرف کاجل تھا۔ ہونٹ پہلے ہی گلابی تھی۔ لپ اسٹک کی ضرورت نہ تھی۔ علینا کے مقابلے میں ماہا نے نیلی جینز پر گھٹنوں تک آتا گلابی کرتا زیب تن کیا ہوا تھا۔ چھوٹے بال کھلے ہوئے تھے اور گلے میں سفید رنگ کا اسکارف لپیٹ رکھا تھا۔ وہ دونوں مسکراتے ہوئے اب ایک دوسرے کی تصویریں کھینچ رہی تھیں۔ بلاشبہ وہ دونوں بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ماہا۔ ایک اس اینگل سے بھی لو۔" اس نے ماہا سے آبشار کے اس حصے کی طرف اشارہ کیا جہاں سے پانی تیز فوار کی صورت میں نیچے گر رہا تھا۔ ماہا نے انگوٹھے سے اسے تھمزاپ کا اشارہ کیا اور اس کی تصویر کھینچنے لگی۔

عصام اور ریاض ان سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑے ان دونوں کی تمام کارروائیاں دیکھ رہے تھے۔ ریاض کے چہرے پر بیزاری تھی اور عصام کے چہرے پر مسکراہٹ۔

"کوئی اتنی تصویریں کیسے لے سکتا ہے آخر؟!Unbelievable" ریاض سیاہ جینز اور نیلی شرٹ کے ساتھ سیاہ رنگ کے اسنیکرز پہنے ماہا پر نظریں جمائے کھڑا اکتایا ہوا سا کہہ رہا تھا۔

"کوئی ہر تصویر میں اتنا خوبصورت کیسے لگ سکتا ہے؟!Unbelievable" عصام سیاہ آدھے آستینوں والی شرٹ اور نیلی جینز کے ساتھ سفید اسنیکرز پہنے کھڑا تھا۔ بال ماتھے پر ہمیشہ کی طرح بکھرے ہوئے تھے اور گردن کی زنجیر میں وہ سلور بینڈ جھول رہا تھا۔ نرم نظریں علینا پر جمی تھیں اور ہونٹ ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ریاض نے چہرہ موڑ کر عصام کو ایک گھوری سے نوازا تھا۔اس کی نظروں کو خود پر محسوس کرتے ہوئے عصام نے اپنا چہرہ اس کی طرف موڑا اور کندھے اچکائے۔

"حد ہوتی ہے۔"اس نے افسوس سے سر دائیں سے بائیں ہلاتے ہوئے کہا۔

"میری حد نہیں ہوتی ہے ریاض!"وہ بھی ڈھیٹ تھا۔"پریکٹس کرنا سیکھو! آگے ساری زندگی تم نے ماہا کی تصویریں ہی کھینچنی ہیں۔"عصام اب اسے چھیڑ رہا تھا۔

"میری توبہ! میں تو اتنی تصویریں نہیں کھینچ سکتا!ناں باباناں!"وہ دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔پھر عصام کی طرف دیکھا۔"تم اپنا سوچو! تمہاری علینا سے شادی ہو گئی تو تم نے بھی یہی کرتے رہ جانا ہے۔"

"دو باتیں ہیں۔پہلی بات۔آمین!اللہ تمہاری زبان مبارک کرے۔دوسری بات۔میں خوشی خوشی اس کی تصویریں کھینچوں گا۔اگر اس کا شوہر اس کی تصویریں نہیں کھینچے گا تو کیا کوئی غیر مرد کھینچے گا۔ہونہہ!"ایک ادا سے عصام نے اپنی بات ریاض کے گوش گزار کی تھی۔اور جواب میں اس نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا تھا۔عصام نے ریاض پر سے نظریں

ہٹا کر ڈھابے کی طرف دیکھا تو تینوں بسوں کے ساتھ دو Range Rovers کھڑی نظر آئیں۔ اطراف میں سیاحوں کے ہلیے میں آٹھ لوگ موجود تھے۔

ریاض نے عصام کی نظروں کی سمت میں دیکھا پھر دوبارہ عصام کی طرف۔

"تمہارے باڈی گارڈز بھی ساتھ آئے ہیں؟" ریاض حق دق سا اسے دیکھ رہا تھا۔ عصام ہلکا سا مسکرایا۔

"نہیں پتا چلانا تمہیں؟" چہرے پر فخر کے آثار نمایاں تھے۔

"مجھے کیا یہاں پر کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ تمہارے باڈی گارڈز ساتھ آئے ہیں۔ یہ تمہارا پلان تھا نا؟"

"ہاں۔ یہ میرا ہی پلان تھا ورنہ ڈیڈ تو ان سب کو ان کے باڈی گارڈز والے کپڑوں میں ہی بھیجنے والے تھے۔ اب دیکھو لگ رہے ہیں ناں یہ سب سیاح!" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ہاں لگ تو رہے ہیں۔"

"ریاض!"ماہا نے اسے پکارا تو ان دونوں نے ماہا اور علینا کی طرف دیکھا۔"ادھر آؤ تم دونوں۔مجھے ایک گروپ فوٹو لینی ہے۔"

ریاض نے بُرا سا منہ بنا کر عصام کی طرف دیکھا۔تو عصام ہلکا سا ہنسا۔

"چل یار۔ڈرامے نہ کر زیادہ!"وہ ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا تو ریاض بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔

"تم دونوں نے ایک بھی تصویر نہیں کھینچوائی۔مسئلہ کیا ہے تم دونوں کا؟"وہ دونوں ان کے قریب آئے تو ماہا اُن پر چڑھ دوڑی۔

"ہمیں تصویریں کھینچوانے کی کیا ضرورت ہے تم دونوں ہو نا!تم دونوں نے ہمارے حصے کی بھی تصویریں کھینچ لی ہیں!"ریاض نے طنزیہ سا مسکرا کر کہا تو ماہا اور علینا نے اسے گھور کر دیکھا۔اس نے مدد کے لیے عصام کی طرف دیکھا کہ شاید وہ اس کے حق میں کچھ کہے گا لیکن عصام بھی اسے گھور رہا تھا۔اور وجہ یہ تھی کہ ماہا کو ٹوکا تو ٹھیک تھا لیکن علینا کو کیوں ٹوکا؟وہ چاہے ایک بار میں سو تصویریں کھینچے،اسے کیا مسئلہ تھا؟ریاض نے اپنی خراب حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے ایک کھسیانی ہنسی ہنسنے کو ہی بہتر سمجھا تھا۔

"میں تو مزاق کر رہا تھا۔ آؤ تصویر کھینچتے ہیں!" وہ بات کو گول کرنے والے انداز میں کہتا آگے بڑھ گیا تو ماہا اور علینا ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسیں۔ عصام بھی مسکرا دیا تھا۔ گروپ فوٹو لینے کے بعد سارے سٹوڈنٹس اب واپس ڈھابے پر کھانا کھانے کے لیے آگئے تھے۔ وہ چاروں بھی ایک ٹیبل پر آ کر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ کھانا ان کے سامنے لا کر رکھا گیا تو ان چاروں کے منہ میں پانی آ گیا۔ چکن قورمہ، ماش کی دال اور تندور کی گرم گرم روٹیاں۔

"جس نے اپنی زندگی میں ڈھابے کی ماش دال نہیں کھائی اس کی زندگی بے کار گزری ہے۔" کھانا آدھا کھایا جا چکا تھا جب ماہا نے سب کو ڈھابے کی ماش دال کے بارے میں اپنی رائے سے مستفید کیا۔ کھانا کھانے کے بعد ان کا سفر ایک بار پھر سے شروع ہو گیا تھا۔

بشام سے کوہستان تک سڑک بلکل درست حالت میں موجود تھی لیکن داسو کے مقام سے سڑک خراب ہو جاتی تھی۔ یہ راستہ مٹی والے پہاڑوں کی وجہ سے ہمیشہ خراب رہتا تھا۔ جب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان مٹی والے پہاڑوں پر بارش ہوتی تھی تو سڑک پر عموماً landsliding ہو جایا کرتی تھی۔ سڑک کو ٹھیک کرنے کے لیے عموماً اس پر کام بھی چل رہا ہوتا تھا لیکن یہ سڑک ہر بار خراب ہو جاتی تھی۔ اور اس بار بھی سڑک پر لینڈ سلائیڈ نگ ہو گئی تھی اور راستہ بند ہو گیا تھا۔ لینڈ سلائینڈ نگ زیادہ نہ تھی لیکن اتنی کم بھی نہیں تھی کہ آمد و رفت ممکن ہو سکتی۔

راستے کو صاف کرنے کے لیے عملہ آچکا تھا اور وہ اپنا کام کر رہے تھے۔ سڑک پر دور دور تک گاڑیوں کی قطاریں لگ گئی تھیں۔ ان کی بس بھی درمیان میں ہی رک گئی تھی۔

سارے اسٹوڈنٹس باہر نکل آئے تھے۔ انہیں زیادہ دور جانے کی اجازت نہیں تھی اس لیے بس سے ذرا فاصلے پر ہی پھر رہے تھے۔ عموماً اس طرح کے معاملات میں وقت لگتا تھا اور یہ ان شمالی علاقہ جات میں ایک عام سی بات تھی۔

سڑک سے ہٹ ذرا ہٹ کر ایک صاف قطع تھا جس پر ہلکا پھلکا سا سبزہ اُگا تھا۔ وہ چاروں آلتی پالتی مارے اس وقت وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں خاموش تھے سوائے ماہا کے۔

"اچھا خاصا سفر چل رہا تھا۔یہ لینڈ سلائیڈ نگ بھی کیا ابھی ہونی تھی۔سارا مزہ خراب ہو گیا۔"

ماہا کا بس ہی نہیں چلتا تھا کہ سڑک کو جن پتھروں نے بلاک کر رکھا تھا ان کا قتل ہی کر ڈالتی۔

"ماہا۔یہاں یہ سب ایک عام سی بات ہے۔یہاں لینڈ سلائیڈ نگ ہوتی رہتی ہے۔تمہیں شمالی علاقہ جات کا رخ کرنے سے پہلے خود کو ایسی کسی بھی صورتِ حال کا سامنا کرنے کے لیے میں نٹلی طور پر تیار رکھنا چاہیے۔"عصام اب سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"لیکن پھر بھی۔۔۔"اس سے پہلے کہ ماہا کچھ مزید بولتی عصام نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم ایک کام کر سکتی ہو جس سے تم بور نہ ہو۔"

"کیا؟"

"تم کیمرے سے تصویریں کیوں نہیں کھینچتیں؟"ماہا کی آنکھیں عصام کے مشورے پر یکدم چمکی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔"وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ریاض میرا خیال ہے تمہیں ماہا کو کمپنی دینی چاہیے۔"عصام مسکرایا تھا۔

"ہاں ہاں اچھا آئیڈیا ہے چلو ریاض!"ماہا کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ریاض نے عصام کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تو اس نے معصومیت سے کندھے اچکائے اور مسکرا دیا۔

اپنی محبت کے چکر میں یہ آدمی ہمیشہ غریب کی بینڈ بجواتا ہے!وہ کینہ طوز نظروں سے اسے دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا۔

وہ دونوں چلے گئے تو پیچھے عصام اور علینا اکیلے بیٹھے رہ گئے۔اس نے کل سے پراجیکٹ کے کام کے علاوہ اس سے ابھی تک مزید کوئی بات نہیں کی تھی۔اور عصام کو اس کی یہ خاموشی بیزار کر رہی تھی۔

"مجھے اچھا لگا کہ تم نے میری بات مان کر یہاں آنے کا فیصلہ کر لیا۔"وہ سامنے سڑک پر دوسری گاڑیوں کے درمیان کھڑی اپنی یونیورسٹی کی بس کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں نے یہ فیصلہ تمہاری وجہ سے نہیں لیا۔ میں یہاں اپنی مرضی سے آئی ہوں۔ اپنی زندگی کو ایک ہفتے کے لیے سکون سے گزارنے۔" وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ اس نے علینا کی طرف دیکھا۔ وہ سر جھکائے ہاتھ میں پھول پکڑے اس کی پتیوں کو علیحدہ کر کر کے پھینک رہی تھی۔ وہ مسکرایا۔

"چلو۔ وجہ جو بھی بنی ہے۔ کم از کم تم آئیں تو سہی۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ تم یہاں آئیں۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اگر میں نہیں آتی تو کیا تمہیں کوئی فرق پڑتا؟ بلکہ تمہیں ذرا سا بھی فرق نہ پڑتا۔ تمہارے پاس انوشے ہے نا! کمپنی دینے کے لیے!" اس نے آبرو سے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عصام نے علینا کی نظروں کی سمت میں دیکھا۔ ان سے کافی فاصلے پر انوشے ہاتھ میں بیگ پیک پکڑے کھڑی تھی۔ ان دونوں کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس کی گرفت اپنے بیگ پیک پر سخت ہو گئی۔ وہ تنفر بھری نگاہ ان دونوں پر ڈال کر آگے بڑھ گئی۔ وہ گئی تو عصام نے سکون کی سانس خارج کی۔ علینا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیچاری۔اسے یہاں میری جگہ پر بیٹھ کر تمہیں کمپنی دینی تھی۔"وہ اب بھی ہنس رہی تھی

"اس کی کمپنی کسی فیشن شو سے کم نہیں ہے۔مجھ جیسے آدمی کو تمہاری کمپنی ہی بھاتی ہے۔یہ پلاسٹک کی گڑیاں میرا انٹرسٹ نہیں ہیں۔"عصام نے سر دائیں سے بائیں ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا میری کمپنی میں ایسا کیا خاص ہے؟"پتا نہیں اس نے یہ سوال کیوں پوچھ لیا تھا؟

عصام نے علینا کی طرف چہرہ موڑا۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔پھر وہ کہنے لگا۔

"مجھے تمہاری موجودگی بہت پُرسکون محسوس ہوتی ہے۔شفاف سی۔خالص سی۔جیسے کچھ بہت۔۔۔"وہ رکا۔"بہت پاکیزہ سا ہو تمہاری موجودگی میں۔تمہارا حالہ ایسا ہے جیسے دنیا کی مادیت پرستی سے بلکل پاک ہو۔مجھے آج تک اپنے گرد موجود دنیا کی کسی لڑکی کا حالہ اتنا شفاف محسوس نہیں ہوا ہے۔"وہ آہستہ سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔وہ عصام پر سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھنے لگی۔

"مجھے یاد آیا۔ماہا نے اپنا کیمرا میرے بیگ میں رکھوادیا تھا۔اسے یاد ہی نہیں ہو گا۔میں اسے بتا کر آتی ہوں۔"وہ گڑبڑا کر کہتی ہوئی تیزی سے اٹھی تھی۔پیچھے بیٹھا عصام بس مسکرایا تھا۔

وہ اگلے ڈھائی گھنٹے تک وہیں پھنسے رہے تھے۔ڈھائی گھنٹے بعد جا کر کہیں آمدورفت کا نظام بحال ہوا تھا۔داسو سے آگے چِلّاس کا علاقہ آتا تھا۔یہ ایک انتہائی گرم اور خشک علاقہ تھا۔نومبر کا آغاز ہونے کی وجہ سے اس بار چِلّاس میں موسم نارمل تھا۔نہ زیادہ ٹھنڈ تھی اور نہ ہی زیادہ گرمی۔انہوں نے تقریباً رات کے آٹھ بجے چِلّاس شہر میں اپنے ہوٹل میں چیک اِن کیا تھا۔تھکاوٹ زیادہ ہونے کی وجہ سے سب کھانا کھانے کے بعد سیدھا اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لیے جا چکے تھے۔دو سٹوڈنٹس ایک کمرہ شیئر کر رہے تھے۔ماہا اور علینا ایک کمرے میں تھیں اور عصام اور ریاض ایک کمرے میں۔صبح انہیں جلدی اٹھنا تھا کیونکہ آگے ابھی بہت لمبا سفر طے کرنے والا پڑا تھا۔آگے کا سفر اس سفر کے مقابلے میں کم تھکانے والا تھا مگر زیادہ خوبصورت بھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

دوسرا دن۔

2 نومبر، 2022۔

منزل: ہنزہ، پاکستان۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد وہ چِلّاس سے ہنزہ کے لیے تقریباً آٹھ بجے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ خیبر پختونخواہ کے شہر چلّاس کو گلگت بلتستان کے ساتھ "رائیکوٹ برج" جوڑتا تھا۔ ان دونوں صوبوں کے درمیان یہ برج ایک لنک کا کام دیتا تھا۔ اس سے آگے قراقرم ہائی وے کی بہترین سڑک تھی۔ جیسے مکھن کی طرح ہموار اور ملائم ہو۔ چِلّاس سے دو گھنٹے کی مسافت کے بعد "نانگا پربت ویو پوائنٹ" آتا تھا۔ نانگا پربت دنیا کی نویں بلند ترین اور تیسری خطرناک ترین چوٹی تھی۔ اس چوٹی کو سر کرنے کی کوشش میں تقریباً ساٹھ سے زائد کوہ پیما اپنی جان کی بازی ہار چکے تھے۔ اسی وجہ سے اس چوٹی کو "دی کلر ماؤنٹین" بھی کہا

جاتا تھا۔اس ویو پوائنٹ پر وہ سب بھی رکے تھے۔دھوپ کے باعث چمکتی ہوئی برف سے ڈھکی وہ چوٹی ان کے سامنے اپنی تمام تر شان و شوکت اور ہیبت کے ساتھ کھڑی تھی۔

تصویریں کھینچوانے کے بعد اب وہ دوبارہ اپنے سفر پر گامزن ہو گئے تھے۔

جگلوٹ کے راستے پر مزید کچھ سفر کے بعد "تھری ماؤنٹین جنکشن ویو پوائنٹ" آتا تھا۔اس ویو پوائنٹ پر ہندوکش،ہمالیہ اور قراقرم کے تین پہاڑی سلسلے آ کر ملتے تھے۔یہ ان تین پہاڑی سلسلوں کے لیے ایک جنکشن تھا جہاں ان کا ملاپ ہوتا تھا۔بائیں طرف ہندوکش، دائیں طرف ہمالیہ اور درمیان میں قراقرم کے پہاڑ تھے۔سڑک سے ذرا ہٹ کر دنیا کے تین سب سے اونچے پہاڑی سلسلوں کی شان میں ایک مونیومنٹ بھی بنایا گیا تھا۔یہ مونیومنٹ کچھ یوں تھا کہ جیسے کھجور کے درخت کے ساتھ لگے اس کے نوکیلے پتے آسمان کی طرف رخ کیے سیدھ میں جوڑ کر کھڑے کر دیے گئے ہوں۔اس سلسلے کے دامن میں گلگت اور سکردو سے دو شاخوں کی صورت میں دو دریا مل جاتے تھے اور یوں دریائے سندھ تخلیق ہوتا تھا۔یہ وہی دریا تھا جو پورے پاکستان کو اپنے پانی سے سیراب کرتا تھا اور پھر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سندھ میں کراچی کے راستے سے آکر بحیرہ عرب میں گر جاتا تھا۔ وہاں ایک کینٹین بھی تھی۔ مونیومنٹ کی بغل سے سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ نیچے جا کر منظر کچھ مزید اچھا لگتا تھا۔ قریب سے ان تینوں پہاڑی سلسلوں کو دیکھنا اپنے آپ میں ایک بہت خوبصورت ایکسپیرئنس تھا۔ سیڑھیوں سے اتر کر ذرا نیچے آؤ تو سڑھیاں آگے تین شاخوں میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ سیڑھی کی ہر شاخ کے اختتام پر پتھر سے چکور شکل کی بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی تھی جس کے اوپر چھجہ نما لوہے کی چھت تھی۔ وہ بھی ان میں سے ایک پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ماہا کے ہاتھ میں کیمرا تھا اور وہ ریاض سے کسی بات پر ایک بار پھر سے بحث کر رہی تھی۔ تمام اسٹوڈنٹس اس وقت اس ویو پوائنٹ پر پھیلے ہوئے تھے۔ سب کسی نہ کسی کام میں مشغول نظر آرہے تھے۔ عصام ہاتھ میں کافی کے دو دسپوزیبل کپس لیے اس کے پاس چلا آیا تھا۔ اس نے ایک کپ اس کی طرف بڑھایا تو علینا نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سوری۔ ان کے پاس ہاٹ چاکلیٹ نہیں تھی۔ صرف چائے اور کافی ہی تھی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا۔ علینا نے کپ تھام لیا لیکن وہ ابھی بھی اسے مشکوک

نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ پھر چہرہ موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا تو ٹھٹک گیا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟" وہ کنفیوزڈ سا پوچھ رہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا کہ میں ہاٹ چاکلیٹ پیتی ہوں؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تمہیں یونیورسٹی کے کیفے میں ہمیشہ ہاٹ چاکلیٹ ہی پیتے دیکھا ہے۔ میں نے تمہیں کبھی چائے یا کافی پیتے نہیں دیکھا۔ ویسے ایسا کیوں ہے؟ کیا تمہیں چائے اور کافی پسند نہیں؟" وہ تیزی سے کہتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"میں چائے اور کافی دونوں پی لیتی ہوں۔ مجھے بس ان دونوں کے مقابلے میں ہاٹ چاکلیٹ زیادہ پسند ہے۔" اب وہ سامنے دیکھتے ہوئے کندھے اچکا کر کہہ رہی تھی۔ وہ دونوں اب سامنے موجود پہاڑی سلسلے کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ کتنا۔۔۔ یہ کتنا۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن ہر بار بولتے بولتے خاموش ہو جاتی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ کتنا ہیبت ناک ہے۔ ہے ناں؟"اس نے سامنے دیکھتے ہوئے اس کی ادھوری بات مکمل کی تھی۔

"ہاں۔ یہ وہی پہاڑ ہیں جو قیامت کے دن روئی کے گالوں کی طرح آسمان میں اڑیں گے۔ پھر ان کی تمام تر ہیبت۔ غرور اور تکبر سب فنا ہو جائے گا۔ کبھی کبھار مجھے لگتا ہے کہ ہم انسان بلکل ان پہاڑوں کی مانند ہیں۔ ہم ساری زندگی دوسروں پر اپنی ہیبت، غرور اور تکبر کا ڈھونس جماتے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن جب اللہ کی عدالت لگے گی تو ہماری اوقات بلکل ان پہاڑوں جیسی ہو گی۔ تب ہم انسانوں کی اوقات اس ذات کے آگے ان روئی کے گالوں کی مانند ہو گی۔"وہ جیسے کسی ٹرانس کے زیرِ اثر بول رہی تھی۔

"ہمم۔ صحیح کہہ رہی ہو۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

وہ دونوں خاموشی سے اپنے سامنے موجود منظر کو دیکھتے ہوئے کافی کے گھونٹ بھرنے لگے۔ کبھی کبھار خاموش رہ کر ایک دوسرے کی خاموشی کو سننا بھی بڑا دلچسپ ہوتا ہے۔ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دونوں بھی یہی کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد ماہا نے ان دونوں کو تصویریں کھینچوانے کے لیے بلا لیا تھا۔ تھوڑی دیر مزید ٹھہرنے کے بعد ان کا سفر ایک بار پھر سے شروع ہو چکا تھا۔

اگلے ایک گھنٹے میں وہ گلگت شہر پہنچ چکے تھے۔ گلگت شہر گلگت بلتستان کا دار لحکومت تھا۔ یہ شہر اس صوبے کا سب سے بڑا شہر تھا۔ یہاں کی آبادی گلگت بلتستان کے کسی بھی دوسرے شہر کی آبادی کے مقابلے میں زیادہ تھی۔ اکثر لوگ گلگت میں رکنے کے بجائے اس شہر کو بائی پاس کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے۔ انہوں نے بھی یہی کیا تھا۔ وہ بس یہاں دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے رکے تھے۔ پھر گلگت کے مین بازار کے راستے اس شہر کو بائی پاس کرتے ہوئے آگے نکل آئے۔

مزید ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ "زیرو پوائنٹ آف راکاپوشی" پہنچ گئے تھے۔

یہ سب سے قریب ترین ویو پوائنٹ ہے جہاں سے اس چوٹی کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ راکاپوشی دنیا کی ستائیسویں سب سے بڑی چوٹی تھی۔ لفظ راکاپوشی کا مطلب "Shining Wall" تھا۔ مقامی لوگ اس چوٹی کو بوروشسکی (Burushaski) زبان میں "دومانی" کا نام بھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دیتے تھے جس کے معنی "Mother of Mist" کے تھے۔ یہ چوٹی پورا سال برف سے پوری طرح ڈھکی رہتی تھی۔ بادلوں سے ڈھکی اس چوٹی پر جب دھوپ پڑتی تھی تو اس پر جمی سفید برف چمکنے لگتی تھی۔ اس ویو پوائنٹ پر سڑک کی ایک طرف کیفیز اور گلگت کی لوکل چیزوں کی خرید و فروخت کے لیے دکانیں بنائی گئی تھیں۔ سڑک کی دوسری طرف پاکستان کی دوسری سب سے لمبی زپ لائن تھی۔

ان کی بسیں اس ویو پوائنٹ پر رکیں تو ایک بار پھر چائے پینے اور تصویریں کھینچنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سہ پہر کا وقت ہو چلا تھا اور اب برف جیسی یخ ہوا چلنے لگی تھی۔ اس یخ بستہ ہوا میں راکاپوشی کے دامن میں بیٹھے وہ چاروں بھاپ اڑاتے کپوں سے چائے کے گھونٹ بھر رہے تھے۔

"مجھے شدید سردی لگ رہی ہے۔" ماہا کانپتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔ وہ چاروں آمنے سامنے لکڑی کے بینچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ماہا اور علینا ایک طرف اور عصام اور ریاض

دوسری طرف۔ درمیان میں لکڑی کی ایک میز حائل تھی۔ جس پر ماہا کا خالی چائے کا کپ پڑا تھا۔ باقی تینوں ابھی بھی اپنی چائے پی رہے تھے۔

"بھائی ایک کپ چائے اور۔" اس نے اپنی ٹیبل کے پاس سے گزرتے ہوئے لڑکے سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تو لڑکا جی کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ماہا بار بار اپنے ہاتھوں کو آپس میں مل رہی تھی۔ عصام اور ریاض نے جیکٹس پہن رکھی تھیں اور علینا نے شال اوڑھ رکھی تھی لیکن ماہا نے گلے میں ایک اسکارف کے علاوہ کپڑوں کے اوپر اور کچھ بھی نہیں پہن رکھا تھا۔ بقول اس کے اسے زیادہ سردی نہیں لگا کرتی تھی اور نومبر کے آغاز میں کچھ خاص سردی نہیں ہونے والی تھی لیکن اسے یہاں کے موسم کی ناپائیداری کے متعلق کچھ علم نہ تھا ورنہ وہ اپنے سامان میں سے ایک جیکٹ نکال کر اپنے ساتھ رکھتی۔

"ماہا تمہیں اپنے ساتھ کوئی جیکٹ یا پھر شال رکھنی چاہیے تھی یار!" ریاض کا روڈ سا لہجہ اس کی سماعت سے ٹکرایا تو اس نے گیلی آنکھوں سے ریاض کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

وہ اس کے خود کو یوں دیکھنے پر یکدم گڑبڑا گیا تھا۔ وہ پچھلے پندرہ منٹ سے اسے اس کی بے وقوفی پر ڈانٹے ہی جا رہا تھا۔ قریب تھا کہ اب ماہا رو دیتی۔

"ریاض ایسے مت کہو۔ اسے شوق تھوڑی تھا یوں سردی میں ٹھٹھرنے کا۔ اب اس وقت ہم سامان میں سے کچھ نکال بھی نہیں سکتے ہیں۔" علینا نے خفا سے انداز میں کہا تو ریاض کو یکدم شرمندگی سی محسوس ہوئی۔ "تم ادھر آؤ۔" علینا نے اپنی شال کا ایک حصہ کھولا اور ماہا کو اپنے قریب کیا اور پھر شال کا وہ حصہ اس کے گرد لپیٹ دیا۔

"بے مروت انسان۔ اگر انسان مدد نہیں کر سکتا تو اسے اپنے تمام مشورے اپنے پاس رکھنے چاہئیں۔" وہ منہ بنا کر کہتی علینا کے حصار میں اکٹھی ہو گئی تھی۔ گرمائش محسوس کرنے پر اب وہ کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی۔ عصام کرسی کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا ریاض کی بے عزتی سے محظوظ ہو رہا تھا۔ وہ اس کی بے عزتی پر ہنسنا چاہتا تھا لیکن ماہا کے ڈر سے خاموش رہا۔ عین ممکن تھا کہ وہ اس کی بے عزتی بھی کر دیتی۔ لڑکے نے چائے کا کپ لا کر ماہا کے سامنے رکھا تو اس نے گرم گرم چائے کا کپ اٹھایا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ

بھرنے لگی۔ ریاض اور عصام موبائل پر لگے ہوئے تھے۔ چائے ختم ہوئی تو پروفیسرز نے تمام اسٹوڈنٹس کو واپس بسوں میں بیٹھنے کے لیے کہا۔ وہ دونوں ایک ساتھ اٹھی تھیں۔ ایک شال کو دو لڑکیاں لپیٹے کھڑی تھیں۔ عصام کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔ ماہا اور علینا دنوں نے ایک ساتھ جھٹکے سے گردن موڑ کر عصام کو دیکھا تو فوراً سے پہلے اس کی بتیسی اندر چلی گئی۔ وہ دونوں ابھی آگے بڑھنے ہی لگی تھیں کہ ریاض انہیں پکار اٹھا۔

"رکو۔" وہ ان کے ذرا قریب آیا پھر علینا کی طرف دیکھا۔ "علینا تم اور عصام جاؤ۔ مجھے ماہا سے بات کرنی ہے اور ہاں اپنی شال بھی ساتھ لے جاؤ۔" اس کا لہجہ سادہ سا تھا۔ علینا نے ماہا کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ علینا اور عصام ان دونوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ سارے اسٹوڈنٹس آگے بڑھ گئے تھے۔ صرف وہی دونوں پیچھے رہ گئے تھے۔ علینا اپنی شال ساتھ لے گئی تھی اس لیے ایک بار پھر ماہا سردی سے کانپنے لگی تھی۔ ریاض اس کے ذرا قریب آیا پھر اپنی جیکٹ اتاری اور ماہا کے کندھوں کے گرد ڈال دی۔ وہ دم بخود سی اسے دیکھتی رہ گئی۔ اسے ریاض سے اس سب کی توقع نہیں تھی۔ پھر اس نے بہت آہستہ

سے ماہا کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔اس کے ہاتھ گرم تھے کیونکہ وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بیٹھا رہا تھا۔ماہا کے ہاتھ ٹھنڈے تھے۔برف جیسے۔لیکن گرمائش ملنے پر برف پگھل رہی تھی۔

"آئی ایم سوری۔روڈ ہونے کے لیے۔"وہ اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھوں میں چھپائے کہہ رہا تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو؟ تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی!"یکدم وہ اپنے ٹرانس سے جاگی تو اس نے جھلا کر کہا۔ریاض اس کے سامنے بس ایک سنگل شرٹ میں کھڑا تھا۔وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"میں کافی اسٹرونگ نروز کا بندہ ہوں۔مجھے اتنی جلدی ٹھنڈ نہیں لگتی لیکن اگر تم اسے نہیں پہنو گی تو تمہیں ضرور لگ جائے گی۔"

"ریاض ایسے مت کرو۔تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔"وہ پریشان سی کہہ رہی تھی۔

"میری بیوی کو اگر میرے ہوتے ہوئے یہ ٹھنڈ برداشت کرنی پڑے اور اسے یوں اس سردی کے باعث تکلیف ہو تو پھر لعنت ہو ریاض رحیم اسد پر!"وہ مسکرا کر اس کے

چہرے پر آئے بال اس کے کان کے پیچھے اڑستا ہوا کہہ رہا تھا۔ماہا جو گلابی ہوئی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی یکدم سیدھی ہوئی۔چہرے پر ڈھیر سارا غصہ عود آیا۔

"یہ عصام کے کسی ناول کا ڈائیلاگ ہے نا؟"وہ دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی۔ریاض یکدم حیران ہوا۔

"وہ۔وہ۔"ریاض کو سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔

"تم مجھے منانے کے لیے اپنے دل سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتے؟!"اس نے ایک جھٹکے سے ریاض کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکالے اور آگے بڑھ گئی۔ریاض کسی ناکام عاشق کی طرح اس کا نام پکارتا اس کے پیچھے آرہا تھا۔

وہ دونوں بس کے پاس کھڑے تھے۔اسٹوڈنٹس ایک ایک کر کے اندر بیٹھ رہے تھے۔

وہ دونوں سینے پر بازو لپیٹے بس کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے اس سمت میں دیکھ رہے تھے جہاں سے ماہا اور ریاض نے آنا تھا۔عصام نے چہرہ موڑ کر علینا کی طرف دیکھا۔

"ویسے یہ شال بھی کچھ زیادہ گرم نہیں ہے۔اگر تم چاہو تو میری جیکٹ۔۔۔"ابھی وہ کچھ آگے کہتا کہ اس سے پہلے ہی علینا نے اسے ایک گھوری سے نوازا تو اس کی بولتی بند ہو گئی۔

"نہیں یہ آئیڈیا ہی بیکار ہے۔شال زیادہ اچھی ہے۔"وہ اس کی نظروں سے خوف کھاتا کہہ رہا تھا۔ماہا منہ پھلائے سامنے سے چلتی ہوئی آ رہی تھی اور ریاض اس کا نام پکارتا اس کے پیچھے۔وہ ان دونوں کے قریب آئی اور عصام کو گھور کر دیکھا پھر بس کے اندر چلی گئی۔علینا نے پہلے ماہا کو دیکھا پھر عصام کی طرف چہرہ موڑا۔

"کیا کیا ہے تم نے؟"وہ غصے سے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ مسکرایا تو گال کی دونوں اطراف میں ڈمپلز واضح ہوئے۔

"بس تھوڑی سی شرارت!"علینا نے افسوس سے دائیں بائیں سر ہلایا اور ماہا کے پیچھے بس کے اندر چل دی۔ریاض تب تک اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے میسج میں کہا تھا کہ یہ ڈائیلاگ تم نے ابھی ابھی میرے لیے گھڑا ہے!"اس نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔ جب ماہا چائے کا دوسرا کپ پی رہی تھی تو عصام میسجز کے ذریعے ریاض کو اپنی ناراض بیوی کو منانے کی ترکیب بتا رہا تھا۔

"تو کیا وہ نہیں مانی؟"وہ معصوم سا چہرہ بنائے پوچھ رہا تھا۔

"یہ تمہارے کسی ناول کا ڈائیلاگ تھا نا؟"اس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں تھا تو سہی۔ وہ میرا ترکی والا ناول یاد ہے تمہیں؟"وہ محظوظ سا کہہ رہا تھا اور دوسری طرف ریاض کا بس نہیں چلتا تھا کہ زمین پر پڑا ہوا کوئی پتھر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔

"اور کیا ملا تمہیں یہ سب کر کے؟"اس نے آیک آبرو اٹھا کر پوچھا تھا۔

"انٹرٹینمنٹ۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تمہارے اندر نا کسی مری ہوئی کلیشی عورت کی روح ہے عصام!"وہ کہتا ہوا بس کے اندر چلا

گیا۔ پیچھے کھڑا عصام ہنسا اور بس کے اندر چل دیا۔ اس کی بوریت کا سامان اسے مہیا ہو چکا تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ ہنزہ ویلی میں داخل ہو چکے تھے۔ ہنزہ اپنی سیاحت، مہمان نوازی اور اپنی خوبصورت وادیوں کے لیے مشہور تھا۔ یہاں پر پوری دنیا سے ملکی اور غیر ملکی سیاح آتے تھے۔ ہنزہ کو دنیا کی جنت بھی کہا جاتا تھا۔ یہاں کے لوگوں کا ذریعہ معاش پاک فوج میں ملازمت اور سیاحوں کی خدمت تھا۔ دریائے ہنزہ پاکستان کے شمالی علاقوں کا ایک اہم دریا تھا۔ اس دریا کا پانی مٹی اور چٹانی ذرّوں کی آمیزش کی وجہ سے گدلہ تھا۔ مختلف گلیشیئر اور نالے اس دریا کا سورس تھے۔ سردیوں میں یہاں کا درجہ حرارت منفی دس ڈگری تک چلا جاتا تھا اور گرمیوں میں پندرہ ڈگری تک۔ پوری دنیا میں ہنزہ کے بارے میں مشہور تھا کہ اس خطے کی اصل خوبصورتی خزاں کے موسم میں دنیا کے سامنے آشکار ہوتی تھی۔ وہ سب خزاں کے موسم میں یہاں آئے تھے سو درختوں کے پتوں کا رنگ بھی مختلف تھا۔ نارنجی، پیلے، بھورے اور سنہرے رنگ کے پتے سڑک کے کنارے گرے ہوئے ملتے تھے۔ دریائے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہنزہ جو پورا سال پہاڑوں کے ریتیلے ذروں کی وجہ سے سیاہ ہوتا تھا، خزاں کے موسم میں گہرے نیلے رنگ کا ہو جاتا تھا۔ ان کا ہوٹل ہنزہ کے کریم آباد بازار میں تھا۔ چیک ان کرنے کے بعد ابھی رات کے کھانے میں وقت تھا تو سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چل گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ منظر ماہا اور علینا کے کمرے کا تھا۔ وہ دونوں بالکنی میں رکھی کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ درمیان میں کانچ کی ایک میز تھی جس پر علینا کی طرف ہاٹ چاکلیٹ اور ماہا کی طرف کافی کے بھاپ اڑاتے کپ پڑے تھے۔ علینا نے سویٹر پر شال اوڑھ رکھی تھی اور ماہا نے جیکٹ پر ایک گرم اونی شال لپیٹی ہوئی تھی۔ ٹھنڈ کچھ مزید بڑھ گئی تھی۔

"وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اسے پرواہ ہی نہیں ہوتی ہے میری! انتہائی بے مروت انسان ہے وہ! کبھی جو ہو وہ مجھ سے پیار سے بات کرلے؟ لیکن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ

ریاض رحیم اسد ہے!"وہ جب سے بالکنی میں آ کر بیٹھی تھیں وہ تب سے ریاض کی بُرائی کر رہی تھی۔اب تو علینا بھی اکتا گئی تھی۔

"اب تم بات کو بڑھا رہی ہو ماہا!" آخر کار اب وہ بول پڑی تھی۔ماہا کے اعصاب تن گئے۔

"میں بات کو بڑھا رہی ہوں؟ میں؟"اس نے سینے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم!تم اور ریاض تو کزنز ہو۔ایک ساتھ بڑے ہوئے ہو۔ایک دوسرے کے بارے میں سب جانتے ہو۔ایک دوسرے کو سمجھتے ہو۔ایک دوسرے کے اتنے اچھے دوست ہو پھر کیوں اس طرح لڑتے رہتے ہو؟"وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہہ رہی تھی۔ماہا کے تنے اعصاب قدرے ڈھیلے پڑے۔

"یو نو واٹ۔ہمارے نکاح سے پہلے سب ٹھیک تھا۔ہم نہ لڑتے تھے اور نہ جھگڑتے تھے۔" وہ ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی۔"شاید ہمیں نکاح کرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔شاید یہ غلطی تھی یا پھر شاید۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ بات سچ نہ نکل آئے۔

"یا پھر شاید ریاض کو تم سے کبھی محبت تھی ہی نہیں۔یہ محض صرف وقتی ایٹریکشن تھی۔"علینا نے سادہ سے لہجے میں کہا جیسے یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ماہا نے علینا کی طرف گیلی آنکھوں سے دیکھا۔"کیوں ہے نا؟تم یہی کہنا چاہتی تھی نا؟"ماہا اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔

"ایسے مت کہو علینا!"آواز میں درد تھا۔یکدم آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔"میں ریاض سے بہت محبت کرتی ہوں۔ایسے نہ کہو۔کہیں یہ سچ نہ ہو جائے۔"وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔چند لمحے وہ اسے دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"محبت کا اظہار کس نے کیا تھا پہلے؟"ماہا نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا؟"

"پہلے تم نے ریاض سے محبت کا اظہار کیا تھا یا ریاض نے؟"اس نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ریاض نے۔ میں نے کبھی اس سے ایسی بات نہیں کہی تھی۔ کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ اگر میری محبت یکطرفہ نکلی تو میں کیا کروں گی؟"اس نے ہاتھ کی پشت سے گال رگڑ کر اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

"اور یہ نکاح کا آئیڈیا کس کا تھا؟"

"عصام کا۔ ہم اپنے گھر والوں سے یہ بات نہیں چھپانا چاہتے تھے تو ہم نے عصام سے مشورہ مانگا۔ اور عصام اپنی روایات کو قائم رکھتا ہوا سیدھا میرے ابا اور تایا ابا کے پاس اپنی یہ تجویز لے کر پہنچ گیا۔"ماہا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور پھر کیا ہوا؟"

"پھر کیا ہونا تھا؟ ابا اور تایا ابا نے ہم تینوں کی دل کھول کر بے عزتی کی۔"اس نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا تو علینا ہنس پڑی۔"ہماری عمر ہی کیا تھی علینا؟ اٹھارہ سال؟ یہ کوئی عمر ہوتی ہے محبت کرنے کی بھلا؟"اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"محبت نہ عمر دیکھتی ہے، نہ وقت اور نہ حالات۔ یہ بس ہو جاتی ہے۔ خود تو اپنی مرضی کی مالک ہے لیکن جسے ہوتی ہے اس کی چلنے نہیں دیتی۔" وہ سنجیدہ سا کہہ رہی تھی۔ "اچھا پھر کیا ہوا؟"

"پھر اینٹری ہوئی شہریار انکل کی! انہوں نے ابا اور تایا ابا کو اس سب کا ایک دوسرا پہلو بتایا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ ہم تینوں نے ان سے یہ بات نہیں چھپائی۔ کیا وہ زیادہ اچھا ہوتا کہ ہم اپنے بڑوں سے اس سب کو راز رکھتے؟"

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر یہ ہوا کہ عصام نے اپنی تجویز دوبارہ پیش کی اور اس بار وہ تجویز رد نہیں کی گئی۔" اس بار وہ مسکرائی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا کہ اس طرح کی تجویز عصام ہی دے سکتا ہے۔"اس نے ایک لمبی سانس اندر کو کھینچتے ہوئے کہا۔

"تم اسے کیا سمجھتی ہو علینا؟ کوئی پلے بوائے؟ یا پھر فلرٹ؟"ماہا سنجیدہ سی پوچھ رہی تھی۔

"بُرا مت منانا۔ میں صرف پوچھ رہی ہوں کیونکہ میں سچ میں جاننا چاہتی ہوں کہ تم اس کے بارے میں کیا سوچتی ہو؟"

"میں نے کبھی اس کے بارے میں ایسا کچھ نہیں سوچا۔ وہ بہت اچھا ہے ماہا۔ میں نے اپنے باپ کے بعد آج دوسرا مرد دیکھا ہے جو مجھ سے اس قدر کر محبت کرتا ہے کہ کوئی حد نہیں۔ لیکن پتا ہے کیا ماہا؟ میں اس کی محبت کی اہل نہیں ہوں۔ میں اس کے لیے نہیں ہوں۔ اور اسے یہ بات کبھی سمجھ نہیں آئے گی کیونکہ وہ عشق کا مریض ہے۔ پیار اور محبت کا علاج تو ہوتا ہے لیکن عشق۔۔۔ وہ قیامت تک لاعلاج رہتا ہے۔"آخری بات کہتے ہوئے اس کی آواز میں ایک عجیب سی اداسی گھل گئی تھی۔ ماہا نے اسے افسوس سے دیکھا تھا۔ وہ کیوں اپنی ہر خوشی سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیتی تھی؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے کبھی کبھار لگتا ہے کہ ریاض مجھ سے پیار نہیں کرتا۔ کیا میں غلط سوچ رہی ہوں؟"وہ متذبذب سی اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔ تم صحیح سوچ رہی ہو۔ وہ تم سے پیار نہیں کرتا۔"ماہا کو لگا جیسے کسی نے اس کے دل پر پیر رکھ دیا تھا۔

"تو کیا پھر یہ سب محض ایک وقتی ایٹریکشن تھی؟"وہ آنسوؤں کو بہنے سے روکے ہوئے تھی۔ اگر علینا اس بار ہاں کہہ دیتی تو وہ سچ میں رو دیتی۔ علینا نے اس کی طرف چہرہ موڑا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہنے لگی۔

"ریاض تم سے پیار نہیں کرتا ہے ماہا۔ اس بات کو اپنے ذہن میں بیٹھا لو۔"اس نے سنجیدہ سے انداز میں کہا تو ایک آنسو ٹوٹ کر ماہا کے گال پر لڑھک گیا۔"ریاض رحیم اسد ماہا دانیال اسد سے محبت کرتا ہے۔"اس نے اگلا جملہ مسکراتے ہوئے ادا کیا تو ماہا نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ بے رونق چہرے پر یکدم قوسِ قزاح عود آئی تھی۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"اس کی آواز بے یقینی سے بھری ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے ابھی تک ریاض کی جیکٹ پہن رکھی ہے اور وہ ابھی تک اپنی جیکٹ واپس لینے نہیں آیا۔ مائنس ایک ڈگری پر اس آدمی نے دو گھنٹے بغیر اس جیکٹ کے سفر کیا ہے اور تم کہتی ہو کہ اسے تم سے محبت نہیں ہے؟ بڑی ہی ناشکری لڑکی واقع ہوئی ہو تم ماہا!" علینا نے مصنوعی خفگی سے سر دائیں سے بائیں ہلایا۔ "پتا ہے ہم عورتوں کا مسئلہ کیا ہے؟ ہمیں لگتا ہے کہ اگر مرد دن میں پانچ بار میسج یا پھر کال کر کے ہمیں "آئی لو یو" نہیں کہتا تو وہ ہم سے محبت نہیں کرتا۔ لیکن محبت جتانے یا بتانے کا نام نہیں ہے ماہا۔" اس کی نظر بالکنی سے نیچے ہوٹل کے گیٹ پر پڑی۔ عصام ہاتھ میں کچھ پکڑے ہوٹل کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ "محبت احساس کا نام ہے۔ خلوص کا نام ہے۔ سکون کا نام ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو پھر ہم فضول سی باتوں کو اتنا exaggerate کیوں کرتے ہیں؟"

"ہم نہیں تم ماہا!"

"میں؟" ماہا حیران تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں تم۔ تم exaggerate کرتی ہو۔پتا ہے وجہ کیا ہے؟ کیونکہ تم ریاض کو فلموں اور ڈراموں کی عینک لگا کر دیکھتی ہو۔ تم اسے دوسروں کے ساتھ کمپیئر کرتی ہو ماہا! کبھی بھی۔۔۔ کبھی بھی اپنے مرد کو کسی دوسرے مرد کے ساتھ کمپیئر نہیں کرتے ہیں ماہا! تم اس سے یہ توقع رکھتی ہو کہ وہ ہر وقت تم سے اپنی محبت جتاتا رہے۔ ایسا نہیں ہوتا ہے ماہا۔ تمہیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ کچھ لوگ expressive نہیں ہوتے ہیں۔ وہ ہر وقت اپنی ہر فیلنگ تمہیں ایکسپریس کر کے نہیں دکھا سکتے۔ ریاض بھی ان میں سے ایک ہے۔ ہر وقت زبان سے محبت کا کیا جانے والا اقرار ضروری نہیں ہوتا۔ محبت کا ہمیشہ عمل سے جھلکنا ضروری ہوتا ہے ورنہ زبان سے تو لوگ جھوٹ بھی بول جاتے ہیں اور کسی کو معلوم بھی نہیں پڑتا۔" آخری جملہ اس نے ماہا کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"تم جو کہہ رہی ہو میں سمجھ رہی ہوں۔" یہ کہتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

اس وقت وہ علینا کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کُھلا اور اسے اپنے عین سامنے علینا کھڑی نظر آئی۔

"تم نے یہ گرا دیا تھا۔"عصام نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جس میں ایک بروچ تھا۔یہ بروچ اس کے ہینڈ بیگ کے ساتھ لگا ہوا تھا لیکن شاید راستے میں کہیں گر گیا تھا۔اس نے وہ بروچ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ میرا بروچ ہے؟"اسے قدرے حیرت ہوئی۔

"تمہارے ہینڈ بیگ کے ساتھ لگا دیکھا تھا۔راستے میں مجھے گرا ہوا ملا تھا تو سوچا واپس دے دوں۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اس کے لیے تھینکس۔"اس نے بروچ والا ہاتھ اوپر کر کے دکھایا اور ہلکا سا مسکرائی۔

"یور ویلکم۔"اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور واپس پلٹ گیا۔اس نے اپنے پیچھے کافی دیر بعد دروازہ بند ہونے کی آواز سنی تھی۔کیا وہ اسے دیکھتی رہی تھی؟

رات کے کھانے کے لیے سارے اسٹوڈنٹس نیچے ڈائننگ ہال میں آ گئے تھے۔علینا ابھی اپنے کمرے میں ہی تھی۔راہداری میں ماہا نے عصام اور ریاض کو ڈائننگ ہال کی طرف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جاتے ہوئے دیکھا تو وہ ان کا راستہ روک کر ان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ پھر عصام کی طرف دیکھا۔

"تمہیں میں نے ابھی تک معاف نہیں کیا اس لیے نکلو یہاں سے ابھی!" اس نے انگلی سے عصام کو وہاں سے فوراً غائب ہونے کا اشارہ کیا تھا۔ عصام کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے نکل گیا۔ ماہا جب سیریئس ہوتی تو عصام کو بھی اس سے ڈر لگا کرتا تھا۔ ریاض نے ماہا کی طرف دیکھا۔ چہرہ بے تاثر سا تھا۔

"میری بات غور سے سننا۔" اس نے باور کروانے والے لہجے میں کہا تو ریاض کے اعصاب تن گئے۔ یقیناً اب وہ پھر سے لڑائی ہی کرنے آئی تھی۔ "آئی ایم سوری۔ میں راستے میں بھی تم سے لڑتی آئی اور میرا لہجہ بھی بہت روڈ تھا۔ میں نے ایک فضول سی بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ آئی ایم سوری کہ میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر اور تھنک کرتی ہوں اور چیزوں کو over exaggerate کر دیتی ہوں۔" اس کے انداز میں شرمندگی سی تھی۔ وہ خاموش ہوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تو اس نے چہرہ اٹھا کر ریاض کی طرف دیکھا۔اب کہ وہاں نرمی کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔اس نے ایک لمبی سانس اندر کو کھینچی۔ پھر کہنے لگا۔

"میرا بھی رویہ اچھا نہیں تھا۔ آئی ایم سوری ٹو!"وہ ایک لمحے کے لیے رکا پھر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہنے لگا۔"میں تمہیں اس بات کی پوری ضمانت دیتا ہوں کہ میرا ہر عمل تمہیں اس بات کی گواہی دے گا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔یہ میں کر سکتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔"وہ نرم سے لہجے میں کہتا ہوا آخر میں مسکرایا تھا۔ماہا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔یہ ایک اشارہ تھا کہ وہ اس کی بات کو سمجھ چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے تم اپنی جیکٹ واپس لے سکتے ہو۔میں نے اپنے سامان میں سے اپنے گرم کپڑے نکال لیے ہیں۔"

"نہیں تم وہ رکھ سکتی ہو۔"

"لیکن وہ تمہاری ہے۔میں کیسے رکھ سکتی ہوں؟"وہ متذبذب سی پوچھ رہی تھی۔ریاض مسکرایا۔

"تو دل بھی تو میرا تھانا!وہ کیوں رکھ لیا اپنے پاس؟دل رکھ کر کہہ رہی ہو جیکٹ نہیں رکھ سکتیں۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا اور وہ گلابی سے گلابی تر ہوئی جا رہی تھی۔ریاض سینے پر بازو لپیٹے کھڑا اسے محظوظ نظروں سے دیکھنے لگا۔پھر اس کے کان کے پاس جھکا اور مسکرا کر کہنے لگا۔

"اگر ہر وقت لڑاکا طیارے کی طرح لڑنے کے بجائے تم یوں بلش کرنے لگو تو زندگی کتنی حسین ہو جائے گی۔نہیں؟"وہ پیچھے ہٹا تو وہ گلابی چہرہ لیے کھلکھلا کر ہنس دی۔

وہ جب ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی تو اس نے ان تینوں کو کھڑکی کے ساتھ موجود ایک چوکور میز کے گرد بیٹھے پایا۔ماہا اور ریاض ایک طرف بیٹھے مسکرا کر باتیں کر رہے تھے۔ ماہا اسے اپنے موبائل پر کچھ دکھا رہی تھی اور ریاض ہنس رہا تھا۔علینا مسکرائی۔ان کی صلح ہو گئی تھی۔گڈ۔وہ قریب آئی اور کرسی کھینچ کر عصام کے ساتھ بیٹھ گئی۔اس نے عصام کی طرف دیکھا جو سڑا ہوا سا سامنے بیٹھے ریاض اور ماہا کو دیکھ رہا تھا۔علینا ہلکا سا اس طرف جھکی پھر ہلکی آواز میں کہنے لگی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"

"صلح ہو گئی ہے ان دونوں کی۔"اس نے اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

"تو اچھی بات ہے نا۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے؟"وہ حیران تھی۔عصام نے علینا کی طرف چہرہ موڑا۔

"میری انٹرٹینمنٹ کا کیا ہو گا؟"وہ ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔علینا نے اسے ایسے دیکھا کہ جیسے کہنا چاہتی ہو کہ سیریئسلی؟

"ریاض بلکل صحیح کہتا ہے کہ تمہارے اندر کسی مری ہوئی کلیشی عورت کی روح ہے۔"اس نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلاتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد کھانا سرو کیا گیا تھا۔ماہا اور ریاض اب بھی باتوں میں مشغول تھے۔علینا ان کو مسکرا کر دیکھتی اور پھر دوبارہ کھانا کھانے لگ جاتی۔اور عصام۔۔۔اسے انٹرٹینمنٹ کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔اس نے علینا کی طرف دیکھا۔وہ اپنی پلیٹ میں آچار گوشت نکال رہی تھی۔پھر اس کی آنکھیں چمکیں۔انٹرٹینمنٹ کا سورس مل گیا تھا۔

"یار یہ آچار گوشت اتنا بھی اچھا نہیں ہے۔"عصام نے تنقید کرنے والے انداز میں کہا تھا۔

ان تینوں نے یکدم چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ آچار گوشت بہت اچھا تھا اس لیے ان کا یوں حیرانی سے اسے دیکھنا بنتا تھا۔

"کیوں اسے کیا ہے؟ مجھے تو یہ بہت اچھا لگا ہے۔ بلکہ ان فیکٹ میں نے تو اس سے اچھا آچار گوشت کبھی کھایا ہی نہیں ہے۔"ماہا نے چہکتے ہوئے انداز میں اس کی تنقید کو رد کر دیا تھا۔

"نہیں۔اس سے بھی اچھا آچار گوشت اس دنیا میں exist کرتا تھا۔"اس نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

"اچھا۔تم نے کہاں کھایا؟"ریاض اب اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھ رہا تھا۔

"کھایا نہیں ہے ابھی لیکن ایک لڑکی ہے جو مجھے اپنے ہاتھوں سے بنا دنیا کا سب سے اچھا آچار گوشت کھلائے گی۔"اور یکدم علینا کو اچھو لگا تھا۔"وہ کیا ہے نا مجھے اس کی قابلیت پر پورا بھروسہ ہے۔"اس نے مسکراتے ہوئے علینا کی طرف دیکھا۔ پھر پانی کا گلاس اس کی طرف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بڑھایا۔اس نے کھانستے ہوئے خونخوار نظروں سے عصام کو دیکھا پھر پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"علینا تم ٹھیک ہو؟"ماہا پریشان سی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔"علینا نے عصام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ماہا اور ریاض ان دونوں کو شاکی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"ویسے کون ہے یہ لڑکی؟"ریاض نے اب کے استفسار کیا تھا۔

"ہے ایک۔ملکہ کی طرح حکم جماتی ہے۔ملکہ کے جیسا قہر نما غصہ ہے اس کا۔ملکہ کی طرح مجھے خادم سمجھتی۔۔۔"ابھی وہ اس سے آگے کچھ بولتا کہ اس سے پہلے ہی علینا نے ٹیبل کے نیچے اپنا پیر زور سے عصام کے پیر کے اوپر رکھ کر دبایا۔یکدم اس کے منہ سے کراہ نکلی۔کراہ اتنی اونچی تھی کہ ٹیبل پر بیٹھے تینوں لوگ اس کی کراہ سن سکتے تھے۔ماہا اور ریاض نے ایک جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا۔علینا کا پیر ابھی تک عصام کے پیر کے اوپر تھا لیکن وہ مزے سے آچار گوشت اور روٹی کا نوالہ بنا کر کھا رہی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا؟"ماہا نے پھیلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ عصام کی طرف دیکھا۔عصام نے آہستہ سے اپنا پیر علینا کے پیر کے نیچے سے نکالا۔

"ک۔کچھ نہیں۔دانتوں کے درمیان زبان آگئی تھی۔"وہ بدقت مسکرایا۔ہائے ملکہ نے جوتے بھی بلاک ہیلز والے پہنے تھے!اُسے اپنی نانی کے ساتھ ساتھ اپنے ماں باپ دونوں کا اگلا پچھلا خاندان یاد آگیا تھا۔دوسری طرف وہ مزے سے اپنا کھانا کھا رہی تھی۔عصام نے رونے کی کوشش نہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کی مٹھی اپنے ہونٹوں پر رکھ لی تھی۔وہ سب پھر سے کھانے کی طرف مشغول ہوئے تو علینا نے کہنا شروع کیا۔

"تمہیں پتا ہے ماہا۔"اس نے ماہا کو مخاطب کیا تو اس نے سر اٹھایا۔"بہت جلد انوشے کی شادی ہونے والی ہے۔"اس بار اچھو لگنے کی باری عصام کی تھی۔ماہا اور ریاض نے ایک بار پھر سے عصام کی طرف عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔

"اب تمہیں کیا ہوا؟"اب کہ ریاض نے اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عصام نے کھانستے ہوئے پانی کا گلاس لبوں سے لگایا اور نفی میں سر ہلانے لگا۔ ماہا کو البتہ اس کی حالت سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ اسے عصام کی حالت سے زیادہ کسی اور بات میں دلچسپی تھی۔

"کس سے؟" اس نے پلیٹ ذرا آگے کو کھسکائی اور پھر خود بھی ذرا آگے کو ہوئی۔ علینا ہلکا سا مسکرائی پھر عصام کی طرف دیکھنے لگی۔ عصام نے اس کی طرف دیکھ کر آہستہ سے گردن نفی میں ہلائی۔ علینا اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"ہے کوئی۔ دنیا اس کے پیچھے پاگل ہے اور وہ بے وقوف سرابوں کا پیچھا کرتا ہے۔ دنیا اس کے آگے خود کو پیش کرنے کے لیے تیار ہے اور وہ جو خود کسی ہیرے جیسا ہے، خود کو اس کے سامنے بے وقعت بنائے بیٹھا ہے۔ بہت بے وقوف ہے جو اس کے خواب دیکھ رہا ہے۔ بہت بڑا بے وقوف۔" اس نے عصام پر سے نظریں ہٹالیں اور دوبارہ سے اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ لیکن عصام اسے دیکھتا رہا۔ پھر ماہا کی آواز پر چونک کر اپنی پلیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلو جو بھی ہو ہمیں کیا!"ماہا اور ریاض بھی اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن عصام ایسا نہ کر سکا۔ یکدم ہی دل اداس ہو گیا تھا۔

****

وہ آدھی رات کے وقت ہوٹل کے باہر سیٹنگ ایریا میں کھڑا تھا۔ سب سو چکے تھے اور وہاں نہ کوئی بندہ تھا نہ بندے کی ذات۔ اس نے سیاہ رنگ کی لیڈر جیکٹ پہن رکھی تھی۔ وہ شدید سردی میں پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

اس کے بلکل مقابل کوئی آ کھڑا ہوا تھا۔ وہ شاہزیب تھا۔ لمبے کوٹ اور مفلر میں ملبوس۔ عصام نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت صرف وہی ہو سکتا تھا جو یوں آدھی رات کے وقت اس کے ساتھ سردی میں آ کر کھڑا ہو جاتا۔

"یہاں سردی میں کیوں کھڑے ہو؟"شاہزیب نے دھیمے سے لہجے میں اس سے استفسار کیا تھا۔

"کیا تم نے کبھی دنیا کے ذہین ترین مردوں میں سے کسی کو ایک عورت کے سامنے ہارتے ہوئے دیکھا ہے؟"اس کے انداز میں کچھ تھا۔ کچھ بہت اداس سا۔

"ہاں۔ تمہیں دیکھ رہا ہوں!"وہ تاسف سے گردن جھکا کر ہلکا سا ہنسا۔

"یہ کتنی عجیب بات ہے ناشاہزیب کہ کسی سے محبت ہوتے ہوئے بھی آپ اس سے اس بات کا اقرار نہیں کرتے؟"وہ مسکراتا ہوا استفسار کر رہا تھا۔

"تم نے اپنی باؤنڈریز توڑیں۔"شاہزیب کی آواز میں اداسی سی گھل گئی تھی۔ عصام بے تاثر سا کھڑا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

)وہ ہر مڈٹرم ایگزام میں علینا سے چند مارکس کم لیتا تھا تاکہ وہ پہلی پوزیشن پر آسکے۔)

"تم نے پروفیسر پر تشدد کیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ ایک بہت بڑا رسک تھا۔"وہ ہنوز ویسے ہی کھڑا رہا تھا۔

(وہ پروفیسر کے سامنے کرسی پر بیٹھا اس کی انگلیوں کے جوڑوں کو پلاس سے توڑ رہا تھا۔)

"تم نے اپنے باپ کو ناراض اور پریشان کیا۔" وہ اب بھی بے تاثر کھڑا رہا۔

(اس نے شہریار کو علینا کی ویڈیو دینے کے بجائے سب کچھ خود ہی کیا تھا تاکہ اس کا نام کہیں نہ آئے۔ اس نے سسٹم ہیک کر کے علینا کے مارکس بھی بڑھا دیے تھے۔)

"تم نے آج تک کبھی کسی چھوٹے سے ریسٹورانٹ میں بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا۔" وہ مسکرایا۔ یکدم بہت کچھ یاد آیا تھا۔

(وہ علینا کے ساتھ انارکلی کے ایک چھوٹے سے ڈھابے نما ریسٹورانٹ میں بیٹھا نان چنے کھا رہا تھا۔)

"آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی تمہارے منہ پر تمہیں ذلیل کر کے چلا جائے اور تم اسے ایسے ہی جانے دو۔" اب کہ وہ ہلکا سا ہنسا تھا۔ علینا کا دیا ہوا لقب یاد آیا تھا۔

(وہ اسے ذلیل کرتی تھی۔ وہ خوشی سے اس کے ہاتھوں ذلیل ہوتا تھا۔ وہ اس کی محبت کو دھتکارتی تھی۔ وہ خوشی سے اس دھتکار کو قبول کرتا تھا۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے انوشے سے اس کے لیے اتنا بڑا پنگا لیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ لڑکی خطرناک ہے اور تمہاری ساکھ کو برباد کر سکتی ہے۔"

(وہ انوشے کے سامنے کھڑا اسے علینا کے لیے بلیک میل کر رہا تھا۔)

"تم نے آدھی آدھی رات تک جاگ کر اس کے لیے وہ ویڈیو لیکچرز تیار کیے۔" وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

(وہ رات کے آخری پہر تک جاگ کر اس کے لیے وہ وڈیو لیکچرز بناتا تھا۔)

"تمہارے باپ نے تمہیں کبھی کوئی خروچ تک نہیں آنے دی لیکن تم نے اس کے لیے زخم کھایا۔" عصام نے اپنی ہتھیلی کو سیدھا کر کے دیکھا۔ ٹانکے کھل چکے تھے اور زخم بھی مندمل ہو گیا تھا۔

(اس کی ہتھیلی کے درمیان میں ایک بڑا سا زخم آیا تھا جس پر ٹانکے لگے تھے۔)

"تم نے یہ ٹرپ بھی شہریار سر سے کہہ کر اس کے لیے یہاں ہنزہ میں رکھوائی جب کہ ٹرپ آزاد کشمیر جا رہا تھا۔"

(اس نے ٹرپ ہنزہ میں رکھنے کے لیے شہریار تک سے بحث کی تھی۔)

"تم نے آج تک ہمیشہ لیوش قسم کی گاڑیوں میں سفر کیا ہے۔ اور ہنزہ جتنے لمبے سفروں سے تمہیں نفرت تھی عصام۔" عصام مسکرایا۔

(اسے لمبے سفروں سے نفرت تھی لیکن علینا کے لیے وہ ہر طویل سفر اختیار کر سکتا تھا۔ اور کر رہا تھا۔)

"تم محلوں میں پلے بھرے ہو عصام۔ تمہیں یوں زمین پر بیٹھنے کی عادت نہیں ہے۔"

(وہ داسو کے مقام پر سڑک کے کنارے علینا کے ساتھ بیٹھا اسے بتا رہا تھا کہ اس کی موجودگی اس کے لیے سکون کا باعث ثابت ہوتی تھی۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم اس کے ساتھ بیٹھ کر عام سی کافی پی لیتے ہو۔ جبکہ تم اپنی کافی اور چائے کے معاملہ میں بہت احتیاط برتتے ہو۔ کافی کے بینز یا چائے کے پتے کونسے ہیں؟ کافی اور چائے کس برانڈ کی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔" وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔

(وہ تھری ماؤنٹین جنکشن پر اس کے ساتھ بیٹھا اس منظر کو دیکھتا ہوا کافی پی رہا تھا۔)

"تم نے اس کے ہینڈ بیگ پر ایک بروچ دیکھا۔ تمہیں ہوٹل میں چیک ان کرتے وقت اس کے ہینڈ بیگ پر وہ بروچ نظر نہیں آیا۔ تم نے بس کا چپا چپا چھان مارا۔ شکر ہے وہ بروچ بس کے اندر سے مل گیا۔ ورنہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم ہمیں بروچ ڈھونڈنے کے لیے واپس راکاپوشی ویو پوائنٹ نہ بھیج دو۔" شاہزیب تاسف سے گردن دائیں سے بائیں ہلاتے ہوئے بولا تو عصام گردن جھکا کر دھیرے سے ہنسا۔

(وہ بس میں اس کا بروچ ڈھونڈ رہا تھا۔ اسے وہ بروچ علینا کی سیٹ کے نیچے گرا ہوا ملا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ عود آئی تھی۔)

"اگر اس سب کے بعد بھی وہ لڑکی یہ سمجھتی ہے کہ تم اس کے ساتھ مخلص نہیں ہو یا پھر صرف ٹائم پاس کر رہے ہو تو پھر وہ لڑکی اس دنیا کی سب سے فضول اور بے وقوف لڑکی ہے۔" شاہزیب کے لہجے میں واضح اکتاہٹ تھی۔

"تم نے آج اس کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں شاہزیب۔ آئیندہ مت کرنا۔" عصام کا لہجہ بے تاثر سا تھا۔ "میرے دل نے اسے بہت سے معاملات میں چھوٹ دے رکھی ہے۔ اسے ہر غلطی معاف ہے۔ میں نے اس کے لیے یہ ٹرپ یہاں اس لیے رکھوائی تا کہ میں اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ سکوں۔ نا جانے مجھے کیوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے بہت رُلایا گیا ہے، بہت ستایا گیا ہے۔ میں اسے صرف مسکراتا اور ہنستا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔ اب مجھے لگ رہا ہے جیسے وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی، یا پھر شاید شروع سے میرے اس کے بارے میں تمام اندازے غلط تھے؟" وہ ہنسا۔ "جو بھی ہے۔" اس نے سانس باہر کو خارج کی۔ "چاہے وہ مجھ سے محبت کرے یا نہ کرے مجھے فرق نہیں پڑتا۔" اس کی آواز میں ملال در آیا تھا۔

"تمہیں اس کی بے رُخی سے فرق کیوں نہیں پڑے گا؟"شاہزیب نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیونکہ ازل سے ابد تک میں اس کا ہوں!وہ چاہے تو جوڑ دے مجھے یا چاہے تو توڑ دے مجھے!"وہ مدھم سا مسکرایا۔

"ازل سے ابد تک؟"شاہزیب نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ازل سے ابد تک۔"اس کے چہرے پر ایک مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

تیسرا دن۔

3 نومبر،2022۔

منزل:ہنزہ کا کریم آباد بازار،پاکستان۔

وہ الماری کے پٹ کھولے کھڑی تھی جب ماہا واشروم سے باہر نکلی۔اس نے اسے کچھ گنگناتے ہوئے سنا۔

"ہوا کے جھونکے آج موسموں سے روٹھ گئے۔"آواز اتنی اونچی تھی کہ با آسانی سنی جا سکتی تھی۔ماہا اس کی آواز سن کر واشروم کے دروازے پر ہی رک گئی۔اسے جیسے جھٹکا لگا تھا۔اس نے آج تک کبھی علینا کو کچھ گنگناتے نہیں سنا تھا۔اس کی آواز کتنی دل آویز تھی۔

"علینا؟تم ٹھیک ہو؟"وہ ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی۔

علینا اس کی طرف مڑی۔اس کا چہرہ آج مختلف تھا جیسے صدیوں سے کوئی تھکاوٹ آج دور ہو گئی تھی۔

"میرے ساتھ گاؤ!"وہ مسکراتے ہوئے ماہا کے قریب آئی اور اس کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگی۔ماہا مسکرائی۔

"ہوا کے جھونکے آج موسموں سے روٹھ گئے۔"علینا نے گانا گانا شروع کیا۔

"گُلوں کی شوخیاں جو بھنورے آ کے لوٹ گئے۔"ماہا نے اگلی لائن گائی۔

"بدل رہی ہے آج زندگی کی چال ذرا۔"

"اسی بہانے کیوں نہ میں بھی دل کا حال ذرا۔"ماہا نے مسکراتے ہوئے گانا آگے گایا۔

"سنوار لوں ہائے۔ سنوار لوں! سنوار لوں ہائے سنوار لوں!"وہ دونوں اکٹھے گا رہی تھیں اور پھر کمرے میں کھڑکی کے ساتھ پڑے صوفے پر آ کر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئیں۔ پھر یکدم وہ ہنسنے لگیں اور ہنستی ہی چلی گئیں۔

"تمہیں ہوا کیا ہے آج؟"ماہا اب ہنس نہیں رہی تھی۔ وہ بلکل سنجیدہ تھی۔

"کسی نے مجھے یہ احساس دلایا کہ میں اپنی خوشیوں کی قاتل خود ہی ہوں۔ اپنے مسائل کی ذمہ دار بھی میں خود ہی ہوں۔ میں نے خود ہی اپنے آپ کو خوش رہنے سے روکا ہوا ہے۔"

وہ جیسے سوچ سوچ کر کہہ رہی تھی۔

"اور یہ احساس کس نے دلوایا؟"ماہا ذو معنی سے انداز میں مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"وہی جس کو تم نے یہ بتایا تھا کہ ہنزہ میری ڈریم ویکیشن پلیس ہے!"وہ اسے مسکرا کر آنکھیں سُکیڑے دیکھ رہی تھی۔

"م۔۔۔میں نے نہیں بتایا عصام کو!"ماہا نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

"دیکھا!پکڑی گئیں۔میں نے کب کہا کہ تم نے عصام کو بتایا؟"وہ ماہا کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ماہا کے چہرے پر یکدم شرمندگی عود آئی۔وہ اپنا سر جھکا گئی۔

"کیا تم اب مجھ سے دوستی توڑ دو گی؟"وہ مایوس نظر آ رہی تھی۔علینا اس کے ذرا قریب آئی پھر اپنے بازو ماہا کے گرد حمائل کر لیے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم پاگل ہو کیا؟ میں اتنی سی بات پر کیوں تم سے دوستی توڑوں گی؟"وہ پیار بھرا لہجہ لیے کہہ رہی تھی۔

"لیکن میں نے تمہاری بات کو امانت نہیں رکھا۔ میں نے دوستی کا اصول توڑا ہے۔"علینا پیچھے ہٹی اور ماہا کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

"تمہاری اس خیانت کی وجہ سے ہی میں اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت سفر اس وقت طے کر رہی ہوں!"ماہا نے چہرہ اٹھا کر علینا کی طرف دیکھا اور پھر مسکرائی۔

"مجھے کچھ اور بھی کہنا ہے۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔"مجھے ایک کنفیشن کرنا ہے!"

"کیا؟"وہ پُر تجسس لہجہ لیے اسے دیکھنے لگی۔

"اگر میں تم سے کہوں کہ مجھے وہ چاہیے جو مجھ سے عشق کرتا ہے تو؟"علینا مسکرائی۔ماہا نے چند لمحے سوچنے کے لیے لئے لیکن جیسے ہی اسے سمجھ آئی وہ خوشی سے چیخ اٹھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم عصام سے اپنی محبت کا اقرار کرنے کے بارے میں کہہ رہی ہو؟"وہ دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے کہہ رہی تھی۔

"ہاں بلکل!"علینا ہلکا سا ہنسی تھی۔

"لیکن کیسے؟یہ آخر ہوا کیسے؟"ماہا بے حد حیران تھی۔

"پتا نہیں کیسے ہوا لیکن اب مجھے ایک بات معلوم ہے ماہا۔وہ میرے لیے ہے۔اور میں اس کا اپنی طرف بڑھا ہوا ہاتھ ضرور تھاموں گی۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اور تم اس سے اس بات کا اقرار کب کرو گی؟"ماہا کو سب سے زیادہ اس بات میں دلچسپی تھی۔

"جس دن ہنزہ میں ہماری آخری رات ہو گی۔وہ مجھے یہاں لایا تھا تاکہ یہ میرے لیے ایک یادگار سفر رہے۔اب میں اس کے لیے اس سفر کو یادگار بنانے والی ہوں!"اس نے مسکراتے ہوئے ماہا کی طرف دیکھا تھا۔

"لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ عصام تمہیں یہاں لایا ہے؟"

"یہ تو ایک راز ہے!"وہ مسکرا کر کندھے اچکا گئی تھی۔

آج وہ ہنزہ کے کریم آباد بازار جانے والے تھے۔بازار پوری طرح عموماً گیارہ بجے کے بعد ہی کھلتا تھا اس لیے ابھی ان کے پاس تین گھنٹے موجود تھے۔ ہوٹل کے گرد موجود خالی جگہ گھاس اور چھوٹے پھولدار درپودوں سے بھری ہوئی تھی۔ناشتہ کرنے کے بعد وہ سارے سٹوڈنٹس ہوٹل کے باہر خالی جگہ پر اکھٹے ہو گئے تھے۔کوئی پتا نہیں کہاں سے ایک موٹی سی رسّی اٹھا لایا تھا۔وہ سب لڑکے دو ٹیمیں بنا کر ٹگ آف وار کھیل رہے تھے۔لڑکیاں سائیڈ پر کھڑی تھیں۔رسّے کی ایک طرف عصام اپنی ٹیم کے ساتھ کھڑا تھا اور دوسری طرف ریاض اپنی ٹیم کے ساتھ۔دنوں ٹیمیں اپنا پورا زور لگا رہی تھیں لیکن اگلے ہی لمحے عصام کی ٹیم جیت گئی۔ابھی وہ لڑکے اپنی جیت کا جشن مناتے کہ اس سے پہلے ہی علینا اور ماہا لڑکیوں میں سے نکل کر آگے آئیں۔

"اب بوائز ورسز گرلز ہو گا!"علینا نے عصام کے عین مقابل کھڑے ہو کر مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرایا۔

"شیور!"وہ مسکراتا ہوا کہہ کر اب رسّی کو درمیان سے تھام چکا تھا۔سارے لڑکے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے جا رہے تھے۔علینا نے بھی رسّی کو تھام لیا اور تمام لڑکیاں اس کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئیں۔پھر دونوں ٹیموں کے درمیان زور آزمائی کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔لڑکیاں اپنا پورا زور لگا رہی تھیں لیکن لڑکے بازی لیتے جا رہے تھے۔لڑکے بازی جیتنے ہی والے تھے کہ عصام نے بلکل آہستہ سے رسّی پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دی۔لڑکیوں نے رسّی اپنی طرف کھینچی اور تمام لڑکے جھٹکا لگنے سے زمین پر جا گرے۔وہ ساری لڑکیاں اب اپنی جیت کا جشن منا رہی تھیں۔ہائی فاؤز اور بہت سی ہوٹنگ۔عصام ابھی بھی زمین پر بیٹھا چہرہ اٹھا کر اسے ہنستا ہوا دیکھ رہا تھا۔اس کے لیے وہ منظر حسین تھا۔دوسری طرف لڑکوں کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہار گئے تھے۔وہ سارے لڑکے اب کہہ رہے تھے کہ ان لڑکیوں نے چیٹنگ کی تھی۔ایک محاذ سا کھل گیا تھا وہاں پر۔علینا نے کسی خیال کے تحت اس کی

طرف دیکھا۔ وہ اب بھی زمین پر بیٹھا ہوا اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے مسکرا کر دیکھنے لگی۔ وہ سب بحث کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے لیکن وہ دونوں یونہی ایک دوسرے کو تکتے رہے۔ اب صرف وہاں پر وہ دونوں ہی موجود تھے۔ وہ اس کے ذرا قریب آئی تو وہ بولا۔

"غریب کو سہارا دے کر ذرا اٹھا ہی دو؟" اس نے مسکینوں والی شکل بنا کر کہا تو علینا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اللہ معاف کرے۔ ایسا ارب پتی غریب میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔" اس نے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاتھ بڑھا دو! اللہ تمہارا بھلا کرے گا!" وہ معصوم سی شکل بنائے کہہ رہا تھا۔

"زمین پر گرے ہو تم ایڈیٹ! ہڈی نہیں ٹوٹی ہے تمہاری! خود کھڑے ہو سکتے ہو تم!" تو یہ طے تھا کہ وہ ظالم تھی اور اسے خود ہی اٹھنا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تو علینا ایک قدم لے کر اس کے ذرا قریب آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پھر سے جان بوجھ کر ہار گئے تم مجھ سے؟"وہ مسکرا رہی تھی۔وہ مسکرایا۔

"تم سے ہارنا اعزاز ہے۔"

"اور جیتنا؟"وہ اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"وہ بے کار ہے۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے سر دائیں سے بائیں ہلاتی وہاں سے چلی گئی اور وہ اسے جاتا دیکھتا رہا۔

کریم آباد ہنزہ کی سب سے مشہور جگہ تھی جہاں ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کی ایک بہت بڑی تعداد آیا کرتی تھی۔یہ بلکل مری کی منی مال روڈ جیسا لگتا تھا۔یہاں پر بہت سے ریسٹورانٹس،لوکل جیولیری، کپڑوں اور ڈیکوریشن اور آرٹ پیسیز کی دکانیں موجود تھیں۔ان کا ہوٹل کریم آباد بازار میں ہی تھا اس لیے تمام ٹورسٹ اٹریکشنز ان کے ہوٹل سے بہت کم فاصلے پر ہی موجود تھیں۔وہ سب سے پہلے بلتیت فورٹ گئے تھے۔بلتیت فورٹ کا راستہ چڑھائی والا تھا۔اچھے خاصے انسان کی حالت بھی اس قلعہ تک جاتے جاتے خراب ہو جاتی تھی۔پھر اس سب میں کچھ ہاتھ آکسیجن لیول کا بھی تھا جو اتنی اونچائی پر ویسے ہی کم ہو جایا

کرتا تھا۔ماہا تو باقاعدہ ہانپ ہی گئی تھی۔ریاض قدرے سنبھلا ہوا تھا۔عصام کو کچھ زیادہ مشکل پیش نہیں آرہی تھی۔وہ ایکسٹریم قسم کی ایکسرسائزز کا عادی تھا۔ہاں مگر علینا کو دیکھ کر ان تینوں کے منہ کھل گئے تھے۔وہ بہت آرام سے چڑھائی چڑھ رہی تھی۔سب سٹوڈنٹس آگے بڑھ گئے تھے لیکن وہ چاروں سب سے پیچھے تھے۔وہ تینوں ماہا کی وجہ سے آہستہ چل رہے تھے۔ماہا اور ریاض پیچھے ایک ساتھ چل رہے تھے اور علینا اور عصام ایک ساتھ آگے۔

"تم اتنے آرام سے بغیر پھولے ہوئے سانس کے کیسے چل رہی ہو؟"عصام اس کے ساتھ چلتا ہوا کہہ رہا تھا۔وہ ہلکا سا ہانپ بھی رہا تھا۔

"کیونکہ مجھے اس کی عادت ہے۔میں یہاں ان جگہوں پر چلتی رہی ہوں۔"وہ بغیر ہانپے کہہ رہی تھی۔

"لیکن تم تو یہاں نہیں رہتیں؟"وہ حیران تھا۔

"زیادہ بولو نہیں۔چپ کر کے چلو ورنہ تمہارا بھی سانس پھول جائے گا۔"وہ اسے تنبیہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔عصام ابھی بھی اس کی بات پر حیران تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بلتیت فورٹ آٹھ سو سال پُرانا قلعہ تھا۔ مٹی، لکڑیوں اور پتھروں کے گاڑھے سے بنایہ قلعہ گیارہویں صدی میں ہنزہ کے شاہی خاندان کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ 1945 تک اس قلعے میں ہنزہ کا میر خاندان آباد رہا پھر اسی سال میں ہی میر خاندان التیت فورٹ میں شفٹ ہو گیا۔ اگلے 45 سال تک یہ قلعہ غیر آباد رہا۔ 1996 میں اسے عام عوام کے لیے ایک میوزیم اور کلچرل سینٹر کے طور پر کھول دیا گیا تھا۔ ہر دس منٹ کے بعد ایک گائیڈ بلتیت فورٹ کا ایک ٹور کرواتا تھا۔

وہ سب اب اس قلعہ کو گائیڈ کے ساتھ اندر سے ایکسپلور کر رہے تھے۔ پتھر کی سیڑھیاں چڑھ کر قلعے کا داخلی دروازہ آتا تھا۔ ان پتھر کی سیڑھیوں کے اختتام پر ہی لکڑی کی سیڑھیاں تھیں جو آپ کو قلعہ کے اندر لے جاتی تھیں۔ اندر آؤ تو ایک بیٹھک سی بنی ہوئی تھی جس کی چھت اوپر سے کھلی تھی اور لکڑی کی سیڑھیوں کی مدد سے اوپر جایا جاتا تھا۔ یہ عموماً پُرانے زمانے میں بیٹھنے کی جگہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ زمین میں چھوٹے سے چوکور شکل کے مال خانے بنائے گئے تھے جہاں اُس وقت کی حکومت عوام سے لاگان کے طور پر اکھٹا کیے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جانے والا اناج رکھا کرتی تھی۔اس پورے قلعے میں 62 کمرے تھے لیکن ٹور کے دوران پانچ سے چھ ہی دکھائے جاتے تھے۔وہ تمام سٹوڈنٹس اس وقت قلعہ کی چھت پر موجود تھے۔ چھت پر ایک طرف بیٹھک نما حصہ تھا جہاں اُس زمانے میں بادشاہ اپنا دربار لگایا کرتا تھا۔ چھت کا نظارہ بے حد دلکش تھا۔پوری ہنزہ وادی اس قلعہ کی چھت سے نظر آتی تھی۔

وہ بھی اس حسین منظر کو اپنی کہربا آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔وہ مسکرائی پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔کچھ دیر پہلے ہی ہلکی سی بوندا باندی ہوئی تھی۔ ہوا میں مٹی اور بارش کے قطروں کی مہک موجود تھی۔وہ اب فضا میں موجود خوشبو کو محسوس کر رہی تھی۔عصام جو ماہا سے کچھ کہہ رہا تھا اسے دیکھ کر رک گیا۔پھر کوئی بہانہ بنا کر علینا کی طرف بڑھ گیا۔وہ اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہوا۔

اب وہ چہرے پر نرم سا تاثر لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"نظارہ خوبصورت ہے نا؟"وہ بند آنکھوں کے ساتھ بولی تو وہ یکدم چونکا۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔ ناجانے کیسے وہ ہمیشہ اس کی موجودگی بھانپ لیا کرتی تھی؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں بہت خوبصورت ہے۔"وہ اس کے چہرے کو تکتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"میں اپنے چہرے کی نہیں نظارے کی بات کر رہی ہوں۔"وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔ آنکھیں اب بھی بند تھیں۔

"تم یہ کیسے کر رہی ہو؟"وہ حیران ہوا تھا۔

"کیا کیسے کر رہی ہوں؟"

"تم مجھے دیکھے بغیر پڑھ رہی ہو۔ یہ کیسے کر رہی ہو تم؟"وہ اب بھی حیران سا اسے دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا نے آنکھیں کھولیں۔ پھر عصام کی طرف دیکھنے لگی۔

"میں تمہاری ساری عادتوں سے واقف ہوں۔ تمہاری عادت ہے مجھے دیکھنا۔"وہ مبہوت ہوا تھا۔ وہ چند لمحے اسے مزید دیکھتی رہی پھر ماہا کے بلانے پر وہاں سے چلی گئی۔ وہ شاید اسے پکچرز لینے کے لیے بلا رہی تھی۔

اسے علینا آج صبح سے ہی بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔اب تو اسے باقاعدہ پریشانی ہونے لگی تھی۔وہ کب سے اس کی عادتوں سے واقف ہونے لگی تھی؟

بلتیت فورٹ پھرنے کے بعد وہ کریم آباد بازار میں آگئے تھے۔دوپہر کا وقت ہو چکا تھا۔انہیں کچھ دیر بازار میں پھرنے اور کھانا کھانے کے لیے اجازت دے دی گئی تھی۔کچھ سٹوڈنٹس بازار پھرنے چلے گئے تھے۔کچھ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے تھے۔انہیں ایک گھنٹے بعد التیت فورٹ کے لیے نکلنا تھا۔خود وہ چاروں کریم آباد کے سب سے مشہور کیفے میں آگئے تھے۔یہ کیفے پاکستان سمیت پوری دنیا میں مشہور تھا۔ Cafe De Hunza کا قیام 1994 میں آیا تھا۔یہاں کا کھانا لاجواب تھا۔کھانے کا ٹیسٹ ایسا کہ ایک بار کھایا تو ساری زندگی یاد رہے گا۔یہاں کا Walnut Cake بے حد مشہور تھا۔سب سے زیادہ لوگ اسے ہی کھانے یہاں آتے تھے۔اس کیفے کی دو منزلیں تھیں۔گراؤنڈ فلور ایک چھوٹی سی شاپ کا منظر پیش کرتا تھا۔وہاں گلگت بلتستان کے کلچر کے حوالے سے مختلف اقسام کی جیولیری، کپڑے،ڈیکوریشن پیسیز اور میوہ جات وغیرہ بیچنے کے لیے سجائے

گئے تھے۔اوپری منزلوں پر کچن تھا اور بیٹھنے کے لیے جگہ۔وہ چاروں اس وقت پہلی منزل پر موجود تھے۔سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آؤ تو سامنے کچن تھا۔ایک طرف لکڑی کے ٹیبلز تھے اور دوسری طرف گلاس وال کے سامنے ٹیبل اور کرسیاں۔گلاس وال کے سامنے بیٹھنے والے لوگ کھانا کھاتے ہوئے پورے ہنزہ کا نظارہ کر سکتے تھے۔

وہ دونوں بھی وہیں ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ان کے سامنے کیفے کے مشہور والنٹ کیک کا ایک سلائس رکھا ہوا تھا۔چیز اینڈ چکن سینڈوچز اور۔۔۔ہاٹ چاکلیٹ کے دو مگز۔وہ دونوں وہاں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔عصام نے ابھی ابھی اپنا اور علینا کا آرڈر لا کر ٹیبل پر رکھا تھا۔ریاض اپنا اور ماہا کا آرڈر پکڑے عصام اور علینا کی طرف بڑھ ہی رہا تھا جب ماہا نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک طرف کھینچا اور ان سے کچھ دور ایک ٹیبل کی طرف لے آئی۔

"کیا ہے ماہا؟"ریاض نے ماہا کے ردِ عمل پر ایک بیزار سا تاثر دیا تھا۔"تم نے مجھے وہاں کیوں نہیں بیٹھنے دیا؟ارے یار میں بھی نظارہ کرتے ہوئے کھانا کھانا چاہتا تھا؟"اس کا غم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بہت بڑا تھا۔ وہ دونوں اب ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ریاض کی آواز ذرا اونچی تھی۔ ماہا نے اس کے بازو پر ایک چپت رسید کی تھی۔

"آوچ! کیا کر رہی ہو تم؟" وہ جھنجھلا گیا تھا۔

"عقل مند آدمی آہستہ بولو!" ماہا نے ہلکی آواز میں دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"بتاؤ گی بھی کہ یہاں کیا چل رہا ہے؟" وہ ٹیبل پر ریاض کی طرف ہلکا سا جھکی۔

"میں ان دونوں کو ٹائم دے رہی ہوں۔" اس نے ہلکی سی آواز میں کہا تھا۔

"ٹائم؟ کس چیز کے لیے؟" اس نے آبرو اوپر کو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ان کے اپنے لیے۔" وہ ہلکا مسکرائی۔ ریاض بھی بات سمجھ گیا تھا تو ہلکا سا مسکرا دیا۔

دوسری طرف آؤ تو سینڈوچز اور کیک آدھا کھایا گیا تھا۔ اب وہ دونوں شیشے کی دیوار کے پار اس خوبصورت وادی کو دیکھتے ہوئے ہاٹ چاکلیٹ کے گھونٹ بھر رہے تھے۔ علینا نے

کن انکھیوں سے عصام کی طرف دیکھا۔وہ مزے سے ہاٹ چاکلیٹ کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ علینا نے اپنا مگ نیچے رکھا۔پھر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"میں نوٹ کر رہی ہوں تم کچھ وقت سے ہاٹ چکلیٹ پینے لگے ہو؟تم تو چائے اور کافی کے دیوانے ہوا کرتے تھے نا؟یہ ہاٹ چاکلیٹ کے عشق میں کب سے مبتلا ہو گئے تم؟"اس کا لہجہ سرسری سا تھا۔اس نے اپنا مگ نیچے رکھا پھر علینا کی طرف دیکھنے لگا۔چہرے پر نرم سا تاثر عود آیا تھا۔وہ جب بھی اس کی طرف دیکھتا تو ہمیشہ اس کے چہرے اور آنکھوں میں نرمی سی اتر آتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب سے تمہارے عشق میں مبتلا ہوا ہوں۔۔۔"اس نے ایک لمحے کا توقف کیا۔"تب سے۔"

چند لمحوں کے لیے ایک گہرا سرمئی اور کہربا سا ارتکاز پیدا ہوا تھا۔پھر وہ واپس سے سامنے دیکھنے لگی یوں جیسے اس نے تو ابھی کچھ کہا ہی نہیں تھا۔لیکن ہاں۔۔۔اس کے دل کی

دھڑکنیں ضرور منشر ہو گئی تھیں۔عصام مسکرا کر دوبارہ سے اپنا مگ اٹھا چکا تھا۔چند لمحے ان کے درمیان خاموشی حائل رہی پھر اس نے اس خاموشی کو توڑ دیا۔

"تم نے بتایا نہیں علینا۔"

"کیا نہیں بتایا؟"وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یہی کہ تم ان مشکل راستوں پر اتنی آسانی سے کیسے چل پا رہی تھیں؟"اس نے بلتیت فورٹ کے راستے میں کیے گئے اپنے سوال کو دہرایا تھا۔

"میں یہیں کی ہوں۔میں یہیں پیدا ہوئی تھی۔"اس نے کہا تو عصام حیرانی سے پھیلی آنکھیں لیے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔"میری اما یہیں کی تھیں۔میرے ابا اپنے کسی کام سے یہاں آئے تھے اور یہاں انہوں نے میری اما کو دیکھا تھا۔انہیں اما سے محبت ہو گئی تھی۔واپس جانے سے پہلے پتا نہیں کیسے اما کے گھر پہنچ گئے اور رشتہ بھی مانگ لیا۔"وہ ہلکا سا ہنسی تو عصام بھی ہنس پڑا۔"اما اکلوتی بیٹی تھیں تو نانا نانی کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھیں۔"

"پھر تمہارے ابا نے کیا کیا؟"وہ متجسس سا پوچھ رہا تھا۔

"پھر کیا؟ابا نے کراچی میں اپنی نوکری سے استعفیٰ دیا۔ ہنزہ میں نوکری کے لیے اپلائی کر دیا۔ اپنے خاندان کو شادی کے لیے یہاں بلایا۔ شادی کی اور اما کے ساتھ یہیں رہنے لگے۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کی آواز میں اداسی گُھل گئی تھی۔"لیکن میری پیدائش کے وقت ہی اما کی موت ہو گئی تھی۔ ابا کا دل بُری طرح سے ٹوٹ گیا تھا۔ وہ کچھ وقت کے لیے اس جگہ سے دور ہو جانا چاہتے تھے۔ سو مجھے لے کر کراچی آ گئے۔ لیکن پھر ابا بھی انسان تھے۔ اور انسان اپنی پسندیدہ یادوں سے ایک وقت تک دور رہنے کے بعد اکتا جاتا ہے اور پھر وہ واپس انہی یادوں کے پاس جانا چاہتا ہے۔ ابا نے بھی یہی کیا۔ وہ مجھے لے کر ہر سمر ویکیشن میں نانا نانی کے پاس یہاں لے آتے تھے۔ ابا ان راستوں،ان جگہوں کو محبت سے دیکھتے اور میرے لیے یہ ہمیشہ نئے سے ہی رہتے۔ جب ہوش سنبھالا تو جا کر کہیں یہ جگہ میرے لیے خاص بننے لگی۔ میں ابا کے ساتھ کئی کئی گھنٹے ان راستوں پر پیدل چلی ہوں۔ پھولوں اور ہوا کی خوشبوؤں کو محسوس کرتے ہوئے،ان پتھریلے پہاڑوں اور ان خوبصورت وادیوں کے درمیان راستوں پر ابا کے ساتھ چلتے ہوئے

میں نے ایک عرصہ گزارا ہے۔ ابا کی موت سے پہلے آخری بار میں یہاں دو سال پہلے آئی تھی۔ ابا کی موت کے بعد میں لاہور شفٹ ہو گئی تھی۔" وہ کہتے کہتے یکدم رک گئی۔

ذہن میں یادوں کا ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ خون۔ ڈھیر سارا خون۔ فرش پر پھیلا خون۔ اس کا لباس پوری طرح خون سے بھر چکا تھا۔ وہ لوپ میں ایک بار پھر سے پھنس گئی تھی۔

"نہیں علینا نہیں! پلیز ابھی نہیں! تم اس وقت عصام کے ساتھ ہو! اس وقت نہیں! اس وقت نہیں! پلیز! پلیز! لوپ سے نکلو! لوپ سے نکلو! ابھی نہیں ابھی نہیں! لوپ سے نکلو! لوپ سے نکلو!" اس کا دماغ چیخ چیخ کر اسے لوپ میں پھنسنے سے روک رہا تھا۔ لیکن نہ اسے اپنے دماغ کی آواز سنائی دے رہی تھی اور نہ ہی عصام کی۔ وہ یکدم اس کی آواز پر چونکی تھی۔ عصام اسے پکار رہا تھا۔ وہ ششدر سی اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ پھر اپنے حواسوں میں واپس آنے پر بولی۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیا ہوا؟" آواز بہت ہلکی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ پریشان سا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔"اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"تم زون آؤٹ ہو گئی تھیں۔"وہ اب بھی پریشان تھا۔

"ہاں وہ میں کبھی کبھار ہو جاتی ہوں۔"وہ ہچکچاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میں پانی لاتا ہوں۔"

"نہیں۔اس کی۔۔۔"وہ ابھی کہہ ہی رہی تھی کہ عصام اپنی جگہ سے اٹھ کر جا بھی چکا تھا۔

ماہا اور ریاض کافی دیر پہلے ہی گراؤنڈ فلور پر چلے گئے تھے۔وہ پانی کی بوتل ہاتھ میں لیے کچھ ہی لمحوں بعد واپس آیا تھا۔وہ کرسی پر بیٹھا اور ڈھکن کی سیل توڑ کر بوتل اس کی طرف بڑھائی۔علینا نے چند گھونٹ بھرے پھر بوتل کا ڈھکن بند کر کے رکھ دیا۔وہ خاموشی سے سامنے دیکھنے لگی۔وہ اس کے بولنے کا منتظر تھا۔

"شاید یہ ابا کی بات کرنے کی وجہ سے تھا۔"اس کی آواز سے شرمندگی کا تاثر واضح تھا۔

"کوئی بات نہیں۔اٹس اوکے۔ہمارا دماغ اکثر ہمیں پرانی یادوں کے بھنور میں لے جاتا ہے۔اور ہم زون آؤٹ ہو جاتے ہیں۔اٹس اوکے۔ایسا ہو جاتا تھا۔"وہ اب سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔وہ پھیکا سا مسکرائی۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ زو ننگ آؤٹ نہیں تھا،یہ پینک آٹیک تھا جو اسے اکثر ہوتا تھا۔وہ سامنے دیکھنے لگی۔لیکن وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔علینا کا چہرہ یکدم ہی بجھ سا گیا تھا اور اس نے یہ بات واضح طور پر نوٹ کی تھی۔

"ویسے اب مجھے سمجھ آیا کہ تم اس قدر خوبصورت کیوں ہو!تم وادیوں کی لڑکی ہو اس لیے! جب سے یہاں جی بی میں آیا ہوں تب سے دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کی عورتیں کافی خوبصورت ہیں۔"وہ مسکراتا ہوا چھیڑنے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔اس نے یہ بات اس کا موڈ فریش کرنے کے لیے کی تھی لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ الٹا پھنسنے والا تھا۔

علینا نے یکدم چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔اس کے چہرے پہ آیا غصہ دیکھ کر عصام کی بتیسی اندر کو چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم یہاں لڑکیاں تاڑنے آئے تھے؟"وہ آنکھیں سکیڑے اسے گھور رہی تھی۔

"ن۔ نہیں۔"وہ اس قدر سنجیدہ لہجہ لیے کہہ رہی تھی کہ وہ گھبرا ہی گیا تھا۔

"اچھا تو پھر تمہیں کیسے پتا کہ یہاں کی لڑکیاں خوبصورت ہوتی ہیں؟"وہ ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہی تھی۔

"میرا وہ مطلب۔۔۔"وہ کہتے کہتے رکا۔ پھر علینا کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا۔"ایک منٹ! تمہیں اتنی ٹینشن کیوں ہو رہی ہے کہ میں لڑکیوں کو دیکھ رہا تھا یا نہیں؟"اور یکدم ہی علینا کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔"تم جیلس ہو رہی ہو؟"وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"م۔ میں کیوں جیلس ہونے لگی ہاں؟ میری طرف سے تم پوری دنیا کی لڑکیوں کو خوبصورت کہو یا انہیں تاڑو! مجھے کیا! ہونہہ!"وہ اس پر غصہ کر کے اپنا رخ موڑ چکی تھی۔ عصام بس ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"پوری دنیا کی لڑکیوں کو میں خوبصورت نہیں کہہ سکتا!"علینا نے اس کی بات پر عصام کی طرف دیکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟"وہ ناراض تھی لیکن پھر بھی پوچھ بیٹھی۔

"کیونکہ میرے لیے علینا ضرار سے خوبصورت لڑکی اور کوئی نہیں۔"وہ نرمی سے کہتا ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔علینا کا چہرہ یکدم گلابی پڑا تھا لیکن وہ خود کو کمال مہارت سے کمپوز کر گئی تھی۔

"مجھے پتا ہے میں خوبصورت ہوں اس لیے اپنی چکنی چُپڑی باتیں تم اپنے پاس ہی رکھا کرو!"وہ کندھے اچکاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔عصام نے اثبات میں سر ہلایا اور زیرِ لب مسکراتے ہوئے مگ اپنے لبوں سے لگا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

التیت فورٹ ایک گیارہ سو سال پُرانا قلعہ تھا جو ہنزہ کے میر خاندان کی ملکیت میں تھا۔1945 میں میر خاندان بلتیت فورٹ چھوڑ کر التیت فورٹ میں شفٹ ہو گیا تھا۔اب میر خاندان اپنے ماڈرن گھروں میں رہ رہا تھا اور التیت فورٹ ایک پبلک پراپرٹی تھا۔2007 میں اسے عام عوام کے لیے ایک کلچرل ہیریٹیج کے طور پر کھول دیا گیا تھا۔آج یہاں دنیا بھر سے سیاح آتے تھے۔مین سڑک سے ذرا ہٹ کر التیت فورٹ تک جانے کے لیے ایک

راہداری میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ راہداری میں آؤ تو لگتا ہے کہ جیسے کسی یورپ کے چھوٹے سے بازار میں آگئے ہو۔ کیفیز، میوہ جات، جیولیری اور لوکل چیزوں کی دکانوں کے ساتھ راہداری کو بہت ہی عمدہ انداز میں سجایا گیا تھا۔ وہ سارے سٹوڈنٹس پروفیسرز کے ساتھ ایک گروپ کی صورت میں چل رہے تھے۔ انہیں تھوڑی دیر کے لیے اس بازار میں پھرنے کی اجازت ملی تھی۔ وہیں پر دکانوں کے سامنے ایک کم عمر لڑکا لڑکی جیولیری کا ایک چھوٹا سا اسٹال لگائے بیٹھے تھے۔ دونوں چھوٹے بچے تھے۔ شاید بہن بھائی تھے۔ علینا مسکراتی ہوئی اس اسٹال کی طرف چلی گئی۔ عصام بھی اس کے پیچھے چلا آیا۔ ماہا اور ریاض ایک دکان میں کھانے کے لیے اسنیکس لینے گئے تھے۔

"کیا قیمت ہے ان کی؟" اس نے سیاہ رنگ کے جھمکے ہاتھ میں اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔ عصام اس کے بلکل ساتھ ہی کھڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ سب 200 کے ہیں۔"اس لڑکے نے مسکرا کر کہا تھا۔علینا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔اس نے جامنی رنگ کے جھمکے ہاتھ میں اٹھائے۔پھر عصام کی طرف مڑی اور دونوں جھمکے اس کے سامنے کیے۔

"بتاؤ دونوں میں سے زیادہ پیارے کون سے ہیں؟"اس نے عام سے لہجے میں پوچھا تھا۔

"دونوں ہی پیارے ہیں۔"اسے کہاں عورتوں کی جیولیری کے بارے میں پتا تھا۔

"مجھے پتا ہے یہ دونوں پیارے ہیں۔اس لیے تو تم سے پوچھ رہی ہوں کہ زیادہ پیارے کون سے ہیں؟"وہ تو خفا ہی ہو گئی تھی۔

"سیاہ والے لے لو۔"اسے پتا تھا کہ وہ وہی لے گی۔اسے سیاہ رنگ سے عشق تھا۔اور ویسے بھی سیاہ رنگ علینا پر بہت جچتا تھا۔

علینا نے مسکراتے ہوئے سیاہ رنگ کے جھمکے اس بچے کی طرف بڑھا دیے۔ساتھ کھڑی بچی بہت دیر سے عصام کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔عصام نے یہ نوٹس کیا تو وہ بھی اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔علینا نے لڑکے کو پیسے دیے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اِف یو ڈونٹ مائنڈ۔ میں ایک بات کہوں؟"اس بچی نے علینا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہم۔ کہو۔"علینا نے مسکراتے ہوئے نرمی سے کہا۔ لڑکے نے وہ جھمکے کاغذ کے خاکی لفافے میں ڈال کر اسے تھما دیے۔

"آپ بہت پیاری ہیں۔"اس بچی نے اس کی تعریف کی تو علینا کھلے دل سے مسکرائی۔ لیکن اگلے ہی لمحے۔"اور آپ کے ہسبینڈ بھی بہت ہینڈسم ہیں۔"اس بچی نے شرماتے ہوئے کہا تو علینا کا چہرہ بھی شرم سے گلابی پڑ گیا۔ دوسری طرف عصام کی ہنسی نکل گئی تھی۔

"یہ میرے ہسبینڈ نہیں ہیں۔"علینا نے گڑبڑاتے ہوئے کہا تو اس بچے نے حیرانی سے علینا کی طرف دیکھا۔

"لیکن یہ آپ کی بات تو ایسے مان رہے تھے کہ جیسے ہسبینڈ ہوں۔ میں نے تو آج تک جتنی بھی لڑکیوں کو دیکھا ہے ان کے ہسبینڈ یونہی اپنی بیوی کی بات مانتے ہیں۔"وہ بچہ حیران تھا۔

"لیکن یہ میرے ہسبینڈ نہیں ہیں۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہتی گلابی ہوا چہرہ لیے آگے بڑھ گئی۔

"تھینک یو یہ کہنے کے لیے! اللہ تم دونوں کی زبان مبارک کرے!" وہ ان دونوں بچوں کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور پھر علینا کے پیچھے چلا گیا۔ پیچھے وہ دونوں بچے ہنسے تھے۔

"اب تو بچوں کو بھی سب نظر آتا ہے۔ پتا نہیں تمہیں کیوں نہیں آتا کچھ نظر؟" وہ مسکینوں والی شکل بنائے کہہ رہا تھا۔

"بچے معصوم ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتیں کر دیتے ہیں۔" اس نے نارمل سے انداز میں چلتے ہوئے کہا۔

"ایگزیکٹلی! بچے معصوم ہوتے ہیں۔ اسی لیے وہ نیک کام کرنے کی بات کرتے ہیں۔" وہ بھی اپنے ازلی معصوم انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو تقریباً ایک مہینے بعد نیک کام کرنے تو والے ہو تم!" وہ اب اسے چھیڑ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ جب ہم وہ بزنس کمپیٹیشن ہار جائیں گے تو تم شرط کے مطابق انوشے سے شادی کر کے نیک کام کرو گے تو سہی!" وہ بھی معصومیت سے پلکیں جھپکاتی کہہ رہی تھی۔ عصام نے تھوک نگلا تھا۔ یہ شرط تو اس کے لیے گلے کا پھندا ہی بن گئی تھی۔

"ہیں نا؟" وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اور وہ پیچھے کھڑا سوچتا رہا کہ آخر آج علینا ضرار کے ساتھ مختلف کیا تھا؟ وہ اسے آج بہت خوش اور فریش لگ رہی تھی۔

التیت فورٹ کی اینٹرینس پر ہی ریسپشن بنائی گئی تھی جہاں سے ٹکٹس لی جاتی تھیں۔ فورٹ کے ارد گرد کا علاقہ کسی باغ کی مانند لگتا تھا۔ ایک پگڈنڈی نما گزرگاہ آگے جا کے تین راستوں میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ ایک راستہ ریسٹ ایریا اور مشہور کھباسی کیفے کی طرف جاتا تھا۔ دوسرا راستہ سیرینہ ہوٹل کی طرف اور تیسرا التیت فورٹ کی طرف۔

بلتیت فورٹ کے مقابلے میں التیت فورٹ کی اونچائی کم تھی۔ لیکن یہ قلعہ بھی پچھلے والے قلعہ سے کچھ کم مختلف نہ تھا۔ لیکن یہاں ایک چیز خاص تھی۔ اس قلہ کی ایک بالکنی تھی۔ اور

اس بالکنی پر تصویریں لینا ایک مشہور ٹرینڈ سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ اسی بالکنی میں کھڑی تھی۔ وہ سب اس کمرے کے وسط میں کھڑے تھے جس کے ساتھ وہ بالکنی منسلک تھی۔ وہ پوری توجہ کے ساتھ اپنے ٹور گائیڈ کو سن رہا تھا لیکن پھر اسے علینا کی ایک جھلک نظر آئی۔ وہ بالکنی میں کھڑی تھی۔ وہ یہاں سے اسے پوری طرح دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس نے چند قدم پیچھے کو لیے تاکہ اسے صحیح سے دیکھ سکے۔ وہ بالکنی میں یوں کھڑی تھی کہ عصام اس کا پورا سراپا دیکھ سکتا تھا۔ وہ گردن ترچھی کیے نیچے کا نظارہ دیکھ رہی۔ وادیوں کے درمیان قید دریائے ہنزہ کا نیلا پانی خاموشی کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ وہ منظر بہت دلکش تھا جسے وہ اپنی کُھربا آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اور وہ منظر بھی بہت دلکش تھا جسے وہ اپنی گہری سرمئی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہنزہ کے میر خاندان کے شہزادے کے بیٹے کی شادی جب سکردو کے شہزادے کی بیٹی سے ہوئی تو یہ قلعہ شہزادی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا۔ شہزادی کے ساتھ آنے والے 200

مزدوروں اور خدمت گاروں نے یہ قلعہ تعمیر کیا جو۔۔۔"پسِ منظر میں کہیں ان کا ٹور گائیڈ اس قلعہ کی تاریخ بتا رہا تھا۔

لیکن وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔سیاہ پنڈلیوں تک آتا انارکلی فراک اور ہم رنگ چوری دار پاجامہ اور دوپٹہ۔ کندھوں پر گہرے کتھئی رنگ کی شال۔ آنکھوں کے کٹوروں میں سیاہ کاجل۔ کانوں میں وہ سیاہ جھمکے تھے جو ابھی ابھی اس نے خریدے تھے۔بال بیچ میں سے مانگ نکال کر کھلے چھوڑے گئے تھے جو سرد ہوا کے دوش پر پیچھے کو اڑ رہے تھے۔اور پھر دودھیا چہرے پر سجی وہ مدھم سی مسکراہٹ۔

"کیا وہ خود کسی شہزادی سے کم تھی؟"عصام کے دل نے سوال پوچھا تھا۔اور جواب آیا تھا۔

"نہیں۔وہ دنیا کی ہر شہزادی سے زیادہ خوبصورت تھی۔"وہ ہلکا سا مسکرایا پھر اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور اس کی تصویر کھینچنے لگا۔وہ یہ لمحہ ہمیشہ کے لیے قید کر لینا چاہتا تھا۔ یہ ایک انتہائی غلط حرکت تھی۔وہ جانتا تھا۔اس کے دل نے اسے ملامت بھی کی تھی۔لیکن اس کا خود پر کوئی اختیار نہ رہا تھا۔اگر وہ اس کی نہ ہو سکی تو پھر باقی کی تمام عمر گزارنے کے

لیے اس کے پاس بھی تو کوئی سہارا ہونا چاہیے تھا نا؟ عصام کے لیے اس بے خبر شہزادی کی وہ تصویر اس کی تمام زندگی کا سہارا ہونے والی تھی۔

وہ التیت فورٹ سے نکل آئے تھے اور اب ان کے دن کا آخری مقام Eagle Nest View Point تھا۔ اسے Duiker Hill کا نام بھی دیا جاتا تھا۔ یہ ویو پوائنٹ اپنے sunset view کی وجہ سے مشہور تھا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ ویو پوائنٹ کے بازار میں پہنچ چکے تھے۔ اب یہاں سے آگے انہیں ہائکنگ کرنی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ ویو پوائنٹ پر پہنچے تو سورج ڈھلنے میں ابھی کچھ وقت تھا۔

وہ مناظر بہت خوبصورت تھے۔ چند لمحے تو بس آپ وہ مناظر دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔

قراقرم کے پہاڑی سلسلے کی سب سے مشہور چوٹیاں ان کی نگاہوں کے سامنے تھیں۔

راکاپوشی۔ دیران پیک۔ گولڈن پیک۔ لیڈی فنگر پیک۔ وہ سب چند لمحے تو سانس روکے ان چوٹیوں کو دیکھتے رہے۔ پھر ایک سلسلہ شروع ہوا۔ تصویریں کھینچنے کا سلسلہ۔ یہاں سب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ڈھلتے ہوئے سورج کے ساتھ تصویریں کھینچوانے ہی آتے تھے۔وہ سب بھی یہی کر رہے تھے۔

ڈھلتے سورج کے سامنے وہ ماہا کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔وہاں ایک پروفیشنل فوٹو گرافر بھی موجود تھا جو ان دونوں کی تصویریں کھینچ رہا تھا۔ریاض ان کے ساتھ ہی کھڑا اپنی تصویر کی باری کا انتظار کر رہا تھا۔اور عصام۔۔۔وہ ان سب سے ذرا فاصلے پر کھڑا تھا۔نظریں علینا پر جمی تھیں۔

"مجھے آج تک سمجھ نہیں آیا کہ تم جیسے امیر اور اعلیٰ خاندان کے لڑکے کو اس عام سی لڑکی میں کیا نظر آیا؟"عصام نے یکدم چہرہ موڑ کر اپنے دائیں طرف دیکھا تھا۔وہاں انوشے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہی تھی۔یکدم ہی عصام کے چہرے پر آئی نرمی سنجیدگی میں تبدیل ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم جیسے لوگوں کو اتنی باریک باتیں سمجھ نہیں آسکتیں۔اس لیے دماغ کا استعمال نہ ہی کرو تو بہتر ہو گا۔"وہ اسے کچھ بھی مزید کہنے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا جسے انوشے نے ہنس کر ہوا میں اڑا دیا تھا۔

"کچھ باتیں تم جیسے عقلِ کُل رکھنے والے لوگوں کو بھی سمجھ نہیں آتی ہیں عصام!ورنہ تم اسے۔۔۔"آبرو سے علینا کی طرف اشارہ کیا۔"چھوڑ کر میری خواہش کرتے!"پھر آبرو سے اپنی طرف اشارہ کیا۔عصام ہلکا سا مسکرایا پھر اس کے کان کے قریب ہلکا سا جھکا۔

"مجھے علینا ضرار کے علاوہ اس دنیا کی کسی دوسری عورت کی کبھی نہ تو کوئی خواہش تھی،نہ ہے اور نہ ہی کبھی ہو گی!"وہ اسے باور کروا رہا تھا۔اسی لمحے علینا نے بے ساختہ ہی عصام کی طرف دیکھا تھا۔اس کے چہرے پر سجی مسکراہٹ یکدم ہی غائب ہو گئی تھی۔

وہ پیچھے ہٹا اور ایک تپا دینے والی مسکراہٹ لیے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"تم ایک دن میری خواہش کرو گے عصام!"اس نے دانت پر دانت جماتے ہوئے کہا۔

"اس دن کے آنے سے پہلے میں مرنا پسند کروں گا!" وہ مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا تھا۔ وہ اسے گھورتے ہوئے وہاں سے نکل گئی تھی۔ لیکن اگلے ہی لمحے عصام کی نظر علینا پر پڑی تو اسے ایک جھٹکا لگا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ عصام کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے فوراً سے پہلے اپنی نظروں کے زاویے درست کر لیے تھے۔ لیکن عصام نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ ناجانے کیوں اسے اس کی آنکھوں میں بد گمانی سی محسوس ہوئی تھی۔ اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ اینڈ دی کریڈٹ گوز ٹو انوشے!

عصام نے اپنا سر افسوس سے جھٹکا پھر اس طرف چلا آیا جہاں ماہا اور علینا کھڑی تھیں۔

"پکچرز لیں؟ اکھٹے؟" اس نے مسکرا کر علینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ علینا ہلکا سا مسکرائی لیکن اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

"انوشے کے ساتھ لے لو!" وہ جتانے والے انداز میں کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ عصام کے چہرے پر آئی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے غائب ہو گئی تھی۔ اب اس میں میری کیا غلطی تھی؟ وہ پیچھے حیران سا کھڑا سوچتا ہی رہ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آوچ!"ماہا ایک بہت ہی آکورڈ سیچوئشن کا حصہ بن گئی تھی۔اس نے شرمندہ سا مسکرا کر عصام کی طرف دیکھا اور علینا کے پیچھے چل دی۔اتنی اچھی جگہ پر آکر سارا موڈ خراب ہو گیا تھا!

وہ مزید کچھ دیر وہاں پر رکنے کے بعد واپس اپنے ہوٹل آ گئے تھے۔علینا نے دوبارہ نہ عصام کی طرف دیکھا تھا اور نہ ہی اس سے کوئی بات کی تھی۔عصام بھی لب کاٹتا اسے دیکھتا رہا۔وہ کیسے اس کی غلط فہمی کو دور کرتا آخر؟ آکورڈ نیس سی آکورڈ نیس تھی۔۔۔ماہا اور ریاض نے ان دونوں کے معاملے میں دخل دینے سے پرہیز کی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کے کھانے کا وقت تھا۔وہ سینے پر بازو لپیٹے ہوٹل کے سیٹنگ ایریا میں اکیلی کھڑی تھی۔نظریں نا جانے اندھیرے میں کیا ڈھونڈ رہی تھیں۔ٹھنڈ بڑھ گئی تھی۔وہ بار بار اپنے بازوؤں کو اپنے ہاتھوں سے رگڑتی۔

ہوٹل کے اندر آؤ تو کھڑکی کے ساتھ لگی میز پر اس وقت عصام،ماہا اور ریاض بیٹھے تھے۔

"علینا کو ہوا کیا ہے؟اس نے پہلے تو کبھی ایسا کوئی ری ایکشن نہیں دیا؟"وہ حیران پریشان سا ماہا کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا اسے کیا ہوا ہے!"ماہا اس وقت دنیا کی سب سے بڑی میسنی کا کردار ادا کر رہی تھی۔

"عصام میرا خیال ہے تمہیں اس سے خود یہ سب ڈسکس کرنا چاہیے۔"ریاض نے سمجھانے والے انداز میں کہا تھا۔عصام نے سمجھنے والے انداز میں سر اثبات میں ہلایا۔

"تم صحیح کہہ رہے ہو۔مجھے اس سے پوچھنا چاہیے کہ آخر پرابلم کیا ہے؟"وہ اپنی کرسی سے اٹھ چکا تھا۔اب اس کا رخ باہر کی جانب تھا۔

باہر وہ ابھی تک سینے پر بازو لپیٹے کھڑی سامنے کُہرے میں دیکھ رہی تھی جب اسے اپنے ساتھ کسی کی موجودگی محسوس ہوئی۔

"ہمیں یہاں پر آئے تین دن ہوئے ہیں اور عصام کی نظریں تم پر سے ہٹ ہی نہیں رہی ہیں۔ کیا گھول کر پلایا ہے تم نے اسے؟"انوشے اس کے ساتھ کھڑی طنزیہ سا مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ابھی اسی لمحے جب انوشے یہ کہہ رہی تھی تو عصام وہاں آیا تھا۔ وہ انوشے کی بات سن چکا تھا۔ ان دونوں کی عصام کی طرف پیٹھ تھی سو وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ علینا انوشے کی طرف مڑی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ چند لمحے اسے مسکراتے ہوئے دیکھتی رہی۔ پھر اگلے ہی لمحے علینا نے ایک زناٹے دار تھپڑ انوشے کے گال پر دے مارا۔ انوشے تو انوشے عصام کو بھی علینا کی اس حرکت پر شاک لگا تھا۔

"یو بچ! میں۔۔۔"ابھی وہ کچھ آگے کہتی کہ اس سے پہلے ہی علینا نے اسے بازو سے دبوچا اور اپنا چہرہ اس کے کان کے قریب لے گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ناؤ یو سن ٹو می یو لٹل بچ! آئیندہ اگر تم مجھے عصام سے چھ فٹ کے فاصلے کے اندر نظر آئیں تو میری یہ بات یاد رکھنا! آج صرف تھپڑ مارا۔ اگلی بار تمہاری ہڈیاں توڑوں گی!" اس نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تھا۔

"تمہیں یہ تھپڑ بہت مہنگا پڑے گا علینا ضرار!" اس نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔ آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے۔

"As if I care?"" اس نے کروفر سے آبرو اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

انوشے اس پر ایک کینہ طوز نظر ڈال کر آگے بڑھ گئی تھی۔ علینا ہوٹل کے اندر جانے کے لیے واپس مڑی تبھی وہ ٹھٹھک کر رکی۔ راہداری میں عصام ششدر سا کھڑا تھا۔ لیکن علینا پر اب تو اس کی موجودگی کا بھی کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ آگے بڑھی اور عصام کے قریب آ کر رکی۔

پھر معصومیت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے بولی۔

"کیا تم نے کچھ دیکھا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"م۔م۔میں نے کچھ نہیں دیکھا۔"وہ گھبرایا ہوا سا اٹک اٹک کر بولا تھا۔

"گڈ بوائے!"وہ مزے سے اس کی طرف ایک مسکراہٹ اچھالتی اندر چلی گئی۔

"اسے ہوا کیا ہے؟"عصام حق دق سا اسے جاتا دیکھ کہہ رہا تھا۔

وہ اندر آئی اور ٹیبل پر ماہا اور ریاض کے سامنے آ بیٹھی۔

"تم کہاں تھیں علینا؟"ماہا کا لہجہ تشویش لیے ہوئے تھا۔

"ایک ضروری کام کرنے گئی تھی۔"علینا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

عصام آیا اور خاموشی سے علینا کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کھانا شروع ہو چکا تھا۔ان کے سامنے ہنزہ کا مشہورِ زمانہ ڈاو ڈاو سوپ رکھا گیا تھا۔ آٹے سے بنائی گئیں نوڈلز کو یاک کے گوشت اور یخنی میں پکایا جاتا تھا۔اس سوپ کے بارے میں لاہوریوں میں ایک بات بہت مشہور تھی۔

"جس نے ہنزہ جا کر ڈاو ڈاو سوپ نہیں پیا،اس نے ہنزہ نہیں دیکھا!"اور ماہا نے اپنے لاہوری ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے یہ بات کہہ بھی دی تھی۔

تبھی ان کے پیچھے والے ٹیبل پر انوشے اپنے دوستوں کے ساتھ آ کر بیٹھی تھی۔

"انوشے تمہارے ہونٹ سے خون نکل رہا ہے۔"اس کے ساتھ بیٹھی اس کی دوست نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

عصام اور علینا بخوبی ان کی باتیں سن سکتے تھے۔انوشے نے انگلی سے اپنے ہونٹ کے کنارے کو چھوا تو انگلی پر ہلکا سا خون لگ گیا۔

"یہ کیسے ہوا؟"ایک دوسری لڑکی نے پوچھا تھا۔

"وہ میں دانت سے اپنا ہونٹ کاٹ رہی تھی۔شاید تب اسکن بھی ساتھ ہی اتر آئی ہو۔"وہ نارمل سے انداز میں کندھے اچکاتی کہہ رہی تھی۔

دوسری طرف علینا ہلکا سا ہنسی۔اس کی دیکھا دیکھی عصام بھی ہلکا سا ہنسا۔اور پھر وہ دونوں یکدم کھلکھلا کر ہنس دیے۔آواز اتنی ہلکی تھی کہ صرف ان کے اپنے ٹیبل تک ہی رہتی۔

"تم دونوں کو کیا ہوا؟"ماہا اور ریاض ہونقوں کی طرح ان دونوں کو پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"کچھ نہیں۔ بس ایک جیلس ملکہ کی حرکت یاد آگئی!"وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔ علینا نے اس کی بات سنی تھی لیکن وہ اسے اگنور کیے ہنستی رہی۔ وہ دونوں یوں ہنستے ہوئے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔ کاش وہ یونہی ہنستے رہ سکتے۔۔۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چوتھا دن۔

4 نومبر، 2022۔

منزل: گوجل (اَپر ہنزہ)، پاکستان۔

گوجل جسے اَپر ہنزہ کا نام بھی دیا جاتا تھا ایک بڑی تحصیل تھی۔ آج وہ لوگ اس تحصیل کی بہت سی مشہور ٹورسٹ ایٹریکشنز دیکھنے والے تھے سو صبح ناشتہ کرنے کے بعد فوراً سفر کے لیے نکل آئے۔ ان کا سب سے پہلا ٹورسٹ سپاٹ "عطا آباد جھیل" تھا۔ عطا آباد جھیل کے راستے کے درمیان چار ٹنلز آتی تھیں۔ پہلی ٹنل پر ہی جھیل کی جھلک نظر آجاتی تھی۔ اور پھر وہ دلکش اور پُرکشش جھیل جو کہ 2010 میں ایک قدرتی آفت کی وجہ سے وجود میں آئی تھی ان کی نظروں کے سامنے تھی۔ 2010 میں اس جھیل کی جگہ پر عطا آباد گاؤں موجود تھا۔ لینڈ سلائیڈنگ ہونے کی وجہ سے یہ گاؤں اس کے لوگوں سمیت پہاڑوں کے نیچے ڈھنس گیا تھا۔ دریائے ہنزہ جو کہ یہاں سے گزرتا تھا، لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے دریا کا راستہ رک گیا اور یوں یہ ایک جھیل کی شکل اختیار کر گیا۔

پارکنگ میں بسیں کھڑی کرنے کے بعد وہ ایک ڈھلوان نما راستے سے نیچے جھیل تک آگئے تھے۔ اب وہ ان سٹوڈنٹس کے بقول آزاد تھے کیونکہ انہیں پروفیسرز کی طرف سے جھیل کے علاقے میں پھرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ کچھ سٹوڈنٹس جھیل میں بیٹھ کر

اسپیڈ بوٹس کی طرف چلے گئے تھے تو کچھ کیفے اور دکانوں کی طرف۔ جھیل کا وہ چھوٹا سا فوڈ اسٹریٹ نما ایریا بہت پیارا تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح ماہا کو بازار دیکھ کر کھانا یاد آ گیا تھا تو وہ ان تینوں کو بھی زبردستی اپنے ساتھ لیے بازار میں آ گئی۔ ماہا نے یہاں بھی عصام اور علینا کو اکیلا چھوڑ دیا تھا۔ خود وہ ریاض کو لے کر ایک کیفے میں کولڈ کافی پینے کے لیے بیٹھ گئی۔ وہ دونوں بس چل رہے تھے۔ دونوں میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ انہیں کیا کھانا تھا یا کیا کرنا تھا۔ علینا کچھ سوچ رہی تھی اور ہمیشہ کی طرح عصام اسے دیکھ رہا تھا۔ اور اسے اسی منٹ ایک شرارت سوجھی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے کل رات تمہیں غصہ آ گیا تھا!" وہ سامنے دیکھتا مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"انوشے کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ تمہارے اتنے قریب کھڑے ہو کر تم سے فلرٹ کرے!" نا جانے وہ بے دھیانی میں کیا کہہ گئی تھی۔ اسے بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"تو پھر یہ حق کسے حاصل ہونا چاہیئے؟" وہ اس کے چہرے پر اپنی نظریں جمائے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا!"وہ اس کی نظروں سے گھبرائی۔

"تمہیں دے دوں یہ حق؟"وہ مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا تھا۔

"تم اپنی ہر فیمیل فرینڈ کو یونہی حقوق بانٹتے پھرتے ہو کیا؟"وہ طنزیہ سا مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"تم میری فیمیل فرینڈ نہیں ہو!"اس نے جیسے اسے باور کروایا۔

"اچھا تو پھر میں کون ہوں؟"وہ سنجیدہ سا پوچھ رہی تھی۔

وہ کہنا چاہتا تھا"عشق"۔لیکن کہا تو بس اتنا۔۔۔

"تمہارے پاس تو میں شادی کی خواہش لایا تھا تاکہ فیمیل فرینڈ سے لے کر فلرٹ کرنے تک کے تمام حقوق تمہارے نام کر دوں لیکن تم نے ہی انکار کر دیا!"وہ کہہ کر سامنے دیکھنے لگ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر میں ہاں کر دیتی تو؟"وہ رک گئی تھی۔اس کے سوال پر یکدم ہی اس کے قدم زنجیر ہوئے۔اسے علینا سے اس قسم کے سوال کی توقع ہر گز نہیں تھی۔وہ اس کی طرف مڑا پھر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہنے لگا۔

"تو میں تمہارے ولی کے پاس شادی کے لیے تمہارا رشتہ لینے آتا اور تم سے نکاح کر لیتا۔ رخصتی تمہاری مرضی سے ہوتی۔"وہ سنجیدہ سا اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"شادی کر لیتے؟مزاق مت کرو!"وہ سر جھٹکتی آگے بڑھنے لگی جب عصام کی آواز پر وہ رکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں عصام شہریار خان تم سے نکاح کر لیتا!"وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا اس کی کُھربا روشنی میں ڈوبا کہہ رہا تھا۔جیسے اسے اپنی بات کا یقین دلانا چاہتا ہو۔

"پاگل ہو تم؟"وہ حیرت کے زیرِ اثر اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"دنیا کے لیے؟ناں!"وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔"ملکہ کے لیے؟ہاں!"وہ سنجیدہ سا اس کی کُھربا روشنی میں ڈوبا اسے اپنی بات باور کروا گیا تھا۔

"شاید ہمیں چیری کا جوس ٹرائی کرنا چاہیے۔"اس نے اس کی توجہ خود پر سے ہٹانے کے لیے کہا تھا۔

"ہاں۔"اس نے کچھ بھی مزید پوچھے بغیر اپنی نظریں اس پر سے ہٹالی تھیں۔

وہ دونوں ایک جوس کارنر پر خاموش بیٹھے تھے۔ ٹیبل پر ان کے سامنے چیری جوس کے دو گلاس پڑے تھے اور وہ ایک دوسرے سے نظریں ملائے بغیر تھوڑی تھوڑی دیر بعد گھونٹ بھرتے تھے۔ تبھی ماہا ریاض کے ساتھ ان کی طرف آئی تھی۔ اس نے ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے اور مسکراتے ہوئے ان دونوں کی طرف جھکی۔

"میں کشتی میں نہیں بیٹھنے والا!"عصام نے اکتائے ہوئے سے انداز میں کہا تھا۔ ماہا کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

کچھ دیر بعد وہ چاروں جھیل میں ایک کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے آگے بیٹھا آدمی کشتی چلا رہا تھا۔ اس سے پیچھے علینا اور ماہا بیٹھی تھیں۔ اور پھر ریاض اور عصام۔ وہ دونوں ہنستے ہوئے ایک دوسرے کی تصویریں کھینچ رہی تھیں۔ ریاض آنکھیں چھوٹی کیے عصام کو دیکھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رہا تھا۔ لیکن عصام کو خبر کہاں تھی؟ وہ تو مسکراتی ہوئی علینا کو آنکھوں میں نرمی لیے تک رہا تھا۔

"عصام ان پہاڑوں کو بھی دیکھ لو یار! ان کی کیا غلطی ہے؟ دیکھو اللہ کے کیسے شاہکار ہیں یہ!" وہ سرگوشی کی مانند اپنی آواز ہلکی کیے اس کے کان کے پاس کہہ رہا تھا۔

"میں بھی اللہ کا بنایا ہوا شاہکار ہی دیکھ رہا ہوں۔ ایک شاہکار کی تعریف کرنے کے لیے الفاظ کم پڑ رہے ہیں۔ باقی کی کیا خاک تعریف کروں گا؟" وہ علینا پر نظریں جمائے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ ریاض نے آنکھیں بڑی کر کے اسے حیرانی سے دیکھا تھا۔

وہ ایک ایسا شہزادہ تھا جو اپنے دل کی سلطنت اس ملکہ کے قدموں میں رکھ چکا تھا۔

تبھی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔ کشتی ابھی اپنے سفر کے بیچ میں تھی لیکن بارش کی وجہ سے انہیں واپس کنارے کی طرف جانا پڑا۔ وہ کنارے پر آئے تو پانی کے بہاؤ کی وجہ سے کشتی ہلنے لگی۔ وہ تینوں کشتی سے اتر آئے تھے۔ صرف علینا پیچھے رہ گئی تھی۔ وہ اترنے لگی تو اس کے قدم کشتی کے ہلنے کی وجہ سے ذرا سے ڈگمگائے۔ عصام نے فوراً اپنا ہاتھ اس کی طرف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بڑھایا تھا۔اس نے عصام کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے اس کے اپنی طرف بڑھے ہوئے ہاتھ کی جانب دیکھا۔

"جب کوئی مخلص شخص آپ کی طرف ہاتھ بڑھائے کھڑا ہو تو اس کا ہاتھ تھام لینا چاہیے۔دیر کروگی تو ہو سکتا ہے کل وہ ہاتھ بھی نہ ہو۔"

کسی کا کہا ہوا جملہ اس کے ذہن میں یکدم کسی جھماکے کی طرح عود آیا تھا۔اس کا دوپٹا ہوا کی وجہ سے اڑ رہا تھا۔اس نے اسے اپنے ہاتھ پر بھینچا پھر اس نے اسی ہاتھ کے ساتھ عصام کا ہاتھ تھام لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہلکی سی وہ بوندا باندی اب رک چکی تھی۔وہ عصام کے ہاتھ کا سہارا لیے کشتی سے اتر آئی تو یکدم ہی اس کی نظر آسمان پر پڑی۔پہاڑوں کے درمیان نیلی جھیل کے وسط میں آسمان پر قوسِ قزح بکھر چکی تھی۔ایسا منظر انسان کو اپنی زندگی میں بہت کم ہی دیکھنے کو ملتا تھا۔وہ پورے دل سے مسکراتے ہوئے اس قوسِ قزح کو دیکھ رہی تھی اور عصام اسے محوسا۔وہ

بہت کم یوں مسکراتی تھی اور جب مسکراتی تو بہت پیاری لگتی۔اس لمحے عصام سمجھ نہیں پایا کہ قوسِ قزح آسمان پر پھیلی ہوئی تھی یا پھر اس کی نظروں کے سامنے؟

اس نے ایسی بہت سی قوسِ قزاحیں دنیا کے بہت سے ملکوں میں دیکھی تھیں لیکن یہ سب سے خاص تھی۔علینا ضرار کی موجودگی اسے خاص بناتی تھی۔

کچھ دیر مزید ٹھہرنے کے بعد وہ لوگ اب گلمیت کے گاؤں کی طرف نکل آئے تھے۔راستے میں پل کے نیچے سے تیز رفتار کے ساتھ گزرتی ہوئی ایک آبشار آئی تھی۔وہ سب کچھ دیر وہاں بھی رکے تھے۔عطا آباد جھیل سے صرف بیس منٹ کے فاصلے پر گلمیت کے نام سے ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا۔ہنزہ ویلی تین حصوں میں تقسیم کی گئی تھی۔اور تینوں حصوں میں تین مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں۔اَپر ہنزہ میں وکھی،لوور ہنزہ میں شینا اور سینٹرل ہنزہ میں بروشسکی۔اردو زبان تقریباً سارے لوکلز ہی جانتے تھے۔

اس گاؤں میں دو اسپاٹس بہت مشہور تھے۔اولڈ ہاؤس اور اونڈرا پوئے گاہ اسٹیرز۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سب سے پہلے اولڈ ہاؤس گئے تھے۔یہ ایک 700 سال پُرانا گھر تھا جو کہ بیٹھک کی طرز پر بنایا گیا تھا۔یہ ہنزہ کے شاہی خاندان (میر خاندان) کا اسپیشل فیملی ہاؤس تھا جسے لوکلز نے گورنمنٹ کی مدد سے ریسٹور کیا تھا۔پانچ پلڑز نے اس گھر کی چھت کو سہارا دے رکھا تھا۔ کمرا بیٹھک کی طرز پر تھا۔ کمرے کے بلکل وسط میں کچن تھا جسے ان کی لوکل زبان میں "دِلدَم" کہا جاتا تھا۔دِلدَم میں موجود تندور سے اٹھنے والے دھویں کی وجہ سے چھت سیاہ ہو چکی تھی۔اس کے بعد وہ اونڈرا پوئے گاہ اسٹیرز (Ondra Poygah Stairs) کی طرف جا رہے تھے۔اونڈرا پوئے گاہ نام کی یہ سیڑھیاں پاکستان کی سب سے اونچی اور لمبی سیڑھیاں کہلائی جاتی تھیں۔یہ سیڑھیاں مقامی لوگوں نے سیاحت کو پروموٹ کرنے کے لیے Covid کے دوران بنائی تھیں۔یہ 1655 سیڑھیاں آپ کو اوپر پہاڑ کی چوٹی پر لے جاتی تھیں جہاں پر کسی زمانے میں اونڈرا قلعہ موجود تھا۔اب وہاں پر صرف اس قلعہ کی باقیات موجود تھیں۔یہ سیڑھیاں 60 دنوں میں بنائی گئی تھیں۔انہیں بنانے میں مردوں اور بچوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلگت بلتستان کی ایک بات بہت خوبصورت تھی۔ یہاں پر عورتوں کو مردوں کے برابر آ کر کام کرنے کی اجازت تھی۔ یہاں آپ کو ایک اکیلی عورت کھیتوں میں بھی کام کرتی نظر آئے گی اور اپنا خود کا کیفے چلاتے ہوئے بھی۔ اور مجال تھی جو یہاں کسی عورت کو نقصان پہنچایا جا سکتا۔ کرائم کی ریشیو یہاں صفر تھی۔ گلگت بلتستان عورتوں کے لیے پاکستان کی سب سے سیف جگہوں میں سے ایک تھا۔ یہاں کے لوگ کافی کھلی ذہنیت کے مالک تھے۔ ایک اور بات جو اس صوبے کے لوگوں کو پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لوگوں سے ممتاز بناتی تھی وہ یہ کہ یہاں کے لوگوں کا اخلاق بہت خوبصورت تھا۔ یہاں کے لوگوں جیسا پُر خلوص رویہ اور بے لوث محبت شاید ہی دنیا کے کسی دوسرے کونے میں آپ کو ملے گی۔

سیڑھیاں چڑھنا زیادہ مشکل کام نہ تھا۔ وہ تقریباً ایک گھنٹے بعد ہی چوٹی پر پہنچ گئے تھے۔ وہ کچھ دیر قلعہ کی باقیات کو ایکسپلور کرنے کے بعد ایک بڑے سے پتھر پر آ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کی غیر موجودگی کو محسوس کرتا ہوا عصام بھی اس کے ساتھ ایک بڑے پتھر پر آ بیٹھا تھا۔ وہ

خاموش بیٹھی اپنے سامنے موجود گوجل وادی کو دیکھ رہی تھی۔ آج بوندا باندی کی وجہ سے موسم خاصا خوشگوار ہو گیا تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا اس کے بال پیچھے کو اڑا رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" اس نے سامنے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کل یہاں ہماری آخری رات ہوگی۔ پھر ہم واپس چلے جائیں گے۔" وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہوئی۔ عصام نے انتظار کیا۔ عصام نے کسی خیال کے تحت چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"کیا ہم ساری زندگی کے لیے یہاں نہیں رک سکتے؟" اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"نہیں۔ ہم ساری زندگی کے لیے یہاں نہیں رک سکتے۔" اس نے آہستہ سے کہا تھا۔ علینا ضرار کو انکار کرتے ہوئے تکلیف ہوئی تھی لیکن یہ سب اس کے ہاتھ میں نہیں تھا۔

"تمہاری ایک زندگی ہے وہاں علینا۔ تم کیوں یہاں رہنا چاہتی ہو؟" وہ نرم سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ یہاں سب بہت اچھا ہے۔یہاں بہت سکون ہے۔یہاں میرا وقت اچھا ہے۔"
اس نے اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے چہرے کو رگڑتے ہوئے کہا تھا۔

"سب کبھی نہ کبھی ختم ہو ہی جاتا ہے۔ پھر چاہے وہ اچھا ہو یا پھر بُرا۔ فرق صرف اس بات سے پڑتا ہے کہ آپ وہ اچھا یا بُرا وقت کس کے ساتھ گزارتے ہیں۔"وہ سمجھانے والے انداز میں سامنے دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"مطلب؟"وہ اب عصام کی طرف دیکھ رہی تھی۔اس نے علینا کی طرف دیکھا۔

"ہم سب اس دنیا میں ایک سفر طے کر رہے ہیں اور اس سفر کے دوران بُرے اور اچھے دونوں وقت آتے ہیں۔اگر آپ کا ہمسفر اچھا ہو تو اس بات سے فرق نہیں پڑتا ہے کہ وقت اچھا ہے یا بُرا۔صرف اس ہمسفر کے "ساتھ" سے فرق پڑتا ہے۔ساتھ سب کچھ ہے۔ موجودگی سب کچھ ہے۔بس۔"وہ نرمی سے کہتا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو کہ اب آنسوؤں سے خشک ہو چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

علینا نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا؟" علینا نے اسے اپنی طرف دیکھتا پایا تو پوچھنے لگی۔

"کچھ بتانا بھول گیا تھا۔" اس نے آہستہ سے کہا تھا۔

"کیا؟" وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگی۔

"یہی کہ تم رونے کے لیے نہیں بنی ہو۔ یہ آنسو بہت قیمتی ہیں۔ انہیں یونہی مت بہایا کرو۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" آخری جملہ وہ بے حد ہلکی آواز میں کہتا آگے بڑھ گیا تھا۔

وہ دوبارہ اپنا چہرہ موڑ گئی تھی۔ ایک بار پھر آنکھوں سے نمکین پانی کا ریلا بہہ نکلا تھا جسے وہ اپنے ہاتھوں کی پشت سے رگڑ رہی تھی۔

وہ لوگ اب گلمیت سے نکل آئے تھے اور اب ان کی منزل حُسینی برج تھا۔ سہ پہر کا وقت ہو چکا تھا۔ یہ برج گلمیت سے ساڑھے چار کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ ایک آف روڈ راستہ تھا جو

اس برج تک جاتا تھا۔ یہ برج حُسینی اور زر آباد کے گاؤں کو آپس میں ملاتا تھا۔ 1968 میں اس برج کو لوگوں کی آمد و رفت کے لیے بنایا گیا تھا جو کہ اب ایک مشہور ٹورسٹ سپاٹ بن چکا تھا۔ لوہے کے موٹے موٹے رسّے نما تار لکڑی کے پھٹوں کو آپس میں ملا کر رکھتے تھے۔ ان لکڑی کے پھٹوں کے درمیان میں کافی گیپ تھا سو دھیان سے چلنا پڑتا تھا۔ بارش اور سیلاب کی صورت میں یہ پھٹے برج کے نیچے سے گزرنے والے دریا میں ڈوب جاتے تھے۔ تمام سٹوڈنٹس اس برج کے پاس ہی موجود تھے۔ برج پر ایک وقت میں ایک خاص تعداد سے زیادہ لوگوں کو چڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور اس کام کے لیے برج کے دونوں اطراف انتظامیہ کا عملہ موجود تھا۔ برج کی دوسری طرف زپ لائن بھی تھی جو دریا کا راستہ عبور کر کے واپس برج کی دوسری طرف لے جاتی تھی۔

وہ تینوں منہ پُھلائے برج سے کافی فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے جب عصام بُرا سا منہ بناتا ہوا ان کی طرف آیا۔ وہ تینوں پتھر کی بنی سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عصام بھی ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ چاروں سامنے دیکھ رہے تھے۔

"اب تمہیں کیا ہوا ہے؟"ماہا نے تھکے ہارے انداز میں پوچھا تھا۔

"شاہزیب نے مجھے زپ لائن لینے سے منع کر دیا ہے۔"اس کا موڈ سخت خراب لگتا تھا۔

"کیوں؟"علینا نے پوچھا تھا۔اس کا انداز بھی ماہا سے کچھ مختلف نہیں تھا۔

"کیونکہ اسے لگ رہا ہے کہ یہ سیف نہیں ہے۔ سیکیوریٹی ریزنز۔"عصام نے لفظ سیف پر شدید اکتائے ہوئے انداز میں زور دیا تھا۔

"اوہ اچھا۔"ماہا نے بس یہی کہنے پر اکتفا کیا تھا۔

اگلے ہی لمحے عصام اور ریاض نے ایک جھٹکے سے ان دونوں کی طرف دیکھا تھا۔

"تم دونوں کو معلوم ہے؟"عصام اور ریاض ایک ساتھ حیرانی سے بولے تھے۔

"ہاں۔ ہمیں معلوم ہے۔"وہ دونوں بھی اکٹھے بولی تھیں۔

"لیکن کیسے؟"وہ متذبذب سا ان دونوں کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"تم ہمیں بے وقوف سمجھتے ہو کیا؟ دور بینج روورز ہر اس جگہ پر ہوتی ہیں جہاں پر تم ہوتے ہو۔ کیا یہ سمجھنا اتنا مشکل ہے کہ شہریار انکل نے یہاں بھی تمہارے ساتھ سیکیوریٹی بھیجی ہے؟"ماہا نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ دونوں سیدھے ہو بیٹھے تھے۔ ان دونوں نے آخر یہ سوچ بھی کیسے لیا تھا کہ ماہا اور علینا کو معلوم نہیں ہو گا؟

"ویسے تم تینوں کا موڈ کیوں خراب ہے؟"وہ سامنے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"ہمیں بھوک لگی ہے۔"وہ تینوں اکھٹے بولے تھے۔

"بھوک تو مجھے بھی لگی ہے۔"عصام آہستہ سے بولا۔ ٹریکنگ کر کے ان تینوں کو بھوک لگ گئی تھی۔ پتہ نہیں باقی سب کو کیوں نہیں لگی تھی؟ وہ چاروں یہی سوچ رہے تھے۔

"ویسے تم تینوں برج پر کیوں نہیں آئے؟"وہ اب پھر سے سامنے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"برج ہوا سے جھول رہا تھا اور مجھے ایسے برجز سے ڈر لگتا ہے۔ ریاض کو یہ برج انتہائی بورنگ لگا تھا۔ اور علینا نے برج پر جانے کی کوشش کی تھی لیکن نیچے پانی کے بہاؤ کو دیکھنے پر اسے چکر آنے لگ گئے۔"ماہا نے ایک ہی سانس میں ساری کہانی سنا دی تھی۔

کچھ لمحے مزید گزرے پھر ماہا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اٹھو ریاض!" وہ اس کے سامنے کھڑی اسے حکم دے رہی تھی۔

"کیوں؟" ریاض نے بس چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"ہم کچھ کھانے کو ڈھونڈنے جا رہے ہیں۔ ہم آف روڈ سے یہاں آئے تھے۔ راستے میں میں نے ایک کیفے دیکھا تھا۔ وہاں سے کچھ کھانے کو لاتے ہیں۔ اب اٹھو!" وہ ریاض کو سارا لائحہ عمل سنا چکی تھی۔ ریاض کھانے کا نام سن کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"جو بھی لانا چار لانا!" وہ دونوں آگے بڑھ گئے تو علینا نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ ماہا نے ہاتھ اٹھا کر تھمز اپ کا نشان بنا کر اسے اشارہ دیا کہ وہ اس کی بات سن چکی تھی۔ اب وہ دونوں پیچھے اکیلے بیٹھے اپنے سامنے بہتے ہوئے دریا کو دیکھ رہے تھے۔ دریا کا رنگ نیلا تھا کیونکہ وہ خزاں کے موسم میں وہاں آئے تھے۔ اگر برسات کے موسم میں آتے تو پانی کا رنگ گدلا ہوتا۔ نا جانے کتنی دیر وہ دونوں خاموش بیٹھے بہتے ہوئے دریا کو دیکھتے رہے۔ پھر اچانک انہیں ایک اونچی نسوانی آواز سنائی دی۔ ان دونوں نے ایک ساتھ سر اٹھا کر آواز کی سمت میں

دیکھا تھا۔ وہ انوشے تھی جو انسٹا گرام پر اپنے فالوورز کے ساتھ لائیو تھی۔ یکدم ہی وہ چلتے چلتے پھسلی اور اوندھے منہ زمین پر گر گئی۔

اور ادھر دوسری طرف وہ دونوں جو اسے دیکھ رہے تھے بے ساختہ ہی کھلکھلا کر ہنس دیے تھے۔ بُری بات تھی لیکن وہ دونوں ہنستے ہی جا رہے تھے۔ آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا۔ بے ساختہ ہی دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر آہستہ سے ان کی ہنسی سمٹ سی گئی۔ وہ دونوں ایک بار پھر سے سامنے دیکھنے لگے تھے۔

"تمہارے انسٹا گرام پر کتنے فالوورز ہیں؟" علینا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"شاید millions میں ہیں۔ میں نے کبھی غور نہیں کیا۔" وہ نارمل سے انداز میں کہہ رہا تھا۔ اسے یہ اسپاٹ لائٹ اور شہرت پسند نہیں تھی۔ یہ ہمیشہ اس کے لیے مشکلات ہی لائی تھی۔

"زیادہ تر لڑکیاں ہی ہوں گی۔" اس نے بے ساختہ ہی یہ بات کہہ ڈالی تھی اور اگلے ہی لمحے احساس ہونے پر اس نے اپنی آنکھیں آہستہ سے میچی تھیں۔ عصام ہلکا سا مسکرایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب کیا کروں میں؟ حسین ہونا اتنا بھی آسان نہیں ہوتا جتنا دکھتا ہے۔"اس نے اداسی سے کہا تھا۔

"ہاں۔ تو اس میں اتنی خاص بات کیا ہے؟ تم پر تو ہر لڑکی ہی فدا ہو جاتی ہے۔"علینا نے بیزار سے لہجے میں کہا تھا۔

"بلکل۔ تم صحیح کہہ رہی ہو۔ میرے پیدا ہونے پر نرس بھی مجھ پر فدا ہو گئی تھی۔"وہ سادہ سے انداز میں بنا مسکرائے کہہ رہا تھا۔

"حد ہوتی ہے۔"علینا نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا تھا۔

"وہی تو! حد ہوتی ہے! مطلب تم دیکھ رہی ہو اس دنیا کی عورتوں کا حال؟ کبھی کبھار تو میں یہ سوچ کر ہی حیران رہ جاتا ہوں کہ آخر میرے جیسا باکردار اور شریف مرد اس دنیا میں رہ کیسے رہا ہے؟"وہ افسوس سے سر دائیں سے بائیں ہلاتا ہوا کہہ رہا تھا۔ پھر ایک لمحے بعد مسکراتا ہوا کہنے لگا۔"یہ سوچ کر میں خود کا ہی فیورٹ بن جاتا ہوں۔"

علینا نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔ جیسے وہ کہنا چاہتی ہو سیریئسلی؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سیلف آبسیشن کی حد ہوتی ہے۔"علینا نے اپنے جملے کا معنی واضح کرنے کی غرض سے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔

عصام نے اسے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔

"سچ سچ بتانا۔ کیا تمہیں یہ لگتا ہے کہ مجھ جیسا حُسن رکھنے والے مرد کو سیلف آبسیسڈ نہیں ہونا چاہیے؟"وہ ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔

علینا اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔پتا نہیں کب اس کا دھیان عصام کی باتوں سے ہٹ کر اس کی آنکھوں پر چلا گیا تھا۔

"آنکھیں۔"وہ اب بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"کیا؟"وہ اس کی بات پر چونکا تھا۔

"تمہاری آنکھیں۔۔۔ سحر انگیز ہیں۔اگر تعریف کرنی ہی ہے تو ان کی کرو۔"اس نے خود کو کہتے سنا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم کردو تعریف۔"وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔

"کر دیتی اگر مجھے اپنے دل کے بند ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو۔"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی کہہ رہی تھی۔

اگلے لمحے ہی دونوں نے ایک دوسرے سے آنکھیں چُرائی تھیں۔دونوں ہی سامنے دیکھنے لگے تھے۔علینا بلکل نارمل تھی لیکن عصام۔۔۔وہ شل سا سامنے بہتے دریا کو دیکھ رہا تھا۔

لوگ اس کے حُسن کے دلدادہ تھے لیکن شاید ہی کبھی کسی نے اس کی آنکھوں کے بارے میں ایسا کچھ کہا تھا۔اسے یہ ضرور سننے کو ملتا تھا کہ اس کی آنکھوں کا گہرا سرمئی رنگ بہت خوبصورت تھا لیکن اپنی آنکھوں کے سحر انگیز ہونے کے بارے میں اسے پہلی بار معلوم ہو رہا تھا۔علینا ضرار کو اس کی آنکھیں سحر انگیز لگتی تھیں۔۔۔

علینا کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔وہ کب سے یوں اس سے اس قدر بولڈ انداز میں بات کرنے لگی تھی؟وہ عجیب ہو گئی تھی۔عصام یہ سب سوچ سوچ کر مزید کنفیوز ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد جب ماہا اور ریاض واپس آئے تو وہ دونوں تب بھی ویسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ انہیں چھوڑ کر گئے تھے۔ ماہا علینا کے ساتھ آ کر بیٹھی۔ پھر ہاتھ میں پکڑا شاپر کھولنے لگی۔ اندر سے کاغذ کی دو پلیٹیں نکالیں اور ایک علینا کو تھمائی۔ پھر ایلومینیئم فوائل میں لپٹا ہوا کھانا کھولنے لگی۔ اندر ایک چھاپشورو موجود تھا جو بیچ میں سے آدھا کٹا ہوا تھا۔ ماہا نے آدھا حصہ علینا کی پلیٹ میں رکھا۔ اور دوسرا آدھا حصہ اپنی پلیٹ میں۔ چھاپشورو ہنزہ کا ایک مشہور کھانا تھا۔ روٹی کے درمیان گوشت اور سبزیوں کی فیلینگ ڈال کر اوپر ایک اور روٹی رکھی جاتی۔ پھر کناروں کو کچھ اس انداز سے موڑا جاتا جیسے کسی باریک رسّی کو ایک بار بل دیا جاتا ہو۔ خوبانی کا تیل اوپر لگانے کے بعد اسے تندور میں بیک کیا جاتا تھا۔ یہ عموماً بیف یا پھر یاک کے گوشت سے بنایا جاتا تھا لیکن جو چھاپشورو ماہا لائی تھی وہ چکن کا بنا ہوا تھا۔ یہاں پر آنے والے سیّاح بیف یا پھر یاک کا بنا ہوا چھاپشورو پسند نہیں کرتے تھے سو زر آباد کے اس بازار میں ایک دکان تھی جو اسے چکن میں بناتی تھی۔

وہ دونوں کھانا شروع کر چکیں تو ماہا نے بات کا آغاز کیا۔

"تم دونوں کو کیا ہوا ہے؟"اس نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

اس نے ماہا کی طرف دیکھا پھر ہلکا سا مسکرائی۔

"میں نے اس کی آنکھوں کی ہلکی سی تعریف کر دی۔ اور وہ۔"مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔"وہ پریشان ہو گیا۔"

وہ مسکراتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ اسے عصام کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آرہا تھا۔ بے ساختہ ہی ماہا کھلکھلا کر ہنس دی۔

"تم نے تھوڑی سی تعریف نہیں۔ بہت زیادہ تعریف کر دی ہو گی۔ تبھی بیچارہ اتنا کنفیوزڈ سا بیٹھا تھا۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ علینا نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔

"ہاں تو ٹھیک ہے نا! آج تک وہ مجھے اپنی باتوں سے کنفیوزڈ کرتا آیا ہے۔ اب میں کر رہی ہوں تو برداشت کرے۔"وہ لاپرواہ سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ریاض عصام کا چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ان کے پیچھے کچھ ہوا تھا سو وہ اسے اپنے ساتھ واک کا بہانہ بنا کر وہاں سے اٹھا لایا تھا۔ اس وقت وہ دونوں اپنی اپنی کاغذی پلیٹوں میں آدھا آدھا چھاپشورو پکڑے سست سی رفتار لیے چل رہے تھے۔

"وہ مجھے confuse کر رہی ہے ریاض!" وہ جھنجھلایا سا کہہ رہا تھا۔ "اس کی باتیں میرا دھیان بٹا دیتی ہیں۔ پتا نہیں۔۔۔ پتا نہیں وہ کیا کر رہی ہے!"

"یہ تو اچھی بات ہے کہ وہ تمہارے ساتھ بلکل تمہارے انداز میں بات کر رہی ہے!" اس نے چھاپشورو کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔ عصام نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے ابھی تک ایک ٹکڑا بھی نہیں توڑا تھا۔ بھوک مر سی گئی تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا چاہتی ہے؟"

"وہ جو بھی چاہتی ہو گی تم سے خود ہی کہہ دے گی!" ریاض نے بات گول کرنے کی کوشش کی جو کامیاب رہی۔

ریاض علینا کے پلان سے واقف تھا۔ ماہا نے اسے بتا دیا تھا۔ یہ راز علینا کا تھا اس لیے اس نے عصام کی confusion ختم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ویسے بھی علینا نے کل تک اسے سب بتا ہی دینا تھا۔ کیا ہی فرق پڑنا تھا؟ ایک دن میں کیا ہی بدل سکتا تھا؟ ایسا صرف ریاض کو لگتا تھا۔۔۔

وہ وہاں مزید زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے۔ آج کے دن کا ان آخری مقام "بورتھ لیک" تھا۔ حسینی برج سے بورتھ جھیل بہت تھوڑے سے فاصلے پر موجود تھی۔ جھیل تک جانے کا ٹریک کافی اچھی حالت میں تھا۔ وہ بذریعہ جیپ جھیل تک تقریباً پندرہ منٹ میں ہی پہنچ گئے تھے۔ یہ جھیل اصل میں ہنزہ کے میر کا ایک پسندیدہ شکار کرنے کا مقام تھا۔ یہاں گرمیوں میں بہت سے پرندے ہجرت کر کے آتے تھے۔ جھیل کا پانی پہلے گہرا نیلا ہوا کرتا تھا لیکن پھر وقت کے ساتھ climate change کی وجہ سے اس کا رنگ سیاہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اس وقت اس جھیل کا پانی گہرے نیلے اور سیاہ رنگ کا امتزاج لیے ہوئے تھا۔ جھیل کے کنارے ایک resort تھا جو کہ پچھلے زمانے میں میر آف ہنزہ کی

رہائش تھی۔ جھیل کے پانی کا سورس انڈر گراؤنڈ تھا۔ زمین میں موجود سلفر کے ریزورز کی وجہ سے یہ پانی پینے کے قابل نہیں تھا۔ جھیل میں boating اور kyaking کی سہولت بھی موجود تھی۔ ان چاروں نے بوٹنگ کو چنا تھا۔ پھر بوٹنگ، کیا کنگ اور تصویروں کے طویل دور شروع ہوئے۔

سورج تقریباً ڈھل چکا تھا جب وہ سب ہوٹل پہنچے۔ آج کی رات وہ لوگ عطا آباد جھیل کے کنارے واقع ایک ریزورٹ میں رکنے والے تھے۔ کل انہیں چائنہ بورڈر کے لیے نکلنا تھا اور چونکہ یہ ایک انتہائی طویل سفر تھا تو عطا آباد میں رکنا سب سے کنوینینٹ آئیڈیا تھا۔ واپس کریم آباد جا کر رکنے میں وقت کا ضیاع ہونا تھا۔ یہ جھیل کے کنارے بنا ایک resort تھا جس کے ہر کمرے کی کھڑکی سے نیلی عطا آباد جھیل کا ویو ملتا تھا۔ کمروں کے رخ کچھ اس طرح سے تھے کہ جب صبح اٹھ کر کمرے کی کھڑکیوں سے پردے سرکائے جاتے تو سامنے ایک دلکش منظر نگاہوں کے سامنے ہوتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سب اس وقت ریزورٹ کی لابی میں موجود تھے۔ پروفیسرز سٹوڈنٹس کے کمروں کے key cardsان کے حوالے کر رہے تھے۔ وہ دونوں اس وقت نرم صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ابھی تک ان کی باری نہیں آئی تھی۔ درمیان میں ایک میز حائل تھی۔ لابی میں موتیے کے پھولوں کی ہلکی سی مہک موجود تھی۔ فضا میں دھیمی آواز میں کوئی انگریزی گانا بھی گونج رہا تھا۔ ماہا مسلسل اس کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ علینا کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جو اس نے ساتھ پڑے بک اسٹینڈ سے اٹھائی تھی۔ اس کی نظروں کو خود پر محسوس کرتے ہوئے اس نے آہستہ سے کتاب پر سے اپنا چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا؟" وہ کنفیوزڈ سی پوچھ رہی تھی۔

ماہا کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"یہ گانا۔" اس نے آبرو سے لابی میں چلتے ہوئے گانے کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں Taylor Swift کا نیا گانا ہے۔ تو کیا؟" اسے ابھی تک ماہا کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

"یہ گانا مجھے تمہاری یاد دلاتا ہے۔ جیسے یہ تمہاری feelings ڈیفائن کرتا ہو۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

علینا نے کتاب اپنے سامنے موجود میز پر رکھی پھر ذرا آگے کو ہو کر بیٹھی۔

"کیسے؟" اسے بھی جاننا تھا کہ یہ گانا اسے کیسے ڈیفائن کرتا تھا۔

"رکو ذرا۔" وہ گانے کی اصل لیریکس کا انتظار کر رہی تھی۔

لابی میں ٹیلر سوفٹ کا گانا Labyrinth گونج رہا تھا۔ اور وہ ساتھ ساتھ گنگنا رہی تھی۔

"Oh oh! I'm falling in love."

"Realization" (احساس) ماہا نے گانے کی لائن کے اختتام پر تیزی سے کہا۔

"Oh no ! I'm falling in love again."

"Fear" (خوف)

"Oh! I'm falling in love."

"Acceptance"(قبولیت)"

"I thought the plane was going down. How'd you turn it right around?"

"Confession"(اقرار)"

گانے کے ہر جملے کو گنگناتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ کچھ کہہ رہی تھی اور علینا خاموشی سے اسے سنتی چلی گئی۔

"کیا تمہیں سمجھ آیا؟"گانا اب بھی بج رہا تھا لیکن ماہا اب علینا کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"نہیں بلکل بھی نہیں۔"علینا صاف انکاری تھی۔اسے سچ میں سمجھ نہیں آیا تھا کہ ماہا کیا کہنا چاہ رہی تھی۔اس نے بُرا سا منہ بنا کر اسے دیکھا پھر ذرا آگے کو ہو کر بیٹھی۔

"یہ گانا ایک ٹوٹے ہوئے دل کے بارے میں ہے۔اس دل کو ماضی میں کسی نے بہت بُری طرح توڑا تھا۔اور اب وہ دل دوبارہ محبت کرنے سے خوف کھانے لگا ہے۔لیکن اب جب

اس دل کو دوبارہ محبت ملی ہے تو وہ دل اس محبت کا اقرار کرنے سے ڈر رہا ہے۔ کیونکہ اس دل کو ڈر لگتا ہے کہ جو محبت اسے آج خوبصورت لگ رہی ہے کہیں وہ کوئی خواب نہ نکل آئے۔ کہیں وہ جھوٹ نہ ہو اور اس کا دل ایک بار پھر توڑ نہ دیا جائے۔ یہ چار لائنز ایک ایسے انسان کی محبت کے فیز ز کو ڈیفائن کرتی ہیں جس کا دل کبھی توڑا گیا تھا۔" وہ ایک لمحے کو رکی پھر علینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"مجھے نہیں پتا علینا کہ تمہارا دل کس نے اور کیوں توڑا تھا لیکن یہ گانا مجھے تمہاری یاد دلاتا ہے۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ علینا مسکرائی۔

"تمہاری یہ تھیوڑی بہت اچھی ہے ماہا لیکن یہ سچ نہیں ہے۔" اس نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

جواب میں ماہا بس ہلکا سا مسکرا دی تھی۔ وہ دونوں جانتی تھیں کہ یہ سچ تھا لیکن ماننے کے لیے کوئی تیار نہ تھا۔۔۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

پانچواں دن۔

5نومبر،2022۔

منزل: خنجراب پاس(چائینہ بورڈر)،پاکستان۔

آج ان کی ہنزہ کی ٹرپ کا آخری دن تھا۔کل وہ واپس چِلّاس جانے والے تھے۔ایک رات چِلّاس میں رکنے کے بعد اگلے دن وہ واپس لاہور پہنچنے والے تھے۔اور اس طرح علینا ضرار کی زندگی کا یہ سب سے خوبصورت ہفتہ اختتام پزیر ہونے والا تھا۔آج انہیں چائینہ بورڈر جانا تھا۔سفر بہت طویل تھا اور پُر مزہ بھی۔بورڈر کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات مختص کیے گئے تھے۔نو بجے بورڈر کھلتا تھا اور شام پانچ بجے بند ہوتا تھا۔راستے میں انہیں بہت سے پوائنٹس پر بھی رکنا تھا سو وہ نو بجے نکل پڑے تھے۔

وہ بس میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی اور یہ بات وہ تینوں اچھے سے نوٹ کر رہے تھے۔آج آخری دن تھا اور دو دنوں کے بعد اسے واپس سے اپنی اسی زندگی میں چلے جانا تھا۔نظریں

بس کی کھڑکیوں سے باہر پہاڑ اور سبزے پر جمی ہوئی تھیں۔ عصام کے لیے آج بھی اس کی اداسی ایک معمہ ہی رہی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پایا تھا کہ کل وہ اونڈرا قلعہ کے پتھروں پر بیٹھی واپس جانے کے خیال سے اتنی اداس کیوں ہو گئی تھی۔ عصام کو لگنے لگا تھا کہ علینا ضرار اپنے آپ میں ایک معمہ تھی۔ ناجانے کیوں اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ اس خوبصورت معمہ کو حل کرتا۔۔۔

وہ اداس تھی کیونکہ وہ کل یہاں سے جانے والی تھی۔ وہ خوش زیادہ تھی کیونکہ آج رات وہ اقرار کرنے والی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ خوش تھا کیونکہ یہاں سے جانے کے بعد اس کے پاس بہت سی خوبصورت یادیں ہونے والی تھیں۔ وہ اداس زیادہ تھا کیونکہ یہاں آنے کے باوجود بھی وہ علینا کا دل جیت نہیں پایا تھا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد وہ پاسو گلیشیئر کے سامنے کھڑے تھے۔ سڑک کے عین سامنے دو پہاڑوں کے درمیان وہ گلیشیئر موجود تھا۔ اور دائیں طرف دیکھو تو پاسو کے پہاڑ۔ یہ پہاڑ اپنی تکون

شکل کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور تھے اور اسی تکون شکل کی وجہ سے انہیں "پاسو کونز" کا نام دیا جاتا تھا۔ برف سے ڈھکی تکون چوٹیاں آسمان کی طرف بلکل سیدھی کھڑی تھیں۔ سامنے پہاڑ پر سفید پتھروں سے بڑا سا "ویلکم ٹو پاسو" لکھا ہوا تھا۔ سڑک کے کنارے بسیں روک کر وہ سب باہر نکل آئے تھے۔ پروفیشنل فوٹو گرافی ماہا کی ہابی تھی اور اس وقت وہ وہی کر رہی تھی۔ ریاض اس کے ساتھ کھڑا اسے اینگلز پر مشورے دے رہا تھا۔ اور وہ دونوں چہرے اوپر اٹھائے بازو سینوں پر لپیٹے ان پہاڑوں کو خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ وہاں تقریباً ایک گھنٹے کے لیے رکے پھر آگے بڑھ گئے۔ مزید آدھے گھنٹے کے بعد وہ پاسو کے پہاڑوں کے دامن میں بسے پاسو گاؤں میں داخل ہو گئے تھے۔ دوپہر کا وقت ہو چکا تھا اور چونکہ آگے سفر مزید طویل ہونے والا تھا سو وہ کھانا کھانے کے لیے یہیں رک گئے تھے۔ پاسو گاؤن کی طرف جانے والے راستے کے قریب ہی ایک ریسٹورانٹ "Yak Grill" کے نام سے مشہور تھا۔ ریسٹورانٹ کے مشہور ہونے کی اصل وجہ ان کا یاک کے گوشت سے بنا برگر تھا جس کا ذائقہ بے حد لزیز تھا۔ وہ چاروں لکڑی کے چوکور میز کے گرد بیٹھے

تھے۔ان کے سامنے چار برگرز مختلف اقسام کی ڈپس اور ساسز کے ساتھ رکھے تھے۔ریاض اور ماہا کے سامنے پڑے ان کے برگرز آدھے کھائے گئے تھے اور عصام اور علینا اپنے اپنے برگرز بس ختم ہی کرنے والے تھے اور وہ دونوں انہیں آنکھیں پھیلائے دیکھ رہے تھے۔

"تم دونوں نے اتنا ہیوی برگر آخر کیسے کھالیا؟"وہ پھٹی پھٹی آنکھیں لیے علینا کی طرف دیکھ رہی تھی جس نے ابھی ابھی اپنے برگر کا آخری ٹکڑا کھایا تھا۔

"مجھے بھوک لگی تھی۔"وہ دونوں آرام سے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے ایک ساتھ بولے تھے۔

ماہا اور ریاض نے ایک ساتھ ان دونوں کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا؟"وہ دونوں ایک بار پھر سے اکٹھے بولے تو اس بار انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم دونوں اتحادی کب سے بن گئے؟"ریاض مسکرا کر ان دونوں کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"ہم تو تب سے اتحادی ہیں جب سے ہم نے پروجیکٹ پر کام کرنا شروع کیا ہے۔"علینا نے مسکراتے ہوئے عصام کی طرف دیکھ کر کہا۔

جواباً عصام بس مسکرایا تھا۔

"اب اس بچے ہوئے برگر کا کیا کرنا ہے؟"ماہا کو کھانا پسند تھا اور بچے ہوئے کھانے کا ضائع ہونا ناپسند۔اس کے مطابق جب کھانے کی کوئی چیز پیٹ بھرنے پر ادھوری چھوڑ دی جائے تو دوبارہ بھوک لگنے پر شدید یاد آتی ہے۔

"کرنا کیا ہے۔پیک کروائیں گے اسے۔"ریاض ویٹر کو بلانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ماہا مسکرا دی تھی۔اسے پتا تھا کہ کیا کرنا تھا۔گڈ۔

"میں بھی آرہی ہوں۔"

"تم کیوں آ رہی ہو؟" ریاض جو آگے جا رہا تھا مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیونکہ مجھے ایک اور برگر خریدنا ہے۔ اور وہ میں اپنے سامنے بنواؤں گی!" ماہا چہک کر بولی تھی۔

ریاض نے ایک لمحے کے لیے ماہا کو غور سے دیکھا تھا۔ وہ اس کی کزن تھی۔ وہ اس کی دوست تھی۔ وہ اس کی بیوی تھی اور وہ۔۔۔ کتنی خوبصورت تھی۔ جب بھی وہ یوں چہک کر بولا کرتی تھی تو بہت کیوٹ لگتی تھی لیکن اس نے کبھی اسے یہ بات نہیں بتائی تھی۔ خیر ہے ایک دن یہ بات بھی بتا دے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے آجاؤ۔" وہ کہتا ہوا مسکرا کر آگے بڑھ گیا اور ماہا اس کے پیچھے ہو لی تھی۔

پیچھے عصام اور علینا اکیلے بیٹھے تھے۔ علینا کی نگاہوں کا مرکز سامنے موجود پاسو کونز تھیں اور عصام کی نگاہوں کا مرکز وہ۔

"تو آخر کار تمہارے اس فیری ٹیل ویکینڈ کا اختتام ہونے کو ہے۔" اس نے ایک لمبی سانس اندر کو کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں۔ آخر کار۔" وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"اب تم اداس نہیں ہو کیا؟" وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھ رہا تھا۔ علینا ہنوز سامنے پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں اب میں اداس نہیں ہوں۔ صبح تھی لیکن اب نہیں ہوں۔ میں ایک بات بھول گئی تھی۔"

"کیا؟"

"یہی کہ واپس جا کر سب بُرا نہیں ہو گا۔ کچھ اچھا بھی ہو گا۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

"کیا اچھا ہو گا؟" وہ تجسس محسوس کر رہا تھا۔

"ہے کچھ۔ واپس جا کر تمہیں بتا دوں گی۔" وہ اب بھی سامنے دیکھ رہی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد ان کا سفر دوبارہ شروع ہو گیا تھا۔ پاسو کے اس گاؤں کے بعد کھلے میدان نما اس وادی کے درمیان سے قراقرم کی سڑک گزرتی تھی جو سیدھی چائینہ بورڈر یعنی خنجراب پاس تک لے جاتی تھی۔ ایک گھنٹے کے مزید سفر کے بعد وہ سب سوست میں رکے تھے۔ یہ پاکستان کا آخری شہر تھا۔ یہاں پر عموماً فیول بھروانے کے لیے رکا جاتا تھا کیونکہ آگے کوئی فیول اسٹیشن نہیں تھا۔ وہ بھی فیول بھروانے کے لیے رکے تھے۔ سوست سے آگے دو گھنٹے کا مزید راستہ تھا۔ اور یہ راستہ خنجراب نیشنل پارک تھا جسے 1975 میں پاکستان کی وائلڈ لائف کو پروٹیکٹ کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ یہاں پر لوگ رک کر Ibex Sighting کیا کرتے تھے اور اگر قسمت اچھی ہو تو مارخور بھی نظر آ ہی جاتا تھا۔ پاکستان اور چائینہ کے درمیان موجود یہ بورڈر دنیا کا سب سے اونچا انٹرنیشنل بورڈر تھا۔ اسی مقام پر دنیا کا سب سے اونچا اے ٹی ایم بھی بنایا گیا تھا۔ سڑک کے علاوہ باقی سب کچھ برف سے ڈھکا ہوا تھا۔ یہاں پورا سال ہی عموماً برف باری ہوا کرتی تھی۔ یہاں پر ایک مخصوص مقام سے آگے گاڑیاں لانے کی مناہی تھی۔ ایک طرف پارکنگ ایریا بنایا گیا تھا سو بسیں

پارکنگ میں کھڑی کرنے کے بعد وہ اتر کر بورڈر کے گیٹ کے پاس آ گئے تھے۔ انہوں نے تصویریں کھینچوانے میں ہی تقریباً گھنٹہ صرف کر دیا تھا۔ جس وقت تک وہ واپس اپنے ہوٹل پہنچے تو سورج پوری طرح ڈھل چکا تھا اور آسمان بھی سیاہ چادر اوڑھ چکا تھا۔ وہ رات کا کھانا کھا چکے تھے اور اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔

آج ان کی ہنزہ میں آخری رات تھی سو ایک میوزیکل نائٹ کا پلان بنا تھا۔ ریزورٹ سے ذرا فاصلے پر جھیل کے کنارے وہ سارے سٹوڈنٹس اس وقت آگ کے ایک آلاؤ کے گرد بیٹھے تھے۔ ایک طرف لڑکے اور دوسری طرف لڑکیاں۔ ٹھنڈ بہت زیادہ تھی تو سب نے اسی مناسبت سے گرم کپڑے اور شالیں اوڑھ رکھی تھیں۔ ایک لڑکے کے ہاتھ میں گٹار تھا اور وہاں شاید اتنا کشری چل رہی تھی۔ وہ لڑکا کوئی گانا گا رہا تھا۔ ہاتھوں میں گٹار اٹھائے ہوئے وہ لڑکا اب اپنا گانا ختم کر چکا تھا۔

"اب کون گانا گائے گا؟ جلدی بتاؤ!" لڑکیوں میں سے کسی نے اونچی آواز میں پوچھا تھا۔ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ تبھی لڑکیوں کی طرف سے ماہا تیزی سے اٹھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عصام گانا گائے گا!"اس کی آواز اونچی نہیں تھی لیکن عصام کو جھٹکا ضرور لگا تھا۔اس نے یکدم چہرہ اٹھا کر ماہا کی طرف دیکھا۔ماہا نے عصام کی طرف دیکھا۔پھر عصام کے ساتھ بیٹھے ریاض کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔ریاض اس کی بات سمجھ کر مسکرایا تھا۔

"عصام کی آواز بہت اچھی ہے۔کیا تم سب سننا چاہو گے؟"ریاض نے مسکرا کر لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا تھا اور اگلے ہی لمحے ان سب کی آوازیں بلند ہو گئی تھیں۔اب یہ تو ہونا ہی تھا۔وہ عصام شہریار خان تھا۔۔۔لڑکیوں کا فیورٹ!

"یہ کیا کر رہے ہو تم!"اس نے ریاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو مسلسل اسے گانا گانے کے لیے راضی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"گاؤ عصام!"ریاض نے کہا تھا۔

"نہیں میں نہیں گاؤں گا ریاض!"وہ اپنی بات پر مصر تھا۔

"ایک کوشش اور!"ریاض نے منت کرنے والے انداز میں کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا؟"ریاض کی کہی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"وہی گانا عصام جو تم ہمیشہ اسے دیکھ کر گنگناتے تھے۔ ہم نہیں جانتے وہ گانا کونسا ہے۔ تم نے ہمیں کبھی نہیں بتایا لیکن اگر تم ہر بار اسے دیکھنے پر ایک ہی دُھن گنگناتے تھے تو پھر ضرور اس گانے میں کچھ خاص ہو گا! گاؤ اگر وہ سمجھدار ہوئی تو سمجھ جائے گی۔"ریاض بہت امید لیے اسے دیکھتا کہہ رہا تھا۔

وہ اسے منع کرنا چاہتا تھا لیکن پھر اس نے آگ کے آلاؤ کے پار رات سا سیاہ لباس زیب تن کیے اس لڑکی کو دیکھا۔ سامنے موجود تمام لڑکیاں اس کا نام پکار رہی تھیں لیکن وہ خاموش بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ گانا اس کے احساسات تھے۔

وہ اٹھا اور گٹار والے لڑکے سے گٹار لے کر اس کی جگہ پر آ بیٹھا۔ وہ دونوں اب آمنے سامنے تھے اور بیچ میں آگ کا جلتا ہوا آلاؤ۔ سنجیدہ نظریں علینا پر جمی تھیں۔ وہ بھی صرف عصام کو دیکھ رہی تھی۔ ماہا مسکرا کر اس کے ساتھ آ کر بیٹھی تھی۔ اس کی انگلیوں نے گٹار کی تاروں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کو ہلایا تو ایک دُھن بجنے لگی۔اس نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ پھر عصام نے اس پر سے نظریں ہٹائے بغیر گانا گانا شروع کیا۔

"چاہے کچھ نہ کہنا، بھلے چپ تو رہنا۔

مجھے ہے پتا، تیرے پیار کا۔

خاموش چہرہ، آنکھوں پہ پہرہ۔

خود ہے گواہ، تیرے پیار کا۔"

وہ بہت دیر سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ملکہ پھر سے ساحر کے سحر میں جکڑی جا رہی تھی۔اس نے کسی عادت، کسی معمول کے تحت اپنی نظریں جھکائی تھیں اور تبھی۔۔۔

"تیری جھکی نظر تیری ہر ادا۔"

علینا نے ایک جھٹکے سے اپنی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ اب بھی سنجیدہ نظریں لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ کہیں کوئی انکشاف ہوا تھا۔ کیا وہ اسے ڈیفائن کر رہا تھا؟وہ ششدر سی اسے

دیکھتی رہ گئی۔اس کی انگلیاں کسی ماہر guitarist کی طرح گٹار کی تاروں کو چھیڑ رہی تھیں اور سُر بن رہی تھیں۔

"مجھے کہہ رہی ہے یہ داستاں۔

کوئی شخص ہے جو کہ ان دنوں تیرے ذہن و دل پہ ہے چھا گیا۔

تیری جھکی نظر تیری ہر ادا۔

مجھے کہہ رہی ہے یہ داستاں۔"

اس کی آواز بے حد خوبصورت تھی۔یہ بات علینا جانتی تھی۔لیکن اس کی آواز اس قدر میٹھی اور سُریلی ہو گی۔یہ اعتراف اس پر ابھی ابھی ہوا تھا۔

"تیری زلف جب بھی بکھر جاتی ہے۔

اے حسیں تُو حسیں اور ہو جاتی ہے۔

جو کتابوں میں پڑھتے رہے آج تک۔

وہ پری ہم کو تجھ میں نظر آتی ہے۔

تیری ہی باہوں میں پناہوں میں رہنا مجھے ہر دم صدا۔

تیری ہی یادوں میں نگاہوں میں رہنا مجھے ہر دم صدا۔

تیری ہی باہوں میں پناہوں میں رہنا مجھے ہر دم صدا۔

ہر دم صدا۔"

وہ اپنی انگلیوں سے گٹار کے تاروں کے ساتھ ساتھ اس کے دل کے بھی تار چھیڑ رہا تھا یا پھر شاید چھیڑ چکا تھا۔

Clubb of Quality Content

"چاہے کچھ نہ کہنا، بھلے چپ تو رہنا۔

مجھے ہے پتا، تیرے پیار کا۔

خاموش چہرہ، آنکھوں پہ پہرہ۔

خود ہے گواہ، تیرے پیار کا۔

تیری جھکی نظر تیری ہر ادا۔

مجھے کہہ رہی ہے یہ داستاں۔

کوئی شخص ہے جو کہ ان دنوں تیرے ذہن و دل پہ ہے چھا گیا۔

تیری جھکی نظر تیری ہر ادا۔

مجھے کہہ رہی ہے یہ داستاں۔"

گانا ختم ہوا تو سب نے خوب شور مچایا۔ داد دی۔ تعریف کی۔ انہوں نے زندگی میں پہلی بار عصام کو گاتے سنا تھا۔ پورے گانے کے دوران عصام نے ایک لمحے کے لیے بھی علینا کے چہرے پر سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں۔ یہ گانا اس کے احساسات تھے۔ ایک ایک لفظ علینا کو بیان کرتا تھا اور وہ وہی کر رہا تھا۔ وہ جب بھی اسے دیکھتا تو یہ گانا گنگنایا کرتا تھا۔ ماہا اور ریاض کو اس نے کبھی پوچھنے پر نہیں بتایا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ ایک راز ہے جو وہ صرف علینا پر کھولے گا۔ لیکن آج جب اس نے یہ گانا گایا تو وہ دونوں بھی حیران رہ گئے تھے کیونکہ گانے کا ایک ایک لفظ علینا کو بیان کر رہا تھا۔

وہ دونوں اب بھی آگ کے اس آلاؤ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ارد گرد سب اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے لیکن وہ اب بھی اسے انہی سنجیدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔لیکن اس بار علینا ہلکا سا مسکرائی تھی۔

کیا عصام نے اسے حفظ کر رکھا تھا؟وہ سوچ رہی تھی۔

کیا اس کی کوشش کامیاب ہوئی تھی؟وہ سوچ رہا تھا۔

علینا نے اس سے کچھ نہیں کہا۔وہ بھی خاموشی کا سہارا لیے بیٹھا رہا تھا۔یہ طے تھا کہ اس بار وہ اس کے پاس نہیں جانے والا تھا۔علینا کو ہی اس کے پاس آنا تھا۔۔۔

وہ اور ماہا ابھی کچھ دیر پہلے ہی اپنے کمرے میں آئے تھے۔اس وقت وہ دونوں بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھیں۔

"کسی نے ہنزہ میں ہماری آخری رات کو کوئی اقرار کرنا تھا!"ماہا نے شریر سے انداز میں کہا تھا۔علینا نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ جب سے کمرے میں آئی تھی بس مسکرائے ہی جا رہی

تھی۔عصام کے گانے کا اس پر اچھا خاصا اثر ہوا تھا۔وہ اسے اتنے خوبصورت لفظوں میں یاد رکھتا تھا؟

ماہا نے اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھورا تو وہ واپس اپنے حواسوں میں آئی۔

"ہاں۔ہاں۔ کیا ہوا؟تم کچھ کہہ رہی تھیں؟"علینا نے یکدم ہڑبڑا کر کہا تو ماہا نے اپنے ماتھے کو چھوا۔

"تم نے اقرار کب کرنا ہے علینا؟"وہ چڑ کر بولی تھی۔

"اس کا گانا بہت خوبصورت تھا ماہا۔تھوڑی دیر میں اس کے اثر میں رہنا چاہتی ہوں۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"علینا ساڑھے دس ہو رہے ہیں!"ماہا نے اسے سنجیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہارے پاس کوئی پلان ہے کیا؟"

"ہاں ہے نا میرے پاس پلان! میں اسے ایک کال کر کے ریزورٹ کی بالکنی میں بلاؤں گی اور وہ بھاگا بھاگا آئے گا۔ وہ ہمیشہ آجاتا ہے۔"علینا نے فخر سے مسکراتے ہوئے کہا تھا لیکن ماہا اسے بے یقین نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک بار پھر افسوس سے اپنا ماتھا چھوا تھا۔

"کیا؟"علینا نے ماہا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ تمہارا پلان ہے؟"اس نے ایک بار پھر پوچھا تھا۔

"ہاں۔"علینا نے کنفیوڈ سا کہا تھا۔

"نہیں یہ نہیں چلے گا! اس میں نہ تو کچھ daring ہے اور نہ کچھ ایکسائٹنگ۔ یہ بلکل نہیں چلے گا۔ اس لیے اب ہم میرے پلان کی طرف آتے ہیں۔"ماہا سر دائیں سے بائیں ہلاتی کہہ رہی تھی۔

"کیسا پلان؟"علینا نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی ماہا کے موبائل پر کال آنے لگی۔ماہا نے علینا کی طرف دیکھا اور مسکرائی۔

"آ گیا پلان!"وہ چہک کر بولی تھی۔

وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی اور پھر اسے کھول کر خود سائیڈ پر ہٹ گئی۔سامنے ریاض کھڑا تھا۔وہ اندر آیا تو ماہا دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے آئی۔وہ صوفے تک آیا اور پُر سکون سے انداز میں آ کر اس پر گر سا گیا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟"علینا نے ان دونوں کو مشکوک سی نظروں سے دیکھا تھا۔

ماہا صوفے تک آئی اور ریاض کے ساتھ آ کر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔ریاض نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک کی کارڈ نکال کر ماہا کی طرف بڑھایا۔

"تھینک یو۔تم دنیا کے سب سے اچھے شوہر ہو ریاض!"اس نے کُھل کر مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"ویلکم!"ریاض نے سر کے خم سے اپنی تعریف قبول کی تھی۔

"مجھے کوئی بتائے گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟"علینا اب اپنے سینے پر بازو لپیٹے قدرے جھنجھلائے ہوئے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"یہ عصام کے کمرے کا کی کارڈ ہے۔"ماہا نے ہتھیلی جتنے کارڈ کو ذرا اوپر اٹھا کر کہا تھا۔

"واٹ؟"وہ حیران سی چلائی تھی۔

"جی بلکل۔"ماہا اٹھی۔ پھر ہاتھ میں کمرے کی ٹیبل سے اٹھایا ہوا ایک نوٹ پیڈ اور پین پکڑ کر علینا کی طرف آئی اور انہیں اس کی طرف بڑھایا۔"اب یہ پکڑو۔ اور جو میں کہہ رہی ہوں۔ وہ اس پر لکھو!"علینا نے چند لمحوں کے لیے ان دونوں کو دیکھا پھر ماہا کے ہاتھ سے نوٹ پیڈ اور پین لے لیا۔

"مجھ سے جھیل کنارے رات بارہ بجے آ کر ملو۔"وہ مزے سے کہہ رہی تھی۔ ماہا کی شان میں کچھ کہنے کے بجائے اس نے نوٹ پیڈ پر اس کے کہے لفظوں کو گھسیٹنا بہتر سمجھا۔ پھر اس نے نوٹ پیڈ پر سے وہ صفحہ پھاڑا اور اسے ریاض کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ ریاض نہیں ہم دونوں عصام کے کمرے میں رکھیں گے۔"ماہا نے علینا کے ہاتھ سے اس صفحہ کو جھپٹتے ہوئے کہا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ میں عصام کے کمرے میں نہیں جانے والی!"وہ صاف انکاری تھی۔

"تم اکیلی نہیں جا رہی ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں گی۔"ماہا نے اپنی طرف سے ایک تاویل دی تھی۔

"لیکن ہم یہ سب کر کیوں رہے ہیں؟ یہ سب سمپل طریقے سے بھی تو ہو سکتا ہے نا؟"وہ جھنجھلائی سی کہہ رہی تھی۔

"نہیں۔ بلکل نہیں۔ سمپل بہت بورنگ ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تمہارا عصام کے لیے اظہارِ محبت بہت خاص طریقے سے ہو۔ بلکل جیسے کہانیوں میں ہوتا۔ ایکسائٹنگ۔ ایڈونچورس۔ ڈیرنگ۔ کسی جاسوسی فلم کی طرح ہم دونوں کسی کے کمرے میں چوری چھپے گھسیں گے۔ کتنا مزہ آئے گا سوچو!"وہ مزے سے کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن ماہا۔۔۔"وہ ابھی کچھ کہتی کہ ماہا اس کی بات کاٹ چکی تھی۔

"کیا تم نہیں چاہتی علینا کہ میں اپنے بھانجوں یا پھر بھتیجوں کو تمہاری اور عصام کے اس رومینٹک اور ایکسائٹنگ اظہارِ محبت کی کہانی سناؤں؟"ماہا پلکیں جھپکاتی پوچھ رہی تھی لیکن اگلے ہی لمحے علینا کا چہرہ پوری طرح گلابی ہوا تھا۔

"اُف اللہ!لڑکی تم کتنا شرماتی ہو!"ریاض اور ماہا بے ساختہ ہی اس کا تیز گلابی ہوا چہرہ دیکھ کر ہنس پڑے تھے۔

"اچھا اچھا!اب بس کرو۔اور مجھے بتاؤ کہ کرنا کیا ہے؟"علینا چڑ کر بولی تھی۔ریاض اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"عصام اس وقت واک کرنے کے لیے اپنے گارڈز کے ساتھ ریزورٹ سے باہر گیا ہوا ہے۔وہ ہر رات سونے سے پہلے واک پر جاتا ہے۔یہ اس کا معمول ہے۔وہ اگلے پندرہ منٹ میں واپس آتا ہو گا سو تم دونوں کو اس کی کارڈ کی مدد سے یہ نوٹ اس کے کمرے میں رکھنا ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور واپس آجانا ہے بس۔"ریاض نے ماہا کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کی کارڈ کی طرف آبرو سے اشارہ کیا تھا۔

"ویسے یہ کی کارڈ تمہارے پاس آخر آیا کیسے؟"علینا پُر تجسس تھی۔ریاض ہلکا سا مسکرایا۔

"ماہا نے پلان مجھ سے کل ہی شیئر کر دیا تھا تو آج میں نے روم لاک کرنے کے بعد کی کارڈ چھپا دیا۔اور بعد میں جب ہم ہوٹل واپس آئے تو میں نے عصام سے جھوٹ بول دیا کہ کی کارڈ مجھ سے کھو گیا ہے۔ہوٹل والوں نے ایک نیا کی کارڈ عصام کو دے دیا اور میں یہ تمہارے پاس لے آیا۔"وہ فخریہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کب سے ماہا کے خرافاتی پلانز کا حصہ بننے لگ گئے؟"علینا نے ریاض کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا تھا۔

"وہ کیا ہے نا علینا کہ بیوی کا حکم سر آنکھوں پر!"اس نے ماہا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تھا اور جواباً ماہا بھی مسکرائی تھی۔

علینا نے ان دونوں لَوبرڈز کو دیکھ کر بیزاری سے سر دائیں سے بائیں ہلایا تھا۔

اگلے چند منٹوں میں وہ دونوں عصام کے کمرے کے باہر کھڑی تھیں۔ ریاض ان کے کمرے میں ہی رہ گیا تھا۔ واپس آ کر ان دونوں کے ساتھ اس نے جھیل کے کنارے جانا تھا۔ اس وقت سب تھک ہار کر سو چکے تھے۔ ماہا نے کارڈ سوائپ کیا تو دروازہ بپ کی آواز سے کھل گیا۔ وہ دونوں آگے بڑھیں اور اندر آ کر دروازہ بند کر دیا۔ دروازے کے بعد ایک چھوٹی سی راہداری تھی اور آگے کمرہ۔ وہ دونوں کمرے میں رکھی ایک ٹیبل تک آئیں۔ ٹیبل پر عصام کا موبائل پڑا تھا۔ لیکن ایک منٹ۔۔۔ اگر وہ واک پر گیا تھا تو اس کا موبائل کمرے میں کیا کر رہا تھا؟ علینا نے سوچا تھا۔ کیا وہ واپس آ گیا تھا؟ انہیں یہاں سے نکل جانا چاہیے تھا۔

علینا نے عصام کے موبائل کے نیچے وہ نوٹ رکھا لیکن جیسے ہی وہ دونوں واپس جانے کے لیے مڑنے لگیں انہیں بپ کی آواز سنائی دی۔ کسی نے دروازہ کھولا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ لمحوں کا کھیل تھا سب۔ ماہا نے علینا کا ہاتھ پکڑا اور سامنے موجود الماری تک آئی۔ الماری کھولی، کپڑے ایک طرف کیے اور علینا کو لے کر اندر گھس

گئی اور الماری کو بند کر دیا۔ ماہا کو اس وقت جو سمجھ میں آیا اس نے وہ کر دیا اور علینا تو ویسے ہی پینک کر گئی تھی۔ یہ سب spur of the moment تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار بس ایک ہی بات گھوم رہی تھی کہ اگر عصام کمرے میں نہیں تھا تو اس کا موبائل وہاں کیا کر رہا تھا؟ اس کی سمجھ سے سب باہر ہو گیا تھا۔ وہ جیسے ماہا کے ساتھ کھینچتی چلی گئی تھی۔ لیکن اگلا منظر۔۔۔ اگلے منظر نے علینا کو ایک بہت بُرا جھٹکا دیا تھا۔

ماہا اور علینا نے حق دق سا ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا تھا۔ انوشے عصام کے کمرے میں ابھی ابھی داخل ہوئی تھی۔ لیکن اس بات سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ فرق اس بات سے پڑتا تھا کہ وہ عصام کے کمرے میں کیا کر رہی تھی؟ اور آخر وہ اس کے کمرے میں آئی کیسے؟

وہ دونوں الماری کی درزوں (louvers) سے با آسانی سب کچھ دیکھ سکتی تھیں۔ اس نے ماہا کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما تھا جیسے کچھ ڈھے جانے کا خوف ہو۔ ماہا نے علینا کی طرف دیکھا۔ الماری میں موجود اندھیرے میں بھی وہ اس کے چہرے پر آئے خوف کے آثار اچھی

طرح دیکھ سکتی تھی۔اس کا دل بہت زور سے ڈھرک رہا تھا۔کچھ غلط تھا۔وہ وہاں کیوں تھی؟اور عصام کہاں تھا؟اور اس کا موبائل وہاں کیوں تھا؟

تبھی کمرے کے واشروم کا دروازہ کھلا اور عصام باہر نکلا تھا۔انوشے کو وہاں دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیے چونکا تھا۔پھر اگلے ہی لمحے وہ اس کے کافی قریب آ کھڑا ہوا تھا۔ایک نظر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔وہ سیاہ رنگ کی بغیر آستینوں اور پنڈلیوں تک آتی ڈریس پہنے ہوئے تھی۔اس کے لباس کی ساخت بہت بے ہودہ تھی۔اس کا پورا جسم واضح طور پر اس شفون کی ڈریس سے نظر آ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا تمہارے پاس اس سے زیادہ چھوٹے کپڑے نہیں تھے؟"اس نے اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا تھا۔انوشے مسکرائی تھی۔

وہ دونوں الماری کے بلکل سامنے کھڑے تھے اور الماری کے اندر وہ ان دونوں کے چہرے دیکھ سکتی تھیں۔

علینا کو لگ رہا تھا کہ جیسے اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

عصام اسے دھوکا نہیں دے سکتا تھا۔ جو ہو رہا تھا اس کا کوئی پسِ منظر ضرور ہونا چاہیے تھا۔

لیکن اس کی بصارت بے آواز آنسوؤں سے دھندلا گئی تھی۔

"یہاں کیا کر رہی ہو؟"عصام کا لہجہ اب کہ سنجیدہ تھا۔

"ایک آخری کوشش۔"اس نے اپنے کندھے پر سے ڈریس کی اسٹریپ کو ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔

وہ مسکرایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا کا سانس بند ہونے کو تھا۔ کیا اسے شکست ہو گئی تھی؟ کیا سب جھوٹ تھا؟ کیا اس کا عشق،وہ سب کوئی فریب تھا؟

سب ایک لمحے میں برباد ہو گیا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

باب نمبر 5

اخفائے راز

پارٹ 1

اسے کہنا محبت دل کے تالے توڑ دیتی ہے

اسے کہنا محبت دو دلوں کو جوڑ دیتی ہے

اسے کہنا محبت نام ہے روحوں کے ملنے کا

اسے کہنا محبت نام ہے زخموں کے سلنے کا

اسے کہنا محبت تو دلوں میں روشنی بھر دے

اسے کہنا محبت پتھروں کو موم سا کر دے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے کہنا محبت دور ہے رسموں رواجوں سے

اسے کہنا محبت ماورا تختوں سے تاجوں سے

اسے کہنا محبت پھول کلیاں اور خوشبو ہے

اسے کہنا محبت چاند تارے اور جگنو ہے

اسے کہنا محبت کا نہیں نعم البدل کوئی

اسے کہنا محبت کا نہیں ہے ہم شکل کوئی

اسے کہنا محبت پر یقیں کر لو مرے ہمدم

اسے کہنا محبت دل میں تم بھر لو مرے ہمدم

(اسے کہنا محبت دل کے تالے توڑ دیتی ہے-ارم زہرا)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حالیہ دن۔

20 اکتوبر، 2028۔

لاہور، پاکستان۔

وہ ابھی تک سر جھکائے بیٹھا تھا۔ وہ سطر اس کے ذہن میں گونج رہی تھی۔

"اس لائن کا کیا مطلب ہے عاہل؟" سامنے بیٹھے ان تینوں نفوس کے چہروں پر خوف اور تجسس کے ملے جلے تاثرات تھے۔ پھر اس نے اپنا سر اٹھایا۔

"تم تینوں کو میں بعد میں دیکھوں گا کیونکہ اس وقت میری ایک بہت امپورٹنٹ مہمان میرا انتظار کر رہی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ تم تین احمق اور دھوکہ باز لوگوں کی وجہ سے انتظار کرے۔ آج کے بعد سے ہمارے درمیان بزنس کے متعلق کوئی ڈیل نہیں ہو گی۔ ہمارے راستے اب جدا ہیں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"لیکن عاہل۔۔۔"اس سے پہلے کہ عاصم مزید کچھ کہہ پاتا عاہل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔

"تم تینوں کو یہاں سے زندہ سلامت جانے دے رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ میں دھوکہ بازوں کو معاف نہیں کیا کرتا یہ بات تم جانتے ہو۔ ابھی میرے پاس تمہیں سزا دینے کا وقت نہیں ہے اس لیے پھر کبھی سہی۔ اب تم تینوں یہاں سے دفعہ ہو سکتے ہو۔"وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔

ان تینوں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔ عاہل جو کہہ دیتا تھا وہ کر کے ہی رہتا تھا۔ ان کے راستے اب جدا ہو چکے تھے اور اب انہیں اپنی بقاء کے لیے کچھ سوچنے کی ضرورت تھی۔

وہ ابھی تک واشروم میں ششدر سی کھڑی تھی۔ موبائل سے عصام کی آواز گونج رہی تھی۔ یہ اس کا اپنا موبائل تھا جو وہ صرف عصام سے رابطہ رکھنے کے لیے استعمال کرتی تھی۔

کسی خیال کے زیرِ اثر وہ یونہی اسے آج اپنے ساتھ لے آئی تھی۔ اس کا نیا موبائل اس کے بیگ میں ہی تھا۔

"زویا واپس جاؤ۔ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔ اس کا سیکیٹری تمہیں کبھی بھی واپس لینے آتا ہی ہو گا۔ اور دیکھو نارمل رہنا۔ جیسے تم نے ان کی گفتگو سنی ہی نہیں ہے۔ اوکے؟" عصام تیز لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا۔ زویا نے سانس اندر کو کھینچا۔ خود کو کمپوز کیا۔

"اوکے۔" پھر کال کاٹ کر موبائل ہاتھ میں پکڑے واشروم سے باہر آئی اور اسی صوفے پر آکر بیٹھ گئی جہاں وہ واشروم جانے سے پہلے بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ آنکھیں سکیڑے کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر ہلکا سا مسکرا دیا۔ تبھی دروازہ کھٹکھٹایا گیا تھا۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کے چہرے کے تاثرات درست ہوئے تھے۔ دروازہ کھلا تو سامنے آدم کے ساتھ زویا کھڑی تھی۔ اس نے آدم کو ہدایت دے رکھی تھی کہ ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ اسے یہاں واپس لے آئے۔ وہ اسے اندر آتا دیکھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پلیز۔"اس نے زویا کو دیکھ کر ہاتھ سے صوفے کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ صوفے تک آئی اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گئی۔وہ اس کے سامنے صوفے پر کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے بیٹھ رہا تھا۔یہاں صوفوں پر بیٹھنا پاور سیٹ پر بیٹھنے سے زیادہ کمفرٹیبل تھا یا پھر شاید وہ کمرے میں موجود کلفت کو کم کرنا چاہتا تھا۔

"واز ایوری تھنگ اوکے؟"وہ اس پر نظریں جمائے پوچھ رہی تھی۔اب وہ کافی حد تک سنبھل چکی تھی لیکن پھر بھی ایک بے چینی سی تھی جو اسے کھائے جا رہی تھی۔آخر وہ تیسرا شخص کون تھا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بزنس ایشوز یو نو۔"اس نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔زویا نے سر کو ذرا سا خم دیا تھا۔

"اسے چھوڑیں ہماری بات بیچ میں ہی رہ گئی تھی۔تو میرے وعدے کے مطابق یہ رہا آپ کا ممبر شپ کارڈ اور پینٹنگ کے لیے چیک۔"اس نے اپنے اور زویا کے درمیان حائل میز پر پڑا ایک چھوٹا سا باکس اور ایک چیک اس کی طرف کھسکایا۔زویا کے ہونٹ مدھم سی مسکراہٹ میں ڈھلے۔اس نے ایک نظر چیک پر ڈالی۔وہ ایک کروڑ کا چیک تھا جو کہ

پینٹنگ کے لیے تھا۔ پھر اس نے بڑی نزاکت سے وہ باکس ہاتھ میں اٹھا کر کھولا۔ اندر ایک ممبر شپ کارڈ اور کچھ دوسری چھوٹی چھوٹی چیزیں موجود تھیں۔ پھر اس نے باکس بند کر کے واپس رکھ دیا۔

"تھینکس۔ میں جانے سے پہلے ممبر شپ کے لیے پے کر کے جاؤں گی۔ اور میں نے آپ کے سیکیٹری سے کہہ دیا ہے۔ وہ میری گاڑی سے آپ کی پینٹنگ لے آئے گا۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"اٹس اوکے۔ آپ آرام سے ممبر شپ کے لیے پے کر دیجیئے گا۔ دیئر از نو ہری۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ زویا نے مسکرا کر سر کو خم دیا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ہاتھ میں ایک ٹرے پکڑے اندر آیا۔ ٹرے ان کے سامنے میز پر رکھی اور پھر کمرے سے چلا گیا۔ کافی پینے تک وہ دونوں کچھ دیر باتیں کرتے رہے تھے۔ لیکن ایک سوال دونوں کے ذہنوں میں گھوم رہا تھا۔ وہ تیسرا شخص آخر تھا کون؟

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ جب گھر آیا تو اسے لاؤنج میں ہی رایان کسی جلے پاؤں کی بلی کی طرح اِدھر سے اُدھر چکر کاٹتا نظر آ گیا تھا۔ چہرے کے زاویوں سے لگتا تھا کہ اسے سب معلوم ہو چکا تھا۔ رایان نے کسی احساس کے تحت چہرہ اٹھا کر دروازے کی سمت میں دیکھا۔ وہاں عاہل کھڑا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"یہ سب کیا کِیا ہے تم نے؟" وہ اس کا گریبان دونوں ہاتھوں سے پکڑے اس پر غُرایا تھا۔

عاہل نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنا گریبان اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

"آرام سے!" اس نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی تھی۔ رایان اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم اتنی بڑی مصیبت کھڑی کر دینے کے بعد آخر مجھے آرام سے رہنے کو کیسے کہہ سکتے ہو؟" وہ ایک بار پھر غُرایا تھا۔ "میں نے تمہیں منع کیا تھا عاہل! میں نے تمہیں منع کیا تھا!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اُس وقت وہ سب راضی تھے!"وہ بھی غُرایا تھا۔دوپہر کا آیا ہوا غصہ اب نکل رہا تھا۔

"انہوں نے مجھے دھوکا دیا ہے۔"

"مجھے تمہاری بات ماننی ہی نہیں چاہیے تھی۔الیکشنز کے اتنے قریب مجھے یہ رسک لینا ہی نہیں چاہیے تھا۔سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔"رایان بڑبڑا رہا تھا۔

"اوہ پلیز!وکٹم کارڈ کھیلنے کی کوشش نہ ہی کرو تو بہتر ہو گا۔ہم دونوں یہاں جانتے ہیں کہ تمہیں بھی اس ڈیل سے آنے والے پرافٹ کا اتنا ہی لالچ تھا جتنا کہ مجھے!"وہ اس کی بڑبڑاہٹ واضح طور پر سن چکا تھا اس لیے تیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اپنی بکواس بند کرو اور اس سب کو ٹھیک کرو!"وہ ایک بار پھر سے غُرایا تھا۔

"کوئی ہے۔"عاہل کا لہجہ اب کہ سنجیدہ تھا۔

"کیا؟"رایان آنکھیں سکیڑے غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کوئی تیسرا ہے۔ میرا ایک دشمن۔ وہ جو بھی ہے مجھ سے ایک قدم آگے ہے اور اس نے میرے تینوں انویسٹرز کو ان کی کمزوریوں کے عوض بلیک میل کیا ہے۔ ان کی ایسی کمزوریوں کو پکڑا ہے جن کے دنیا کے سامنے عیاں ہونے پر وہ برباد ہو جاتے۔" وہ کسی مشین کی طرح کہہ رہا تھا۔

"وہ تو تمہارے وفادار تھے نا؟ اتنی جلدی بِک گئے؟" لہجے میں درشتی اور طنز تھا۔

"نعمتوں کے چھن جانے کا خوف کبھی کبھار وفاداری بھی چھین لیتا ہے۔" وہ طنزیہ سا مسکرایا۔ "انہیں ڈر تھا کہ میں انہیں بربادی سے بچا نہیں پاؤں گا سو انہوں نے اپنی وفاداری بدل لی۔ وہ وہاں چلے گئے جہاں انہیں لگا کہ انہیں پناہ مل سکتی ہے۔ لیکن وہ ایک بات بھول گئے۔" اس نے ایک لمحے کا توقف کیا۔ "جس نے بھی انہیں بلیک میل کیا ہے وہ ان کے رازوں سے واقف ہے اور رازوں سے اتنی جلدی پیچھا نہیں چُھروایا جا سکتا۔ وہ موت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور وہ بلیک میلر انہیں اتنی جلدی چھوڑنے والا نہیں ہے۔" وہ سرد سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے بلکل بھی پرواہ نہیں ہے کہ تمہارے اُن دو ٹکے کے انویسٹرز کے ساتھ اب کیا ہونے والا ہے۔ مجھے اتنا بتاؤ کہ اب تم یہ سب کیسے ٹھیک کرو گے؟"اس کا لہجہ اب بھی درشت تھا۔

"نئے انویسٹرز لانے پڑیں گے اور کیا!"وہ بالوں میں پریشانی سے ہاتھ پھیرتا کہہ رہا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ان الیکشنز کے وقت میں انویسٹرز کہاں سے آئیں گے؟کون دے گا اتنے پیسے؟"وہ غُرایا تھا۔

"تو اور کیا کروں میں؟خود کو بیچ دوں؟"وہ اس سے بھی زیادہ بلند آواز میں غُرایا تھا۔

"میری طرف سے تم خود کو بیچو یا پھر اپنی ساری جائیداد کو مجھے پرواہ نہیں ہے!مجھے اس سارے میس سے نکالو!اگر!۔۔۔اگر تم یہ سب ٹھیک نہ کر سکے تو میکسیکنز کو تم خود جواب دے ہو گے اور میں تم سے کنارہ کر لوں گا!"وہ درشت لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

عاہل اسے کینہ توز نظروں سے جاتا دیکھ رہا تھا۔اس نے اپنے قریب پڑی میز کو زور سے لات ماری تو وہ الٹ گئی۔اس وقت ان دونوں کو اپنی جان کے لالے پڑ چکے تھے۔وہ بہت بُرے پھنسے تھے۔

****

وہ کلب سے نکل کر فوراً گھر آ گئی تھی۔ سارے راستے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بھی اس کا دماغ اسی سارے معاملے میں پھنسا ہوا تھا۔ وہ ٹینشن میں تھی۔ وہ تیسرا شخص آخر کون تھا؟

وہ جیسے ہی گھر پہنچی تو کمرے میں آتے ساتھ ہی اس کے موبائل پر عصام کی کال آنے لگی۔ وہ ڈائمنڈ بریسلٹ پہن کر ہی گھر سے نکلتی تھی۔ اس لیے عصام کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ گھر پہنچ چکی ہے سو وہ کال کر رہا تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے اپنے ہینڈ بیگ میں سے موبائل نکالا اور اسے بیڈ پر اچھال دیا۔ کال ریسیو کر کے اب وہ فون کان سے لگا چکی تھی۔

"یہ سب کیا تھا؟ وہ تیسرا شخص کون تھا؟" وہ جھنجھلاہٹ کا شکار لگتی تھی۔

"مجھے نہیں پتا زویا! اس نے کہا کہ وہ ایک لڑکی تھی جس کا لہجہ غیر ملکی تھا۔" وہ بھی اس وقت جھنجھلایا ہوا تھا۔

"وہ ضرور عاہل کی کوئی دشمن ہو گی۔ اس لائن کا مطلب کیا تھا جو اس نے کہی؟" وہ اپنے کمرے میں اِدھر سے اُدھر چلتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ جرمن زبان تھی۔اس لائن کا مطلب تھا"دی گیم از اوور عاہل مستجاب!"

" کیسی گیم؟وہ کس گیم کی بات کر رہی تھی؟"وہ مزید جھنجھلا گئی۔

"مجھے نہیں پتا۔وہ کس گیم کی بات کر رہی تھی یہ تو صرف عاہل ہی جانتا ہو گا۔"اس نے ایک لمبا سانس اندر کو کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

"ایک منٹ! تمہیں جرمن زبان کیسے آتی ہے؟ کہیں تم نے تو اس کے انویسٹرز کو راستے سے ہٹانے کے لیے یہ سب نہیں کیا؟"وہ تیز لہجے میں کہہ رہی تھی۔شاید وہ خوفزدہ بھی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فار گاڈز سیک زویا! میں یہ سب کیسے کر سکتا ہوں آخر؟ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں ان کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا۔اگر مجھے ہی یہ سب کرنا ہوتا تو میں نے پھر تمہیں کیوں ہائر کیا؟ اور تمہاری انفارمیشن میں اضافہ کر دوں مجھے دنیا کی بہت سی زبانیں آتی ہیں جن میں سے جرمن ایک ہے۔"اس کا لہجہ سخت تھا۔اسے زویا کا اس پر شک کرنا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

"سوری میں نے یہ ایسے ہی کہہ دیا۔شاید میں ٹینشن میں ہوں یا پھر خوفزدہ ہوں۔آئی ڈونٹ نو!یہ سب بہت غیر متوقع تھا۔"وہ شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔

"دیکھو زویا۔میں تمہیں دھوکا نہیں دے رہا ہوں اس لیے پلیز مجھ پر شک مت کرو۔میں خود بھی تمہارے جتنا ہی پریشان ہوں۔میری اپنی سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ سب آخر ہوا کیسے ہے؟"وہ بھی حیران لگ رہا تھا۔

"لیکن اب کیا کرنا ہے؟"وہ چند لمحے خاموش رہا۔شاید وہ سوچ رہا تھا۔

"ہم اسی پلان کو آگے جاری رکھیں گے۔ہمارا مسئلہ انویسٹرز تھے جو کہ اب ہمارے راستے میں نہیں ہیں۔ہم وہی کریں گے جو ہم کرنے والے تھے۔"وہ مشینی سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"لیکن کیا یہ خطرناک نہیں ہو گا؟کوئی ہے جو عاہل کے پیچھے ہے۔اگر ہم بھی اس کی نظر میں آگئے تو؟"اس کی پریشانی کا سارا محور یہی ایک بات تھی۔

"دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے زویا۔ وہ جو بھی ہے۔۔۔ ہمیں نقصان پہنچانے میں اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ اس لیے تم ٹینشن مت لو اور پلان کو ویسے ہی جاری رکھو جیسے ہم نے سوچا تھا۔" وہ کہہ کر کال کاٹ چکا تھا۔

چند لمحے تو زویا بے یقین سی موبائل کی اسکرین کو دیکھتی رہی۔ اس نے اس کے منہ پر کال کاٹ دی؟ پھر بیزار سی موبائل صوفے پر پھینک کر بیڈ کی طرف چلی آئی۔ وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ اس کے دشمن کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ عاہل کے دوست تھے یا دشمن؟ وہ لڑکی کون تھی؟ عصام نے یوں کال کیوں کاٹ دی؟ سب سے زیادہ اسے کس بات پر غصہ آرہا تھا؟ وہ بیڈ پر لیٹی سوچ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

یہ رات میں حیدر کے بنگلے کا منظر تھا۔ مستجاب، حیدر اور رایان لاؤنج کے صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ رایان اور مستجاب کے چہروں کے رنگ اُڑے ہوئے تھے جبکہ ان

دونوں کے برعکس حیدر پُرسکون تھا۔ وہ ابھی تک رایان سے کلب عاہل کو دینے پر بغض دل میں رکھے بیٹھا تھا۔

"مجھے تم سے اتنی بڑی احمقانہ حرکت کی امید ہرگز نہیں تھی۔ تم جانتے تھے الیکشنز آنے والے ہیں لیکن پھر بھی تم نے یہ کیا؟ تم نے عاہل کو اجازت کیوں دی آخر؟" مستجاب کا لہجہ سخت تھا۔

"کیونکہ پرافٹ بہت زیادہ تھا۔" مستجاب کے برعکس رایان کا لہجہ ٹھہراؤ لیے ہوئے تھا۔ اسے غصہ آرہا تھا لیکن وہ باپ کے سامنے اپنی آواز اونچی نہیں کیا کرتا تھا۔ اس نے اور حیدر نے آج تک کبھی اپنے باپ کے سامنے آواز اونچی نہیں کی تھی۔

"دو مہینے بعد وہ ڈرگز اور ان کا ڈیلر پاکستان میں ہوگا! کہاں سے دو گے اسے اتنے پیسے؟"

وہ خاموش رہا۔ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ حیدر کسی تماشائی کی طرح ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ منہوس ہے۔عاہل۔جب بھی کچھ اچھا ہونے لگتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے۔"اس کی بڑبڑاہٹ ہلکی تھی لیکن حیدر اور مستجاب اسے بخوبی سن سکتے تھے۔وہ سر جھکائے کہہ رہا تھا پھر رایان نے سر اٹھا کر باپ کی طرف دیکھا۔"وہ ہمیشہ یہی کرتا ہے۔اور وہ آگے بھی یہی کرے گا۔"

"صحیح کہہ رہے ہو۔پتا نہیں وہ منہوس میرے گھر ہی کیوں پیدا ہوا؟ پیدا ہوتے ہی مر جاتا تو زندگی سکون سے گزر جاتی۔"مستجاب کے لہجے سے واضح نفرت جھلک رہی تھی۔

"اس دن مجھے وہ گولی عاہل کو ہی مار دینی چاہیئے تھی۔اچھا ہوتا قصہ وہیں ختم ہو جاتا!" رایان دانت پیستے ہوئے کہہ رہا تھا۔حیدر محظوظ سا ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔نفرت کی حد ان تینوں پر ختم ہوتی تھی۔

"اب یہ سوچو اس سب سے نکلو گے کیسے؟ میکسیکنز کو پیسے نہ ملے تو وہ ہم سب کو برباد کر دیں گے۔اوپر سے اس بار الیکشنز میں ہم دونوں کھڑے ہو رہے ہیں!"وہ کنپٹی کو انگلی سے مسلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں کچھ نہیں کرنے والا ہوں۔یہ میس عاہل نے کریٹ کیا ہے۔اب وہی سنبھالے گا۔"

وہ صوفے پر پیچھے کو ہو کر بیٹھا تھا۔

"اور اگر وہ ایسا نہ کر پایا تو؟"

"میکسیکنز کو اگر پیسے نہ ملے تو وہ بھوکے شیر بن جائیں گے۔اور مجھے ان بھوکے شیروں کا سامنا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔سب جانتے ہیں کہ عاہل کے بزنس کے فیصلوں میں بس میرا تھوڑا سا اختیار ہے۔میں صرف غیر ملکی ڈیلز میں اس کی نمائندگی کرتا ہوں بس! اپنی ہر غلطی کے لیے وہ خود ہی ذمہ دار ہے اور یہ میری غلطی نہیں ہے۔وہ خود اس سب سے نمٹے گا۔میری طرف سے میکسیکنز اسے مار ڈالیں۔آئی ڈونٹ کیئر۔بس وہ مجھ تک نہیں آنے چاہئیں۔"اس کا لہجہ اب کہ سنبھلا ہوا تھا۔

"لیکن پھر بھی میں اس سے بات کروں گا اور اسے وارن کروں گا۔وہ ہم سب کو بہت ہلکے میں لے رہا ہے۔"مستجاب کا لہجہ عجیب بے تاثر سا تھا جیسے وہ یہ سب اپنے بیٹے کے بارے

میں نہیں بلکہ کسی غیر کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ مستجاب نے حیدر کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی تک خاموش بیٹھا تھا۔

"تم کیوں خاموش بیٹھے ہو؟" اس نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے۔" وہ کندھے اچکاتا کہہ رہا تھا۔

"کیا مطلب؟ بھائی ہے وہ تمہارا؟ رایان کی فکر تمہاری فکر ہونی چاہیے۔" لہجہ اب کہ سخت تھا۔

"وہ کیا ہے ناڈیڈ کہ مجھے عاہل سے نفرت ہے اور آج کل رایان کی عاہل سے محبت کچھ زیادہ ہی جاگ رہی ہے۔" رایان نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ "اب ایسے میں رایان کے ساتھ یہ تو ہونا ہی تھا۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ نظریں رایان پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیسی محبت؟" مستجاب نے باری باری ان دونوں کی طرف دیکھا تھا۔

حیدر رایان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ رایان کی سنجیدہ نظریں اسے باپ کو سچ بتانے سے منع کر رہی تھیں۔ حیدر نے مستجاب کی طرف دیکھا اور سنجیدہ سا کہنے لگا۔

"رایان نے اپنا کلب عاہل کے نام کر دیا ہے۔"

"واٹ؟" مستجاب کی آواز حیرانی لیے ہوئے تھی۔

"یہ نہیں بتاؤ گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟" رایان مسکرایا تھا۔ حیدر کے چہرے پر آئی مسکراہٹ اگلے لمحے ہی غائب ہوئی تھی۔ اس لمحے حیدر کو معلوم ہوا کہ اس نے یہ بات کر کے اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی ماردی تھی۔

"آپ کے بیٹے نے عاہل کے آگے اپنی ایک کمزوری رکھ دی اور پھر مجھے اس کمزوری کے بدلے عاہل کو وہ کلب دینا پڑا۔ اب اپنی بیوقوفی کی سزا تو اسے ملنی چاہیے تھی نا؟" وہ سنجیدہ سا باپ کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"بیوقوف صرف وہ نہیں تم بھی بنے ہو! یقیناً حیدر اپنا مسئلہ لے کر تمہارے پاس آیا ہو گا۔ تم نے بھی عقل سے کام لینے کی کوشش نہیں کی؟ تم دونوں کو میں کتنا سمجھاؤں آخر؟ شاطر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دشمن کے ساتھ شاطر ہونا پڑتا ہے۔ وہ بہت شاطر ہے۔ یوں منہ اٹھا کر اس کے خلاف چالیں مت چلا کرو۔ ہمیشہ نقصان ہی اٹھاؤ گے!"وہ سخت لہجے میں کہہ رہے تھے۔ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگے۔

"لیکن ویڈیو کس بارے میں تھی؟"

حیدر نے تھوک نگلا تھا۔ مستجاب اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ایک لڑکی کے ساتھ ہوٹل روم کی ویڈیو تھی۔"اس نے تیزی سے کہا تھا۔

"اس سے پچھلا حصہ نہیں بتاؤ گے حیدر؟"رایان مسکرایا تھا۔ مستجاب اب کہ رایان کی طرف حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے حیدر سے عاہل کی کمزوری ڈھونڈنے کے لیے کہا تھا۔ لیکن حیدر نے اپنی محدود عقل کے چلتے عاہل کو فضا اکبر کے فیک ریپ کیس میں پھنسا دیا۔ اور اس کے بدلے میں عاہل نے اسے اس کی گرل فرینڈ کے ساتھ ہوٹل روم کی ایک ویڈیو کی بنیاد پر بلیک میل کیا۔"رایان نے باپ پر سے نظریں ہٹا کر حیدر کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں غصہ

ڈول رہا تھا۔ "آئیندہ اپنی کسی گرل فرینڈ کو ہوٹل روم لے جانے کے بجائے گھر لے آنا۔ یہ زیادہ سیف رہے گا تمہارے لیے۔" وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"تم دونوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" اب کہ مستجاب غُرایا تھا۔ "میں تم دونوں کو آخری بار وارن کر رہا ہوں۔ مجھے الیکشنز ہونے تک اپنے ارد گرد سکون چاہیئے۔ میں اپنے ارد گرد مزید اسکینڈلز برداشت نہیں کروں گا!" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

پھر وہ اٹھا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کی دیکھا دیکھی رایان بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔

پیچھے اکیلے بیٹھے حیدر کا دل بُری طرح سے دُکھا تھا۔ وہ اس کا بھائی تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑا رہتا تھا۔ اس نے ہمیشہ رایان کی بات مانی تھی۔ لیکن اب ان کے درمیان کیا آ رہا تھا؟ کیا چیز ان کی طاقت کو کم کر رہی تھی؟

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

رایان اور مستجاب جب حیدر کی طرف سے واپس آئے تو ابھی عاہل گھر نہیں آیا تھا۔ رایان سونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا لیکن مستجاب جاگتا رہا تھا۔ وہ لاؤنج میں بیٹھا

عاہل کا انتظار کرتا رہا تھا۔ اسے اس سے بات کرنی تھی۔ مستجاب اور رایان دونوں اس بار اکھٹے الیکشنز لڑ رہے تھے۔ ایسے میں اتنا بڑا مسئلہ کھڑا ہو جانا۔۔۔ خوف کے مارے مستجاب کا خون خشک ہو رہا تھا۔ آدھی رات کا وقت تھا جب لاؤنج میں انہیں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ عاہل تھا جو ایک بھی نگاہ باپ پر ڈالے بغیر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

"مجھے بات کرنی ہے۔" لہجہ بے تاثر تھا۔

عاہل کے قدم تھمے۔ وہ واپس صوفے تک آیا اور باپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آبرو سے اشارہ کیا کہ وہ بات کا آغاز کرے۔

"میں تمہارے اس بار کے نئے تماشے سے اچھی طرح واقف ہو چکا ہوں۔ میں نے تمہیں یہ بزنس اس لیے دیا تھا کہ۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات جاری رکھ سکتا عاہل مستجاب کی بات کاٹ چکا تھا۔

"رایان کو ہمیشہ سے ڈرگز کا بزنس کرنا تھا۔ اسے یہ پسند تھا۔ آپ نے اسے یہ کرنے کی پوری آزادی دی۔ لیکن وہ ناکامیاب رہا۔ اس سے یہ بزنس سنبھالا نہیں گیا۔ وہ آپ کا سب سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فیورٹ بیٹا تھا۔ آپ اسے کیسے کسی پریشانی میں دیکھ سکتے تھے؟"وہ تلخ سا مسکرایا۔"آپ نے ان دونوں کے لیے فیصلے لیے۔ حیدر کو اپنا بزنس دے دیا۔ رایان کو آپ اپنے ساتھ سیاست میں لے آئے۔ لیکن جب عاہل نے آپ سے اپنا حق مانگا تو آپ نے کیا کیا؟" مستجاب کی آنکھیں اب بھی بے تاثر ہی رہی تھیں۔"آپ نے مجھے رایان کا ڈوبتا ہوا بزنس تھما دیا کہ چلو اگر بزنس نہ بھی چلا تو قصوروار ٹھہرانے کے لیے عاہل تو ہو گا نا! کم از کم رایان کی جان تو چُھوٹے گی۔ آپ کو مجھ سے کبھی کوئی امید تھی ہی نہیں۔ لیکن پھر ایسا نہیں ہوا۔ میں نے پاکستان میں ڈرگ مافیا کی ایک سلطنت قائم کی۔ میں آپ کے ان دونوں بیٹوں کے مقابلے میں زیادہ کامیاب رہا جنہیں آپ نے چلتے ہوئے بزنسز دیے تھے۔ لیکن پھر بھی۔ پھر بھی عاہل مستجاب کی آپ کے سامنے کوئی اہمیت نہیں ہے۔"وہ ایک بار پھر تلخی سے مسکرایا تھا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس عاہل نے پہلے بھی سب آپ تینوں کی مدد لیے بغیر سنبھالا تھا وہ اب بھی سنبھال لے گا۔ وہ اب بھی اس سب میں سے نکل آئے گا۔ اسے آپ لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی آپ کو مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔" وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔ وہ اپنے کمرے کی طرف جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اگر ہم تینوں میں سے کسی کو بھی کوئی نقصان پہنچا عاہل تو میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا!" مستجاب کے سخت لہجے پر عاہل کے قدم یکدم زنجیر ہوئے تھے۔ اس نے گردن ترچھی کر کے مستجاب کی طرف دیکھا۔

"کیا آپ مجھے بھی بلکل ویسے ہی ماردیں گے جیسے آپ نے موم کو مارا تھا؟" اس کی آواز میں تکلیف تھی۔ درد تھا۔ آنکھوں میں شاید مستجاب کے لیے نفرت بھی تھی۔ مستجاب کا پورا جسم ایک سیکینڈ کے لیے سُن ہو گیا تھا۔ عاہل غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ بس ایک لمحے کے لیے۔ صرف ایک لمحے کے لیے عاہل کو لگا کہ جیسے مستجاب کے بے تاثر چہرے پر کوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دراڑ پڑی تھی۔ اسے مستجاب کے چہرے پر جذبات کی ہلکی سی رمک محسوس ہوئی تھی۔ وہ چند لمحے کھڑا باپ کے چہرے کو دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ گیا۔ پیچھے بیٹھے مستجاب کا چہرہ اگلے لمحے ہی پہلے جیسا ہو چکا تھا۔ سرد۔ بے تاثر۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ ایک دروازے کے سامنے کھڑا تھا جو کہ صرف چند اِنچ کُھلا ہوا تھا۔ وہ مستجاب اور ملیحہ کے کمرے کا دروازہ تھا۔ وہ دونوں اسے نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن وہ انہیں اپنے عین سامنے دیکھ رہا تھا۔ ملیحہ کے ہاتھ میں ایک میگزین تھی جسے اس نے مستجاب کے منہ پر دے مارا تھا۔ میگزین مستجاب کے سینے سے ٹکرا کر زمین پر جا گری تھی۔ پہلے صفحے پر مستجاب کی دوسری شادی کی خبر بڑے بڑے لفظوں میں لکھی گئی تھی۔ میگزین میں لکھا گیا تھا کہ آج سے سترہ سال پہلے مستجاب علی نے مشہور بزنس مین حدید عالم کی بیٹی زنیرہ حدید سے نکاح کیا تھا اور ان دونوں کا ایک بیٹا بھی تھا۔ حیدر مستجاب۔ کچھ پرسنل اور سیکوریٹی ریزنز کے چلتے زنیرہ اور حیدر کو ملک سے باہر رکھا گیا تھا اور اب وہ واپس پاکستان آ چکے تھے۔ اس میگزین میں یہ

بھی لکھا ہوا تھا کہ ملیحہ مستجاب کے اس نکاح پر راضی تھی بلکہ یہ اس کی رضامندی پر ہی ہوا تھا۔

"کہو کہ یہ سب بکواس ہے مستجاب! کہو کہ یہ تمہارے مخالفوں کا کوئی نیا کھیل ہے!" وہ اس کے عین سامنے کھڑی غُرا رہی تھی۔ لہجہ طنز اور تنفر سے بھرا ہوا تھا۔

"آواز نیچی رکھو اپنی!" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتا ہوا ملیحہ سے بھی اونچی آواز میں چلایا تھا۔

وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"میں نے صرف یہ دیکھنے کے لیے تم سے یہ سوال پوچھا تھا کہ اب تم کیا بہانہ بناتے ہو؟۔ ورنہ تمہاری معشوقہ سے تو میں پہلے ہی مل چکی ہوں۔" لہجہ کاٹ دار بھی تھا اور طنز سے بھرا ہوا بھی۔

"تو ایسا کونسا گناہ کر دیا ہے میں نے جو تم یوں چلا رہی ہو مجھ پر؟ ایک شادی ہی تو کی ہے!" مستجاب کا لہجہ بھی ملیحہ سے کچھ خاصا مختلف نہ تھا۔

"اچھا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا؟" ملیحہ نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔ "تو اپنی ناجائز اولاد کے بارے میں کیا کہو گے تم؟ اس ایک ناجائز اولاد کے علاوہ اور کتنی ناجائز اولادیں ہیں تمہاری؟" آخری جملہ ملیحہ نے غُراتے ہوئے ادا کیا تھا۔ دروازے کے باہر کھڑے اٹھارہ سالہ عاہل نے اپنی آنکھوں کو زور سے میچتے ہوئے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب ملیحہ اور مستجاب کے درمیان ایسی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ ان تمام لڑائیوں کا آغاز ہمیشہ مستجاب ہی کرتا تھا۔ اور اختتام ہمیشہ ملیحہ پر ہاتھ اٹھانے اور اس پر جسمانی تشدد کرنے پر ہی ہوتا تھا۔ اور عاہل۔۔۔ ہمیشہ دروازے کے پار کھڑا وہ سب دیکھتا رہ جاتا تھا۔ اس نے ایک بار ملیحہ کو مستجاب کے تشدد سے بچانے کی کوشش کی تھی لیکن مستجاب نے اسے بھی تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کے بعد سے ملیحہ نے اسے اپنی اور مستجاب کی لڑائی کے درمیان میں ہر طرح کی مداخلت سے سختی سے روک دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن آج اس لڑائی کا آغاز ملیحہ نے کیا تھا۔اسے اپنی شادی کے انیس سال بعد معلوم ہو رہا تھا کہ مستجاب نے ایک دوسری شادی کر رکھی تھی۔اور میگزین میں لکھی گئی ہر بات اس نے میڈیا کو چُپ کروانے کے لیے خود ہی لکھوائی تھی۔

"ہاں بولو؟اور کتنی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے تمہارے؟بولو؟زنیرہ کے ساتھ تمہاری ایک ناجائز اولاد ہے!باقی اور کتنی عورتوں کے ساتھ ناجائز اولادیں ہیں تمہاری؟"وہ غُرا کر مستجاب کے بازو کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

اس بار مستجاب نے ایک زبردست تھپڑ پورے زور سے اس کے چہرے پر دے مارا تھا۔

عاہل نے ایک آواز پر اپنی آنکھیں آہستہ سے کھولی تھیں۔اور اگلا منظر جو اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا وہ آج تک اسے اندر سے مار رہا تھا۔آہستہ آہستہ۔

بیڈ کے کونے پر خون لگا ہوا تھا۔

اور ملیحہ۔۔۔

زمین پر گری ہوئی تھی۔

توازن برقرار نہ رکھ پانے کی وجہ سے ملیحہ کی کنپٹی بیڈ کے کونے کے ساتھ جا لگی تھی اور خون کا ایک فوارہ بہہ نکلا تھا۔

عاہل وہیں دروازے میں ایستادہ تھا۔ وہ شاک میں تھا۔ قدم اٹھنے سے قاصر تھے۔ ٹانگوں میں جیسے جان ہی نہیں بچی تھی۔ وہ پلکیں تک نہیں جھپک پا رہا تھا۔

"زنیرہ میری محبت تھی۔ ہمیشہ سے۔ تم بس میری ایک مجبوری تھیں جسے اب میں اٹھا اٹھا کر تھک چکا ہوں۔ زنیرہ اور میرا تعلق بیس سال سے بھی زیادہ پُرانا ہے۔ اور حیدر میری جائز اولاد ہے!" وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔ مستجاب نے کمرے کا دروازہ کھولا اور عاہل پر ایک بھی نگاہ ڈالے بغیر وہ وہاں سے نکل گیا۔ اس کے لیے یہ سب کرنا بہت عام سی بات ہو گئی تھی۔ ملیحہ پر ہاتھ اٹھانے کے بعد وہ یونہی کمرہ چھوڑ کر نکل جایا کرتا تھا۔ پیچھے ہمیشہ کی طرح آج بھی صرف عاہل اور ملیحہ رہ گئے تھے۔ وہ گھر کسی جہنم سے کم نہیں تھا۔

ایک عجیب سا احساس تھا جس نے عاہل کو گھیر لیا تھا۔ اسے پتا نہیں چلا کہ کب اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

اس کا جسم کسی روبوٹ کی مانند حرکت کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ماں کی طرف قدم بڑھائے۔

اسے کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ کچھ بہت عجیب۔ جیسے کچھ غلط ہو گیا تھا۔

عاہل نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن نہ زبان ہلی اور نہ ہی ہونٹ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اس کا جسم جیسے کسی شاک کے زیرِ اثر تھا۔

ملیحہ کا چہرہ عاہل کی طرف نہیں تھا۔ وہ دوسری سمت میں تھا۔ سر کے گرد خون کا ایک تالاب تھا۔ وہ اسی خون کے تالاب کے درمیان میں آ کر بیٹھا تو اس کے کپڑے اس خون کو جذب کرنے لگے۔ فرش پر ہاتھ رکھنے سے خون اس کے ہاتھوں پر بھی لگ گیا تھا۔ ایک ہاتھ سے اس نے کنپٹی کے زخم پر سے ملیحہ کے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔ وہ بہت گہرا زخم تھا جس سے خون نکل کر بہہ رہا تھا۔

اس نے دوسرے ہاتھ میں اپنی ماں کا ہاتھ تھاما تو خون ملیحہ کے ہاتھ پر بھی لگ گیا۔

لیکن۔۔۔

وہ بے جان تھا۔ سرد تھا۔

عاہل کو لگا اس کا اپنا جسم بھی سرد پڑنے لگا تھا۔

کسی خیال نے اس کے ذہن پر دستک دی تھی۔ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

اس نے یکدم ملیحہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ ملیحہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور۔۔۔ ان آنکھوں کے گہرے سیاہ پپوٹے ہر حرکت سے عاری تھے۔ جامد۔ ساکت۔ جیسے وہ پتھر کے ہوں۔

عاہل کی آنکھیں بلکل ملیحہ جیسی تھیں۔ اسے لگا کہ جیسے اس کی اپنی آنکھیں پتھر کی ہو گئ تھیں۔ اسے لگا وہ کبھی ملیحہ کی کُھلی ہوئی آنکھوں پر سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پائے گا۔

ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

اس نے کلائی کی نبض پر ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ رک چکی تھی۔

اسے لگا اس کا دل بند ہو گیا تھا۔

ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

اس نے اپنی زبان ہلانے کی کوشش کی لیکن زبان کی حرکت ندارد تھی۔ جیسے ایک ہی جگہ پر جم گئی ہو۔ جیسے اس کی زبان کو کوئی قفل لگ گیا ہو۔

ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

"م۔م۔ موم؟"اسے اپنی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔"م۔م۔ موم؟"اس نے ایک بار پھر سے کانپتی ہوئی آواز میں پکارا تھا۔

"موم؟"اب کہ اس نے ذرا اونچا پُکارا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

اس کا جسم خوف سے سرد پڑتا جا رہا تھا۔

اس نے ملیحہ کا ہاتھ ابھی تک تھاما ہوا تھا۔ اسے لگا وہ یہ ہاتھ چھوڑ دے گا تو مر جائے گا۔

"رایان!رایان!" پھر وہ بے اختیار چلایا تھا۔وہ اپنے بھائی کو پکار رہا تھا۔اسے اس وقت خوف سے نجات چاہیے تھی۔اسے اس وقت تحفظ چاہیے تھا اور اسے اس وقت رایان سے زیادہ اور کسی پر اعتبار نہیں تھا۔

"موم!"اس نے اضطرابی سے انداز میں ایک بار پھر ملیحہ کو پکارا تھا۔آنسو جھل جھل بہہ رہے تھے۔

تنہا کمرے میں ملیحہ کے جسم کے گرد خون کا ایک تالاب تھا۔اس تالاب میں وہ خون سے بھرا ہوا اپنی ماں کے جسم کے ساتھ بیٹھا تھا۔وہ چلا چلا کر کبھی رایان کو بلا رہا تھا تو کبھی اپنی ماں کو۔۔۔

عاہل نے ایک جھٹکے سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا۔نائٹ لیمپ کو آن کیا تو کمرے میں مدھم سی روشنی پھیل گئی۔اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سامنے کیا۔وہاں خون نہیں تھا لیکن وہ پسینے سے بھرے ہوئے تھا۔صرف اس کے ہاتھ ہی نہیں،اس کا لباس تک پسینے سے شرابور تھا۔اس کا دل

بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اُکھڑی ہوئی سانسوں کے درمیان وہ بیڈ سے اتر کر واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ واشروم میں آ کر اس نے آج ایک بار پھر اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا تھا۔ بال ماتھے پر پسینے کی وجہ سے چپکے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ گیلا تھا۔ آنسوؤں سے۔ آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔ لیکن اپنے چہرے سے نفرت اسے آج بھی ویسی ہی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے نلکا کھولا اور ایک کے بعد ایک اپنے چہرے پر جارحانہ سے انداز میں پانی پھینکنے لگا۔ اس نے چہرہ اٹھا کر آئینے میں دیکھا۔ چہرے پر سے پانی کے قطرے پھسل پھسل کر نیچے گر رہے تھے۔ وہ بارہ بجے گھر آیا تھا۔ اسے دور کہیں فجر کی آذان سنائی دے رہی تھی۔ شاید صبح کے چار بج رہے تھے۔ وہ پوری رات روتا رہا تھا اور آنکھیں اسی رونے کے باعث سرخ پڑ گئی تھیں۔

اسے nightmares آتے تھے۔ اس کی زندگی کا وہ بُرا وقت کسی ریکارڈ کی گئی ویڈیو کی طرح اس کے خوابوں میں لوپ کی مانند چلتا تھا اور وہ چاہ کر بھی جاگ نہیں پاتا تھا۔ پوری رات خواب چلتا تھا اور صبح ہونے سے کچھ وقت پہلے اس کی آنکھ کھل جاتی تھی۔

یہ خواب اسے پچھلے آٹھ سالوں سے ستا رہے تھے۔ رایان اور مستجاب کو لگتا تھا کہ اس نے آٹھ سال پہلے اپنی ماں کو مرتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن عاہل مستجاب پچھلے آٹھ سالوں سے اپنی ماں کو کئی بار مرتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ اور یہ بات اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ اسے اب ان خوابوں کی عادت ضرور پڑ گئی تھی لیکن تکلیف ہر بار ایک نئے سرے سے ہوتی تھی۔

چند لمحے اس نے گہرے سانس لیے۔ خود کو کمپوز کیا۔ کانوں میں ابھی تک فجر کی آذان کی آواز پڑ رہی تھی۔ اس نے وضو کرنا شروع کیا۔ جب وضو کر لیا تو ایک بار پھر سے اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔ کیا اس جیسے لوگوں کی بھی اللہ کے یہاں کوئی معافی ہوا کرتی تھی؟

ایک وقت تھا جب وہ ان باتوں پر غور کیا کرتا تھا۔ جب وہ اتنے بڑے گناہ سرزد نہیں کیا کرتا تھا۔ مستجاب کا دین کی طرف رجحان نہ ہونے کے برابر ہی تھا۔ ایسے میں ملیحہ نے ہی عاہل اور رایان کو دینی تعلیم دینے کی کوشش کی تھی۔ عاہل ماں کی باتوں کو غور سے سنتا تھا اور ان پر عمل بھی کرتا تھا لیکن رایان مستجاب کے بہکاوے میں آ کر ان باتوں اور تعلیم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کو نظر انداز کر دیا کرتا تھا۔ مستجاب کا ماننا تھا کہ مذہب پر غور کرنے والے لوگ جذباتی ہوتے ہیں۔ وہ رایان کو اپنے جیسا سمجھتا تھا۔ طاقتور۔ غیر جذباتی۔ ملیحہ کو وہ کمزور بھی سمجھتا تھا اور ضرورت سے زیادہ جذباتی بھی۔ رایان جب بھی ماں سے کوئی اچھی بات سیکھ کر آتا تو مستجاب اسے اس بات پر عمل کرنے سے منع کر دیا کرتا تھا۔ یوں عاہل اور رایان کی تربیت میں ایک بہت بڑا فرق تھا۔ اپنی نوعمری کو پہنچنے تک وہ دونوں ایک دوسرے سے بلکل مختلف مزاج کے بن چکے تھے۔

عاہل نے اپنے وسوسوں کو جھٹکا اور واشروم سے نکل گیا۔ اس پوری کائنات میں ایک اسی کی ذات ہی تو تھی جس کے معافی کے دروازے کبھی کسی کے لیے بند نہیں ہوتے تھے۔ اسے بس دروازے پر دستک دیتے رہنا تھا۔۔۔

لباس بدل کر اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے اپنی الماری کا سب سے نچلا حصہ کھولا۔ وہاں ایک درمیانے سائز کا چکور ڈبا پڑا تھا۔ اس نے وہ ڈبا باہر نکال لیا۔ وہ ڈبا لکڑی کے ایک صندوق کی مانند لگتا تھا جس پر تراش خراش کر کے خوبصورت ڈیزائن بنایا گیا تھا۔ مٹی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی ایک تہہ اس پر جم چکی تھی جسے عاہل نے پھوک مار کر اڑایا۔ اس نے صندوق کھولا تو اس میں اس کے پرانے برشز اور acrylic paints پڑے ہوئے تھے۔ کچھ اسکیچ بوکس بھی تھیں۔ اس نے آٹھ سال بعد اس صندوق کو کھولا تھا۔ وہ ملیحہ کی موت کے بعد پینٹنگ کرنا چھوڑ گیا تھا۔ زندگی سے جب رنگ ختم ہو جائیں تو انسان رنگوں کی زبان بھی بھول جاتا ہے۔ وہ بھی بھول گیا تھا۔ رنگوں کی زبان نہ آتی ہو تو انسان ان سے غیر مانوس ہو جاتا تھا۔ وہ بھی ہو چکا تھا۔ اس نے صندوق کو بند کر کے واپس الماری میں رکھ دیا۔ شاید ابھی اس سب کا وقت نہیں آیا تھا۔ شاید ابھی اسے رنگوں سے دوبارہ مانوس ہونے میں مزید وقت لگنا تھا۔

Clubb of Quality Content

اسے آج ایک چیریٹی ایونٹ میں جانا تھا لیکن ابھی اس میں وقت تھا۔ وہ باہر لان میں آ گیا تھا۔ ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس وہ گھاس پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ آسمان پر سیاہی کی جگہ اب مدھم روشنی نے لے لی تھی۔ اس کے سامنے کیاریوں میں پھول لگے ہوئے تھے۔ بوگن ویلیا کے پھول۔ انہیں دیکھ کر اسے بہت کچھ یاد آیا تھا۔ اِن پھولوں کی اس کی زندگی

میں بہت اہمیت تھی۔اسے باغوں میں وقت گزارے آٹھ سال ہو گئے تھے۔یہ وہ عاہل نہیں تھا جو عصام کے ساتھ مار گلہ کی پہاڑیوں میں ہنستا مسکراتا پھر رہا تھا۔یہ عاہل اندر سے بہت بُری ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔

تبھی اسے سامنے سے ٹریک سوٹ میں رایان اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔وہ منہ اندھیرے اٹھ کر جاگنگ پر جانے کا عادی تھا۔اور اس وقت جاگنگ سے واپس آرہا تھا۔

"کیا تمہیں موم یاد آتی ہیں؟" لہجہ بے تاثر سا تھا۔

وہ عاہل کو نظر انداز کرتا اندر جارہا تھا لیکن پھر عاہل کی آواز پر اس کے قدم تھم گئے تھے۔

اس نے ایک کلک سے کانوں میں لگے ایئر پوڈز بند کیے پھر عاہل کی طرف مڑا۔وہ چہرہ اٹھائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔رایان چونکا تھا۔عاہل نے پچھلے چھ سالوں میں کبھی بھی اس سے ملیحہ کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا۔پھر یوں اچانک وہ ملیحہ کے بارے میں کیوں پوچھ رہا تھا؟

"ماں کی یاد صرف کمزور بچوں کو آتی ہے۔ نہ تو میں کمزور ہوں اور نہ بچہ۔" وہ عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

وہ اپنا چہرہ رایان کی طرف سے موڑ چکا تھا۔ چند لمحے وہ خاموش رہا۔ رایان نا جانے کیوں وہیں کھڑا رہا۔ وہ کیا سننا چاہتا تھا؟

"ہر بچے کو اپنی ماں کی یاد آتی ہے۔ پھر چاہے وہ بچہ کمزور ہو یا طاقتور۔" وہ اٹھ کر اب اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ رایان کے چہرے پر کچھ بدلا تھا۔ "خیر تم مستجاب علی کا عکس ہو۔ تم سے مجھے اسی جواب کی توقع تھی۔" لہجہ اب بھی بے تاثر ہی رہا تھا۔

رایان کے اعصاب اس کی بات پر تنے تھے۔

"اس میس کو تم نے کریٹ کیا ہے۔ اسے ختم کرو عاہل! اگر تم نے اسے ختم نہ کیا تو ہم سب مریں گے! میں صرف تمہاری اتنی مدد کر سکتا ہوں کہ کسی انویسٹر کو تم سے ملوا دوں لیکن اس صورت میں بھی انویسٹر کو تمہیں اس ڈیل کے لیے خود ہی منانا پڑے گا۔" وہ کہہ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آگے بڑھ گیا تھا۔عاہل پیچھے کھڑا اسے افسوس سے جاتا دیکھ رہا تھا۔ کیا اسے ماں کی یاد نہیں آتی تھی؟

****

یہ ایک چیریٹی ایونٹ کا منظر تھا جو کہ معزور اور یتیم بچوں کے روشن مستقبل کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔اسے منعقد کرنے والا شخص عاہل کا ہی دوست تھا۔وہ یہاں اسی کے بلانے پر آیا تھا۔اس کے ہائی سوسائٹی کے دوست اسے اس قسم کے فنکشنز پر بلاتے رہتے تھے۔ لیکن وہ صرف ان گِنے چُنے فنکشنز پر جاتا تھا جہاں اسے اپنا فائدہ نظر آتا تھا۔اور آج یہاں پر اس کا فائدہ تھا۔ آج یہاں زویا سیف آنے والی تھی۔اس نے یہاں آنے سے پہلے موہد سے اس بارے میں پوچھا تھا اور موہد نے اسے بتایا تھا کہ ماریہ زویا کے ساتھ یہاں آنے والی تھی۔

وہ فرنٹ رو میں دائیں طرف سے چند سیٹیں چھوڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔سیاہ ڈریس شرٹ اور سفید سوٹ۔ کلائی میں برانڈڈ گھڑی اور جیل سے سیٹ کیے گئے بال۔وہ کافی اچھا دکھ رہا تھا۔ مہمانوں کی آمدورفت شروع ہو گئی تھی۔اس کے بلکل ساتھ والی نشست پر وہ بھی آکر بیٹھی

تھی۔ وہ سفید ٹاپ کے ساتھ بھورا سوٹ اور سیاہ ہائی ہیلز پہنے ہوئی تھی۔ کندھوں تک آتے بھورے گھنے بال کھلے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں ہینڈ بیگ تھا اور گلے اور کانوں میں ہلکی پھلکی سی جیولری۔

"عاہل مستجاب اور ایک چیریٹی ایونٹ پر؟" وہ سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

عاہل نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا پھر مسکرایا۔

"یہ تو میں بھی پوچھ سکتا ہوں۔ یا پھر شاید آپ کو مجھ سے دوبارہ ملنے کی خواہش تھی؟" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"مجھے لوگوں سے نہیں، لوگوں کو مجھ سے ملنے کی خواہش ہوتی ہے۔"

عاہل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔ وہ صحیح تھی۔ وہ ابھی کل ہی اس سے ملا تھا۔ لیکن وہ آج دوبارہ اس سے ملنا چاہتا تھا۔ اسے ہی زویا سے ملنے کی خواہش تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے کمرے کی دیوار پر وہ پینٹنگ بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔اس پینٹنگ کے آنے سے میرا کمرہ سج سا گیا ہے۔"اس نے موضوع بدلنے کی کوشش کی تھی۔

اس نے مسکرا کر سر کو ہلکا سا خم دیا۔

"آپ نے بتایا نہیں پھر؟"

"کیا؟"

"یہی کہ آپ ایک چیریٹی ایونٹ پر کیا کر رہے ہیں؟"

وہ ہلکا سا ہنسا۔

"کیا میں آپ کو اتنا بُرا انسان لگتا ہوں کہ ایک چیریٹی ایونٹ پر نہیں آسکتا؟"

"نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔دراصل عاہل مستجاب کو یہاں کچھ خاص نیک نہیں سمجھا جاتا۔کیا اس کی کوئی خاص وجہ؟"

Clubb of Quality Content

"اب اگر آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ لوگ مجھے کچھ خاص پسند نہیں کرتے تو پھر آپ اس کی وجہ بھی جانتی ہوں گی!"

"آپ کا کاروبار!"

عاہل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"میڈم۔ میں فارماسیوٹیکل کمپنیز کو میڈیسینل ڈرگز مہیا کرتا ہوں۔ کیا یہ کوئی جرم ہے؟"

"اگر ہم میڈیسینل ہٹا دیں تو بلکل یہ ایک جرم ہے۔" اس نے مسکرا کر جتانے والے انداز میں کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ایک بار پھر ہنس پڑا تھا۔

"آپ میرے بارے میں کچھ زیادہ ہی نہیں جانتیں؟"

"میں تو یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کے اپنے انویسٹرز کے ساتھ تعلقات کچھ خاص اچھے نہیں چل رہے۔" وہ مسکراتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

عاہل یکدم چونکا تھا۔ مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"کون ہو تم؟" ایک لمحے میں اس کا لہجہ سرد ہوا تھا۔

"واؤ! ایک لمحے میں ہی آپ سے تم؟" وہ ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہی تھی۔

"کون ہو تم؟" اس نے ایک بار پھر دہرایا تھا۔

"فکر مت کیجیئے میں کوئی جاسوس یا پھر کوئی دشمن نہیں ہوں۔ یہ صرف میرا اندازہ تھا آپ کے بارے میں۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ "لیکن لگتا ہے میرا اندازہ درست رہا۔" وہ مسکرائی۔ عاہل غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"کیسا اندازہ؟"

"ایک مہینے پہلے میڈیا پر ایک خبر چلتی ہے کہ عاہل مستجاب کی کمپنی اس بار امریکہ سے پاکستان میں دل کے امراض کی دوائیاں منگوانے والی ہے اور یہاں سب کو معلوم ہے کہ دوائیوں سے میڈیا کا کیا مطلب تھا۔ سب آپ کے انویسٹرز سے بھی واقف ہیں۔ ایسے میں ایک دن

اچانک آپ کے انویسٹرز آپ سے ملنے آپ کے آفس آجاتے ہیں۔ان کی آمد کا سنتے ساتھ ہی آپ کے چہرے کے تاثرات ایک پل میں بدلے تھے جیسے کسی نے آپ کو پھانسی کی سزا سنادی ہو۔میں نے آپ کے آفس سے نکلتے ہوئے اور پھر واپس جاتے ہوئے آپ کے ان انویسٹرز کے چہرے دیکھے تھے۔ان کے چہرے وہ نہیں تھے جن کے ساتھ وہ اندر گئے تھے۔ان کے چہروں پر صاف صاف لکھا تھا کہ انہیں موت کی سزا ملی تھی۔اور اس سب کے بعد میں نے آپ کے انداز میں ایک عجیب سا کھچاؤ اور بے چینی محسوس کی۔ایسے مت دیکھی ئے مجھے۔"اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔"وہ کیا ہے نا،میں لوگوں کے احساسات اور تاثرات پڑھنے میں کافی اچھی ہوں۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔وہ کہہ کر سامنے دیکھنے لگی۔

"جو بھی ہو۔اندازہ غلط ثابت ہوا ہے آپ کا۔"وہ کہہ کر چہرہ موڑ چکا تھا۔اس کا لہجہ واپس پہلے جیسا ہو چکا تھا۔

"باتوں کو گول کرنا بخوبی آتا ہے آپ کو۔"

"شاید ہمیں کہیں باہر ملنا چاہیئے تاکہ میرے پاس باتوں کو گول کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

زویا کے ہونٹ ایک بھرپور مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"ڈنر کیسا رہے گا؟پرسوں؟"

"پرفیکٹ۔"وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

****

"مجھے یہ ہرگز منظور نہیں ہے۔"وہ کلب میں اپنے آفس میں کھڑا کہہ رہا تھا۔

"تو اور کیا منظور ہے تمہیں عاہل؟ میکسیکنز کے ہاتھوں مرنا؟"رایان اس کے عین سامنے کھڑا کہہ رہا تھا۔

دونوں کے درمیان تناؤ شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔

"وہ مجھے بلیک میل کر رہا ہے رایان!اور تم چاہتے ہو کہ میں اس کے ہاتھوں بلیک میل ہو جاؤں؟"وہ اس وقت شدید غصے میں تھا۔

"وہ تمہیں بلیک میل نہیں کر رہا تھا!وہ صرف تمہارے سامنے اپنی ڈیمانڈز رکھ رہا تھا اور تم نے کیا کیا؟اس کی بے عزتی کر دی؟اتنی مشکلوں سے میں ایک انویسٹر تمہارے پاس لے کر آیا تھا اور تم نے سب برباد کر دیا!"وہ غصے سے چلایا تھا۔

"تم جو انویسٹر لائے تھے وہ ہمارا سارا پرافٹ ہڑپنا چاہتا تھا!اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آ رہی؟"اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رایان نے آج عاہل کو اپنے جاننے والے ایک انویسٹر سے ملوایا تھا۔لیکن وہ انویسٹر پرافٹ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔اور عاہل کو یہ منظور نہیں تھا،سو اس نے انکار کر دیا۔اس کا انکار رایان کو بہت چُبھا تھا۔

"تو اور کوئی راستہ ہے تمہارے پاس اس سب سے نکلنے کا؟"وہ ایک بار پھر چلایا تھا۔

"نہیں میرے پاس نہیں ہے لیکن اگر کوئی مجھ سے آ کر یہ کہے گا کہ وہ اس پرافٹ کا آدھے سے بھی زیادہ حصہ رکھے گا جو کہ میری محنت رایان!۔۔۔ میری!نہ تمہاری!اور نہ کسی اور کی! میری محنت کی وجہ سے ہمیں ملے گا تو میں یہ ڈیل نہیں کروں گا!"وہ سرد لہجے میں اسے اپنی بات باور کرواچکا تھا۔

"میری بات سنو!میری اجازت کے بغیر یا پھر مجھ سے مشورہ کیے بغیر تم کوئی فارن ڈیل نہیں کرسکتے۔ تمہاری ہر فارن ڈیل کے پرافٹ میں میرا بھی کچھ حصہ ہو گا۔یہ وہ دو اصول تھے عاہل مستجاب جو آج سے چھ سال پہلے ڈیڈ نے یہ بزنس تمہیں تھماتے ہوئے بنائے تھے۔ اس لیے مجھے یہ مت بتاؤ کہ پرافٹ کس کی محنت کا نتیجہ ہے۔مجھے یہ سب جاننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرا کیریئر۔ میری سیٹ۔ میری ساکھ۔اس وقت میرا سب کچھ تمہاری وجہ سے داؤ پر لگ چکا ہے۔چھ سال۔چھ سال عاہل!میں نے چھ سال انتظار کیا ہے تاکہ میں بھی اس طاقت کا لطف اٹھا سکوں جسے پچھلے پانچ سالوں میں ڈیڈ نے وزیراعظم کی کرسی پر بیٹھ

کر محسوس کیا ہے۔اس لیے عاہل مجھے کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور مت کرو!"وہ غُرارہا تھااور عاہل دانت پر دانت جمائے اپنے غصے کو ضبط کیے اسے سن رہا تھا۔

"سیدھی طرح کہو نا کہ ڈیڈ کی طرح تمہیں بھی لوگوں کو تکلیف دے کر مزا آتا ہے۔اور ویسے ڈیڈ نے وزیراعظم کی کرسی پر بیٹھ کر آخر کیا ہی کیا ہے؟اس ملک کو مزید برباد کرنے کے علاوہ؟حکومت میں آنے سے پہلے اگر کوئی غیر قانونی کام وہ نہیں کر رہے تھے تو حکومت میں آنے کے بعد وہ کام بھی کرنے لگے۔کرپشن کرنے اور اپنے ہی ملک کے ساتھ غداری کرنے کے علاوہ انہوں نے کیا ہی کیا ہے؟"اس کا لہجہ سرد تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور یہ سوال پوچھ کون رہا ہے؟دی ڈرگ لارڈ عاہل مستجاب؟جس کی وجہ سے ہی اس ملک میں ڈرگز کا رواج چلا؟وہ عاہل مستجاب؟"رایان کا انداز استہزائیہ تھا۔عاہل کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔"ہمیں نیکی کا درس دینے سے پہلے خود کو دیکھو عاہل!اور ویسے بھی جہاں بات طاقت کی ہو وہاں نیکی اور گناہ نہیں دیکھے جاتے۔"

رایان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔پھر ایک لمبی سانس اندر کو کھینچی۔

"میں تمہیں مزید بیس نومبر تک کا وقت دے رہا ہوں۔اگر کچھ کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ پھر سب کچھ میں کروں گا اور تم صرف دیکھو گے!"وہ کہہ کر آفس سے باہر نکل گیا تھا۔وہ اسے کینہ طوز نظروں سے جاتا دیکھ رہا تھا۔

****

وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔آج اسے عاہل سے ملنے ڈنر پر جانا تھا۔ڈریسنگ ٹیبل پر اس کا موبائل اسپیکر پر تھا اور خود وہ الماری کے پٹ کھولے کھڑی تھی۔وہ پچھلے پندرہ منٹ سے رات کے ڈنر پر پہننے کے لیے ڈریس ڈیسائڈ کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور عصام۔۔۔ وہ بس بولے ہی جا رہا تھا۔

"تم نے اس کے منہ پر وہ انویسٹرز والی بات کر دی؟"اس کی آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ حیران ہوا تھا۔

"ہاں۔"صرف ایک لفظی جواب آیا تھا۔

"کیوں؟"وہ جھنجھلایا ہوا سا پوچھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ مجھے اس سب کو آگے لے کر بڑھنا تھا۔ میں کب تک اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہر اس جگہ جاتی رہوں گی جہاں وہ جاتا ہے عصام؟ میں نے اسے صرف یہی تاثر دیا ہے کہ میں بیوقوف نہیں ہوں۔ اسے لگ رہا تھا کہ میں بس کوئی امیر heiress ہوں جسے بس پارٹیز اور ایونٹس میں جانے کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ مجھے بھی ان سب باتوں کا علم ہے جن کا علم اس سے جڑے دوسرے لوگوں کو ہے۔"

اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"لیکن پھر بھی زویا! یوں اس کے سامنے یہ سب کہہ دینا۔۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ کوئی عقلمندانہ حرکت تھی۔" اسے زویا کا یہ سب اس سے پوچھے بغیر کرنا پسند نہیں آیا تھا۔

"اچھا۔" اس نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا۔ "میں آج رات عاہل سے ڈنر پر ملنے جا رہی ہوں عصام! اور وہاں وہ میرے بہت سے سوالوں کا جواب بھی دے گا۔"

"واٹ؟" اسے جیسے جھٹکا لگا تھا۔ زویا نے ابھی تک اسے عاہل کے ساتھ ڈنر والی بات نہیں بتائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بلکل اور اس ڈنر کی آفر بھی مجھے اسی نے کی ہے۔"

وہ خاموش ہو گیا تھا۔اس کے پاس کہنے کو اب کچھ بچا نہیں تھا۔

"اب بولو نا!اب بول کیوں نہیں رہے؟ پچھلے پندرہ منٹ سے تم میرا دماغ خراب کر رہے تھے۔ پچھلے پندرہ منٹ سے میں تمہیں یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ ہمیں لیڈ مل گئی ہے۔ لیکن تم ہو کہ چپ ہی نہیں ہو رہے!"وہ تیز لہجے میں بول رہی تھی۔

"اوکے اوکے۔ ٹھیک ہے تم جیتیں!"اس نے ہاتھ اٹھا دیے تھے۔"لیکن بی کیئر فل!مجھے اس پر ذرا سا بھی بھروسہ نہیں ہے۔"وہ اسے آج بھی ہدایت دینا نہیں بھولا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔"اچھا سنو۔"

"ہمم بولو۔"

"میری ایک مدد کر دو۔"

"کیسی مدد؟"

"مجھے آج رات کے لیے ڈریس چننے میں مشکل ہو رہی ہے۔ میں نے دو ڈریسز شارٹ لسٹ کر رکھی ہیں۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ کونسی والی زیادہ پیاری ہے۔ میں تمہیں ویڈیو کال کرتی ہوں۔ تم مجھے بتاؤ کہ کونسی ڈریس زیادہ اچھی لگے گی۔"

وہ کہنا چاہتا تھا کہ کیا وہ کسی فیشن شو میں جا رہی تھی جو اسے خوبصورت دکھنا تھا؟ لیکن پھر اس بات کا احساس ہونے پر کہ وہ شاید اس کے لیے زیادہ ہی حساس ہو رہا تھا، اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور بس اتنا کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ویڈیو کال آن کی اور موبائل کو ڈریسنگ ٹیبل پر سیدھا کر کے رکھا یوں کہ اب عصام الماری کے سامنے کھڑی زویا کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے الماری میں سے ہینگر میں لگے ہوئے دو ڈریسز نکالے۔ پھر وہ موبائل کے ذرا قریب آئی۔ اس کے ہاتھ میں دو ڈریسز تھے۔ ایک گہرے نیلے رنگ کا اور دوسرا رات کی مانند سیاہ۔ دونوں ٹخنوں سے ذرا اوپر تک آتے پلین ڈریسز تھے۔

"یہ والا۔"اس نے نیلا ڈریس اپنے سامنے کیا۔"یا یہ والا۔"اس نے سیاہ ڈریس اپنے سامنے کیا۔

عصام اسے بہت دنوں کے بعد دیکھ رہا تھا۔اب تک وہ اس سے کال پر ہی بات کرتا آیا تھا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ مسلسل اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"مسکرانا بند کرو اور بتاؤ کونسی والی ڈریس؟"وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھتی کہہ رہی تھی۔

عصام کے چہرے پر آئی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی تھی۔

"نیلی والی پہننا۔یہ زیادہ خوبصورت ہے۔"اس نے لہجے کو سنجیدہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ مسکرا رہی تھی لیکن اس کی بات پر اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

"اچھا مجھے لگا تم سیاہ کہو گے۔"اس نے مدھم سے لہجے میں کہا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ مجھے لگا تھا کہ سیاہ زیادہ خوبصورت ہے۔"اس نے آہستہ سے کہا۔"لیکن خیر ہے اگر تم کہہ رہے ہو کہ یہ خوبصورت ہے تو میں یہی پہن لیتی ہوں۔"وہ دوبارہ سے پُرجوش ہو گئی تھی۔

"ہمم۔اچھا پھر تم اپنی تیاری کرو۔میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔"اس نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

زویا کا چہرہ اس کے کال کاٹنے پر بُجھ سا گیا تھا۔اس نے اپنا سر جھٹکا۔وہ کیوں اداس ہو رہی تھی۔اس کا اور عصام کا کیا تعلق؟وہ تو صرف اس کے لیے کام کر رہی تھی۔پتا نہیں وہ بار بار یہ بات کیوں بھول جاتی تھی؟

اس نے خود کو یہ بات سمجھائی لیکن دل ابھی بھی بُجھا بُجھا سا ہی رہا۔

****

دوپہر کا وقت تھا اور آج وہ حیدر کے گھر آیا ہوا تھا۔ وہ دونوں ڈنر ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈنر کی پیش کش بھی حیدر کی طرف سے ہی تھی۔ شاید وہ کلب والی بات کا غصہ اب چھوڑ چکا تھا۔

"حیدر مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔۔۔" وہ کھانا اپنی پلیٹ میں چُن رہا تھا۔ ابھی وہ کچھ مزید کہتا کہ اس سے پہلے ہی حیدر اس کی بات کاٹ چکا تھا۔

"نہیں رایان۔ میں تمہاری ڈرگ ڈیل میں ہر گز انویسٹ نہیں کرنے والا۔" اس نے صاف صاف انکار کر دیا تھا۔ رایان اسے حیران سا دیکھ رہا تھا۔ اسے حیدر سے ایسے رویے کی توقع نہیں تھی۔

"تم ابھی تک کلب والی بات دل سے لگائے بیٹھے ہو؟" وہ اس کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔ حیدر جو کھانا اپنی پلیٹ میں نکال رہا تھا رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اگر میں نے ابھی تک اس کلب والی بات کو دل سے لگایا ہوتا تو میں تمہیں یہاں کھانے پر نہ بلاتا رایان!" اس کا لہجہ عام سا تھا۔ "ہاں۔ مجھے بُرا لگا کہ تم نے میری غلطی کی اتنی بڑی سزا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مجھے دی لیکن پتا ہے مجھے اس سے زیادہ کیا بُرا لگا؟"وہ اب دوبارہ کھانا اپنی پلیٹ میں نکالنے لگا تھا۔رایان ابھی بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے زیادہ بُرا تب لگا جب تم نے ڈیڈ کے سامنے میری بُرائی کی۔جب تم نے ڈیڈ کے سامنے میری غلطی بیان کی۔"اس نے نگاہیں اٹھا کر رایان کی طرف دیکھا۔ان آنکھوں میں گلہ تھا اور دکھ بھی۔"تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیئے تھا رایان!"

"میں ایسا نہ کرتا اگر تم ڈیڈ کے سامنے یہ نہ کہتے کہ میں نے وہ کلب عاہل کو دے دیا۔میں نے وہ کلب عاہل کو نہ تو اپنی مرضی سے دیا تھا اور نہ ہی اپنی خوشی سے۔میں نے وہ سب صرف تمہیں اور خود کو بچانے کے لیے کیا تھا۔میں نے آج تک تمہارے بہت سے راز رکھے ہیں حیدر۔میں نے سب سے تمہارے راز چُھپائے ہیں۔ڈیڈ سے۔زنیرہ سے۔دنیا سے۔کیا میں نے کبھی کسی کو بتایا کہ تم سترہ سال کی عمر میں اپنے دوستوں کے ساتھ ریڈ لائٹ ایریا جاتے تھے؟میں نے کبھی زنیرہ اور ڈیڈ کو اس بات کی بھنک بھی نہیں لگنے دی۔کیا میں نے کبھی کسی کو بتایا کہ اکیس سال کی عمر میں تم نے اپنی ہی ایک کلاس فیلو کا ریپ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا کیونکہ تمہیں اس سے نفرت تھی؟ تم سے غلطی سے اس لڑکی کی جان چلی گئی۔ اس لڑکی کی لاش آج تک اس کے گھر والوں کو نہیں ملی۔ میں نے اس سارے معاملے پر پردہ ڈال دیا حیدر۔ کیا میں نے کبھی کسی کو بتایا کہ میں آج بھی تمہاری اور تمہارے دوستوں کی "انٹرٹینمنٹ" کے لیے تمہیں لڑکیاں پرووائیڈ کرتا ہوں؟ کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور وہ لڑکی تمہاری انٹرٹینمنٹ کے بعد اس دنیا سے غائب ہو جاتی ہے۔ جیسے وہ کبھی تھی ہی نہیں۔" حیدر دم سادھے اسے سن رہا تھا۔ یہ رایان کے اس پر احسانات تھے۔ وہ اسے ہمیشہ سے پروٹیکٹ کرتا آیا تھا۔ رایان حیدر کے ایسے بہت سے اور رازوں پر پردہ ڈالتا آیا تھا۔ لیکن رایان کی شے اور بے جا حمایت کی وجہ سے حیدر نے کبھی بھی اپنے ان گناہوں پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی تھی۔

"کیا میں نے کبھی تم سے یہ پوچھا کہ آخر تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں نے ہی شہریار خان کا قتل کروایا تھا؟" حیدر نے یکدم چہرہ اٹھا کر رایان کی طرف دیکھا تھا۔ اس کا سانس تک بند ہو گیا تھا۔

"یہ تمہیں۔ کیسے۔۔۔"وہ اٹک اٹک کر بول رہا تھا۔ رایان ہلکا سا مسکرایا۔

"میں نے کہا نا حیدر! میں تمہارے تمام رازوں سے واقف ہوں! میں تمہارا بڑا بھائی ہوں۔ تمہارا دشمن نہیں۔ میں نے ساری زندگی تمہارے راز رکھے ہیں۔ تمہاری ہر غلطی کو دوسروں سے چُھپایا ہے۔ تم ہمیشہ میرے پاس مدد کے لیے آئے اور میں نے ہمیشہ تمہاری مدد کی۔ تمہیں بھی یہی کرنا چاہیئے۔ تمہیں بھی راز رکھنے چاہیئں۔ ہر بات تمہیں ڈیڈ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ باتیں ہم بھائیوں کے درمیان بھی رہنی چاہیئں۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو؟"اب کہ اس کا لہجہ نرم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں سمجھ رہا ہوں۔"اس نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔"لیکن کچھ اور ہے جو میری سمجھ سے باہر ہے رایان!"

"کیا؟"

"تمہارا عاہل کے لیے انویسٹرز ڈھونڈنا!"اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔ آخر وہ عاہل کے لیے انویسٹرز کیوں ڈھونڈتا پھر رہا تھا؟

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نے انویسٹ کرنے سے منع کیوں کر دیا؟ کیا اس کی وجہ عاہل ہے؟"

"نہیں۔ اس کی وجہ عاہل نہیں ہے۔ دیکھو رایان میں انویسٹ نہیں کر سکتا۔ میری ایک کمپنی ہے۔ ایک ابھرتی ہوئی کمپنی۔ میں یونہی ایک ڈرگ ڈیل میں اپنے پیسے انویسٹ نہیں کر سکتا۔ مجھے اپنی کمپنی کو سنبھالنا ہے۔ اور ویسے بھی اگر میں انویسٹ کرنے کا سوچوں بھی تو میں زیادہ سے زیادہ چند کروڑ ہی انویسٹ کر پاؤں گا۔ اس لیے سوری!" وہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

وہ صحیح کہہ رہا تھا۔ نہ تو وہ زیادہ انویسٹ کر سکتا تھا اور نہ ہی وہ اپنی کمپنی چھوڑ کر عاہل کے مسئلوں میں خود کو پھنسا سکتا تھا۔ رایان خاموش ہو گیا۔ وہ دونوں کچھ دیر مزید خاموش رہے۔ کھانا کھایا جانے لگا۔ لیکن پھر حیدر نے کہنا شروع کیا۔

"ڈیڈ اور تم تو بلکل بھی انویسٹ نہیں کرو گے اور وجہ الیکشنز ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن رایان عاہل اپنی پراپرٹی بھی تو استعمال کر سکتا ہے اس سب کے لیے؟ اس کی پراپرٹی کروڑوں کی مالیت کی حامل ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا۔ جب تک بات زندگی اور موت کی نہ ہو جائے وہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور جہاں تک بات ہے کہ میں اس کے لیے انویسٹرز کیوں ڈھونڈ رہا ہوں؟ تو مجھے اس کی مدد کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ مجھے بس اس میس کو الیکشنز کے آنے سے پہلے ختم کرنا ہے ورنہ یہ میرے لیے مسئلہ بن سکتا ہے۔" رایان سادہ سے انداز میں کھانا کھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

حیدر نے صرف اس کی بات پر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

یہ لاہور کے ایک پوش علاقے میں موجود ایک فائیو اسٹار ریسٹورانٹ کا منظر تھا۔ ویک ڈے ہونے کی وجہ سے رش بہت کم تھا۔ ریسٹورانٹ کی دوسری منزل پر گلاس وال کے ساتھ موجود ٹیبل پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہاں آیا تھا اور اس کا انتظار کر رہا تھا۔ تبھی اسے ہیل کی ٹک ٹک کی ایک مخصوص آواز سنائی دی۔ شاید وہ آچکی تھی۔ اس نے چہرہ موڑ کر راہداری کی طرف دیکھا۔ وہ گہرے نیلے رنگ کے ڈریس اور سلور ہائی ہیلز

میں ملبوس اس کی طرف ہی آ رہی تھی۔ڈریس کے بازو کہنیوں تک آتے تھے۔بال کھلے چھوڑے گئے تھے۔ کانوں اور گردن میں سفید پرلز کا ایک سیٹ تھا۔ایک بازو میں ہینڈ بیگ بھی لٹکا رکھا تھا۔زویا کے برعکس عاہل نے سفید شرٹ پر گرے سوٹ پہن رکھا تھا۔ بال جیل سے سیٹ کر رکھے تھے اور کلائی میں سلور گھڑی تھی۔

وہ ٹیبل کے قریب پہنچی تو عاہل فوراً اپنی کرسی سے اٹھا۔دوسری طرف آیا اور زویا کے لیے کرسی کھینچی۔وہ آ کر بیٹھی تو عاہل واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔

"کیا میں لیٹ ہو گئی؟"وہ مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔عاہل مسکرایا۔

"نہیں۔میں ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا۔یور آن ٹائم۔"

اس نے سامنے کھڑے ویٹر کو اشارہ کیا۔

"پہلے کچھ آرڈر کریں؟"وہ مینیو کارڈ اٹھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"شیور۔"زویا نے بھی مسکرا کر مینیو کارڈ اٹھا لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو اب آپ مجھ سے۔۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔اس کے چہرے سے لگتا تھا کہ وہ جیسے بد مزہ سا ہوا تھا۔"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس "آپ جناب" کے تکلف کو اب ختم کر دینا چاہیئے۔واٹ ڈو یو تھنک؟"وہ مسکرایا تھا۔

زویا ہلکا سا ہنسی۔"آف کورس۔"

"تو اب تم مجھ سے وہ سارے سوال پوچھ سکتی ہو جو تم مجھ سے اس دن پوچھنا چاہتی تھی۔آج میں باتوں کو گول نہیں کروں گا۔"اس نے اس کی چیریٹی ایونٹ پر کی گئی بات دہرائی تو وہ مسکرا دی۔

"میں نے تم سے چیریٹی ایونٹ کے بارے میں سوال اس لیے پوچھا تھا کیونکہ میں نے تمہیں پچھلے دو ہفتوں میں تین چیریٹی ایونٹس میں دیکھا تھا۔اور مجھے نہیں لگتا کہ تم اتنے عظیم ہو کہ دو ہفتوں میں اس قدر صدقہ خیرات کرو۔"وہ کندھے اچکاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔عاہل ہنس پڑا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم تو سچ میں مجھے بہت بُرا سمجھتی ہو!"وہ مسکراتا ہوا سر دائیں سے بائیں ہلا رہا تھا۔زویا ہلکا سا ہنسی۔

"بلکل میں اتنا عظیم نہیں ہوں کہ اس قدر صدقہ خیرات کرتا پھروں۔"وہ ایک لمحے کے لیے رُکا۔"پاکستانی الیکشنز کے بارے میں تم کتنا جانتی ہو؟"

"کیا یہ وہی الیکشنز ہیں جو پاکستان میں عموماً بیرونی ممالک اپنی مرضی سے کرواتے ہیں اور پاکستانی عوام سمجھتی ہے کہ ان کے ووٹس کو گنا گیا ہے؟"وہ اپنی آواز کو ہلکا سا دھیما کیے ڈرامائی سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

عاہل بے ساختہ ہی اس کی اس حرکت پر ہنس پڑا تھا۔

"بلکل یہ وہی الیکشنز ہیں۔پوری دنیا میں جب الیکشنز ہوتے ہیں تو الیکشن کیمپئین کے دوران لیڈرز عوام کو اپنے پولیٹیکل ویوز سے آگاہ کرتے ہیں۔جبکہ پاکستان میں الیکشن کیمپئینز کے دوران لیڈرز فرشتے کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں۔جیسے ان سے زیادہ نیک اور کوئی نہیں۔اور کیونکہ میرے ڈیڈ پرائم منسٹر اور میرا بڑا بھائی چیف منسٹر کی سیٹ کے لیے الیکشنز میں کھڑا ہو رہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہے تو تھوڑی بہت اداکاری تو مجھے بھی کرنی پڑتی ہے۔" آخری بات اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہی تھی۔

"میں بھی اتنی اچھی نہیں ہوں۔ میں بھی اتنی چیریٹی نہیں کرتی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم ہر اس چیریٹی ایونٹ میں کیا کر رہی تھیں جہاں میں تھا؟" وہ معنی خیز سا مسکرایا تھا۔

"شاید زندگی میں پہلی بار مجھ میں کسی سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی۔" وہ اس کی طرف دیکھتی مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

عاہل کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"کیا مجھے ایک سوال پوچھنے کی اجازت ہے؟"

"بلکل۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم امیریکہ سے یہاں پاکستان کیوں شفٹ ہو گئیں؟ مطلب پاکستان ہی کیوں؟" وہ اس کی ہیزل آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ہوم ورک اچھا کیا ہے تم نے عاہل۔" وہ ایک ادا سے اس کی طرف دیکھتی بولی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔

"میں عاہل مستجاب ہوں۔ میں کسی بات سے لاعلم نہیں رہتا۔"

"مجھے دو چیزیں بہت پسند ہیں۔ Power and Money" اس نے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا تھا۔ "پیسہ میرے پاس بے تحاشہ ہے۔ کوئی کمی نہیں ہے مجھے۔ لیکن پاور؟" اس نے ایک لمحے کا توقف کیا۔ "مجھے امیریکہ میں بس اسی کی کمی تھی۔"

"لیکن کیسے؟"

وہ مسکرائی۔

"سیریئسلی؟ تمہیں نہیں سمجھ آیا؟" عاہل نے کندھے اچکائے۔ "حیرت ہے۔"

"امیریکہ میں قانون ہے۔ قانون یہاں بھی ہے۔ لیکن صرف سو کالڈ۔ یہاں کے قانون کو خرید اجاسکتا ہے۔ وہاں ایسا سوچتے ہوئے بھی خوف آتا ہے۔ قانون کو خریدنے والا پاکستان میں سب سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ مجھے جس طاقت کی تلاش ہے وہ مجھے یہاں مل سکتی تھی، امیریکہ میں نہیں۔"

"ویل۔ آئی ہیو ٹو سے آئی ایم امپریسڈ۔" وہ مسکرایا تھا۔

ویٹر ان کا آرڈر لے آیا تھا۔ اب وہ دونوں کھانا کھانے لگ گئے تھے۔ کھانے کے دوران بھی ان کے درمیان ایک دوسرے کی پسند ناپسند پر بات جاری رہی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ دونوں ریسٹورانٹ کے پارکنگ لاٹ میں موجود تھے۔ دونوں کی گاڑیاں آمنے سامنے ہی کھڑی تھیں سو وہ دونوں اکھٹے چلتے آرہے تھے۔

"آج بہت عرصے بعد میں نے کسی کے ساتھ بیٹھ کر اتنا اچھا ڈنر کیا ہے۔ آئی لو ڈاِٹ۔" وہ اس کے ساتھ چلتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"مجھے بھی بہت اچھا لگا۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہماری اگلی ملاقات اب کب ہوگی؟"وہ اس کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"مجھے ہماری اگلی ملاقات کو کیا کنسیڈر کرنا چاہیے؟ایک ڈیٹ؟"اس کا انداز شرارت لیے ہوئے تھا۔عاہل ہنس پڑا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔"اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

اگلے ہی لمحے عاہل کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

"میری گاڑی میں بیٹھو۔"اس کی نظریں زویا کے پیچھے موجود ایک گاڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

اگلے لمحے ہی اس نے گاڑی کا سینسر اپنی پینٹ کی جیب سے نکالا اور گاڑی کو اَن لاک کیا۔

"واٹ؟"زویا کو اس کی بات پر جیسے جھٹکا لگا تھا۔

"یہ ساتھ جو سیاہ Audi ہے یہ میری ہے۔ فوراً اندر بیٹھو!" اس نے سنجیدہ لہجے میں زویا کے کندھے کے پیچھے گاڑی میں بیٹھے دو لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ گاڑی کے سیاہ شیشے آہستہ سے اوپر ہو رہے تھے اور وہ دو لوگ عاہل کی نظروں سے غائب۔

"مجھے نہیں پتا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ او نہوں! پیچھے مت دیکھو!" زویا نے گھبرا کر اپنے پیچھے دیکھنے کی کوشش کی مگر عاہل کے ٹوکنے پر وہ رک گئی۔

"لیکن۔۔۔" وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ عاہل نے اسکی بات کاٹ دی۔

"زویا مجھے ہرگز بھی فورس مت کرو کہ میں تمہیں زبردستی اٹھا کر اپنی گاڑی میں ڈال دوں۔" اس نے سنجیدہ اور سرد لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں ایک الگ ہی رعب تھا۔ وہ مزید اس سے بحث نہیں کر سکی۔ اب وہ عاہل کی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی اور عاہل اس کے پیچھے تھا بلکل کسی شیلڈ کی مانند اس کی حفاظت کرتا ہوا۔

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا اور زویا اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر۔ عاہل نے آہستہ سے گاڑی پارکنگ سے نکال کر روڈ پر ڈالی۔ اس نے سائیڈ ویو مرر میں دیکھا۔ وہ گاڑی بھی ان کے پیچھے بلکل ان ہی کی رفتار کے ساتھ آرہی تھی۔ وہ ان کا پیچھا کر رہی تھی۔

"ڈیم اِٹ!" اس کے چہرے پر ناگوار تاثر اُبھرا تھا۔

"کیا ہوا؟" زویا نے اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ پیچھا کر رہے ہیں۔" اس نے گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔

ان کے پیچھے آنے والی گاڑی نے بھی اپنی رفتار بڑھا دی۔

"کیا مطلب پیچھا کر رہے ہیں؟ وہ لوگ ہیں کون؟" وہ شدید گھبرا گئی تھی۔ اسے شدید ڈر لگ رہا تھا۔ آخر یہ وہ کہاں پھنس گئی تھی؟

"مجھے نہیں پتا کہ وہ لوگ کون ہیں۔" وہ زویا کی طرح گھبرایا ہوا نہیں تھا ہاں لیکن وہ ٹینشن میں ضرور تھا۔

وہ جہاں بھی جاتا تھا آدم اور اپنے باڈی گارڈز کی ایک گاڑی کو ساتھ لے کر جاتا تھا لیکن وہ زویا سے ملنے بلکل اکیلا آیا تھا۔ وہ سب کچھ پرائیویٹ رکھنا چاہتا تھا لیکن اس وقت اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔

اس نے اسٹیئرنگ ویل کو پورا گھمایا اور تیز رفتاری سے ایک ٹرن لیا۔ وہ گاڑی اب بھی ان کا پیچھا کر رہی تھی۔ اس نے گاڑی کو ایک رہائشی علاقے کی سڑک پر ڈال دیا تھا۔ یہ لاہور کا پوش علاقہ تھا اور ورک ڈیز میں عموماً ایسے علاقے رات کے وقت سنسان ہوتے تھے۔

"تم کر کیا رہے ہو؟" وہ خوفزدہ سی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ریلیکس میں ان سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھ پر بھروسہ کرو۔ میں تمہیں سیفلی تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔" وہ اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم مجھے ایسی حالت میں ریلیکس رہنے کے لیے کیسے کہہ سکتے ہو آخر؟" وہ غصے سے بولی تھی۔

عاہل نے اسے چہرہ موڑ کر دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زویا پلیز ریلیکس! ٹینشن مت لو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال لوں گا۔ آئی پرامس!" اس نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"مجھے تم پر کوئی بھروسہ نہیں ہے۔" وہ چلائی تھی۔ وہ ڈر گئی تھی۔ وہ کوئی جاسوس نہیں تھی۔ اسے ان سب حالات کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ مت کرو مجھ پر بھروسہ۔" وہ اس وقت اسے سمجھا نہیں سکتا تھا۔ نہ اس کے پاس وقت تھا اور نہ ہی وہ سمجھنے والی تھی۔

اس نے ایک بار پھر کئی موڑ کاٹے تھے اور اس بار وہ ایک قدرے بڑی سڑک پر آ گئے تھے لیکن اس گاڑی نے ابھی بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ زویا نے اپنے سائیڈ ویو مرر میں دیکھا۔ وہاں اب کوئی گاڑی نہیں تھی۔ اس نے عاہل کی طرف چہرہ موڑا لیکن اگلے ہی لمحے اسے لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی۔ وہ گاڑی ان کی گاڑی کے بلکل برابر چل رہی تھی۔ گاڑی کی پیسنجر سیٹ کا شیشہ کھلا تھا اور ایک آدمی ہاتھ میں گن لیے عاہل کی طرف پوائنٹ کر رہا تھا۔

"عاہل!" اس نے بس اس کا نام لیا تھا اور اگلے ہی لمحے اسے فائر کی آواز سنائی دی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس آدمی نے گاڑی پر فائر کھول دیا تھا۔ کئی گولیاں گاڑی میں پیوست ہو گئی تھیں۔ عاہل نے گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھادی تھی۔

"زویا نیچے جھکو!" وہ چلایا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرپاتی گاڑی کے شیشے کو توڑتے ہوئے ایک گولی اندر آئی اور زویا کے بازو میں پیوست ہو گئی۔ وہ درد سے کراہی تھی۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

"ڈیم اِٹ!" اس نے دانت پیسے تھے۔ اگلے کچھ لمحوں میں اس نے دیکھا کہ وہ گاڑی خود بخود ہی کہیں غائب ہو گئی تھی۔ عاہل بار بار مڑ کر زویا کی طرف دیکھ رہا تھا جو اپنے بازو کو دبائے بیٹھی تھی تاکہ خون مزید نہ بہے۔

"ہم ہوسپٹل جا رہے ہیں۔"

"مجھے میرے گھر چھوڑ دو۔" وہ سخت لہجے میں کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارا خون بہت زیادہ بہہ رہا ہے۔ بلکہ بہہ چکا ہے۔" اس کے لہجے میں واضح پریشانی تھی۔

"میں نے کہا مجھے میرے گھر چھوڑ دو۔ اگر نہیں چھوڑ سکتے تو مجھے یہیں اتار دو میں خود چلی جاؤں گی!" وہ چلائی تھی۔

عاہل نے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی۔ زویا نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن عاہل نے اسے لاک کر دیا۔

"لاک کھولو!" وہ کسی شیرنی کی طرح اس پر غُرائی تھی۔

وہ اس کی طرف مڑا۔

"لِسن ٹو می! تمہیں گولی لگی ہے۔ تمہارے بازو سے خون بہہ رہا ہے۔ اینڈ وی نیڈ ٹو گیٹ ٹو دی ہوسپٹل رائٹ ناؤ! اس لیے خبر دار جو اب مجھے تمہاری آواز آئی!" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کر رہا تھا۔ "تم نے آج تک صرف میری سافٹ سائیڈ دیکھی ہے زویا، میں نہیں چاہتا کہ تم میری ڈارک سائیڈ دیکھو! اس لیے پلیز!" وہ سیدھا ہوتا اب گاڑی اسٹارٹ کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زویا کی آواز تک بند ہو گئی تھی۔ اسے اس وقت عاہل سے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا۔

****

گولی نے نہ تو کسی نس کو چھوا تھا اور نہ ہڈی کو۔ ہوسپٹل جاتے تک اس کا خون بھی بہنا کم ہو گیا تھا۔ اسے ٹریٹمنٹ دے دی گئی تھی اور دو ہفتوں کے لیے آرام کا مشورہ دیا گیا تھا۔ انہیں ہوسپٹل میں دو گھنٹے لگ گئے تھے۔ تقریباً رات کے بارہ بجے عاہل زویا کو اس کے گھر چھوڑ کر گیا تھا۔ زویا نے دوبارہ عاہل سے بات نہیں کی تھی۔ وہ ہوسپٹل جانے سے لے کر گھر آنے تک خاموش رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ مضطرب اور خوفزدہ تھی۔ اس لیے اس نے بھی مزید اس سے کوئی بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

وہ گھر آئی تو سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اسے اپنے بازو میں شدید تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ اسے پین کلرز دی گئی تھیں۔ اور اس وقت اس پر ان پین کلرز کی غنودگی طاری ہو رہی تھی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کا دماغ آہستہ آہستہ بند ہو رہا تھا۔ آنکھیں کھولنا مشکل ہو رہی تھیں۔ پلکیں تک بھاری لگ رہی تھیں۔ اس نے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں

کے ساتھ اپنی ہیلز اتاریں۔اس سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔اسے لگ رہا تھا کہ جیسے اس کی ٹانگوں میں جان ہی نہیں تھی۔ ممکن تھا کہ وہ زمین پر ہی گر جاتی۔وہ بہت مشکل سے بیڈ تک چل کر آئی اور یکدم گرنے کے انداز سے لیٹ گئی۔بیڈ پر لیٹتے ساتھ ہی اسے اپنی آنکھیں بند ہوتی محسوس ہونے لگی تھیں۔

لیکن اگلے ہی لمحے اس کی بند ہوتی آنکھیں ایک جھٹکے سے کسی آواز پر پوری کی پوری کھل گئی تھیں۔اس کا دراز میں پڑا موبائل زوں زوں کر رہا تھا۔وہ آہستہ سے سیدھی ہو کر اٹھ بیٹھی۔ یکدم اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔وہ سیدھی ہوئی اور بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔وہ صرف اپنے ایک بازو کو ہلا پا رہی تھی۔دوسرا بازو پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔اس نے دراز سے اپنا موبائل نکالا اور اسکرین دیکھی۔اسکرین پر ہر بار ایک ہی نام آیا کرتا تھا۔آج بھی وہی نام تھا۔وہ مسکرانا چاہتی تھی۔اس کا نام اسکرین پر دیکھ کر وہ ہمیشہ مسکرا دیتی تھی۔ لیکن آج وہ درد کے باعث مسکرا بھی نہ سکی تھی۔اس نے کال ریسیو کی اور فون کان سے لگایا۔

"کیسی ہو؟"وہ ہر بار اس سے یہی سوال کیوں پوچھتا تھا؟اس کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔اس سے درد برداشت نہیں ہو رہا تھا لیکن کہا تو بس اتنا۔۔۔

"میں زخمی ہوں۔"اس نے آہستہ سے کہا لیکن عصام اسے بخوبی سن چکا تھا۔

"اب یہ تو ہونا ہی تھا۔تمہارا دل میرے حُسن کی وجہ سے زخمی ہو ہی گیا۔"وہ شرارت بھرا لہجہ لیے کہہ رہا ہوتا۔

کوئی اور سیچوئیشن ہوتی تو وہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس دیتی لیکن اس وقت درد کے مارے وہ مسکرا بھی نہ سکی۔بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔عصام کو اس کے رونے کی مدھم سی آواز سنائی دی تھی۔

"زویا؟آر یو اوکے؟کیا ہوا ہے؟تم ٹھیک ہو؟"اگلے ہی لمحے عصام کا پریشانی سے بھرا لہجہ اسے سنائی دیا تھا۔وہ جیسے گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔

"مجھے گولی لگی ہے۔بازو میں۔"اس نے ناک سے سانس اندر کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"واٹ؟"وہ بہت اونچا بولا تھا۔"کب؟ کیسے؟"وہ جیسے بوکھلا گیا تھا۔

اس نے مختصراً سارا معاملہ اسے بتا دیا تھا۔اب وہ رو نہیں رہی تھی۔شاید وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

"زویا میں۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا زویا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے ملنے نہیں آسکتے۔میں سمجھ سکتی ہوں کہ اگر کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو سارا پلان ختم ہو جائے گا۔اٹس اوکے۔مجھے اب سونا ہے۔دوا کی وجہ سے غنودگی محسوس ہو رہی ہے مجھے۔میں تم سے کل بات کروں گی۔خدا حافظ۔"اس نے ایک ہی سانس میں کہا اور فوراً سے پہلے کال کاٹ دی۔

بے دلی سے اس نے فون بستر پر ڈال دیا اور چہرہ تکیے میں چھپائے لیٹ گئی۔بازو پر لگے ٹانکوں کی وجہ سے وہ اپنا بازو ہلا نہیں سکتی تھی ورنہ ٹانکے کھل جاتے۔وہ یکدم بلک بلک کر رو پڑی تھی۔تکیے نے اس کے آنسو جذب کر لیے تھے۔

وہ آخر سوچ کیا رہی تھی؟وہ کیوں آئے گا اس کے لیے؟وہ تو صرف اس کے لیے کام کر رہی تھی نا تو وہ کیوں آتا اس کے لیے؟اس کی حیثیت اور اہمیت کیا تھی اس کے سامنے؟

وہ بیوقوف تھی جو یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ وہ اس سے ملنے آئے گا۔

زخم سے زیادہ تکلیف امید کے ٹوٹنے پر ہو رہی تھی۔

وہ اس سوچ میں ڈوبی آہستہ آہستہ ایک بار پھر غنودگی کے زیر اثر آ رہی تھی۔کچھ لمحوں بعد ہی وہ انتہائی گہری نیند میں جا چکی تھی۔

Clubb of Quality Content

* * * * * * * * * * * * * * *

اس کی آنکھ سہ پہر کے وقت کھلی تھی۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو سر چکرا گیا۔شاید دوائیوں کا اثر تھا۔چند لمحوں بعد وہ سیدھی ہو بیٹھی۔اس نے دیکھا کہ اس نے اپنے اوپر کمفرٹر اوڑھ رکھا تھا۔عجیب بات تھی وہ رات کو تو ایسے ہی سو گئی تھی۔شاید اس نے رات کو کمفرٹر لے لیا ہو؟اس نے اپنے بازو کی طرف دیکھا۔وہ ویسا ہی تھا۔زخمی۔بس تکلیف میں

بلکل معمولی سی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بستر سے نکلی اور الماری تک آئی۔ ایک اوورسائزڈ ٹی شرٹ اور ٹراوزر نکالا اور انہیں لیے واشروم میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد جب وہ نکلی تو لباس بدل چکا تھا اور بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھا تھا۔ دودھیا چہرہ اب میک اپ سے پاک تھا۔

وہ کمرے سے نکل کر اب نیچے لاؤنج میں آ گئی تھی۔ وہ کچن کی طرف نہیں گئی۔ لاؤنج کے سوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ میں اس کے دونوں موبائلز تھے۔ اس نے اپنے موبائل کی اسکرین آن کی۔ عصام کی کئی کالز وہاں موجود تھیں۔ وہ سب اس نے صبح کے وقت ہی کی تھیں۔

اس کا دل بُرا ہونے لگا تھا۔ اسے گولی لگی تھی۔ ہاں وہ اپنی مرضی سے ہی اس سب میں پڑی تھی اور عصام نے اسے منع بھی کیا تھا۔ لیکن پتا نہیں کیوں اس کے دل کو ایک آس تھی۔ ایک مدھم سی امید تھی کہ وہ آئے گا۔ لیکن وہ نہیں آیا تھا۔ بے ساختہ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ وہ آخر اس کے بارے میں سوچ کیا رہی تھی؟ اس نے عصام یہ امید

لگائی ہی کیوں؟وہ آخر تھی ہی کون؟ایک عام سی لڑکی جو اس کے لیے جاسوسی کا کام کر رہی تھی۔اس سے زیادہ کیا حیثیت تھی اس کی عصام کے سامنے؟اس سے پہلے کہ اس کے آنسو اس کے گالوں کو بھگوتے،اس نے بے دردی سے انہیں اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑ دیا۔بازو میں درد کچھ مزید محسوس ہونے لگا تھا۔

تبھی دروازے پر بیل دی گئی تھی۔وہ اٹھی اور دروازہ کھولنے باہر آگئی۔وہ پورچ میں آئی تو دیکھا کہ گاڑی وہاں نہیں کھڑی تھی۔اوہاں!گاڑی تو وہ ریسٹورانٹ کے باہر ہی چھوڑ آئی تھی۔اس کے ہاتھ میں تو اس وقت صرف اس کا ہینڈ بیگ تھا۔اس نے دروازہ کھولا۔سامنے ایک سناشاسا چہرہ کھڑا تھا۔کون تھا وہ آخر؟اس نے اپنے ذہن پر زور دیا۔وہ آدم تھا۔عاہل کا سیکیٹری۔

"جی؟"زویا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سر نے آپ کے لیے بھیجے ہیں۔"اس نے سرخ گلابوں کا ایک گلدستہ اس کی طرف بڑھایا۔زویا نے وہ گلدستہ تھام لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور کچھ؟"زویا نے آدم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔ایک بات اور۔"اس کا انداز انتہائی مؤدبانہ تھا۔"انہوں نے کہا ہے کہ کل جو کچھ بھی ہوا،اس کے لیے وہ شرمندہ ہیں۔"

زویا نے ہلکا سا اثبات میں سر ہلایا۔

"اور یہ آپ کی گاڑی۔انہوں نے مجھے اسے آپ کے گھر پہنچانے کے لیے کہا تھا۔"اس نے اپنے پیچھے موجود سڑک پر کھڑی سیاہ Porsche کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوکے۔"اس نے ایک بار پھر سر اثبات میں ہلایا۔

آدم چلا گیا اور زویا نے گاڑی پورچ میں لا کر کھڑی کر دی۔وہ اندر آئی تو اس کے ہاتھ میں وہ پھولوں کا گلدستہ ابھی تک تھا۔گلدستہ اس نے اپنے سامنے موجود میز پر رکھ دیا اور خود صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔وہ گہرے سرخ رنگ کے گلاب کے پھول تھے۔تبھی اس کا موبائل بجنے لگا۔لیکن یہ اس کا دوسرا موبائل تھا۔اور کال کرنے والا اہل مستجاب

تھا۔اسکرین پر اس کا نام دیکھ کر اس کی بے بسی غصے میں تبدیل ہو گئی۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ موبائل اٹھا کر دیوار میں دے مارے۔آخر کو یہ سب اس آدمی کی وجہ سے ہی تو ہوا تھا۔اس نے اس کی کال کو نظر انداز کیا۔آتی رہے اس کی کال۔اس کی بلا سے!

عاہل کی کال آنا بند ہوئی تو دوسرے موبائل پر عصام کی کال آنے لگی۔اس نے جھپٹ کر فون اٹھایا اور کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا۔

"کیسی ہو؟"ایک بار پھر وہی سوال۔اس کا دل رونے کو چاہا تھا۔

"کل رات کو گولی لگی تھی مجھے۔کیسی ہو سکتی ہوں میں؟"اس نے محض سوال پوچھا تھا لیکن دوسری طرف عصام شرمندہ ہوا تھا۔وہ خاموش ہو گیا اور وہ اس کے بولنے کی منتظر رہی۔

"آئی ایم سوری۔میں تم سے ملنے نہیں آسکا۔"اس کا انداز شرمندہ سا تھا۔

"ہمم۔جانتی ہوں۔"ایک بار پھر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

"عاہل مستجاب نے پھول بھیجے ہیں میرے لیے۔"اس کا انداز اکتایا ہوا سا تھا۔عصام چونکا تھا۔

"اچھا۔کونسے پھول؟"

"سرخ گلاب کے پھول۔"

"عشق کی علامت۔"وہ اداسی سے مسکرا کر زیرِلب بڑبڑایا تھا۔

"تم نے کیا کہا؟"

"پھولوں کی تعداد کیا ہے؟"

"تم کیا چاہتے ہو میں اتنے بڑے گلدستے میں لگے ان پھولوں کو گنوں؟"اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"ہاں۔میں ہولڈ پر ہوں۔گنو اور مجھے بتاؤ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زویا نے بے یقینی سے موبائل کی اسکرین کو دیکھا۔اس نے فون نیچے رکھا اور پھر پھول گننے لگی۔پانچ منٹ بعد اس نے فون دوبارہ اٹھالیا۔

"88"

"دل کی گہرائیوں سے اپنی غلطی پر پشیمان ہونا۔"اس نے کہا تو زویا یکدم چونکی۔

"کیا مطلب؟"

"پھولوں کی زبان۔عاہل مستجاب پھولوں کی زبان استعمال کرتا ہے۔88 پھولوں کا مطلب اپنی غلطی پر معافی مانگنا ہوتا ہے۔وہ تم سے معافی مانگ رہا ہے۔"عصام نے عام سے لہجے میں کہا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن تمہیں پھولوں کی زبان کیسے آتی ہے؟"وہ حیران سی پوچھ رہی تھی۔

وہ ایک بار پھر سے خاموش ہو گیا۔

"میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔ایک کام آگیا ہے۔"اور اس نے کھٹ سے فون بند کر دیا۔زویا نے اسکرین کی طرف دیکھا۔وہ اس سے کیا چھپا رہا تھا؟

****

عصام نے کال بند کی اور فون پینٹ کی جیب میں اڑس لیا۔اس نے سیاہ ہڈی اور جینز پہن رکھی تھی۔چہرہ ایک سیاہ ماسک سے ڈھکا ہوا تھا۔وہ اپنے گھر میں بیسمنٹ کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔اس کے چہرے پر یکدم ایک عجیب سی سرد مہری عود آئی تھی۔اس نے بیسمنٹ کا دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔چند سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ نیچے آیا۔

بیسمنٹ میں بہت سا کاٹھ کباڑ تھا۔بیسمنٹ کے درمیان میں دیوار پر ایک چھوٹا سا پیلے رنگ کا بلب جل رہا تھا۔اور بلب کے بلکل نیچے ایک آدمی کرسی پر رسّیوں میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔روشنی صرف اس آدمی پر پڑ رہی تھی۔بیسمنٹ کا باقی سارا حصہ اندھیرے میں تھا۔وہ قدم قدم لیتا اس آدمی کے قریب آیا۔اس نے ایک لکڑی کی کرسی اٹھائی اور اسکے سامنے رکھ دی۔پھر اس کرسی پر آبیٹھا۔اس آدمی کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔یقیناً وہ بے

ہوش تھا۔اس کے ماتھے اور ہونٹ کے پاس سے خون نکل رہا تھا۔چہرے پر جگہ جگہ نیل پڑے ہوئے تھے۔

عصام چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اس کے ننگے پیر پر اپنا بوٹ رکھ دیا تو یکدم وہ چلانے لگا۔پیر سے خون نکل رہا تھا۔اس نے اسے پیر میں گولی ماری تھی اور اب وہ اس پر اپنے بھاری بوٹ سے دباؤ ڈال رہا تھا۔وہ آدمی چیخ رہا تھا۔لیکن عصام پر تو جیسے کوئی اثر ہی نہیں ہوا تھا۔اس نے اپنا بوٹ اس کے پیر پر سے ہٹا دیا۔ پھر وہ اس درد سے چلاتے ہوئے آدمی کے ذرا قریب جھکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہاں سونے کے لیے لایا ہوں میں تمہیں؟" آواز حد درجہ سرد تھی۔

"مجھے جانے دو۔مجھے کچھ نہیں پتا۔"وہ نقاہت زدہ آواز میں اس کی منت کر رہا تھا۔

عصام نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگا لی۔

"میں صبح سے تم سے ایک ہی سوال پوچھ رہا ہوں۔اگر تم مجھے جواب دے دو تو تم آزاد ہو۔" اس نے بے نیازی سے اپنے کندھے اچکائے۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے جانے دو۔" اب تو وہ باقاعدہ رو ہی پڑا تھا۔

"ٹھیک ہے ایک آخری ہر بہ استعمال کر کے دیکھ لیتے ہیں۔" اس کا ہاتھ اپنی ہڈی کی جیب میں گیا۔ جب باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک گن تھی۔

اس نے گن اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی۔ اس آدمی کی آنکھوں میں خوف امڈ آیا تھا۔

"ایک گیم کھیلتے ہیں پھر۔ میں تم سے سوال پوچھوں گا۔ اگر تم نے جواب نہیں دیا تو میں اپنی آنکھیں بند کر کے گولی چلاؤں گا۔ اگر گولی تمہیں لگ گئی تو تمہاری قسمت ورنہ ہم گیم جاری رکھیں گے۔" وہ آخر میں ہلکا سا مسکرایا تھا۔

اس آدمی کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تمہیں عاہل مستجاب کی گاڑی پر گولی چلانے کے لیے کس نے کہا تھا؟" وہ مسلسل اپنے ہاتھ میں گن کو گھما رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتا۔" گن کو گھماتا ہوا اس کا ہاتھ رکا۔

Clubb of Quality Content

"اوکے۔ایز یو وش!"وہ مسکرایا۔

عصام نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ پھر گن والا ہاتھ بلند کیا اور اس آدمی کے سر کے ذرا پاس نشانہ باندھا۔اس نے اگلے لمحے ہی ٹرگر دبا دیا۔گولی اس کے سر کے پاس سے گزرتے ہوئے پیچھے کہیں دیوار میں جا لگی۔اس آدمی سے خوف کے مارے اپنی زبان تک نہ ہلائی گئی۔عصام نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مسکرایا۔

"چچ۔چچ۔گولی نہیں لگی؟چلو خیر ہے دوبارہ ٹرائی کرتے ہیں۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ایک بار پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن ذرا بلند کی۔اس بار اس نے اس آدمی کے دماغ کے بیچوں بیچ کا نشانہ باندھا تھا۔

اس سے پہلے کہ عصام ٹرگر دباتا۔اس آدمی نے ایک نام اپنے منہ سے لیا۔عصام نے اپنی آنکھیں کھولیں۔پھر وہ مسکرایا۔اس کی مشہور فاتحانہ مسکراہٹ۔

* * * * * * * * * * * * * * * *

عاہل اور زویا پر ہوئے حملے کو تین ہفتے گزر چکے تھے۔یہ عاہل کے گھر کے لاؤنج کا منظر تھا۔

مستجاب،حیدر اور رایان صوفوں پر ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ان کے عین سامنے عاہل بیٹھا ہوا تھا۔سب کے چہروں پر پریشانی تھی سوائے عاہل کے۔۔۔

"تمہیں دی ہوئی میری مدت ختم ہو چکی ہے۔بتاؤ کہاں ہے تمہارے انویسٹرز؟"رایان نے آبرو اٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مستجاب اور حیدر غور سے عاہل کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو کہ بلکل سپاٹ تھا۔

وہ مسکرایا۔

"مجھے انویسٹر مل گیا ہے۔"

****

6سال پہلے۔

5نومبر،2022۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عطا آباد جھیل، ہنزہ، پاکستان۔

"یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس کا لہجہ اب کہ سنجیدہ تھا۔

"ایک آخری کوشش۔" اس نے اپنے کندھے پر سے ڈریس کی اسٹریپ کو ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔

وہ مسکرایا تھا۔

ایک استہزائیہ مسکراہٹ جس میں طنز بھی شامل تھا۔

اس نے ایک جھٹکے سے اس کا اسٹریپ اُتارتا ہاتھ پکڑا تھا۔ انوشے نے آنکھوں میں حیرت لیے اسے دیکھا تھا۔ عصام نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑا اور پھر اس سے چند قدم دور ہٹا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔" لہجے میں تضحیک تھی۔ "ورنہ اس بار میں شور مچا کر لوگوں کو یہاں اکھٹا کروں گا اور سب کو تمہارا یہ نیم برا ہنہ سراپا دکھاؤں گا!" اس نے انگلی سے اس کے سراپے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

الماری میں کھڑی علینا کو یکدم اپنے آنسو رکتے محسوس ہوئے تھے۔ رکا ہوا سانس بحال ہوا تھا۔ اس کے جسم سے نچڑتی ہوئی جان جیسے کسی نے واپس ڈال دی تھی۔

انوشے نے اس کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔ وہ اس کے کافی قریب آ کھڑی ہوئی۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہنے لگی۔

"میں تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔ میری زندگی میں کچھ مرد آئے عصام لیکن میں نے ان میں سے کبھی کسی مرد کے لیے خود کو اتنا نہیں گرایا۔ صرف تمہارے لیے میں نے ایسا کیا۔ میں تمہارے سامنے کھڑی ہوں۔ I'm all yours۔ لیکن تم پھر بھی مجھ پر ایک نظر بھی نہیں ڈال رہے؟ کیوں؟ کیسے مرد ہو تم؟" اس کا انداز لُبھانے والا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ صحیح کہہ رہی تھی۔ عصام نے اپنی آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ رکھی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں انوشے کے لیے نفرت اور تضحیک کے علاوہ اور کچھ بھی نہ تھا۔ وہ خاموشی سے اس کی ساری بکواس سن رہا تھا۔

"مجھے محبت ہے تم سے عصام!" اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔ "تمہاری محبت میں یہ سب بھی کر رہی ہوں! تم مجھے بتاؤ۔ تم کیا چاہتے ہو؟ میں وہ کروں گی تمہارے لیے! جو تم کہو گے میں وہ کروں گی۔ بس تم مجھ سے کہو تو سہی!" وہ منت کرنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔ عصام ہلکا سا اس کے کان کے پاس جھکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک کام کرو گی میرے لیے؟"

"تم جو کہو گے میں وہ کروں گی۔ بولو۔" اس کی باچھیں کھل گئی تھیں۔

"چلّو بھر پانی میں ڈوب مرو!" اس نے بے تاثر سے انداز میں کہا اور سیدھا ہو گیا۔ انوشے کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اگلے لمحے ہی عنقا ہوئی۔

الماری میں کھڑی ماہا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ فخریہ سی مسکراہٹ۔ وہ انوشے کی بے عزتی سے بہت محظوظ ہو رہی تھی۔ علینا کے چہرے پر البتہ پریشانی تھی۔

وہ عصام سے چند قدم دور ہٹی۔

"ایسا کیا ہے علینا ضرار میں جو تم کسی اور کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے ہو؟ اس مڈل کلاس کی تھرڈ کلاس لڑکی میں ایسا کیا ہے؟" وہ اس پر پھٹ پڑی تھی۔ "خوبصورتی کے علاوہ کیا ہے اس کے پاس؟" وہ چلائی تھی۔

"تم صحیح کہہ رہی ہو۔ علینا کے پاس ہے ہی کیا سوائے خوبصورتی کے؟ نہ تمہاری طرح پیسہ ہے۔ نہ لمبی لمبی گاڑیاں ہیں۔ نہ سوسائٹی میں ہائی اسٹیٹس ہے۔ کچھ بھی تو نہیں ہے علینا کے پاس! سب کچھ ہے تمہارے پاس۔۔۔" اس کا لہجہ ہموار تھا۔ "لیکن پتا ہے کیا؟ ایک ایسی چیز ہے اس کے پاس جو اگر تم سو بار بھی مر کر زندہ ہو جاؤ تو بھی اپنے اندر پیدا نہیں کر سکو گی!" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔ "کردار!" اس کا لہجہ اب کہ سخت تھا۔

علینا اور ماہا دم سادھے اسے سن رہی تھیں۔ بے ساختہ ہی ایک بار پھر اس کی آنکھوں سے خاموش آنسو بہہ نکلے تھے۔

"وہ تمہاری طرح بے غیرت نہیں ہے نہ ہی وہ یوں کسی بھی مرد کے سامنے خود کو پیش کر کے اپنی سو کالڈ محبت کی بھیک مانگتی ہے۔ تم خوبصورتی کی بات کرتی ہو انوشے؟ میں اس کے کردار کی خوبصورتی سے شدید متاثر ہوں۔ جس لڑکی سے میں عشق کرتا ہوں نا۔۔۔ وہ مر جائے گی لیکن مجھ سے اپنی محبت کی بھیک نہیں مانگے گی۔ اس لیے انوشے! خود کو علینا ضرار سے کمپیئر کرنا چھوڑ دو!" وہ انگلی اٹھا کر کہتا اسے تنبیہ کر رہا تھا۔ علینا کے آنسوؤں میں کچھ مزید روانی آ گئی تھی۔

"تم اس کے جوتے کی دھول کے برابر بھی نہیں ہو۔ اب دفعہ ہو جاؤ یہاں سے!" وہ یہ کہہ کر مڑنے ہی لگا تھا لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔ "اور ہاں! آئندہ اگر تم نے علینا کے کردار کے بارے میں کسی قسم کی کوئی بھی بکواس کی یا پھر اسے نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش کی تو خدا کی قسم میں تمہیں برباد کر دوں گا۔" اس کا لہجہ حد درجہ سرد تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انوشے اسے کاٹ دار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔"تم دونوں پچھتاؤ گے!یہ تمہارا آخری چانس تھا عصام!اب تم دونوں پچھتاؤ گے!"وہ تنفر بھرے لہجے میں کہتی تیزی سے اس کے کمرے سے نکل گئی۔عصام بالکنی کی طرف جا رہا تھا کہ۔۔۔

علینا نے یکدم الماری کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔ماہا اس کے یکدم ایسا کرنے پر دنگ رہ گئی لیکن پھر وہ بھی اس کے پیچھے باہر نکل آئی۔عصام جو الماری کی طرف پیٹھ کیے کھڑا تھا یکدم آواز پر پلٹا تھا۔اس نے پہلے ماہا کی طرف دیکھا۔اس کے چہرے پر اضطراب تھا۔پھر اس نے علینا کی طرف دیکھا۔اس کا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔وہ انہیں دیکھ کر ششدر تو تھا ہی لیکن علینا کو یوں روتا دیکھ وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو؟"وہ حیران پریشان سا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

علینا نے متورم آنکھیں اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا۔پھر وہ اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"مجھے تم سے محبت ہے عصام!"اس نے بلند آواز میں کہا تھا اور عصام کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہو گئی تھی۔

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔بے لوث۔بے حد۔ ہمیشہ سے کرتی تھی۔ ہمیشہ کرتی رہوں گی۔"وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔عصام اس قدر شاکڈ تھا کہ وہ کچھ کہہ بھی نہیں پا رہا تھا۔علینا ضرار اقرارِ محبت کر رہی تھی؟وہ بے یقین تھا۔اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔

"میں نے کبھی اقرار نہیں کیا عصام لیکن آج کرتی ہوں۔مجھے تم سے محبت ہے۔"وہ ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ناجانے اسے اتنا رونا کیوں آرہا تھا؟

عصام نے آہستہ سے چہرہ جھکا کر علینا کی طرف دیکھا۔پھر وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"تشکر ملکہ۔"اس نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر سر کو ہلکا سا خم دیا تھا۔علینا نے روتی ہوئی آنکھیں لیے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔آج سے پہلے کبھی اس کے چہرے پر اس قدر خوبصورت مسکراہٹ نہیں آئی تھی۔اس کے گالوں میں دونوں طرف ڈمپلز پڑ رہے تھے۔کچھ مختلف سا تھا اس کے چہرے پر جو علینا کے اظہارِ محبت کرنے سے پہلے وہاں نہ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ایک بار پھر رودی تھی۔ عصام کو وہ روتی ہوئی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ اسے حق نہیں تھا اور نہ ہی اجازت تھی ورنہ وہ اسے اپنے ساتھ لگا چُپ کروا دیتا۔

"بس کرو۔ اور کتنا رونے کا ارادہ ہے؟" وہ مسکراتا ہوا اس سے پوچھ رہا تھا۔ عصام چند قدم پیچھے ہٹا اور ڈریسنگ ٹیبل پر سے ٹشو باکس لا کر علینا کی طرف بڑھایا۔ علینا نے اسے تھام لیا اور اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔

"ویسے تم دونوں میری الماری میں کیا کر رہی تھیں؟" وہ باری باری ان دونوں کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوہ اوہ۔ میں بتاتی ہوں!" ماہا نے ہاتھ اوپر اٹھا کر جوشیلے سے انداز میں کہا تھا۔

ماہا جب عصام کو سارا پلان سنا کر ہٹی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔

"یقین نہیں ہو رہا مجھے کہ علینا تم اس ڈرامے کے لیے مان گئیں!" وہ ہنسے ہی جا رہا تھا۔ اس کی ہنسی میں بھی کچھ مختلف سا تھا۔ وہ مزید دلکش لگ رہی تھی۔

"شٹ اپ!ہمارا پلان اچھا تھا!"ماہا نے منہ بسور کر کہا تھا۔

"ہاں اتنا اچھا کہ تم دونوں کو میری الماری میں چھپنا پڑا!"وہ ایک بار پھر ہنسا تھا۔

"تم یہ بتاؤ وہ منحوس انوشے آخر تمہارے کمرے میں گُھسی تو گُھسی کیسے؟"ماہا کو سب سے زیادہ اس بات کا تجسس تھا۔

"یقیناً اس نے ریسپشن پر کسی اسٹاف کے آدمی کو پیسے دے کر میرے کمرے کی ڈوپلیکیٹ keyحاصل کی ہوگی۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔"فکر مت کرو۔شاہزیب صبح اس سارے میس کو دیکھ لے گا۔"وہ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔"میرا خیال ہے کہ تم دونوں کو اب یہاں سے جانا چاہیے۔اگر کسی نے تم دونوں کو یہاں دیکھ لیا تو خواہ مخواہ باتیں بنیں گی۔"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

ماہا اور علینا اس کی بات سن کر فوراً دروازے کی طرف چل پڑی تھیں۔ماہا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی۔عصام انہیں باہر تک چھوڑنے آیا تھا۔علینا رکی پھر عصام کی طرف مڑی۔

"کتنی جلدی ہے تمہیں سونے کی!دو منٹ سکون سے بات نہیں کر سکتے تھے؟"اس نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا تھا۔

"سو کون پائے گا آج؟ آج کی رات تو بے یقینی میں کٹے گی!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔علینا ہنس دی تھی۔

"تمہیں جو بھی بات کرنی ہے وہ ہم صبح کر لیں گے۔"عصام نے کہا تو علینا نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تھینک یو۔"اس نے سنجیدہ سا کہا۔

"کس لیے؟"

"انوشے کے سامنے مجھے ڈیفینڈ کرنے کے لیے۔"

"میں تمہیں ڈیفینڈ نہیں کر رہا تھا علینا۔میں اسے یہ باور کروا رہا تھا کہ اس کا کیا اس دنیا کی کسی بھی لڑکی کا تم سے کوئی موازنہ جائز نہیں ہے۔"اس کا انداز بھی سنجیدہ تھا۔وہ ہلکا سا مسکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور پھر چلی گئی۔ وہ چند لمحے بند دروازے کے پاس کھڑا گردن جھکائے مسکراتا رہا۔ پھر وہ ٹیبل تک آیا جہاں اس کا موبائل پڑا تھا۔ اس نے موبائل کے نیچے سے وہ نوٹ نکالا۔ نوٹ پڑھ کر وہ کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

اب پوری رات وہ بس اس کے بارے میں ہی سوچنے والا تھا۔ اس کے بارے میں خواب بُننے والا تھا۔ کیا کمال کی رات ہونے والی تھی آخر!

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

اگلی صبح وہ جھیل کنارے اکیلی کھڑی تھی۔ باقی سب بسوں کے پاس موجود تھے۔ وہ سب سامان رکھوانے میں مصروف تھے۔ وہ مسکرا کر طلوع ہوتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا اس کے بالوں کو پیچھے کی طرف اڑا رہی تھی۔ وہ مسکرا بھی رہی تھی۔ اس کے کندھوں پر سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا تھا۔ کوئی اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہوا تھا۔ وہ جانتی تھی کون ہو گا۔ اسے اس کی موجودگی محسوس ہو جاتی تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مسکراتا ہوا۔ علینا نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرائی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ سفر میرے لیے اتنا اچھا ثابت ہو گا۔"

"آئی ٹولڈ یو!"وہ مسکرایا تو ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا تھا۔

"ہاں۔یو ٹولڈ می!"وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تم مجھ سے رات کو کیا بات کرنا چاہتی تھیں؟"اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

علینا کا چہرہ یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔

"میں تم سے محبت کرتی ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔ہمیشہ سے جانتا تھا۔"

"نہیں میرا مطلب ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔عشق نہیں۔کیا یہ جانتے ہوئے بھی میرے ساتھ پوری زندگی گزار لو گے؟"وہ سنجیدہ نظریں لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا کیا سوچتی رہتی ہو یار تم!"وہ جو مسکراتا ہوا اسے محظوظ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس کی بات پر ہنس پڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جواب دو عصام! اگر میں ساری زندگی تم سے محبت ہی کرتی رہ گئی تو؟" وہ روہانسی ہو گئی تھی۔

"عشق میں کر لوں گا۔ تم بس محبت کرتی رہنا۔ میرے لیے تمہاری محبت بھی کافی ہے۔ یہ ایک اعزاز ہے میرے لیے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔ علینا کے ہونٹ اس کی بات پر ایک بھرپور مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"سچ آ کیوٹ کنفیشن!" انہیں اپنے عقب سے آواز سنائی دی تھی۔ وہ دونوں اکھٹے ہی پیچھے مڑے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کے سامنے انوشے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ ان دونوں کو آنکھوں میں نفرت لیے دیکھ رہی تھی۔

"عصام مجھے انوشے سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔ تم جاؤ۔" علینا نے انوشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"لیکن علینا۔"

"میں نے کہا نا تم جاؤ! آئیل بی فائن!" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہی تھی۔ عصام نے ایک اکتائی ہوئی نظر انوشے پر ڈالی اور آگے بڑھ گیا۔

"تو علینا ضرار کو عصام شہریار خان سے محبت ہے؟" وہ استہزائیہ سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"نہیں۔ مجھے عصام سے محبت ہے۔" اس نے عام سے لہجے میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ایک ہی بات ہے۔ نہیں؟" انوشے نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں۔ ایک بات نہیں ہے۔" وہ مسکرائی۔ انوشے مسکرائی۔

"میں صرف اتنا کہنے آئی تھی کہ بی ریڈی!" وہ کہہ کر پلٹ گئی۔ علینا نے اسے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا تھا۔ اس کی بات کا کیا مطلب تھا آخر؟

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ لاہور واپس آئے تو ایک بار پھر سے اپنے پراجیکٹ کے کام میں مصروف ہو گئے۔ لیکن اس بار سب خوشگوار ثابت ہوا تھا۔ سب خوبصورت تھا۔ نومبر کا مہینہ یونہی گزر گیا۔ آج یکم دسمبر تھی۔ آج انہیں کراچی اپنے پراجیکٹ سے متعلق ایک سیمینار میں جانا تھا۔ لیکن آج کچھ اور بھی تھا۔ کچھ بہت خاص۔ آج علینا ضرار کا برتھ ڈے تھا۔ اور عصام نے آج کے دن کے لیے بہت کچھ پلان کر رکھا تھا۔

اس کی آنکھ صبح کے تقریباً سات بجے کھلی تھی۔ دوپہر دو بجے انہیں وہ سیمینار اٹینڈ کرنا تھا۔ وہ انگڑائی لیتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ وہ آج بہت خوش تھی۔ آج اس کا برتھ ڈے تھا۔ منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ ہاتھ میں موبائل پکڑے اپنے کمرے کی کھڑکی کی طرف آئی۔ پردے سرکائے اور کھڑکی کھول دی۔ دسمبر کی سرد ہوا اس کے چہرے سے ٹکرائی تو وہ ہلکا سا کانپی۔ اس نے موبائل کی اسکرین آن کی۔ اس کے موبائل پر ڈھیروں برتھ ڈے وشز کے نوٹیفیکیشنز آئے ہوئے تھے۔ وہ مسکرائی۔ اس نے عصام کے نام کی چیٹ کھولی۔ وہاں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی وش نہ تھی۔ یکدم ہی اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اسے عصام سے سب سے زیادہ توقع تھی اور اسی نے وش نہیں کیا تھا۔

تبھی اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ وہ بے دلی سے ہاتھ میں موبائل پکڑے دروازہ کھولنے لگی۔ دروازہ کھولا تو اسے اپنے سامنے شاہزیب اور چار مزید باڈی گارڈز نظر آئے۔ وہ انہیں حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

"میم۔ یہ سب عصام نے آپ کے لیے بھجوایا ہے۔ کیا ہم یہ سب اندر رکھ دیں؟" شاہزیب انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ حیران سی اس کا منہ تک رہی تھی۔ اس نے ان سب کی طرف دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں کئی چیزیں تھیں۔ اس نے بس اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اندر آئے اور اس کے لاؤنج میں چیزیں رکھنے لگے۔ چار کارٹنز۔ مختلف اقسام کے پھولوں کے 10 گلدستے اور ایک خوبصورت فینسی پیپر بیگ جس میں ایک چکور باکس تھا۔ وہ سب چلے گئے تو اس نے اپنے ہاتھ جتنے اس باکس کو کھولا۔ اندر جو تھا وہ دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی۔ باکس کے اندر وہی سلور

ڈائمنڈز والے جھمکے تھے جو اس نے انار کلی میں ماہا کے ساتھ شاپنگ کرتے ہوئے دیکھے تھے۔اس نے تو بس انہیں ایک نظر دیکھا تھا۔ کیا وہ عصام نے خرید لیے تھے؟اس نے ایک کارٹن کھولا۔اس کے اندر مختلف لیمیٹڈ ایڈیشنز کی کتابیں تھیں۔وہ سب وہی کتابیں تھیں جسے اس نے خریدنے کے بارے میں سوچا تھا لیکن وہ انہیں خرید نہیں پائی تھی۔اس نے پھولوں کے ان گلدستوں کی طرف دیکھا۔وہاں ہر گلدستہ ایک الگ قسم کے پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ذرا غور کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ ہر گلدستے میں 99 پھول تھے۔

Tulips, Hydrangea, Lavenders, Jasmine, Peonies,
Dahlia, Carnations, Lilies,Orchids, Roses.

اس نے سرخ گلابوں کا وہ گلدستہ ہاتھوں میں اٹھایا۔پھر انہیں اپنے چہرے کے پاس لے کر آئی۔اس کے نتھنوں سے تازہ گلابوں کی خوشبو ٹکرائی تو وہ مسکرا دی۔وہ خوشبو اس کے اندر تک سرائیت کر گئی تھی۔اندر تک طمانیت کا احساس ہوا تھا۔اس کا موبائل بجنے لگا

تھا۔اس نے موبائل کی اسکرین کی طرف دیکھا۔عصام کالنگ۔یکدم جیسے ہر طرف بہار پھیل گئی تھی۔اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔اس نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا۔

"ہیپی برتھ ڈے علینا!"عصام کی خوشگوار سی آواز اس کی سماعت کے پردوں سے ٹکرائی تو وہ ہلکا سا ہنس دی۔

"مجھے لگا تم نے مجھے کوئی وش نہیں بھیجی تو شاید تم میرا برتھ ڈے بھول گئے ہو۔"اس نے آہستہ سے کہا۔

"میں؟اور تمہارا برتھ ڈے بھول جاؤں؟سیریئسلی؟یہ کہہ کر تو تم نے میرا معصوم سا دل ہی توڑ دیا علینا!"اس نے اپنا ازلی معصومانہ لہجہ استعمال کیا تھا۔وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"تم نے مجھے یہ سب گفٹس بجھوا دیے۔تم خود کیوں نہیں آئے؟"اب کہ اس کی آواز گلہ آمیز تھی۔

"میں تو یہیں ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کہاں؟"

"اپنے کمرے کی کھڑکی سے نیچے دیکھو!"

وہ ہاتھ میں فون پکڑے اپنے کمرے کی کھڑکی تک آئی۔اس نے نیچے دیکھا۔وہ سڑک کے کنارے اپنی سفید Lamborghini کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔سیاہ سوٹ اور کھلے گریبان والی سیاہ ڈریس شرٹ پہنے وہ غضب ڈھا رہا تھا۔بال جیل سے سیٹ کر رکھے تھے۔ آنکھوں پر سیاہ رنگ کے شیڈز تھے۔وہ فون کان سے لگائے مسکرا کر چہرہ اٹھائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔اس نے اپنے شیڈز اتارے اور انہیں گریبان میں اڑس لیا۔وہ بلڈنگ کی پہلی منزل پر رہتی تھی۔اس لیے اس کے فلیٹ کی کھڑکی اور زمین کے درمیان کچھ خاص بڑا فاصلہ نہ تھا۔

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟"اس کی نظریں عصام پر جمی ہوئی تھیں۔

"علینا ضرار کی مسکراہٹ دیکھنے کے لیے!"اور وہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

"عصام۔"اس کا انداز یوں تھا کہ جیسے وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔

"تم گفٹس نہیں رکھو گی۔ ہیں نا؟" وہ سادہ سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"عصام وہ بہت مہنگے ہیں۔ اور ان پر میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں کیسے انہیں رکھ لوں؟" وہ شرمندہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں۔ کوئی بات نہیں شاہزیب آکر گفٹس واپس لے جائے گا۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ علینا ہلکا سا مسکرائی۔ وہ اس کی ہر بات سمجھ لیا کرتا تھا۔

"اچھا۔ اب تم اداس مت ہو۔ میں پھول واپس نہیں کر رہی۔ وہ میں رکھوں گی۔" اسے لگا عصام کا لہجہ مدھم پڑا تھا۔

"میں اداس نہیں ہوں۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تم وہ گفٹس نہیں رکھنے والیں۔" اس نے اپنے کندھے اچکائے۔

"تو پھر تم نے وہ گفٹس میرے گھر بھجوائے ہی کیوں؟" اسے حیرت ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ آج تک تمہیں جو بھی پسند آیا یا میرے سامنے تم نے جس بھی چیز پر اپنی نگاہ ڈالی، وہ میں نے خرید لی۔" وہ سادگی سے اپنے کندھے اچکاتا کہہ رہا تھا۔ وہ چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔

"تمہیں میرے لیے یہ شاہ خرچیاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس تم ہو یعنی سب ہے۔" وہ اب چہرہ نیچے جھکائے اس کی آنکھوں میں دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"تشکر ملکہ۔" اس نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اور سر کو خم دیا۔

"اچھا اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے اتنے سارے پھول کیوں بھیجے اور یہ ہر گلدستے میں 99 پھول کیوں ہیں؟" وہ بہت متجسس تھی۔ وہ گنتی میں بہت تیز تھی۔ اس نے اتنے گلدستوں میں ایک ہی انداز اور طریقے سے لگائے پھول دیکھے تو انہیں گننے لگی۔

"کیونکہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہارے فیوریٹ پھول کونسے ہیں۔ اس لیے میں نے سارے مشہور پھول بھیج دیے۔ کیا ان میں سے کوئی تمہارے فیوریٹ پھول ہیں؟" وہ ایک آس لیے پوچھ رہا تھا۔ کاش اس کے فیوریٹ پھول انہی میں سے ایک ہوں!

"سرخ گلاب کے پھول۔ میرے پسندیدہ پھول سرخ گلاب کے پھول ہیں۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔عصام کا چہرہ کھل اٹھا۔

"سرخ گلاب کے پھول۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔"عشق کی علامت۔"اس نے مسکراتے ہوئے صرف سوچا کہا کچھ نہیں۔

"اور وہ 99 پھول؟"علینا نے اسے ایک بار پھر یاد کروایا۔

" I will love you till the day I die."

"مطلب؟"

Clubb of Quality Content

"یہ 99 پھولوں کا مطلب ہے۔"عصام نے اس کی طرف دیکھا۔وہ بلش کر رہی تھی۔وہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے بے اختیار اس کے بلش کرنے پر معصوم سے انداز میں ہنس دیا تھا۔پھر وہ سیدھا ہوا۔

"بلش بعد میں کر لینا ملکہ۔ ابھی ذرا جا کر تیار ہو جاؤ۔ ہمیں دس بجے کراچی کی فلائٹ پکڑنی ہے۔" وہ چہرہ اٹھائے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"شٹ اپ!" وہ جھینپ کر کہتی ہنس کر پلٹ گئی۔

"اچھا سنو! میں نیچے ہی کھڑا ہوں۔ تم تیار ہو جاؤ تو نیچے آجانا ملکہ! زیادہ انتظار مت کروانا مجھے!" وہ اب اسے چھیڑ رہا تھا اور وہ اسے جواب میں کھڑی کھڑی سنا رہی تھی۔

****

عصام اسے پک کر کے ایئر پورٹ لے گیا تھا۔ تین گھنٹے بعد وہ کراچی میں لینڈ کر چکے تھے۔ اس وقت وہ گاڑی کی پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہزیب گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ عصام اپنے موبائل پر لگا ہوا تھا۔ اور علینا شیشے سے باہر سڑک کو دیکھ رہی تھی۔ عصام نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ ایئر پورٹ کے راستے میں بھی گُم سُم تھی اور پلین میں بھی۔ اب بھی وہ باہر ہی دیکھ رہی تھی۔ عصام ابھی تک اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ علینا نے اسے بتایا تھا کہ اس کے ابا کی موت کراچی میں ہوئی تھی اور وہ دو سال سے کراچی واپس نہیں

آئی تھی۔ شاید وہ اس لیے ذرا بے چین اور عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔ عصام نے اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ وہ مسلسل اپنی درمیانی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو اتار کر واپس پہن رہی تھی۔ عصام کو لگا جیسے اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش بھی تھی۔

"علینا۔" اس نے نرمی سے اس کا نام پکارا تھا۔

علینا نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ وہ جیسے کہیں گُم تھی۔

"علینا۔" اب کہ عصام نے اس کا نام ذرا اونچا پکارا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اس کی طرف مڑی۔ جیسے چونک گئی ہو۔

"ہا۔۔ہاں!" وہ ہکلائی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟ تم مجھے بہت پریشان اور کھوئی کھوئی سی لگ رہی ہو؟" وہ پریشان سا کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔شاید سیمینار کی وجہ سے تھوڑا نروس محسوس کر رہی ہوں۔"وہ کہہ کر ایک بار پھر باہر دیکھنے لگی تھی۔

وہ چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

"علینا۔"اس نے ایک بار پھر اسے پکارا تھا۔علینا نے نہ چاہتے ہوئے بھی عصام کی طرف دیکھا۔

"اگر کوئی بات ہے یا کوئی مسئلہ ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔"وہ بے حد نرم انداز میں کہہ رہا تھا۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔میں بس سیمینار کی وجہ سے اسٹریسڈ ہوں۔"اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آر یو شیور؟"وہ آنکھوں میں تشویش لیے اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔علینا نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا تو عصام مطمئن ہو کر سیدھا ہو بیٹھا۔

****

شام کے تقریباً چار بجے سیمینار ختم ہو گیا تھا۔علینا آڈیٹوریئم میں گُم سُم سی بیٹھی تھی۔لوگ اٹھ کر جا رہے تھے۔آڈیٹوریئم آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔عصام پورے سیمینار کے درمیان نوٹ کرتا رہا تھا کہ وہ عجیب سا برتاؤ کر رہی تھی۔بار بار لبوں کو دانتوں سے کاٹتی۔کبھی دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں پہنی انگوٹھی اتارتی تو کبھی پہنتی۔کبھی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتی۔ابھی بھی وہ اس کے بلکل ساتھ والی نشست پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔سیمینار ختم ہو چکا تھا لیکن وہ ویسی ہی کھوئی ہوئی تھی۔

"علینا؟"اس نے اسے پکارا لیکن علینا نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔عصام نے اسے ایک بار پھر اسے اونچا سا پکارا تھا تو وہ بہت بُری طرح چونکی۔وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"علینا تم ٹھیک ہو؟ کیا ہوا ہے؟ کوئی بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔" وہ بہت نرمی سے کہہ رہا تھا۔ علینا نے اس کی طرف دیکھا۔ کیا وہ اسے بتا دے؟ وہ چند لمحے خوفزدہ آنکھیں لیے اسے دیکھتی رہی۔ اگر اسے بتا دیا تو۔۔۔ نہیں۔ وہ اسے کچھ نہیں بتائے گی۔

"نہیں۔ میں۔۔ میں شاید پھر سے زون آؤٹ ہو گئی تھی۔ آئی ایم سو سوری۔" وہ بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستی گھبرائے ہوئے سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"علینا میری طرف دیکھو۔" اس کا لہجہ بہت نرم تھا۔ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھنا چاہتی تھی۔ اس کا وہ نرم اور محبت سے بھرا لہجہ اسے عصام کی طرف دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ اس کی طرف دیکھتا پریشان سا پوچھ رہا تھا۔ وہ چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔

"میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ میں اپنے ابا کے ساتھ کراچی میں رہتی تھی اور ان کی ڈیتھ کے بعد میں کبھی کراچی واپس نہیں گئی۔" وہ یہ سب جانتا تھا۔ علینا نے یہ سب پہلے بھی اسے بتایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا۔ لیکن وہ اسے سن رہا تھا۔ اس وقت عصام علینا کو سننے سے زیادہ اور کچھ اہم نہیں سمجھتا تھا۔ "مجھے دو سال ہو گئے ہیں یہاں واپس آئے ہوئے۔ میں شاید اس وجہ سے بار بار زون آؤٹ ہو رہی ہوں۔ آئی ایم سو سوری۔" یہ سب کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں پانی بھر رہا تھا۔ حلق بھی درد کرنے لگا تھا۔

"تم سوری کیوں کہہ رہی ہو؟ اس میں تمہاری کیا غلطی ہے؟"

"ساری غلطی میری ہی تو ہے!" وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن وہ بے بس تھی۔ اس نے صرف سوچا۔ وہ خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"مجھے واشروم جانا ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ وہ اس کا سوال گول کر گئی تھی۔

"اوکے۔ میں باہر گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔ تم فری ہو کر آجاؤ۔" علینا نے ہلکا سا سر اثبات میں ہلایا اور اٹھ کر آڈیٹوریئم سے باہر نکل گئی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ گاڑی میں آ کر عصام کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔اس نے غور سے علینا کا چہرہ دیکھا تھا۔وہ اب کہ ذرا بہتر لگ رہی تھی۔

"علینا۔"اس نے کچھ دیر بعد کہا۔وہ اپنا موبائل استعمال کر رہی تھی۔

"میں کچھ سوچ رہا تھا۔"

"کیا؟"

"آج تمہارا برتھ ڈے تھا اور ہم نے پورا دن سیمینار کے چکروں میں وقف کر دیا۔لیکن ابھی واپس جانے سے پہلے ہمارے پاس وقت ہے۔تمہارا برتھ ڈے سیلیبریٹ کرتے ہیں۔تو کہیں چلیں؟"وہ مسکرایا۔

"کہاں؟"وہ مسکراتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

"جہاں تم کہو۔"اُف یہ تابعداری۔وہ ہنس دی تھی۔اب وہ خود کو ہلکا پُھلکا سا محسوس کر رہی تھی۔

"ہمم۔جہاں میں کہوں۔"وہ سوچتے ہوئے کہہ رہی تھی۔"کلفٹن بیچ۔ سی ویو۔"اس نے چند لمحوں بعد مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"سنا شاہزیب۔ کلفٹن بیچ۔ سی ویو۔"وہ مخاطب شاہزیب سے تھا لیکن اس کی مسکراتی ہوئی نظریں علینا پر جمی تھیں۔

یہ وہ عورت تھی جس کے کہنے پر یہ مرد دنیا بھی اِدھر کی اُدھر کر سکتا تھا۔ سی ویو تو ایک بہت چھوٹی سی بات تھی۔

شاہزیب نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔اس نے اپنے کان میں لگے وائرلیس پر انگلی سے کلک کیا۔

"ہم کلفٹن بیچ سی ویو جا رہے ہیں۔authority سے بات کرو۔اور رش ذرا کم کرواؤ۔"اس نے اپنی باڈی گارڈز کی ٹیم کو حکم صادر کیا تھا۔

"ویسے ہم سی ویو کیوں جا رہے ہیں؟"وہ اس کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ ساحلِ سمندر کی گیلی ریت پر ڈھلتے سورج تلے ننگے پیر چلنا چاہتی ہوں۔"

اس نے مسکرا کر آہستہ آہستہ کہا۔ وہ ہلکا سا سُرخ ہوا تھا۔ وہ اس کا سُرخ چہرہ دیکھ ہنس دی تھی۔

"آج کا دن تو کمال کا ہے۔ عصام شہریار خان بلش کر رہا ہے۔" وہ اب اسے چھیڑ رہی تھی۔

اور وہ اپنا بلش کرتا ہوا سُرخ چہرہ موڑ گیا تھا۔

****

وہ سی ویو کے واشروم میں کھڑا تھا۔ علینا باہر بیچ پر تھی۔ وہ بہانہ بنا کر ادھر آیا تھا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ واشروم میں وہ اکیلا تھا۔ آج ورکنگ ڈے تھا اس لیے رش بھی کم تھا۔ اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے ایک سیاہ رنگ کی مخملی ڈبی نکالی۔ وہ اس ڈبی کو دیکھ کر مسکرایا۔

وہ آج اسی لیے تو یہاں آیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آج علینا ضرار کو پرو پوز کرنے والا تھا۔

اس نے ڈبی کھولی۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

ڈبی خالی تھی۔

"واٹ دی ہیل!" وہ گھبرایا ہوا سا کہہ رہا تھا۔ اس نے اپنے سوٹ کی جیبیں چیک کیں۔ وہ سب خالی تھیں۔ اگلے ہی لمحے اسے کچھ جھماکے کی صورت میں یاد آیا تھا۔

"ڈیم اِٹ!!!" اس نے دانت پر دانت جماتے ہوئے کہا۔

اس نے فوراً اپنا موبائل نکالا اور ویڈیو کال ملائی۔

"پلیز کہو کہ اس نے ہاں کہہ دی عصام!" موبائل کی اسکرین پر اسے ماہا اور ریاض اپنے کمرے میں بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ وہ دونوں بہت پُر جوش سے لگ رہے تھے۔ جیسے اس کی کال کا ہی انتظار کر رہے ہوں۔

"ایک پرابلم ہو گیا ہے۔" وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کہہ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟علینا نے انگوٹھی والی ڈبی تمہارے منہ پر دے ماری؟"وہ سنجیدہ سی پوچھ رہی تھی۔

"میں۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔۔"

"ارے بکری کی طرح میں میں کیا کر رہے ہو!سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ہے؟"وہ تیزی سے بولی تھی۔

"عصام کیا ہوا ہے؟"ریاض سنجیدہ سا موبائل کی طرف جھکا پوچھ رہا تھا۔

"میں انگوٹھی گھر پر ہی بھول گیا ہوں۔"اس نے منمناتے ہوئے کہا۔

اور اگلے لمحے ہی ماہا اور ریاض ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔

"تم۔۔تم مزاق کر رہے ہو نا؟"ماہا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کے درمیان پوچھ رہی تھی۔ریاض ابھی تک ہنس رہا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ماہا!"وہ روہانسا ہوا کہہ رہا تھا۔

یکدم وہ دونوں ہنسنا بند کر چکے تھے۔وہ دونوں موبائل کی اسکرین کی طرف جھکے۔

"تم مزاق کر رہے ہو نا؟ پلیز کہو کہ تم مزاق کر رہے ہو!"اب کہ وہ سنجیدہ سی پوچھ رہی تھی۔

"میں مزاق نہیں کر رہا ماہا! میں سچ میں رِنگ گھر بھول آیا ہوں!"ایسا لگتا تھا کہ وہ رو دینے کو تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو؟ دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو عصام؟"وہ یکدم پھٹ پڑی تھی۔

"اتنی لاپرواہی عصام؟ تم نے سب کچھ پرفیکٹ کیا اور سب سے اہم چیز بھول گئے؟"

ریاض غصے میں تھا۔

"یار صبح میں نے اپنے سامنے تیار ہوتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل پر انگوٹھی کی ڈبی رکھی تھی۔ لیکن۔۔۔"

"لیکن؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن پھر میں نے کفلنکس کا باکس نکالا اور کفلنکس نکال کر وہ باکس بھی سامنے رکھ دیا۔ اور۔۔۔"

"اور کیونکہ تمہارے کفلنکس اور علینا کی انگوٹھی کے باکس بلکل ایک جیسے تھے تو تم وہ کفلنکس کا باکس اٹھا کر لے آئے؟"ماہا نے غصے سے کہا۔وہ عصام کی حرکتوں سے واقف تھی۔

"آ۔۔ہاں۔"وہ شرمندہ سا کہہ رہا تھا۔

"اتنی لاپرواہی آخر کیسے کر سکتے ہو تم؟ آج سب کچھ پرفیکٹ ہونا چاہیئے تھا عصام!"وہ ایک دم پھر غصے سے بولی تھی۔

"ارے یار میں سب کچھ پرفیکٹ ہی تو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔میں نے شاہزیب کو علینا کے سارے گفٹس دے کر اس کے گھر بھجوا دیا تھا۔مجھے وہاں وقت پر پہنچنا تھا۔میں جلدی میں تھا کہ کہیں میں لیٹ نہ ہو جاؤں۔مجھے اسے پرفیکٹ ٹائم پر وش کرنا تھا۔"بیچارگی کی حد اس وقت عصام پر تمام ہوتی تھی۔

"اب تم کیا کرو گے؟"ماہا اس کا پریشانی اور بیچارگی سے بھرا لہجہ سن کر ڈھیلی پڑے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایک کام کرو تم اسے کسی اور دن پروپوز کر لینا۔"ریاض نے کہا تھا۔

"نہیں۔ آج اس کا برتھ ڈے ہے۔ میں اسے آج ہی پروپوز کروں گا۔"اس نے ایک عزم سے کہا تھا۔

"انگوٹھی کے بغیر کیسے کرو گے اسے پروپوز؟"ریاض نے پوچھا تھا۔

"کس نے کہا میرے پاس انگوٹھی نہیں ہے؟"وہ پہلی بار مسکرایا تھا۔

اگلے لمحے ہی ماہا اور ریاض بھی ایک ساتھ مسکرائے تھے۔

"لیکن کیا وہ اتنی سادھی سی انگوٹھی پر بُرا نہیں منائے گی؟"ماہا نے پوچھا تھا۔

"وہ علینا ضرار ہے۔ سادگی اس کا حُسن ہے۔ یہ میں تھا جسے یہ پروپوزل کسی فیری ٹیل پروپوزل کی مانند چاہیئے تھا۔ میں اگر اسے گول گپوں کے اسٹال کے سامنے بغیر کسی انگوٹھی کے بھی پروپوز کروں گا نا تو بھی وہ بُرا نہیں منائے گی۔"وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔ وہ دونوں بھی اس کی بات پر ہنسے تھے۔

اس نے کال بند کر دی۔ پھر اپنی شرٹ کے نیچے سے اپنی گردن میں پہنی ہوئی وہ چین باہر نکالی۔ اس نے وہ چین اتاری پھر وہ ویڈنگ بینڈ اس چین میں سے نکالا۔ وہ مسکرایا۔ کس نے کہا اس کے پاس انگوٹھی نہیں تھی؟

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

سورج ڈھلنے میں ابھی وقت تھا۔ شاید چند گھنٹے۔ وہ دونوں ساحلِ سمندر پر تھے۔ عصام نے کوٹ اتار کر بازو پر ڈال رکھا تھا اور جوتے ہاتھ میں پکڑ رکھے تھے۔ علینا کا کاسنی رنگ کا فراک ہوا کے دوش پر پیچھے کو اڑ رہا تھا۔ وہ بار بار اپنے کھلے بالوں اور دوپٹے کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے بھی عصام کی طرح اپنے جوتے ہاتھ میں پکڑ رکھے تھے۔ وہ دونوں ایک ساتھ گیلی ریت پر چل رہے تھے۔ شاہزیب اور اس کی ٹیم نے بیچ کے اس حصے کو رش سے خالی کروالیا تھا۔ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔ خود وہ ان دونوں سے کافی فاصلے پر تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سب کتنا خوبصورت ہے۔ڈھلتا ہوا سورج۔ سمندر کی مہک۔ سرد ہوا کے تھپیڑے۔ ساحل پر پڑی گیلی ریت۔اور۔۔"وہ یکدم ہی بہت خوش لگنے لگی تھی۔وہ اسے پہلی بار اتنا خوش دیکھ رہا تھا۔

"اور؟"عصام نے اس پر نظریں جمائے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"اور ہم ایک ساتھ چلتے ہوئے۔"اس نے سامنے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔وہ کھل کر مسکرایا تھا۔ پھر وہ رک گیا۔وہ رکا تو وہ بھی رک گئی۔وہ اس کی طرف مڑا۔

"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"وہ اس کے عین سامنے کھڑا سر جھکائے اس کی آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

وہ اس کی طرف مڑی۔اب وہ چہرہ اٹھائے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"پوچھو۔"

"کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے؟"وہ آنکھوں میں آس لیے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"خود سے زیادہ۔" وہ آنکھوں میں اعتماد لیے اسے بتا رہی تھی۔

"اگر میں تم سے کہوں کہ علینا ضرار میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تو تم کیا کہو گی؟" وہ خوف اور تذبذب کے عالم میں پوچھ رہا تھا۔

"میں کہوں گی کہ اگر تم یہی بات اپنے گھٹنوں پر بیٹھ کر دہراؤ تو میں کچھ سوچ سکتی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ یہ ایک کھلا چیلنج تھا۔

"یعنی اگر میں گھٹنوں پر بیٹھ کر پرو پوز کروں تو تم میری؟"

علینا نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔ وہ یہ چیلنج قبول کر چکا تھا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ملکہ کے لیے ہم گھٹنوں پر بھی آسکتے ہیں۔" اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے انگوٹھی نکالتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے یکدم ہی کوٹ اور اپنے جوتے وہیں سمندر کے ساحل پر پھینکے۔ علینا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

"عصام میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ تم کنارے سے ہٹ کر بھی یہ کر سکتے تھے۔ تمہارا کوٹ اور جوتے گیلے ہو جائیں گے!" وہ اس پر غصہ ہوئی تھی۔

"اس وقت سب جہنم میں جائے!" وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے کہہ رہا تھا۔ اس وقت اسے اور کسی بات کی پرواہ نہ تھی۔

"علینا ضرار کیا تمہیں مجھ جیسا ڈھیٹ انسان جس پر پوری دنیا کی لڑکیاں مرتی ہیں، جس کے دونوں گالوں میں انتہائی دلکش ڈمپلز پڑتے ہیں اور جس کی گہری سرمئی آنکھیں تمہیں سحر میں مبتلا کر دیتی ہیں قبول ہے؟" وہ شرارتی سا انداز لیے کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا نے اسے گھور کر دیکھا۔

"یہ پروپوزل کم اور تمہاری خوبصورتی کے بارے میں رپورٹ زیادہ لگتی ہے!" اس نے جل کر کہا۔ وہ چہرہ جھکا کر ہلکا سا ہنسا۔ اس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی جو وہ اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھا۔ پھر اس نے سر اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہنا شروع کیا۔

"زندگی میں انسان کا دل عجیب طریقے سے صرف ایک ہی بار دھڑکتا ہے۔ جب اسے عشق ہوتا ہے۔ میرا دل دھڑکا تھا۔ یونیورسٹی کے پہلے دن۔ تم دل دھڑکنے کا باعث تھیں۔ جب تک میری سانسیں چل رہی ہیں کیا تم تب تک میرے دل کے دھڑکنے کا باعث بننا چاہو گی؟ کیا تم زوجہِ عصام شہریار خان بننا چاہو گی؟"اس کے لہجے میں محبت بھی تھی اور اعتماد بھی۔ وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ ہمیشہ اسے لاجواب کر دیتا تھا۔

پھر اسے ایک شرارت سوجھی۔ کیوں نہ اسے مزید پریشان کیا جائے؟

"اور اگر میں ناں کہوں تو؟"وہ بلکل سنجیدہ سا پوچھ رہی تھی۔

عصام کے چھکے چھوٹ گئے تھے۔ یہ وہ کیا کہہ رہی اور وہ اتنا سنجیدہ کیوں تھی؟

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ سمندر کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آیا۔

"تو میں۔۔۔"وہ رکا۔"تو میں۔۔۔ تو میں انسانوں کی دنیا چھوڑ کر سمندر کی گہرائیوں میں سمندری حیات کے ساتھ زندگی بسر کرنے چلا جاؤں گا!"اگلے لمحے ہی اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ بکواس کر رہا تھا۔

وہ انگوٹھی گھر بھول گیا تھا۔اسے ڈر تھا کہ کہیں علینا انکار نہ کر دے اور اب وہ اس قدر سنجیدہ تھی!وہ نروسنیس کے مارے فضول باتیں بولے جا رہا تھا۔

اگلے لمحے ہی اس نے علینا کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تھے۔

"عصام یہ ظلم ہے!"وہ جیسے تڑپ اٹھی تھی۔

"ہائے تمہیں میری کتنی پرواہ۔۔۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا کہ علینا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم سمندری حیات کی جانوں پر ظلم ہو!"اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ سے انداز میں کہا تھا۔اس کے چہرے پر آئی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

"اچھا ایک شرط ہے میری۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کیا؟"وہ تیزی سے بولا تھا۔

"تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گے!"وہ جیسے کسی خوف کے زیرِاثر کہہ رہی تھی۔ ہوا سے لہراتے ہوئے اپنے دوپٹے کو اس نے مٹھی میں لے کر جکڑ لیا تھا۔

"کبھی نہیں۔ آخری سانس تک تمہارا ہوں۔ آخری سانس تک تمہارے پاس رہوں گا!"وہ بلکل سنجیدہ تھا۔

علینا نے ویسے ہی دوپٹے میں لپٹا اپنا سیدھا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"لو میں تمہاری!"اس نے مسکرا کر کہا۔

عصام نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ دوپٹا ان دونوں کے ہاتھوں کے درمیان آ گیا۔ اس نے اگلے لمحے ہی اس کی رِنگ فنگر میں وہ انگوٹھی پہنا دی۔ وہ اپنی زندگی کے ایک سب سے اہم آثاثے کو اپنی زندگی کا دوسرا سب سے اہم آثاثہ دے چکا تھا۔ وہ اس کی ماں کی انگوٹھی تھی جو اسے اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری تھی۔

وہ اپنے ہاتھ میں پہنی اس انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ایک سادہ سا ویڈنگ بینڈ تھا جس میں انتہائی باریک ڈائمنڈز لگے ہوئے تھے۔

علینا نے اس انگوٹھی کو چُھو کر دیکھا کہ کہیں یہ کوئی خواب نہ ہو۔ نہیں! وہ خواب نہیں تھا۔ وہ اس کی ہونے والی تھی۔

"یہ بہت خوبصورت ہے۔" بے ساختہ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو اکھٹے ہو گئے تھے۔

عصام نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ انگوٹھی صرف وقتی طور پر اس نے اسے دی تھی۔ وہ اسے بعد میں اس کی اصل انگوٹھی دے دے گا۔ لیکن اس میں یہ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ وہ اس انگوٹھی کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے کوئی اپنی زندگی کی متاعِ حیات کو دیکھ رہا ہو۔ وہ کیسے اس سے یہ کہہ دیتا؟

وہ انگوٹھی اس کے لیے بہت اہم تھی۔ اب اگر وہ انگوٹھی اس کی متاعِ حیات کو پسند آ گئی تھی تو وہ کیا کر سکتا تھا؟

ہاں لیکن ایک بات وہ جانتا تھا۔۔۔ وہ اپنی متاعِ حیات کے لیے جان بھی دے سکتا تھا اور۔۔۔

علینا ضرار اپنی متاعِ حیات کے لیے۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

وہ دونوں گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عصام کافی حد تک گیلا ہو چکا تھا۔ علینا اسے گھور رہی تھی۔ شاہزیب ریئر ویو مرر میں اسے یوں دیکھ رہا تھا کہ جیسے اس کا دماغ چل گیا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو؟ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ اب ایسا بھی میں کوئی گیلا نہیں ہو گیا!" اس نے چہرہ ان دونوں کی طرف سے موڑتے ہوئے کہا تھا۔

" گھٹنوں تک تمہارے پینٹس گیلے ہیں اور ہیرو بننے کے چکر میں تم نے اپنا کوٹ اور جوتے تو پہلے ہی گیلے کروا دیے ہیں!" شاہزیب اپنے انگلیوں پر گنتا کہہ رہا تھا۔

"آپ کسی مال کی طرف گاڑی موڑ دو۔ اسے کپڑے بدلنے کی شدید ضرورت ہے۔" اس نے عصام کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا۔

شاہزیب گاڑی مال کے راستے پر ڈال چکا تھا۔

"اور ہاں شاہزیب آپ گاڑی کا ہیڑ بھی تیز کر دو!"اس نے اب کہ آنکھوں میں پریشانی لیے اسے دیکھا تھا۔شاہزیب نے ہیڑ تیز کر دیا تھا۔

"مت کرو۔ تمہیں گرمی لگے گی۔"وہ نرم سے لہجے میں کہتا ہوا اس وقت بہت پیارا لگ رہا تھا۔

"ایسا نہیں کیا تو تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔"اس نے نرم سے لہجے میں کہتے ہوئے چہرہ شیشے کی جانب موڑ لیا تھا۔

وہ ہلکا سا مسکرایا پھر شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔

"آج کا دن تو سچ میں کمال ہے۔"وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ رات کے تقریباً گیارہ بجے لاہور پہنچے تھے۔ عصام اسے اس کے فلیٹ تک چھوڑنے آیا تھا۔ اس وقت وہ دونوں دروازے سے ٹیک لگائے، سینے پر بازو لپیٹے ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔

"آج کا دن میری زندگی کے سب سے بہترین دنوں میں سے ایک تھا۔" وہ مسکرا کر اس کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"میرا بھی۔" وہ مسکرایا تھا۔

"عصام۔"

"بولو۔" وہ جانتا تھا کہ وہ جب بھی اس کا نام لیتی تھی تو وہ اس سے کچھ ایسا کہنا چاہتی تھی جس کے بارے میں وہ متذبذب کا شکار ہوتی تھی۔

"مجھے اپنے لیے فیصلہ لینے کی آزادی ہے اور میں نے اپنے لیے یہ فیصلہ لیا ہے لیکن میں اپنی فیملی کو اپنے اس فیصلے میں شامل کرنا چاہتی ہوں۔ میں انہیں اعتماد میں لینا چاہتی ہوں۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہاری بات اچھے سے سمجھ سکتا ہوں۔"

"اور اس لیے آگے کے بارے میں کوئی بھی فیصلہ میں انہیں بتائے بغیر نہیں لے سکتی۔ میں ان سے بات کر کے ہی تمہیں آگے کے بارے میں کوئی جواب دے سکتی ہوں۔"

"مجھے کوئی جلدی نہیں ہے علینا۔ تم سب آرام سے کرو۔ میں نے نکاح کی بات اس لیے کی ہے کیونکہ میں تمہیں لے کر سیریئس ہوں اور جب آپ کسی رشتے کو لے کر سیریئس ہوں تو آپ کو اسے ایک ٹھوس اور حتمی شکل دینی چاہیے۔" وہ اب سیدھا کھڑا مضبوط لہجے میں کہہ رہا تھا۔ علینا نے ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دونوں ایک دوسرے کی زندگی میں موجود تھے۔ ایک دوسرے کے پاس۔ اب سب اچھا ہونے والا تھا۔

کیا سچ میں؟۔۔۔

* *

وہ رات کے بارہ بجے خان مینشن پہنچا تھا۔ وہ لاؤنج کے دروازے کے دہانے پر کھڑا تھا جب وہ ایک لمحے کے لیے حیران ہوا۔ لاؤنج میں شہریار، دانیال،، ماہا اور ریاض صوفوں پر پریشان شکلیں لیے بیٹھے تھے۔ وہ لاؤنج میں آج ایک ادا سے چلتا ہوا داخل ہوا تھا جیسے کسی محاذ میں فتح کے جھنڈے گاڑھ کر آیا ہوا۔ باقی سب بیٹھے رہے تھے۔ مگر ماہا فوراً اٹھی اور اس کے پاس آئی۔

"اس نے کیا جواب دیا؟" آج اس کا متجسس چہرہ دیکھنے والا تھا۔

وہ چند لمحے ان سب کے چہرے دیکھتا رہا۔ تبھی اس کے پیچھے شاہزیب بھی اندر آیا تھا۔

"شی۔۔" وہ سسپینس بڑھانے کے لیے رکا۔ "سیڈ یس!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر خوشی بکھر گئی۔ ماہا خوشی سے چلائی تھی۔

"آج سب چاکلیٹ آئس کریم کی پارٹی کریں گے۔" اس نے بلند آواز میں اعلان کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد وہ سب صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ شہریار، دانیال اور شاہزیب ایک طرف اور دوسری طرف عصام، ماہا اور ریاض۔ سب کے ہاتھوں میں چاکلیٹ آئس کریم کے باؤلز تھے۔ ماہا اور عصام کا سارا دھیان اپنی آئس کریم پر تھا۔ دونوں فوڈیز۔۔۔

"تو علینا نے پھر آگے کے بارے میں کیا کہا؟" سوال دانیال کی طرف سے آیا تھا۔

"اس نے کہا کہ وہ اپنی فیملی کو اپنے فیصلے کے بارے میں بتائے گی۔ وہ انہیں اعتماد میں لیے بغیر آگے کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں لے سکتی۔" اس نے آئس کریم کا ایک بڑا چمچ اپنے منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔ آہ! چاکلیٹ جیسا مزہ دنیا کی اور کسی چیز میں کہاں تھا؟

"فیملی؟" دانیال نے آبرو اٹھا کر پوچھا تھا۔ "تم نے تو بتایا تھا ماہا کہ اس کی کوئی فیملہ نہیں ہے؟" دانیال نے ماہا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ شہریار نے ایک غیر آرام دہ سا پہلو بدلا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"علینا کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔ دو سال پہلے اس کے ابا کی ڈیتھ ہو گئی تھی جس کے بعد وہ کراچی سے لاہور شفٹ ہو گئی۔ اس کے ابا کے کزن اس کے guardian ہیں۔ لیکن وہ زیورک میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتے ہیں۔" جواب دینے والا عصام تھا۔

"اگر اس کی فیملی زیورک میں رہتی ہے تو وہ پھر پاکستان میں اکیلی کیوں رہ رہی ہے؟" ایک بار پھر سے سوال دانیال نے پوچھا تھا اور ایک بار پھر سے شہریار نے ایک غیر آرام دہ پہلو بدلا تھا۔

"کیونکہ وہ پاکستان میں رہنا چاہتی تھی۔ اس لیے اس نے جانے سے منع کر دیا۔ علینا نے مجھے بتایا تھا کہ اس کی روزانہ ہی اپنے بڑے ابا سے بات ہوتی ہے۔ دراصل وہ ان کی فیملی سے بہت زیادہ کلوز ہے۔" اس نے آئس کریم کا ایک اور چمچ منہ میں رکھا تھا۔ پھر اس نے اپنے باؤل کی طرف دیکھا۔ آئس کریم ختم ہو چکی تھی۔ یہ آئس کریم ہمیشہ ختم کیوں ہو جاتی تھی؟ وہ ہاتھ میں باؤل پکڑے اٹھا اور کچن کی طرف بڑھنے لگا لیکن پھر رک گیا۔ اگر آئس کریم کھالی تو صبح جم تین گھنٹے کرنا پڑے گا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ خیر ہے آج

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تو ویسے بھی جشن منانے کا دن تھا۔ وہ آج اتنا خوش تھا کہ اگر اسے پورا دن بھی جم کرنا پڑتا تو وہ خوشی خوشی کرتا۔ وہ اپنا باؤل بھر کر دوبارہ لے آیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

ریاض اسے کافی دیر سے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا؟" عصام نے ریاض کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"جب تم نے شام میں ہمیں سی ویو سے ویڈیو کال کی تھی تب تو تم نے بلیک کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ یہ اچانک سے تمہارے کپڑے کیسے بدل گئے؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عصام کو آئس کریم کھاتے کھاتے اچھو لگا تھا۔

"وہ۔ وہ۔" اگر انہیں بتا دیا کہ وہ ہیرو بننے کے چکر میں بھیگ گیا تھا تو وہ سب اس کا کتنا مزاق اڑائیں گے۔

"ارے ہاں عصام! صبح تو میں نے بھی تمہیں سوٹ پہن کر گھر سے نکلتے دیکھا تھا اور تم تو ساتھ اپنا کوئی سامان بھی نہیں لے کر گئے تھے نا؟" اب کہ شہریار اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔

عصام نے شاہزیب کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"شاہزیب کیا آج کچھ ہوا تھا؟" شہریار نے اب کہ شاہزیب کی طرف دیکھا تھا۔ سب نے شہریار کی پیروی کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔ عصام نے اس کی طرف دیکھا۔ پلیز مت بتانا۔ پلیز مت بتانا!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دراصل کوئی ساحلِ سمندر پر جوش میں آکر خود کو فلموں والا ہیرو سمجھ بیٹھا تھا۔ اور پھر میں نے لاکھوں کی مالیت کے برانڈڈ سوٹ کے کوٹ اور جوتوں کو کراچی کے ساحل کی گیلی ریت پر گرتے دیکھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ کوئی گیلی ریت پر ہی گھٹنوں کے بل بیٹھا ایک لڑکی کو پروپوز کر رہا تھا۔ وہ لڑکا کافی حد تک گیلا ہو چکا تھا۔ مجبوری میں اسے کراچی کے

ایک مال سے کچھ کپڑے خریدنے پڑے۔"شاہزیب نے آخری جملہ کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔

"تم نے کیوں بتایا؟"عصام نے اسے کھاجانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"لیکن میں نے تو تمہارا نام لیا ہی نہیں۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے اپنے باؤل میں موجود آئس کریم کا آخری چمچ منہ میں رکھا تھا۔

"اس لڑکے کا کچھ نہیں ہو سکتا!"شہریار اور دانیال ایک ساتھ کہتے ہوئے اٹھے تھے۔

شاہزیب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے اب چلنا چاہیے صبح مجھے ڈیوٹی کے لیے بھی آنا ہے نا!"وہ طنزیہ سا کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا تھا۔

"سو رومانٹک!"ماہا نے گال کے نیچے ہتھیلی جماتے ہوئے کہا تھا۔وہ ماہا کی بات سن کر مسکرایا تھا۔

Clubb of Quality Content

"رومانٹک؟ تمہیں پتا بھی ہے کہ دسمبر کے مہینے میں ساحلِ سمندر پر کتنی سرد ہوائیں چلتی ہیں؟ اگر یہ بیمار ہو جاتا تو پھر سارا رومینس نکل جاتا اس کا!" ریاض نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔ اور ریاض کی بات پر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

"ارے یار! اس نے کہا مجھے گھٹنوں پر بیٹھ کر پروپوز کرو۔ اب اس وقت میرے لیے اس کی خواہش زیادہ ضروری تھی نہ کہ یہ دیکھنا کہ میں بھیگ رہا ہوں۔" وہ بھی ڈھیٹوں کا سردار تھا۔ کہاں اپنے غلطی ماننے والا تھا۔

ماہا اب بھی مسکرا رہی تھی اور ریاض عصام کو ایسے دیکھ رہا تھا کہ جیسے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہو!

* *

علینا نے اسی رات بڑے ابا اور اپنی فیملی سے بات کر لی تھی۔ وہ سب بہت خوش تھے۔ انہوں نے جلد ہی لاہور آنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور تین دن بعد وہ سب لاہور آ گئے تھے۔ شارق اسد اور سلمہ اسد کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان کا بیٹا سعد سب سے بڑا تھا جو کہ علینا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے تقریباً دس سال بڑا تھا۔ پھر ان کی بیٹی عائشہ تھی جو کہ علینا سے چار سال بڑی تھی۔ باقی دونوں بیٹیاں عائزہ اور مروہ twins تھیں۔ وہ دونوں علینا کی ہم عمر تھیں۔ علینا کی ان کے چاروں بچوں کے ساتھ بہت بنتی تھی۔ لیکن سب سے زیادہ وہ شارق اور سلمہ کے قریب تھی۔ زیورک میں ہوتے ہوئے بھی وہ ان سب سے اکثر بات کیا کرتی تھی۔ سلمہ اسے روزانہ شام کے وقت ویڈیو کال کرتی تھیں اور شارق روزانہ فون پر اس سے بات کیا کرتے تھے۔ ان کے لیے علینا ان کی چوتھی بیٹی تھی۔

فلائٹ رات کے وقت لینڈ کی تھی سو وہ ایئر پورٹ سے سیدھا ہوٹل آئے تھے۔ رات کو آرام کرنے کے بعد وہ سیدھا دوپہر میں علینا کے فلیٹ آگئے تھے۔ اس نے اپنے فلیٹ کا دروازہ کھولا تو چند لمحے تو اسے یقین ہی نہیں آیا کہ وہ سب اس کے سامنے کھڑے تھے۔ اسے سرپرائز ملا تھا۔ انہوں نے اسے بتایا تھا کہ وہ ایک دن بعد آنے والے تھے۔ وہ انہیں دیکھ کر خوشی سے چلائی تھی۔ پھر وہ بھاگ کر سلمہ سے لپٹ گئی۔ سلمہ نے اس کے گرد اپنے بازو حمائل کرتے ہوئے اس کی کمر سہلائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیسی ہو تم علینا؟"اسے گلے سے لگاتے ہوئے سلمہ کی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں اما! میں نے آپ کو بہت مس کیا!"اس نے روتے ہوئے کہا۔علینا نے کبھی اپنی ماں اریشہ کا لمس محسوس نہیں کیا تھا۔سلمہ اس کے لیے اس کی ماں کی حیثیت رکھتی تھیں۔انہوں نے ہی علینا کو پالا تھا۔اور وہ انہیں ہی اما کہتی تھی۔سلمہ کو اس کا خود کو یوں اما کہنا بہت اچھا لگتا تھا۔وہ ایک خوش شکل خاتون تھیں اور وہ اس عمر میں بھی کافی فٹ دکھتی تھیں۔وہ پیچھے ہٹی۔

"میں نے بھی تمہیں بہت مس کیا میرا بچہ!"انہوں نے اسکے گیلے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے تو علینا بھول ہی گئی؟"شارق اس کے سامنے کھڑے کہہ رہے تھے۔وہ ہنسی تھی۔

"آپ کو کوئی کیسے بھول سکتا ہے بڑے ابا!"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔شارق نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"کیسی ہو سس؟"اس بار اسے سعد نے مخاطب کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں بلکل فٹ ہوں برو! آپ بتائیں زیورک میں اب تک کتنی لڑکیوں کے ہاتھوں رجیکٹ ہو چکے ہیں؟"اس نے شرارتی سے لہجے میں کہا تھا۔

"آپ وہ بات کیوں پوچھتے ہو جو بتانے کے قابل نہیں ہے؟"سعد نے افسوس کے ساتھ سر دائیں سے بائیں ہلاتے ہوئے کہا تھا۔ سب ہنس پڑے تھے۔

"ارے تم سب ہٹو! ہمیں تو کسی نے علینا سے ملنے ہی نہیں دیا!"عائزہ، مروہ اور عائشہ باقی سب کو راستے سے ہٹاتے ہوئے اس کی طرف بڑھیں۔ علینا نے اپنی باہیں پھیلا دیں۔ وہ تینوں آ کر اس سے لپٹ گئیں۔ وہ کافی دیر ایک دوسرے سے گلے لگی رہیں۔

"میں بھی کیسی بد تمیز لڑکی ہوں۔ آپ سب کو میں نے اندر آنے کے لیے کہا ہی نہیں! آپ سب اندر آجائیں۔ باقی باتیں اندر چل کر کرتے ہیں۔"وہ انہیں لیے اندر چلی آئی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ سب صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب کے ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔

"میں بہت خوش ہوں کہ آپ سب یہاں آئے!"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں آنا ہی تھا سس! تمہاری زندگی کا سب سے اہم موقع ہے یہ بھائی! ہم کیسے نہیں آتے؟"سعد نے مسکراتے ہوئے کہا۔علینا نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"ویسے میں کچھ سوچ رہا ہوں!"

"اچھا تم سوچتے بھی ہو؟"عائشہ نے حیران سا چہرہ لیے اسے دیکھا تھا۔سعد نے بُرا سا منہ بنا کر اسے دیکھا۔

"بتائیں برو! آپ کیا سوچ رہے ہیں؟"علینا نے سعد کی بات میں دلچسپی دکھائی تھی۔

"یہ ہے میری سچی بہن! تمہیں تو میری فکر ہی نہیں!"سعد نے جتانے والے انداز میں کہا تو عائشہ نے ہونہہ کہہ کر چہرہ موڑ لیا۔"اچھا تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں عصام کا انٹرویو خود لوں گا!"

"کیوں بھئی؟ تم کیوں لو گے اس کا انٹرویو؟"شارق نے اس کی طرف حیران سا دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ابا! میری بہن کا معاملہ ہے! میں خود ملوں گا لڑکے سے!" سعد نے ایک بڑا بھائی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے کہا تھا۔

"سیریئسلی بھائی؟ آپ عصام شہریار خان کا انٹرویو لیں گے؟ ان کا انٹرویو بی بی سی اور سی این این جیسے ادارے لیتے ہیں!" مروہ نے اپنے بھائی کی طرف حیرانی سے دیکھا تھا۔

"سچ میں؟" اب کہ سعد بھی ذرا حیران ہوا تھا۔

"اگر میرا یقین نہیں ہے تو میں آپ کو ان کا انسٹاگرام اکاؤنٹ دکھا دیتی ہوں!" اس نے اپنے فون پر چند کلکس کیے اور فون سعد کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ سعد چند لمحے تو حیران سا موبائل دیکھتا رہا پھر موبائل کی اسکرین علینا کی طرف گھما دی۔

"سس یہ کہاں مل گیا تمہیں؟" وہ حیران سا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"میری یونیورسٹی میں پڑھتا ہے وہ!" علینا نے مسکرا کر کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یار میری تو پوری زندگی میں اتنی achievements نہیں ہیں جتنی اس کی صرف بیس سال کی عمر میں ہیں! پتا نہیں کون کون سے انٹرنیشنل کمپیٹیشنز، نیشنل اور انٹرنیشنل لیول کے اسپورٹس ایونٹس جیت رکھے ہیں ان بھائی صاحب نے! یار میری تو توبہ!" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اچھا مجھے نہیں پتا تھا۔" علینا ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔ سب نے اسے ایک جھٹکے سے مڑ کر یوں دیکھا کہ جیسے اس کا دماغ چل گیا تھا۔

"تم ان کا انسٹا نہیں دیکھتی؟" عائشہ آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں اسے روز اپنی کلاس میں دیکھتی ہوں عائشہ! میں کیوں اس کا انسٹا دیکھوں گی؟ لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ تم لوگ بھی اسے فالو کرتے ہو؟" علینا ذرا حیران ہوئی تھی۔

"انہیں کون فالو نہیں کرتا؟ تین سو million فالوورز ہیں ان کے!" عائزہ حیران سی بتا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا کیا تم نے مجھے بتا دیا کہ اس کے تین سو ملین فالوورز ہیں۔ میں اسے بتا دوں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کیا مطلب؟" اب کہ مروہ بولی تھی۔

"میں نے اس سے ایک بار پوچھا تھا کہ اس کے کتنے فالوورز ہیں تو اس نے کہا کہ شاید ملینز میں ہوں گے۔ میں زیادہ غور نہیں کرتا۔ بس کچھ نہ کچھ پوسٹ کرتا رہتا ہوں۔" علینا نے عام سے انداز میں کہا تھا۔

وہ چاروں اسے حیرانی سے دیکھتے رہے۔

"علینا عصام کرۂ ارض سے ہی ہے نا؟ کہیں وہ مریخ سے تو نہیں آیا؟" سعد نے پریشان سے لہجے میں پوچھا تھا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

"پہلے مجھے بھی یہی لگتا تھا۔" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔ سب اسے غور سے دیکھنے لگے۔

اس نے سب کو اپنے طرف دیکھتا پایا تو اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا ہوا؟"اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"تم پہلے کی طرح ہی ہنس رہی ہو علینا۔"عائشہ نے علینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

علینا کا چہرہ یکدم ہی بے تاثر ہوا تھا۔ایک عجیب سی آکورڈنیس نے سب کو گھیر لیا تھا۔

"اچھا پھر ہم عصام کی فیملی سے کب ملیں گے؟"سلمہ نے آکورڈنیس کو ذرا کم کرنے کی کوشش کی تھی۔

"کل۔کل رات کو کیسا رہے گا؟"علینا نے ایک بار پھر اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے پوچھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔بلکل ٹھیک رہے گا۔تم عصام کو بتادو۔"شارق نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"میں اسے کال پر بتادیتی ہوں۔"وہ ہلکا سا مسکرائی پھر سر اثبات میں ہلاتی اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔

"یہ بات کرنے کی کیا ضرورت تھی عائشہ؟"سلمہ نے اسے ہلکی آواز میں جھڑکا تھا۔

"آپ سب بھی تو خاموش ہو گئے تھے۔"عائشہ نے جواز پیش کرنے کی کوشش کی۔

"ہم سب خاموش ہو گئے تھے لیکن ہم نے اسے اس کے ماضی کی کوئی بات یاد نہیں دلائی۔ اس کے سامنے اس کے ماضی کی بات کرنا بند کر دو!وہ نئی زندگی شروع کرنے والی ہے۔ اسے اس کی پچھلی زندگی بھولنے دو!"شارق نے ہلکی آواز میں ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

علینا اور اس کی فیملی رات کے ڈنر پر خان مینشن آنے والے تھے۔یہی ڈیسائڈ ہوا تھا۔شام کا وقت تھا۔مہمانوں کے آنے سے پہلے دانیال،ان کی بیوی فاطمہ اور ماہا نے آنا تھا۔فلحال ریاض عصام کی مدد کرنے کے لیے اس کے گھر پہلے ہی آ گیا تھا۔ابھی علینا اور ان کی فیملی کے آنے میں چند گھنٹے باقی تھے۔یہ عصام کے کمرے کا منظر تھا۔وہ وارڈروب کی راہداری میں ایک الماری کے سامنے کھڑا تھا۔اس نے گہرے نیلے رنگ کی ایک شرٹ نکالی اور اپنے سامنے کھڑے ریاض کو دکھائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انہوں۔یہ نہیں!"ریاض جو سینے پر بازو لپیٹے کھڑا تھا،منہ بنا کر کہنے لگا۔

"اچھا تو پھر یہ؟"عصام نے ایک اور شرٹ اس کے سامنے کر دی۔اس کا رنگ مونگیا تھا۔

"نہیں یہ بھی نہیں۔"اس نے ایک بار پھر انکار کیا تھا۔

"یار بیس شرٹس دکھا چکا ہوں میں تمہیں اور تم ان سب کو ریجیکٹ کر چکے ہو!اور کتنی شرٹس دکھاؤں میں تمہیں؟"عصام جیسے اکتا گیا تھا۔

"تمہارے پاس اور کتنی شرٹس ہیں؟"

"بہت سی ہوں گی۔میں بیٹھ کر اپنے کپڑے تھوڑی گنتا ہوں!"وہ جھنجھلا سا گیا تھا۔

"ہاں تو پھر دکھاتے جاؤ!ہو سکتا ہے مجھے کچھ پسند آ ہی جائے!"وہ اسے چڑا رہا تھا اور وہ چڑ رہا تھا۔

"میرے پاس پورا دن نہیں ہے۔وہ لوگ دو گھنٹے بعد یہاں ہوں گے اور ابھی تک میرے کپڑے ہی ڈیسائڈ نہیں ہو پا رہے!"وہ بیزار سا کہہ رہا تھا۔

"کسی کو اپنے ہونے والے سسرال کی بہت ٹینشن ہو رہی ہے!" وہ مسکراتے ہوئے اسے چھیڑ رہا تھا۔

"تم سمجھ نہیں رہے ہو۔ میں ان سے پہلی بار مل رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں ان پر میرا ایک پرفیکٹ امپریشن پڑے!" وہ اب ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی بات اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ریاض مسکرا کر اس کی بات پر سر ہلاتا جا رہا تھا۔

"اور اسی لیے پچھلے ایک گھنٹے سے میں تمہارے ساتھ مغز ماری کر رہا ہوں۔ دیکھو میں ایک انتہائی سوبر اور ڈیسنٹ کلر کانٹراسٹ سوچ رہا ہوں۔ کچھ بلکل پرفیکٹ۔ جس میں تمہاری شخصیت بہت نمایاں نظر آئے۔ اور ابھی تک مجھے ایسا کچھ نظر نہیں آیا تمہاری وارڈروب میں!" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔ "ویسے کیا فائدہ اتنے مہنگے اور برانڈڈ کپڑے خریدنے کا۔ ضرورت کے وقت کچھ بھی نہیں مل رہا۔" ریاض نے اسے چڑانے کے لیے کہا تھا اور وہ چڑ بھی گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے ابھی تک میری جتنی بھی شرٹس ریجیکٹ کی ہیں وہ سب لیمیٹڈ ایڈیشنز ہیں۔" اسے جیسے ریاض کی بات پر شاک لگا تھا۔

"پھر بھی یہ سب بیکار ہیں۔" ریاض نے عام سے لہجے میں کہا تھا۔ آج عصام کو تنگ کرنے میں کچھ زیادہ ہی مزہ آرہا تھا۔

"میری بات سنو تم۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات جاری رکھتا کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور شہریار اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے عصام کی طرف دیکھا تو یکدم ان کے آبرو حیرت سے سکڑے۔

"تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے؟"

"انکل ایک گھنٹے سے اس کی شرٹ ہی ڈیسایڈ نہیں ہو رہی۔ جو شرٹ نکالتا ہے کوئی نہ کوئی نقص نکال کر بیڈ پر پھینک دیتا ہے۔" ریاض نے پریشانی سے کہا تو عصام کا منہ کھل گیا۔

"اب آپ ہی سمجھائیں اس کو۔ یہ اپنی تیاری کی ٹینشن ایسے لے رہا ہے جیسے آج اس کی بارات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہے اور یہی دلہن ہے!"عصام اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔وہ ہلکا سا عصام کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"جھوٹا نہ ہو تو!"اس نے سوچا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے عصام؟"شہریار مسکرا کر اسکی طرف بڑھے۔

"وہ۔کلر کنٹراسٹ کچھ سمجھ نہیں آرہا۔"اس نے شرمندہ سے انداز میں کہا۔

"کیوں تمہیں تو کلر کنٹراسٹس بہت اچھے سے آتے ہیں؟"

"وہ کیا ہے نا انکل علینا کے معاملے میں اس کا دماغ کہاں چلتا ہے!"ریاض نے مسکرا کر کہا تھا۔عصام نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔بے اختیار شہریار ہنس پڑے۔

"ہٹو میں دیکھتا ہوں۔"وہ مسکرا کر کہتے ہوئے اس کے وارڈروب کی طرف بڑھ گئے۔

وہ واپس ان کی طرف آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک ڈارک گرے شرٹ اور سیاہ پینٹ تھی۔

"یہ پہنو۔یہ بہت اچھا لگے گا تم پر!"انہوں نے عصام کو کپڑے پکڑائے۔پھر کمرے سے باہر جانے لگے لیکن ایک سیکینڈ کے لیے رکے اور عصام کی طرف مڑے۔

"اور ہاں اپنے سسرال کی ٹینشن لینا بند کرو اور تیار ہو جاؤ۔لڑکیوں سے زیادہ وقت لیتے ہو تم تیار ہونے میں!"وہ اسے تنبیہ کر کے باہر نکل گئے۔وہ جیسے ہی باہر گئے ریاض نے اونچا سا قہقہہ لگایا۔

"شادی بھی میری ہو رہی ہے اور ڈانٹ بھی مجھ ہی کو سننی پڑ رہی ہے!"وہ ہونہہ کہہ کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

پیچھے ریاض کھڑا ابھی تک ہنس رہا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

رات کے تقریباً آٹھ بجے گھر مہمانوں سے بھر گیا تھا۔علینا کی فیملی مین ہال سے اندر داخل ہوئی تو شہریار،عصام اور دانیال کی فیملی نے ان کا استقبال کیا۔ایک دوسرے کے ساتھ سب کے تعارف ہوئے پھر وہ انہیں لیے آگے گیسٹ لاؤنج کی طرف بڑھ گئے لیکن عصام

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہیں رک گیا۔علینا بھی وہیں رک گئی۔کسی کا دھیان ان کی طرف نہیں گیا تھا اور اگر گیا بھی تھا تو سب نے اگنور کیا تھا۔وہ دونوں اس وقت آمنے سامنے کھڑے تھے۔علینا چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"پیارا لگ رہا ہوں نا؟"وہ مسکراتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔گرے شرٹ کے آستین کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔بال سیٹ کیے گئے تھے اور کلائی میں گھڑی پہن رکھی تھی۔وہ پیارا بھی لگ رہا تھا اور ریاض کی چیک لسٹ پر بھی پورا اتر رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا؟"وہ ہلکی سی سرخ ہوئی کہہ رہی تھی۔

"نہیں پتا تو پھر تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟"وہ مسکرا رہا تھا۔

"میں یہاں تمہیں دو باتیں بتانے کے لیے کھڑی ہوں۔"اس نے غصے سے کہا۔

"ارشاد ملکہ ارشاد!"اس نے کمال تابعداری سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پہلی بات تو یہ کہ۔۔"اس نے اپنی انگلی سے عصام کی دی ہوئی انگوٹھی اتاری اور اس کی ہتھیلی پر رکھ دی۔عصام منہ کھولے اس کی ساری کارروائی دیکھ کر رہ گیا۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟"وہ حیران سا کہہ رہا تھا۔

"دیکھو بڑے ابا اپنے ساتھ تمہارے لیے منگنی کی انگوٹھی لے کر آئے ہیں۔یقیناً وہ منگنی کرنا چاہیں گے۔مجھ سے انہوں نے انگوٹھی کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے کہہ دیا کہ تمہارے پاس انگوٹھی ہے۔اب اگر میرے ہاتھ میں پہلے سے ہی انگوٹھی ہوتی تو کتنا آکورڈ لگتا اس لیے تم اسے اپنے پاس رکھو!جب منگنی ہو اور میں تمہیں انگوٹھی پہناؤں تو تم بھی مجھے یہی انگوٹھی پہنا دینا۔"وہ تیزی سے بولتی اسے سمجھا رہی تھی۔

"سمارٹ!"عصام سچ میں اس کی عقل مندی کا قائل ہوا تھا۔"اور دوسری بات؟"

"دوسری بات یہ کہ مجھے لگتا ہے کہ بڑے ابا تم سے اکیلے میں بات کریں گے۔"اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں؟"وہ ذرا پریشان ہوا۔

"مجھے کیا پتا! میں نے بس اما سے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ وہ تم سے ذرا اکیلے میں بات کریں گے۔" وہ جلدی جلدی کہہ رہی تھی۔ "تم بس اتنا کرنا کہ بڑے ابا کو تھوڑا امپریس کر دینا۔"

"تم اتنی جلدی جلدی کیوں بول رہی ہو؟"

"کیونکہ مجھے اندر جانا ہے۔ اچھا نہیں لگتا کہ سب اندر بیٹھے ہیں اور ہم یہاں گپ شپ کر رہے ہیں۔" وہ تیزی سے کہہ کر پلٹ گئی۔

"اچھا سنو!" اس نے اسے آواز دی تو وہ رک گئی۔ پھر تیزی سے اس کی طرف مڑی۔

"کیا ہے؟" اس نے ذرا اکتائے ہوئے سے لہجے میں پوچھا۔

"ملکہ آپ خوبصورت لگ رہی ہیں۔ اگر اجازت ہو تو خادم اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا چاہے گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے سنہرے رنگ کا انار کلی ڈریس پہن رکھا تھا، چوڑی دار پاجامہ اور ساتھ سنہرے تار کے کام والا ہم رنگ دوپٹہ شانوں پر پھیلا رکھا تھا۔ سامنے سے بالوں کی فرنٹ بریڈ بنا رکھی تھی اور باقی بال کمر پر کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔ کانوں میں ہمیشہ کی طرح سنہرے رنگ کے جھمکے تھے۔ چہرے پر بلکل ہلکا سا میک اپ تھا۔

وہ چند لمحے ایسے ہی کھڑی رہی پھر عصام نے اسے گلابی ہوتے دیکھا۔

"نہیں۔ اجازت نہیں ہے۔ خادم اپنی جان سنبھال کر رکھے کیونکہ خادم کی جان ملکہ کے لیے بہت ضروری ہے۔" وہ کہہ کر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ پیچھے کھڑا عصام جھینپ کر ہنسا تھا۔

****

کچھ دیر گپ شپ کرنے کے بعد وہ سب ڈنر ٹیبل پر آ بیٹھے تھے۔ تینوں فیملیز نے کھانا بہت گرم جوشی سے کھایا تھا۔ گپ شپ بھی ہوتی رہی تھی۔ عصام کو پہلی بار معلوم ہوا کہ اتنے لوگوں کے درمیان وہ اسے اپنی مرضی سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اسے صرف تبھی دیکھتا تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب اسے علینا کو کسی بات پر مخاطب کرنا پڑتا۔ جب کھانا کھایا جا چکا تو چائے پینے کے لیے سب مینشن سے باہر کورٹ یارڈ میں آ گئے۔ باتوں باتوں میں شارق کو معلوم ہوا کہ عصام کو کتابیں پڑھنے کا شوق تھا۔ عصام کو جب یہ معلوم ہوا کہ انہیں پڑھنے کا شوق تھا تو اس نے انہیں اپنے لائبریری دکھانے کی آفر کی جسے شارق نے قبول کر لیا۔ اس کے ساتھ اکیلے بات کرنے کا یہ ایک بہت اچھا طریقہ تھا۔ ایک سوال تھا جو بار بار انہیں کٹھک رہا تھا۔ انہیں بس اپنی تسلی کرنی تھی۔

وہ لائبریری میں ایک شیلف کے سامنے کھڑے تھے۔

"یہ بک آپ کو بہت اچھی لگے گی۔ ون آف مائی فیورٹس۔" اس نے مسکراتے ہوئے ایک کتاب ان کی طرف بڑھائی۔

"تمہارا ٹیسٹ تو بہت اچھا ہے۔ آئی ایم امپریسڈ!" وہ کتاب ہاتھ میں لیے مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"علینا نے بھی یہی کہا تھا جب میں نے اسے یہ کتاب دکھائی تھی۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا علینا بھی یہاں آتی رہتی ہے؟"انہوں نے عصام سے سرسری سے انداز میں پوچھا تھا۔

"نہیں۔دراصل ہنزہ جانے کے ایک ہفتہ پہلے میرا ہاتھ کافی بُرے طریقے سے زخمی ہو گیا تھا۔ڈاکٹر نے مجھے آرام کرنے کے لیے کہا تھا اور ہاتھ کو ہلانے سے منع کیا تھا۔اس وقت ہم پروجیکٹ پر کام کر رہے تھے اور اسے روک نہیں سکتے تھے۔اس لیے دو ہفتوں کے لیے علینا یہاں آیا کرتی تھی۔ہم یہاں لائبریری میں کام کیا کرتے تھے۔میں بولتا رہتا تھا اور وہ ٹائپنگ جیسے ہاتھ سے کیے جانے والے کام کر دیا کرتی تھی۔اسے کتابیں بہت پسند ہیں۔کام سے فارغ ہو جانے کے بعد ہم کچھ دیر کتابوں پر بھی بات کر لیا کرتے تھے۔"وہ سادہ سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عصام نے فخر والے واقع کے بارے میں شارق کے سامنے ذکر نہیں کیا تھا۔اسے نہیں پتا تھا کہ علینا نے شارق کو اس بارے میں بتایا تھا یا نہیں۔اگر اس نے یہ بات ان سے راز رکھی تھی تو پھر اسے بھی رکھنی چاہیے تھی۔علینا کا ہر راز اس کا راز ہونا چاہیے تھا۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتے رہے۔وہ اب ایک دوسری کتاب نکال رہا تھا۔

"عصام تم علینا سے نکاح کیوں کرنا چاہتے ہو؟"انہوں نے بلکل سادہ سے انداز میں اس سے پوچھا تھا۔اس کا کتاب نکالتا ہاتھ رکا۔عصام نے ان کی طرف دیکھا۔

"میں سمجھا نہیں اس بات سے آپ کا کیا مطلب ہے؟"وہ اُلجھن کا شکار ہوا تھا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ تم ابھی صرف بیس سال کے ہو۔میچور بھی نہیں ہو۔پڑھ رہے ہو۔ابھی اس قابل نہیں ہو کہ شادی جیسی بڑی ذمہ داری سنبھال سکو۔علینا کا حال بھی تم سے کچھ مختلف نہیں ہے۔اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ تم ابھی اتنی جلدی نکاح کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

وہ اسے جانچ رہے تھے۔

"عمر سے میچور ہونے کا کوئی تعلق نہیں ہوتا انکل۔ہاں میں ابھی پڑھ رہا ہوں لیکن میں فائیننشلی طور پر اسٹیبل ہوں۔انشااللہ میرا فیوچر بھی بہت برائٹ ہو گا۔میں یہ بھی جانتا ہوں کہ شادی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔نکاح بھی اس سے کچھ کم چھوٹی ذمہ داری نہیں ہے۔میں سب اچھے سے سمجھتا ہوں۔"وہ مسکراتا ہوا اپنے ازلی پُرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔"نکاح کی بات کرنے کی میرے پاس بنیادی طور پر دو وجوہات ہیں۔پہلی تو یہ کہ میرے پاس ایسی کوئی وجہ نہیں ہے جس کی بنا پر میں علینا کو ایک لمبا چوڑا انتظار کرواؤں۔میں اسے لے کر سیریئس ہوں۔میں اس کے ساتھ کوئی ٹائم پاس نہیں کر رہا ہوں۔میں اپنے اور علینا کے رشتے کو ایک نام دینا چاہتا ہوں۔میں نہیں چاہتا کہ دنیا اسے میری گرل فرینڈ کے نام سے جانے۔میں چاہتا ہوں کہ اگر دنیا اس کے اور میرے تعلق کے بارے میں بات کرے بھی تو وہ اسے میری بیوی کے طور پر جانے!اسے میری بیوی ہونے کی بنا پر عزت دے نہ کہ میری گرل فرینڈ کا لیبل لگا کر اس کی تذلیل کرے۔میں ایسا اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ میں مشہور ہوں۔میرا علینا کے ساتھ ریلیشن شپ زیادہ دیر لوگوں سے چھپا

نہیں رہ سکتا۔ اور ایسے میں اس سب کے نتائج علینا کے لیے خاصے دشوار ثابت ہوں گے اور میں ایسا نہیں چاہتا۔"

"اور دوسری بات؟" وہ بہت غور سے اسے سن رہے تھے۔

"مرد کا کام عورت کو provide and protect کرنا ہوتا ہے۔ میں اسے provide کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا کی ہر خوشی۔ ہر وہ آسائش جو میرے پاس ہے یا پھر جس سے وہ محروم ہے۔ میں اس کا ہر وہ خواب پورا کرنا چاہتا ہوں جو اس نے کبھی دیکھا تھا یا جو وہ دیکھتی ہے یا جو وہ مستقبل میں کبھی دیکھے گی۔ میں اسے protect کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا کی ہر بُری چیز سے۔ ہر بُرے شخص سے۔ ہر اس مرد سے جو اسے بُری نظر سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے یا پھر کرے گا۔ میں دنیا کی بُرائی سے اس کا armour بننا چاہتا ہوں۔" وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا۔ "میں علینا کو بتا چکا ہوں۔ میں ابھی صرف نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ رخصتی اس کی اپنی مرضی سے ہی ہوگی۔ وہ جب بھی چاہے۔ چار سال۔ آٹھ سال۔ دس سال۔ جب بھی وہ تیار ہو۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔" وہ آخر میں بلکل مدھم سا مسکرایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ چند لمحے خاموش کھڑے حیرانی سے اسے دیکھتے رہے۔ان کے سامنے کھڑا وہ لڑکا اس وقت انہیں لڑکا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔وہ انہیں سچ میں ایک مرد لگ رہا تھا۔

وہ مسکرائے۔"علینا کا انتخاب بلکل درست تھا۔"ایک لمحے کے لیے عصام حیران ہوا لیکن پھر وہ بھی مسکرا دیا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ لائبریری میں کچھ دیر مزید ٹھہرے۔پھر وہ سب ایک بار پھر مینشن کے گیسٹ لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔اب وہ اس ملاقات کے اصل موضوع پر آنے والے تھے۔بات کا آغاز شہریار نے کیا تھا۔

"میں ان دونوں بچوں کی خواہش سے اچھی طرح واقف ہوں۔میرا خیال ہے کہ ہمیں اب آگے کے بارے میں بات کرنی چاہیے۔عصام علینا سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور میرا خیال ہے آپ کو شارق صاحب اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"انہوں نے بہت ہی

متوازن انداز میں بات کا آغاز کیا تھا۔ کچھ ہی گھنٹوں میں شہریار کی شارق کے ساتھ ایک بہت اچھی الیک سلیک ہو گئی تھی۔

"جی بلکل۔ اس میں اعتراض والی بات ہی نہیں ہے۔ میں نکاح کی تاریخ جلد ہی رکھنا چاہوں گا کیونکہ ہمیں واپس زیورک جانا ہے اور آپ وہاں کی مصروف زندگی سے باخوبی باخبر ہوں گے۔" انہوں نے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ سجائے کہا تھا۔

"جی جی بلکل۔ میں سمجھ سکتا ہوں۔" شہریار نے مسکرا کر ان کی بات کی تائید کی تھی۔

"میں کچھ بول سکتی ہوں؟" ماہا نے ہاتھ اوپر کر کے پوچھا تھا۔

"بلکل بولو!" شارق نے اجازت دی تھی۔

"پندرہ دسمبر کی تاریخ کیسی رہے گی؟" اس نے معصوم سے انداز میں کہا تھا۔ "دو ہفتے کافی ہوں گے تیاریوں کے لیے بھی اور آپ کا بھی زیادہ وقت نہیں لگے گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے تجویز پیش کی تھی۔ ماہا کی بات پر سب مسکرائے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آئیڈیا تو اچھا ہے ویسے۔"شارق نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"تو پھر پندرہ دسمبر کی تاریخ ڈن کرتے ہیں؟"شہریار نے مسکرا کر کہا تھا۔

"جی ضرور۔"شارق نے ان کی بات کی تائید کی تھی۔

علینا اپنی تینوں کزنز اور ماہا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔عائشہ نے اس کے بازو پر کہنی ماری تھی۔

"کیا؟"وہ ہلکی سی سرخ ہوئی چہرہ جھکائے اس سے پوچھ رہی تھی۔

اس نے آبرو سے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔علینا نے چہرہ اٹھا کر سامنے دیکھا۔عصام سامنے صوفے پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ مسکرایا تو وہ کچھ مزید سرخ ہو گئی۔اس نے چہرہ دوبارہ جھکا دیا اور جھینپ کر مسکرا دی۔اس کے گرد بیٹھی لڑکیاں بے اختیار اس کا سرخ چہرہ دیکھ کھلکھلا کر ہنس دی تھیں۔

"ویسے میرا خیال ہے ہمیں منگنی کی رسم ادا کر دینی چاہیئے۔"سلمہ کی طرف سے تجویز پیش کی گئی تھی۔

"جی جی بلکل۔"اور شہریار نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

عصام اور علینا کو ایک ساتھ ایک صوفے پر بیٹھا دیا گیا تھا۔شہریار نے عصام کے ہاتھ میں انگوٹھی دی تھی۔علینا نے جب انگوٹھی عصام کو واپس کی تھی تبھی اس نے انگوٹھی کو باکس میں ڈال کر شہریار کو دے دیا تھا۔علینا نے اپنا ہاتھ عصام کی طرف بڑھایا۔دوپٹا آج بھی ہاتھ میں لپیٹ رکھا تھا۔عصام نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر اس کی رنگ فنگر میں انگوٹھی پہنادی۔وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔سلمہ نے انگوٹھی علینا کے ہاتھ میں دی۔اس نے علینا کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔عصام نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔وہ سرخ ہو رہی تھی۔عصام نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔وہ سلور کلر کا ایک خوبصورت مینز ویڈنگ بینڈ تھا۔اس نے اسی دوپٹا لپیٹے ہاتھ سے عصام کو انگوٹھی پہنائی۔پھر مبارک بادوں کا ایک سلسلہ جاری ہوا۔

وہاں موجود ہر شخص بہت خوش تھا۔عصام نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"مبارک ہو ملکہ۔"اس نے مدھم سی آواز میں کہا تھا۔وہ مسکرائی۔

"تمہیں بھی مبارک ہو خادم۔"اس نے بھی مدھم سی آواز میں کہا تھا۔

****

وہ شارق اور ان کی فیملی کے ساتھ ہی گھر واپس آگئی تھی۔وہ اسے گھر چھوڑ کر ہوٹل چلے گئے تھے۔علینا کا فلیٹ اتنا بڑا نہیں تھا اس لیے وہ ہوٹل میں ہی رکے ہوئے تھے۔وہ بہت تھک گئی تھی۔اس نے ابھی تک کپڑے چینج نہیں کیے تھے۔وہ بیڈ پر آ کر بیٹھی۔دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھا۔اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگز اس نے بیڈ پر رکھے۔عصام کے گھر سے آتے ہوئے انہوں نے علینا اور شارق کی فیملی کے ہر فرد کو بہت سے گفٹس دیے تھے۔اسے بھی کئی ایسے ہی بیگز ملے تھے۔

اس نے ان سب بیگز میں سے سب سے پہلے ایک چھوٹے سے بیگ میں جھانکا تھا۔ اندر ایک چکور باکس تھا اور ساتھ ایک کارڈ۔ اس نے انہیں باہر نکالا اور کارڈ کھولا۔

"جب میں نے تمہارے لیے ویڈنگ رنگ پسند کی تھی تو مجھے یہ رنگ بھی بہت خوبصورت لگی تھی۔ تم اسے میری طرف سے منگنی کا تحفہ سمجھ سکتی ہو۔ عصام۔" کارڈ پر لکھی تحریر پڑھ کر خود بخود اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

اس نے باکس کھولا۔ اندر ایک انگوٹھی تھی جس میں چکور شکل کا ایک سیاہ ڈائمنڈ جڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے حیرانی سے اس انگوٹھی کو دیکھتی رہی۔ پھر وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اس کا موبائل بجنے لگا۔ موبائل کی اسکرین پر عصام کالنگ لکھا آرہا تھا۔ اس نے فوراً سے پہلے کال اٹھالی۔ وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"انگوٹھی دیکھ لی؟" وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں گرل پر بازو ٹکائے کھڑا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں کیسے پتا کہ میں نے سب سے پہلے رنگ والا بیگ ہی دیکھا ہو گا؟"اس نے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا۔

"کیونکہ میں ایک بات جانتا ہوں جو شاید تم نے بھی کبھی اپنے بارے میں نوٹس نہیں کی۔"

"کیا؟"

"تم جب بھی کسی کام کا آغاز کرتی ہو تو ہمیشہ سب سے چھوٹی چیز سے شروعات کرتی ہو۔ جیسے چاکلیٹ کھاتے ہوئے اس کے ڈبے میں موجود چاکلیٹ کا سب سے چھوٹا ٹکڑا کھانا۔ آسائمنٹ تیار کرتے ہوئے سب سے چھوٹا ٹاپک سب سے پہلے تیار کرنا۔ دکان میں موجود سب سے چھوٹے سائز کے جھمکے خریدنا۔ اور اسی طرح شاپنگ بیگز میں سے سب سے چھوٹا بیگ سب سے پہلے کھولنا۔ ان سب شاپنگ بیگز میں سب سے چھوٹے سائز کا بیگ وہی تھا جس میں انگوٹھی کا باکس تھا۔"وہ اپنی انگلیوں پر اس کی عادتیں گنتا کہتا گیا اور وہ اس کی ہر بات پر کھلکھلا کر ہنستی گئی۔

"تم مجھے اتنے غور سے دیکھ دیکھ کر تھکتے نہیں؟"اس نے شرارتی سے انداز میں کہا تھا۔

وہ ہلکا سا مسکرایا پھر کہنے لگا۔

"عمر بھر تجھ کو دیکھنے پر بھی

ذوقِ نظارہ کم نہیں ہوتا"

وہ خاموش ہو گئی۔ اسے ایک خوشگوار سی حیرت نے گھیر لیا تھا۔

"تم بلش کر رہی ہو نا؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اب یہ تمہیں کیسے پتا؟" وہ سچ میں بلش کر رہی تھی۔

"یعنی کر رہی ہو۔" وہ ہنسا۔

"تمہیں مسئلہ کیا ہے؟" وہ چڑ کر بولی تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔ اچھا یہ بتاؤ۔ انگوٹھی کیسی لگی؟" وہ اس کے چڑنے پر اپنی ہنسی پر قابو پاتا پوچھ رہا تھا۔

"تم نے سیاہ رنگ کا ہیرا چُنا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں۔ کیونکہ تمہیں سیاہ رنگ پسند ہے۔"

یہ وہی ویڈنگ رنگ تھی جو اس نے علینا کے لیے چنی تھی اور وہ اسے گھر بھول گیا تھا۔ وہ یہ انگوٹھی اس کے لیے خرید کر لایا تھا۔ اس لیے اس نے سوچا کہ منگنی کے تحفے کے طور پر اسے وہ انگوٹھی دے دے۔ جس چیز پر اس کا حق تھا وہ اس تک پہنچ جانی چاہیئے تھی۔

"تم نے بتایا نہیں تمہیں انگوٹھی کیسی لگی؟" اس نے ایک بار پھر استفسار کیا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا۔" وہ تذبذب کا شکار لگتی تھی۔

"کیا؟"

"یہی کہ اسکی تعریف میں کیا کہوں۔ یہ حد سے زیادہ خوبصورت ہے۔" اس کے بچوں کے سے انداز پر عصام کو ہنسی آگئی تھی۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟ تم میرا مزاق اڑا رہے ہو؟" اس نے یکدم بگڑ کر کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں۔ نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"اس مظلوم نے فوراً سے پہلے اپنی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔

"پھر ٹھیک ہے۔"اس نے ایک ادا سے کہا تو عصام ایک بار پھر ہنس دیا۔اسے وہ بہت کیوٹ لگی تھی۔

"تمہیں ہنسی کس بات پر آرہی ہے؟"وہ آگ بگولا ہوئی تھی۔

"ارے تم نے مجھے بتایا نہیں کہ تمہارا ایک بھائی بھی ہے؟"اس نے اس کا دھیان ہٹانے کے لیے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔سعد بھائی۔"اس نے روکھے سے انداز میں کہا تھا۔وہ جانتی تھی کہ اس نے موضوع بدل دیا تھا۔"وہ مجھے لے کر بہت possessive ہیں۔اس لیے تم بچ کر رہنا ان سے!"

وہ اسے دھمکا رہی تھی اور ایک بار پھر اسے ہنسی آرہی تھی۔لیکن اس بار اس نے اپنی ہنسی کنٹرول کی کیونکہ اگر اب وہ ہنستا تو ممکن تھا علینا غصے میں کال ہی کاٹ دیتی۔اسی میں عافیت تھی۔

"تبھی وہ مجھے اتنے غور سے دیکھ رہے تھے۔"اس نے مسکینوں والے لہجے میں کہا تھا۔

"سالا مبارک ہو تمہیں!"اس نے استہزائیہ سے انداز میں کہا۔

"ارے صرف سالے کی مبارک باد کیوں دے رہی ہو؟سالی کی بھی دو نا!بلکہ تین تین سالیاں!"اس نے اپنے ازلی معصوم سے انداز میں کہا تھا۔اس کا یہ انداز ایسا ہوتا تھا کہ کسی کو بھی فوراً غصہ آجاتا۔وہ اب باقاعدہ طور پر اسے چھیڑ رہا تھا۔

"شٹ اپ!"اس نے دانت پر دانت جماتے ہوئے کہا تھا۔

"جو حکم ملکہ!"کیا کمال تابعداری تھی کہ اس کے سامنے نہ ہوتے ہوئے بھی اس نے اپنے سینے پر دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر ادب سے کہا تھا۔پھر وہ کچھ دیر خاموش ہو گئی اور وہ اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا۔

"عصام؟"

"کیا بات پریشان کر رہی ہے تمہیں؟"عصام کا لہجہ یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔

"تمہیں ہر بار کیسے پتا چل جاتا ہے کہ مجھے کوئی بات پریشان کر رہی ہے؟"

"کیونکہ جب بھی تمہیں کوئی بات پریشان کر رہی ہوتی ہے اور تمہیں مجھ سے بات کرنی ہوتی ہے تو تم کچھ نہیں کہتیں، سوائے میرا نام پکارنے کے!"اس نے سنجیدہ سے انداز میں کہا۔

"اس لیے بتاؤ کیا بات ہے؟"

"بڑے ابا نے تم سے کیا پوچھا تھا؟"

"کیا یہ جاننا ضروری ہے؟"

"میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کہیں انہوں نے تم سے کوئی قابلِ اعتراض بات تو نہیں پوچھی۔"

"انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں تم سے نکاح کیوں کرنا چاہتا ہوں۔"

علینا چند لمحے خاموش رہی۔

"کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"کیونکہ مجھے تمہارا اور اپنا یہ بے نام سا رشتہ نہیں چاہیئے۔ میں اس رشتے کو ایک نام دینا چاہتا ہوں۔"اس نے نرم سے لہجے میں کہا تھا۔

"اور بڑے ابا کو کیا بتایا تم نے؟"

"یہی بتایا جو اس وقت تمہیں بتا رہا ہوں۔"

"کیا اور کوئی بات کی بڑے ابا نے؟"وہ اسے کسی تشویش میں مبتلا لگی تھی۔

"نہیں۔ کیوں؟ کیا کوئی اور بات بھی کرنی تھی؟"وہ کچھ حیران ہوا۔

"نہیں۔ میں تو بس ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔ اچھا پھر کل یونیورسٹی میں ملتے ہیں۔ خدا حافظ۔" وہ تیزی سے بول رہی تھی جیسے گفتگو کو سمیٹنا چاہتی ہو۔

"ہمم۔ اوکے۔ خدا حافظ۔"عصام نے کہا تو علینا نے کال کاٹ دی۔

اسے کیا ہوا تھا؟ ابھی تو وہ بلکل ٹھیک بات کر رہی تھی۔ پھر یکدم کیا ہوا؟ وہ اسے اتنی جھنجھلائی ہوئی کیوں لگی؟ یا یہ صرف اس کا وہم تھا؟ ہو سکتا ہے وہ تھک گئی ہو اس لیے مزید بات نہ کرنا چاہتی ہو؟ اس نے اپنا سر جھٹکا اور اندر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر آئی تو بہت تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی۔ آج وہ پورا دن مالز اور بازاروں میں اما اور سعد کے ساتھ شادی کی تیاری کے لیے پھرتی رہی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ نظریں چھت پر موجود کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔ تبھی اسے اپنا موبائل بجتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ کس کی کال ہو گی۔ اس نے عصام کے نمبر پر رنگ ٹون لگا رکھی تھی۔ تیری جھکی نظر۔ اس نے کال ریسیو کی۔

"کیسی ہو؟" وہ آج بھی اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا مسکراتا ہوا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" اس کی آواز کچھ بھرائی ہوئی لگتی تھی۔

"آواز سے تو ٹھیک نہیں لگ رہی ہو۔ کیا طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" وہ ذرا پریشان ہوا۔

"ہاں طبیعت ٹھیک ہے۔ وہ آج اما اور سعد بھائی کے ساتھ شاپنگ پر گئی تھی۔ پورا دن شاپنگ کرنے میں گزر گیا تو میں بس تھک گئی تھی۔"اس نے اب کہ ہموار لہجے میں کہا تھا۔

"یعنی میں نے غلط ٹائم پر کال کر دی۔ تم آرام کرو۔ میں کل بات کر لوں گا۔"اس نے شرمندہ سے لہجے میں کہا تھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم بتاؤ کیا بات تھی؟"اس نے اسے فوراً روکا تھا۔

"کیا تم نے ابھی تک نکاح کا ڈریس چوز کر لیا ہے؟"اس نے ذرا ہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں ابھی نہیں۔"

"علینا کیا تم میرا دیا ہوا۔ میرا مطلب ہے میری پسند کا ڈریس نکاح پر پہنو گی؟ دیکھو تمہاری مرضی ہے اگر تم نہیں۔۔۔"وہ تیزی سے کہہ رہا تھا لیکن علینا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"نہیں۔ میں پہنوں گی۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سچ میں؟ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"عصام کا چہرہ یکدم چمک اٹھا تھا۔

"نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"اچھا پھر ٹھیک ہے۔ تم نکاح کا ڈریس،اس کے ساتھ کی میچنگ جیولری اور جوتے بلکل بھی مت خریدنا۔ تمہارا ڈریس بارہ دسمبر کو آجائے گا۔ میں شاہزیب کے ہاتھوں گھر بھجوادوں گا۔"اس کی آواز سے بے پناہ خوشی جھلک رہی تھی۔

"بن کر آجائے گا؟ مطلب؟"وہ چونکی۔

"تمہارا ڈریس customized ہے نا اس لیے۔"

"لیکن عصام پانچ دنوں میں نکاح کا ڈریس کیسے تیار ہو گا؟"وہ ذرا پریشان ہوئی۔

"ارے نہیں۔ نکاح کا ڈریس تو پچھلے ایک مہینے سے تیار ہو رہا ہے۔ اب تو بس final touches رہتے ہیں۔"

"پچھلے ایک مہینے سے مطلب؟"اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔ میں نے ہنزہ سے آتے ساتھ ہی تمہارے نکاح کا ڈریس بننے کے لیے بھیج دیا تھا۔ بارہ دسمبر تک وہ ڈریس بن کر تیار ہو جانا تھا۔" وہ مزے سے بتا رہا تھا۔

"لیکن اس وقت تو تم نے مجھے ابھی پروپوز بھی نہیں کیا تھا؟" وہ حیران تھی۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں۔" وہاں سکون ہی سکون تھا۔

"اور اگر میں انکار کر دیتی تو؟ وہ ڈریس تو ضائع چلا جاتا پھر!" اسے جیسے جھٹکا لگا تھا۔

"ایسے کیسے ضائع ہو جاتا؟ تم وقتی طور پر انکار کرتیں کونسا ساری زندگی کے لیے کرتیں! تم جب بھی ہاں کہتیں میں وہ ڈریس تمہیں دے دیتا!" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اتنا انتظار کرتے تم؟" اسے جیسے کوئی ان کہی سی خوشی ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے میں کسی ناول کا کوئی ہیرو نہیں ہوں۔ لیکن میں بھی تمہارا انتظار کر سکتا ہوں اچھا!" اس نے بڑا بنا سنوار کر کہا تو علینا ہنس پڑی۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ تمہاری برتھ ڈے کب آتی ہے؟"اس نے ہنستے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

"یہ سوال تمہارے ذہن میں کیوں آیا؟"

"ویسے ہی۔ مجھے تمہاری برتھ ڈے بھی تو معلوم ہونی چاہیے۔ تاکہ میں تمہیں بھی سرپرائز یا پھر کوئی گفٹ دے سکوں۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔وہ ہنس دیا تھا۔

"تم ہنسے کیوں؟"اسے اس کا یوں ہنسنا ناگوار گزرا تھا۔

"تم کیا کرو گی میری برتھ ڈے معلوم کر کے؟"وہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

"کیا مطلب کیا کروں گی؟ جب تمہارا برتھ ڈے ہو گا تو تمہیں سرپرائز دوں گی۔ وش کروں گی یا کوئی گفٹ دوں گی۔"اس بار اس نے ذرا منہ بنا کر کہا۔

"میری برتھ ڈے فرسٹ دسمبر ہے۔"عصام نے مزے سے کہا تھا۔

"تم مزاق کر رہے ہو نا؟"وہ ہنستے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں۔ میں مزاق نہیں کر رہا۔ میں سیریئس ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واٹ؟" وہ اتنی زور سے چیخی تھی کہ عصام کو موبائل اپنے کان سے ذرا دور کرنا پڑا تھا۔

"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں؟ اور اوپر سے تم پورا دن میرے ساتھ رہے اور میرا برتھ ڈے سیلیبریٹ کرتے رہے! اوہ گاڈ!" وہ اب پریشان سی کہہ رہی تھی۔

"علینا اس میں اتنی پریشان ہونے والی کون سی بات ہے؟"

"تم اپنا برتھ ڈے چھوڑ کر میرا برتھ ڈے سیلیبریٹ کر رہے تھے اور تم پوچھ رہے ہو کہ پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟" وہ آگ بگولا ہوئی تھی۔

"ہمیں اس دن سیمینار پر جانا تھا علینا! ہم تو تمہارا بھی برتھ ڈے اچھے سے سیلیبریٹ نہیں کر سکے۔ اور ویسے بھی مجھے سب نے وش کر دیا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ کسی کو میرا برتھ ڈے یاد ہی نہیں تھا۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ وہ چند لمحے خاموش رہی۔

"اچھا تم یہ بتاؤ۔ تمہیں مجھ سے کیا برتھ ڈے گفٹ چاہیئے؟ہاں ٹھیک ہے میں تمہیں Gucci یا پھر Louis Vuitton کے کپڑے یا جوتے گفٹ نہیں کر سکتی لیکن کوئی چھوٹا موٹا تحفہ تو دے ہی سکتی ہوں نا!بولو کیا گفٹ چاہیئے تمہیں؟"اس نے بہت پیار سے پوچھا تھا۔

"تم مجھے برتھ ڈے گفٹ دے چکی ہو۔"

"میں نے کب دیا؟"

"تم میری زندگی میں شامل ہو رہی ہو۔تم میری ہو رہی ہو۔کیا اس سے بھی بہتر کوئی اور برتھ ڈے گفٹ ہو سکتا ہے؟"اس نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئی۔

"تم ایک بار پھر سے بلش کر رہی ہو؟ہے نا؟"اس نے چند لمحوں بعد کہا۔

"شٹ اپ!"اسے ایک بار پھر غصہ آ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو حکم ملکہ!"اور اس نے ایک بار پھر تابعداری کا ثبوت دیا تھا۔

****

آج بارہ دسمبر تھی۔ماہا اور علینا کی تینوں کزنز اس کے فلیٹ پر آئی ہوئی تھیں۔شارق،سلمہ اور سعد شاپنگ پر گئے ہوئے تھے سو وہ ان تینوں کو علینا کے پاس چھوڑ گئے تھے۔اس وقت وہ پانچوں لاؤنج میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ماہا ان کے ساتھ فوراً گھل مل گئی تھی۔وہ فرش پر رگ کے اوپر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھیں۔سامنے لڈو کھلی پڑی تھی اور اسنیکس کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔چائے کے کپ۔سموسے۔گول گپے۔پاستا۔آلو چاٹ۔چاکلیٹس۔ بسکٹس اور ایسی بہت سی چیزیں جنہیں اگر سلمہ آنٹی ان پانچوں لڑکیوں کو کھاتا دیکھ لیتیں تو ایک لمبا چوڑا لیکچر ان پانچوں کے گوش گزار فرماتیں۔لیکن اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا اور پورٹیبل اسپیکر پر موزک لگا ہوا تھا۔آج ان پانچوں کی ایک پیاری سی پارٹی چل رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"علینا اتنی ساری چاکلیٹ کھاؤ گی تو موٹی ہو جاؤ گی!"ماہا نے مسکراتے ہوئے علینا کی طرف دیکھ کر کہا جس نے ابھی ابھی چاکلیٹ کا نیا پیک کھولا تھا اور وہ چاکلیٹ کا سب سے چھوٹا ٹکڑا اپنے منہ میں ڈال رہی تھی۔اس کا چاکلیٹ پکڑا ہوا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رکا پھر اس نے ماہا کی آنکھوں کے سامنے وہ ٹکڑا اپنے منہ میں بڑے مزے سے ڈال لیا۔

"عصام کہتا ہے کہ مجھے ہر وہ کام ضرور کرنا چاہیئے جو مجھے خوشی دیتا ہے اور اس وقت چاکلیٹ کھانا مجھے خوشی دے رہا ہے!"اس نے مسکراتے ہوئے ایک ادا سے کہا تھا۔

"اووووہ!عصاااام!"ان چاروں نے ایک ساتھ اس کا نام مسکراتے ہوئے لیا تھا۔

"ہاں بھئی۔اب یہ ہماری بات کہاں مانے گی؟اب تو صرف ہونے والے شوہر کی بات مانی جائے گی!"عائشہ نے بڑے ہی ڈرامائی انداز سے کہا تو باقی تینوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔علینا کا چہرہ لفظ شوہر پر یکدم گلابی پڑا تھا اور یہ بات سب نے نوٹ کی تھی۔ بے اختیار وہ چاروں ہنس پڑیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اللہ لڑکی!ہماری اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تمہارا یہ حال ہے تو عصام کے سامنے تمہارا کیا حال ہوتا ہو گا؟"ماہا اسے حیرانی سے دیکھتی ہنس رہی تھی۔

"وہ عصام کا مسئلہ ہے تمہارا نہیں!"اس نے چڑ کر کہا تھا۔

"جی جی بلکل! تین دن بعد سے آپ عصام بھائی کا مسئلہ ہی بن جائیں گی!"مروہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا تھا۔

اس بار وہ مسکرادی تھی۔اس کے اور عصام کے نکاح میں صرف تین دن رہ گئے تھے۔اسے یہ سب کوئی خواب معلوم ہوتا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی تو وہ اپنے ہوش میں واپس آئی۔ان چاروں نے خوفزدہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"اما اتنی جلدی کیسے آ گئیں؟"عائزہ نے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اما نہیں آئیں۔ کچھ ایسا آیا ہے جس کا مجھے بہت انتظار تھا۔" علینا مسکراتی ہوئی کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے صوفے پر سے اپنا دوپٹہ اٹھایا اور اسے شانوں پر اچھی طرح سے پھیلاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ پیچھے بیٹھی وہ چاروں حیران تھیں۔ علینا نے دروازہ کھولا تو سامنے شاہزیب کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ دو گارڈز اور بھی تھے۔ ایک کے ہاتھ میں دو بیگز تھے۔ اور دوسرا ایک لمبی سفید رنگ کی cabinet لیے کھڑا تھا۔

"میم۔" اس نے جیسے اس سب کو اندر لے کر جانے کی اجازت مانگی تھی۔

"ہاں۔ اندر لے آئیں۔" وہ مسکراتے ہوئے دروازے کے سامنے سے ہٹ گئی تھی۔

وہ لاؤنج میں موجود ان چاروں کو نظر انداز کرتے ہوئے علینا کے ساتھ اس کے کمرے میں چلے گئے اور سارا سامان وہاں رکھ دیا۔ وہ چلے گئے تو علینا نے دروازہ بند کیا۔ ابھی دروازہ بند کر کے وہ پلٹی ہی تھی کہ وہ چاروں اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی تھیں۔

"یہ سب کیا تھا؟" ماہا پُر تجسس سی پوچھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم سب نے مجھ سے پوچھا تھا نا کہ میں نے ابھی تک اپنے نکاح کی شاپنگ کیوں نہیں کی؟" وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔ "کیونکہ عصام پہلے ہی میرے لیے سب خرید چکا تھا۔" وہ مسکراتے ہوئے اسے بتا رہی تھی۔

"ہمیں بھی دیکھنا ہے تمہارا ڈریس!" وہ چاروں اب ضد کرنے لگی تھیں۔

"اچھا چلو دیکھتے ہیں عصام نے میرے لیے کیا چُنا ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی ان کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ چاروں اب اس کے کمرے میں آچکی تھیں۔ اس کے بیڈ پر دونوں بیگز پڑے تھے اور بیڈ کے بلکل سامنے وہ سفید رنگ کی کیبینٹ۔ علینا سب سے پہلے کیبینٹ کی طرف گئی۔ یہ کیبینٹ ویڈنگ ڈریسز اور لگزری گاؤنز کو رکھنے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ کیبینٹ کے دروازے پر ایک چھوٹا سا لاک تھا جسے اس نے کھولا۔ ٹک کی آواز سے لاک کُھل گیا۔ پیچھے وہ چاروں بے حد ایکسائیٹڈ کھڑی تھیں۔ علینا نے دروازہ کھولا۔ اور اگلے ہی لمحے۔۔۔ علینا کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ بے اختیار وہ چلائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خوشی سے۔

اس نے اپنے منہ پر بے ساختہ ہی ہاتھ رکھ لیے تھے۔باقی چاروں کا بھی اس سے کچھ مختلف حال نہ تھا۔وہ چاروں پھٹی ہوئی آنکھیں اور کُھلے ہوئے منہ لیے سامنے رکھے کیبینیٹ کو دیکھ رہی تھیں۔

وہ ایک سفید رنگ کا ٹخنوں تک آتا گھیرے دار umbrella frock تھا۔فراک کی دو layers تھیں۔پہلی لیئر دودھ جیسا سفید رنگ لیے ہوئے تھی۔یہ لیئر بلکل پلین تھی۔ دوسری لیئر نیٹ کی بنی ہوئی تھی۔اس لیئر پر اعتدال پسندی سے بہت باریک اور صاف کام کیا گیا تھا۔نہ بہت زیادہ نہ بہت کم۔اس لیئر پر موتیوں کا کام کیا گیا تھا۔سفید،ہلکے گلابی اور کریم رنگ کے سچے موتیوں کا کام۔دوپٹہ بھی نیٹ کا تھا اور اس کے کناروں پر بھی انہی سچے موتیوں کا کام کیا گیا تھا۔ساتھ تنگ سا سفید رنگ کا چوڑی دار پاجامہ تھا۔

وہ اس قدر خوبصورت لباس تھا کہ وہ ساکت کھڑی اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔اس نے آج تک اس سے زیادہ خوبصورت ڈریس کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"سچے موتی۔"ماہا کی آواز نے اسے متوجہ کیا تھا۔

"کیا؟"وہ اس کی طرف مڑی تھی۔

"سچے موتی۔یہ سچے موتی ہیں علینا!"وہ یکدم جوش سے چلائی تھی۔

"واٹ؟"باقی چاروں کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔"لیکن یہ تو بہت ایکسپینسیو ہوں گے نا؟"عائزہ نے ماہا کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"اس ڈریس کی مالیت کڑوروں کی ہو گی۔"ماہا نے علینا کی طرف مسکرا کر دیکھا تھا۔

"مجھے اب معلوم ہوا کہ اس نے ہنزہ سے آتے ساتھ ہی اسے کیوں بننے کے لیے بھیج دیا تھا۔"یہ کہتے ہوئے علینا کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"اتنی نفیس اور باریک کاریگری!یہ یہاں کی تو بلکل بھی نہیں ہے۔ضرور اس نے کسی غیر ملکی ڈیزائنر کو ہائر کیا ہو گا!"ماہا مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔وہ ایک ہاتھ کی انگلی ہونٹوں

پر رکھے اور دوسرا ہاتھ کہنی کے نیچے رکھے ابھی بھی اس جوڑے کو ہی دیکھ رہی تھی جبکہ وہ چاروں اب باقی کی بیگز کھول رہی تھیں۔ کچھ لمحوں بعد علینا بھی پیچھے مڑ گئی۔

ماہا نے ابھی ایک بیگ کھولا تھا۔ اس میں جیولری باکس تھا۔ موتیوں کا بنا ہوا چوکر نیکلیس اور سنہرے رنگ کے کندن میں جڑے سفید موتیوں والے جھمکے اور ماتھا ٹکی۔ چوڑیوں کی ضرورت نہ تھی کیونکہ آستین کلائیوں تک آتے تھے۔

دوسرے بیگ میں ایک شوباکس تھا۔ Jimmy Choo کی برائیڈل ہیلز۔ وہ سفید رنگ کی بلاک ہیلز تھیں جن پر سفید موتیوں اور کرسٹل کی بنی ہوئی تتلیوں کا کام کیا گیا تھا۔ ہیلز کے اسٹریپس کے ساتھ چین میں وہی کرسٹل کی تتلیاں لٹکی ہوئی تھیں۔

"علینا تمہیں کچھ اندازہ ہے عصام نے تمہیں کون سے جوتے بھیجے ہیں؟" عائشہ نے شوباکس پر سے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا جو واپس سے اپنے ڈریس کو دیکھنے لگ گئی تھی۔ علینا اس کے متوجہ کرنے پر اسکی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے ہیلز کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔ میں جانتی ہوں۔ ہیلز کا یہ برانڈ Wales کی شہزادی ڈیانا کا پسندیدہ برانڈ تھا۔ آج یہ برانڈ عورتوں میں اپنے برائیڈل ہیلز اور شوز کی کولیکشن کی وجہ سے مشہور ہے لیکن ماہا میں یہ نہیں دیکھ رہی! میں۔۔" اس نے ہاتھ سے اپنے ڈریس کی طرف اشارہ کیا۔ "میں اسے دیکھ رہی ہوں۔ یہ۔ یہ کس قدر خوبصورت ہے! میں نے آج سے پہلے کبھی کچھ اتنا خوبصورت نہیں دیکھا!" اس کی آواز میں ایک نئی سی سرشاری تھی جسے وہاں پر موجود کسی بھی شخص نے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

ماہا اس کی بات پر مسکرائی تھی۔ تبھی لاؤنج میں پڑا علینا کا فون بجا تھا۔ وہ لاؤنج سے باہر نکلی اور فون کی اسکرین دیکھی۔ اما کالنگ لکھا دیکھ کر اس نے کال ریسیو کر لی۔ اس نے چند لمحے بات کی پھر وہ واپس کمرے میں آ گئی۔

"اما کی کال آئی ہے۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ آدھے گھنٹے تک گھر آ رہی ہیں۔ چلو اب تم تینوں شروع ہو جاؤ صفائی کرنا!" اس نے اندر آ کر اپنا حکم ان تینوں کے گوش گزار فرمایا تھا۔

"اگر ہم تینوں صفائی کریں گی تو تم دونوں کیا کرو گی؟"عائشہ نے آنکھیں سکیڑ کر ماہا اور علینا کو دیکھا تھا۔

"دلہن کام نہیں کرتی ہے۔"وہ ایک ادا سے کہتی بیڈ کی پائینتی پر جا بیٹھی۔

"اور کیونکہ دلہن کام نہیں کرتی تو دلہن کے کمرے کی حالت دلہن کی دوست کو درست کرنی پڑے گی!"ماہا بھی علینا کی دیکھا دیکھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی تھی۔

"اور ہم تینوں کیا ہیں؟"اب کہ مروہ نے سوال کیا تھا۔

"تم تینوں تو بہنیں ہو نا!اور بہنیں تو اپنی بہن کے کام کر دیتی ہیں!"علینا نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا تھا۔

"اسے کہتے ہیں!The perks of having sisters"ماہا نے ہاتھ بلند کر کے چٹکی بجاتے ہوئے مزے سے کہا۔

"نہیں اسے The side effects of having sisters کہتے ہیں!" ان تینوں نے ایک ساتھ کہا تھا۔

وہ تینوں کمرے سے نکل گئیں تو وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیں۔

****

پونے گھنٹے تک سلمہ شارق اور سعد کے ساتھ علینا کے فلیٹ آ گئی تھیں۔ لاؤنج صاف ستھرا ہو چکا تھا۔ ماہا ان کے آنے کے کچھ دیر بعد ہی ان سب سے مل کر چلی گئی تھی۔ چائے پینے کے ایک دو گھنٹے کے بعد وہ سب بھی چلے گئے تھے۔ اس نے لاؤنج سمیٹا اور ابھی اندر اپنے کمرے میں آ کر بیٹھی ہی تھی کہ اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ وہ بہت تھکی ہوئی تھی لیکن اسکرین پر آتا نام دیکھ کر اس کی ساری تھکن کہیں غائب ہو گئی۔

"سب چلے گئے؟" اس کی آواز دھیمے پن اور گھمبیرتا کا امتزاج تھی۔ اسے اس کی آواز سن کر اپنے اندر سکون سا اترتا محسوس ہوا تھا۔

"ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی گئے ہیں۔"

"تم کیسی ہو؟ آواز سے تھکی ہوئی لگ رہی ہو؟ کیا پارٹی زیادہ ہو گئی؟"وہ آج پھر بالکنی میں ایک ہاتھ جیب میں ڈالے کھڑا تھا۔اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا کہ ہم سب پارٹی کر رہی تھیں؟"وہ حیران ہوئی۔

"شاہزیب نے بتایا تھا۔چاکلیٹس، سموسے،چاٹ،پاستا اور پتا نہیں کیا کیا۔اسنکس کے انبار لگا رکھے تھے تم سب نے لاؤنج میں!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔وہ ذرا شرمندہ ہوئی۔

"تم نے کال کیوں کی؟"اس نے شرمندگی سے بچنے کے لیے بات کا موضوع تبدیل کر دیا تھا اور وہ یہ بات جانتا تھا۔

"تمہیں ڈریس کیسا لگا؟"اس کی آواز میں جوش تھا۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا"I'm speechless."۔

"آئی ایم گلیڈ کہ تمہیں ڈریس پسند آیا۔"وہ کھل کر مسکرایا تھا۔سرشاری سی سرشاری تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے تمہیں میرے ڈریس اور پیر کا سائز کیسے معلوم ہوا؟"اسے یہ بات کب سے تنگ کر رہی تھی۔

"میں نے ہنزہ میں ماہا سے پوچھا تھا۔وہ تمہارے ساتھ روم شیئر کر رہی تھی تو اس کا یہ معلوم کرنا آسان تھا۔"وہ ذرا شرمندہ سا کہہ رہا تھا۔"سوری ایسا کرنے کے لیے۔"

"سوری کیوں بول رہے ہو؟"

"مجھے لگا تمہیں بُرا لگا ہو گا۔"

"جب تک تم نے سوری نہیں کہا تھا صرف تب تک بُرا لگ رہا تھا۔اب ٹھیک ہے۔"اس نے مزے سے کہا تو وہ ہنس دیا۔

"مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا ہے۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"کس بات کا؟"

"تمہیں اس ڈریس میں دیکھنے کا۔"وہ مدھم سا ہنس دی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ ڈریس تم نے خود customize کیا تھا؟"اسے یہ بات جاننے کا بہت تجسس تھا۔

"ڈریس۔ جیولری۔ ہیلز۔ سب میں نے خود ڈیزائن کیا تھا۔"

"تم آرٹسٹ ہو؟"وہ حیران ہوئی۔

"پروفیشنلی تو نہیں۔ بس اسکیچنگ اور پینٹنگ کرتا تھا۔"

"کرتا تھا؟ مطلب؟ اب چھوڑ دیا کیا؟"وہ ایک بار پھر حیران ہوئی۔

"کبھی کبھی کرتا ہوں۔ دراصل وقت ہی نہیں ملتا اب۔"اس نے سرسری سے انداز میں کہا تھا۔

Clubb of Quality Content

وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ عاہل سے لڑائی کے بعد دو سال ہو گئے تھے اس نے پینٹ برش کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ اسکیچنگ بھی اس نے صرف علینا کے لیے کی تھی۔

"میرا اسکیچ بناؤ گے؟"اس نے شریر لہجے میں کہا تھا۔

"پوچھا مت کریں۔ حکم دیا کریں ملکہ!"اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا تو پھر کب ملوں تم سے؟ تاکہ تم میرا اسکیچ بنا سکو!" اس نے ایک بار پھر شریر انداز میں کہا تھا۔

"تمہیں کہیں بھی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا چہرہ دل و دماغ پر نقش ہے۔ اسکیچ کے لیے تمہارا میرے سامنے ہونا ضروری نہیں ہے۔ وہ میں ایسے ہی بنا کر تمہیں بھیج دوں گا۔" وہ سادہ سے انداز میں کہہ رہا تھا اور دوسری طرف علینا کو ایک خوشگوار حیرت نے جکڑ لیا تھا۔

"کیا ہوا خاموش کیوں ہو گئیں؟" وہ اس کی لمبی خاموشی پر حیران ہوا تھا۔

"تمہیں سچے موتیوں کا خیال کیسے آیا؟" اس نے یکدم پوچھا تو عصام چونکا۔

"سچے موتی pure ہوتے ہیں۔ اس لفظ کے بارے میں سوچوں تو میرے ذہن میں صرف تمہارا نام آتا ہے۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔ "کیونکہ تمہارا دل مجھے انہی سچے موتیوں کی مانند لگتا ہے۔ پیارا۔ خوبصورت۔ خالص۔ پاکیزہ۔ شفاف۔" وہ کہہ کر چُپ ہو گیا۔ اس نے کچھ لمحے علینا کے بولنے کا انتظار کیا۔ جب زیادہ وقت گزر گیا تو اس نے موبائل کی اسکرین

کان سے ہٹا کر دیکھی۔ کال کو بند ہوئے دس منٹ ہو چکے تھے۔اس نے دوبارہ کال کرنے کے بارے میں سوچا لیکن پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ وہ تھکی ہوئی تھی،وہ اس سے کل بات کر لے گا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * *

15دسمبر،2022۔

نکاح کا دن۔

خان مینشن،لاہور،پاکستان۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کا نکاح شام کے وقت ہونا تھا۔ماہا اور اس کی کزنز اسے اپنے ساتھ دوپہر کے وقت ایک مشہور سیلون لے گئی تھیں۔اسکن کیئر،مینیکیور اور پیڈیکیور کرنے کے بعد آج کی تقریب

کی مناسبت سے اس کا لائٹ میک اپ کیا گیا تھا۔ وہ سب وہیں سے عصر کے وقت خان مینشن پہنچ گئی تھیں۔ سب وہاں پہلے سے ہی موجود تھے۔

سیڑھیاں چڑھ کر مینشن کی دوسری منزل پر آؤ تو وہاں ایک ہال تھا۔ وہ ہال یقیناً تقاریب وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن آج وہ ہال اس کے اور عصام کے نکاح کے لیے چُنا گیا تھا۔ دیواروں کو سفید اور سنہرے رنگ کے پردوں سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔ پورے ہال کو سفید اور ہلکے گلابی رنگ کے ٹیولپس سے سجایا گیا تھا۔ ہال کے بلکل درمیان میں کانچ کی میز کے گرد صوفے لگائے گئے تھے۔ اس کے بلکل سامنے فرش پر بیٹھنے کے لیے سفید اور سنہرے رنگ کی جگہ بنائی گئی تھی۔ درمیان میں ایک سفید جالی دار پردہ تھا جس کے گرد بھی سفید، سنہرے اور کریم کلر کے موتی لگے ہوئے تھے۔ پردے کے دونوں طرف آج ان دونوں نے بیٹھنا تھا۔

جب سب ہال میں اکھٹے ہو گئے تو ہال کا دروازہ کُھلا۔ علینا ماہا اور عائشہ کے ساتھ چلتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ ان دونوں نے اسے پردے کے ایک طرف بٹھایا۔ اس کے فراک کا

گھیرا ٹھیک کیا اور خود سب کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئیں۔ عصام پہلے سے ہی پردے کی دوسری جانب بیٹھا ہوا تھا۔ عصام نے سفید شلوار کمیض پر سفید کوٹ پہن رکھا تھا۔ کوٹ کے کالر پر سنہرا کام کیا گیا تھا۔ جیل سے سیٹ کیے گئے بال، پشاوری چپل اور ہاتھ میں گھڑی پہنے وہ بے حد دلکش لگ رہا تھا۔ جیسے کوئی شہزادہ ہو۔

دونوں نے ایک بار ایک دوسرے کو نظر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ نکاح سے پہلے کی نروسنیس تھی یا کیا۔۔۔ لیکن نگاہیں ملنے پر دونوں نے ہی اپنے نظریں جُھکا لی تھیں۔ کچھ دیر بعد نکاح خواں بھی آ گئے تھے۔ وہ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک طرف شہریار بیٹھے تھے اور دوسری طرف شارق۔ وہ شاید نکاح نامے پر حق مہر لکھوا رہے تھے۔ نکاح خواں نے قرآن کی چند آیات کی تلاوت کی۔ پھر اس کے بعد علینا نے نکاح خواں کو عصام کا نام پکارتے سنا۔

"عصام شہریار خان ولد شہریار خان کیا آپ کو ایک کروڑ سکہ رائج الوقت حق مہر کے عوض علینا ضرار ولد ضرار احمد سے نکاح قبول ہے؟" ایک لمحے کا توقف ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"قبول ہے۔"اس نے عصام کو کہتے سنا۔

نکاح خواں نے عصام سے دوبار مزید رضامندی لی۔اس کے بعد اس نے نکاح خواں کو اپنا نام پکارتے سنا۔اس کی دل کی دھڑکنیں یکدم منتشر ہو گئیں۔اس وقت اسے نکاح خواں اور اپنے دل کی دھڑکنوں کے لیے علاوہ تیسری کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

"علینا ضرار ولد ضرار احمد کیا آپ کو ایک کروڑ سکہ رائج الوقت حق مہر کے عوض عصام شہریار خان ولد شہریار خان سے نکاح قبول ہے؟"

(وہ نہیں جانتا تھا کہ اس رات اس نے ہنزہ میں اس کی اور شاہزیب کی باتیں سن لی تھیں۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس رات اس کا دل اس کی طرف سے پلٹ گیا تھا۔

یہ ایک راز تھا!)

"قبول ہے۔"اس نے خود کو کہتے سنا۔

"کیا آپ کو قبول ہے؟"نکاح خواں نے دوسری بار پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(وہ نہیں جانتا تھا کہ اس دن کراچی میں وہ جانتی تھی کہ وہ اسے پروپوز کرنے والا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے سی ویو کا نام جان بوجھ کر لیا تھا۔

یہ ایک راز تھا!)

"قبول ہے۔"اس نے دوسری بار کہا۔

"کیا آپ کو قبول ہے؟"نکاح خواں نے تیسری بار پوچھا۔

(بلکل اسی طرح وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ علینا ضرار یہ بات جانتی تھی کہ وہ۔۔۔

شہریار خان اور زارا ہاشم کا بیٹا نہیں تھا۔ خود اسے بھی یہ بات معلوم نہ تھی۔

اور یہ بھی۔۔۔ایک راز تھا!)

"قبول ہے۔"اس نے تیسری بار کہا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

باب نمبر 6

اخفائے راز

پارٹ 2

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمال عشق ہے دیوانہ ہو گیا ہوں میں

یہ کس کے ہاتھ سے دامن چھڑا رہا ہوں میں

تمہیں تو ہو جسے کہتی ہے ناخدا دنیا

بچا سکو تو بچا لو کہ ڈوبتا ہوں میں

یہ میرے عشق کی مجبوریاں معاذاللہ

تمہارا راز تمہیں سے چھپا رہا ہوں میں

اس اک حجاب پہ سو بے حجابیاں صدقے

جہاں سے چاہتا ہوں تم کو دیکھتا ہوں میں

بتانے والے وہیں پر بتاتے ہیں منزل

ہزار بار جہاں سے گزر چکا ہوں میں

کبھی یہ زعم کہ تو مجھ سے چھپ نہیں سکتا

کبھی یہ وہم کہ خود بھی چھپا ہوا ہوں میں

مجھے سنے نہ کوئی مست بادۂ عشرت

مجازؔ ٹوٹے ہوئے دل کی اک صدا ہوں میں

(کمال عشق ہے دیوانہ ہو گیا ہوں میں-اسرار الحق مجاز)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حالیہ دن۔

25 اکتوبر، 2028۔

لاہور، پاکستان۔

عصام نے کال کاٹ دی تھی اور وہ ابھی تک صوفے پر حیران سی بیٹھی تھی۔ آخر وہ کیا چُھپا رہا تھا؟ اس نے ایک جھٹکے سے موبائل کی اسکرین الٹی کر کے صوفے پر رکھی۔ نظروں نے سامنے پڑے گلابوں تک سفر کیا۔ یکدم آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے۔ وہ اٹھی۔ گلدستہ اٹھایا، کچن کی ڈسٹ بن تک آئی۔ پیر سے ڈسٹ بن کے بٹن پر پیر رکھا تو اس کا منہ کھل گیا اور اگلے ہی لمحے اس نے وہ گلدستہ ڈسٹ بن میں پٹخ دیا۔ پھر اپنے ہاتھ جھاڑتی مسکرا کر پلٹ گئی۔ ایسا کر کے کسی حد تک دل کو سکون ملا تھا۔

اگلے دن عاہل مستجاب نے اس کے لیے ایک بار پھر 88 گلابوں کا گلدستہ بھیجا تھا۔ اسے عاہل کی کال بھی آئی تھی لیکن اس نے نہیں سنی تھی۔ پھولوں کو ایک بار پھر اس نے ڈسٹ بن کے حوالے کیا تھا۔

"اسے بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ میں ناراض ہوں۔" اس نے سوچا تھا۔

دوسرے دن رات کو اسے عصام کی کال موصول ہوئی تھی۔ وہ اس وقت بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ عصام کی کال آنے پر سیدھی ہو بیٹھی۔ لاشعوری طور پر اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

"کیسی ہو؟" وہ سلام کرنے کے بعد اُسی سوال سے بات کا آغاز کیوں کرتا تھا جس کا جواب اس کے پاس ندارد ہوتا تھا۔

وہ چند لمحے خاموش رہی۔

"ٹھیک ہوں۔"

"اب زخم کیسا ہے؟" اس نے کچھ ہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ایک دن میں زخم کیسا ہو سکتا ہے؟"اس کے لہجے میں بے رخی نہیں تھی مگر عصام اس کے الٹے سوال پر خاموش ہو گیا تھا۔

کافی دیر وہ خاموش رہا اور زویا اس کے بولنے کا انتظار کرتی رہی۔

"میں نے تمہیں اسی وجہ سے منع کیا تھا۔"اس نے آہستہ سے کہا تھا۔

"اور میں نے تمہاری بات نہیں مانی۔ میں جانتی ہوں۔ میں تمہیں اس سب کے لیے بلیم نہیں کر رہی ہوں۔"اس کا لہجہ اب کہ ذرا سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔ عصام کو اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی تو ٹھیک ہے وہ بھی اس کے ساتھ اب سے بلکل سنجیدہ رہے گی۔

وہ ایک بار پھر خاموش ہو گیا تھا۔ وہ خاموش کیوں ہو جاتا تھا؟

"آئی ایم سوری۔"اس کی گھمبیر اور دھیمی آواز میں زویا کو تھکاوٹ سی محسوس ہوئی تھی۔ شاید وہ اس کے لہجے میں موجود سنجیدگی کو محسوس کر چکا تھا۔

"کس لیے؟"وہ اب بھی سنجیدہ رہی تھی۔

"کل رات تمہارے پاس نہ ہونے کے لیے۔" اس کی آواز میں اب کہ شرمندگی واضح تھی۔

صرف آٹھ الفاظ اور زویا سیف پگھل گئی۔

"اٹس اوکے۔" وہ جو سوچ کر بیٹھی تھی کہ اب اس کے ساتھ سنجیدہ رویہ اختیار کرے گی، اس کی معافی کے اگلے لمحے ہی اپنا فیصلہ بالائے طاق رکھ بیٹھی تھی۔

چند لمحوں کے لیے فون کی دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ سانس لینے تک کی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔

"کیا تمہیں رات کو خوف محسوس ہو رہا تھا؟" وہ ایک لمحے کے لیے رکا تھا۔ "کیا تم ڈر گئی تھیں؟" اس نے مدھم سے لہجے میں پوچھا تھا۔ وہ مسکرائی تھی۔ اسے پرواہ تھی۔ وہ اتنا بھی بے حس نہیں تھا۔

"ہاں میں ڈر گئی تھی۔ میں بہت ڈر گئی تھی۔"

"جب تمہیں گولی لگی تھی؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"نہیں۔"

"پھر؟"وہ ذرا حیران ہوا۔

"جب عاہل مجھ پر چلایا تھا۔"اس کی آواز میں خوف پنہاں تھا۔

"وہ تم پر کیوں چلایا تھا؟"اس کی آواز سرد محسوس ہوتی تھی۔وہ اس کی آواز میں موجود خوف کو محسوس کر چکا تھا۔

"کیونکہ میں اس کے اوپر چلائی تھی۔"

"اور تم کیوں اس کے اوپر چلائی تھیں؟"اس کی آواز اب بھی سرد تھی۔

"کیونکہ مجھے گولی لگی تو میں پینک کر گئی۔میں بس اس کی گاڑی سے اتر جانا چاہتی تھی۔اس لیے میں اس کے اوپر چلائی تھی۔"

"اس نے کیا کہا تھا؟"عصام کی سرد آواز اس کے سماعت سے ٹکرائی تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"یہی کہ میں نے آج تک اس کی سوفٹ سائیڈ دیکھی ہے۔اگر میں چُپ کر کے ہوسپٹل اس کے ساتھ نہ گئی تو وہ مجھے اپنی ڈارک سائیڈ دکھانے پر مجبور ہو جائے گا۔اس کا لہجہ بہت سرد تھا۔مجھے اس کے لہجے سے خوف محسوس ہوا تھا۔"اس نے بھی جوں کی توں اپنے دل کی بات بتادی تھی۔

"وہ ایک گھٹیا انسان ہے۔اس کی حرکتوں پر دھیان مت دیا کرو۔"اب کہ اس کا لہجہ سرد نہیں تھا،وہ نرم تھا۔

بے ساختہ ہی وہ مسکرا دی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو شکر ہے کسی اور کو بھی میری طرح عاہل مستجاب زہر لگتا ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"اور کچھ؟"عصام نے پوچھا تھا۔

"اور کیا؟"اسے اس کے سوال کا سیاق وسباق سمجھ نہیں آیا تھا۔

"کیا دل کی کوئی اور بات ہے جو تم کرنا چاہو؟ میں سننا چاہوں گا۔ تمہارے" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔ "دل کو۔" لہجہ مدھم تھا۔

"ہاں۔ ایک اور بات ہے۔" اب کہ عصام اس کے لہجے میں چُھپی خوشی کو محسوس کر سکتا تھا۔

"کیا؟"

"یہی کہ عاہل مستجاب کے بھیجے ہوئے گلابوں سے مجھے نفرت ہے۔ میں روز انہیں ڈسٹ بن میں پھینک دیتی ہوں۔" اس نے منہ پھلا کر کہا تھا۔

اور دوسری طرف عصام نے ایک بلند قہقہہ لگایا تھا۔ چند لمحے وہ یونہی ہنستا چلا گیا۔ اس کی دیکھا دیکھی زویا بھی ہنس پڑی۔

"یہ تو تم بہت اچھا کرتی ہو۔ گڈ! نیکی کا یہ کام جاری رکھو!" وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔

"خوشی سے!" وہ بھی اس کی طرح ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کیا اب آپ کا دل ہلکا ہو چکا ہے؟" اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔

"ہاں۔ ہو چکا۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تو کیا اب مجھے جانے کی اجازت ہے؟ وہ کیا ہے نا کہ تمہیں بھی آرام کرنا ہو گا اور مجھے بھی کچھ کام کرنا ہے۔" اس نے مسکینوں والے لہجے میں جیسے التجا کی تھی۔ وہ اس کے لہجے پر ہنس پڑی۔

"ہاں۔ تمہیں اجازت ہے۔"

"او کے پھر میں تمہیں کل کال کروں گا۔ اللہ حافظ۔" اس نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

وہ چند لمحے ہاتھ میں موبائل پکڑے مسکراتی رہی۔ وہ اگر دل توڑتا تھا تو جوڑ بھی دیتا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ اگلی صبح آفس جانے کے لیے تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکلا تھا۔ آج اس کی کسی فارماسیوٹیکل کمپنی کے اونر سے میٹنگ تھی۔ وہ سیاہ ڈریس شرٹ پر مارون سوٹ پہنے، بالوں

کو پیچھے کی طرف سیٹ کیے لاؤنج سے گزر کر گھر کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا جب رایان کی آواز پر اس کے قدم تھمے۔

"تمہاری گاڑی پر وہ نشان کیسے ہیں؟"وہ لاؤنج میں صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔ہاتھ میں موبائل تھا اور نظریں کسی ڈاکیومنٹ کو اسکین کر رہی تھیں۔اس کا انداز بہت سرسری سا تھا جیسے وہ موسم کا حال پوچھ رہا ہو۔

عاہل واپس مڑا۔چند قدم لے کر وہ رایان کے ذرا قریب آ کھڑا ہوا۔

"فائرنگ ہوئی تھی۔پرسوں رات۔"اس کا انداز بھی سرسری سا تھا۔مگر اس کی نظریں رایان کے چہرے کو بہت اچھے اسے اسکین کر رہی تھیں۔

"تو تمہارے سیکیوریٹی گارڈز کہاں تھے؟"اس نے موبائل پر سے چہرہ اٹھائے بغیر پوچھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سوچ رہا ہوں کہ میرے زندہ بچ جانے کی خبر سن کر تمہیں کتنا بُرا لگا ہو گا۔ ہے نا؟"

اس کے ہونٹ بلکل مبہم سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ رایان نے اب کہ موبائل پر سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیوں کیا ایسا نہیں ہے؟"اب کہ وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے نا تمہارا؟"وہ سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔

"پتا ہے میں اور کیا سوچ رہا ہوں؟"

"ایز اِف آئی کیئر؟"اس نے آنکھیں گھما کر دوبارہ سے اپنا چہرہ موبائل پر گرا لیا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ میری موت سے سب سے زیادہ فائدہ آخر کسے ہو سکتا ہے؟"وہ اس کی بات کا اثر لیے بغیر اب کہ کھل کر مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"صبح صبح ڈر گز کر کے آئے ہو؟"رایان نے اسے چہرہ اٹھا کر دیکھا۔ وہ واضح طور پر عاہل سے بیزار لگ رہا تھا۔

عاہل ہلکا سا ہنسا۔ وہ رایان کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔ پھر اس کے ہاتھ سے موبائل لیا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟" رایان غصے سے بولا تھا۔

اس نے ایک پیر صوفے پر رکھا پھر رایان کے چہرے تک اپنا چہرہ لے کر گیا۔ رایان کی نظروں نے اس کی آنکھوں تک کا سفر کیا تھا۔ وہ حد درجہ سرد تھیں۔ بے اختیار اسے خوف محسوس ہوا۔

"صرف تمہیں معلوم تھا کہ میں اس رات سیکیورٹی گارڈز کو ساتھ لے کر نہیں جا رہا تھا۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا سرد سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

عاہل مستجاب کا سرد انداز بہت خوفناک ہوتا تھا۔ شاید وہ اپنی زندگی کی عطا کردہ تمام سرد مہری کو اپنے انداز میں سمیٹ لیتا تھا۔ اچھے سے اچھا بندہ بھی اس کے سرد انداز سے خوف کھاتا تھا۔ یہاں تک کہ مستجاب بھی۔

وہ چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ پھر جواب مل جانے پر مسکرا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اپنی اوقات مت بھولا کرو۔" وہ اپنے کوٹ کی سلوٹیں درست کرتا کہہ رہا تھا جو جھکنے کی وجہ سے آئی تھیں۔

رایان دم سادھے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اور یہ بھی نہیں کہ میں کون ہوں۔" وہ اس سے چند قدم دور ہٹ کر باور کروانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

وہ کہہ کر پلٹ گیا تھا۔ لیکن رایان ویسے ہی بیٹھا رہا۔

اسے آخر کیسے پتا چلا؟ وہ سوچ رہا تھا۔

* *

آج رات کے وقت جب وہ گھر آیا تو اس نے زویا کو کال کرنے کا ارادہ کیا۔ اس امید میں کہ اب تک اس کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا ہو گا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا۔ کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر لٹکایا۔ پھر موبائل کو ایئر پوڈز کے ساتھ کونیکٹ کر کے انہیں کان میں پہنا۔

"سیری(Siri)کال زویا سیف۔"اس نے اپنے موبائل پر ایپل سیری کو آرڈر دیا تھا۔

خود وہ اپنی سیاہ ڈریس شرٹ کی آستینیں فولڈ کر رہا تھا۔

"ہیلو؟"کال ریسیو کر لی گئی تھی۔زویا کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ مسکرا دیا۔

"تم نے کال اٹھالی یعنی غصہ ختم؟"لہجہ خوشگوار تھا۔آستینیں فولڈ کرتا ہوا وہ اپنے کمرے سے منسلک بالکنی میں آگیا تھا۔

"میں تم سے غصہ نہیں تھی۔"لہجہ ہموار تھا۔

"لیکن تم مجھے اس سب کے لیے بلیم ضرور کر رہی تھیں۔"وہ بالکنی میں ریلنگ پر بازو ٹکائے کہہ رہا تھا۔

"وہ تو میں اب بھی کرتی ہوں۔"اس نے جتانے والے انداز میں کہا تو عاہل ہنس پڑا۔

"اگر مجھے بلیم کرنے سے تمہیں دلی سکون ملتا ہے تو ضرور کرو۔"وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تمہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس وقت بھی تمہیں ہی بلیم کر رہی ہوں۔" اب کہ اس کے انداز میں ناراضگی واضح تھی۔

اس کی نظریں سامنے مین گیٹ تک گئیں۔ ابھی ابھی رایان کی گاڑی مین گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔ وہ اتر کر اب دوسری طرف کا دروازہ کھول رہا تھا۔ ایک لڑکی فرنٹ سیٹ سے نیچے اتری تھی۔ وہ کافی خوبصورت تھی۔ رایان اسے لیے اب گھر کے اندر جا رہا تھا۔ مستجاب گھر پر نہیں تھا۔ وہ پارٹی کے کسی کام کی وجہ سے شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ یعنی آج رات وہ لڑکی یہیں رہنے والی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ رایان مستجاب کی معمول کی زندگی تھی۔ وہ اکثر گھر پر باپ کی غیر موجودگی میں کسی نہ کسی لڑکی کو رات گزارنے کے لیے لے آتا تھا۔ ان میں سے اکثر لڑکیوں سے اس کی ملاقات کسی نہ کسی پارٹی میں ہی ہوتی تھی۔ اسے بے ساختہ ہی اپنے بھائی کے لائف اسٹائل سے گھن محسوس ہوئی تھی۔

"میں ایسا کیا کروں کہ تمہاری ناراضگی ختم ہو جائے؟"اس نے چند لمحوں بعد منت کرنے والے انداز میں کہا تھا۔

وہ ایک لمحے کے لیے تو دنگ رہ گئی۔عاہل مستجاب اس کی منت کر رہا تھا؟

"بس یہ 88 پھول بھیجنا بند کر دو۔"اس کا انداز ایسا تھا کہ عاہل ہنس پڑا۔

"اوکے میں آج سے تمہیں 88 پھول نہیں بھیجوں گا۔"وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔"کیا اب تمہارا غصہ رفع ہو گیا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہمم۔اب ہو گیا۔"

"اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ کیسا محسوس کر رہی ہو اب؟"

"مجھے گولی لگے ابھی بس دو دن اور ایک رات گزری ہے۔ کیسا محسوس کر سکتی ہوں میں؟"اس کے انداز میں مبہم سا طنز بھی شامل تھا۔

"ہمم۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔"دوائیوں کی وجہ سے جھنجھلاہٹ،سر درد۔بازو میں زخم کی وجہ سے شدید درد اور چڑچڑے پن کی وجہ سے بار بار رونا آنا۔"وہ اپنی انگلیوں پر گنتا کہہ رہا تھا۔

"کیا؟"اسے عاہل کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

"تم نے پوچھا تھا نا کہ تم کیسا محسوس کر رہی ہو گی۔بس وہی بتا رہا ہوں۔کیا ایسا ہی محسوس کر رہی ہو تم؟"وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔وہ جو ابھی تک بلکل سنجیدہ رہی تھی،ہنس پڑی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لگتا ہے تمہیں گولی لگنے کا کافی ایکسپیرئنس ہے؟"وہ ہنستے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں ہے تو سہی۔دو بار سینے میں گولی کھا چکا ہوں۔"اس نے بڑے ہی نارمل انداز میں کہا تھا۔

لیکن دوسری طرف زویا کی ہنسی غائب ہو چکی تھی۔

"کیا ہوا؟"وہ اس کی خاموشی پر حیران ہوا تھا۔

"تمہیں دوبار گولی لگی ہے؟"اس کا لہجہ بلکل سنجیدہ تھا۔

"میں جو کام کرتا ہوں اس میں یہ سب ہوتا رہتا ہے۔"اس نے بھی بڑے نارمل سے انداز میں جواب دیا تھا۔

وہ چند لمحوں کے لیے کچھ بول نہ سکی۔

"پہلی بار گولی کب لگی تھی؟"

"جب میں پندرہ سال کا تھا۔"

"تم پندرہ سال کی عمر سے یہ سب کام کر رہے ہو؟"وہ حیران ہوئی۔

"نہیں۔ نہیں۔ایک دوست کے لیے کھائی تھی۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اب وہ دوست کہاں ہے؟"پتا نہیں اس نے یہ سوال کیوں پوچھ لیا تھا۔

عاہل کی مسکراہٹ اگلے لمحے ہی غائب ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پتا نہیں۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ اگلے لمحے ہی زویا کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

"اور دوسری بار گولی کب لگی تھی؟"

"دشمنی میں۔" وہ عجیب تلخ سے انداز میں ہنسا تھا۔ "مجھے دشمنی اور دوستی دونوں کی وجہ سے کھائی جانے والی گولیوں کا تجربہ ہے۔"

"زیادہ تکلیف کس گولی نے دی تھی؟" بے اختیار وہ پوچھ بیٹھی۔

"دوستی والی نے۔" وہ بند کتاب آج کُھل رہی تھی۔ دوسروں کو اپنے صفحے پڑھنے دے رہی تھی۔ "آج تک دیتی ہے۔" وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔ وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئی تھی۔

"لگتا ہے ہم نے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ باتیں کر لی ہیں۔" وہ شرمندہ سی کہہ رہی تھی۔

"میری زندگی میں سنجیدگی کے سوا اور کچھ نہیں۔"نا جانے وہ کیوں کہہ بیٹھا تھا۔"ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگی میں صرف سنجیدگی ہی ہوتی ہے۔میں بھی انہی لوگوں میں سے ہوں۔"

"ایسے لوگوں کو اپنی زندگی میں تھوڑی سی غیر سنجیدگی شامل کرنی چاہیے۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک سنجیدہ شخص کے لیے اپنے اندر غیر سنجیدگی پیدا کرنا آسان نہیں ہوتا ہے۔"

"تو پھر زندگی میں کسی غیر سنجیدہ شخص کو شامل کر لیں۔کمپنی اچھی ہو گی تو انسان خود بھی اچھا ہو جاتا ہے۔"

وہ اس کی بات پر ہنسا تھا۔

"میری کوشش جاری ہے۔انشاءاللہ یہ ضرور ہو گا۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

وہ کچھ دیر اور بات کرتے رہے پھر کال بند کرتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔

اسے اپنے کمرے میں نیچے بیٹھے رایان اور اس لڑکی کے قہقہوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

آج رات گھر پر رہنا اس کے لیے دو بھر ہونے والا تھا۔ اس مکان میں رہتے ہوئے ان مکینوں کے گناہ دیکھ دیکھ کر اب اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ گاڑی کی اسمارٹ کی ہاتھ میں پکڑے اپنے کمرے سے نکلا۔ نیچے لاؤنج میں وہ دونوں ڈنر ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ان پر ایک بھی نگاہ ڈالے بغیر داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہاں البتہ اس لڑکی نے اسے مڑ کر اچھی طرح دیکھا تھا۔ اور رایان نے یہ بات بہت اچھے سے نوٹ کی تھی۔

وہ خوبصورت تھا لیکن اس کی خوبصورتی عورتوں کو اسے دیکھنے پر مجبور نہیں کرتی تھی۔ بلکہ اس کا کسی عورت کو بھاؤ نہ دینا عورتوں کو اسے غور سے دیکھنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ وہ ہر اس عورت کو جو اسے پانا چاہتی تھی، کچھ مزید پُر کشش لگنے لگتا تھا۔ اور رایان کو یہ بات اپنی موجودگی میں کسی کانٹے کی مانند چُبھتی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

اس کا زخم گہرا تھا اور ڈاکٹر نے دو ہفتوں تک آرام کرنے کی تاکید کی تھی۔ اس بات سے عاہل اور عصام دونوں واقف تھے۔ عاہل نے اس سے ملنے کی کوئی خواہش نہ کی تھی اور نہ ہی عصام نے اس پر پلان جاری رکھنے کا کوئی دباؤ ڈالا تھا۔ ہاں البتہ پھول بھیجنے کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ اب وہ اسے 88 گلاب نہیں بھیجتا تھا بلکہ ان کی تعداد ہر بار مختلف ہونے لگی تھی۔ ہر بار گلابوں کا گلدستہ ملنے پر وہ عصام کو گلابوں کی تعداد میسیج کر دیتی اور وہ ان کا مطلب بتا دیتا۔

جیسے 5 گلابوں کا مطلب تھا کہ پھول بھیجنے والا سامنے والے کے لیے اپنی پرواہ اور محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ 24 گلابوں کا مطلب تھا کہ سامنے والا چوبیس سو گھنٹے پھول بھیجنے والے کے دل و دماغ پر سوار رہتا ہے۔ اور 30 گلابوں کا مطلب تھا کہ پھول بھیجنے والا سامنے والے کے لیے اپنی وفاداری کا اظہار کر رہا ہے۔

وہ عصام سے معنی جاننے کے بعد پھولوں کا گلدستہ ہمیشہ کی طرح ڈسٹ بن میں پھینک دیتی تھی۔ اسے عاہل مستجاب کے بھیجے ہوئے پھولوں میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اور عصام ہر بار یہ

جان کر کہ وہ عاہل کے بھیجے ہوئے پھول ڈسٹ بن میں پھینک دیتی تھی، ہنس دیتا تھا۔ وہ شاید اس کی اس حرکت سے بہت محظوظ ہوتا تھا۔

ایک دن شام کو عاہل کی کال آئی تو اس نے یونہی بات کرتے ہوئے اس سے پھولوں کے متعلق پوچھ لیا۔

"تم نے کہا تھا کہ تم پھول نہیں بھیجو گے؟" اس کے استفسار پر کال کی دوسری طرف عاہل مسکرایا تھا۔

"تم نے کہا تھا کہ میں تمہیں 88 پھول نہ بھیجوں۔ یہ نہیں کہ پھول ہی نہ بھیجوں۔" اس نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا تھا۔ اس کے جواب پر وہ دنگ رہ گئی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

دو ہفتے گزر گئے تھے اور زویا کا زخم بھی کافی حد تک ہیل ہو چکا تھا۔ اس وقت وہ شام کو اپنے پہننے کے لیے کوئی ڈریس دیکھ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ عصام سے بھی کال پر بات کر رہی تھی۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ آئیڈیا کچھ زیادہ اچھا نہیں ہے؟"اس کی آواز میں پریشانی کی ہلکی سی رمک محسوس ہوتی تھی۔

"نہیں۔مجھے لگتا ہے کہ یہ ایک پرفیکٹ آئیڈیا ہے۔"اس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہا تھا۔

آج شام وہ موحد کے ایک دوست کی طرف سے آرگنائز کی گئی ایک پارٹی میں جانے والی تھی۔پارٹی میں عاہل بھی ہونے والا تھا اور فاقر ضیاء بھی۔فاقر ضیاء ایک مشہور انڈسٹریئلسٹ اور انویسٹر تھا۔لیکن اس کی ساکھ کافی خراب تھی۔وہ بہت خطرناک انسان تھا اور بدلہ لینے سے کتراتا نہیں تھا۔اوپر سے وہ عاہل کا دشمن بھی تھا۔ایسے میں زویا کا فاقر ضیاء سے کسی بھی قسم کا میل ملاپ پُرخطر ثابت ہو سکتا تھا اور عصام اس کے خلاف تھا۔

"زویا۔فاقر ضیاء کی ریپیوٹیشن کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے۔وہ خطرناک آدمی ہے۔یوں اس سے سیدھا جا کر انویسٹمنٹ کی بات کرنا؟مجھے نہیں لگتا کہ یہ ٹھیک ہے!"

"میں اس سے انویسٹمنٹ کی بات نہیں کرنے والی! میں صرف عاہل سے جھوٹ بولوں گی۔ صرف اسے ایک تاثر دوں گی۔ اسے یہ باور کرواؤں گی کہ میں اس کے دشمن کے ساتھ بھی کام کر سکتی ہوں۔ عاہل کے پاس انویسٹرز نہیں ہیں۔ اس وقت سب کچھ اس کی جان پر بن آیا ہے۔ اگر میں اس کے دشمن کے پاس ایک انویسٹر بن کر جاؤں تو ضرور وہ کوئی فیصلہ لینے پر مجبور ہو جائے گا! میں اسے آلریڈی ڈنر پر یہ کہہ کر کہ میں یہاں پاکستان میں انویسٹ کرنا چاہتی ہوں، اسے لیڈ دے چکی ہوں۔ اس بار لیڈ دینے پر وہ ضرور مجھ سے انویسٹمنٹ کی کوئی نہ کوئی بات کرے گا۔" وہ حد درجہ مطمئن تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن پھر بھی اپنا خیال رکھنا۔ میں نہیں چاہتا کہ اب تمہیں مزید کوئی نقصان پہنچے۔" اس کی آواز میں فکر واضح تھی۔

"ہمم۔ میں خیال رکھوں گی۔" وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

پارٹی میں بہت سے نامی گرامی لوگ موجود تھے۔ان سب لوگوں کا تعلق پاکستان کی سیاست، بیورو کریسی،انڈسٹری،بزنس،میڈیا اور شوبز سے تھا۔وہ سنہرے رنگ کی پورے آستین کی ٹخنوں تک آتی میکسی زیب تن کیے ہوئے تھی۔ میکسی کے گلے اور گھیر پر ہلکا سا سلور رنگ کا کام تھا۔بالوں کا میسی بن بنایا گیا تھا۔کانوں میں چھوٹے سے اسٹڈ ایئر نگز تھے اور ہاتھ میں کلچ۔میک اپ ہلکا تھا۔نگاہیں اینٹرنس پر جمی ہوئی تھیں۔عاہل مستجاب کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

اگلے لمحے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔گہرا بھورا سوٹ اور سفید ڈریس شرٹ جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔کلائی میں سلور گھڑی تھی۔وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔

اندر داخل ہوتے ساتھ ہی اس نے نظریں گھما کر دیکھا۔اگلے لمحے ہی اس کی نظریں زویا پر آ کر رکیں۔زویا بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ بھی مسکرا دی۔

عاہل قدم قدم لیتا اس کی طرف آیا تھا۔

"یور آر لوکنگ گڈ۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"یو ٹو۔"اس نے بھی مسکرا کر کہا تھا۔

"میں تمہارا یہاں آنا ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا۔" وہ اس کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"کیوں؟" اس کے آبرو تعجب سے اکھٹے ہوئے۔

"تم الگ قسم کی عورت ہو۔" وہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے کہہ رہا تھا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھی نہیں۔" اس نے آبرو نا سمجھی سے سکیڑے۔

"تم آج تک صرف فیشن شوز، چیریٹی ایونٹس اور آکشنز پر ہی گئی ہو۔ لیکن لگتا ہے کسی نے تمہیں بتایا نہیں کہ یہ کوئی عام الیٹ کلاس کی پارٹی نہیں ہے۔ یہاں پر تمہیں جتنی بھی عورتیں نظر آرہی ہیں وہ سب یا تو ٹرافی وائفز ہیں یا پھر vamps۔" وہ کہہ رہا تھا اور زویا نے اس کی طرف ایک جھٹکے سے دیکھا۔

اسی لمحے اسے اندازہ ہوا کہ وہ عصام کی بات نہ مان کر بہت بڑی غلطی کر چکی تھی۔

"ویلکم ٹو دی ڈارک سائیڈ آف پاکستانی الیٹ کلاس!" وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔ "ویسے تم یہاں کیوں آئی تھیں؟"

"میں نے تمہیں بتایا تھا کہ مجھے انویسٹ کرنا ہے۔ تو بس یہاں ایک اچھا انویسٹر ڈھونڈ رہی ہوں۔" وہ خود کو کمپوز کرتی کندھے اچکاتی کہہ رہی تھی۔

"تو یہاں کس پر نظر ہے؟"

"فاقر ضیاء۔" اس نے سادہ سے انداز میں کہا لیکن عاہل نے اسے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔

"فاقر ضیاء؟ کیوں؟"

"فاقر ضیاء کا پاکستان کی بزنس انڈسٹری میں ایک نام ہے۔ اور ویسے بھی آج کل سننے میں آیا ہے کہ وہ کوئی نیا پراجیکٹ کر رہے ہیں اور اس کے لیے وہ کچھ انویسٹرز سے بھی مل رہے ہیں۔ موحد نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ مجھے ان سے ملوا دے گا۔" وہ مسکرائی تھی۔

"موحد کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بیلیو می! فاقر ضیاء تمہارے کام کا آدمی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک بہت گھٹیا آدمی ہے۔" آخری جملہ وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔

"تم تو یہ کہو گے ہی۔ وہ سابقہ منسٹر آف انٹیریئر اینڈ نارکوٹکس کنٹرول رہ چکے ہیں۔ اگر اس بار تمہاری گورمنٹ نہیں آتی تو وہ دوبارہ سے اس وزارت کو سنبھالیں گے اور پھر تمہارا بزنس کرنا مشکل ہو جائے گا۔" وہ آخر میں مسکرائی تھی۔

"پولیٹکس میں آجاؤ زویا! بہت آگے جاؤ گی!" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تم کیوں نہیں آجاتے پولیٹکس میں؟ اور پھر تمہارا تو پورا فیملی بیک گراؤنڈ بھی پولیٹکس ہی ہے!" وہ اس کی طرف دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"مجھے پولیٹکس میں انٹرسٹ نہیں ہے۔ مجھے بزنس میں انٹرسٹ ہے۔"

"مجھے بھی۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کیا؟ بزنس میں انٹرسٹ ہے؟" وہ اس کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔ زویا نے اس کی طرف چہرہ موڑا۔

"نہیں۔ بزنس مین میں۔" اس نے مسکرا کہا تھا۔ وہ بے ساختہ ہی مسکرا دیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی زویا کے قریب ایک ویٹر آیا تھا۔اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے میں شراب کے گلاس تھے۔اس نے ٹرے زویا کے آگے کی تو اس نے منع کر دیا۔ٹرے عاہل کی طرف بڑھائی تو اس نے بھی منع کر دیا۔

"امریکہ میں رہ کر آئی ہو اور شراب سے دوری؟حیرانی ہوئی مجھے۔"حیرانی سے زیادہ اسے زویا کا شراب کے گلاس کو ہاتھ نہ لگانا اچھا لگا تھا۔

"تم ڈرگز کرتے ہو؟"

"نہیں۔"

"شراب پیتے ہو؟"

"ابھی تمہارے سامنے میں نے انکار کیا ہے۔"

"ڈرگ مافیا لارڈ ہو اور نشے سے دوری؟حیرانی ہوئی مجھے!"اس نے عاہل کے انداز میں کہا تو وہ کُھل کر ہنس دیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر کے لیے وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

"مجھے لگتا ہے کہ تمہیں واپس چلے جانا چاہیئے۔ تم یہاں بنا وجہ پریشان ہوتی رہو گی۔ اوپر سے یہاں تمہاری کِٹی پارٹی والی دوستیں بھی نہیں ہیں۔ کس کے ساتھ بات کرو گی؟" اس کے لہجے سے فکر جھلک رہی تھی۔

"اگر یہ اتنی ہی بُری جگہ ہے تو تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کیا تم بھی ان مردوں کی طرح عور۔۔۔" وہ مزید کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی عاہل نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔

"اس قسم کی پارٹیز میں آنا میری مجبوری ہے۔ جس کلاس سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں لوگوں سے میل ملاپ رکھنا پڑتا ہے۔ اس کلاس میں سوشل ہونا ضروری ہے۔ سب سے کٹ کر نہیں رہا جا سکتا۔ کیونکہ ایٹ دی اینڈ آف دی ڈے مجھے انہی لوگوں کے ساتھ کام کرنا ہے۔ ہاں مگر میں تمہیں ایک بات کی گیرنٹی دیتا ہوں۔"

"کس بات کی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہی کہ یہاں موجود عورتوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی کبھی رہا ہے۔ہاں مگر آج ایک ایسی عورت ہے جو میری نظروں کا محور رہنے والی ہے۔"وہ مسکرایا تھا۔

"کون؟"وہ اس کی بات سن کر حیران ہوئی تھی۔

"تم۔"وہ مسکرا کر کہتا پلٹ گیا تھا۔

وہ حیران سی اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا۔لیکن اسے بار بار زویا کی پرواہ کھائے جا رہی تھی۔وہ امریکہ کے جس بھی ماحول سے آئی تھی لیکن وہ یہاں کے ماحول سے واقف نہیں تھی۔وہ بار بار اس کی طرف متوجہ ہوتا تھا جو ایک صوفے پر سب سے ہٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔اسے یہاں نہیں ہونا چاہیئے تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے دیکھا کہ موحد زویا کے ساتھ آ کر بیٹھا تھا۔اس نے اس سے کچھ کہا اور پھر اسے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔شاید وہ اسے فاقر ضیاء سے ملوانے لے جا رہا تھا۔عاہل اپنے دوستوں

سے معذرت کرتا اس کے پیچھے گیا تھا۔اس موحد کو تو وہ بعد میں دیکھے گا پہلے زویا کو یہاں سے نکال لے۔

وہ اسے ایک ادھیڑ عمر مرد سے ملوا رہا تھا۔زویا نے موحد سے پارٹی میں فاقر ضیاء سے ملنے کے بارے میں سرسری سا کہا تھا۔اس نے سوچا تھا کہ اگر کل کو عاہل موحد سے فاقر ضیاء کے متعلق کچھ پوچھے تو وہ جھوٹی نہ پڑے۔اسے تو بس عاہل کے سامنے اپنا ایک تاثر پیش کرنا تھا لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ موحد اسے سچ میں اس سے ملوانے لے آئے گا۔اور وجہ یہ تھی کہ موحد فاقر ضیاء کو جانتا تھا۔اور فاقر ضیاء کی نظر اس پارٹی میں زویا پر پڑی تھی۔ موحد زویا کو اس سے فاقر کے کہنے پر ہی ملوا رہا تھا۔فاقر ضیاء کی ساکھ غیر قانونی دھندوں کے علاوہ بھی ایک اور وجہ سے خراب تھی اور وہ تھی ہر خوبصورت عورت پر اپنی نظریں رکھنا۔وہ بھی زویا سے صرف اسی لیے ملنا چاہتا تھا۔عاہل بھی زویا کو فاقر سے اسی لیے نہیں ملنے دینا چاہتے تھے۔زویا کو اب اندازہ ہوا تھا کہ اس کا پلان بُری طرح سے فلاپ ہو گیا تھا اور وہ بہت بُرا پھنسی تھی۔

موحد انہیں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ہال کے اس حصے میں لوگ بہت کم تھے۔اسے شدید گھبراہٹ ہو رہی تھی اور گھبراہٹ کی وجہ فاقر کی ہوس سے بھری نظریں تھیں۔

"آپ کو یہاں پہلے کبھی دیکھا نہیں؟"فاقر نے شراب کے گلاس کو لبوں سے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"ابھی کچھ وقت پہلے ہی میں امریکہ سے یہاں پاکستان شفٹ ہوئی ہوں اس لیے۔"وہ بدقت مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

اس نے سر کو خم دیا تھا۔اس کی نظریں ابھی تک زویا کے جسم کو اوپر سے نیچے تک کسی ایکسرے مشین کی طرح اسکین کر رہی تھیں۔وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

"ایکسکیوز می۔"وہ مسکرا کہتی ابھی پلٹی ہی تھی کہ اسے اپنے عین سامنے عاہل کھڑا نظر آیا۔

زویا نے چہرہ اٹھا کر عاہل کی طرف دیکھا جو چہرہ جھکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ان دونوں کی نظریں آپس میں ملیں۔ہیزل آنکھوں میں ایک عجیب سی وحشت تھی، خوف تھا،عدم تحفظ تھا۔

سیاہ آنکھیں برف کی مانند سرد لگ رہی تھیں جو ہیزل آنکھوں سے ملنے پر نرم پڑی تھیں۔

فاقر نے بہت غور سے عاہل کی نظروں کے ارتکاز کو دیکھا تھا۔

"عاہل مستجاب عورتوں میں کب سے دلچسپی لینے لگا؟"فاقر کا انداز معنی خیز تھا۔عاہل نے زویا پر سے اپنے نظریں ہٹائیں۔ پھر وہ مسکرایا اور فاقر کے قریب جا کھڑا ہوا۔

وہ فاقر کے کان کے قریب جھکا برف جیسے سرد لہجے میں کہہ رہا تھا "Take your eyes off her!"۔

"ورنہ؟"اس کا انداز چیلنج کرنے والا تھا۔

"ورنہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم صبح کا سورج نہیں دیکھ پاؤ گے!"وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔فاقر کے چہرے کے تاثرات یکدم بدلے تھے۔وہاں اب قدرے پریشانی تھی۔

عاہل مستجاب اگر وعدہ کرتا تھا تو اسے ہر صورت پورا بھی کرتا تھا۔وہ پلٹ کر زویا کی طرف آیا۔

"چلو یہاں سے۔"رعب تھا یا کیا؟وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"منع کیا تھا میں نے تمہیں! لیکن تمہیں بہت شوق تھا اس گھٹیا آدمی سے ملنے کا!" وہ راستے میں غصے سے کہتا آرہا تھا۔

وہ اسے ساتھ لیے پارٹی سے نکل کر پارکنگ لاٹ میں آگیا تھا۔

"بھوکے کتے کی طرح دیکھ رہا تھا وہ تمہیں! لیکن تمہیں میری بات کہاں سمجھ آتی ہے؟" وہ ایک جھٹکے سے پیچھے مڑ کر اس پر برسا تھا۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ تھما تھا۔ اس نے زویا کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں شدید سُرخ پڑ رہی تھیں۔ شاید وہ اتنی دیر سے اپنے آنسو روکے ہوئے تھی۔ اس کے چہرے پر بے تحاشا خوف تھا۔

وہ لڑکی ڈری ہوئی تھی اور وہ اس پر چلائے جا رہا تھا۔ اس نے خود کو ملامت کی۔ پھر ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"زویا۔" اس نے بہت مدھم لہجے میں کہا تھا۔

"میں جانتی ہوں میری غلطی ہے۔ میں نے بس موحد سے کہا تھا کہ وہ مجھے فاقر ضیاء سے ملوادے۔ اس نے کہا تھا کہ اگر آج میں پارٹی میں آؤں تو وہ مجھے اس سے ملوادے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر مجھے ہر گز نہیں پتا تھا کہ یہ کوئی نارمل پارٹی نہیں تھی۔"وہ اب بھی اپنے آنسو ضبط کیے کھڑی تھی۔"آئی ایم سوری۔"اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔

وہ خاموش ہو گیا۔

"کیا تم اکیلے گھر جا سکتی ہو؟اگر نہیں تو گاڑی میں بیٹھو۔میں تمہیں گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔ تمہاری گاڑی آدم تمہیں صبح دے جائے گا۔"وہ اب کہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

وہ خاموشی سے چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"اتنی پرواہ کیوں ہے تمہیں میری؟"اب کہ اس کا انداز بلکل سنجیدہ تھا۔

"کیونکہ محبت ہو گئی ہے تم سے۔"وہ روانی میں کہہ گیا تھا لیکن اگلے لمحے ہی اسے اندازہ ہوا کہ وہ غلطی کر بیٹھا تھا۔شرمندگی کے ایک احساس نے اسے گھیر لیا تھا۔

وہ اس کی بات پر چند لمحے کچھ بھی بول نہ سکی۔

"میں خود ہی گھر چلی جاؤں گی۔"اس نے آہستہ سے کہا۔

"آر یو شیور؟"عاہل نے پوچھا تو زویا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"گھر پہنچ کر میسج کر دینا مجھے۔"وہ کہہ کر اپنی گاڑی کی طرف چل دیا تھا۔

وہ اسے جاتا دیکھتی رہی پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب اسے موحد کی کال آئی۔ موبائل گاڑی سے کونیکٹڈ تھا سو آواز گاڑی کے اسپیکر سے باہر نکل رہی تھی۔

"عاہل تم اتنی جلدی پارٹی سے کیوں چلے گئے اور وہ زویا کہاں ہے؟ فاقر کا موڈ سخت خراب ہے۔ وہ ایسے کیسے اسے چھوڑ کر جا سکتی ہے؟"وہ تیزی سے کہہ رہا تھا جب عاہل نے اسے بیچ میں ٹوکا۔

"میری بات کان کھول کر سنو موحد! آج کے بعد تم زویا کا کوئی کام نہیں کرو گے۔ ورنہ میری اور تمہاری دوستی ہمیشہ کے لیے ختم سمجھو۔"وہ شدید غصے میں تھا۔"اور ہاں خبر دار! خبر دار موحد! جو تم نے زویا کو اس غلاظت میں ڈھکیلنے کی کوشش کی! اگر تم نے دوبارہ

ایسا کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا!"موحد پر برسنے کے بعد اس نے اس کی بات سنے بغیر ہی کال کاٹ دی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ گھر آئی تو بہت ڈسٹرب تھی۔عاہل مستجاب نے اس سے اظہارِ محبت کیا تھا؟نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔یہ سب تو پلان کا حصہ نہیں تھا۔یہ نہیں ہو سکتا تھا۔عاہل مستجاب جیسے مرد کو کسی عورت سے محبت نہیں ہو سکتی تھی۔اور وہ بھی اس سے؟نہیں یہ نہیں ہو سکتا تھا!ہاں اسے عاہل سے نفرت تھی وہ اسے برباد بھی کرنا چاہتی تھی لیکن ناجانے کیوں یہ بات جان کر وہ اس کی طرف سے نرم پڑ رہی تھی۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟تم زویا ہو!زویا!بھاڑ میں جائے اس آدمی کی محبت!وہ بس فلرٹ کر رہا ہے۔یہ محبت نہیں ہے!"وہ بیڈ پر اپنا کلچ پٹختی خود سے کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن اگر وہ اس سے محبت نہیں کرتا تھا تو پھر اپنے سب سے بڑے دشمن کے سامنے صرف اس کے لیے کیوں آ کھڑا ہوا؟ وہ فاقر کے سامنے اس کی ڈھال کیوں بنا؟ یہ ہو کیا رہا تھا آخر؟

اسے اپنا دماغ پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ تبھی اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ اس نے اسکرین دیکھی۔ عصام کالنگ۔ کیا اسے عصام کو یہ سب بتانا چاہیئے؟ اسے بتانا پڑے گا لیکن وہ اسے اپنی فاقر والی غلطی نہیں بتائے گی۔ ہاں یہ ٹھیک تھا۔ اگر عصام کو اس کی غلطی معلوم ہوئی تو وہ اس سے بہت ناراض ہو گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"پارٹی سے واپس آ گئیں؟" کال پر اس کی آواز ابھری تھی۔

"ہاں۔ ابھی ابھی گھر آئی ہوں۔" اس نے نارمل سے انداز میں کہا۔

"تو پھر سب کیسا رہا؟ کوئی پرابلم تو نہیں ہوا؟" اس کے انداز سے تشویش جھلکتی تھی۔

زویا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ سوکھے ہونٹ تر ہوئے۔

"ہاں۔ سب ٹھیک رہا۔ میری فاقر سے بھی ملاقات ہوئی اور۔۔۔"وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"اور؟"

"اور مجھے فاقر کے ساتھ بات کرتا دیکھ عاہل جیلس ہو گیا اور اس نے مجھ سے اظہارِ محبت کر دیا۔"وہ تیزی سے کہہ گئی تھی۔ہاں وہ سچ کا ایک الگ ورژن اسے سنا رہی تھی لیکن اس وقت وہ اور کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

دوسری طرف گہری خاموشی چھا گئی۔ہاں البتہ عصام کا حلق تک کڑوا ہو چکا تھا۔

"اس نے تم سے اظہارِ محبت کیا؟"زویا کے لیے اس کی آواز سے معلوم کرنا مشکل تھا کہ وہ کیا محسوس کر رہا تھا۔

"ہاں۔ لیکن یہ پلان میں نہیں تھا عصام! ہمارا پلان صرف مجھے عاہل کے سامنے ایک امیر آسامی کی طرح ظاہر کرنا تھا تاکہ وہ مجھے ایک پوٹینشل انویسٹر سمجھے! ہمارا پلان اسے "Honey Trap" کرنا نہیں تھا!" وہ تیزی سے کہہ رہی تھی۔

"ہاں تو پلان بدلا بھی جا سکتا ہے۔" اس نے اپنے حلق میں موجود کڑواہٹ کو زائل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بڑے ہی نارمل سے انداز میں کہا تھا۔ زویا کے تو سر پر لگی تلووں میں بجھی تھی۔

"مزاق چل رہا ہے یہاں؟" وہ پھٹ پڑی تھی۔ "تم مجھے ایک ڈرگ لارڈ کی جاسوسی کرنے کے لیے ہائر کرتے ہو۔ پھر مجھے اپنے اصل مقصد سے دور رکھتے ہو۔ پھر سب سے آخر میں تم مجھے ایک پلان سے آگاہ کرتے ہو وہ بھی وہ پلان جس کا اختتام تک مجھے معلوم نہیں ہے! تمہیں ایسی بہت سی باتیں پہلے سے معلوم ہوتی ہیں جن کا معلوم ہونا تمہارے لیے ممکن نہیں ہے! تم مجھے کسی کٹھ پتلی کی طرح قابو کر رہے ہو! مجھے اپنی انگلیوں کے اشاروں پر نچا رہے ہو! خود تم عصام! خود تم چُھپ کر بیٹھے ہو! تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کسی کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی نقصان پہنچے گا تو وہ میں ہوں! صرف مجھے نقصان پہنچے گا! صرف میں ماری جاؤں گی! تمہیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ تم آخر چُھپ کر کہاں بیٹھے ہو! تم نے تو آج تک مجھے یہ بھی نہیں بتایا کہ تم نے مجھے ہی کیوں اس سب کے لیے ہائر کیا؟ اور اس سب کے بعد بھی میں تم پر اندھا بھروسہ کیے بیٹھی ہوں!" وہ آخر میں چلائی تھی۔

وہ خاموشی سے اس کی ساری بات سنتا رہا تھا۔ سانس لیے بغیر۔ بلکل خاموشی سے۔

"ہو گیا تمہارا؟ اب میں جو بھونک رہا ہوں وہ ذرا کان کھول کر سن لو!" وہ چیخ نہیں رہا تھا لیکن اس کا لہجہ حد درجہ تلخی لیے ہوئے تھا۔ زویا کو اس کا لہجہ سن کے جھٹکا لگا۔ "اگر تمہاری یادداشت ٹھیک سے کام کر رہی ہو تو یاد کرو کہ میں نے تمہیں زبردستی ہائر نہیں کیا تھا۔ تم اپنی مرضی سے اس سب میں شامل ہوئی تھیں۔ میں نے تمہیں کئی بار منع کیا۔ کئی بار سمجھایا کہ اس سب میں جان کا خطرہ بھی ہو سکتا ہے لیکن تمہیں بدلہ چاہیئے تھا پتا نہیں کس کا!" اس کی آواز بلند ہو رہی تھی۔

زویا حق دق سی اسے سن رہی تھی۔ وہ اس کا یہ ترش لہجہ پہلی بار سن رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تمہیں اصل کہانی سے یا یوں کہہ لو کہ اصل پلان سے اس لیے دور رکھتا ہوں کیونکہ تم ایک بہت ہی جذباتی لڑکی ہو جسے اپنے کام اور جذبات کو الگ الگ رکھنا نہیں آرہا!" وہ ایک لمحے کے لیے رکا، جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔ "کہیں ایسا تو نہیں زویا کہ تمہیں بھی عاہل مستجاب سے محبت ہو گئی ہے اور اب تم اس سے بدلہ نہیں لینا چاہتیں؟" اس کی آواز سے لگتا تھا کہ وہ آخر میں مسکرایا تھا۔

زویا کا خون کھول اٹھا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی!" اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلاؤ نہیں زویا! چلاؤ نہیں! کیونکہ اگر میں چلانے پر آیا تو تمہاری آواز تک بند ہو جائے گی!" وہ دنگ رہ گئی تھی۔ کیا وہ اس سے اس طرح بھی بات کر سکتا تھا؟

"میں تمہیں نہ تو کنٹرول کر رہا ہوں اور نہ ہی تم میری غلام ہو! تم چاہو تو ابھی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جا سکتی ہو۔ بلکہ ابھی چلی جاؤ۔ آئی ڈونٹ گو آڈیم فک! لیکن یاد رکھنا تم عاہل اور اس سے جڑے لوگوں کی نظر میں آچکی ہو۔ تمہاری اصلیت پتا چلتے ساتھ ہی وہ تمہارے ساتھ

کیا کریں گے یہ مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ تم پہلے سے جانتی ہو!اور جہاں تک بات ہے کہ میں نے تمہیں کیوں ہائر کیا تھا؟میں نے تمہیں اس لیے ہائر کیا تھا کیونکہ تم خوبصورت ہو!کوئی بھی مرد تمہیں دیکھ کر فدا ہو جاتا بس اس لیے میں نے تمہیں ہائر کیا! ورنہ اور تم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ میں تم پر اپنے کروڑوں اڑاتا پھروں!"وہ عجیب سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔اور کھٹ۔عصام نے اگلے ہی لمحے کال کاٹ دی تھی۔

وہ وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔موبائل ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔اس نے بے یقینی کے عالم میں موبائل کی اسکرین دیکھی۔کیا یہ وہی عصام تھا جس نے اس رات اسے ان لڑکوں سے بچایا تھا؟کیا یہ وہی عصام تھا جس کا نام سنتے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ امڈ آتی تھی؟کیا یہ وہی عصام تھا جو اس کی باتوں پر ہنس دیا کرتا تھا؟

آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا جو اس کی آنکھوں سے اس وقت بہہ نکلا تھا۔وہ ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔وہ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

وہ اس کی محبت میں مبتلا تھی اور وہ یہ بات بھی جان نہ سکا؟

اس نے ابھی تک لباس نہیں بدلا تھا۔ وہ ابھی بھی اپنے پارٹی والے حلیے میں ہی تھی۔ لیکن اسے پرواہ نہ تھی۔ اس نے اپنے گھٹنوں کو سینے سے لگایا پھر آہستہ سے اپنے بازوان کے گرد حمائل کرتے ہوئے اپنا سر گھٹنوں پر رکھ دیا۔ آنکھیں موند لیں۔ لیکن بند آنکھوں سے اب بھی نمکین پانی کے قطرے بنا رکے بہہ رہے تھے۔

اسے احساس ہو رہا تھا کہ۔۔۔ وہ بہت بُری طرح پھنس گئی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

صبح اس کی آنکھ کھلی تو اسے اپنی کمر میں تکلیف سی محسوس ہوئی۔ وہ سیدھی ہوئی۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ رات کو کیا ہوا تھا۔ ایک جھماکے سے اس کا ذہن رات کی تمام تلخ یادوں سے بھر گیا۔ پارٹی میں فاقر کی ہوس بھری نگاہیں اور عاہل کا اظہارِ محبت کرنا، پھر گھر آنے کے بعد عصام کا کال پر اس کے ساتھ رویہ۔ وہ روتے ہوئے ہی فرش پر سو گئی تھی اور اسی لیے اس کی کمر میں درد بھی تھا۔ دل یکدم ہی بجھ سا گیا تھا۔ اس کا موبائل بھی اس کے ساتھ ہی فرش پر گرا ہوا تھا۔ اس نے موبائل اٹھا کر اس کی اسکرین

آن کی۔ اس نے پارٹی سے آنے کے بعد عصام سے تقریباً دس بجے بات کی تھی۔ اور اس وقت اسکرین پر اس کے سامنے ایک بجے کے بعد سے عصام کی مسڈ کالز کا ایک سلسلہ تھا جو کہ صبح چھ بجے تک جاری رہا تھا۔ اس نے وقت دیکھا۔ اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔ وہ اسے سو سے زائد مسڈ کالز کر چکا تھا۔ اسے نہ کوئی خوشی محسوس ہوئی، نہ دکھ اور نہ ہی کوئی حیرانی۔ اسے عصام کی کالز سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا اور نہ ہی اس نے اسے دوبارہ کال کرنے کا کوئی ارادہ کیا تھا۔ وہ ابھی تک اپنی کل رات کی بے عزتی نہیں بھولی۔ اور پھر اس کی عزتِ نفس اتنی بھی معمولی نہ تھی کہ وہ کل رات کو ہوئی اپنی تذلیل صبح تک بھول جاتی۔ اس نے کبھی عصام کے لہجے میں اپنے لیے اتنی تذلیل اور تلخی محسوس نہیں کی تھی۔ اسے اب فرق نہیں پڑتا تھا۔ اگر اب وہ اسے دوبارہ بھی کال کرتا تو بھی وہ اس کی کال نہیں اٹھانے والی تھی۔

وہ اٹھی اور پھر الماری تک آئی۔ اندر سے کپڑے نکالے اور واشروم کی طرف بڑھ گئی۔ وہ ابھی تک رات والے لباس میں ہی تھی۔ وہ واشروم سے نکلی تو لباس بدلا ہوا تھا۔ سیاہ ٹراؤزرز اور شرٹ کے ساتھ پونی میں بندھے ہوئے بال۔ چہرہ اب میک اپ سے پاک تھا۔

اس نے اپنا موبائل بیڈ کے ساتھ موجود دراز میں رکھ دیا اور پھر اپنا دوسرا موبائل اٹھائے نیچے کچن میں آ گئی۔ کچن میں آ کر اس نے اپنے لیے ناشتہ تیار کیا اور پھر وہیں کچن کاؤنٹر پر بیٹھ گئی۔ وہ بریڈ پر مکھن لگائے ٹوسٹ کھا رہی تھی۔ ساتھ ایک مگ تھا۔ وہ ٹوسٹ کھا چکی تو مگ اٹھا کر لبوں سے لگا لیا لیکن اگلے لمحے ہی اسے جیسے جھٹکا لگا۔ وہ ہاٹ چاکلیٹ تھی۔ وہ روزانہ ہاٹ چاکلیٹ ہی پیتی تھی لیکن آج تو اس نے اپنے لیے کافی بنائی تھی؟ اسے عصام کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ وہ روزانہ صبح ناشتے میں ہاٹ چاکلیٹ پینے لگ گئی تھی اور اسے لاشعوری طور پر اس بات کا اندازہ تک نہ ہوا تھا لیکن آج اسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک شخص اس کے اعصاب پر سوار ہو چکا تھا۔ اس نے غصے سے ہاٹ چاکلیٹ کا کپ بیسن میں الٹ دیا اور کپ بھی زور سے بیسن میں پھینک دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے اس آدمی کو اتنی چھوٹ کیسے دے دی کہ وہ اس کے ہر فیصلے کو کنٹرول کرنے لگ گیا تھا؟اس بار وہ یہ سوچ کر ڈسٹرب نہیں تھی وہ شدید غصے میں تھی۔

اسی لمحے اس کا موبائل بجا تھا۔اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا۔عاہل کالنگ۔اب اسے کیا مصیبت تھی؟اس کا موڈ اس وقت حد درجہ خراب تھا۔لیکن اس نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کال اٹھالی۔

"تم نے مجھے گھر پہنچ کر میسج نہیں کیا؟"کال اٹھاتے ساتھ ہی اس نے پہلا سوال زویا سے یہی پوچھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سوری۔میرے ذہن میں ہی نہیں رہا۔"اس کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ شرمندہ تھی۔

"تم ٹھیک تو ہو؟"اس کی آواز میں فکر گھلی ہوئی تھی۔

وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔ایک وہ تھا جسے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ تھی کہ اس کے الفاظ کس طرح اس کی ذات کو تکلیف دے رہے تھے اور ایک یہ تھا جسے اپنی اتنی مصروف زندگی میں

بھی صبح کے آٹھ بجے اسے کال کرنا نہیں بھولا تھا۔وہ موازنہ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن کر رہی تھی۔

"ہمم۔میں ٹھیک ہوں۔مجھے کیا ہونا ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تم کل رات بہت ڈسٹرب تھیں۔"اس نے آہستہ سے کہا۔

"وہ بس فاقر کی حرکت کی وجہ سے وقتی تھا۔"اس نے بھی مدھم سا کہا تھا۔فاقر کا نام سننے پر عاہل کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

وہ دونوں کچھ دیر تک خاموش ہو گئے۔

"زویا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔آج مل سکتی ہو؟"

"ہمم۔میں شام کو کلب آجاتی ہوں؟"اس نے ہلکا سا مسکرا کر پوچھا تھا۔

"ہاں۔یہ ٹھیک رہے گا۔پھر شام کو ملتے ہیں۔"

"اوکے۔"اس نے بات ختم کر کے کال کاٹ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کال کے کچھ دیر بعد تک وہ موبائل ہاتھ میں پکڑے کھڑی رہی۔ کیا اسے عصام کو بتانا چاہیئے؟ نہیں۔ بلکل نہیں۔ جب وہ اسے بہت سی باتیں بتانا گوارہ نہیں کرتا تھا تو پھر وہ کیوں اسے ہر بات بتائے۔

****

وہ شام کو عاہل کے کلب آگئی تھی۔ آدم اسے اپنے ساتھ لیے آج عاہل کے آفس کے بجائے اس کے پرسنل روم میں لے آیا تھا۔ یہ وہی کمرہ تھا جس کے واشروم میں اس دن اس نے عاہل اور اس کے انویسٹرز کی تمام باتیں سنی تھیں۔ وہ اس وقت صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ وہ سفید رنگ کی لمبی اور کھلی ڈریس پہنے ہوئے تھی۔ بھورے بال کندھوں پر کھلے چھوڑے گئے تھے۔ جیولری کے نام پر اس کے کانوں میں اسٹڈ ایئر نگز اور کلائی میں وہی پنک ڈائمنڈز والی بریسلٹ تھی۔ عاہل ابھی تک وہاں نہیں آیا تھا۔ وہ شاید اپنے آفس میں کسی سے مل رہا تھا۔ اگلے لمحے ہی دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہوا۔ وہ سیاہ پینٹ اور سفید ڈریس شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے اور آستین

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے۔بال ہمیشہ کی طرف سیٹ کیے ہوئے تھے۔اس کے آنے پر وہ اٹھنے لگی تو عاہل نے اسے ہاتھ سے بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔وہ اس کے عین سامنے موجود صوفے پر آ کر بیٹھا۔

"تم میرے کہنے پر یہاں آئیں مجھے خوشی ہے۔"وہ مسکرایا تھا۔جواباً وہ بھی مسکرائی۔

"تو کیا بات کرنی تھی تمہیں؟"وہ سیدھا پوائنٹ پر آئی تھی۔

وہ ذرا آگے کو ہو کر بیٹھا۔ہاتھوں کو باہم ملایا۔

"تم نے کہا تھا کہ تمہیں اپنے پیسے کسی اچھی جگہ انویسٹ کرنے ہیں۔جہاں۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔"تمہیں فائدہ بھی ملے۔"وہ نارمل سے انداز میں کہہ رہا تھا۔زویا نے بس سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"تو تم میری ڈیل میں انویسٹ کر لو۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا لیکن زویا کے آبرو تعجب سے اکھٹے ہوئے تھے۔

"کونسی ڈیل؟"وہ ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہی تھی۔

"تم میرے کام کرنے کے طریقے سے واقف ہو۔ کیا لگتا ہے تمہیں کہ میں کس ڈیل کی بات کر رہا ہوں؟"وہ معنی خیز سا مسکرایا تھا۔وہ مسکرائی۔

"ٹیل می مور آباؤٹ اِٹ۔"

"میکسیکنز کے ساتھ ایک ڈرگ ڈیل ہے اور مجھے انویسٹرز کی ضرورت ہے۔الیکشنز کے اتنے قریب کوئی اپنے پیسے ایک ڈرگ ڈیل میں انویسٹ کرنے کے بارے میں نہیں سوچے گا۔ پاکستان میں اس ٹائم پر سب صرف الیکشنز میں انویسٹ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔اور کیونکہ تم اپنے پیسے ایک اچھی جگہ انویسٹ کرنا چاہتی ہو تو یہ سب سے بہترین موقع ہے ایسا کرنے کا۔"

"اور مجھے انویسٹ کتنا کرنا ہو گا؟"عاہل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"پچاس کروڑ۔"

"یعنی پانچ سو ملین ڈالرز۔"اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔

"بلکل۔پانچ سو ملین ڈالرز۔"اس نے اس کی بات دہرائی تھی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن مجھے کیا فائدہ ہو گا اس ڈیل کا؟"زویا نے مسکرا کر کہا تھا۔عاہل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

"جب پچاس کروڑ کی یہ ڈرگز پاکستان لائی جائیں گی تو انہیں یہاں مارکیٹ پر ائس سے چھ گنا زیادہ قیمت پر بیچا جائے گا۔یعنی پچاس کروڑ بن جائیں گے۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا زویا اس کی بات کاٹ چکی تھی۔

"تین سو کروڑ۔"

"بلکل تین سو کروڑ۔"وہ مسکرایا تھا۔"ان تین سو کروڑ کے تین حصے ہوں گے۔پچاس کروڑ رایان کے۔ایک سو پچاس کروڑ میرے اور سو کروڑ تمہارے۔"وہ آخر میں مسکرایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رایان؟"اس نے سوالیہ سے انداز میں اس کا نام لیا تھا۔

"میرا بھائی۔فارن ڈیلز میں اس کا بھی کچھ حصہ ہوتا ہے۔"عاہل نے سرسری سے انداز میں کہا تھا۔

"یہ تمہارا وہی بھائی ہے نا جو الیکشنز میں کھڑا ہونے والا ہے؟"

"ہاں۔"وہ رایان کے بارے میں بات کرنے سے احتراز برت رہا تھا۔

"لیکن وہ تو پیسے بھی انویسٹ نہیں کر رہا تو پھر وہ پچاس کروڑ کیوں رکھے گا؟"

"کیونکہ میری قسمت خراب ہے۔"وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔

"کیا؟"

"تم اسے ایک طرح کی شرط سمجھ سکتی ہو۔کچھ پرسنل ایشوز ہیں ہمارے درمیان۔"اس نے فوراً سے زویا کا دھیان بٹانے کے لیے کہا تھا۔

"تو؟"وہ خاموش ہو گئی تو عاہل نے پوچھا۔

"مجھے کچھ وقت چاہیئے ہو گا تمہیں کوئی بھی جواب دینے سے پہلے۔"اس نے نارمل سے انداز میں کہا تھا۔

"شیور۔ ٹیک یور ٹائم۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تمہارے لیے کیا منگواؤں؟"وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"ہاٹ چکلیٹ۔"بے ساختہ ہی اس کے منہ سے پھسل گیا تھا۔عاہل آنکھیں سکیڑے اسے مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"ہاٹ چاکلیٹ؟"

کیا مصیبت تھی؟اس کے دماغ سے عصام نکل کیوں نہیں جاتا تھا آخر؟زویا نے سوچا۔

"اوہ اِٹ واز جسٹ دی سلپ آف ٹنگ۔ تم کافی منگوالو۔"اس نے مدھم سا ہنستے ہوئے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اب صوفے کے ساتھ میز پر رکھے انٹر کام پر دو کافی اور کچھ اسنیکس لانے کے لیے کہہ رہا تھا۔

کافی پینے کے درمیان وہ باتیں کرتے رہے تھے جب زویا نے عاہل سے پوچھا تھا۔

"عاہل کیا تمہیں پتا چلا کہ ہم پر اس رات فائرنگ کس نے کروائی تھی؟"

"ہاں۔ میرے دشمنوں نے۔ لیکن میں وہ مسئلہ اب حل کر چکا ہوں۔" اس نے کہا تو زویا مطمئن ہو گئی۔

وہ اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ فائرنگ کروانے والا اس کا اپنا بھائی ہی تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ جب گھر واپس آئی تو تقریباً رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ کمرے میں آئی لباس بدلا اور پھر بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ دراز میں پڑے موبائل سے زوں زوں کی آواز اس کے آنے پر بھی آ رہی تھی اور اب بھی رکی نہیں تھی لیکن وہ اگنور کر رہی تھی۔ اس نے تنگ آ کر دراز کھولی

اور اسکرین دیکھی۔عصام کالنگ۔کال آنا اب بند ہو چکی تھی اور اسکرین پر اب عصام کی مزید سو کالز کا نوٹیفیکیشن جگمگا رہا تھا۔

اس کا دل کچھ نرم پڑا۔اس نے پورا دن عصام کی کال نہیں اٹھائی تھی۔کیا اسے اب کال اٹھا لینی چاہیے؟

اگلے لمحے ہی عصام کی کال دوبارہ آنے لگی تھی۔اس نے کال اٹھالی۔اس نے موبائل کان سے لگایا تو دوسری طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔وہ بھی خاموش تھی۔

"زویا۔"وہ اس کا نام پکار کر ایک بار پھر سے خاموش ہو گیا تھا۔

"میں شرمندہ۔۔۔"ابھی وہ کچھ کہہ رہا تھا کہ زویا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"مجھے نہ تمہاری کوئی دلیل سننی ہے،نہ وضاحت۔اور نہ ہی میں تمہاری کوئی معافی قبول کرنے والی ہوں۔میں تم سے اپنے کام کے پیسے ضرور لے رہی ہوں لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ تم میری تذلیل کرو گے اور میں تمہیں معاف کر دوں گی۔میری عزتِ نفس ابھی زندہ ہے۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ یہ سب معافی وافی چھوڑ کر تم میری بات سنو

کیونکہ میرے پاس تمہیں بتانے کے لیے کچھ ہے۔"وہ سخت لہجہ لیے کہہ رہی تھی۔عصام خاموش رہا تھا۔اسے شرمندگی نے گھیر لیا تھا۔

"کیا بتانا ہے؟"اس نے آہستہ سے پوچھا تھا۔

عصام کے پوچھنے پر اس نے عاہل کے ساتھ ہوئی اپنی گفتگو عصام کو مختصر کر کے سنادی تھی۔

"تم ایک دو دن رک کر اسے ڈیل کے لیے ہاں کہہ دو۔"

"پانچ سو ملین ڈالز عصام!تم پانچ سو ملین ڈالرز لگادو گے؟"وہ حیران تھی۔

"مستجاب خاندان نے میرا بہت نقصان کیا ہے۔اگر مجھے اپنی پوری جائیداد بھی لگانی پڑے تو میں لگادوں گا۔پانچ سو ملین ڈالرز تو بہت چھوٹی سی بات ہے۔"وہ یوں کہہ رہا تھا کہ جیسے وہ پچاس کروڑ کی نہیں بلکہ چند ہزار کی بات کر رہا ہو۔

"ٹھیک ہے۔میں اسے ہاں کہہ دوں گی۔"اس نے سنجیدہ سے انداز میں کہا تھا۔

وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا۔ اس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہہ پاتا زویا نے کال کاٹ دی۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا جب زویا نے یوں اس کے منہ پر ہی کال کاٹ دی تھی۔

اسے زویا کے ساتھ ایسا رویہ نہیں رکھنا چاہیئے تھا۔ پشیمانی سی پشیمانی تھی۔

اگلے چند دنوں میں زویا نے عاہل کو عصام کے کہنے پر ڈیل کے لیے ہاں کہہ دیا تھا۔ عاہل نے اسے بتایا تھا کہ وہ کچھ دنوں میں اسے رایان سے بھی ملائے گا۔ اور اس کے بعد ڈیل فائنلائز ہو گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب تینوں طرف سے بس انتظار ہو رہا تھا۔

کھیل کے اختتام کا؟

او نہوں۔

کھیل کے آغاز کا!

****

ایک ہفتے بعد۔

20 نومبر، 2028۔

لاہور، پاکستان۔

عاہل اور زویا پر ہوئے حملے کو تین ہفتے گزر چکے تھے۔ یہ عاہل کے گھر کے لاؤنج کا منظر تھا۔ مستجاب، حیدر اور رایان صوفوں پر ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے عین سامنے عاہل بیٹھا ہوا تھا۔ سب کے چہروں پر پریشانی تھی سوائے عاہل کے۔۔۔

"تمہیں دی ہوئی میری مدت ختم ہو چکی ہے۔ بتاؤ کہاں ہیں تمہارے انویسٹرز؟" رایان نے آبرو اٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مستجاب اور حیدر غور سے عاہل کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو کہ بلکل سپاٹ تھا۔ وہ مسکرایا۔

"مجھے انویسٹر مل گیا ہے۔"اس نے ان تینوں کی طرف باری باری دیکھا۔"یا یوں کہنا چاہیئے کہ مل گئی ہے۔"

رایان کو ذرا حیرت ہوئی۔وہ سوچ کر بیٹھا تھا کہ عاہل کسی انویسٹر کو نہیں لا پائے گا۔

"تمہاری انویسٹر ایک عورت ہے؟"مستجاب نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے ناگواری سے پوچھا تھا۔

"جی۔ایک عورت ہے۔میری دوست ہے۔زویا سیف۔"وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا کہہ رہا تھا۔"ابھی ابھی امیریکہ سے پاکستان شفٹ ہوئی ہے اور ایک اچھی خاصی امارت کی حامل ہے۔وہ اس ڈیل میں انویسٹ کرنے کے لیے تیار ہے۔"

"ٹھیک ہے میں اس سے ملوں گا پھر دیکھتے ہیں۔"رایان نے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"اس نے سر کو ہلکا سا خم دیا تھا۔

وہاں بیٹھا ہر شخص پُر سکون تھا سوائے ایک کے۔۔۔حیدر مستجاب کے۔

"زویا سیف۔" یہ نام آخر اس نے کہاں سنا تھا؟

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

پانچ دن پہلے۔

15 نومبر، 2028۔

لاہور، پاکستان۔

ناولز کلب
Hub of Quality Content

وہ ایک ویران علاقہ تھا۔ ویئر ہاؤس میں روشنی نہ ہونے کے برابر تھی۔ اپنی سیاہ Porsche کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے، پیروں کی قینچی بنائے کھڑی وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی۔ لیڈر جیکٹ، جینز، اور سر پر کیپ۔ وہ اوپر سے نیچے تک سیاہ رنگ میں لپٹی ہوئی تھی۔ آج بریسلٹ ندارد تھی۔ اس نے کلائی پر پہنی اپنی گھڑی دیکھی۔ روشنی مدھم ہونے کی وجہ سے چہرے کے تاثرات نہیں دکھتے تھے۔

تبھی ویئر ہاؤس کا گیٹ کُھلا اور ایک سفید رنگ کی Mercedes اندر داخل ہوئی۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس تیز ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھ کر لیا۔ ایک قد آور آدمی گاڑی سے اترا۔ وہ نفیس سے سفید سوٹ اور سیاہ ڈریس شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ وہ اس کے ذرا قریب چل کر آیا۔ اسے اپنے قریب آتا دیکھ زویا نے ہاتھ نیچے گرا لیا۔

"تمہیں دیر ہو گئی رایان مستجاب!" اس نے بیزار سے انداز میں کلائی پر بندھی گھڑی کے ڈائل پر انگلی سے دوبار دستک دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی ملاقاتوں میں اکثر دیر سویر ہو جاتی ہے مس زویا سیف!" وہ مسکرایا تھا۔

وہ اس کی بات پر ہلکا سا مسکرائی تھی۔

گاڑی کی ہیڈ لائٹس ان دونوں کے چہروں پر پڑ رہی تھیں۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

6 سال پہلے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

15دسمبر،2022۔

لاہور،پاکستان۔

اس نے دیکھا کہ شہریار ہاتھ میں نکاح نامہ لیے عصام کی طرف بڑھے تھے۔انہوں نے نکاح نامے پر کئی جگہوں پر اس سے سائن کروائے۔ پھر اس نے دیکھا کہ بڑے ابا نکاح نامہ لیے اس کی طرف آئے تھے۔انہوں نے اس سے نکاح نامے پر سائن کروائے۔ پھر نکاح نامہ واپس سے نکاح خواں کو دے دیا۔ نکاح خواں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس سمیٹ کمرے میں موجود ہر شخص نے نکاح خواں کی پیروی کرتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔دعا کے بعد اس نے دیکھا کہ سب آپس میں گلے مل رہے تھے۔شارق اور شہریار نے باری باری ان دونوں کے سروں پر ہاتھ رکھا تھا۔سلمہ نے آگے بڑھ کر اسے دعا دی اور اس کا ماتھا چوما تھا۔ان دونوں کو مبارک باد دی جا رہی تھی۔ پھر ماہا اور عائشہ آگے بڑھیں اور انہوں نے عصام اور علینا کے درمیان حائل اس سفید پردے کو بیچ میں سے ہٹا دیا۔

نظریں ملی تھیں۔

کیا نہ تھا ان نظروں میں؟

پیار، محبت، عشق، تشکر، عزت، احترام، ستائش، بے خودی۔۔۔

ان دونوں کو احساس ہوا کہ محرم بن کر ایک دوسرے کو دیکھنے کا احساس زیادہ خوبصورت تھا۔

کچھ دیر بعد سب نیچے ڈنر کے لیے چلے آئے تھے۔ کھانا خوشگواری اور گرم جوشی سے کھایا گیا تھا۔ کھانے کے بعد سب گیسٹ لاؤنج میں آ گئے تھے۔ سوائے علینا اور عصام کے۔ وہ دونوں عصام کے کمرے کی بالکنی میں کھڑے تھے۔ کسی نے بھی یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ جانتے تھے کہ وہ کچھ وقت اکیلے میں اسپینڈ کرنا چاہتے تھے۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا کیونکہ سب نے ان کی پرائیویسی کا خیال رکھا تھا۔

وہ بالکنی میں کھڑی تھی۔ ہلکی سرد ہوا سے اس کے کھلے بال پیچھے کو اڑ رہے تھے۔ اس نے وہی لباس زیب تن کیا ہوا تھا جو عصام نے اسے بھیجا تھا۔ ہیلز اور جیولری بھی وہی تھی۔

سامنے سے بالوں کی فرنٹ بریڈ بنائی گئی تھی اور باقی بال کھلے چھوڑے گئے تھے۔بالوں کا یہ اسٹائل اس پر بہت اچھا لگتا تھا۔دوپٹہ سر پر لے رکھا تھا۔نکاح کے دن اس پر بلا کا روپ چڑھا تھا۔

علینا نے عصام کو پہلی بار شلوار قمیض پہنے ہوئے دیکھا تھا۔صرف سفید شرٹس ہی نہیں اس پر سفید شلوار قمیض بھی بہت اچھی لگتی تھی۔یا شاید سفید رنگ اچھا لگتا تھا؟وہ فیصلہ نہ کر پائی۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔اور تب سے اسے بس دیکھ رہا تھا۔وہ خاموش کھڑی اس کی خاموشی کے معنی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آج تعریف نہیں کرو گے میری؟آج تو کرنی چاہیئے تھی؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

عصام نے سانس اندر کو کھینچی۔

"میں پچھلے پانچ منٹ سے یہی سوچ رہا ہوں کہ تمہاری تعریف کروں لیکن۔"وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن؟"اس نے آنکھیں بڑی کیے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔اسے امید تھی کہ عصام آج اس کی تعریف ضرور کرے گا۔

"لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ تمہاری کس بات کی تعریف کروں؟ کیونکہ۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔"آج تمہارا روم روم خوبصورت لگ رہا ہے۔"وہ آخر میں مدھم سا مسکرایا تھا۔علینا اس کی بات پر کھل کر ہنس دی تھی۔

"اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں سمجھ نہیں آرہا کہ تعریف کیسے کروں؟"وہ اب بھی ہنس رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کنفیوزڈ شوہر کا مزاق اڑاتی ہو؟ جنت میں نہیں جاؤ گی تم!"وہ بے ساختہ ہی کہہ گیا تھا لیکن علینا رک کر اسے دیکھنے لگی۔اس کے منہ سے یہ لفظ سننا کتنا خوبصورت لگ رہا تھا۔

عصام نے اس کی طرف دیکھا۔پھر اس نے علینا کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے۔

"مے آئی؟"اس نے بہت ہی تابعداری سے اجازت مانگی تھی۔

علینا نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا۔ پھر اس کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ تھما دیے۔ عصام چند لمحے اس کے مہندی لگے ہاتھوں کو محویت سے دیکھتا رہا۔ وہ اس کے نام کی مہندی تھی۔ لیکن آگے جو ہوا وہ اس کے گمان میں بھی نہ تھا۔

عصام نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر ذرا اوپر کیا پھر اپنے ہونٹوں کے قریب لے گیا۔ اور باری باری انہیں چوما۔ وہ حق دق سی اسے بس دیکھتی رہ گئی۔ اس نے بہت آہستہ سے اس کے ہاتھ چھوڑے۔ پھر وہ آگے بڑھا۔ عصام نے اپنا چہرہ جھکایا اور پھر اس کا ماتھا چوما۔ اس کے لمس میں محبت سے زیادہ عزت اور احترام تھا۔ وہ اب بھی حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ پیچھے ہٹا تو اس نے علینا کا چہرہ دیکھا۔ اسے لگا اس کی آنکھوں میں پانی اکھٹا ہو گیا تھا۔ کیا اسے اس کا ایسا کرنا اچھا نہیں لگا تھا؟ اس نے فوراً سے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔

"نکاح مبارک ہو ملکہ۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو بھی نکاح مبارک ہو سلطان!"اس کی توقع کے مطابق وہ روئی نہیں تھی بلکہ اس نے بڑے ہی شوخ و چنچل انداز میں کہا تھا۔وہ خادم سے سلطان بن گیا تھا۔عصام کو یہ کرشمہ لگا تھا۔

اس کے انداز پر عصام بے ساختہ ہی کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔اس کی دیکھا دیکھی وہ بھی ہنس رہی تھی۔

وہ دونوں کچھ دیر مزید باتیں کرتے رہے پھر نیچے آ گئے۔ایک دو گھنٹے کے بعد جب شارق نے علینا کو ساتھ لے کر جانے کے لیے کہا تو اس نے آگے بڑھ کر شارق سے کہا تھا۔

"آپ ہوٹل چلے جائیں۔علینا کو میں بذاتِ خود گھر چھوڑ آؤں گا۔ڈونٹ وری۔"اس نے مسکراتے ہوئے اصرار کیا تو شارق کو اس کی بات ماننی پڑی تھی۔ماہا،ریاض اور ان کے گھر والے پہلے ہی چلے گئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ صدر دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔شاہزیب گاڑی لے آیا تھا اور باقی سیکیوریٹی کی گاڑیاں عصام کی گاڑی کے پیچھے بلکل تیار کھڑی تھیں۔شاہزیب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے لگا تو عصام نے اسے روک دیا۔

"ڈرائیو میں کروں گا۔تم سیکیوریٹی کی باقی گاڑیوں کے ساتھ آؤ۔"شاہزیب نے اس کی بات پر سر کو خم دیا اور سیکیوریٹی کی دوسری گاڑیوں کی طرف چل دیا۔عصام نے آگے بڑھ کر علینا کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔وہ اندر بیٹھی تو وہ نیچے جھک کر فوراً سے اس کا لباس ٹھیک کرنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ تم کیا کر رہے ہو؟میں ٹھیک کر لوں گی!میرے پیروں کے پاس سے اٹھو عصام!"وہ حق دق سی اسے بعض رکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"ماہا ہوتی تو وہ تمہاری مدد کر دیتی لیکن وہ یہاں نہیں ہے اس لیے میں کر رہا ہوں۔"

"لیکن۔۔۔"وہ کہہ رہی تھی لیکن عصام نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی۔

"کوئی بات نہیں۔ میں کر دیتا ہوں۔" وہ اس کا لباس کا گھیر ٹھیک کر کے پیچھے ہٹا اور پھر دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ زویا نے غور کیا کہ یہ گاڑی عصام کی عام گاڑیوں سے خاصی مختلف تھی۔

وہ Chevrolet کی ایک آرمڈ گاڑی تھی۔ اس کے شیشے باہر سے سیاہ تھے اور اندر سے سب نظر آتا تھا۔ اس نے عصام کی طرف دیکھا۔ وہ نکاح کا لباس پہنے ہوئے نہیں تھا۔ بلکہ وہ اپنے نارمل حلیے میں تھا۔ سفید شرٹ پر سیاہ جیکٹ اور سیاہ ہی جینز۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی علینا۔" گاڑی علینا کے فلیٹ کے راستے پر تھی جب عصام نے اس کے چہرے پر موجود الجھن دیکھ کر بات کا آغاز کیا تھا۔

"ہمم۔ کہو۔" وہ چہرہ موڑے عصام کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"میری نکاح کے بعد ڈیڈ سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے مجھے کچھ سیکیوریٹی تھریٹس سے آگاہ کیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ ابھی ہم اپنے نکاح کی خبر پبلک نہ کریں اور فلحال اسے ایک راز ہی رکھیں۔" وہ کچھ ہچکچاہٹ کا شکار لگ رہا تھا۔ پتا نہیں اس کا کیا ردِ عمل ہو؟

"دیکھو۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں خود ہمارے نکاح کو پبلک کروں گا لیکن میری مجبوری ہے علینا! اس لیے پلیز مجھ سے ناراض مت ہونا! جیسے ہی تھریٹ والا مسئلہ ختم ہو گا میں خود ہمارا نکاح پبلک کر دوں گا۔" وہ پریشان سا کہہ رہا تھا۔

"کیا تھریٹس زیادہ ہیں؟ کیا تمہاری جان کو خطرہ ہے؟ اُف عصام اگر ایسا تھا تو تمہیں ابھی مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ہم انتظار کر سکتے تھے۔ میں نے تمہیں بناوجہ پرابلم میں ڈال دیا ہے!" وہ پریشان سی کہہ رہی تھی۔

اور وہ جو یہ سوچے بیٹھا تھا کہ وہ اس کی بات پر ناراض ہو جائے گی، یہ سن کر دنگ رہ گیا تھا کہ اس کی ہر بات میں صرف اس کی ہی فکر تھی۔

"مجھے لگا تم غصہ کرو گی!"

"غصہ؟ میں غصہ کیوں کروں گی؟" علینا حیران تھی۔

"کیونکہ میں اپنی بات پر قائم نہیں رہا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عصام مجھے ہمیشہ سے معلوم تھا کہ جب بھی میرا نام تمہارے نام کے ساتھ جڑے گا تو مجھے بھی ان سب چیزوں کے لیے تیار رہنا ہو گا جن سے تم روز ڈیل کرتے ہو۔ میں پہلے سے اس سب کے لیے تیار تھی۔ اور جہاں تک بات ہے اپنی بات پر قائم رہنے کی؟ تو ہنزہ میں تم نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں تمہارے پروپوزل کو ہاں کرتی تو تم مجھ سے نکاح کر لیتے۔ تم اپنی بات پر قائم رہے۔ تم نے ایسا ہی کیا۔ تم نے آج تک مجھ سے جو بھی کہا ہے تم اپنی بات پر قائم رہے ہو۔ پھر تم نے کیوں سوچا کہ میں اس بات پر تم سے ناراض ہو جاؤں گی جو کہ تمہاری مجبوری ہے؟ اگر اب تم مجھ سے کہہ رہے ہو کہ تھریٹ والے معاملے کے بعد ہمارا نکاح پبلک کر دو گے تو مجھے تم پر بھروسہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔" وہ اس کی طرف آنکھوں میں اعتماد لیے کہہ رہی تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر بلکل مدھم سا مسکرایا تھا۔

"آئی پرامس!"

"اینڈ آئی بلیو ان یور پرامس!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"تو اس لیے تم نے اپنے کپڑے بھی چینج کر لیے؟ تاکہ کسی کو کچھ معلوم نہ ہو؟" اگلے ہی لمحے اس نے کہا تھا۔

"جی۔ اور اسی لیے میں خود اپنی بیوی کو اس بُلٹ پروف کار میں سیکیوریٹی کی گاڑیوں کے درمیان گھر چھوڑنے جا رہا ہوں۔"

وہ مزے سے سامنے دیکھتا کہہ رہا تھا۔ "بیوی" لفظ پر وہ مسکرائی تھی اور عصام نے یہ بات نوٹس کی تھی۔

ابھی ان القابات کا عادی ہونے کے لیے اسے کچھ وقت لگنا تھا۔ وہ سوچ کر مسکرایا تھا۔

وہ اس کے ساتھ فلیٹ کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ اپنے کلچ میں ہاتھ ڈالے کھڑی تھی۔ شاید فلیٹ کی چابیاں نکال رہی تھی۔ اس نے اپنے کلچ میں سے دو کی چینز نکالیں جن میں ایک جیسی ہی چابیاں تھیں۔ عصام اس کے ہاتھوں کی حرکت کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ پھر علینا نے ایک کی چین عصام کی طرف بڑھایا۔

"یہ میرے فلیٹ کی ڈُپلیکیٹ چابیاں ہیں۔ تم انہیں اپنے پاس رکھو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کس لیے؟"وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم میرے شوہر ہو۔ تمہارے پاس میرے فلیٹ کی چابیاں ہونی چاہئیں اور پھر کبھی کوئی ایمرجنسی بھی تو ہو سکتی ہے۔"وہ اپنے خیال میں ہی فلیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔ اسے علینا کا یوں اسے اپنے ہر معاملے میں اہمیت دینا اچھا لگا تھا۔ وہ جب تک اندر نہیں چلی گئی عصام وہیں کھڑا رہا تھا۔ وہ گاڑی میں واپس آ کر بیٹھا تو اب کہ شاہزیب فرنٹ سیٹ پر اس کے ساتھ موجود تھا۔

"بلڈنگ کی پارکنگ میں سیکیوریٹی گاڈز کی گاڑی موجود ہے نا؟"وہ سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔ میں نے ایک گاڑی کو وہیں رکنے کے لیے آرڈرز دے دیے ہیں۔"

"اوکے۔"

"عصام؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہمم؟"وہ ڈرائیو کرتا پوچھ رہا تھا۔

"کیا تم علینا پر نظر رکھوا رہے ہو؟"شاہزیب نے اس کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔عصام نے ایک جھٹکے سے اس کی طرف دیکھا۔اس کے چہرے پر حیرانی تھی۔

"بیوی ہے وہ میری!میں اس پر نظر کیوں رکھواؤں گا؟اتنا گرا ہوا سمجھتے ہو تم مجھے؟"وہ حیرت زدہ تھا۔

"تو پھر تم نے سیکیوریٹی گارڈز کی گاڑی پارکنگ میں کیوں کھڑی کروائی؟تم نے نکاح کے بعد یکدم مجھ سے آکر کہا کہ علینا کو چھوڑنے کے لیے تم خود جاؤ گے اور وہ بھی سیکیوریٹی کے ساتھ آرمڈ گاڑی میں!نہ شہریار سر نے مجھے پہلے سے باخبر کیا اور نہ تم نے!"

"ڈیڈ نے مجھے نکاح کے چند منٹوں بعد ہی بتایا کہ تھریٹس کا کوئی مسئلہ ہے۔حالانکہ کل تک کوئی مسئلہ نہیں تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ یکدم انہوں نے تھریٹس کی بات کیوں کی۔میں نے پارکنگ میں سیکیوریٹی کی گاڑی کھڑی کرنے کا اس لیے کہا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے وہ کسی بھی قسم کے خطرے میں آجائے۔سیکیوریٹی گارڈز کی گاڑی وہاں اس

لیے چھوڑی تا کہ وہ ہر وقت حفاظت میں رہے۔ان کا کام مشکوک نقل و حرکت پر نظر رکھنا ہے میری بیوی پر نہیں!اور علینا کو میں نے اس لیے نہیں بتایا کیونکہ مجھے معلوم ہے،وہ میری بات سن کر یہی کہتی کہ یہ سارے گارڈز اس وقت صرف میری حفاظت کے لیے ہونے چاہئیں لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا شاہزیب!اگر اسے میری وجہ سے ایک خراش بھی آئی تو میں خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا۔اس کی حفاظت میرے ذمے ہے اور میں اپنی ذمہ داری میں ہر گز کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔"وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔

شاہزیب اس کی بات پر مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب کیا ہوا؟"وہ سامنے دیکھتا سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔

"اس دنیا میں آدمی بہت ہیں لیکن مرد بہت نادر ہیں۔علینا ضرار ایک بہت خوش قسمت لڑکی ہے جسے اللہ نے ایک ایسے مرد سے نوازہ ہے۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اس دنیا میں عورت کی وفاداری بھی نادر ہوتی جا رہی ہے شاہزیب!"وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

شاہزیب جانتا تھا کہ وہ کس کے بارے میں بات کر رہا تھا لیکن اس وقت اس عورت کا ذکر چھیڑنا، وہ بھی تب جب وہ اتنا خوش تھا، شاہزیب نے ٹھیک نہیں سمجھا۔

"میں ایک بات اچھے سے جانتا ہوں کہ وہ تا قیامت مجھ سے وفادار رہے گی۔ اس لیے اگر تمہیں لگتا ہے کہ میرا ساتھ اس کے لیے خوش قسمتی کا باعث ہے تو میں بھی کوئی کم خوش قسمت نہیں ہوں۔" وہ سنجیدہ سا سامنے دیکھتا کہہ رہا تھا۔ آج کے پورے دن میں یہ پہلی بار تھا کہ عصام اس قدر سنجیدہ نظر آرہا تھا ورنہ وہ آج بہت خوش رہا تھا۔ شاید اسے یہ ذکر نہیں چھیڑنا چاہیئے تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن سے آپ کی زندگی میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ وہ بے فائدہ ہوتی ہیں، ہاں مگر ان میں سے اکثر باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا اثر نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کے دل و دماغ پر ضرور پڑتا ہے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

صبح کے سات بجے اس کی آنکھ کھلی تو کھلی کی کھلی رہ گئی۔ وہ بیڈ پر سیدھی بیٹھی، ہونقوں کی طرح اپنے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔

اس کا پورا کمرہ سُرخ گلابوں کے گلدستوں سے بھرا ہوا تھا۔ گلابوں کو خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرا رہی تھی لیکن وہ ساکت بیٹھی رہی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ کس کا کام تھا۔ وہ چند لمحے یونہی سب دیکھتی رہی پھر بیڈ سے اتر آئی اور ایک گلدستہ ہاتھوں میں اٹھالیا۔ اس بار گلدستے کا سائز چھوٹا تھا۔ اس نے گلاب گنے۔ وہ سترہ تھے۔ سترہ گلابوں کا کیا مطلب ہو سکتا تھا؟ اسے تجسُس ہوا تھا۔ پہلے اس نے سوچا کہ گوگل کرلے لیکن پھر رُک گئی۔ وہ عصام سے ہی اس کا مطلب پوچھے گی۔ اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ اس نے گلدستہ واپس وہیں رکھا جہاں سے اٹھایا تھا۔ منہ ہاتھ دھونے کے بعد جب وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو اگلے لمحے ہی وہ ایک بار پھر ساکت رہ گئی۔ لاؤنج کا ایک حصہ سُرخ گلابوں کے گلدستوں سے بھرا ہوا تھا اور دوسرے حصے میں چار کارٹنز اور ایک چھوٹا سا فینسی پیپر بیگ پڑا ہوا تھا۔ وہ لاؤنج کے دوسرے حصے تک آئی اور صوفے پر بیٹھی۔ سب سے پہلے پیپر بیگ اٹھایا اور اس کے اندر

جھانکا۔اس میں وہی چکور باکس تھا جو عصام نے اسے اس کی برتھ ڈے پر بھیجا تھا۔اس نے باکس کھولا تو جھمکے بھی وہی تھے۔اس نے ایک کارٹن کھولا۔کتابیں بھی وہی تھیں۔کچھ لمحے وہ ساکت سی انہیں دیکھتی رہ گئی۔

وہ اٹھ کر واپس اپنے کمرے میں آئی اور موبائل اٹھایا۔عصام کو کال کرنے ہی لگی تھی کہ اس کا میسج اسکرین پر جگمگاتا دیکھ کر اس نے اس کی چیٹ کھولی۔

"کھڑکی پر آؤ۔"ابھی چند لمحوں پہلے ہی اس کا میسج آیا ہوا تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اپنی کھڑکی تک آئی۔کھڑکی بند تھی کیونکہ باہر بہت سردی تھی۔خود اس نے بھی ایک موٹی سی سویٹر پہن رکھی تھی۔اس نے جلدی سے کھڑکی کھولی۔پھر نیچے دیکھا۔نیچے وہ اپنی سیاہ Porsche کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔نیلی جینز اور سفید شرٹ پر سیاہ سویٹر پہنے،ماتھے پر گرتے ہوئے بال لیے وہ مسکراتی ہوئی آنکھیں لیے اسے دیکھ رہا تھا۔سفید شرٹ سویٹر سے باہر نکل رہی تھی۔علینا کے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"آج یہاں کیوں کھڑے ہو؟علینا ضرار کی مسکراہٹ دیکھنے کے لیے؟"وہ آنکھیں سکیڑے مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔وہ مزید کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"نہیں۔زوجہِ عصام شہریار خان کی مسکراہٹ دیکھنے کے لیے!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

وہ چہرہ جھکائے ہنس رہی تھی۔شاید بلش بھی کر رہی تھی۔وہ اسے یوں دیکھ کر محظوظ ہوا تھا۔

"اوپر آجاؤں میں؟نیچے ٹھنڈ ہے کافی!"اس نے اپنے گرد بازو لپیٹے تھے۔

"کب سے کھڑے ہو یہاں؟"وہ آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگی۔

"پچھلے آدھے گھنٹے سے۔"اس نے مسکینوں والی شکل بنا کر کہا۔

"تم پاگل ہو کیا؟اتنی سردی میں تم نیچے کھڑے ہو!اوپر آؤ فوراً!"وہ اسے ڈانٹ کے کھڑکی بند کرتی پلٹ گئی تھی۔وہ ہنستا ہوا بلڈنگ کے اندر چل دیا تھا۔بیوی کی ڈانٹ سننے کا کچھ الگ ہی مزہ تھا۔

****

"تم نے پھر سے یہ سارے تحفے بھیج دیے؟"وہ مسکراتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

وہ دونوں کچن کاؤنٹر کے ساتھ کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ان کے سامنے ہاٹ چاکلیٹ کے خالی مگ پڑے تھے۔

"تم نے کہا تھا کہ ان سب تحفوں پر تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن اب ہے۔اس لیے میں انہیں ان کے حقدار کے پاس لے آیا۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور پھول؟"

"پچھلی بار تمہارے پسندیدہ پھول معلوم نہیں تھے۔اب معلوم تھے تو میں وہی لے کر آیا ہوں۔"

"یہ سب تم نے خود سجایا؟"وہ لاؤنج کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔اس کی نظروں میں ستائش بھی تھی اور مرعوبیت بھی۔

"میں ملازم اور گارڈز ساتھ لایا تھا۔ ملازموں نے لاؤنج سجایا تھا۔ہاں لیکن تمہارا کمرہ میں نے خود سجایا تھا۔اب ظاہر سی بات تھی تم سو رہی تھیں تو میں انہیں تو تمہارے کمرے میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا نا!"وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا اور وہ مسکرا کر اس کی باتوں پر سر ہلا رہی تھی۔

"اور تم اندر کیسے آئے؟"

"تم نے ہی تو رات کو مجھے اپنے فلیٹ کی چابیاں دی تھیں۔ دیکھو۔ مجھے پتا ہے کہ وہ چابیاں تم نے ایمرجنسی کے طور پر دی تھیں اور میں نے یہ سب کر کے morally کوئی اچھی حرکت نہیں کی ہے۔ میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا اس لیے ایسا کیا۔ اگر تمہیں برا لگا تو میں آئیندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔"وہ شرمندہ سا کہہ رہا تھا۔

"نہیں۔ مجھے بُرا نہیں لگا۔ تم نے صبح صبح میرے لیے یہ سب کر کے میری صبح کو مزید خوشگوار بنا دیا۔"وہ کاؤنٹر پر رکھے اس کے ہاتھ اپنا ہاتھ رکھے کہہ رہی تھی۔"لیکن آئیندہ تم مجھے اپنے آنے سے پہلے بتا دینا تاکہ میں۔۔۔"اس نے کچن کی طرف دیکھا۔ کل کے کچھ

برتن ابھی بھی سنک میں گندے پڑے تھے اور کچن میں کھانے کا زیادہ سامان بھی نہیں تھا۔ "تمہیں ناشتے میں کچھ اچھا سا سرو تو کر سکوں۔" وہ ذرا شرمندہ سی کہہ رہی تھی۔ وہ اس کی بات پر ہنس دیا تھا۔

"اچھا یہ تو بتاؤ کہ سترہ گلابوں کا کیا مطلب ہے؟" اس کا لہجہ شرارت لیے ہوئے تھا۔

وہ جھینپ کر ہنس دیا تھا۔

"کیا؟" وہ ہنستی ہوئی پوچھ رہی تھی۔

"سترہ گلاب بیوی کو دیے جاتے ہیں۔" وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔

اس بار جھینپ کر ہنسنے کی باری اس کی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

اگلے دو دنوں تک شارق اور ان کی فیملی واپس زیورک چلی گئی تھی۔ علینا اور عصام کا بزنس کمپیٹیشن چوبیس دسمبر کو ہونا تھا لیکن عصام علینا کے ساتھ زیورک پھرنا چاہتا تھا۔ سو وہ

دونوں انیس دسمبر کو ہی زیورک آگئے تھے۔اس نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ بیس دسمبر کو شہریار کی بھی زیورک میں ایک میٹنگ تھی تو وہ بھی بعد میں انہیں جوائن کرنے والے تھے۔وہ دونوں پرائیویٹ جیٹ سے زیورک آئے تھے اس لیے سہ پہر تک زیورک پہنچ چکے تھے۔

سوئٹزرلینڈ کا ملک چھبیس Cantons(انتظامی اضلاع) پر مشتمل تھا۔ان چھبیس کینٹنز میں سے ایک "کینٹن آف زیورک" تھا۔کینٹن آف زیورک کے بارہ اضلاع تھے جن میں سے ایک ضلع "زیورک" تھا جو کہ "زیورک شہر" پر مشتمل تھا۔یہ اس کا کیپیٹل ہونے کے ساتھ ساتھ سوئٹزرلینڈ کا سب سے بڑا شہر اور دنیا کا تیسرا سب سے مہنگا شہر بھی تھا۔خود بھی یہ شہر بارہ Kreis(دسٹرکٹس) پر مشتمل تھا۔یہاں کے لوگ جرمن زبان بولا کرتے تھے۔ ایئرپورٹس اور ریلوے اسٹیشنز اس شہر کے سب سے زیادہ مصروف مقامات تھے لیکن پھر بھی یہاں کی ستر فیصد آبادی پبلک ٹرانسپورٹ کا استعمال کرنا پسند کرتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زیورک ایک گلوبل فائینشل سینٹر تھا اور یہی اس کے مشہور ہونے کی سب سے بڑی وجہ تھی۔ اس ملک کی اسٹیبل اکانومی کا راز اس کی اسٹیبل گورنمنٹ اور سخت قوانین تھے۔ پوری دنیا کے امراء زیورک کے بینکس میں ہی اپنے اثاثے رکھتے تھے کیونکہ اس ملک کا بینکنگ سسٹم دنیا کا دوسرا سب سے محفوظ بینکنگ سسٹم مانا جاتا تھا۔ اور اسی وجہ سے دنیا کے بیشتر billioniares کے گھر بھی زیورک شہر میں ہی تھے۔

زیورک شہر کے بارہ اضلاع میں بہت سے neighborhoods تھے۔ Kreis7 میں سب سے امیر ترین اور نمایاں رہائشی علاقہ Hottingen کا تھا۔ اور شہریار خان کا دو منزلہ وِلا بھی اسی رہائشی علاقے میں واقع تھا۔ یہ ایک ماڈرن طرز کا وِلا تھا جو کہ بہت خوبصورت تھا۔ وہ دونوں شام کے وقت گھر پہنچے تھے اور بہت تھکے ہوئے تھے اس لیے اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے۔ رات کے وقت تقریباً نو بجے علینا لاؤنج میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ وہ ٹی وی کے آگے بیٹھا وہاں کی لوکل زبان میں کوئی شو دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔ عصام نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم اٹھ گئیں۔"

"تم کب سے اٹھے ہوئے ہو؟"وہ ٹی وی پر چلتی ہوئی زبان کو سمجھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"دو گھنٹے پہلے اٹھا تھا۔"

"تو مجھے کیوں نہیں اٹھایا؟اوپر سے یہاں اکیلے بیٹھے ہوئے ہو!"اس نے جیسے گلہ کیا تھا۔

"تم بہت زیادہ تھک گئی تھیں اس لیے میں نے تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا۔"وہ کندھے اچکاتا کہہ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"تمہیں یہ سمجھ آرہا ہے؟"علینا نے ہاتھ لمبا کر کے ٹی وی کی طرف اشارہ کیا۔

"بلکل۔مجھے جرمن زبان آتی ہے۔"اس نے نارمل سے انداز میں کہا۔

وہ پوری کی پوری عصام کی طرف مڑی پھر آلتی پالتی مارے،دونوں ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے ٹکائے ذرا آگے کو ہو کر بیٹھی۔عصام نے اس کی یہ ساری حرکت دیکھی تھی۔

"اور کون کون سی زبانیں آتی ہیں تمہیں؟"وہ جوش اور تجسس سے بھرپور لہجہ لیے پوچھ رہی تھی۔

یکدم وہ اس کے انداز پر ہنس پڑا۔

"کیا؟تم ہنس کیوں رہے ہو؟"اس کا جوش جیسے ماند پڑا تھا۔

"یار تم کتنی کیوٹ ہو!"وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔علینا کے گال اس کی بات پر ہلکے سے سُرخ ہوئے تھے۔

"میرا تمہیں جاننے کو جی چاہ رہا تھا بس!"اس نے چہرہ جھکائے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا۔چلو پھر میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔"وہ ریموٹ سے ٹی وی بند کرتا بلکل اسی کے انداز میں اس کی طرف رُخ موڑ کر بیٹھ گیا۔"پوچھو کیا جاننا چاہتی ہو تم؟"

"تمہیں کتنی زبانیں آتی ہیں؟"اس کا ماند پڑا جوش ایک بار پھر سے جاگ اٹھا تھا۔

"انگلش اور اردو چھوڑ کر بارہ زبانیں۔" وہ نارمل سے انداز میں کہہ رہا تھا اور علینا آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کون کون سی؟" اس کے تجسس میں کچھ مزید اضافہ ہوا۔

"جرمن، عربیک، فرینچ، اٹالین، ترکش، اسپینش، رشین، مینڈرن چائنیز، کورین، پرشیئن، مالے اور ہندی۔" وہ انگلی پر گنے بغیر اسے بتا رہا تھا اور وہ اسے متاثر ہوئی دیکھ رہی تھی۔

"تم تو پولی گلوٹ ہو۔" وہ پُرجوش سی کہہ رہی تھی۔

"ہاں میں پولی گلوٹ ہوں۔" وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔

(Polyglot اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پانچ یا پھر پانچ سے زائد زبانیں بولنا جانتا ہو۔)

"تمہیں پتا ہے مجھے بھی مختلف زبانیں سیکھنے کا بہت شوق ہے۔ خاص طور پر ترکش اور عربیک۔" اس نے جیسے اپنی ادھوری خواہش ظاہر کی تھی۔

"ہاں تو میں تمہیں یہ ساری زبانیں سکھا سکتا ہوں۔" اس نے ایک مخلص آفر پیش کی تھی۔

"لیکن میں تمہارے جتنی ذہین نہیں ہوں۔"اس نے اداسی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"تم مجھ جتنی ذہین نہیں ہو؟"وہ آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھ رہا تھا۔"بیگم صاحبہ آپ ہر سیمیسٹر کے ایگزامز میں مجھ سے بس چند مارکس سے سیکینڈ پوزیشن پر آتی ہیں!"وہ حیرانی سے اس کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔"اور ویسے بھی اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔دنیا میں ایسے بہت سے نارمل آئی کیو لیول رکھنے والے لوگ ہیں جو پولی گلوٹس ہیں۔تم بھی یہ ساری زبانیں سیکھ سکتی ہو۔ویسے بھی میرا ماننا ہے کہ کچھ بھی سیکھنے کے لیے شوق کا ہونا بہت ضروری ہے۔تمہیں شوق ہے اس لیے تم سیکھ جاؤ گی۔"وہ مسکراتا ہوا سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"کیا تم مجھے سکھاؤ گے؟"وہ ایک بار پھر سے پُرجوش ہو گئی تھی۔

"ضرور۔تم جب بھی سیکھنے کے لیے تیار ہو تم مجھے بتا سکتی ہو۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اچھا ابھی کے لیے تم بس جرمن زبان میں مجھے ایک لائن سکھا دو!"اس نے پہلی بار عصام سے براہِ راست کوئی خواہش کی تھی۔وہ آخر کیسے انکار کر سکتا تھا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا چلو پھر۔"اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"Ich liebe dich."

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔پہلی بار میں اسے سمجھ نہ آیا۔عصام اس کے چہرے پر موجود اُلجھن دیکھ کر ہنس پڑا۔

"اچھا میرے پیچھے پیچھے دہراؤ!"اس نے مسکرا کر دوبارہ سے وہ سطر دہرائی تو اس بار علینا اس کے پیچھے پیچھے دہرانے لگی۔

"لیکن اس کا مطلب کیا ہے؟"وہ متجسس تھی۔

وہ چند لمحے اسے دیکھ کر مسکراتا رہا پھر اس کے کان کے قریب جھکا کہنے لگا۔

"آئی لَو یو!"

اگلے لمحے ہی وہ کھلکھلا کر ہنس دی اور پھر کئی لمحوں تک ہنستی ہی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کتنے بد تمیز ہو تم! تم نے مجھ سے یہ بات کہلوادی اور مجھے پتا بھی نہیں چلنے دیا۔" وہ ہنستی ہوئی کہہ رہی تھی۔

عصام اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے پہلی بار بہت مختلف لگی تھی۔ جیسے وہ پہلی بار زندگی کو محسوس کر پا رہی ہو۔

اس کی ہنسی کتنی دلفریب تھی۔ اس نے سوچا لیکن اگلے ہی لمحے اپنی نظریں اس پر سے ہٹالیں، اس ڈر سے کہ کہیں اس کی ہنسی کو اس کی نظر نہ لگ جائے۔

"مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے۔ تمہیں لگ رہی ہے کیا؟" وہ اس کے چہرے پر سے نظریں ہٹائے سرسری سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"ہاں بھوک تو مجھے بھی بہت لگی ہے۔"

"تو پھر جا کر تیار ہو کر آؤ۔ پھر ہم کہیں باہر ڈنر پر چلیں گے۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"اوکے۔"وہ چہک کر کہتی فوراً اٹھ کر اپنے کی طرف بڑھ گئی اور وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

****

کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکل کر نیچے آئی تھی۔زنک رنگ کی شلوار قمیض پر بھورے رنگ کا گھٹنوں تک آتا اوورکوٹ،گلے میں لپٹا ہوا زنک رنگ کا اسکارف،سیاہ جوگرز اور سر پر سفید ٹوپی پہنے وہ ایک بار پھر عصام کو بہت کیوٹ لگی تھی۔لمبے بال ٹوپی سے نکل کر چاروں اطراف میں پھیلے ہوئے تھے۔اس کے برعکس عصام نے نیلی جینز پر سیاہ سویٹر اور بھوری لیدر جیکٹ پہن رکھی تھی۔بال ماتھے پر گر رہے تھے۔

"تم بھی موسم کی مناسبت سے بلکل صحیح تیار ہوئی ہو!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو میں تمہاری طرح تھوڑی ہوں!باہر برف پڑ رہی ہے اور تمہیں فیشن کی پڑی ہے! ٹوپی کہاں ہے تمہاری؟"علینا کی ڈانٹ پر اس نے منہ بسور لیا تھا۔

"میرے بال خراب ہو جائیں گے یار!"اس نے مسکینوں والی شکل بنا کر کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی!"اس نے اپنے جملے پر زور دیا تھا۔

"اب تم ڈیڈ کی طرح بات کر رہی ہو!"

"ٹوپی!ابھی!"اس نے کسی جابر حکمران کی طرح ہاتھ اٹھا کر عصام کے کمرے کی طرف اشارہ کیا تھا۔عصام نے بھی کسی غلام کی طرح اپنے حاکم کی بات ماننے میں ہی اپنی بہتری سمجھی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے سے سیاہ رنگ کی ٹوپی پہن کر باہر نکلا تو اسے دیکھ کر بے ساختہ ہی علینا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"دیکھا میں اس لیے ٹوپی نہیں پہنتا!میں بہت فنی لگتا ہوں!"وہ جیسے رو دینے کو تھا۔

"تم فنی نہیں لگ رہے۔تم بہت کیوٹ لگ ہو!"وہ اپنی ہنسی قابو کرنے میں ناکام ہو رہی تھی۔

"تو پھر تم ہنس کیوں رہی ہو؟"وہ جیسے بیزار ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ میں نے آج تک تمہارا بس وہی رف اینڈ ٹف گائے والا حلیہ دیکھا تھا۔ آج پہلی بار pookie لگ رہے ہو!" وہ ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اب چلو یار!" وہ منہ بناتا کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

علینا منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرتی اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ وہ دونوں باہر آئے تو شاہزیب عصام کی گاڑی کے ساتھ ایستادہ کھڑا تھا۔ عصام اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تو اس نے غور سے اسے دیکھا۔ اس کی نظریں ٹوپی پر ٹک گئیں۔

"تم نے ٹوپی پہن لی؟" شاہزیب حیران سا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے شاہزیب کی طرف دیکھا۔ قریب تھا کہ اب وہ رو دیتا۔ شاہزیب کی بات پر پیچھے آتی علینا کی ایک بار پھر بہت بُری ہنسی چھوٹی تھی۔

"پہنی نہیں پہنائی گئی ہے! وہ بھی جبراً!" وہ ان دونوں کی طرف ہونہہ کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"یعنی بیوی کا خوف؟"شاہزیب نے علینا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر سے ہنستی ہوئی عصام کے ساتھ گاڑی میں جا بیٹھی۔ پیچھے موجود شاہزیب اب ہنستا ہوا گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال رہا تھا۔

****

وہ دونوں اس وقت ایک حلال ریسٹورانٹ کی دوسری منزل پر بیٹھے ہوئے تھے۔یہ فائیو اسٹار ریسٹورانٹ تھا جس کی دوسری منزل سے زیورک شہر کا ایک خوبصورت ویو ملتا تھا۔ ان کی ٹیبل گلاس ونڈو کے بلکل ساتھ تھی۔ سڑک کی ایک طرف Limmat River تھا جو کہ پورے زیورک سے گزرتا تھا اور دوسری طرف مختلف ہوٹلز،ریسٹورانٹس اور کیفیز بنے ہوئے تھے۔ریسٹورانٹ کے اندر موجود ہیٹنگ سسٹم کی وجہ سے انہوں نے اپنا کوٹ،جیکٹ اور ٹوپیاں اتار دی تھیں۔ان سے کچھ فاصلے پر ہی شاہزیب اور اس کے گارڈز ارد گرد پر نظر رکھے کھڑے تھے۔ کھانا سرو کیا جا چکا تھا اور وہ دونوں باتیں کرتے کرتے

کھانا کھا رہے تھے۔یکدم عصام کھانا چھوڑ کر علینا کو دیکھنے لگا۔کچھ لمحوں بعد وہ ہنس کر دوبارہ کھانا کھانے لگ گیا۔علینا نے اس کی حرکت نوٹس کی تو کھانا چھوڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا؟"اس کے چہرے پر الجھن تھی۔

"کچھ نہیں بس اچانک کچھ ذہن میں آ گیا تھا۔"وہ مسکراتا ہوا روٹی کا نوالہ بناتا کہہ رہا تھا۔

"کیا؟"وہ متجسس ہوئی۔

"میرا نام ع سے شروع ہوتا ہے۔"وہ نوالہ منہ میں ڈالتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ہاں میں جانتی ہوں۔پھر؟"وہ اسے کھانا کھاتے دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا نام بھی ع سے شروع ہوتا ہے۔"اس نے ایک اور نوالہ بنایا۔

"اوہ تمہارا شکریہ عصام!ورنہ مجھے تو معلوم ہی نہ ہوتا کہ میرا نام ع سے شروع ہوتا ہے۔"اس نے بڑے ہی ڈرامائی انداز سے کہا تو عصام ہلکا سا ہنسا۔پھر وہ اسے دیکھنے لگا۔

"اور عشق بھی ع سے ہی شروع ہوتا ہے۔" وہ مسکرایا تو اس کے گالوں میں ڈمپلز پڑے۔ وہ جس کا موڈ قریب تھا کہ عصام کی ایک اور بے تکی بات سن کر خراب ہو جاتا یکدم ہنس پڑی۔

"اُف تمہارے ذہن میں کیا کیا چلتا رہتا ہے!" وہ ہنستے ہوئے اپنے بال کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔

"میرے ذہن میں تو بس تم ہوتی ہو۔" وہ بھی دنیا میں ایک ہی پیس تھا۔

وہ ایک بار پھر سے ہنسی تھی لیکن اس بار اس کی ہنسی ماند پڑی تھی۔ ان کی ٹیبل کے بلکل پیچھے موجود ٹیبل پر بیٹھے دو لڑکے معنی خیز مسکراہٹیں لیے اسے گھور رہے تھے۔ وہ کافی دیر سے اسے دیکھ رہے تھے لیکن اس کی نظر ابھی ابھی ان پر پڑی تھی۔ وہ کچھ ان کمفرٹیبل ہوئی۔ اور عصام نے اس کا ان کمفرٹیبل ہونا بہت اچھے سے نوٹس کیا تھا۔ علینا کے بلکل پیچھے ستون پر ایک شیشہ لگا ہوا تھا جس میں وہ ان دونوں لڑکوں کو بخوبی دیکھ سکتا تھا اور اس وقت دیکھ بھی رہا تھا۔ اس کی نظر بھی ابھی ابھی ان لڑکوں پر پڑی تھی۔ اس نے علینا کی

طرف دیکھا وہ یکدم خاموش ہو کر نظریں جھکائے کھانا کھانے لگ گئی تھی۔ اگلے لمحے ہی وہ اپنی سیٹ سے اٹھا تھا۔

"میری سیٹ پر آجاؤ۔" اس کا لہجہ نرم تھا۔

"کیا؟" علینا ششدر سی چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"میری سیٹ پر آجاؤ۔" اس نے اپنی بات دہرائی۔ علینا لب کاٹتی خاموشی سے اٹھی اور اس کی سیٹ پر آ بیٹھی۔ عصام اب علینا کی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ پھر اس نے علینا اور اپنی پلیٹس آپس میں تبدیل کیں۔

"کھانا کھاؤ۔" اس کا لہجہ حد درجہ نرم رہا تھا۔ وہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا۔ میں یہاں بیٹھا ہوں۔ تم سکون سے کھانا کھاؤ۔" اب کہ اس نے مسکرا کر کہا تو علینا نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ تحفظ کا ایک احساس ہر چیز پر جیسے غالب آ گیا۔ وہ اب سکون سے کھانا کھا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عصام پانی کا گلاس لبوں سے لگائے سامنے دیکھ رہا تھا۔ نظروں کا محور وہ لڑکے تھے اور چہرے پر موجود نرمی اب غائب ہو چکی تھی۔ ان لڑکوں کے چہروں پر موجود مسکراہٹ اب عنقا ہو چکی تھی اور وجہ عصام کی سلگتی ہوئی نگاہیں تھیں۔ انہوں نے سیدھے ہونے میں ہی اپنی عافیت سمجھی تھی۔

وہ کھانا کھانے کے بعد زیورک کی سڑکوں پر پھرنے نکل آئے تھے۔ ان سے چند قدموں پر ہی شاہزیب اور اس کے باڈی گارڈز کی ٹیم تھی۔ وہ دونوں دریا کے کنارے چل رہے تھے۔ دریا کے کنارے پر برف پڑی ہوئی تھی۔ شاید اس برف کو سڑک پر سے ہٹا کر سائیڈ پر لگایا گیا تھا۔ وہ خاموش سی اس کے ساتھ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چل رہی تھی۔ عصام مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔

"اگر تم ریسٹورانٹ میں ان کمفرٹیبل محسوس کر رہی تھیں تو تمہیں مجھے بتانا چاہیئے تھا۔" وہ سامنے دیکھتا کہہ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تمہارے ساتھ بہت انجوائے کر رہی تھی اور میں نہیں چاہتی تھی کہ تمہارا موڈ spoil ہو جاتا۔" وہ بھی سامنے دیکھتی کہہ رہی تھی۔ عصام نے اس کی طرف دیکھا۔

"تو میرا موڈ اسپوئل ہونے سے بچانے کے لیے تم نے اپنا موڈ اسپوائل کر لیا؟ گڈ!" وہ طعنہ نہیں مار رہا تھا لیکن علینا کو وہ کوئی طعنہ ہی لگا تھا۔

"مجھے جو صحیح لگا میں نے وہی کیا۔"

"لیکن ضروری تو نہیں کہ جو آپ کو صحیح لگے وہ آپ کے حق میں فائدہ مند بھی ہو۔" وہ کندھے اچکاتا کہہ رہا تھا۔

"آئیندہ ایسا نہیں کروں گی۔" اس نے کسی اچھے بچے کی طرح کہا تھا۔

"گڈ گرل! لیکن یہ یاد رکھنا کہ آئیندہ اگر کوئی پریشانی ہو تو تم مجھے بلا جھجھک بتا سکتی ہو۔ آئی ایم آلویز دیئر فار یو!" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم مجھے پرو ٹیکٹ کیوں کرتے ہو؟"وہ رک کر اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں ڈوبی پوچھ رہی تھی۔

شاہزیب اور باڈی گارڈز ان سے کچھ فاصلے پر ہی رک گئے۔

"انسان اپنی متاعِ حیات کو پرو ٹیکٹ کرتا ہے۔ میں بھی کرتا ہوں۔"اور وہ اس کی کہربا آنکھوں میں کھویا کہہ رہا تھا۔

"میں بھی تمہیں پرو ٹیکٹ کروں گی۔"اس نے جیسے اسے اپنی زندگی کا سب سے اہم کام بتایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا؟تم مجھے پرو ٹیکٹ کرو گی؟"وہ شریر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"اب یہ مت کہنا کہ عورتیں مردوں کو پرو ٹیکٹ نہیں کرتیں!"اس نے ایک ادا سے آنکھیں گھما کر کہا تو عصام کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔اس نے اپنے احساسات کو قابو کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ کر سکتیں ہیں عورتیں بھی مردوں کو پرو ٹیکٹ۔ لیکن تم مجھے پرو ٹیکٹ کس سے اور کیسے کرو گی؟"وہ مسکراتا ہوا سوچنے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اگر کوئی لڑکی تمہیں دیکھے گی یا گھورے گی تو میں اسے گنجا کر دوں گی،اس کا منہ توڑ دوں گی!بلکہ میں اس کی ہڈیاں بھی توڑ دوں گی۔"وہ اپنے ہی خیال میں کہہ رہی تھی اور وہ اس کی بات پر ہنستا جا رہا تھا۔

"تمہیں لگ رہا ہے میں مزاق کر رہی ہوں؟"اس نے خفا سی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم کرنا مجھے پرو ٹیکٹ!بلکہ ایک کام کرنا اس لڑکی کا سارا میک اپ بھی خراب کر دینا!"وہ مزے سے اسے ایک نیا آئیڈیا دے رہا تھا۔

"یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے!ضرور کروں گی میں ایسا!"اور وہ اس کا آئیڈیا اپروو بھی کر چکی تھی۔

"لیکن علینا تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہو گا۔"

"کیسا وعدہ؟"

"تم مجھے پرو ٹیکٹ کرنے کے لیے کبھی بھی، کبھی بھی کوئی ایسی حرکت نہیں کرو گی جس سے تم خود کسی مصیبت میں پھنس جاؤ۔" وہ بہت سنجیدہ تھا۔ علینا نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"عصام ہم یہاں مزے سے پھر رہے ہیں۔ سیکیوریٹی تھریٹس کا کیا ہو گا؟" کچھ دیر بعد اسے یکدم جیسے یاد آیا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا شاہزیب اور اس کی ٹیم ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ تم فکر مت کرو! اور یہ تو سب کو ہی پتا تھا کہ میں اپنی کلاس میٹ کے ساتھ اس بزنس کمپیٹیشن پر یہاں زیورک آنے والا تھا۔ یہ بات ویسے بھی کسی سے چُھپی ہوئی نہیں تھی۔" وہ مطمئن تھا۔

"انکل کو پتا چلا تو وہ تم سے ناراض ہوں گے!" اس نے اسے یاد دلایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس لیے تو میں آج تمہیں لیے یوں سڑک پر نکل آیا ہوں۔ ورنہ کل جب وہ یہاں آجائیں گے تو وہ ہمیں بغیر سیکیوریٹی کی گاڑیوں کے گھر سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالنے دیں گے۔" وہ جھرجھری لیتا کہہ رہا تھا۔

"لگتا ہے تمہیں سچ میں اپنی یہ لائم لائٹ پسند نہیں ہے۔" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"مجھے نہیں پسند۔ ڈیڈ کی انصاف پسند زندگی کی وجہ سے مجھے اکثر سیکیوریٹی تھریٹس رہتے ہیں۔ اور ہر billionaire کی طرح میں بھی ایک عام زندگی نہیں گزار سکتا۔ لوگوں کو میری زندگی کی صرف اچھی باتیں ہی نظر آتی ہیں۔ صرف پوزیٹو سائیڈ۔ انہیں صرف یہ نظر آتا ہے کہ میں سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوا ہوں۔ میرے پاس بے تحاشا دولت ہے۔ میں خوبصورت ہوں۔ میرا آئی کیو لیول عام لوگوں سے زیادہ ہے تو میرے پاس ہر مسئلے کا حل ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سب جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں ہے۔" وہ کہہ رہا تھا اور علینا اسے سن رہی تھی۔ وہ پہلی بار اسے اتنے قریب سے جان رہی تھی۔

"کبھی کبھار یہ سونے کا چمچ میرے گلے کا پھندا بن جاتا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(وہ پانچ سال کا تھا اور اسکول کے گراؤنڈ میں کھڑا تھا۔ اس کے کلاس میٹس گروپ کی صورت میں کھڑے اس کے ماں باپ کی طلاق پر اس کا مزاق اڑا رہے تھے۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے بس انہیں سن رہا تھا۔)

"میری بے تحاشا دولت کبھی کبھار میری جانی دشمن بن جاتی ہے۔"

(عاہل اس کے سامنے گرا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں گولی لگی تھی اور اس کے گرد خون کا ایک تالاب تھا۔)

"میری خوبصورتی مجھے کبھی کبھار ان کمفرٹیبل محسوس کرواتی ہے۔"

(وہ جہاں بھی جاتا تھا عورتیں اسے مڑ کر دیکھنے لگتی تھیں۔ اسے ان سب کی نظروں سے الجھن محسوس ہوتی تھی۔)

"میرا آئی کیو لیول زیادہ ہے لیکن میرا دماغ میرے دل سے جڑے مسئلوں میں میری کوئی مدد نہیں کرتا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(وہ ففٹھ اسٹینڈرڈ میں تھا جب کسی کلاس میٹ نے شہریار کی پہلی شادی اور طلاق پر اس کا مزاق اڑایا تھا۔ عصام اس سے لڑ پڑا تھا۔ زارا نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ کسی پر اس وقت تک ہاتھ نہیں اٹھائے گا جب تک اسے خود کو پرو ٹیکٹ نہ کرنا ہو۔ لیکن وہ کسی کو خود پر ہاتھ بھی نہیں اٹھانے دے گا۔ چاہے وہ اس کا دوست ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ بھول گیا تھا۔ عاہل نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور اس نے اپنے دوست کو نہیں روکا تھا۔ اس نے خود کو پرو ٹیکٹ بھی نہیں کیا تھا۔ بس خاموشی سے مار کھائی تھی کیونکہ یہ دل کا معاملہ تھا، دماغ کا نہیں۔)

وہ اس کے ذرا قریب ہوئی پھر اس کے گرد بازو حمائل کرتی اس کے سینے سے لگ گئی۔

عصام جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ ششدر۔ جامد۔ ساکت۔

"اٹس اوکے۔ تمہیں کچھ بھی مجھ سے چُھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں جب بھی کوئی چیز بری لگے، یا تمہیں کچھ ان کمفرٹیبل کرے یا تمہارا دل رونے کو چاہے تو تم مجھے بتا سکتے ہو۔ میں تمہیں یونہی ہمیشہ کچھ بھی کہے بغیر گلے لگا لوں گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"Because a hug is the best gift that you can give someone when they're not feeling well."

وہ اس کے سینے سے لگی کہہ رہی تھی۔ وہ اب بھی اس کے اس والہانہ انداز پر حیران تھا۔ وہ پیچھے ہوئی تو اس نے عصام کا گلابی پڑتا چہرہ دیکھا۔ اس کے سفید گال پوری طرح گلابی ہو چکے تھے۔ جیسے سارا خون نچڑ کر چہرے پر اکٹھا ہو گیا تھا۔

"تم بلش بھی کرتے ہو؟ مجھے لگا صرف کرواتے ہو!" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ وہ کچھ اور گلابی پڑنے لگا تو گردن جھکائے ہلکا سا مسکرا دیا۔

"آہ! بلش کرنے کے بعد گردن جھکائے مسکراتے ہوئے بھی کتنے کیوٹ لگتے ہو!" اس نے بڑے ہی ڈرامائی انداز میں اپنا ہاتھ دل کے مقام پر رکھا تھا۔

"اسٹاپ اٹ!" وہ ہنستے ہوئے کہتا آگے بڑھ رہا تھا۔ علینا بھی اس کی دیکھا دیکھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

وہ دونوں چلتے چلتے سڑک کی دوسری طرف ایک کیفے کے سامنے آ رکے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کافی پیئیں؟"علینا نے مڑ کر عصام سے پوچھا تھا۔

"نہیں ہاٹ چاکلیٹ پیتے ہیں۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو کافی پیوں گی۔"اس نے ایک ادا سے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

"یہ صحیح ہے۔مجھے ہاٹ چکلیٹ کا دیوانہ بنا کر تم خود کافی پینے لگ گئی ہو!"وہ ذرا بلند آواز میں اسے سنانے کے لیے بولا تھا۔لیکن وہ اس کے بات کا جواب دیے بغیر ہنستی ہوئی سڑک کراس کر کے اندر چلی گئی۔

عصام نے ہاٹ چاکلیٹ منگوائی تھی اور علینا نے کافی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی عادتیں اپناتے اپناتے ایک دوسرے کی عادت بن گئے تھے۔

وہ کیفے کے باہر آ کھڑا ہوا تھا۔علینا واشروم گئی تھی۔وہ باہر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔کیفے سڑک کی دوسری طرف بنا تھا۔دریا کنارے موجود فٹ پاتھ پر شاہزیب اور اس کے باڈی گارڈز کھڑے تھے۔اس نے جیب میں سے اپنا موبائل نکالا اور اسکرین آن کی۔پاسورڈ ڈال

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر موبائل اَن لاک کیا اور پھر موبائل کی گیلیری کھول لی۔ گیلیری میں ایک فولڈر تھا جس پر سیاہ دل کا ایموجی بنا ہوا تھا۔ اس فولڈر میں ایک ہی تصویر تھی۔ ہنزہ میں التیت فورٹ کی بالکنی میں کھڑی علینا کی۔

وہ اس تصویر کو دیکھ کر زندگی کی بے ثباتی پر چند لمحوں کے لیے ساکت سارہ گیا تھا۔ یہ تصویر اس نے اس ڈر سے کھینچی تھی کہ اسے علینا ضرار کے بغیر زندگی گزارنے کے لیے کوئی سہارا چاہیئے تھا اور اب۔۔۔ وہ مسکرایا۔ وہ اس کی بیوی تھی۔ اس کے ساتھ تھی اور اس سے محبت کرتی تھی۔ اسے لگا اللہ نے اسے جیسے دنیا کی تمام نعمتیں ایک بار میں ہی عطا کر دی تھیں۔

وہ مسکراتا ہوا اس تصویر کو دیکھ رہا تھا جب علینا کیفے سے باہر نکلی اور اسے مسکراتا دیکھ کر ایک لمحے کے لیے رک گئی۔ وہ اس کے ذرا قریب آئی تو اسے اسکرین پر کسی لڑکی کی تصویر کی ہلکی سی جھلک نظر آئی۔ وہ تصویر میں اتنا کھویا ہوا تھا کہ علینا نے کب اس کا موبائل اس کے ہاتھ سے اُچک لیا اسے پتا بھی نہ چلا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"علینا میرا موبائل واپس کرو!"وہ یکدم بولا تھا۔

"میں بھی تو دیکھوں کس لڑکی کی تصویر ہے تمہارے موبائل کی گیلیری میں!"وہ خالص شریر انداز میں کہہ رہی تھی۔

"علینا موبائل واپس کرو!"وہ پریشان سا کہہ رہا تھا لیکن علینا نے موبائل والا ہاتھ ہوا میں بلند کر لیا تھا۔

"نہیں۔اب جب تک میں یہ نہیں دیکھ لیتی کہ تمہارے موبائل میں وہ لڑکی کون تھی میں تمہیں موبائل واپس نہیں کروں گی۔"وہ پیچھے کو قدم لیتی کہہ رہی تھی۔عصام اس سے مسلسل موبائل چھیننے کی کوشش کر رہا تھا۔

سڑک پر گاڑیاں گزر رہی تھیں۔اور وہ فٹ پاتھ کے بلکل کنارے پر تھی۔وہاں برف کی وجہ سے ہلکی سی پھسلن تھی اور اگلے لمحے اس کا پاؤں مڑا اور وہ سڑک پر پیچھے کو گر گئی۔ عصام نے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔سڑک کی دوسری طرف موجود گارڈز فوراً ان کی طرف بڑھے تھے لیکن اسی لمحے سڑک پر علینا کی طرف بڑھتی ایک گاڑی اس

کی طرف آ رہی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس سے ٹکراتی عصام اس کے آگے آ گیا تھا۔ ان دونوں نے اپنی آنکھیں زور سے میچ رکھی تھیں۔ عصام نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس نے علینا کی طرف دیکھا۔ اس نے ابھی تک اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ وہ اس پر جھکا اسے پوری طرح سے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ انہیں کچھ نہیں ہوا تھا کیونکہ جس لمحے عصام علینا کے آگے آیا تھا اسی لمحے گاڑی کے ڈرائیور نے بریک لگا دی تھی اور وہ محفوظ رہے تھے۔ شاہزیب اور گارڈز ان تک پہنچ چکے تھے۔ وہ گاڑی چند لمحے وہیں کھڑی رہی پھر خاموشی کے ساتھ سائیڈ سے گزر گئی۔ شاید ڈرائیور کوئی بدمزگی پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" عصام نے علینا سے پوچھا تھا۔ اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ پھر عصام کو دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔ عصام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سہارا دے کر اٹھانے کی کوشش کی لیکن علینا کے منہ سے کراہ نکلی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا پیر۔"وہ دوبارہ سے سڑک پر ہی بیٹھ گئی تھی۔عصام نے اس کا پیر دیکھا وہ سوجھ گیا تھا۔

"شاہزیب گاڑی لے کر آؤ۔ڈاکٹر کو کال کرو۔ہم گھر جا رہے ہیں۔علینا کے پیر پر چوٹ آئی ہے۔"وہ پریشان سا کہہ رہا تھا۔اگلے چند لمحوں کے اندر ہی شاہزیب گاڑی لے آیا تھا۔

عصام نے اسے بڑی آسانی سے گوڈ میں اٹھایا اور پھر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا دیا تھا۔

"تم سب کو لے کر گھر پہنچو اور ہاں ڈیڈ کو کال کر کے ابھی ہی سب کچھ مت بتا دینا پلیز!"خود وہ شاہزیب سے گاڑی کی چابیاں لے کر اسے ہدایات دیتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

اسے اپنے پیر میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا۔لیکن وہ پورے راستے خاموش رہی۔وہ شرمندہ تھی۔اس کی بے وقوفی کی وجہ سے اتنا بڑا تماشا بن گیا تھا۔اس نے گاڑی وِلا کے صدر دروازے کے عین سامنے روکی۔پھر باہر آیا اور علینا کی طرف کا دروازہ کھولا۔وہ گاڑی سے نیچے قدم رکھنے لگی تو اس نے منع کر دیا۔

"میں خود چل لوں گی۔"اس نے شرمندہ سا کہا تھا۔

"میں اٹھالیتا ہوں تمہیں۔"اس نے اسے گود میں اٹھایا پھر اسے لیے سیڑھیاں چڑھ کر اس کے کمرے میں لے آیا۔اس نے آہستہ سے اسے بیڈ پر تکیوں کے سہارے لٹادیا۔کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر بھی آگیا تھا۔اس نے علینا کے پیر کا جائزہ لیا۔

"زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔موچ زیادہ نہیں آئی ہے۔کل تک ٹھیک ہوجائے گی۔ابھی وقتی طور پر درد تھوڑا زیادہ ہوگا۔اس کے لیے میں پین کلرز اور کچھ دوائیاں دے رہا ہوں۔"ڈاکٹر شُستہ جرمن زبان میں بات کر رہا تھا۔اور عصام بھی بہت روانی سے اس کی تمام باتوں کا جواب دے رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاہزیب ڈاکٹر کو باہر چھوڑنے چلا گیا تو پیچھے کمرے میں صرف وہ دونوں اکیلے رہ گئے۔عصام بیڈ کی سائیڈ ٹیبل تک آیا۔سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا۔ایک ہاتھ میں گلاس پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں دوائیاں۔اس نے گلاس علینا کی طرف بڑھایا تو اس نے گلاس تھام لیا۔پھر دوائیں نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھیں۔اس نے پانی کے ساتھ ان دوائیوں کو نگل لیا تو وہ اس کے پاس کرسی رکھ کر بیٹھ گیا۔

"سوری۔"وہ شرمندہ تھی۔

"کس لیے؟"اس کی شرمندگی کا عصام پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔وہ پہلے جیسا ہی تھا۔

"میں نے سب خراب کر دیا۔اتنا تماشا بھی لگا دیا۔"وہ نظریں جھکائے کہہ رہی تھی۔اسے لگ رہا تھا کہ اب وہ اسے ڈانٹے گا لیکن۔۔۔

"خیر ہے۔کم از کم تم ٹھیک تو ہو۔"وہ مدھم سا مسکراتا کہہ رہا تھا۔

اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا۔شاہزیب نے گھر آتے ساتھ ہی اسے اس کا موبائل واپس دے دیا تھا جو کہ علینا سے سڑک پر گر گیا تھا۔اس نے اسے اَن لاک کر کے علینا کی طرف بڑھا دیا۔وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"وہ پکچر دیکھ لو جو تم دیکھنا چاہتی تھیں۔"وہ مسکرایا۔

"کہیں تم یہ تو نہیں سمجھ رہے کہ میں تم پر شک کر رہی تھی؟"وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔عصام ہنوز مسکرا رہا تھا۔"اگر ایسا ہے تو پلیز ایسا مت سوچو کیونکہ میں بس تمہیں تنگ

کر رہی تھی اور کچھ نہیں۔ میں کوئی ٹیپیکل عورت نہیں ہوں جو تم پر ہر وقت شک کرتی رہوں گی۔" وہ ذرا شرمندہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ عصام نے اسکرین پر ایک دو کلکس کیے پھر موبائل علینا کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

اسکرین پر اس کی وہی التیت فورٹ کی بالکنی والی تصویر تھی۔ وہ چند لمحے تو کچھ بول نہ سکی۔ پھر عصام کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ تصویر میری تھی؟" وہ حیران سی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہمم۔ تمہاری تھی۔ تم سے پہلے میرے موبائل میں صرف ایک ہی عورت کی تصاویر تھیں۔ میری ماں کی۔ دوسری عورت تم ہو۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"لیکن یہ پکچر تم نے کب کھینچی؟"

"اس رات جب ہم ہنزہ آئے تھے تو کھانے کی میز پر تم نے مجھے ڈھکے چُھپے لفظوں میں ایک بار پھر سے منع کیا تھا۔ مجھے اندر کہیں ہمیشہ لگتا تھا کہ تم مجھے ریجیکٹ کر دو گی اور ہمارے درمیان سب ادھورا رہ جائے گا۔ اور اگلے دن میں نے تمہیں اس قلعے کی بالکنی میں

دیکھا۔ ٹور گائیڈ کہہ رہا تھا کہ وہ قلعہ کسی شہزادی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا لیکن میں اپنے سامنے دنیا کی تمام شہزادیوں سے زیادہ خوبصورت شہزادی دیکھ رہا تھا۔" وہ ہلکا سا ہنسا۔ "غیر اخلاقی حرکت تھی۔ جانتا تھا لیکن ساری زندگی اگر تمہارے بغیر ہی گزارنی تھی تو کوئی سہارا تو ہونا چاہیئے تھا نا؟" وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ وہ حق دق سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے وہ تصویر اپنے موبائل سے کھینچ لی لیکن آج جب میں نے یہ تصویر دیکھی تو مجھے اپنی خوش قسمتی پر یقین ہی نہ آیا۔ کہاں میں تمہارے ایک اظہارِ محبت کے لیے ترپتا تھا اور کہاں آج تم میری بیوی ہو۔" وہ آخر میں ہنسا تھا۔ شاید قدرت کے کھیلوں پر۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

"پھر تم مجھ سے اسے چُھپا کیوں رہے تھے؟" یہ بات اس کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آئی تھی۔

"کیونکہ مجھے لگا کہ تم مجھ سے ناراض ہو جاؤ گی کہ میں نے تمہاری اجازت کے بغیر تمہاری پکچر لی۔" وہ منمنا رہا تھا۔ وہ اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔

"اُف میرے اللہ! کیا کروں میں اس آدمی کا؟" وہ اپنا سر پکڑے کہہ رہی تھی۔ علینا نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"عصام تم آج ایک بات جان لو! مجھے معلوم ہے کہ بچپن میں بیڈ پر سے گرنے کی وجہ سے تمہارے سر پر چوٹ لگ گئی تھی اور تب سے تم ایسے ہو اور ساری زندگی ایسے ہی رہنے والے ہو لیکن پھر بھی میں تم سے ناراض نہیں ہو سکتی کیونکہ میں تمہاری تمام غلطیاں، تمہارے تمام جھوٹ معاف کر سکتی ہوں۔ اس لیے پلیز ہر چھوٹی چھوٹی بات پر یہ سوچنا بند کر دو کہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی!" وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اسے سمجھا رہی تھی۔ بلکہ یہ کہنا ٹھیک ہو گا کہ سمجھانے سے زیادہ ڈانٹ رہی تھی۔

اور وہ جس نے آج تک کبھی اپنے ماں باپ کی ڈانٹ کو سیریئس نہیں لیا تھا، بیوی کی ڈانٹ پورے غور سے سن رہا تھا، جیسے اگلے سیمیسٹر میں سارے سوال علینا کی ڈانٹ سے ہی آنے والے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی ملکہ۔ آئیندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ پکا وعدہ۔" وہ دل پر ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔

پھر اس کے ذرا قریب آیا اور اس کا کمبل درست کرنے لگا۔

"کہو تو میں یہیں صوفے پر سو جاتا ہوں۔ رات کو کہیں تمہیں کوئی مسئلہ نہ ہو۔" وہ اس کی طرف دیکھتا سوالیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔ دوائی لینے کے بعد تو مجھے درد میں بھی کچھ کمی محسوس ہوئی ہے۔ تم جاؤ آرام کرو۔"

"آر یو شیور؟"

"ہاں۔ تم جاؤ۔ میں بلکل ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر کمرے سے نکل گیا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بیڈ پر کروٹ لیتے ہوئے یونہی اس کی آنکھ کھل گئی۔اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ کہاں تھی۔ایک جھماکے سے اسے سب یاد آیا تھا۔کل رات زیورک کی سڑکوں پر پھرتے ہوئے اسکے پیر میں موچ آگئی تھی اور وہ دوائیاں لے کر رات کو سو گئی تھی۔وہ آہستہ سے بیڈ پر اٹھ بیٹھی۔بال کان کے پیچھے اڑسے۔پھر کمبل ہٹا کر اپنا پیر دیکھا۔سُوجن ندارد تھی۔اور درد بھی اب نہ ہونے کے برابر تھا۔اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور وقت دیکھنے کے لیے اسکرین دیکھی لیکن وقت دیکھ کر اسے جیسے جھٹکا لگا۔دوپہر کے دو بج رہے تھے۔وہ اتنی دیر آخر کیسے سوتی رہ گئی؟وہ کبھی اتنی دیر تک نہیں سوتی تھی۔شاید دواؤں کا اثر تھا۔اور عصام۔اس نے بھی اسے نہیں اٹھایا؟اس کی خبر تو وہ ابھی نیچے جا کر لے گی۔وہ فوراً بستر سے نکلی۔الماری سے اپنے کپڑے نکالے اور واشروم کی طرف بڑھ گئی۔کچھ دیر بعد وہ سرمئی رنگ کی شلوار قمیض پہنے واشروم سے باہر نکلی۔اس نے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر شانوں پر پھیلا لیا تھا جو وہ الماری سے نکال کر وہیں رکھ گئی تھی۔یہاں آنے کے بعد شاید موسم کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا سفید چہرہ ہلکا ہلکا سا گلابی ہو گیا تھا۔بالوں

کا ڈھیلا سا جوڑا باندھ رکھا تھا۔ گھر میں ہیٹنگ سسٹم ہونے کی وجہ سے اس نے سویٹر نہیں پہنی تھی۔

"تم!" وہ سیڑھیاں اترتی نیچے لاؤنج میں آ رہی تھی جب کچن میں کھڑے، ایپرن پہنے عصام نے اس کی آواز پر ایک جھٹکے سے مڑ کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا تھا۔ "تم نے مجھے کیوں نہیں اٹھایا؟" اوپن کچن لاؤنج سے منسلک تھا۔

وہ تیزی سے چلتے ہوئے کچن میں اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

"میں کبھی بھی اتنی دیر تک نہیں سوئی! تم نے مجھے کیوں نہیں اٹھایا؟ ہاں بولو؟" وہ اس کے قریب پہنچتے ہی اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

وہ مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ لڑتے ہوئے بھی اچھی لگتی تھی۔

"علینا لاؤنج میں دیکھو کون آئے ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کون آئے ہیں؟ سوئٹزرلینڈ کے حکمران؟" اس نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھے پھر مسکرا کر طنزیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھتی کہنے لگی۔

"نہیں میرے بینک اکاؤنٹس کے حکمران!" وہ ہنستا ہوا واپس سے اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

وہ پیچھے مڑی تو لاؤنج کا منظر دیکھ کر جہاں تھی وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی۔ لاؤنج کے صوفے پر شہریار ہاتھ میں نیوز پیپر پکڑے، آنکھوں پر ریڈنگ گلاسز لگائے بیٹھے تھے۔ اور اس وقت وہ اسے مسکرا کر دیکھ رہے تھے۔ اسے شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔ وہ خاموشی سے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے شہریار کے ساتھ والے دو سیٹر صوفے پر جا بیٹھی۔

"اسلام علیکم۔" اس نے آہستہ سے کہا تھا۔

"وعلیکم اسلام۔" وہ ابھی تک مسکرا رہے تھے۔ وہ شاید عصام اور اس کی نوک جھوک سے محظوظ ہوئے تھے۔

"اس سب کے لیے سوری۔" اس نے مسکراتے ہوئے شرمندہ سے انداز میں کہا تھا۔

"اس میں سوری کی کیا بات ہے؟ تم دونوں میاں بیوی ہو اور میاں بیوی کے درمیان تو نوک جھوک چلتی رہتی ہے۔ بلکہ میرا ماننا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ہلکی پھلکی نوک جھوک ان کے صحت مند رشتے کی علامت ہوتی ہے۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔

"آپ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ زندگی میٹھی کھیر کی طرح نہیں ہونی چاہیئے۔ کبھی کبھار اس میں املی آلو بخارے کا شربت، فالسے کا جوس اور گول گپوں کا پانی بھی ہونا چاہیئے۔" وہ انگلیوں پر گنتی کہہ رہی تھی۔ کچن میں چولہے کے سامنے کھڑے عصام نے ہاتھ میں کف گیر پکڑے اسے دیکھا تھا۔ وہ کیا کہہ رہی تھی؟

"مطلب؟" شہریار اور عصام دونوں نے کچھ اُلجھن کا شکار ہو کر اکٹھے پوچھا تھا۔

اس نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگی۔

"یہ میرا پرسنل فلسفہ ہے۔ دیکھیں۔ زندگی میں ہر وقت اگر کھیر جیسی مٹھاس یعنی محبت ہوگی تو پھر تو سب کچھ بورنگ لگنے لگے گا نا؟ لیکن اگر اس محبت کے درمیان کبھی کبھار املی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آلو بخارے کے شربت جیسی کھٹی میٹھی لڑائی،فالسے کے جوس جیسی ترش نوک جھوک اور گول گپوں کے پانی جیسی ریفریشنگ طعنہ بازی ہوتی رہے گی تو اپنے پسندیدہ ہمسفر کے ساتھ زندگی گزارنے کا کتنا مزہ آئے گا؟جس طرح انسان روزانہ ایک ہی چیز نہیں کھا سکتا، بہت جلد ایک طرح کے کھانے سے بور ہو جاتا ہے،اسی طرح محبت اور خوشیاں زیادہ ہو جانے پر اپنی قدر و قیمت اور چمک دمک کھو بیٹھتی ہیں۔خوشی کے درمیان ہلکی پھلکی سی اداسی زندگی کو زندگی بناتی ہے۔"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہی تھی اور وہ دونوں اسے غور سے سن رہے تھے۔

عصام مسکرایا تھا۔وہ اتنی پیاری باتیں پہلے تو نہیں کرتی تھی؟وہ زیورک آکر اسے بدلی بدلی سی لگنے لگی تھی۔لیکن وجہ کیا تھی؟وجہ جو بھی تھی وہ بہت خوش تھی اور عصام اسے یوں ہنستا بولتا دیکھ کر خوش تھا۔

شہریار علینا کی بات پر مسکرائے پھر چہرہ موڑ کر کچن میں کھڑے عصام کی طرف دیکھنے لگے جو علینا میں کھویا اسے بس دیکھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کچھ سیکھو اس سے! تمہاری بیوی تم سے زیادہ عقلمند ہے۔"انہوں نے افسوس سے سر دائیں سے بائیں ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

عصام اس کی بات پر اپنے ہوش و حواس میں واپس آیا تھا اور اب ہکا بکا سا ان دونوں کے چہرے دیکھ رہا تھا۔

"میں آپ کا بیٹا ہوں ڈیڈ!"اسے شدید صدمہ ہوا تھا۔

"اور علینا میری بہو ہے۔اور میری بات سنو تم سے دو گھنٹے سے ایک سوپ ہی نہیں بنا ہے؟ ایسی کونسی ہڈیاں ہیں جو تم سے گل ہی نہیں رہیں؟"انہوں نے یکدم اس پر جوابی کارروائی کی تھی۔

"سوپ کیوں بن رہا ہے؟اور گگ کہاں ہے؟"علینا نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"گگ کو میں نے چھٹی دے دی ہے اور سوپ میں نے تمہارے لیے بنایا ہے کیونکہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔" کہنے والا عصام تھا جو ہاتھ میں ایک ٹرے لیے لاؤنج کے صوفوں کی طرف ہی آرہا تھا۔اس نے ٹرے علینا کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"اوہ بائی دی وے بیٹا! تمہارا پیر اب کیسا ہے؟عصام نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارے پیر میں موچ آئی تھی۔" شہریار نرم سا لہجہ لیے پوچھ رہے تھے۔عصام نے صبح شہریار کو کل رات کے واقعے کے بارے میں بتا دیا تھا۔

"اب تو ٹھیک ہے انکل۔عصام نے یہ بنا وجہ ہی کیا ہے۔اس سب کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔" اسے بُرا لگا تھا کہ وہ اس کے لیے کھانا بنا کر لایا تھا۔اس کا کیا امپریشن گیا ہو آخر انکل پر کہ وہ ان کے بیٹے سے کام کرواتی ہے؟وہ سوچ رہی تھی۔

"پہلی بات تو یہ کہ عصام مجھے کیا بلاتا ہے بیٹا؟" انہوں نے علینا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ڈیڈ۔" اس نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو تم بھی مجھے یہی بلایا کرو۔"وہ شفقت سے مسکرائے تھے۔

"جی۔ڈیڈ۔"وہ مسکرائی تھی۔

"اگر آپ دونوں سسر اور بہو کی صوفہ کانفرنس ختم ہو چکی ہو تو پلیز تم سوپ پی لو ورنہ یہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔"عصام نے بیزار سا چہرہ بنا کر کہا تھا۔

"تم کیا ہم دونوں کی دوستی سے جیلس ہو رہے ہو؟"شہریار نے عصام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں کیوں جیلس ہوں گا بھلا؟"اس نے چڑ کر کہا تھا۔

علینا ٹرے میں موجود سوپ کا باؤل اٹھا چکی تھی۔اس نے ابھی پہلا چمچ ہی پیا تھا کہ اسے احساس ہوا کہ اس نے آج تک اتنا لزیز سوپ کبھی نہیں پیا تھا۔

"یہ تم نے کیسے بنایا؟"وہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں کیا اچھا نہیں بنایا اس نے؟"شہریار علینا سے مخاطب تھے مگر عصام کو گھور رہے تھے۔

"نہیں ڈیڈ ایسی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو بہت اچھا بنا ہے۔ میں نے آج تک کبھی اتنا اچھا سوپ نہیں پیا۔"وہ شہریار کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔ پھر عصام کی طرف دیکھنے لگی۔

"بتاؤ نا یہ تم نے کیسے بنایا ہے؟"عصام اس کے اصرار پر مسکرا دیا۔

"محبت سے۔"وہ مسکرایا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"ویسے ڈیڈ میرا خیال ہے آپ کو کک کو چھٹی دے دینی چاہیئے اور سارا کھانا عصام سے بنوانا چاہیئے۔"اس نے عصام کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر شہریار کو مخاطب کیا تھا۔ عصام کی مسکراہٹ اگلے لمحے ہی غائب ہوئی تھی۔

"ہاں کہہ تو تم صحیح رہی ہو۔"شہریار اس کے مشورے سے پوری طرح متفق تھے۔

"ڈیڈ آپ کس کی سائیڈ پر ہیں آخر؟"عصام نے بے یقینی کے عالم میں باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تو سچ کی سائیڈ پر ہوں اور تمہاری بیوی سچ کہہ رہی ہے۔" انہوں نے بڑے ہی مزے سے کہا تھا۔ علینا کا سارا دھیان اپنے سوپ کے باؤل کی طرف تھا۔

"ناانصافی ہے یہ!" وہ بُرا سا منہ بناتا بازو سینے پر لپیٹتا ان کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

علینا نے سوپ کے باؤل پر سے سر اٹھا کر عصام کی طرف دیکھا۔

"اس کے لیے تھینک یو۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بس ایک مسکراہٹ کی بات تھی اور عصام کی ساری ناراضگی کہیں رفع ہو گئی۔ وہ بھی مسکرا دیا تھا۔

"عصام مجھے کل بڑے ابا اور اما کی کال آئی تھی اور انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آج رات کیا ہم تینوں ڈنر پر ان کے گھر آئیں گے؟" وہ کچھ دیر بعد عصام کی طرف دیکھتی پوچھنے لگی۔ اس نے بڑے ابا کو بتایا تھا کہ شہریار بھی ان کے ساتھ زیورک آنے والے تھے۔

"ہاں ہاں۔ چلتے ہیں۔ تم انہیں بتا دو کہ ہم آج رات آئیں گے۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ڈیڈ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گے؟" علینا نے شہریار کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"آئی ایم رئیلی سوری بیٹا لیکن جس میٹنگ کے لیے میں یہاں آیا تھا وہ رات کو ہی ہے اور اوپر سے جن انویسٹرز کے ساتھ میٹنگ ہے وہ یہاں امریکہ سے آرہے ہیں تو میٹنگ کا ٹائم بھی نہیں بدلا جا سکتا ورنہ میں ضرور چلتا۔" انہوں نے معذرت خوانہ انداز میں کہا تھا۔

"چلیں کوئی بات نہیں۔ اگلی دفعہ سہی۔" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"انشااللہ ء اگلی دفعہ۔ تم پریشان مت ہونا میں خود شارق اور سلمہ سے کال کر کے معذرت کروں گا۔" انہوں نے بڑے ہی خوشگوار انداز میں کہا تھا۔

وہ بلکل ایک ہیپی فیملی کی طرح کافی دیر تک باتیں کرتے رہے تھے۔ ایک ایسی ہیپی فیملی جو ایک دوسرے کے بہت سے راز اپنے اندر چُھپائے بیٹھی تھی۔

* *

وہ رات کے وقت ڈنر پر شارق کے گھر آئے ہوئے تھے۔ ان کا گھر زیورک کے 8Kreis کے رہائشی علاقے Seefeld میں تھا۔ ڈنر ٹیبل پر سلمہ نے مختلف اقسام کے کھانوں کی بھرمار کر دی تھی۔

"آنٹی اتنا سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"عصام نے مروتاً کہا تھا۔

"ارے کیوں کرنے کی ضرورت نہیں تھی؟ میرا بیٹا اور بیٹی پہلی بار میرے گھر آئے ہیں۔ ایسے کیسے میں تم دونوں کے لیے کوئی عام سی دعوت کا اہتمام کرتی؟"سلمہ اس وقت بلکل ایک دیسی ساس کا کردار ادا کرتی نظر آ رہی تھیں۔

عصام کو وہاں بلکل داماد والا ٹریٹمنٹ ملا تھا۔اس کی آؤ بھگت میں کسی نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

دو تین گھنٹوں پر مشتمل ان دونوں کا یہ ڈنر بہت خوشگوار گزرا تھا۔عائشہ، مروا،عائزہ اور سعد نے عصام اور علینا کی خوب ٹانگ کھینچی تھی۔اور ہر بار کسی نہ کسی مزاق پر سلمہ انہیں ڈانٹتی تھیں۔

اس وقت وہ دونوں شارق کے گھر کے باہر کھڑی اپنی گاڑی کے پاس کھڑے تھے۔ سکیوریٹی کی گاڑی قریب ہی کھڑی تھی۔عصام کے ہاتھ میں بہت سے گفٹس تھے جو اس کے اور علینا کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی ان سب نے انہیں دے دیے تھے۔اس

نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور بیگز اندر رکھے۔ ابھی علینا گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولنے ہی والی تھی کہ عصام اس کے ایسا کرنے سے پہلے ہی اس کے لیے دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ پھیلا کر اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ مسکرائی پھر ذرا قریب آئی۔ ان کے درمیان گاڑی کا دروازہ حائل تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اس کے بال خراب کیے پھر اندر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو۔" وہ مسکرا کر کہتی دروازہ بند کر رہی تھی۔

وہ چند لمحے کھڑا یونہی مسکراتا رہا تھا۔ علینا نے اس کے بال نہیں چھیڑے تھے۔ وہ اس کے دل کے تار چھیڑ گئی تھی۔

"کیا ہوا گھر نہیں چلنا کیا تمہیں؟" وہ اس کی طرف دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"I'm flattered!"

وہ جھینپ کر مسکراتا دوسری طرف سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف اپنے گھر کی کھڑکی سے شارق یہ سارا منظر دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ تبھی سلمہ ان کے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھیں۔

"آپ کیا دیکھ کر مسکرا رہے ہیں؟" وہ الجھن کا شکار تھیں لیکن پھر عصام کے بال بکھیرتی علینا اور پھر اس کے بال بکھیرنے کے ردِ عمل پر عصام کو مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرا دی تھیں۔

ان دونوں کی گاڑی آگے بڑھ گئی تو وہ کھڑکی کا پردہ برابر کرتے واپس مڑے۔

"آج علینا کتنی خوش لگ رہی تھی نا!" سلمہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"مجھے پچھلے دو سالوں میں پہلی بار علینا آج پہلے جیسی لگی تھی۔ ہنستی، کھیلتی، مسکراتی، چُلبلی، شوخ و چنچل۔ جیسے وہ پہلے تھی۔ آج اس کی خوشی بلکل بھی فیک نہیں تھی اور نہ ہی وہ ایسا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں انہیں ڈنر پر اسی لیے انوائیٹ کرنا چاہتا تھا کیونکہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ ٹھیک تھی یا نہیں۔ اس کے چہرے پر آج بلکل وہی دو سال پرانی مسکراہٹ دیکھ کر میں اب عصام کی طرف سے بلکل بے فکر ہو چکا ہوں۔ وہ اس دنیا کا واحد مرد ہے

سلمہ جو اسے سنبھال سکتا ہے اور جو اسے سنبھالنے کا اہل ہے۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔سکون سا سکون تھا۔

"اللہ بس ان دونوں کو ہمیشہ یونہی مسکراتا ہوا اور آباد رکھے۔میری بچی نے بہت بُرا وقت دیکھا ہے شارق۔میری بس اللہ سے یہی دعا ہے کہ اب وہ اس پر اپنی رحمتوں اور خوشیوں کے دریچے کھول دے۔اسے اب کبھی وہ منحوس وقت دوبارہ نہ دیکھنا پڑے اور وہ سب بھول جائے۔بس کسی طرح وہ آگے بڑھ جائے۔"وہ ہاتھ اٹھائے کہہ رہی تھیں۔

"آمین۔"ان کے لہجے میں ایک امید پنہاں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

وہ دونوں لاؤنج میں داخل ہوئے تو انہیں ایک نسوانی ہنسی سنائی دی۔لاؤنج میں صوفے پر شہریار کے سامنے ان دونوں کی ہم عمر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔وہ جرمن زبان میں کچھ کہہ رہی تھی جس کے جواب میں شہریار روانی کے ساتھ اسی کی زبان میں مسکراتے ہوئے جواب دے رہے تھے۔

"لو یہ دونوں بھی آ گئے۔" انہوں نے اب کہ انگریزی میں بات کی تھی۔ ان کی بات سن کر اس لڑکی نے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا اور پھر بڑے جوش سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا رخ اب ان دونوں کی طرف تھا۔

سنہرے بال۔ خوبصورت سیاہ آنکھیں اور سفید رنگت۔ وہ کافی خوبصورت تھی۔ سیاہ ہیلز اور ٹخنوں تک آتی پوری آستینوں والا سفید فراک پہنے وہ مسکراتی ہوئی عصام کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ شاید ایک لوکل تھی۔ عصام اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"رےچل (Rachel)۔" علینا کو اس کے چہرے پر ایک مانوسیت سی محسوس ہوئی۔

"عصام شہریار خان!" اس نے مسکراتے ہوئے اس کا نام لیا۔

"واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز!" اسے ایک خوشگوار حیرت نے آن گھیرا تھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا نا کہ اب جب رےچل واپس زیورک آئی تو وہ سب کو سرپرائز دے گی!" وہ اس کی بات پر مسکرایا تھا۔ وہ دونوں انگریزی میں بات کر رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ریچل ان سے ملو۔یہ علینا ضرار ہیں۔"اس نے اپنے ساتھ کھڑی علینا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔"میری۔۔۔"

ابھی وہ کچھ کہتا کہ اس سے پہلے ہی علینا ریچل کی طرف ہاتھ بڑھائے اپنا تعارف کروا چکی تھی۔

"ہائے!میں عصام کی بیسٹ فرینڈ ہوں۔"اس نے مسکراتے ہوئے ریچل کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا جسے اس نے تھام لیا۔عصام اس کے تعارف پر چونکا تھا جبکہ شہریار مسکرائے تھے۔اس نے اس کے لیے آسانی کر دی تھی۔

"نائس ٹو میٹ یو علینا!"وہ بڑے ہی خوشگوار سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

ریچل ایک بہت ہی ملنسار اور شوخ و چنچل شخصیت کی حامل تھی۔وہ بہت جلد لوگوں میں گھل مل جاتی تھی۔

"اور یہ ہیں ریچل ریڈ(Rachel Reed)۔یہ ہماری ایک بہت ہی قریبی فیملی فرینڈ ہیں۔"اب کہ اس نے علینا سے ریچل کا تعارف کروایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم سب یہ تعارف یہاں بیٹھ کر بھی کر سکتے ہو۔" شہریار ان تینوں سے مخاطب تھے۔ وہ تینوں صوفے پر آ کر بیٹھ گئے تھے۔ یوں کہ عصام اور علینا ٹو سیٹر صوفے پر ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ سنگل صوفے پر ریچل بیٹھے ہوئی تھی اور ان دونوں صوفوں کے درمیان ایک ٹرپیل سیٹر صوفہ تھا جس پر شہریار بیٹھے ہوئے تھے۔

"ریچل سوس فارن منسٹر ریچرڈ ریڈ (Richard Reed) کی بیٹی ہے۔ پچھلے چار سالوں سے یہ امریکہ میں سائیکولوجی پڑھ رہی تھی۔" وہ اب علینا کو ریچل کا تفصیل سے تعارف دے رہا تھا۔ "اور پچھلی بار چار سال پہلے جب یہ مجھ سے ملی تھی تو میں نے اس سے پوچھا تھا کہ یہ واپس کب آئے گی اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ۔۔۔" وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ ریچل نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کہ اب جب ریچل واپس زیورک آئی تو وہ سب کو سرپرائز دے گی۔" اس نے بڑے مزے سے عصام کی بات مکمل کی تھی۔ علینا بس مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور اس نے اپنی آمد کا نہ بتا کر ہم سب کو سرپرائز دیا ہے۔"شہریار نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"لیکن انکل یہ سرپرائز نہیں ہے۔"اس کا لہجہ بڑا پُراسرار تھا۔عصام کے آبرو تعجب سے اکھٹے ہوئے۔

"اگر یہ سرپرائز نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟"وہ کچھ حیران ہوئے۔

"سرپرائز یہ ہے کہ۔۔۔"اس نے "کہ"کو ذرا لمبا کھینچ کر سسپینس کریٹ کیا۔

"میں۔منگنی۔کر رہی ہوں!"اس نے مسکراتے ہوئے جوش سے کہا تھا۔وہاں بیٹھے ہر شخص کو جھٹکا لگا تھا۔

"واٹ؟"عصام کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔"کس سے کر رہی ہو؟ کیوں کر رہی ہو؟اور کب کر رہی ہو؟"وہ ششدر سا پوچھ رہا تھا۔

"میں تمہارے سارے سوالوں کا ایک ایک کر کے جواب دیتی ہوں۔ تمہیں فلپ اینڈرسن (Philip Anderson)یاد ہے؟"وہ مسکرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ!وہ فلپ جو ٹرائی سائیکل بھی ٹھیک سے نہیں چلا پاتا تھا اور ہر بار گر جاتا تھا؟"وہ ہنستا ہوا پوچھ رہا تھا۔ان تینوں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔اس کی بتیسی اندر گئی۔

"مائیڈیو وہ اب میرا فیانسے ہے!"اس نے جتانے والے انداز میں کہا۔

"ویسے وہ تم ہی تھیں جو ہر بار گرنے پر اس کا مزاق اڑاتی تھیں!"اس نے اسے ان کے بچپن کی ایک عادت یاد دلائی تھی۔

"وہ بچپن کی بات تھی!"اس نے مکرنے کے بجائے ایک دلیل پیش کی تھی۔

عصام کی ریچل کے ساتھ کافی مانوسیت تھی کیونکہ ہر سمر ویکیشنز میں وہ شہریار اور زارا کے ساتھ یہاں ایک مہینے کے لیے رہنے آتا تھا۔زیورک میں اس کا زیادہ تر ٹائم ریچل اور اس کے کلاس فیلو فلپ کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ۔اس نے تمہیں پرو پوز کیا یا تم نے؟"وہ دلچسپی لیے پوچھ رہا تھا۔

"اس نے۔"ریچل نے بڑے فخر سے بتایا تھا۔

"گڈ۔اور تم منگنی کیوں کر رہی ہو؟"

"کیونکہ آئی فیل اِن لَووڈ فیلپ!"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔اس بات کو علینا اور عصام دونوں نے محسوس کیا کہ وہ یہ بات کہتے ہوئے بہت خوش نظر آ رہی تھی۔

"میں تمہارے لیے بہت خوش ہوں۔"علینا نے مسکراتے ہوئے ریچل کی طرف دیکھ کر کہا۔ریچل مسکرائی۔

"تم دونوں بتاؤ؟زیورک کیسے آنا ہوا؟"وہ تجسُس لیے پوچھ رہی تھی۔اس نے زندگی میں پہلی بار عصام کے ساتھ زیورک میں کسی لڑکی کو دیکھا تھا۔

"زیورک میں اس بار آئی بی سی کا ایونٹ ہو رہا ہے۔اس بار ہم دونوں اس میں پاکستان کو ریپریزنٹ کر رہے ہیں۔"علینا نے اسے تفصیل بتائی تھی۔

"ڈیٹس گریٹ!آئی وش کہ تم دونوں ہی جیتو!"اس نے بڑے ہی جوش کے ساتھ کہا تھا۔

"تھینکس۔"علینا نے مسکرا کر کہا تھا۔

"میرے تیسرے سوال کا جواب تو دو! کب کر رہی ہو منگنی؟"عصام نے ایک بار پھر اپنا سوال دہرایا تھا۔

"کل! کل ہے میری منگنی اور آپ تینوں کو وہاں پر موجود ہونا ہے!"اس نے باور کروانے والے انداز میں کہا تھا۔ساتھ ہی اپنے بیگ میں سے ایک انویٹیشن کارڈ نکال کر میز پر ان کے سامنے رکھا تھا۔

"لیکن۔۔۔ریچل بیٹا۔"شہریار کچھ کہنے لگے تھے لیکن عصام نے ان کی بات کاٹ دی۔

"ہم سب ضرور آئیں گے ریچل!"اس نے مسکرا کر اسے یقین دہانی کروائی تھی۔وہ مسکرائی پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔کل ملتے ہیں۔"وہ جانے کے لیے تیار تھی۔

"کچھ دیر مزید بیٹھتیں۔"شہریار نے اسے روکنا چاہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں ضرور بیٹھتی انکل لیکن بہت لیٹ ہو چکا ہے اور میں آگے ہی اتنی لیٹ آئی ہوں اس لیے ابھی میں چلتی ہوں۔" وہ کہہ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ وہ تینوں اسے باہر تک چھوڑنے آئے تھے۔ جب واپس آ کر صوفے پر بیٹھے تو شہریار عصام کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ عصام نے ان کی طرف دیکھ کر کندھے اچکائے۔

"کیا؟"

علینا بھی اسے گھور رہی تھی۔ عصام نے اس کی طرف چہرہ موڑا۔

"کیا؟" اب کہ وہ ذرا بیزار ہوا تھا۔

"کیا تم ہمیں یہ سمجھا سکتے ہو کہ کل علینار تیچل کی منگنی میں تمہارے ساتھ کس حیثیت سے جائے گی؟" وہ اس کی طرف دیکھتے سنجیدہ سے پوچھ رہے تھے۔ عصام مسکرایا۔

"ڈیڈ یہ تو علینار تیچل کو خود ہی بتا چکی ہے!"

"کیا مطلب؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ جب علینا نے ریچل سے یہ کہا کہ وہ میری "بیسٹ فرینڈ" ہے تو اس نے ریچل کو بتا دیا کہ وہ میرے ساتھ کس حیثیت سے اس کی منگنی پر آئے گی۔ پرابلم سالوڈ!" اس نے مسکرا کر لفظ بیسٹ فرینڈ پر زور دیا تھا۔ پھر علینا کی طرف دیکھ کر کندھے اچکائے۔

"ٹھیک ہے لیکن وہاں اس بات کا خیال رکھنا کیونکہ جس طرح کی تمہاری حرکتیں ہیں تم ضرور روانی میں اسے اپنی بیوی کہہ بیٹھو گے۔" اب کہ وہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ گئے تو عصام نے اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھی علینا کی طرف رخ موڑا۔ وہ اسے کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی لگی تھی۔

"اب تم کیا سوچ رہی ہو؟"

"یہی کہ کل میں کیا پہن کر جاؤں گی۔" وہ سچ میں یہی سوچ رہی تھی۔

"جو بھی تمہیں پسند ہے وہ پہن لینا۔"

"میرے پاس ایک سیاہ رنگ کی ساڑھی ہے۔ وہ پہن لوں؟" اس نے بڑے جوش سے پوچھا تھا۔

"پہن لو۔ لیکن ایک بات تو بتاؤ۔ تم اپنے ساتھ زیورک میں ساڑھی کیوں لائیں؟" اس نے یکدم چونک کر کہا۔

"وہ دراصل جب نکاح سے پہلے اما لاہور آئی تھیں تو انہوں نے مجھے زبردستی بہت ساری شاپنگ کروائی تھی اور اس میں سے ایک وہ ساڑھی بھی تھی۔ اور پھر انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ جب میں تمہارے ساتھ زیورک آؤں تو پُرانے کپڑوں کے بجائے وہ کپڑے لے کر آؤں جو انہوں نے مجھے شاپنگ کے دوران لے کر دیے تھے۔ بے دھیانی میں میں نے ساڑھی بھی رکھ لی۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کی نوک کو آپس میں بار بار ملاتے اور پھر انہیں ایک دوسرے سے جدا کرتے ہوئے کہا تھا۔

وہ اس کی انگلیوں کی حرکات دیکھ رہا تھا۔ وہ اتنی کیوٹ کیوں تھی؟ اسے علینا کی ایسی حرکتوں پر بہت پیار آتا تھا۔

"تم وہی ساڑھی پہننا۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"لیکن عصام۔۔۔" وہ جیسے اس کے سامنے اپنی کوئی بات رکھنا چاہتی تھی۔

"لیکن؟"

"لوگ کہتے ہیں سیاہ رنگ موت کا رنگ ہے۔ ماتم کا رنگ ہے۔ اداسی کا رنگ ہے۔ اگر میں سیاہ رنگ ریسیپشن کی منگنی پر پہن کر گئی تو سب آکورڈ ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے سب مجھے عجیب نظروں سے دیکھیں۔" وہ ایک پھر اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو حرکت دے رہی تھی۔ اور وہ ایک بار پھر اس کی انگلیوں کی حرکات دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا پسندیدہ رنگ کونسا ہے علینا؟" اس نے اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیاہ۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

عصام پورا کا پورا اس کی طرف مڑا پھر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے، یوں کہ اب علینا کے ہاتھ اس کی ہتھیلیوں کے حصار میں تھے۔ اس نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور مدھم سا مسکرایا۔

"تم وہی رنگ پہنو گی جو تمہیں پسند ہے۔ کوئی کچھ بھی کہے تم صرف وہی کرو گی جو تمہیں پسند ہے، وہ نہیں جو دوسرے تم سے توقع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں بھی نہیں۔ اپنی خوشی پر کمپرومائز مت کیا کرو۔ اور اگر کوئی کچھ کہے گا تو اسے میں دیکھ لوں گا۔ اگر میں تمہارے لیے اسٹینڈ ہی نہ لے سکوں تو پھر میرا کیا فائدہ؟" وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

علینا اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگلی رات وہ اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی منگنی میں جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی جب کمرے کے دروازے پر دستک دی گئی۔ اس نے اندر آنے کی اجازت دی تو دروازہ کُھلا اور گہرے نیلے رنگ کے تھری پیس سوٹ میں تیار سا عصام اندر داخل ہوا۔

"علینا۔ یار جلدی کرو۔ ہم دونوں تیار ہیں۔ فنکشن کے لیے دیر ہو جائے گی ہمیں!" وہ اپنی ہی دُھن میں کہتا کمرے میں داخل ہوا لیکن اسے دیکھ کر اس کی چلتی ہوئی زبان کو بریک لگی۔

وہ سیاہ ساڑھی اور سیاہ ہی بلاک ہیلز میں ملبوس ڈریسنگ مرر میں خود کو دیکھ رہی تھی۔ ساڑھی بہت خوبصورت تھی۔ پلین کلائیوں تک آتے سیاہ بلاؤز کے ساتھ نیٹ کی ساڑھی تھی جس پر سیاہ نگینوں کا کام کیا گیا تھا۔ اس کا پورا جسم سیاہ رنگ میں لپٹا ہوا تھا۔ کانوں میں سیاہ رنگ کے آویزے تھے۔ چہرے پر بہت ہلکا سا میک اپ تھا۔ بال بیچ میں سے مانگ نکال کر کمر پر کھلے چھوڑے گئے تھے۔ اسے یوں دیکھ کر وہ دروازے میں ہی ایستادہ رہ گیا۔ چند لمحے اسے یونہی دیکھنے کے بعد وہ اس کے قریب چلا آیا۔ اس نے علینا کی طرف دیکھا تو اسے اس کے چہرے پر کنفیوزن نظر آئی۔

"کیا ہوا؟"وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"میں بلکل تیار ہوں۔ لیکن ایک مسئلہ ہے۔"وہ ایک بار پھر اپنی انگلیوں کو حرکت دے رہی تھی۔

اُف وہ ایسا کیوں کرتی تھی؟؟؟اس کا سارا دھیان اس کی باریک سفید انگلیوں پر چلا جاتا تھا۔ عصام نے اس کی انگلیوں پر سے اپنا دھیان ہٹا کر واپس سے اس کی بات پر توجہ دینے کی کوشش کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مسئلہ ہے؟"

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ کونسی لپ اسٹک لگاؤں؟"وہ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے اپنے میک اپ کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"اپنی فیورٹ لپ اسٹک لگا لو!"اس نے اپنی طرف سے مسئلے کا حل دیا تھا۔

"میں لپ اسٹکس کے چھ شیڈز ساتھ لائی ہوں اور چھ کے چھ ہی میرے فیورٹ ہیں۔ اوپر سے کوئی بھی شیڈ میری ساڑھی کے ساتھ نہیں جا رہا۔" وہ پریشان سی کہہ رہی تھی۔

"کوئی بھی شیڈ لگا لو! کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ نارمل سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"فرق پڑتا ہے! میں چاہتی ہوں کہ میں تمہارے ساتھ کھڑی ہوں تو پرفیکٹ لگوں۔ تمہیں کیوں سمجھ نہیں آتا؟" وہ روہانسی ہوئی کہہ رہی تھی۔ اس نے علینا کی طرف دیکھا۔ اسے لگا اس کی آنکھوں میں پانی چمکا تھا۔

"اچھا میں دیکھتا ہوں۔ تم یہاں بیٹھ جاؤ!" وہ اسے کندھے سے پکڑے بیڈ پر بیٹھا رہا تھا۔

پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل تک گیا اور سُرخ رنگ کے دو الگ الگ شیڈز اٹھا لایا۔

"تم کیا کرو گے آخر؟" وہ میک اپ میں اس کی آخر کیا ہی مدد کر سکتا تھا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم بس اپنے ہونٹوں کو بند مت کرنا۔ انہیں ایک دوسرے سے جدا کر کے رکھو۔" وہ ہاتھ میں لپ اسٹکس پکڑے اس کی طرف آیا۔ علینا کو اس کی بات پر تعجب ہوا لیکن اگلے لمحے وہ اس کی حرکت پر ساکت رہ گئی۔

وہ اس کے چہرے کی طرف جھکا ہوا دونوں لپ اسٹکس کے ڈھکن اتار رہا تھا۔ پھر اپنی انگلی کی پوروں پر ایک شیڈ لگایا اور اسے نرمی سے علینا کے ہونٹوں پر لگانے لگا۔ پھر دوسرا شیڈ اپنی انگلیوں کی پوروں پر لگایا اور اس کے ہونٹوں پر لگانے لگا۔ اب وہ بہت احتیاط سے اپنی اگلی کی پور کی مدد سے دونوں رنگوں کو آپس میں بلینڈ کر رہا تھا۔ علینا اسے کسی ٹرانس کے زیرِ اثر دیکھ رہی تھی۔

"لو ہو گیا تمہارا مسئلہ حل!" وہ مسکرا کر کہتا ہوا پیچھے ہوا اور تب ہی اس نے علینا کا چہرہ پہلی بار دیکھا تھا۔ وہاں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ وہ جھینپ کر ہلکا سا مسکرایا۔

"تم فائنل ٹچز کر کے باہر آجاؤ! ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" وہ اپنی مسکراہٹ اس سے چھپاتا کمرے سے باہر کی جانب بڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی۔ پھر اپنے چہرے کی طرف دیکھا۔ دو شیڈز کو ملا کا جو شیڈ بنا تھا وہ کچھ کچھ Burdundy جیسا تھا۔ اور وہ اس کے اوور آل لُک کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔

فنکشن میں ریچل نے اس سے ملتے ساتھ ہی اس کے لپ اسٹک کے شیڈ کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور صرف ریچل نے ہی نہیں فنکشن میں اس سے متعارف ہونے والی تقریباً ہر عورت نے ہی اس کے لپ اسٹک کے شیڈ کی تعریف کی تھی۔ وہ کچھ شرمندہ سی صرف جان چُھڑانے کے لیے ان سب کو میڈورا کا کوئی شیڈ بتا دیتی تھی۔ اور ساتھ کھڑا اعصام ہر عورت کے سوال پر معنی خیز سا مسکرا دیتا تھا۔ علینا کو ہر بار اس پر ایک نئے سرے سے غصہ چڑھتا تھا۔

اب وہ ان کو کیا بتاتی کہ جسے وہ سب لپ اسٹک کا ایک شیڈ سمجھ رہی تھیں وہ اس کے شوہر کی پینٹنگ اسکلز کا ایک مظاہرہ تھا!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہریار اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مصروف تھے۔ ریچل اپنے مہمانوں سے مل رہی تھی۔ مہمانوں سے ملتے ہوئے اس کی نظر ریسٹ روم کی طرف بڑھتی علینا پر پڑی تو وہ اپنے مہمانوں سے معذرت کرتی اکیلے کھڑے عصام کی طرف بڑھ آئی۔

"تمہیں اسے شادی کے لیے پروپوز کرنا چاہیے!" وہ یکدم ریچل کی آواز پر پلٹا تھا۔ ریچل سینے پر بازو لپیٹے اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

"کیا؟" اس نے حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ کیا سب ظاہر ہو رہا تھا؟

"تمہیں کیا لگتا ہے مجھے کچھ نظر نہیں آرہا؟ کیا میں تمہیں نہیں جانتی؟" وہ مسکرا کر کہتی اس کے ساتھ آکھڑی ہوئی تھی۔ یعنی سب ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ سوچ کر مسکرایا تھا۔

"اچھا کیا نظر آرہا ہے تمہیں؟" وہ سامنے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔ گفتگو مزیدار ہونے والی تھی۔

"میں نے آج تک عصام تمہیں کبھی کسی لڑکی کے پیچھے اتنا پاگل نہیں دیکھا۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ تم کسی لڑکی کو اتنا پیمپر کر رہے ہو یا پھر اسے اتنی اہمیت دے رہے ہو۔ میں نے کبھی تمہیں کسی لڑکی کے ساتھ اس طرح کھل کر مسکراتے ہوئے، ہنستے ہوئے نہیں

دیکھا۔اس لیے مجھ سے یہ مت کہو کہ تم اسے پسند نہیں کرتے!"وہ دو ٹوک انداز میں کہہ رہی تھی۔

"اچھا کچھ اور جو تم نے نوٹس کیا ہو؟"وہ ہنسا تھا۔

"میں نے کبھی کسی لڑکی کو تمہیں ان نظروں سے دیکھتے نہیں پایا جن نظروں سے علینا تمہیں دیکھتی ہے!"وہ مسکراتی ہوئی کہہ رہی تھی۔عصام نے چونک کر اس کی طرف رخ موڑا۔

"کیا نظر آتا ہے تمہیں اس کی نظروں میں میرے لیے؟"وہ سنجیدہ سا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"محبت!"وہ کہہ کر ایک لمحے کے لیے رکی۔"میں نے بہت سی عورتوں کو تمہاری طرف دیکھتا پایا ہے لیکن سب کی آنکھوں میں میں نے صرف ستائش دیکھی ہے۔تمہاری دولت کے لیے۔تمہاری خوبصورتی کے لیے۔تمہاری پرسنیلیٹی کے لیے۔تمہارے نام اور خاندان کے لیے۔لیکن میں نے کبھی کسی عورت کی آنکھوں میں تمہارے لیے اس قدر محبت نہیں دیکھی!"

وہ مسکرایا۔ایک فخر سا محسوس ہوا تھا۔علیناضرار اس سے محبت کرتی تھی۔اعزاز تھا!

"اس لیے کہہ رہی ہوں وہ تمہارے لیے بلکل پرفیکٹ لڑکی ہے!اسے یونہی جانے مت دینا! اسے پروپوز کردو!"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"ریچل!وہ صرف دوست ہے میری!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔اسے معلوم تھا کہ اس بات پر اسے ریچل سے صلاواتیں سننے کو ملنے والی تھیں!

ریچل نے اسے غصے سے دیکھا تھا۔

"وہ۔وہ کیا کہتے ہیں تمہاری زبان میں؟ہاں۔یاد آگیا!لعنت!لعنت ہے تم عصام شہریار خان!اتنا سمجھایا لیکن تمہاری سوئی وہیں اٹکی ہوئی ہے!"ریچل نے یکدم انگریزی میں بولتے بولتے اردو میں لعنت بولا تو عصام کی ہنسی نکل گئی۔عصام کے ساتھ رہ رہ کر کچھ کچھ اردو کے لفظ اسے بھی معلوم ہو گئے تھے۔

"مجھے چھوڑو تم یہ بتاؤ تمہارا اورفلپ کا کیا سین ہے؟شادی وادی کا کوئی ارادہ ہے؟"وہ اب کہ سامنے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"ہم دونوں سائیکولوجی پڑھ رہے ہیں عصام!اس سال کالج سے گریجویٹ ہو جائیں گے۔میں تھیراپسٹ بننا چاہتی ہوں اور فلپpsychiatrist بننا چاہتا ہے۔پڑھائی اور کیریئر مکمل کر لیں تو شادی کر لیں گے۔"وہ مسکرائی۔

"دیکھ لینا کہیں جھوٹے وعدے ہی نہ کر رہا ہو فلپ!"وہ اب کہ اس چڑا رہا تھا۔اسے فلپ ریچل کے مقابلے میں ہمیشہ بہت معصوم اور بونگا لگتا تھا۔ریچل جتنی آؤٹ گوئنگ شخصیت رکھتی تھی،فلپ اتنا ہی introverted تھا۔اسے تو بلکہ حیرانی تھی کہ آخر اس نے ریچل کو پروپوز کرنے کی ہمت کیسے مجتمع کی ہوگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم ٹائم پاس نہیں کر رہے عصام!We're an endgame"وہ اس کی بات پر مسکرایا تھا۔

"آئی ایم ہیپی فار یو!"وہ سچ میں اس کے لیے خوش تھا۔

"میں بھی تم سے یہ بات کہوں گی جب آج سے پندرہ سولہ سال بعد تم علینا کے ساتھ ایک ہیپیلی میرڈ لائف گزار رہے ہو گے اور تمہارے تین بچے ہوں گے!"وہ اس کی آنکھوں کے سامنے تین انگلیاں دیکھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔اسکی بات پر وہ کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

"آمین۔"وہ مسکرا کر زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔

"ویسے کہنا پڑے گا ریچل!تم ایک بہت بڑی delusional ہو!"اس نے اسے چھیڑنے کے لیے کہا تھا۔

ریچل نے اسے آنکھیں گھما کر دیکھا۔

"اگر تھوڑے سے delusional تم بھی ہوتے نا تو اس وقت یہ سب میرے بجائے تم سوچ رہے ہوتے!"اس نے جتانے والے انداز میں کہا تھا۔پھر اس کی نظر سامنے سے آتی علینا پر پڑی۔"لو آ گئی تمہاری فیوچر وائف!میں چلتی ہوں۔ویسے بھی فلپ میرا انتظار کر رہا ہو گا۔میں اپنے اتنے امپورٹنٹ مہمان چھوڑ کر صرف تمہیں یہاں دو کام کی باتیں سمجھانے آئی تھی!"وہ ایک ادا سے کہتی پلٹ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا اس کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا کہہ رہی تھی رچیل؟" اس کا انداز سرسری سا تھا۔

"عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا!" وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"ڈیڈ بلکل ٹھیک تھے تمہارے بارے میں!"

"کہہ رہی تھی کہ تمہیں پروپوز کر دوں کیونکہ تم میرے لیے پرفیکٹ ہو!" وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تو کیا غلط کہہ رہی تھی؟" علینا نے بازو سینے پر لپیٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ بلکل صحیح کہہ رہی تھی۔ اور میں یہ بات بہت پہلے سے جانتا تھا اس لیے آج تم میری بیوی ہو!" وہ اردو میں اس سے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ عصام نے کن انکھیوں سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے میرا خیال ہے جتنی تعریف آج ان سب عورتوں نے تمہاری لپ اسٹک کی کی ہے۔ تمہیں مجھے اپنے پرسنل میک اپ آرٹسٹ کے طور پر رکھ لینا چاہیئے!"وہ اسے چڑا رہا تھا اور وہ چڑ بھی گئی تھی۔

"کیوں؟ تمہیں اپنا پرسنل ایڈیٹ،خادم،شوہر،سلطان اور pookie رکھنا کافی نہیں تھا جو اب میں تمہیں اپنا پرسنل میک اپ آرٹسٹ بھی رکھ لوں؟"وہ اپنی انگلیوں پر عصام کے القابات گنتی تیزی سے کہہ رہی تھی۔

"تشکر ملکہ تشکر!"اس نے سر کو خم دے کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ویسے تمہیں کیسے پتا کہ فلاں لپ اسٹک کے شیڈ کو فلاں شیڈ کے ساتھ ملانے پر یہ شیڈ بنتا ہے؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے شاکی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"خدا کا خوف کرو علینا!اتنا شک؟"وہ چڑ کر بولا تھا۔

"مجھے کیا پتا کیا کیا کرتے ہو تم؟یا پھر کس کس سے ملتے ہو تم؟"اس نے عصام کی طرف سے چہرہ موڑتے ہوئے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری مام کرتی تھیں ایسے!" اس نے کہا تو علینا نے اس کی طرف چونک کر دیکھا۔ وہ زارا کی بات کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ "انہیں لپ اسٹکس بہت پسند تھیں۔ لپ اسٹکس کے بے شمار شیڈز تھے ان کے پاس! پھر وہ ایکسپیریمنٹس کرتی تھیں۔ کوئی بھی دو شیڈز ملا کر ایک نیا شیڈ بناتی تھیں۔ میری موم کو یہ burgundy شیڈ بہت پسند تھا۔ اور اتفاق سے تمہارے پاس بھی آج وہی دو شیڈز تھے جو موم ملا کر یہ شیڈ بناتی تھیں تو میں نے بس انہیں ملا دیا۔" وہ آخر میں مسکرایا۔

"ویسے۔۔۔" اس نے ویسے کو لمبا کھینچا تو عصام نے اس کی طرف دیکھا۔ "اب یہ میرا بھی فیورٹ شیڈ ہے۔" وہ مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

شہریار اگلے دن ہی پاکستان واپس چلے گئے تھے کیونکہ آفس میں کوئی امپورٹنٹ کام آ گیا تھا۔ اگلے دو دن تک انہوں نے صرف اپنے پراجیکٹ پر توجہ دی تھی۔ کل ان کا کمپیٹیشن تھا اور رات کے اس وقت وہ بیک یارڈ میں گرم چادر لپیٹے ہاتھ میں کچھ فائلز پکڑے ان کے

مطالعے میں پوری طرح غرق تھی۔ وہ ہاتھ میں کافی کے دو مگز پکڑے بیک یارڈ میں آیا تو اس نے علینا کے چہرے پر اضطراب دیکھا۔ وہ پچھلے دو دن سے کمپیٹیشن کا بہت اسٹریس لے رہی تھی۔ کھانا پینا، سونا اسے سب بھولا ہوا تھا۔ اس نے کافی کے مگ لا کر صوفے کے سامنے موجود میز پر رکھے۔ وہ اتنی گم تھی کہ اس کی آہٹ پر بھی متوجہ نہ ہوئی۔ عصام نے اگلے لمحے اس کے ہاتھ سے پیپرز لیے تو وہ چونکی۔

"عصام مجھے پیپرز واپس کرو مجھے پڑھنا ہے!" وہ روہانسی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"بہت پڑھ لیا تم نے! اب ریلیکس کرو۔ پچھلے دو دنوں سے تم حد سے زیادہ پڑھ رہی ہو۔ یو آر نوٹ ایون ٹیکنگ بریکس!" وہ میز پر پڑے پیپرز اور اس کا لیپ ٹاپ سنبھالتا کہہ رہا تھا۔

"عصام پلیز مجھے پڑھنے دو! ہم ہار جائیں گے ورنہ!" قریب تھا کہ وہ رو دیتی۔

"اچھا! ہم تمہارے ایک رات مزید نہ پڑھنے سے ہار جائیں گے؟ فار گاڈز سیک علینا! ہم پچھلے تین ماہ سے اس کی تیاری کر رہے ہیں۔ سب پرفیکٹ ہے۔ ہماری پریزنٹیشن، ہمارے

نوٹس، ہماری ریسرچ، ہماری تیاری۔ سب پرفیکٹ ہے! ایسے کیسے ہم ہار جائیں گے؟" وہ سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔ "اور اگر ہم ہار بھی گئے تو کیا ہو جائے گا؟"

"سب میرا مزاق اڑائیں گے!" وہ بلند آواز میں بولی تو وہ چونکا۔ "تم آج تک کبھی نہیں ہارے عصام۔ تم آج تک کسی کمپیٹیشن میں نہیں ہارے! یور اکیڈیمک ریکارڈ از جسٹ سو پرفیکٹ! لیکن اگر ہم ہارے تو تمہارے ریکارڈ پر یہ ایک داغ ہو گا۔ اور سب میرا مزاق اڑائیں گے کہ یہ علینا ضرار کی وجہ سے ہوا ہے!" وہ اسے بہت اسٹریس میں لگی تھی۔ وہ کچھ نرم پڑا۔ پھر ہاتھ میں پکڑے لیپ ٹاپ اور پیپرز میز پر رکھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس کے قریب آیا۔ اسے کندھوں سے تھام کر صوفے پر بٹھایا۔ پھر اس کے سامنے زمین پر دوزانو بیٹھا۔ وہ نیچے دیکھ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی کو اوپر اٹھایا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو اکٹھے ہو چکے تھے جو کبھی بھی بہہ سکتے تھے۔ اس نے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کے آنسو صاف کیے پھر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے کہنے لگا۔

"سب کون ہوتے ہیں علینا؟" وہ اس کی طرف دیکھتا لفظ سب پر زور دیتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ "سب وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے سوائے اس بات کے ہمارا نام کیا ہے اور ہم ظاہری طور پر کیسے ہیں۔ سب نہیں جانتے کہ ہم اندر سے کیسے ہیں۔ ہمیں کیا پسند ہے اور کیا نہیں پسند۔ ہمیں کیا خوشی دیتا ہے اور کیا خوشی نہیں دیتا۔ ہم تنہائی میں کیسے ہیں اور کیسے نہیں۔ ہم کسی کام کو کرنے کے لیے کتنی محنت کرتے ہیں اور کتنی نہیں، یہ سب نہیں جانتے۔ انہیں صرف یہ نظر آتا ہے کہ ہم ہارے ہیں یا جیتے ہیں۔ اور جب کسی کو آپ کے ظاہر کے علاوہ آپ کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں تو پھر اس کی رائے بھی اہم نہیں ہوتی۔ اس لیے سب کی رائے اہم نہیں ہے۔ اہم یہ ہے کہ ہم اپنے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ تم بتاؤ کیا پچھلے تین مہینوں سے تم نے محنت نہیں کی؟ کیا میں نے نہیں دیکھا کہ تم نے اس پراجیکٹ کے لیے اپنی جی جان لگائی ہے؟ تم نے تو بلکہ مجھ سے بھی زیادہ محنت کی ہے۔ یاد ہے جب میرے ہاتھ پر زخم آیا تھا؟ جب میں ٹیمپوریری طور پر بیچارہ بن گیا تھا جس کی مدد ایک خوبصورت حسینہ نے کی تھی؟" وہ مزاحیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ مقصد

اسے ہنسانا تھا اور وہ ہنس پڑی تھی۔ "تب وہ تم تھیں علینا جس نے میرا کام بھی اپنے ذمہ لے لیا تھا! تم نے اس پراجیکٹ کے لیے مجھ سے بھی زیادہ محنت کی ہے اور یہ بات میں جانتا ہوں اور اگر ضرورت پڑی تو میں "سب" کو بتاؤں گا بھی!" اس نے لفظ سب پر زور دیا تھا۔ "اور جہاں تک بات ہے کہ میں کبھی ہارا نہیں ہوں تو۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔ "علینا ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں بھی زندگی میں بہت جگہوں پر ہارا ہوں۔ ضروری تو نہیں کہ ہر ناکامی دنیا کو معلوم ہو؟ ہماری زندگیوں کی کچھ ناکامیاں دنیا سے کبھی کبھار چُھپی بھی رہتی ہیں۔ میری بھی ناکامیاں ہیں لیکن وہ بس۔۔۔ چُھپی ہوئی ہیں۔" وہ اداسی سے مسکرایا تھا۔ ایک ساتھ بہت کچھ یاد آیا تھا لیکن اس وقت اپنے دکھوں کو یاد کرنے کا وقت نہیں تھا، کسی اور کا دکھ کم کرنے کی ضرورت تھی۔ "اس لیے ٹینشن مت لو۔ جسٹ ریلیکس! ہمارے ہارنے یا جیتنے، دونوں سے نہ تو دنیا ختم ہو جائے گی اور نہ ہی قیامت آنے میں وقت بڑھ جائے گا۔ اس لیے ان چیزوں کو اپنے سر پر سوار کرنا چھوڑ دو۔ جسٹ لِوان دی مومنٹ اینڈ ریلیکس!" وہ بہت پیار سے اس کے ہاتھ سہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

علینا اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"تم بہت اچھے ہو عصام!"

"آہ! میرا تو دل گارڈن گارڈن ہو گیا! خوشی سے دیکھو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے! شکریہ ملکہ کہ آپ کو میرے بارے میں اتنی اہم بات اتنی جلدی معلوم ہو گئی۔" وہ طنزیہ سا کہہ کر اس کا لیپ ٹاپ اور پیپرز اٹھانے لگ گیا۔ وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔ "تم کافی پینا شروع کرو۔ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ میں یہ رکھ کر آ رہا ہوں۔" وہ گھر کے اندر بڑھتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تم واپس آؤ گے تو تم بھی تو ٹھنڈی کافی ہی پیو گے نا!"

"اس لیے تو کہہ رہا ہوں۔ تم پی لو۔"

"ہو جائے ٹھنڈی۔ میں تو تمہارے ساتھ ہی پینا شروع کروں گی۔" وہ معصومیت سے کہتی سامنے دیکھنے لگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس کے جواب پر ہنستا ہوا اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا اور کافی کا مگ پکڑ کر اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔ باہر بہت ٹھنڈ تھی اور عصام نے ہمیشہ کی طرح ٹوپی نہیں پہن رکھی تھی۔ علینا نے اپنی گرم چادر کا پلو اس کے سر پر ڈال دیا تھا۔ وہ اس کی حرکت پر بہت زور سے ہنسا۔ وہ کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ اور وہ اس کی آنکھیں دیکھ رہی تھی۔ خود پر اس کی نظروں کو محسوس کر کے اس نے اپنا چہرہ اس کی طرف موڑا۔

"تم میری آنکھوں کو دیکھ رہی ہو۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ دیکھ رہی ہوں۔" اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"تمہیں تو میری آنکھوں میں دیکھنے سے ڈر نہیں لگتا تھا؟"

"لگتا تھا لیکن اب نہیں لگتا۔"

"کیوں؟" وہ کچھ بے چین ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب یہ میری جو ہیں! اب ان میں ڈوبنے کا دل چاہتا ہے۔ کیا میں ان آنکھوں میں ڈوب سکتی ہوں؟" وہ اجازت مانگ رہی تھی۔

عصام نے مگ میز پر رکھا۔ پھر اس کے گرد بازو حمائل کیا۔

"ڈوبنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں کھوئی رہو۔ کافی ہے۔" اب وہ چہرہ جھکائے اس کا ماتھا چوم رہا تھا۔ وہ پیچھے ہوا تو علینا نے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا۔

آسمان اس وقت تاروں سے بھرا ہوا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں اس نے مزاق میں اپنی بیوی کے ساتھ تاروں تلے بیٹھ کر باتیں کرنے کی خواہش کی تھی، آج وہ خواہش پوری ہو گئی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

آج کی صبح بہت اہم تھی۔ وہ اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے نیلے رنگ کی شلوار قمیض پر بھورے رنگ کا کوٹ اور گلے میں سفید رنگ کا اسکارف لپیٹے کھڑی تھی۔ سفید رنگ کی بلاک ہیلز والی سینڈلز، کلائی میں گھڑی اور کانوں میں چھوٹے سے اسٹڈ ائیر رنگز۔ بال

سائیڈ سے مانگ نکال کر کمر پر کھلے چھوڑے گئے تھے۔ میک اپ کے نام پر آنکھوں میں کاجل، مسکارا اور ہونٹوں پر ٹنٹ تھا۔ وہ بہت فریش لگ رہی تھی اور آج اس کا موڈ بھی بہت اچھا تھا۔ کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے اجازت دی تو عصام دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا۔

"ریڈی؟" وہ سفید ڈریس شرٹ اور سیاہ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ شرٹ کا گریبان آج بند تھا۔ کلائی میں سلور گھڑی تھی۔ اور بال جیل سے سیٹ کیے گئے تھے۔ وہ اس کی طرف مڑی۔

"ریڈی۔" اس نے مسکرا کہا۔

"ویسے علینا۔ تمہیں شرط یاد ہے نا؟" اس کا شرارت کا موڈ ہو رہا تھا۔

"ہاں ہم جیتیں گے اور میں تمہیں آچار گوشت بنا کر کھلاؤں گی۔" وہ بیڈ پر پڑے اپنے بیگ میں اپنا موبائل ڈال رہی تھی۔ بیڈ پر اس کی کچھ اور چیزیں بھی بکھری ہوئی تھیں جو اس نے اپنے بیگ میں ڈالنے کے لیے نکالی تھیں۔ اس کا دھیان عصام کی بات پر نہیں تھا۔ وہ اپنی دُھن میں ہی کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔اور اگر ہم ہار گئے تو تمہیں انوشے کو اپنی سوتن کے طور پر قبول کرنا پڑے گا۔ چچ۔ چچ۔"وہ افسوس سے سر دائیں سے بائیں ہلاتا ہوا مسکرا رہا تھا۔

علینا کے اپنے بیگ میں چیزیں ڈالتے ہاتھ رکے۔وہ عصام کی طرف مڑی۔عصام نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی بتیسی اندر کو چلی گئی۔اس نے تھوک نگلا۔علینا اسے ایک آبرو اٹھائے انتہائی سنجیدہ نظریں لیے دیکھ رہی تھی کہ جیسے پوچھنا چاہتی ہو کہ اس نے ابھی ابھی کیا کہا؟ذرا دوبارہ تو کہے!عصام کو اس وقت اس کی کہربا آنکھیں کسی چیل کی مانند لگی تھیں،وہ بھی وہ چیل جو اپنے شکار کو دیکھ رہی ہو اور اس وقت اس کا شکار عصام نہیں بلکہ اس کا شوہر تھا!وہ کھسیانا سا ہنسا۔

"میں نے تو مزاق کیا تھا ملکہ!آپ نے تو خادم کا سر قلم کرنے کا ہی فیصلہ کر لیا!"اس وقت وہ بیچارگی کی سب سے بڑی مثال لگ رہا تھا۔وہ تیزی سے علینا کی طرف آیا۔"آپ چھوڑیں یہ سب!خادم ہے نا یہ کرنے کے لیے۔آپ چل کر گاڑی میں بیٹھیں۔"وہ بیڈ پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پڑی علینا کی چیزیں تیزی سے اس کے بیگ میں ڈالتا بول رہا تھا۔ وہ سینے پر بازو لپیٹے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے بیگ میں چیزیں ڈال لیں تو ہاتھ سے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔

"لیڈیز فرسٹ!" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔ علینا ہلکا سا مسکرائی پھر کمرے سے نکل گئی۔ وہ گئی تو عصام نے اپنے ماتھے پر موجود نادیدہ پسینہ صاف کیا۔ پھر ہاتھ میں اس کا بیگ پکڑے باہر نکل آیا۔ بیوی کے ساتھ جتنی مرضی محبت کر لی جائے رہتی وہ بیوی ہی ہے اور عصام کو یہ بات بڑی جلدی سمجھ آ گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

وہاں پوری دنیا سے مختلف ممالک کے اسٹوڈنٹس اپنی اپنی یونیورسٹیز کی طرف سے اپنے ملک کی نمائندگی کرنے آئے تھے۔ سب ٹکر کی ٹیمز تھیں اور مقابلہ بھی بہت سخت تھا۔ ان کی باری سب سے آخر میں تھی۔ سب ٹیمز کی پریزنٹیشنز اور پراجیکٹس دیکھ کر انہیں اندازہ ہوا کہ مقابلہ آسان نہیں ہونے والا تھا۔ ان کی باری آئی اور انہوں نے اپنی پریزنٹیشن دی اور پراجیکٹ پر بات کی۔ ججز کو ان کا آئیڈیا اور پریزنٹیشن دینے کا طرز بہت بھایا تھا۔ یہ علینا

کے لیے اس کا پہلا انٹرنیشنل کمپیٹیشن تھا لیکن عصام ایسے بہت سے کمپیٹیشنز میں پہلے بھی حصہ لے چکا تھا، مگر اس کے باوجود علینا نے بہت اچھا پرفارم کیا تھا۔ پورے اعتماد کے ساتھ۔

جب ججز ونر کا نام آناؤنس کرنے والے تھے تو اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ عصام بھی بے چین تھا لیکن اس کے جتنا نہیں۔

ججز نے ملک اور رپیریزینٹرز کا نام آناؤنس کیا اور اسے یقین نہیں آیا تھا۔

وہ۔۔۔ جیت گئے تھے۔

"تھینک یو اللہ!" دونوں کے منہ سے سب سے پہلا ذکر اللہ کا نکلا تھا۔

علینا نے یکدم عصام کو گلے لگایا تھا۔ وہ بہت زیادہ ایکسائٹڈ ہو گئی تھی۔ وہ کھل کر مسکرایا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ ہم جیت جائیں گے!"

"ہاں ہاں! میں نے مان لیا کہ تم درست تھے!" وہ بہت خوش تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کے وقت وہ گھر واپس آئے تھے اور گھر آتے ساتھ ہی سب سے پہلا فون انہیں شہریار نے کیا تھا۔ وہ ابھی بھی اپنے کام میں پھنسے ہوئے تھے لیکن آفس میں ٹی وی پر انہوں نے عصام اور علینا کی پوری پریزنٹیشن بہت غور سے دیکھی تھی۔ انہیں ان دونوں کی کامیابی پر بہت فخر محسوس ہو رہا تھا۔ علینا کو بھی بڑے ابا کی طرف سے ویڈیو کال موصول ہو گئی تھی۔ سب نے اسے اور عصام کو مبارکباد دی تھی۔ اس کے بعد ماہا اور ریاض نے انہیں ویڈیو کال پر لے لیا تھا۔ یہ سلسلہ تقریباً ایک گھنٹے تک چلا تھا۔ وہ دونوں مبارکبادوں سے فارغ ہوئے تو انہیں اپنے لیے وقت ملا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کھانا کھانے باہر چلیں؟" وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔ میں آچار گوشت بنانے جا رہی ہوں۔"

"یار بعد میں بنا لینا! تم تھک چکی ہو گی۔" وہ اسے منع کر رہا تھا لیکن وہ اتنی خوش تھی کہ اسے کہاں کسی بات کا ہوش تھا؟

کل انہوں نے واپس پاکستان چلے جانا تھا۔اس وقت وہ کچن میں الیکٹرک چولہے کے سامنے کھڑی تھی۔اور وہ اس کے بلکل سامنے چولہے کے بلکل ساتھ سلیب پر بیٹھا ہوا تھا۔کسی بچے کی طرح وہ پیر ہلاتے ہوئے کھانے کے بننے کا انتظار کر رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے،میں ایک ٹپیکل مرد نہیں ہوں۔"اس کے دماغ میں پھر سے کوئی شرارت چل رہی تھی۔

"اچھا۔کیسے؟"اس نے بھی آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا۔لہجہ شریر تھا۔دوسری طرف اس نے باؤل نکال کر اس میں آٹا ڈالا تھا۔

"وہ کہتے ہیں نا کہ جب گھر کی بہو پہلی بار کچن میں کچھ بناتی ہے تو سب سے پہلے کھیر میں ہاتھ ڈالتی ہے۔"

"تو اس سے تمہارے ٹپیکل مرد ہونے یا نہ ہونے کا کیا تعلق ہے؟"وہ آٹا گوندھتی پوچھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہے نا! میں نے تمہارا ہاتھ کھیر کے بجائے آچار گوشت میں دلوایا ہے۔" اس نے بڑے مزے سے یہ بات علینا کے گوش گزار کی تھی۔ وہ ہنسنا چاہتی تھی لیکن ہونٹوں کو آپس میں پریس کیے اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کرتی کھڑی رہی۔

"ہنس لو اگر ہنسی آرہی ہے تو!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور وہ ہنس پڑی تھی۔

"یہاں بیلن اور چکلا نہیں ہے؟" آٹا گوندھ کر اس نے عصام سے پوچھا تھا۔

"یہاں بیلن اور چکلا کیسے ہو گا علینا؟ تم روٹی میکریوز کر لو!" اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

وہ کچھ شرمندہ سی مسکرائی پھر اپنے کام میں دوبارہ سے مگن ہو گئی۔ عصام بس خاموشی سے بیٹھا اسے کام کرتا دیکھ رہا تھا۔

"تم بیٹھو روٹی میں بنا لیتا ہوں۔" وہ سلیب سے نیچے اترا تھا۔

"نہیں۔ شرط میں نے لگائی تھی۔ میں ہی کروں گی۔"

"تم نے آچار گوشت کے لیے شرط لگائی تھی۔ روٹیوں کے لیے نہیں۔" وہ اس کے ہاتھ سے آٹے کا باؤل لیتا کہہ رہا تھا۔

اس نے اپنے ہاتھ دھوئے اور پھر کچن کی سلیب پر عصام کی جگہ پر بیٹھ گئی۔ عصام آٹے میں مزید پانی ڈالتا اسے مزید نرم گوندھنے لگا۔ وہ بڑی مہارت سے آٹے کے چھوٹے چھوٹے پیرے بناتا انہیں ایک پلیٹ میں رکھ رہا تھا۔

"تم تو بڑے ایکسپرٹ ہو کھانا بنانے میں۔ کہاں سے سیکھا؟" وہ اس کی کوکنگ اسکلز پر حیران رہ گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"موم سے۔" وہ مسکراتا ہوا اب روٹی میکر میں پیرا رکھ رہا تھا۔

"تمہاری موم کوکنگ کرتی تھیں؟" وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے علینا کی حیرانی پر چونک کر اسے دیکھا پھر وہ ہنس دیا۔

"آئی گیٹ اِٹ! تمہارے ذہن میں ہو گا کہ اتنے امیر شخص کی بیوی اپنے شوہر اور بیٹے کے لیے کھانا بناتی تھی؟ کتنا ان بلیو ایبل لگتا ہے نا؟ لیکن وہ ایسا کرتی تھیں۔ میں نے ایک بار

بچپن میں ان سے پوچھا تھا کہ گھر میں اتنے سارے ملازم ہیں۔ گُک ہے۔ ہم اتنے امیر ہیں تو پھر آپ کھانا خود کیوں بناتی ہیں؟"وہ ہنسا۔"انہوں نے کہا کہ ملازم کھانا بنا سکتے ہیں لیکن اس کھانے میں محبت نہیں ہوگی۔ وہ کھانا اپنے بیٹے یا پھر شوہر کے لیے نہیں بنائیں گے، وہ کام سمجھ کر کھانا بنائیں گے۔ جب تک وہ بیمار نہیں ہوئیں وہ ہمارے لیے کھانا بناتی تھیں۔"وہ اداسی سے مسکرایا تھا۔

"انہیں کیا ہوا تھا؟"

"اوویرین کینسر (Ovarian Cancer)۔"وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ وہ بھی خاموش ہو گئی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اب آگے کیا کہے۔ کافی دیر بعد عصام نے خود ہی بات کا آغاز کیا۔

"موم نے ڈیڈ سے مجھ سے یہ چُھپانے کے لیے کہا تھا اور میں ہمیشہ یہ سمجھتا رہا کہ ان کا ہِپ کا آپریشن ہوا تھا اس لیے ان کی طبیعت خراب رہتی تھی۔ میں سکون سے اپنی زندگی گزارتا رہا بغیر کسی فکر اور ڈر کے۔ اس بات سے بے خبر کہ میری ماں کے پاس بس زندہ رہنے کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیے پانچ سال رہ گئے تھے۔ جس دن ان کی موت ہوئی میں اس دن بھی اپنے دوستوں کے ساتھ گھر سے باہر تھا۔ میں ان کی موت کے وقت بھی ان کے پاس نہیں تھا۔ میں گھر آیا تو وہ جا چکی تھیں۔"

وہ خاموشی سے چہرہ جھکائے روٹیاں بنا رہا تھا لیکن علینا اس کی آواز میں پنہاں پچھتاوا محسوس کر سکتی تھی۔ درد محسوس کر سکتی تھی۔

زندگی میں کبھی کبھار آپ کسی نہ کسی ایسے انسان سے ضرور ملتے ہیں جس سے مل کر لگتا ہے کہ آپ اس سے اپنے دل کی ہر بات کہہ سکتے ہیں بغیر اس ڈر اور فکر کے کہ سامنے والا انسان آپ کو سننے کے بجائے آپ کو جج کرے گا یا پھر آپ کو آپ کی غلطیاں گنوانے بیٹھ جائے گا۔ وہ انسان صرف آپ کو سنتا ہے اور کسی کو جج کیے بغیر سننا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔

عصام کے لیے وہ انسان علینا تھی۔ وہ خاموشی سے بس اسے سنتی رہتی تھی۔ اس بند کتاب کے صفحے پہلی باریوں کسی پر کھل رہے تھے۔ اس بند کتاب کے صفحے تو کبھی اس طرح شہریار کے سامنے بھی نہیں کھلے تھے۔ کچھ باتیں آپ کبھی کسی سے نہیں کہہ سکتے پھر چاہے آپ کے

دوست یا آپ کے ماں باپ آپ کے کتنے ہی قریب کیوں نہ ہوں۔ کچھ باتیں ہمیشہ اندر کہیں رہ جاتی ہیں۔ لیکن عصام اس وقت علینا سے وہ باتیں کر رہا تھا جو وہ کسی سے نہیں کر پایا تھا۔ عاہل سے بھی نہیں۔۔۔

"میں بہت بُرے ڈپریشن میں چلا گیا تھا۔ پھر میرا ایک نیا دوست بنا اس نے مجھے بتایا کہ یہ میری غلطی نہیں تھی۔ یہ سب ایسے ہی لکھا تھا اور مجھے جو ملا میں اس پر اللہ کی ناشکری کر رہا ہوں۔ وہ صحیح تھا۔ میں ایسا ہی کر رہا تھا۔ مجھے یہ بات سمجھ آ گئی اور میں آگے بھی بڑھ گیا۔"

وہ بہت مہارت سے روٹی میکر میں روٹیاں بنا رہا تھا۔ وہ حیران تھی۔ وہ اتنے پُرسکون انداز میں سب کیسے کر رہا تھا؟"لیکن آج سے سات مہینے پہلے مجھے معلوم ہوا کہ مجھے ان کی موت کی اصل وجہ سے بھی بے خبر رکھا گیا تھا۔ ڈیڈ نے موم کے کہنے پر مجھ سے یہ بات چھپائی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ میں اپنی زندگی کے پانچ سال ان کے لیے خراب کرتا۔ میری ڈیڈ سے بحث ہو گئی اور میں ان سے خفا ہو گیا۔ تمہیں یاد ہے میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ سے ناراض ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟"وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف دیکھ کر

کہہ رہا تھا۔ علینا نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید تکلیف تھی۔ علینا کے دل کو کچھ ہوا۔

"تم نے مجھ سے جو کہا تھا میں نے وہی کیا اور ڈیڈ سے میری صلح ہو گئی۔ لیکن وہ سب معلوم ہونے کے بعد میرا پچھتاوا ایک بار پھر سے زندہ ہو گیا۔ میں نے خود کو سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ یہ میری غلطی نہیں تھی۔ مجھے بے خبر رکھا گیا تھا۔ لیکن میں یہ پچھتاوا کبھی ختم نہیں کر پایا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں ایسا کیا کروں کہ یہ ختم ہو جائے؟" وہ ہرٹ تھا۔

اس نے روٹی کے پھولنے کے بعد روٹی نکال کر ہوٹ پوٹ میں رکھی۔ اسی لمحے علینا کچن سلیب سے اتری پھر عصام کے بلکل پیچھے آ کھڑی ہوئی۔ عصام کا دھیان اپنے کام پر تھا۔ علینا نے بہت آہستہ سے اپنے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کیے اور اپنا چہرہ اس کی کمر سے ٹکا دیا۔ وہ ایک بار پھر ساکت رہ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہمیں زندگی میں بہت سے پچھتاوے ہوتے ہیں۔ کچھ ختم ہو جاتے ہیں۔ کچھ ساری زندگی کے لیے ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ ساری زندگی کے لیے اگر ہم کسی پچھتاوے کو دل سے لگا کر بیٹھ جائیں گے تو بہت جلد مر جائیں گے۔ جو پچھتاوے ساری زندگی کے لیے ہوں، ہمیں ان کے ساتھ رہنا سیکھ لینا چاہیئے۔ تمہاری موم کی ڈیتھ تمہاری وجہ سے نہیں ہوئی۔ نہ ہی اگر تم ان کی موت کے دن ان کے پاس ہوتے تو انہیں جانے سے روک سکتے تھے۔ جو لکھا جا چکا ہے وہ کوئی نہیں بدل سکتا، سوائے اللہ کے۔ تمہیں سچائی نہیں بتائی گئی، اس میں بھی تمہاری غلطی نہیں تھی۔ یہ تمہاری موم کا فیصلہ تھا۔ اور وہ صحیح تھیں۔" وہ چونک کر اس کی طرف پلٹا۔ وہ ذرا پیچھے ہٹی پھر عصام کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامے کہنے لگی۔ "وہ ایک ماں تھیں عصام۔ ایک ماں سے کہا جائے کہ اس کا بچہ اپنی زندگی کے پانچ سال تکلیف اور درد کے ایک بھنور میں پھنسا رہے گا تو وہ ماں کیا کرے گی؟ وہ اس وجہ کو ہی ختم کر دے گی جس سے اس کے بچے کو تکلیف ہو گی۔ درد محسوس ہو گا۔ انہوں نے تمہارے لیے وہ سوچا جو انہیں ٹھیک لگا۔ دنیا کے تمام والدین یہی کرتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے ہمارے

لیے بیسٹ ہی کر رہے ہوتے ہیں لیکن ان کا بیسٹ کبھی کبھار انجانے میں ہمیں تکلیف سے دوچار کرتا ہے۔ تمہاری موم نے تمہیں تکلیف سے بچانے کی کوشش کی لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ تم تکلیف کے بھنور سے تو بچ جاؤ گے لیکن پچھتاوے کے بھنور میں پھنس جاؤ گے۔"عصام اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ آج وہ بہت پیار سے اس کے ہاتھوں کو سہلا رہی تھی۔ علینا نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔"تم اپنا پچھتاوا ختم کر سکتے ہو اگر تم اپنی ماں کو معاف کر دو۔"وہ اس بات پر بہت بری طرح چونکا تھا۔ وہ کیا کہہ رہی تھی؟

"تم ابھی تک اس پچھتاوے سے پیچھا اس لیے نہیں چھڑا پائے کیونکہ اندر کہیں آج بھی تمہارا sub concious mind تمہاری موم کو اس سب کا قصوروار ٹھہراتا ہے۔ اپنی موم کو معاف کر دو، یہ قبول کر کے کہ انہوں نے تمہارے لیے تمہاری محبت میں ایک فیصلہ لیا تھا، بس وہ فیصلہ درست ثابت نہیں ہوا۔"وہ آخر میں بلکل ہلکا سا مسکرائی تھی۔

عصام چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کوشش کروں گا۔"عصام نے اسے یقین دہانی کروائی تھی۔وہ اس کے جواب پر ہلکا سا مسکرائی۔

علینا نے ابھی بھی اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام رکھے تھے۔عصام نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور انہیں اپنے چہرے کے قریب لے کر گیا پھر انہیں اپنے لبوں سے لگایا۔

"تھینک یو۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔وہ بس اس کی طرف دیکھ کر مسکراتی رہی۔ پھر ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالے۔

"تھینک یو سے کچھ نہیں ہو گا۔ٹیبل پر کھانا لگاؤ!میں یہ فلسفانہ باتیں کر کے بہت تھک گئی ہوں!"وہ ایک ادا سے کہتی کچن سے نکل کر لاؤنج میں جا بیٹھی اور وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔کیا شانِ بے نیازی تھی!وہ مسکرا کر واپس اپنے کام میں جٹ گیا تھا۔

* *

وہ کچن میں موجود ٹیبل کے گرد بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ علینا سکون سے کھانا کھا رہی تھی جبکہ عصام کی کھانا کھانے کی اسپیڈ کا کوئی ثانی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ایک منٹ کے لیے تو وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔ پھر مسکرا کر دوبارہ سے اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اسے کھانا بہت پسند آیا تھا۔

"علینا میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ رخصتی کے بعد تم کھانا بناؤ یا نہ بناؤ۔ آئی ڈونٹ کیئر! لیکن علینا یہ! یہ تمہیں مہینے میں ایک بار تو ضرور بنانا پڑے گا! مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پتا!" وہ اس کے کوکنگ اسکلز سے مرغوب ہو کر بڑے ہی جوش سے کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں اتنا اچھا لگا یہ؟" وہ حیران تھی۔

"اچھا لگا؟ یار یہ کمال کا ہے! میں نے اس سے زیادہ لزیز آچار گوشت آج تک کبھی نہیں کھایا ہے۔"

"ویل تھینک یو۔ لیکن اگر تمہیں یہ اتنا ہی اچھا لگا ہے تو رخصتی کے بعد کیوں؟ میں تمہارے لیے یہ ہر ہفتے سنڈے کو بنا سکتی ہوں۔ ہم ہر سنڈے کو اکٹھے ڈنر کر سکتے ہیں۔" وہ کھلی آفر دے رہی تھی۔ عصام مسکرایا۔

"میں تو ہاں کہہ دوں گا لیکن تم پر بناوجہ کا برڈن پڑے گا۔"

"اس میں برڈن کی کیا بات ہے؟ میں یہ اپنی خوشی سے کہہ رہی ہوں۔ ان فیکٹ رخصتی کے بعد کھانا بنانے کی ڈیوٹی بھی میں اپنے ذمہ لوں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

عصام جو پانی پی رہا تھا یکدم گلاس ٹیبل پر رکھ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"علینا میں نے تمہیں موم کی بات اس لیے نہیں بتائی تھی کہ میں تمہیں کچھ جتانا چاہتا تھا۔ یو ڈونٹ ہیو تو ڈو ڈیٹ!" وہ اسے کچھ پریشان لگا۔

"مجھے معلوم ہے۔ ریلیکس! میں نے ہرگز یہ تمہاری بات سن کر نہیں کہا۔ یہ تو میرا بہت پُرانا پلان تھا۔ بس اتفاق سے تم نے آج یہ بات کر دی۔ بلکہ میں تمہیں ایک بات بتانا بھول گئی۔ مجھے کوکنگ کرنا بہت پسند ہے اور خاص کر ان لوگوں کے لیے جن سے میں

محبت کرتی ہوں۔"وہ خوشی سے اسے بتا رہی تھی۔عصام اس کی بات سن کر تھوڑا مطمئن ہوا تھا۔

"اچھا جن لوگوں سے تم محبت کرتی ہو،اُس لسٹ میں میرا نمبر کون سا ہے؟"وہ مسکرا رہا تھا۔اس کی آنکھیں شرارت سے چمکی تھیں۔

"تمہارا اس لسٹ میں کوئی نمبر نہیں ہے۔"علینا اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ کہہ رہی تھی۔

"مجھے لگا تم مجھے پہلا نمبر دو گی۔"اس کی مسکراہٹ ماند پڑی تھی۔اسے سچ میں یہ امید تھی کہ وہ اسے اپنی لسٹ پر پہلا نمبر دے گی۔علینا نے چہرہ اٹھا کر عصام کی طرف دیکھا۔پھر ہلکا سا مسکرائی۔

"لسٹ وہاں بنائی جاتی ہے جہاں کوئی مقابلہ ہوتا ہے اور تمہارے لیے میری محبت کا کسی سے کوئی مقابلہ نہیں۔یہ سب سے بڑھ کر ہے۔"وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔عصام کی ماند پڑی مسکراہٹ ایک بار پھر کھل گئی تھی۔

"اور اسی لیے میں نے ڈیزرٹ بھی بنایا ہے۔"وہ مسکرا کر کہتی ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔

"لیکن تم نے ڈیزرٹ کب بنایا؟"وہ کچھ حیران ہوا۔

"میں صبح تم سے پہلے اٹھ گئی تھی۔ کمپیٹیشن پر سے دھیان ہٹانے کے لیے میں نے ڈیزرٹ بنالیا۔ سوچا واپس آکر تمہارے ساتھ کھاؤں گی۔"وہ ڈیزرٹ کی ٹرے ہاتھ میں لیے ٹیبل تک واپس آئی۔

"اچھا کیا بنایا ہے تم نے ڈیزرٹ میں؟"وہ پُرجوش سا کہہ رہا تھا۔ایک تو آج اسے اتنا لزیز کھانا کھانے کو ملا تھا،وہ بھی علینا کے ہاتھوں کا بنا ہوا اور اب ڈیزرٹ۔ آج کا دن تو کمال کا تھا!لیکن اگلے ہی لمحے جب علینا نے اس کے سامنے ایک کپ رکھا تو اس کی خوشی ماند پڑ گئی۔

“Strawberry Mousse.”

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مسکرا کر اس کے سامنے اسٹرابیری موز کا ایک کپ رکھ چکی تھی۔ گلابی رنگ کی موز پر اسٹرابیری کے کتلے اور کریم سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ اس نے اپنے کپ میں سے ایک چمچ لے کر منہ میں رکھا، پھر عصام کی طرف دیکھا۔ وہ اسے کسی کشمکش میں مبتلا لگا۔

"کیا ہوا؟ تم کھا کیوں نہیں رہے؟" وہ کچھ پریشان ہوئی۔

"وہ۔ علینا۔ مجھے اسٹرابیریز سے الرجی ہے۔ severe قسم کی۔" وہ کچھ شرمندہ سا کہہ رہا تھا۔

"آئیم سو سوری۔ مجھے نہیں پتا تھا۔" وہ بہت شرمندہ محسوس کر رہی تھی۔

"ارے نہیں۔ اس میں تمہاری کیا غلطی ہے۔ تمہیں کیسے پتا ہوتی یہ بات!" وہ اسے چیئر اپ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ کچھ دیر خاموشی سے بیٹھی موز کے کپس کو دیکھتی رہی پھر انہیں ہاتھ میں لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عصام نے فوراً اس کی کلائی پکڑ کر اسے روکا تھا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"انہیں واپس ریفریجریٹر میں رکھنے۔" وہ کچھ اداس سی کہہ رہی تھی۔

"واپس بیٹھو۔"اس نے نرمی سے کہا تو وہ واپس بیٹھ گئی۔ کپس واپس ٹیبل پر رکھے۔

"میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ بہت محنت سے بنائی ہو گی اور اس وقت تمہیں بُرا بھی لگ رہا ہے لیکن علینا الرجی مجھے ہے، تمہیں نہیں! تم کیوں اپنا مزہ خراب کر رہی ہو؟"تم تو اسے کھاؤ!"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

" کتنا اچھا لگے گا نا عصام کہ میں مزے سے یہ موز کھا رہی ہوں اور تم مجھے اسے بس کھاتے ہوئے دیکھ رہے ہو؟"اس نے طنزیہ سے انداز میں پوچھا تھا۔ عصام مسکرایا۔

"ہے نا! کتنا اچھا لگے گا کہ تم مزے سے یہ موز کھا رہی ہو اور میں تمہیں بس اسے کھاتے ہوئے دیکھوں!"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا اور وہ اس کی مسکراہٹ دیکھ اس کی معنی خیز بات سمجھ کر بلش کر گئی تھی۔ عصام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"وہی تو کتنا اچھا لگے گا جب میں ایک اسٹرابیری کو دوسری اسٹرابیری کھاتے دیکھوں گا!" وہ چہرے پر مسکراہٹ لیے چمچ میں موز بھر کر علینا کی طرف بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا۔ علینا نے اسے گھورتے ہوئے موز کا چمچ کھالیا۔

"تم نے تو بس میری ایک بات ہی پکڑ لی ہے۔ میرے گال پیدائشی طور پر ہی ایسے ہیں۔ یہ اکثر سرخ ہی رہتے ہیں اچھا!"اس نے اسے باور کروانے والے انداز میں کہا۔

"لیکن یہ تو صرف میری باتوں پر ہی سرخ ہوتے ہیں۔اس کا کیا مطلب ہوا پھر؟"عصام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

وہ اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

"رات کو اپنے گالوں سے پوچھوں گی کہ وہ سرخ کیوں ہوتے ہیں! پھر تمہیں صبح بتادوں گی! ٹھیک ہے!"اس نے بگڑتے ہوئے کہا۔وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"ہاں ہاں ضرور پوچھنا!"وہ اس کی طرف موز کا ایک اور چمچ بڑھا چکا تھا۔اور وہ ایک بار پھر اس سے لڑنے لگ گئی تھی۔

* *

انہیں لاہور واپس آئے ہوئے چھ دن گزر گئے تھے۔ نیا سال شروع ہونے میں بس دو دن رہ گئے تھے۔ اس دن عصام نے اسے کال کی تھی۔ وہ دو دن کے لیے شہریار کے ساتھ امریکہ جا رہا تھا۔ امریکہ میں شہریار کے ایک کزن رہتے تھے اور انہیں اچانک کال پر ان کی موت کی اطلاع دی گئی تھی۔ عصام کو بھی ان کے ساتھ جانا پڑ گیا تھا۔ سب کچھ بہت جلدی میں ہوا تھا لیکن جانے سے پہلے اس نے علینا کو یہ سب بتانے کے لیے کال کی تھی۔

"میں نیو ایئر نائٹ پر پاکستان واپس آجاؤں گا۔ اگر کوئی بھی پرابلم ہو جائے تو تم مجھے فوراً کال کرو گی۔ تمہاری بلڈنگ کی پارکنگ میں گارڈز کی ایک مسلح گاڑی موجود ہے۔ وہ مشکوک حرکات پر نظر رکھیں گے۔ اگر تمہیں کہیں بھی جانا ہو تو تم انہیں اپنے ساتھ لے کر جاؤ گی۔ اوکے؟" وہ نرمی سے کہتا اسے سمجھا رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں خیال رکھوں گی۔ تم پریشان مت ہو۔"

"شاہزیب کا میرے ساتھ جانا ضروری ہے علینا ورنہ میں اسے یہیں تمہارے پاس پاکستان چھوڑ جاتا۔" اسے بس اس کی حفاظت کی پرواہ تھی۔

"ریلیکس عصام! تم بس دو دنوں کے لیے ہی تو جا رہے ہو۔ دو دن میں کیا ہی ہو جائے گا!" وہ اس بات کو بہت ہلکے میں لے رہی تھی۔

"یار علینا ڈونٹ ٹیک اِٹ ٹو ایزی!" وہ اسے تنبیہ کر رہا تھا۔

"اوکے اوکے۔ میں سب ویسے ہی کروں گی جیسے تم کہہ رہے ہو۔" اس نے اسے یقین دہانی کروانے کی کوشش کی تھی۔

وہ کچھ دیر اسے مزید سمجھاتا رہا پھر کال بند کر دی۔ وہ اس کی کتنی فکر کرتا تھا! وہ مسکرائی۔ دو دن میں کیا ہی ہو سکتا تھا؟

وہ غلط تھی۔ کچھ ہونے کے لیے ایک لمحہ بھی کافی ہوتا ہے۔۔۔

****

یہ نیو ایئر نائٹ تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے، ٹانگیں سیدھی کیے کتاب پڑھ رہی تھی۔ اس نے ٹائم دیکھنے کے لیے سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل کی

Clubb of Quality Content

اسکرین آن کی۔ وقت تھا نو بج کر پینتالیس منٹ۔ ساڑھے گیارہ تک عصام کی فلائٹ لینڈ کر جانی تھی۔ وہ مسکرائی پھر دوبارہ اپنی کتاب کی طرف متوجہ ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اس کے موبائل کی اسکرین روشن ہوئی۔ اس نے اسکرین دیکھی۔ وہاں واٹس ایپ پر ایک نامعلوم نمبر سے کچھ میسیجز آئے ہوئے تھے۔ اس نے چیٹ پر کلک کیا تو میسیجز اس کے سامنے کھل گئے۔

"انوشے بات کر رہی ہوں۔ مجھے کال کرو!"

علینا نے میسیج کو اگنور کیا اور دوبارہ سے اپنی کتاب کی طرف متوجہ ہو گئی۔ چند منٹوں بعد اسی نمبر سے ایک اور میسیج آیا۔ اس نے اکتا کر دوبارہ سے چیٹ پر کلک کیا۔ اب کی بار اسے چند سیکینڈز کی ایک ویڈیو موصول ہوئی تھی۔ وہ یکدم سیدھی ہو بیٹھی۔ اسے کچھ بہت عجیب لگا۔ اس نے ویڈیو پر کلک کیا تو وہ چلنے لگی۔

وہ ایک ہوٹل کے کاریڈور کے کیمرے کی ویڈیو تھی۔ کاریڈور میں انوشے سیاہ رنگ کی ڈریس پہن کر ایک کمرے کے سامنے رکتی نظر آئی۔ اسے ایک لمحہ لگا تھا یہ پہنچاننے میں

کہ یہ کون سی جگہ تھی۔ وہ ہنزہ میں عطا آباد جھیل کے کنارے واقع ریزورٹ کے کاریڈور کی ویڈیو تھی اور وہ کمرہ عصام کا کمرہ تھا۔ علینا کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ آگے ویڈیو کٹ ہوئی اور عصام کے کمرے کا منظر نظر آنے لگا۔ عصام کے کمرے میں کیمرہ انسٹال کیا گیا تھا؟ اسے لگا اس کا دل ایک لمحے کے لیے بند ہوا تھا۔ اس میں سب ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس لمحے تک جب انوشے اپنے ڈریس کا اسٹریپ اتار رہی تھی۔ اور اسی لمحے ویڈیو ختم ہو جاتی تھی۔ عصام کی آواز ویڈیو میں بلکل کلیئر تھی لیکن انوشے کی آواز ویڈیو میں موجود نہ تھی۔ اس ویڈیو میں عصام کا چہرہ بلکل صاف تھا جبکہ انوشے کا چہرہ دھندلا کیا گیا تھا۔ اس کمرے میں موجود چار لوگوں کے علاوہ اور کوئی سچائی نہیں جانتا تھا کہ اس ویڈیو کی اصلیت کیا تھی۔ اگر کوئی تیسرا شخص اس ویڈیو کو دیکھتا تو وہ عصام کو ہی غلط سمجھتا۔ وہ ویڈیو ہر لحاظ سے عصام کے خلاف جاتی تھی۔

ویڈیو رک چکی تھی لیکن وہ ابھی تک موبائل ہاتھ میں لیے ساکت سی بیٹھی ہوئی تھی۔ موبائل پکڑے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اگلے لمحے ہی اسے اس نمبر سے کال آنے لگی۔ علینا نے فوراً وہ کال اٹھالی۔

"ویڈیو دیکھ لی تم نے؟ دیکھ ہی لی ہوگی۔" انوشے کا استہزائیہ سا لہجہ اس کی سماعت سے ٹکرایا تھا۔

"یہ سب کیا ہے انوشے؟" وہ شدید غصے میں بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تمہارے عصام کی بربادی۔" اس کی محظوظ سی آواز اس کے گوش گزار ہوئی تھی۔ "ویسے تمہارے خیال میں۔۔۔ میرے اور عصام کے درمیان اس رات کیا ہوا ہوگا؟" وہ ہنسی تھی۔ اس کی ہنسی میں طنز تھا۔ انوشے نہیں جانتی تھی کہ علینا وہاں موجود تھی۔

"بکواس بند کرو اور اس ویڈیو کو فوراً ختم کرو ورنہ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی!" وہ اس پر غرائی تھی۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا علینا کہ میں اتنی اچھی ویڈیو کو یونہی ختم کر دوں۔ یہ ویڈیو انٹرنیٹ پر اپ لوڈ ہو گی۔"

"اگر تم نے عصام کو نقصان پہچانے کی کوشش بھی کی تو میں تمہاری جان لے لوں گی!" وہ پچھلی بار سے بھی اونچا غرائی تھی۔

"اگر تم ایک اور بار چلائیں تو یہ ویڈیو اگلے منٹ انٹرنیٹ پر ہو گی!" اس بار وہ چلائی تھی۔

وہ دھپ سے بیڈ پر گر سی گئی۔ اُف اللہ وہ کیا کرے؟

"تم مجھے بلیک میل کر رہی ہو؟" اسے جیسے شاک لگا تھا۔

"جو سمجھنا ہے سمجھ لو!" وہ دو ٹوک انداز میں کہہ رہی تھی۔

"کیا چاہیئے تمہیں؟" اب کہ اس کا لہجہ مضبوط تھا۔

"تم سے ایک ملاقات!"

"نہیں!" وہ دو ٹوک انداز میں کہہ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ یہ صاف صاف ایک جال تھا۔

"تو پھر ٹھیک ہے میں اسے انٹرنیٹ پر ڈال دیتی ہوں۔"

ایک لمحہ لگا تھا علینا کو اپنا فیصلہ بدلنے میں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں آؤں گی۔ پھر ہم بیٹھ کر بات کریں گے۔ لیکن تم اس ویڈیو کو کسی کو بھی نہیں بھیجو گی!" وہ تیزی سے اسے تنبیہ کر رہی تھی۔

"اوکے! ڈن! میں تمہیں ایک ایڈریس بھیجوں گی۔ رات کے گیارہ بجے تمہیں وہاں پر موجود ہونا ہے۔ اور ہاں اگر تم نے کسی سے مدد مانگنے کی کوشش کی یا پھر عصام کو بتانے کی کوشش کی تو یہ یاد رکھنا کہ یہ ویڈیو میرے صرف ایک کلک کی محتاج ہے!" یہ کہہ کر انوشے نے کال کاٹ دی۔

وہ رات کے ساڑھے دس بجے چہرہ ڈھانپ کر بلڈنگ کے پچھلے حصے سے باہر نکلی تھی۔ اس نے گارڈز کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں جا رہی تھی۔ اس نے کیب بلوائی تھی۔ انوشے اسے ایڈریس بھیج چکی تھی۔ وہ ایڈریس ایک جسیم بنگلے کا تھا۔ کیب بنگلے کے سامنے رکی تو اس نے انوشے کو کال ملائی۔

"میں تمہارے بھیجے ہوئے ایڈریس کے باہر کھڑی ہوں۔"اس نے کال پر اس سے کہا۔

"ہاں تو اندر آجاؤ!"

وہ اندر بڑھ گئی۔ بنگلے میں نیو ایئر پارٹی چل رہی تھی۔ اور پارٹی کا ماحول بہت خراب تھا۔ میوزک کی آواز اتنی اونچی تھی کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ لڑکے لڑکیاں ہاتھوں میں شراب کے گلاس پکڑے، نشے میں ڈوبے ڈانس فلور پر پاگلوں کی طرح ناچ رہے تھے۔ کئی لڑکوں نے چہروں پر معنی خیز سی مسکراہٹ لیے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا بھی تھا۔ اف اسے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ اس نے دوبارہ سے انوشے کو کال ملائی۔

"میں اندر آگئی ہوں۔ اب آگے بتاؤ!"

"گھر کے اندر آؤ!"

علینا ڈرتے ڈرتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"تمہیں سامنے سیڑھیاں نظر آرہی ہوں گی۔ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر دوسری منزل پر آؤ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔ اسے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا لیکن اسے ایک بہت عجیب سا احساس بھی ہو رہا تھا۔ جیسے کچھ بہت غلط تھا۔ جیسے سب کچھ اتنا بھی سمپل نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی۔ اس کی گرفت موبائل پر مزید سخت ہو گئی۔ پھر وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی۔ اوپر بہت سے کمرے تھے۔ اسے انوشے کی کال آنے لگی۔ اس نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"رائٹ سائیڈ پر جو دوسرا کمرہ ہے اس میں آجاؤ!"

وہ کمرے تک آئی اور دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ غلط لوگوں کے درمیان تھی۔ وہ غلط جگہ پر تھی۔ عصام کا بھروسہ۔ اپنی زندگی۔ اپنی سیفٹی۔ اس نے سب داؤ پر لگا دیا تھا۔

کمرے میں اس کے بلکل سامنے مسکراتی ہوئی انوشے کھڑی تھی۔

"ہائے!" اس نے مسکرا کر کہا۔ اسے اس کی مسکراہٹ عجیب سی لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تبھی اس کی نظر کمرے کے کونے میں پڑی۔ وہاں کوئی کھڑا تھا۔ ایک ہیولہ سا تھا۔ کمرے میں روشنی کم تھی۔

وہ ہیولہ قدم قدم چلتا انوشے کے ساتھ آ کھڑا ہوا اور تبھی علینا کو معلوم ہوا کہ وہ کون تھا۔

وہ۔۔۔

وہ حیدر مستجاب تھا۔

****

حیدر کو وہ تھپڑ کبھی بھولتا نہیں تھا۔ وہ تھپڑ عصام نے اس کے منہ پر نہیں مارا تھا۔ وہ تھپڑ عصام نے اس کی نازک سی انا پر مارا تھا۔ اس ایک تھپڑ نے حیدر مستجاب کی سو کالڈ غیرت کو نقصان پہنچایا تھا۔ وہ ایک تھپڑ حیدر مستجاب کے لیے عصام سے بدلہ لینے کی وجہ بنا تھا۔

اسے بدلہ چاہیئے تھا لیکن بدلہ لینے کا سب سے بہترین طریقہ کیا تھا؟

یہ سب ان کے ہنزہ جانے سے پہلے ہوا تھا۔انوشے عصام کی وجہ سے اس کلب میں آنے لگی تھی جہاں وہ اکثر آیا کرتا تھا۔وہ گھنٹوں بیٹھ کر بس وہاں شراب پیتی رہتی۔ساتھ وہ عصام کے لیے روتی اور علینا کو کوستی۔

اس دن بھی وہ وہیں کلب میں بیٹھی تھی جب حیدر اس کے ساتھ آ کر بیٹھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہاں بیٹھ کر رونے سے زیادہ اچھا ان دونوں کو مزہ چکھانا ہے؟"وہ سامنے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

اس نے اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر حیدر کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب؟"اس کی آواز رونے کی وجہ سے خراب تھی۔

"ایک وسکی!"اس نے سامنے موجود بار ٹینڈر کو آواز دی تھی۔پھر وہ چہرہ موڑ کر انوشے کی طرف دیکھنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مطلب وہی ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔یہاں بیٹھ کر تم ایک ایسے شخص کے لیے رو رہی ہو جو تمہارے بارے میں سوچتا بھی نہیں ہے۔"حیدر کی بات سن کر اسے بہت سارونا آیا۔"اور اس وقت بھی وہ یقیناً علینا کے بارے میں ہی سوچ رہا ہو گا۔"اور اگلے ہی لمحے انوشے کی آنکھوں سے آگ کے شرارے نکلنے لگے۔

"آئی ہیٹ ڈیٹ بچ!"وہ دانت پیستے ہوئے بولی تھی۔

"می ٹو!"وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔"ان دونوں نے ہمیں ذلیل کیا ہے۔کیوں نہ ہم ان دونوں کو ذلیل کریں؟"وہ آخر میں معنی خیز سا مسکرایا تھا۔

"لیکن تمہارا عصام نے کیا بگاڑا ہے؟"وہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھ رہی تھی۔

"اس کے ساتھ میرے کچھ پرسنل ایشوز ہیں۔"اس نے ناک پر سے مکھی اڑائی تھی۔وہ اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ اس سے ایک تھپڑ کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔وہ ایک لڑکی کے سامنے یہ اقرار نہیں کرنا چاہتا تھا۔اس کی fragile male ego کو یہ گوارہ نہ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حیدر ہنزہ کی ٹرپ پر نہیں گیا تھا لیکن اس نے انوشے کو بھیجا تھا۔ انوشے کو ایک موہوم سی امید تھی کہ شاید وہ اگر ایک اور بار کوشش کرے تو عصام کو پا سکتی ہے لیکن اس رات جب علینا نے اسے تھپڑ مارا تو اس کی وہ موہوم سی امید بھی مر گئی۔ اب وہ بھی عصام کو پانا چاہتی تھی، اس لیے اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ انوشے پیچھے ہٹ گئی۔ وہ اس رات میوزیکل نائٹ پر موجود نہیں تھی۔ اس نے ریزورٹ کی ایک receptionist کو خرید کر اس سے عصام کے کمرے کا ایک ڈوپلیکیٹ کی کارڈ حاصل کیا تھا۔ جب وہ سب باہر آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے تو وہ عصام کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس نے عصام کے کمرے میں ایک چھوٹا سا اسپائی کیمرہ لگایا تھا۔ وہ کیمرہ لگانے کے بعد واپس آ گئی تھی۔ وہ ایک Scheduled Recorder تھا۔ وہ اس کیمرے کو اپنی مرضی سے ٹائمر لگا کر استعمال کر سکتی تھی۔ وہ اپنا کمرہ کسی کے ساتھ بھی شیئر نہیں کر رہی تھی اس لیے اس کے لیے یہ سب کرنا مزید آسان ہو گیا تھا۔ وہ رات کو کیمرے کو ٹائمر لگا کر ہی عصام کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ وہ جب اپنے کمرے سے نکلی تو اس نے دو منٹ بعد کا ٹائمر لگایا تھا۔

دو منٹ کے بعد کیمرے نے ریکارڈنگ اسٹارٹ کر دینی تھی۔اس کے کمرے اور عصام کے کمرے کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہ تھا۔اتفاق تھا یا کیا؟لیکن جس لمحے کیمرہ آن ہوا۔علینا اور ماہا کمرے کی الماری میں چُھپ چکی تھیں۔اسی لیے انوشے کو بھی عصام کے کمرے میں ان کی موجودگی کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا تھا۔کیمرے کا اینگل یوں تھا کہ وہ اسے اور عصام کو بلکل کلیئر دکھا رہا تھا۔اس نے کیمرے کو اگلے دس منٹ کے لیے ریکارڈنگ موڈ پر لگا دیا تھا۔اسے بس ایک غلط تاثر دینے والی ویڈیو حاصل کرنی تھی اور وہ کر چکی تھی۔باقی بحث سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔دس منٹ ان کی بحث کے درمیان میں ہی ختم ہو گئے تھے۔کیمرہ خود بخود آف ہو چکا تھا۔اس سے آگے کچھ بھی ریکارڈ نہیں ہو پایا تھا۔اگلے دن اس نے اسٹاف کے ایک آدمی کو ایک خطیر رقم دے کر کاریڈور میں لگے کیمرے کی ویڈیو بھی حاصل کر لی تھی۔انوشے کو جو چاہیئے تھا وہ اسے مل چکا تھا۔وہ ہنزہ سے واپس آئی تو حیدر سے ملنے کے بعد ان دونوں نے آگے کا پلان ڈسکس کیا۔

"گڈ۔یہ علینا کو قابو میں کرنے کا پرفیکٹ طریقہ ہے۔وہ عصام کے لیے کچھ بھی کرے گی۔ ہمیں اب بس ایک پرفیکٹ ٹائمنگ کا انتظار کرنا ہے۔"وہ ویڈیو دیکھنے کے بعد مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تم علینا کے ساتھ کیا کرو گے؟"وہ سنجیدہ لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"تم کیا چاہتی ہو میں کیا کروں؟"

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوئی۔

"عصام کو بہت زعم ہے نا اس کی پاکیزگی کا،اس کے کردار کا؟اس سے وہ چھین لو حیدر! اسے مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔تم بس علینا ضرار سے یہ چھین لو۔نہ رہے گا بانس نہ بجے کی بانسری۔"اس کا لہجہ تنفر لیے ہوئے تھا۔حیدر دل کھول کر مسکرایا تھا۔

اور انہیں صحیح موقع بھی مل گیا تھا۔شہریار کے کزن ایک بہت مشہور شخصیت تھے اور ان کی موت کی خبر ہر جگہ پھیل گئی تھی۔ان کی موت پر افسوس کے لیے امریکہ آنے والے ہر شخص کے بارے میں سب کو میڈیا کے ذریعے پتا چل چکا تھا۔اور انوشے اور حیدر بھی اس

سب سے بے خبر نہیں رہے تھے۔عصام امریکہ میں تھا۔اور یہ بہترین وقت تھا علینا کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے۔

****

حیدر مستجاب مسکراتا ہوا انوشے کے ساتھ کھڑا تھا۔

علینا نے حیدر کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔اس کی مسکراہٹ میں اسے حیوانیت سی محسوس ہوئی۔ایسی مسکراہٹ اس نے پہلے دیکھ رکھی تھی۔شام کے وقت سڑک پر اکیلے چلتے ہوئے۔پروفیسر کے آفس میں۔ابھی نیچے موجود لڑکوں کے چہروں پر۔اس نے یہ شیطانی مسکراہٹ اپنی زندگی میں بہت بار دیکھی تھی۔اس لمحے علینا کو معلوم ہوا تھا کہ وہ یہاں آکر اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر چکی تھی۔

وہ تیزی سے دروازہ کھولنے کے لیے پلٹی۔ابھی اس نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ حیدر نے تیزی سے اس کی کلائی پکڑ کر اسے کھینچا اور دروازہ لاک کر دیا۔

"چھوڑو مجھے!"وہ چلائی تھی۔

"کیوں؟ کیوں چھوڑوں میں تمہیں؟ اتنی مشکل سے، اتنے انتظار کے بعد تو تم ہاتھ آئی ہو! اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دوں؟" وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔ "آج تمہاری موت کا دن ہے علینا! لیکن اس سے پہلے مجھے کوئی فائدہ بھی تو ہونا چاہیئے!"

وہ مسلسل اس کے ہاتھ کی گرفت سے اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ تبھی انوشے آگے بڑھی تھی۔

"تم نے کہا تھا کہ تم صرف اس کے ساتھ ریپ کرو گے؟ حیدر یہی طے ہوا تھا! تم اور کچھ نہیں کرو گے!" وہ کچھ گھبرائی ہوئی سی کہہ رہی تھی۔

"ہاں تو پلان چینج ہو گیا نا! اب یہ مرے گی!" وہ علینا کے چہرے کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔ اسے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"تم اور کچھ نہیں کرو گے! ریپ کیس سے بچنا آسان ہوتا ہے۔ قتل سے بچنا اتنا آسان نہیں ہوتا! ہوش کے ناخن لو! میرے اور تمہارے ڈیڈ ہمیں ریپ کیس سے بچا سکتے ہیں۔ قتل سے نہیں!" وہ بلند آواز میں اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا باپ مجھے قتل سے بھی بچالے گا! تمہارا کام ختم ہوا انوشے اب تم نکلو یہاں سے!" اس نے ایک جھٹکے سے علینا کے دوسرے ہاتھ میں پکڑا اس کا موبائل چھینا اور اسے انوشے کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے کہا۔

اس نے علینا کو کمرے میں موجود بیڈ پر پھینکا پھر انوشے کو بازو سے پکڑ کر کمرے سے نکالنے لگا۔ اپنی تمام تر مزاحمت کے باوجود وہ اسے کمرے سے نکال چکا تھا۔

(حیدر انوشے کو کمرے سے نکال کر دروازہ لاک کر کے علینا کی طرف پلٹا تھا۔ وہ بیڈ پر گری ہوئی تھی۔ اس کے اعصاب جواب دے رہے تھے۔ خوف اس کے پورے جسم پر طاری ہو چکا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن حد سے زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ اس کا سانس بھی رک رہا تھا۔ اسے پینک آٹیک آرہا تھا۔ اسے آج سے پہلے کبھی اتنا بُرا پینک آٹیک نہیں آیا تھا۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ وہ ہار نہیں مان سکتی تھی۔ اسے لڑنا تھا۔ اسے خود کو بچانا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ تیزی سے

دروازے کی طرف بڑھی تھی لیکن ایک بار پھر حیدر اسے گردن سے پکڑ کر بیڈ پر پھینک چکا تھا۔

"تم ایسے نہیں مانو گی! میں چاہتا تھا کہ تمہیں تکلیف محسوس ہو، تم ایک ایک لمحہ محسوس کرو لیکن تمہارے ہاتھ بہت چل رہے ہیں۔ لگتا ہے مجھے تمہارا علاج کرنا پڑے گا۔" وہ تیزی سے کہتا ہوا کمرے میں موجود ڈیسک تک آیا تھا۔ جب وہ واپس علینا کی طرف آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک انجیکشن تھا۔ وہ اس کی گردن پر جھکا انجیکشن لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ مسلسل ہاتھ مار کر اسے خود سے دور ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی اور اسی زور و بردستی میں اس کی قمیض کا گریبان بھی پھٹ گیا تھا۔ اس کی چلاتی ہوئی آواز دھیمی پڑ رہی تھی لیکن وہ اسے خود سے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ چیخ رہی تھی۔ چلا رہی تھی۔ رو رہی تھی۔ اللہ سے مدد مانگ رہی تھی۔ اسے شدت سے عصام یاد آرہا تھا۔ بس وہ آجائے! بس وہ کسی طرح اس تک پہنچ جائے! لیکن وہ اسے انجیکشن لگا چکا تھا۔ اس نے سرنج نیچے فرش پر پھینک دی۔ پھر وہ اس کے اوپر جھکا کہنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں پتا ہے علینا کسی سے بدلہ لینے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟"اس نے علینا کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر انہیں بیڈ کے ساتھ لگا دیا تھا۔اس کی بصارت دھندلی پڑ رہی تھی لیکن وہ خود کو مسلسل اسے خود سے دور رکھنے کی کوشش کیے ہوئے تھی۔"کسی سے بدلہ لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کے جینے کی وجہ ختم کر دو،وہ شخص آہستہ آہستہ خود ہی ختم ہو جائے گا۔"وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے کہہ رہا تھا۔"اور اگر میں تمہیں مار دوں تو کیا عصام زندہ رہ پائے گا؟"وہ مسکرایا۔"نہیں!"

اس کے لیے اپنی آنکھیں کھلی رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔پلکیں تک بھاری محسوس ہونے لگی تھیں۔)

دوسری طرف عصام کی فلائٹ لاہور میں لینڈ کر چکی تھی۔شہریار گھر جا رہے تھے لیکن وہ سیدھا علینا کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔وہ بہت دیر سے اسے کالز پر کالز کیے جا رہا تھا لیکن وہ اس کی کال نہیں اٹھا رہی تھی۔اسے شدید گھبراہٹ کا احساس ہو رہا تھا۔کچھ غلط تھا۔کچھ بہت غلط تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے کے باہر کھڑی انوشے کے ہاتھ میں علینا کا موبائل تھا جو اس وقت بج رہا تھا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آچکی تھی۔ وہ ایک کشمکش میں مبتلا تھی۔ کیا اسے فون اٹھانا چاہیئے یا نہیں؟ وہ حیدر کو اکیلے نہیں روک سکتی تھی مگر ایسا کرنے پر وہ خود بھی پھنس جائے گی! لیکن وہ قتل نہیں ہونے دے سکتی تھی۔ قتل ایک بہت بڑی بات تھی۔ جو بھی ہو گا وہ بعد میں دیکھا جائے گا! اس نے کال اٹھا کر موبائل کان سے لگایا۔

"اوہ شکر ہے۔ تم نے کال تو اٹھائی! کہاں ہو تم علینا؟ میں تمہیں کب سے کال کر رہا ہوں!" وہ اس کے کال اٹھا لینے پر کچھ مطمئن ہوا تھا۔

"عصام میں انوشے بات کر رہی ہوں!" وہ یکدم چلائی تھی۔

"انوشے؟" وہ ششدر رہ گیا۔ "تمہارے پاس علینا کا موبائل کیا کر رہا ہے؟ اور علینا کہاں ہے؟" اس کا دل ڈوبا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہیں سب سمجھا سکتی ہوں لیکن اس وقت علینا خطرے میں ہے! حیدر نے کہا تھا کہ وہ صرف اس کا ریپ کرے گا لیکن وہ اسے مار دے گا! وہ اسے مار دے گا!" وہ چلا رہی تھی۔ عصام کو لگا وہ اس کے کان میں صور پھونک رہی تھی۔

"کیا مطلب حیدر اسے مار دے گا؟ وہ کہاں ہے؟" اسے اپنی آواز کانپتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ "میں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟" وہ غرایا تھا۔ ڈرائیو کرتا ہوا شاہزیب گھبرا گیا تھا۔

"میں تمہیں بتاتی ہوں۔" اگلے چند لمحوں تک وہ اسے ایڈریس بتا چکی تھی۔ عصام اب ڈرائیو کر رہا تھا اور شاہزیب اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

(علینا نے گلے میں ایک دوپٹہ لپیٹ رکھا تھا۔ دوپٹے پر گول شیشے لگے ہوئے تھے۔ حیدر نے ایک جھٹکے سے اس کے گلے سے وہ دوپٹہ اتار پھینکا تو گلے پر شیشے لگنے کی وجہ سے لمبے کٹ لگ گئے جن سے خون رسنا شروع ہو گیا۔ تکلیف سے وہ چیخ اٹھی تھی۔ اب وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے اسے اپنے ہونٹوں سے چھونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اسے جو بھی انجیکٹ کیا تھا، وہ ابھی تک اس پر پوری طرح حاوی نہیں ہو پایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے جسم میں بلکل جان نہیں تھی لیکن اس نے اپنے پوری قوت مجتمع کر کے اس کا منہ نوچنے کی کوشش کی تھی۔اس کے ناخن اس کے چہرے میں پیوست ہونے لگے تو وہ چلا اٹھا۔حیدر نے اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا تھا۔ہونٹ پھٹ گیا تھا اور بھل بھل خون بہنے لگا تھا۔)

اتفاق سے وہ بنگلا راستے میں ہی پڑتا تھا۔وہ اگلے چند سیکینڈز میں بنگلے کے باہر پہنچ چکا تھا۔گارڈ کے لاکھ منع کرنے کے بعد بھی وہ بنگلے میں شاہزیب اور اپنے گارڈز کے ساتھ گُھس آیا تھا۔شاہزیب اسے مسلسل آوازیں دے رہا تھا۔لیکن وہ نہیں سن رہا تھا۔عصام پر اس وقت جیسے کوئی جنون سوار تھا۔کوئی اس کی بیوی کو نقصان پہنچانے والا تھا،اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ حیدر کو زندہ ہی بھوکے کتوں کے سامنے ڈال دے۔وہ گھر کے اندر داخل ہوا تھا کہ اسے انوشے دکھ گئی۔اس نے سختی سے انوشے کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کہاں ہے علینا؟"وہ اس پر بلند آواز میں غرایا تھا۔ سب سہمے سہمے سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اوپر رائٹ سائیڈ پر دوسرا کمرہ۔"اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تھا۔اس نے آج تک عصام کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔اس نے کیا خود شاہزیب نے بھی عصام کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔

("خبردار جو مجھے تمہاری ہلکی سی بھی آواز آئی!"اس نے اسے بالوں سے پکڑ کر اپنے چہرے کے قریب کیا۔"عصام تمہیں بچانے نہیں آنے والا!کوئی تمہیں بچانے نہیں آنے والا! اس لیے خاموش رہو!"وہ غرایا تھا۔

"وہ تم۔۔۔ہیں جا۔۔ن سے ما۔۔رڈا۔۔لے گا!"وہ بہت مشکل سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر رہی تھی۔اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔دماغ شل ہو گیا تھا۔اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔اس کا جسم اب اس کے کنٹرول میں نہیں رہا تھا۔)

اس نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا اور پھر اوپر بڑھ گیا۔ اوپر آ کر اس نے اپنے بازو سے دروازے کو توڑنے کی کوشش کی۔

"وہ مجھے جان سے تب مارے گا جب وہ یہاں ہو گا اور وہ یہاں نہیں ہے علینا میڈم!" وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔

اور اگلے لمحے ہی اسے دروازہ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی اور وہ اندر داخل ہوا تھا۔)

وہ کمرے میں داخل ہوا اور جو پہلا منظر اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا، وہ عصام کے لیے حیدر کو قتل کر کے اپنے حق میں وضاحت دینے کے لیے کافی تھا۔ علینا کا دوپٹہ اور ایک انجیکشن زمین پر گرا ہوا تھا اور خود حیدر اس کے اوپر چڑھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ علینا کی گردن سے ذرا نیچے سینے پر تھے۔

اس کے پورے جسم میں جیسے آگ سی لگ گئی تھی۔ وہ طیش کے عالم میں تیزی سے حیدر کی طرف بڑھا تھا۔ عصام نے اسے بالوں سے پکڑ کر علینا پر سے دور ہٹا پھینکا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے زمین پر گر پڑا۔ اس نے ایک نگاہ علینا پر ڈالی۔

بے ہوش وجود۔ پھٹا ہوا ہونٹ۔ گردن سے بہتا ہوا خون۔ گردن کے قریب نیلاہٹ۔ زور زبردستی کی وجہ سے اس کی قمیض کا گریبان بھی چاک ہو گیا تھا۔ یوں اس کا روندا گیا وجود دیکھ کر اسے شدید تکلیف اور شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے فوراً علینا پر سے اپنی نظریں ہٹائیں۔ وہ سفید شرٹ اور سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا۔ اس نے اپنا کوٹ اتار کر علینا کے جسم پر پھیلا دیا۔

نئے سرے سے جنم لیتی غیظ و غضب کی اک لہر اس کے جسم میں سرایت کر گئی تھی۔ پھر وہ حیدر کی طرف بڑھا۔ لیکن اب جب وہ حیدر کی طرف بڑھا تو اس کا چہرہ خوفناک حد تک سرد پڑ چکا تھا۔ عصام نے اسے گردن سے پکڑ کر کمرے سے باہر پھینکا تھا۔ حیدر نے اٹھ کر مزاحمت کرنے کی کوشش کی جو ناکام رہی۔ عصام نے اسے ایک لات ماری تھی اور وہ جو اٹھ کر کھڑا ہونے والا تھا ایک بار پھر گر پڑا۔ عصام جسمانی طاقت اور قد کاٹھ میں حیدر سے سبقت رکھتا تھا۔ اشتعال کی وجہ سے اس کی کنپٹی اور ہاتھوں کی نیلی وہری رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ اس نے سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر ایک بار پھر اسے بالوں سے پکڑ کر اٹھایا

تھا۔ وہ کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شاید معافی مانگ رہا تھا۔ لیکن عصام اس کے سینے پر ایک اور لات مار چکا تھا۔ حیدر لڑکھتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے جا گرا تھا۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ شاہزیب اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر جیسے کوئی جنون سوار ہو گیا تھا۔ شاہزیب اسے چھوڑ کر اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہاں بہت سے لوگ موجود تھے۔ سب اس کا وحشیانہ انداز دیکھ کر ڈرے سہمے سے کونوں میں گھس گئے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی جو آگے بڑھ کر اسے روکتا۔ عصام نے حیدر کو ایک بار پھر بالوں سے اٹھایا۔ اس کا چہرہ چوٹوں سے بھر چکا تھا۔ شرٹ بھی پھٹ چکی تھی اور جسم پر جگہ جگہ چوٹیں آئی تھیں۔ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں لگتا تھا۔ لیکن عصام اسے ہال میں موجود شیشے کی ٹیبل پر پھینک چکا تھا۔ ایک زوردار آواز کے ساتھ شیشے کی ٹیبل ٹوٹی اور ہر طرف شیشے کی کرچیاں بکھر گئیں۔ وہ خون سے بھر گیا تھا۔ شیشے کی کئی کرچیاں حیدر کے جسم میں پیوست ہو گئی تھیں۔ لیکن عصام پھر بھی نہیں رکا۔ وہ فرش پر شیشے کی کرچیوں پر پیر رکھتا ہوا اس کی طرف بڑھا تو کمرے میں کرچ کرچ کی آواز گونجنے

لگی۔ وہ اس پر جھکا اب بنا رکے ایک کے بعد ایک اس کے منہ پر وحشیانہ سے انداز میں مکے برسا رہا تھا۔ اس کا چہرہ بُری طرح پھٹ چکا تھا لیکن وہ رک نہیں رہا تھا۔ ہر مکے پر اس کے چہرے کے پھٹے ہوئے گوشت سے خون کے چھینٹے اٹھتے تھے۔ وہ اس لمحے دنیا سے بے گانہ تھا۔ اسے کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ سوائے اس بات کے کہ کوئی اس کی بیوی کے ساتھ بد کاری کرنے والا تھا۔ سوائے اس بات کے کہ کسی نے اس کی بیوی کو چھوا تھا۔ سوائے اس بات کے کہ کوئی اس کی بیوی کے چیخنے چلانے پر بھی اُسے تکلیف پہنچاتا رہا تھا۔ انوشے حیدر کو پڑنے والے ہر مکے کے ساتھ کانپ اٹھتی تھی۔ اسے بلکل یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس قدر بے قابو ہو جائے گا۔ کانچ کی کرچیوں کی وجہ سے اس کے اپنے ہاتھ بھی زخمی ہو گئے تھے۔ اس کے ہاتھوں کی گانٹھوں سے خون رس رہا تھا لیکن وہاں پرواہ کسے تھی؟ حیدر کے چہرے پر سے اٹھنے والے خون کے چھینٹے اس کی سفید شرٹ کو بھی سرخ کر گئے تھے۔ اس کے چہرے پر بھی خون کے چھینٹے آ گرے تھے۔ لیکن وہ بے قابو سا اس پر مکے

برسارہا تھا۔اسی لمحے شاہزیب اس کی طرف آیا۔اس نے اسے زور سے کندھوں سے پکڑا اور پھر اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

"کیا ہے؟"وہ اس پر غرایا تھا۔شاہزیب اس سے نہیں ڈرا تھا۔

"علینا کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔وہ سانس نہیں لے رہی عصام!اس نے شاید اسے کچھ انجیکٹ کیا ہے!"شاہزیب بہت گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔

اپنے اس پاگل پن میں وہ اسے فراموش کر بیٹھا تھا۔ایک لمحے کے لیے تو وہ شاہزیب کی بات سن کر ساکت رہ گیا تھا۔عصام کی پوری دنیا گھوم کر رہ گئی تھی۔اس نے خوفزدہ سے انداز میں حیدر کی طرف دیکھا۔اس نے حیدر کا کالر پکڑ کر اسے ہلایا۔حیدر کو کچھ ہوش آیا۔

"کیا دیا ہے تو نے اسے بول؟"وہ چلایا تھا۔

"رو۔۔روہپ۔۔نول(Rohypnol)۔"وہ بدقت اٹک اٹک کر بول رہا تھا۔عصام کے ہاتھوں سے اس کا کالر چھوٹ گیا۔اگلے لمحے وہ تیزی سے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔وہ علینا کی طرف جھکا اس کا نام پکارتے ہوئے اس کا گال تھپتھپا رہا تھا۔اسے اندازہ ہوا کہ اس

کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے۔ رنگت بھی نیلی پڑ گئی تھی۔ عصام نے اس کی کلائی پکڑ کر نبض چیک کی۔ وہ مدھم سی چل رہی تھی۔ سانس بھی بہت ہلکا تھا۔ اس نے اسے جلدی سے گود میں اٹھایا پھر سیڑھیوں سے نیچے اترتا گاڑی کی طرف لے آیا۔ اب وہ اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر سیدھا لیٹا رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اس کی سیٹ بیلٹ باندھی۔ وہ دوسری طرف سے آ کر گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔ وہ اسے ہوسپٹل لے کر جا رہا تھا۔ گاڑی کی اسپیڈ بہت تیز تھی۔ اسے یاد نہیں اس نے آج تک اتنی تیز گاڑی کب چلائی تھی۔ شاید کبھی نہیں۔ سڑک پر چلتی ہوئی بہت سی گاڑیوں کو اوورٹیک کرتے ہوئے اس نے شاید چھ اشارے توڑے تھے۔ شاید لوگ اس پر چلا رہے تھے۔ گالیاں دے رہے تھے۔ ہارن پر ہارن پڑ رہے تھے۔ بیچ میں ایک جگہ نیو ایئر کی وجہ سے رش تھا تو اس نے گاڑی فٹ پاتھ پر بھی چڑھا دی۔ وہ بہت ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا، بھلے سے کوئی اس کی گاڑی کے سامنے ہی کیوں نہ آجاتا، اس کی بلا سے۔ اس وقت اسے کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔ اس کی ایک آنکھ سڑک پر تھی اور دوسری علینا پر۔ اس کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ وہ تین منٹوں کے

اندر اسے ہسپتال لے آیا تھا۔ ہسپتال کے وارڈ بوائے اور نرسوں کے درمیان وہ اسے stretcher پر لٹائے ایمرجنسی کی طرف لے جا رہا تھا۔ وہ ایک پرائیویٹ ہوسپٹل تھا۔ ڈاکٹر فوراً اس تک آیا تھا۔

"یہ روہپنول اوورڈوز کا کیس ہے۔ اسے شاید پندرہ منٹ ہو چکے ہیں۔" وہ ڈاکٹر کی طرف دیکھتا تیزی سے کہہ رہا تھا۔

ڈاکٹر اور میڈیکل اسٹاف اسے ایمرجنسی روم میں لے گئے تھے۔ اس نے پیچھے آنے کی کوشش کی تو نرس نے اسے روک دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ خون سے بھرے اپنے دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے کھڑا تھا۔ اس کی سفید شرٹ خون سے بھر گئی تھی۔ حواس کام نہیں کر رہے تھے۔ وہ وہیں کاریڈور کی سرد دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ دسمبر کی خون جما دینے والی سردی میں عصام کے لیے سنگل شرٹ پہن کر اس برف جیسے کاریڈور میں بیٹھنا مشکل نہیں تھا۔۔۔ بلکہ اس کاریڈور میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنا مشکل تھا۔ وہ جانتا تھا، سردی اسے نہیں مارے گی۔ انتظار مار دے گا۔

اگلے کچھ منٹوں میں شہریار اور شاہزیب بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔عصام کو یوں بیٹھا دیکھ شہریار کے دل کو کچھ ہوا تھا۔وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے تھے۔

"عصام!علینا کہاں ہے؟کیا ہوا ہے اسے؟اور تم ٹھیک ہو؟یہ خون کس کا ہے؟"وہ جھنجھلائے ہوئے سے پوچھ رہے تھے۔

"مجھے کچھ نہیں پتا ڈیڈ!مجھے کچھ نہیں پتا!"وہ سر گھٹنوں میں چھپائے کہہ رہا تھا۔اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔

وہ اس کی حالت کو سمجھ کر کاریڈور میں موجود ویٹنگ سیٹ پر آ بیٹھے تھے۔کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر نکلا تو عصام تیزی سے اٹھ کر ان کے پاس آیا تھا۔

"وہ ٹھیک ہے؟"اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔خوف اور امید کے درمیان ہلکورے لیتی۔۔۔

"ہم نے antidote دے دیا ہے اور ٹریٹمنٹ بھی دے دی ہے لیکن ڈرگ کیونکہ انجیکٹ کی گئی تھی تو اس کی وجہ سے ان کی حالت بہت زیادہ خراب ہے۔انہیں کئی منٹوں تک

آکسیجن نہیں ملا،اس وجہ سے ان کے جسم پر کافی بُرا اثر پڑا ہے۔اگر انہیں ہوش نہیں آتا تو کوما میں جانے کا خدشہ ہے۔آپ لوگ بس دعا کریں۔اللہ بہتر کرے گا!"وہ کہہ کر آگے بڑھ گئے تھے۔عصام کو لگا اس کی ٹانگوں میں جان نہیں تھی۔دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ چند لمحے خالی خالی سی نگاہیں لیے ایمرجنسی وارڈ کے دروازے کو دیکھتا رہا۔

"میں مسجد جا رہا ہوں۔"اس کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ بس اسے ہی سنائی دی تھی۔وہ کہہ کر ہوسپٹل کے کاریڈور سے نکل گیا تھا۔شہریار پریشان سے واپس سیٹ پر آ کر ڈھے سے گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ ہوا کیسے آخر؟"وہ شاہزیب سے مخاطب تھے۔

شاہزیب نے انہیں سب کچھ بتا دیا۔

"سر آگے کیا کرنا ہے؟"وہ آگے کے لائحہ عمل کی تیاری کرنا چاہتا تھا۔

"جو کرے گا وہ عصام ہی کرے گا۔اس کے آرڈر کا انتظار کرو۔"وہ سیٹ کی پشت کے ساتھ سر ٹکا کر آنکھیں بند کرتے کہہ رہے تھے۔شاہزیب نے ان کی بات پر صرف سر اثبات میں ہلایا تھا۔

آج کی رات ان سب کے لیے بہت مشکل ہونے والی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ آج ایک بار پھر مسجد آیا تھا۔پچھلے پانچ سالوں میں وہ اس واقع کے بعد ہر ہفتے کئی بار مسجد جاتا تھا۔وہ نماز بھی باقاعدگی سے پڑھتا تھا۔وہ اب اپنے رب کی ناشکری بھی نہیں کرتا تھا۔لیکن آج وہ ایک بار پھر اپنے کسی پیارے کی زندگی کے لیے مسجد آیا تھا۔

وہ سب سے آخری صف میں سجدے میں گرا زار و قطار رو رہا تھا۔اس کا جسم بلک بلک کر رونے کی وجہ سے ہلکورے لے رہا تھا۔وہ آج سے پانچ سال پہلے عاہل کی زندگی کے لیے یوں سجدے میں رویا تھا۔ایسا نہیں تھا کہ پچھلے پانچ سالوں میں وہ سجدوں میں رویا نہیں تھا۔بلکہ یہ تو اسے دنیا کا سب سے آسان کام لگنے لگا تھا۔اسے جب کوئی چیز تکلیف دیتی، کچھ چاہیئے

ہوتا، کسی بات پر دل دکھتا تو وہ یونہی سجدے میں آ کر اللہ کے سامنے رو دیتا تھا۔ اس نے علینا کو بھی سجدوں میں مانگا تھا۔ لیکن اسے یہ ہرگز اندازہ نہ تھا کہ جس عورت کو اس نے سجدوں میں مانگا تھا، اسے کبھی اسی عورت کی زندگی بھی یونہی سجدے میں بلک بلک کر مانگنی پڑے گی۔۔۔ آج زندگی میں یہ دوسری بار تھا کہ وہ اپنے کسی پیارے کی زندگی کے لیے یوں سجدے میں گرا رو رہا تھا۔ لیکن آج تکلیف پہلے سے بھی زیادہ محسوس ہو رہی تھی کیونکہ آج بات اس کی متاعِ حیات کی تھی۔۔۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دو گھنٹوں تک مسجد میں روتا رہا تھا۔ جب واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ ڈاکٹر ایمرجنسی روم سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کے قدموں کی رفتار خود بخود تیزی اختیار کر گئی تھی۔ دل کی دھڑکن بھی تیز ہو گئی تھی۔

"وہ اب کیسی ہے؟" اس کی آواز ایک بار پھر کانپ گئی تھی۔ اگر؟ بس ایک یہ "اگر" اس کی جان نکال دیتا تھا۔

"وہ اب بلکل ٹھیک ہیں۔ڈونٹ وری۔انہیں ہوش بھی آگیا تھا۔"عصام نے اپنی آنکھیں میچ کر آسمان کی طرف گردن اٹھائی تھی۔"لیکن فلحال وہ relaxants کے زیرِاثر سو رہی ہیں۔جلد ہی ان کی صحت بھی پوری طرح بحال ہو جائے گی۔لیکن میرا آپ سے ایک سوال تھا۔"

"جی پوچھیں؟"شہریار نے ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیا وہ ایک PTSD کی مریض ہیں؟"

عصام کے آبرو تعجب سے اکٹھے ہوئے تھے۔

"نہیں۔ایسا کچھ نہیں ہے۔"شہریار نے کہا تھا۔"لیکن آپ کو ایسا کیوں لگا؟"

"کیونکہ جب وہ یہاں پر لائی گئیں تو ان کی حالت بہت خراب تھی،یوں لگتا تھا کہ جیسے ابھی کچھ دیر پہلے ہی انہیں ایک پینک آٹیک آیا ہو۔روہپنول کے زیرِاثر عموماً کیسز میں پیشنٹ کو کچھ یاد نہیں رہتا لیکن علینا کے کیس میں وہ ہوش میں آنے کے بعد بھی کچھ بڑبڑا رہی تھی، جیسے بے حد تکلیف میں ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ڈاکٹر نے عصام کی طرف دیکھا۔"آپ کا پیشنٹ کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟"

"میں ان کا دوست ہوں۔"اس نے جلدی سے کہا۔

"کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ جب آپ انہیں یہاں لائے تو وہ کس حالت میں تھیں؟ کیونکہ ان کے جسم پر موجود چوٹیں دیکھ کر مجھے یہ زورزبردستی کا کیس لگ رہا ہے۔"ڈاکٹر کا انداز کافی حد تک پروفیشنل ہی رہا تھا۔انہیں عموماً ایسے کیسز سے ڈیل کرنا پڑتا تھا۔

"وہ drug addict نہیں ہے۔اسے ڈرگ کیا گیا تھا۔ It was an attempt of rape۔"وہ صاف صاف بات کر رہا تھا۔اگر اس کے سچ بولنے سے اسے علینا کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکتا تھا تو ایسے ہی سہی۔

"یہ پولیس کیس بنتا ہے شہریار۔"ڈاکٹر نے شہریار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں جانتا ہوں۔لیکن ہم اسے اپنے طریقے سے ہینڈل کریں گے۔"ڈاکٹر شہریار کو ذاتی طور پر جانتے تھے۔اس لیے ڈاکٹر نے مزید اس معاملے کو نہیں کھینچا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم کب تک اس سے مل سکتے ہیں؟"عصام کے بجائے شہریار نے پوچھا تھا۔

"ابھی تو وہ سو رہی ہے اور میں چاہوں گا کہ وہ مزید کچھ دیر آرام کریں۔ میں ابھی انہیں کچھ دیر مزید آبزرویشن میں رکھنا چاہتا ہوں۔ صبح تک ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے۔ آپ صبح ان سے مل سکتے ہیں۔ لیکن جب آپ ان سے ملیں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ان کے ساتھ نرمی سے بات کریں کیونکہ اگر وہ ایک پی ٹی ایس ڈی کی پیشنٹ ہیں تو ہوش میں آنے کے بعد وہ شاید آؤٹ آف کنٹرول ہو جائیں۔ یو ہیو ٹو ہینڈل ہر وِد گریٹ کیئر!"

وہ کہہ کر آگے بڑھ گئے تھے۔ شہریار ان کے ساتھ گئے تھے۔ انہیں علینا کی حالت کے متعلق ڈاکٹر سے کچھ بات کرنی تھی۔

کچھ دیر بعد شہریار واپس آ گئے تھے۔ وہ اس کے ساتھ آ کر بیٹھے تھے۔ وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیٹھا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گھر چلے جاؤ عصام! میں یہاں موجود ہوں۔ کچھ دیر آرام کر لو۔ صبح آجانا۔ تم صبح سے پہلے علینا سے ویسے بھی نہیں مل سکتے۔" وہ نرمی سے کہہ رہے تھے۔ عصام نے سانس اندر کو کھینچتے ہوئے اپنے بالوں میں دونوں ہاتھ چلائے پھر شہریار کی طرف دیکھنے لگا۔

"مجھے اس سے نہیں ملنا۔ اسے ابھی ہوش آئے یا صبح! آئی ڈونٹ کیئر!" اس کے لہجہ میں جذبات کی ہلکی سی رمک بھی موجود نہ تھی۔ انہیں اس کے انداز پر غصہ آیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ دبے دبے سے انداز میں بولے تھے۔

"میں نے اسے منع کیا تھا! میں نے اسے منع کیا تھا ڈیڈ! میں نے اس سے کہا تھا کہ جب بھی باہر نکلے گارڈز کو ساتھ لے کر جائے! لیکن اس نے میری بات نہیں سنی! میں نے اس پر بھروسہ کیا اور اس نے میرا بھروسہ توڑا! آپ کو۔۔" اس کی آواز کانپی تھی۔ "آپ کو اندازہ بھی نہیں ہے میں اسے کہاں سے لے کر آیا ہوں! کس حالت میں لے کر آیا ہوں! اس کا پورا جسم نیلا پڑ گیا تھا! اسے سانس بھی نہیں آرہا تھا! وہ میرے ہاتھوں میں تھی اور وہ میرے ہاتھوں میں مر رہی تھی! آپ کچھ نہیں جانتے کہ میں کتنا ڈر گیا تھا! آپ کو ذرا سا بھی

اندازہ نہیں ہے!"وہ چہرہ جھکائے اپنی آواز کی کپکپاہٹ کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔اس کی آواز میں موجود کپکپاہٹ کو شہریار بخوبی محسوس کر سکتے تھے۔

"پہلے بات کر کے اس کی سائیڈ کی اسٹوری سن لو عصام!اس کے بعد کچھ فیصلہ کرنا!رشتوں میں کبھی بھی خود سے فیصلے اخذ نہیں کیا کرتے!خود سے فیصلے اخذ کرنے کی یہ عادت رشتوں کو کھا جاتی ہے۔"وہ اسے سمجھا رہے تھے۔

"نہیں۔مجھے اس کی بات نہیں سننی۔"وہ نفی میں سر ہلاتا کہہ رہا تھا۔"اگر اب اسے بات کرنی ہے تو وہ خود ہی بات کا آغاز کرے گی!میں نہیں۔"

"بلکل وہ ہی بات کا آغاز کرے گی!تم دیکھنا جب وہ نیند سے اٹھے گی تو اس کا پہلا سوال ہی یہ ہو گا کہ عصام کہاں ہے؟اس وقت میں تم سے پوچھوں گا کہ کیا تم چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا پسند کرو گے؟"وہ طنزیہ سے انداز میں کہہ رہے تھے۔وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"فلحال تو میں شاہزیب کے ساتھ گھر جا رہا ہوں۔ابھی کچھ لوگوں کا حساب باقی رہتا ہے۔پہلے وہ نبٹا لوں۔"وہ کہتا ہوا کاریڈور سے نکل گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ واپس سے اپنی فارم میں آچکا تھا۔یہ اس کی وہی فارم تھی جو کہتی تھی"عصام شہریار خان علینا ضرار کے معاملے میں رحم نہیں کرتا۔"

****

گرم پانی سے اٹھتی بھاپ پورے واشروم میں بھر چکی تھی۔ بھاپ کی وجہ سے شاور کے گرد موجود شیشے پر دھند آچکی تھی جس پر سے پانی کے قطرے نیچے کو گر رہے تھے۔وہ ساکت سا شاور کے نیچے کھڑا تھا۔ گرم پانی اس کے بالوں کو تر کرتا اس کے کسرتی جسم کو بھگوتا جارہا تھا۔وہ کافی دیر سے شاور کے نیچے کھڑا تھا۔دماغ اب کام کرنے لگا تھا۔علینا کی وجہ سے وہ اسٹریس میں چلا گیا تھا۔اب جب وہ خطرے سے باہر تھی تو وہ دوسری چیزوں کے بارے میں سوچ سکتا تھا۔

کسی کو علینا کو تکلیف پہنچانے کی اجازت نہیں تھی، خود اسے بھی نہیں۔وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کو کتنی تکلیف پہنچائی گئی تھی۔وہ کسی کو بھی چھوڑنے نہیں والا تھا۔They were going to pay for what they did to her!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن۔۔۔ کیا وہ ایک PTSD پیشنٹ تھی؟ تو کیا وہ اس لیے کراچی میں اتنا ڈر رہی تھی؟ لیکن وہ ڈر کیوں رہی تھی؟ اور اس کے پی ٹی ایس ڈی کی وجہ آخر تھی کیا؟ یہ سوچ کر وہ مزید اُلجھن کا شکار ہو جاتا تھا۔ اگر اسے PTSD تھا تو اسے علینا کے لیے جو بھی کرنا پڑا وہ کرے گا۔ وہ جو بھی کہے گی، وہ سب کرے گا۔ بس وہ اسے بتائے تو سہی، اسے اعتماد میں تو لے۔۔۔

وہ بس اپنے بھروسے کے ٹوٹنے پر اس سے ناراض تھا۔ ورنہ یہ سب دیکھ سکتے تھے کہ علینا کو تکلیف میں دیکھ کر اس کی جان نکل گئی تھی۔ وہ بس غصے میں تھا۔ اسے غصہ تھا کہ علینا اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتی تھی؟ وہ خود کو اتنا غیر محفوظ کیسے کر سکتی تھی؟ اور آخر اس نے ایسا کیا کیوں؟

وہ اپنے کمرے میں جینز پہنے وارڈروب کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ شرٹ لیس تھا۔ لیکن جنوری کی خون جما دینے والی ٹھنڈ اس پر کوئی اثر نہیں کر پا رہی تھی۔ فلحال تو اس پر کوئی بھی چیز اثر نہیں کر پا رہی تھی۔ دروازے پر دستک دی گئی تھی۔ اس نے اندر آنے کی اجازت دی تو

شاہزیب اندر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ وارڈروب سے نکالی گئی سفید ڈریس شرٹ ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔

"آگے کیا کرنا ہے عصام؟" شاہزیب اس پر نظریں جمائے کہہ رہا تھا۔

عصام نے شرٹ پہنی۔ پھر اپنے کمرے میں موجود رائٹنگ ڈیسک تک آیا۔ دراز میں سے ایک یو ایس بی نکالی اور پھر واپس شاہزیب کی طرف آیا۔ اس نے یو ایس بی شاہزیب کی طرف بڑھائی تو شاہزیب نے اسے تھام لیا۔

"یہ ویڈیو اس کے لاؤنج کے ٹی وی پر سب کے سامنے لگنی چاہیئے شاہزیب۔" وہ سپاٹ سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ شاہزیب نے اسے ناسمجھی سے دیکھا۔

عصام نے اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا پھر اس کی نظروں کو سمجھ کر کہنے لگا۔

"میں چاہتا ہوں کہ آج صبح جب انوشے کا خاندان ناشتے کی میز پر اکٹھا بیٹھا ناشتہ کر رہا ہو تو تم ان سب کو انوشے کی پرفارمینس دکھاؤ۔ اور ہاں وہ ہنزہ والی ویڈیو تو ضرور دکھانا!" وہ انگلی

اٹھا کر تنبیہ کرتا کہہ رہا تھا۔"میں چاہتا ہوں کہ افضل صاحب دیکھیں کہ ان کی بیٹی کو دوسروں کے کمروں میں گھسنے کی کتنی کمال اسکلز آتی ہیں۔"وہ بہت سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"عصام اس کے باپ بھائی کے سامنے اس کی عزت کا تماشا لگ جائے گا۔! Don't do this۔"شاہزیب کے دل میں ابھی انوشے کے لیے رحم تھا لیکن وہ بے رحم ہو چکا تھا۔

"اچھا؟اور اس نے جو میری بیوی کی عزت کا تماشا پوری دنیا کے سامنے لگایا وہ؟"وہ طنزیہ سے انداز میں بنا مسکرائے کہہ رہا تھا۔"وہ آدمی ریپ کرنے والا تھا اس کا!"اس نے دانت جماتے ہوئے ذرا بلند آواز میں کہا تھا۔پھر سانس اندر کو کھینچ کر خود کو کمپوز کر کے کہنے لگا۔"اگر انوشے کے لیے میری بیوی کی عزت مزاق ہے تو پھر میرے لیے بھی اس کی عزت مزاق ہے!یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ میرے کمرے میں ویڈیو بنانے آئی تھی،یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ مجھے برباد کرنا چاہتی تھی،میں نے اسے موقع دیا تھا شاہزیب صرف اس لیے کہ وہ ایک لڑکی ہے!میں نے اس پر رحم کیا تھا!میں نے اس سے کہا تھا کہ اگر اس نے اب علینا کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو خدا کی قسم میں اسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

برباد کر دوں گا، تو اب شاہزیب۔۔۔میں اپنی قسم کو پورا کروں گا!"وہ سپاٹ اور سنجیدہ انداز میں کہتا شرٹ کے کف بند کر رہا تھا۔

اس کے ذہن میں یادوں کا ایک جھماکا سا ہوا تھا۔

عصام کو ہنزہ میں کسی حد تک اندازہ تھا کہ انوشے یہاں کوئی نہ کوئی تماشا ضرور لگائے گی اور وہ خود کو تیار رکھے ہوئے تھا۔انوشے نے جس ریسپشنسٹ کو خرید کر اس سے عصام کے کمرے کا کی کارڈ حاصل کیا تھا،وہ ریسپشنسٹ کی کارڈ دینے سے پہلے ہی عصام اور شاہزیب کو سب بتا چکی تھی۔وہ جانتی تھی کہ وہ شہریار خان کا بیٹا تھا اور اگر وہ انوشے کا کہا مانتی تو اس سب میں پھنس سکتی تھی۔

"اب میں کیا کروں؟"وہ شاہزیب اور عصام کے سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"تم اسے کی کارڈ دے دو۔"عصام نے سنجیدہ سا کہا تو ان دونوں کو جیسے کوئی جھٹکا لگا۔

"جی؟"وہ حیران سی پوچھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں بلکل۔ اور ہاں سنو! اسے بلکل بھی معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ تم ہم سے ملی ہو!" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" شاہزیب کو جیسے صدمہ لگا تھا۔

"اسے گیم کھیلنا ہے نا؟ تو چلو گیم کھیلتے ہیں! لیکن گیم بھی میری ہوگی اور اسے جیتوں گا بھی میں!" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

اس نے اپنے کمرے میں ایک اسپائی کیمرہ انسٹال کر دیا تھا۔ وہ جب بھی کمرے میں موجود نہ ہوتا تو اسے ریکارڈنگ موڈ پر لگا دیتا۔ شاہزیب اور اس کے گارڈز ریزورٹ کے کیمروں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ اس رات جب وہ میوزکل نائٹ کے لیے کمرے سے باہر تھا تو شاہزیب نے انوشے کو عصام کے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ لیا تھا۔ عصام کا لگایا ہوا کیمرہ اس کے موبائل سے کونیکٹڈ تھا۔ اس نے بھی اسے ریکارڈنگ موڈ پر ڈال دیا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ کیا کرنے والی تھی۔ وہ اسے "Honey Trap" کرنے والی تھی۔ وہ سب الرٹ ہو چکے تھے۔ لیکن عصام بلکل چِل تھا کیونکہ وہ ایک شرارت کر چکا تھا۔ وہ ہیکنگ اور

اسپائی کیمرا زسے جڑی چیزوں میں مہارت رکھتا تھا۔ وہ انوشے کا موبائل بہت پہلے ہی ہیک کر چکا تھا۔ عصام نے شاہزیب کو اس بات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اب وہ انوشے کے لگائے ہوئے کیمرہ کو اپنی مرضی سے schedule کر سکتا تھا۔ اس نے یہ کام شاہزیب کے ذمے لگا دیا تھا۔ شاہزیب کی نظر انوشے کے موبائل اور کیمرا زدونوں پر لگی ہوئی تھی۔ لیکن پلان میں سب سے بڑی گڑبڑ تب ہوئی جب علینا اور ماہا چوڑی چھپے عصام کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"شٹ!" انہیں کمرے میں جاتا دیکھ شاہزیب کے طوطے اڑ گئے تھے۔ عصام اپنے کمرے میں تھا۔ وہ عصام کو ابھی کال کرنے ہی والا تھا کہ انوشے اپنے موبائل پر ریکارڈنگ آن کر کے اپنے کمرے سے نکل چکی تھی۔ وہ رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ عصام واشروم سے باہر نکل رہا تھا اور ماہا اور علینا اس کے کمرے کی الماری میں چھپ رہی تھیں۔ اوہ خدا! ماہا اور علینا کو وہاں نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اس نے انوشے کے لگائے گئے کیمرہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی اور ویڈیو کو آلٹر کر دیا۔ اب انوشے کے موبائل میں جو ویڈیو موجود تھی اس میں ماہا

اور علینا کی موجودگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ہر چیز اس کے کنٹرول میں تھی لیکن وہ پھر بھی پریشان تھا۔ وہ کمرے میں آئی اور عصام اور اس کی بحث ہوئی۔ عصام کا لگایا گیا کیمرہ ان دونوں کی تمام بحث ریکارڈ کر چکا تھا۔ اس کے پاس تمام ثبوت موجود تھے۔ وہ کمرے سے نکلی تو شاہزیب نے انوشے کے موبائل کی طرف دیکھا۔ عصام اور اس کی بحث کے درمیان میں ہی وہ کیمرہ اپنے ٹائمر کے مطابق بند ہو چکا تھا۔ گڈ! انوشے کے پاس اب انہیں بلیک میل کرنے کے لیے کوئی ہتھیار موجود نہ تھا۔ شاہزیب نے ریزورٹ کے کیمروں کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ اب کسی کیمرے میں علینا اور ماہا عصام کے کمرے میں داخل ہوتی نہیں دیکھی جا سکتی تھیں۔ صبح تک انوشے نے کیمرے کی ویڈیو حاصل کی تو اسے کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ وہ یہی سوچ کر خوش تھی کہ اس کے ہاتھ عصام کو بلیک میل کرنے کے لیے ایک ذو معنی ویڈیو لگ گئی تھی۔ صبح وہ عصام کے اپنے کمرے سے چیک آؤٹ کرنے کے بعد اپنا کیمرہ نکال چکی تھی۔ اور عصام نے بھی اس کے موبائل کو ہیک کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اسے بھنک تک نہ لگ سکی کہ اس کے کیمرے کی ریکارڈنگ کو آلٹر کیا گیا تھا۔ علینا

اور ماہا کے جانے کے بعد عصام نے فوراً شاہزیب کو کال کر کے اپنے کمرے میں بلا لیا تھا۔ وہ ماہا اور علینا کی موجودگی کی وجہ سے بہت بوکھلا گیا تھا۔

"عصام تم پریشان مت ہو! میں سب پہلے ہی ہینڈل کر چکا ہوں! انوشے کے پاس علینا اور ماہا کے تمہارے کمرے میں آنے کا کوئی پروف نہیں ہے۔ میں کیمرے اور اس کے موبائل پر موجود ریکارڈنگ کو آلٹر کر چکا ہوں۔" اس نے عصام کو تسلی دی تو وہ ذرا سکون میں آیا۔

"اب تم آگے کیا کرو گے؟" شاہزیب نے اس سے پوچھا تھا۔

"انتظار۔ وہ ضرور اب اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے یا تو مجھے بلیک میل کرے گی یا پھر ویڈیو کو آلٹر کے کے انٹرنیٹ پر وائرل کر دے گی۔ اور میں دونوں کے لیے تیار ہوں۔ میرے پاس ثبوت بھی ہیں اور پلان بھی!" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

لیکن اسے ذرا سا بھی اندازہ نہیں تھا کہ انوشے حیدر کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور وہ اس کے بجائے علینا کو ٹارگٹ کرنا چاہتے تھے۔ اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ جوش میں حیدر کو مارا گیا وہ ایک تھپڑ کتنا کاری ثابت ہوا تھا۔۔۔

شاہزیب چند لمحے خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"اور حیدر؟"

اس کے نام پر عصام کو اپنے جسم میں آگ سی لگتی محسوس ہوئی تھی۔اس نے گردن موڑ کر شاہزیب کی طرف دیکھا۔

"اسے یونیورسٹی سے فوراً نکال دو۔میک شیور کہ پاکستان کی کسی یونیورسٹی میں اسے داخلہ نہ ملے۔اسٹیٹ بینک میں ڈیڈ کے دوست ہیں۔راشد فاروقی۔ان سے ملو اور حیدر کے زیرِ استعمال تمام بینک اکاؤنٹس،ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈز بند کروادو!"وہ کہتا ہوا وارڈروب کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"وہ پنجاب کے چیف منسٹر کا بیٹا ہے۔"شاہزیب نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی تھی۔

"اور میں اس ملک کے سب سے امیر آدمی کا بیٹا ہوں!"اس نے مڑے بغیر کہا۔"اگر وہ نہ مانے تو راشد صاحب سے کہہ دینا کہ وزیرِاعظم صاحب کو اطلاع کر دیجیئے کہ اگلی بار ڈیڈ

گورنمنٹ کے کسی بزنس پلان میں حصہ نہیں لیں گے!"وہ اب ہاتھ میں ایک سیاہ جیکٹ پکڑے وارڈروب سے نکل آیا تھا۔

"اورہاں!اسے ڈرگز کے ساتھ کھیلنے کا بہت شوق ہے نا؟"وہ پہلی بار مسکرایا تھا۔"پتا کرو کہ وہ کس ہوسپٹل میں مرا پڑا ہے۔پھر ڈاکٹر سے ملو۔ڈاکٹر سے کہو کہ وہ اسے صرف وہی پین کلرز دے گا جس سے اسے نیند میں بھی hallucinations ہوں۔اب تم ڈاکٹر کو ایسا کرنے پر کیسے آمادہ کرتے ہو؟میرا اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے!میرا صرف اس بات سے لینا دینا ہے کہ اسے چند لمحوں کی سکون کی نیند بھی میسر نہیں ہونی چاہیئے!"وہ جیکٹ پہن چکا تھا۔اب ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔شاہزیب خاموشی سے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

پھر اس نے ٹیبل پر پڑی Chanel Allure کی شیشی اٹھالی اور اپنی گردن پر اسپرے کرنے لگا۔

"تم تو علینا سے خفا نہیں تھے؟پھر بھی اس کے لیے یہ سب کر رہے ہو؟"

عصام کا پرفیوم اسپرے کرتا ہاتھ رکا۔

"میں اس سے خفا ہوں۔ یہ بات درست ہے۔" وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔ "لیکن خفگی میں بھی میں یہ نہیں بھولا کہ میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔" شاہزیب نے دیکھا کہ وہ اداسی سے مسکرایا تھا۔

"میں علینا کے فلیٹ جا رہا ہوں۔ اس کا کچھ سامان لینے۔ وہ جب ہوش میں آئے گی تو اسے اپنا سامان چاہیئے ہو گا۔ سامان لے کر میں واپس ہوسپٹل چلا جاؤں گا۔ تم کام کرنا شروع کر دو!" وہ کہتا ہوا گھڑی پہن رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاہزیب نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ وہ جینز کی جیب میں موبائل اڑستا، ہاتھ میں گاڑی کی اسمارٹ کی پکڑے کمرے سے نکل گیا تھا۔ پیچھے کھڑا شاہزیب مسکرایا تھا۔

وہ علینا سے خفا تھا لیکن اس کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ بتا رہا تھا کہ وہ اس سے خفا ہو کر بھی لاتعلق نہ تھا۔

ان کے درمیان معاملات ابھی اتنے بھی خراب نہیں ہوئے تھے۔

****

وہ علینا کے فلیٹ کے باہر کھڑا تھا۔اس نے دروازہ کھولنے کے لیے چابی لاک میں ڈالی۔ علینا نے اسے اپنے فلیٹ کی چابیاں کسی ایمرجنسی کے لیے دی تھیں۔اسے لگا تھا کہ وہ کبھی اپنی کوئی چیز گھر بھول جائے گی تو وہ اسے لے آئے گا۔اسے معلوم نہ تھا کہ وہ ہوسپٹل میں ہو گی اور وہ اس کا سامان لینے اس کے گھر آئے گا۔

وہ اس کے کمرے میں اس کی الماری کے سامنے کھڑا تھا۔وہ اپنے ساتھ ایک چھوٹا سا ہینڈ کیری لایا تھا جس میں وہ اس وقت علینا کے کچھ کپڑے تہہ کر کے رکھ رہا تھا۔اس نے اس کا سامان لے لیا تو یونہی اس کے بیڈ پر آ بیٹھا۔اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔وہ اس کے کمرے میں اس کے وجود کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔وہ چند لمحے آنکھیں بند کیے یونہی بیٹھا رہا۔ پھر یکدم اس کی نظر بیڈ پر پڑے علینا کے لیپ ٹاپ پر پڑی۔اس پر ایک اسٹکی نوٹ لگا ہوا تھا جس پر "عصام لیپ ٹاپ آن کر کے ریکارڈڈ آڈیوز میں سب سے پہلی آڈیو سنو۔پاسورڈ تم ہو۔" لکھا ہوا تھا۔وہ چند لمحے اس نوٹ کو دیکھتا رہا پھر اس نے لیپ ٹاپ کی اسکرین روشن

کی۔پاسورڈ کا خالی ڈبا اس کے سامنے تھا۔اس نے اپنا نام لکھا تو وہ کھل گیا۔اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔اس نے میڈیا پلیئر آن کیا۔پھر اس نے ریکارڈڈ آڈیوز میں سب سے پہلی آڈیو دیکھی۔وہ کل رات ساڑھے دس بجے بنائی گئی تھی۔اس نے آڈیو آن کر دی۔

"اگر میری یہ آڈیو تم تک پہنچ گئی ہے تو اس کا مطلب ہے یا تو مجھے کچھ ہو گیا ہے یا تم مجھے ڈھونڈ رہے ہو۔"علینا کی ڈری سہمی سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔بے اختیار اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔"آئی ایم سوری عصام!آئی ایم سوری!"وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔"انوشے نے مجھے بلیک میل کیا تھا۔اس نے مجھے ہنزہ میں تمہارے روم کی ایک آلٹرڈ ویڈیو بھیجی تھی۔اس نے مجھے ملنے کے لیے بلایا ہے۔اس نے مجھے بلیک میل کیا تھا کہ اگر میں اس سے ملنے نہیں آئی تو وہ اگلے لمحے ہی ویڈیو انٹرنیٹ پر ڈال دے گی اور میں۔۔۔"وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔"میں ایسا نہیں ہونے دے سکتی۔میں ایسا نہیں ہونے دے سکتی عصام!مجھے معلوم ہے میں خود کو مصیبت میں ڈال رہی ہوں لیکن میرے پاس کوئی چوائس نہیں ہے۔تم یہاں نہیں ہو اور مجھے نہیں معلوم کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے!

میں بس تمہیں پروٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ آئی ایم سو سوری! میں نے یہ آڈیو اس لیے بنائی تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں مجبور تھی۔ اس لیے پلیز مجھ سے نفرت مت کرنا! میرے پاس کوئی چوائس نہیں تھی! اینڈ آئی لو یو! آئی ول لو یو ٹل مائی لاسٹ بریتھ!" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اور آڈیو یہاں ختم ہو گئی تھی۔

"I will love you till the day I die!"

اس کی آواز گیلی تھی۔ آنکھ سے ایک آنسو گال پر آ گرا تھا۔ اس نے اپنے ہتھیلیوں سے بے دردی سے اپنے آنکھیں رگڑ ڈالی تھیں۔ اس نے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا۔ وہاں "My Favourite Songs" کا ایک فولڈر تھا جس میں صرف ایک ہی گانا تھا۔ اس نے اس فولڈر کو کھولا اور گانا دیکھ کر وہ چند لمحوں کے لیے ساکت رہ گیا۔

وہ گانا "تیری جھکی نظر" تھا۔

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ میڈیا پلیئر بند کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے غلطی سے ایک اور فولڈر کھل گیا۔ وہ فولڈر "My

Favourite Videos"کا تھا۔اس میں چوبیس ویڈیوز تھیں۔ذرا غور کرنے پر اسے اندازہ ہوا کہ یہ وہ ویڈیو لیکچرز تھے جو وہ اسے تب بھیجا کرتا تھا جب وہ یونیورسٹی سے سسپینڈ کی گئی تھی۔اس نے ایک ایک کر کے ہر ویڈیو چلائی۔ہر ویڈیو کو کئی بار ری پلے کیا گیا تھا۔کسی کو چالیس مرتبہ، کسی کو سو تو کسی کو دو سو مرتبہ لوپ پر ری پلے کیا گیا تھا۔اس نے ایک جھٹکے سے اس کا لیپ ٹاپ بند کر دیا۔اسے لگا کہ اگر وہ چند لمحے مزید ان ویڈیوز کے نمبر آف ری پلیز دیکھتا رہا تو اس کا دل بند ہو جائے گا۔اس نے اپنا موبائل نکالا اور کانٹیکٹ لسٹ کھولی۔وہ شاہزیب کو کال ملا رہا تھا۔اسے کام کے متعلق پراگریس معلوم کرنی تھی لیکن اس کی کانپتی ہوئی انگلیاں غلطی سے علینا کے نام کو چھو گئیں۔سب غلط کیوں ہو رہا تھا؟اسے شدید غصہ آیا۔پینٹ کی جیب میں موجود علینا کا موبائل بجنے لگا۔شاہزیب نے عصام کو اس کا موبائل انوشے سے لے کر واپس کر دیا تھا۔اس کا دل ایک لمحے کے لیے بند ہوا۔اس کے موبائل کی رنگ ٹون۔۔۔

"تیزی جھکی نظر۔تیری ہر ادا۔۔۔"

اس نے جلدی سے کال کاٹ دی۔ ہر جگہ بس وہی تھا۔ اسے گھٹن سی محسوس ہونے لگی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ اگلے چند گھنٹوں میں علینا سے نہ ملا تو مر جائے گا۔

وہ کہتی تھی کہ اسے عصام سے عشق نہیں تھا۔ صرف محبت تھی۔

تو یہ کیا تھا پھر؟ اس کے وجود سے جڑی ہر چیز میں بس اسی کا ہونا؟ اس کے لیے علینا کا خود کو فراموش کر بیٹھنا؟ اس کے لیے جانتے بوجھتے خود کو مصیبت میں ڈالنا؟ یہ سب کیا تھا پھر؟

علینا نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔ الفاظ ختم ہو چکے تھے۔ اور آنکھیں تھیں کہ خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنی ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں رگڑ دیتا تھا۔ اس نے اس کے لیے خود کو اتنی بڑی مصیبت میں ڈال دیا؟ اس نے یہ سب اس کے لیے کیا تھا؟ اور وہ؟ وہ چند گھنٹوں پہلے کہہ رہا تھا کہ وہ اس سے ناراض تھا، خفا تھا۔ عصام کو اپنی زندگی میں کبھی اتنی شرمندگی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اس نے اس کے لیے اپنی جان

اور عزت کی پرواہ بھی نہیں کی اور وہ چند لمحوں میں ہی اس سے بد گمان ہونے لگ گیا تھا؟

اسے اس وقت خود پر شدید غصہ آرہا تھا۔

اس نے ایک بار پھر اپنی گیلی آنکھوں کو رگڑا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے علینا کے پاس جانا تھا۔

* *

صبح کے چھ بج رہے تھے جب وہ ہوسپٹل پہنچا۔ فجر کی آذان ہو رہی تھی۔ وہ نماز پڑھنے مسجد چلا گیا۔ جب واپس ہوسپٹل آیا تو شہریار نے اسے بتایا کہ علینا کو کمرے میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اسے ہوش بھی آ گیا تھا۔

"آپ گھر چلے جائیں ڈیڈ۔ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ میں دیکھ لوں گا اب۔" وہ ہلکی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"میں گھر چلا جاؤں تا کہ جب تم اس سے ملو تو اس پر چلاؤ؟" وہ اسے گھورتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عصام نے چہرہ اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

"میں ایسا نہیں کروں گا۔" انہیں اس کی آواز میں کچھ عجیب سا لگا۔ "میں اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ میں اس کا خیال رکھ لوں گا۔ آپ گھر چلے جائیں۔" وہ آہستہ سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتے رہے۔ اسے کیا ہوا تھا؟ چند گھنٹوں میں ایسا کیا ہو گیا جو اس کا انداز ہی بدل گیا؟

اسے ہوسپٹل کے سب سے luxurious پرائیویٹ روم میں شفٹ کیا گیا تھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ اندر ہیٹر چل رہا تھا۔ کاریڈور کے مقابلے میں کمرے کا درجہ حرارت نارمل تھا۔ نہ بہت زیادہ گرمی تھی اور نہ ہی بہت زیادہ ٹھنڈ۔ سامنے بیڈ پر ہوسپٹل کے سفید لباس میں وہ لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے بازو میں آئی وی لائن لگی ہوئی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ شاید دوائیوں کے اثرات کی وجہ سے اس پر ایک بار پھر غنودگی طاری

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہو رہی تھی۔ وہ چل کر اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ ہونٹ کے کنارے پر زخم سا تھا اور گردن کے زخموں پر بینڈیجز لگائی گئی تھیں۔ اس کی رنگت اب کہ بحال ہو چکی تھی۔

وہ اس کے پیروں کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس نے بہت آہستہ سے علینا کا ہاتھ اپنے زخم سے بھرے ہاتھوں میں لیا۔ اس کا ہاتھ گرم تھا جبکہ عصام کے ہاتھ ٹھنڈے تھے۔ علینا نے بہت آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔ نقاہت کی وجہ سے اسے عصام کو پہچاننے میں چند لمحے لگے اور اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے اٹھ بیٹھی تھی۔

"عصام! میں سب ایکسپلین کر سکتی ہوں۔ تم پہلے میری بات سن لو!" وہ تیزی سے کہہ رہی تھی۔

"علینا ریلیکس! ریلیکس!" وہ اسے نرمی سے کندھوں سے تھامے کہہ رہا تھا۔

"نہیں! نہیں! تم میری بات سنو! مجھے نہیں پتا تھا کہ وہاں حیدر بھی تھا! مجھے ذرا سا بھی اندازہ نہیں تھا عصام!" اس نے عصام کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیے۔ اس کی گرفت اس کے ہاتھوں پر بہت مضبوط تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں اگر یہ ہاتھ چھوٹ گئے تو وہ کیا کرے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گی؟"انوشے نے مجھے بلیک میل کیا تھا۔اس کے پاس تمہاری ایک ویڈیو تھی اور اس نے کہا کہ اگر میں اس سے ملنے نہیں آئی تو وہ اسے انٹرنیٹ پر ڈال دے گی!مجھے پتا ہے میں نے غلط کیا!میں نے بہت بڑی بے وقوفی کی!مجھے معلوم ہے عصام!لیکن میں اور کیا کرتی؟مجھے اور کچھ سمجھ نہیں آیا۔تم یہاں نہیں تھے!مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا!مجھے نہیں پتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا!مجھے لگا میں اس طرح تمہیں بچا سکتی ہوں!آئی ایم سوری! آئی ایم سو سوری!مجھے نہیں اندازہ تھا کہ سب اس نہج تک پہنچ جائے گا!مجھے تمہیں بتانا چاہیئے تھا!مجھے تمہارا انتظار کرنا چاہیئے تھا!"وہ کہہ رہی تھی اور وہ اسے سن رہا تھا۔۔۔ ہمیشہ کی طرح۔

وہ تیزی سے اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی لیکن وہ اسے بہت آہستہ سے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔عصام کو سکون سا محسوس ہوا۔وہ چند لمحے جو اس نے اس بنگلے تک پہنچنے کے درمیان گزارے تھے،وہ چند منٹ جو اس نے اسے ہوسپٹل لانے کے درمیان گزارے تھے،وہ چند گھنٹے جو اس نے اس کے فلیٹ میں اکیلے گزارے تھے،وہ ایک رات جو اس نے اس خوف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں گزار دی تھی کہ کہیں وہ اسے کھو نہ دے۔۔۔اس کی ساری اکڑ،سارا غرور،سارا گھمنڈ، ساری خفگی،ساری ناراضگی بہالے گئے تھے۔جو سکون اس کے وجود کو اب محسوس کر کے میسر ہوا تھا،اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔

بس اس کے سینے سے لگنے کی دیر تھی اور صبر کا بند ٹوٹ گیا تھا۔وہ اس کے ساتھ لگی ہچکیوں سے رونے لگی۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا۔مجھے لگ رہا تھا میں مر جاؤں گی۔"وہ بار بار دہرا رہی تھی۔عصام بہت آہستہ سے اس کے بال سہلا رہا تھا۔

"مجھے بھی بہت ڈر لگ رہا تھا۔مجھے لگا تھا میں تمہیں کھو دوں گا۔"وہ کہنا چاہتا تھا مگر خاموش رہا۔

علینا نے اپنے بازو بہت مضبوطی سے اس کے گرد حمائل کر رکھے تھے۔وہ جب تک اس سے الگ نہیں ہوئی،وہ خاموشی سے اس کی سسکیوں کو سنتا رہا۔خاموشی سے کبھی اس کے بال سہلاتا تو کبھی کمر تھپکتا۔اسے اس وقت صرف اسے کمفرٹیبل کرنا تھا۔کچھ دیر بعد وہ اس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے الگ ہوئی تو عصام نے بہت نرمی سے اس کے آنسوؤں سے تر گالوں کو اپنے انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا۔

"آئی ایم سوری! مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔" وہ الگ ہوتے ساتھ ہی ایک بار پھر کہنے لگی۔

"اٹس اوکے! تم ایک بار کہہ چکی ہو۔ بار بار کہہ کر مجھے مزید شرمندہ مت کرو علینا۔" وہ مدھم سا مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

علینا کی نظر اس کے ہاتھوں پر پڑی۔ وہ ساکت رہ گئی۔ عصام نے اس کی نظروں کا پیچھا کیا۔ اس کے ہاتھوں پر بہت سے کٹس تھے۔ وہ انہیں چند لمحے دیکھتی رہی۔

"تمہارے ہاتھوں کو کیا ہوا؟" اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ یہ تو بس ویسے ہی۔۔۔" وہ اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"عصام۔" بس اس کے ہونٹوں سے اس کا نام ادا ہونے کی دیر تھی اور وہ پگھل گیا۔

"میں نے حیدر کو مارا تھا۔" وہ نظریں جھکائے کہہ رہا تھا۔ اب وہ ضرور اسے شرافت پر ایک لیکچر دینے والی تھی۔

علینا نے ایک جھٹکے سے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اٹھایا۔

"اگر تمہیں اسے مارنا ہی تھا تو اپنے سیکیوریٹی گارڈز کے حوالے کر دیتے! خود کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ غصے سے کہہ رہی تھی۔ "کتنا درد ہو رہا ہو گا تمہیں؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑے اداسی سے کہہ رہی تھی۔

اسے حیرانی نے آن گھیرا تھا اور پھر اگلے لمحے وہ کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔

"اب ہنس کیوں رہے ہو؟" اس نے ایک بار پھر غصے سے کہا تھا۔

"مجھے لگا تم مجھے شرافت پر کوئی لیکچر دینے والی تھیں!" وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔ پھر رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا؟" اس کی نظروں نے علینا کو الجھن کا شکار کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عصام نے مسکرا کر ایک بار پھر سے اسے گلے سے لگا لیا۔

"ایک رات۔ کہنے کو صرف ایک رات تھی لیکن میں کسی کو کبھی بھی اپنی کیفیات سمجھا نہیں سکوں گا جن سے میں اس ایک رات میں گزرا ہوں۔" وہ اس کے گلے سے لگے ٹوٹی ہوئی سی آواز میں کہہ رہا تھا۔ وہ چند لمحے خاموش رہی۔

"آئی ایم سوری اس سب کے لیے جس سے تم کل رات گزرے۔ آئیندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"

وہ پیچھے ہٹا پھر علینا کے ہاتھ تھامے۔

"اس سب میں تمہاری ہی غلطی نہیں تھی۔ میری بھی تھی۔"

"تمہاری؟" وہ آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں میری۔ میں نے غصے میں حیدر کو تھپڑ مارا تھا اور اس نے تمہیں ٹارگٹ کر کے اس سب کا بدلہ لیا۔" وہ شرمندہ سا کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن تم نے اسے تھپڑ کیوں مارا تھا؟"

“He was talking ill about your character!”

"عصام! تم کیا کیا کرتے رہتے ہو؟" وہ ناراض ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری!" وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر رہا تھا۔

وہ خاموش ہو گیا۔ علینا اسے دیکھتی رہی۔

"کیا اور بھی کچھ ہے بتانے کے لیے؟"

اس نے علینا کی طرف دیکھا۔ وہ اس کے اندر تک کیسے جھانک لیتی تھی؟

عصام نے اسے انوشے والا سارا قصہ بھی سنا ڈالا۔

"مجھے لگا تھا وہ مجھے بلیک میل کرے گی۔ مجھے اگر اندازہ ہوتا کہ وہ حیدر کے ساتھ مل کر تمہیں ٹارگٹ کرے گی تو میں ایسا کبھی نہ ہونے دیتا۔ آئی ایم سوری۔" وہ بہت شرمندہ لگ رہا تھا۔

"اٹس اوکے۔"اس نے مسکرا کر آہستہ سے کہا تھا۔

"تمہیں مجھ پر غصہ نہیں آرہا؟ میری حرکتوں کی وجہ سے تم اتنی بڑی پرابلم میں پھنس گئیں؟ تمہیں تو مجھ پر چلانا چاہیئے تھا؟"وہ حیران سا کہہ رہا تھا۔وہ مسکرائی تھی۔

"نہیں۔مجھے تم پر غصہ نہیں آرہا ہے۔"وہ نارمل سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔عصام نے اس کے ماتھے کو چھوا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟ کہیں ڈرگ دماغ پر تو نہیں چڑھ گئی؟"وہ پریشان سا کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس کا ہاتھ اپنے ماتھے پر سے ہٹاتے ہوئے ہنسنے لگی۔

"تمہیں پتا ہے میں تمہاری ساری غلطیاں کیوں معاف کر دیتی ہوں؟"وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"کیونکہ میں ہینڈسم ہوں؟"وہ شرارتی سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"نہیں!"وہ ہنسی۔

"کیونکہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟"

"نہیں!"وہ ایک بار پھر سے ہنسی۔

"خود ہی بتادو پھر!"اس نے بنا سنوار کر کہا تھا۔وہ گیس کر کر کے ٹھک گیا تھا۔

"میرا ایک coping mechanism ہے عصام۔اگر کسی سے میرے معاملے میں کوئی غلطی ہو جائے تو میں اس انسان کو تب تک معاف نہیں کرتی جب تک وہ مجھ سے معافی نہ مانگ لے۔اور معافی بھی یہ نہیں کہ میرے سامنے روئے گڑگڑائے یا بھیک مانگے۔نہیں۔صرف ایک سوری اور احساسِ ندامت۔بس۔میں اس انسان کو معاف کر دیتی ہوں۔ڈیٹس اِٹ!لیکن تم عصام!"وہ کھل کر مسکرائی۔"تم وہ دنیا کے پہلے اور واحد انسان ہو جس کی ہر غلطی،ہر کوتاہی میں کسی بھی معافی،کسی بھی احساسِ ندامت کے بغیر معاف کر سکتی ہوں۔"وہ اس کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔

"یہ غلط ہے۔"

"غلط یا صحیح؟ میں نہیں جانتی۔ لیکن میں تمہارے معاملے میں بے بس ہو جاتی ہوں۔ اپنی عادتیں بھی چھوڑنے لگتی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کندھے اچکاتی کہہ رہی تھی۔

"تمہیں مجھ سے ناراض ہونا چاہیئے تھا۔" وہ منہ بنا کر کہہ رہا تھا۔ وہ ہنس پڑی۔

"اچھا! اگر میں ناراض ہو جاتی تو تم کیا کرتے؟" وہ شریر لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"تو پھر تم جب تک مان نہ جاتیں، میں تمہیں مناتا رہتا۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"کیسے مناتے؟" وہ کھل کر مسکرا رہی تھی۔

"منتیں کرتا، پیر پڑتا، تحفے لا کر دیتا، تمہاری پسند کا ہر کام کرتا!"

"اور اگر میں پھر بھی نہ مانتی تو؟"

"تو پھر انتظار کرتا۔" وہ کندھے اچکاتا کہہ رہا تھا۔

"کب تک انتظار کرتے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب تک تم مان نہ جاتیں۔"

"اور اگر میں کبھی نہ مانتی تو؟ تو کیا آگے بڑھ جاتے؟"

"نہیں۔ پھر میں ساری زندگی کے لیے انتظار کا انتخاب کر لیتا!"

وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ عصام نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا۔

"اب کیا ہو گیا؟"اس نے نرمی سے اس کی آنکھیں صاف کیں۔

"تمہاری جگہ کوئی اور مرد ہوتا تو کہتا کہ زبردستی اٹھا کر لے جاتا۔ اسے میرے فیصلے۔ میری مرضی۔ میرے جذبات سے کوئی فرق ہی نہ پڑتا۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے۔"وہ مسکرائی۔

"کیونکہ میں صرف عشق نہیں کرتا تم سے عزت بھی کرتا ہوں تمہاری۔ تمہاری مرضی شامل نہیں ہوگی تو میں اپنی مرضی تم پر تھوپنے والا نہیں ہوں۔ ایک دوسرے کی عزت

کرنا۔یہ محبت کی بنیاد ہے۔اگر محبت کی بنیاد ہی غائب ہے تو وہ سب کچھ ہے لیکن محبت نہیں ہے۔"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اور تم کہتے ہو کہ میں تمہاری ہر غلطی معاف کر کے غلط کرتی ہوں؟"وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"تشکر ملکہ تشکر!"وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھے بڑی ہی تابعداری سے کہہ رہا تھا۔وہ ہنس پڑی تھی۔

"اچھا اب یہ بتاؤ۔سوپ کونسا پسند ہے تمہیں؟"وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"سوپ؟مجھے تو مشروم اور کارن سوپ پسند ہے وڈ نوڈلز!"اس نے مزے سے کہا تھا۔

"لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"کیونکہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور اس وقت تمہیں طاقت کی شدید ضرورت ہے!"وہ روم میں موجود کچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"تم سوپ بناؤ گے؟"وہ ذرا حیران ہوئی۔

"جی بلکل۔ آپ کا پرسنل خادم آپ کے لیے سوپ بنائے گا!"وہ کچن میں اپنے کام میں جٹ گیا تھا۔

"کسی ریسٹورانٹ سے آرڈر کر لیتے، خود کیوں بنا رہے ہو؟"

"وہ کیا ہے نا ریسٹورانٹ سے منگواؤں گا تو کک اپنا کام سمجھ کر بنائے گا۔ میں بناؤں گا تو اس میں میرا پیار ہو گا، میری محبت ہو گی اور ہاں میرا عشق بھی تو ہو گا ناں!"وہ اپنے کام میں مگن سا کہہ رہا تھا اور وہ اس کی بات پر ہنستی جا رہی تھی۔

اس پر اپنی محبت نچھاور کرتا ہوا عصام اور اس کی باتوں پر ہنستی ہوئی علینا۔۔۔

کتنی پرفیکٹ پکچر تھی نا؟

لیکن زیادہ دیر ایسا نہیں رہنے والا تھا۔

* *

دوپہر میں شہریار بھی ہوسپٹل آ گئے تھے۔ وہ علینا سے ملے پھر اس کی صحت کے متعلق کافی دیر ڈاکٹر سے بھی بات کرتے رہے۔ وہ شام تک ہوسپٹل سے ڈسچارج کر دی گئی تھی۔ اس کی حالت اب پہلے سے بہت بہتر تھی۔ عصام نے اسے اپنے ساتھ گھر چلنے کے لیے کہا تھا لیکن وہ اپنے فلیٹ ہی جانا چاہتی تھی۔ اس کے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ اپنی بات پر بضد تھی۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے اور وہ اس کے فلیٹ کے باہر اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

"گھر چلے جاؤ عصام! تم کل رات بھی نہیں سوئے، پھر پورا دن ہوسپٹل میں بھی جاگتے رہے ہو! تمہیں اللہ کا واسطہ ہے گھر چلے جاؤ!" وہ اب اس کی منت کر رہی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"پہلے تم اندر جاؤ۔ پھر میں چلا جاؤں گا!"

"ہاں! جیسے میں تو تمہیں جانتی ہی نہیں ہوں نا! تم میرے دروازے پر بیٹھ جاؤ گے!" وہ دونوں بازو کمر پر ٹکائے کہہ رہی تھی۔

"اچھا تم اندر جاؤ میں چلا جاؤں گا!" وہ ایک بار پھر اپنی بات دہرا رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"وہ دیکھو سامنے لفٹ ہے۔ میں تب تک اندر نہیں جاؤں گی جب تک میں تمہیں اس لفٹ کے اندر نہیں دیکھ لیتی!"

"تمہیں کیا لگتا ہے ایک بار لفٹ سے نیچے جانے کے بعد میں واپس اوپر نہیں آسکتا؟" وہ ایک آبرو اٹھائے ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔

"عصام!" اس نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔

"اچھا اچھا! جاتا ہوں!" وہ کہہ کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ لفٹ کے دروازے کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔

"اندر جاؤ اور گراؤنڈ فلور کا بٹن دباؤ۔" وہ کسی استانی کی طرح اسے ہدایات دے رہی تھی۔

"آر یو فار ریئل؟" وہ دونوں ہاتھ اٹھاتا کہہ رہا تھا۔

"جو کہا ہے وہ کرو!" ملکہ نے حکم صادر کیا تھا اور خادم کے پاس حکم ماننے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ لفٹ کے اندر سوار ہو گیا۔ علینا نے اسے گھورا تو اس نے سانس باہر کو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھینک کر گراؤنڈ فلور کا بٹن دبا دیا۔ اس نے لفٹ کے بند ہوتے دروازوں سے عصام کا بیزار چہرہ دیکھا پھر ہنستے ہوئے اپنے فلیٹ کا دروازہ ان لاک کرنے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ چند لمحوں بعد ہی واپس آجائے گا! لیکن تب کی تب دیکھی جائے گی۔ "ایڈیٹ!" وہ ہنسی تھی۔

ابھی دروازہ کھلا ہی تھا کہ دیوار کی اوٹ سے ایک ہیولہ باہر نکلا۔ اس نے علینا کو بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ سب اتنی تیزی سے ہوا کہ اس کا دماغ اس سب کو پراسیس نہ کر پایا اور نہ ہی اس کا جسم کوئی دفاعی ردِ عمل دے پایا۔

"دو سالوں میں تو تم مزید خوبصورت ہو گئی ہو!" اس نے علینا کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔ "تمہاری ہنسی۔۔۔ کتنی خوبصورت ہو گئی ہے۔" اس نے اپنے اوپر والے دانتوں سے اپنا نچلا لب کاٹا تھا۔ "دو سال پہلے مزہ آیا تھا۔" وہ اپنا ہاتھ کسی رینگتے ہوئے سانپ کی طرح اس کی گردن پر پھیر رہا تھا۔ "اب زیادہ مزہ آئے گا!"

وہ اس آدمی کا چہرہ دیکھ کر جہاں تھی وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی۔ جامد۔ ساکت۔

ششدر۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں نے کہا تھا نا! یہ پرفیکٹ پکچر زیادہ دیر پرفیکٹ نہیں رہنے والی تھی!

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر 7

افشائے راز

کس کی آرزو تھی میں

کس کی ہو گئی ہوں میں

کہ خود کو بھی نہیں ملتی

کہیں تو کھو گئی ہوں میں

یہی تھی چاہتی کہنا

کچھ اور ہی کہہ گئی ہوں میں

فرائض تیرے پرچے میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صف اول رہی ہوں میں

رہین عاشقی ہوں میں

مسلسل ٹکڑوں میں جی کر

مسلسل مر رہی ہوں میں

ہے سب سے اتفاق اپنا

کہ خود سے لڑ رہی ہوں میں

یہ عزت بوجھ ہے شاید

جہاں پر دب گئی ہوں میں

ہر اک شب جاگتے گزری

کہ سونے کب گئی ہوں میں

سدا تہذیب بھی ہوں میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سدا تحریک بھی ہوں میں

کبھی تو غور تو کرلے

کہیں تفریق بھی ہوں میں

کبھی بیزار بھی ہوں میں

کبھی غم خوار بھی ہوں میں

اگر کچھ وقت پڑ جائے

سنو تلوار بھی ہوں میں

کھڑی ہے جو کہ طوفاں میں

وہی چٹان بھی ہوں میں

مکمل ایک نازک سا

کوئی گلدان بھی ہوں میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اے ابن آدم داور

خیال بنت حوا کر

(عورت نامہ-ماہم شاہ)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

5دن پہلے۔

15نومبر،2028۔

لاہور،پاکستان۔

"تمہیں دیر ہو گئی رایان مستجاب!"اس نے بیزار سے انداز میں کلائی پر بندھی گھڑی کے ڈائل پر انگلی سے دوبار دستک دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی ملاقاتوں میں اکثر دیر سویر ہو جاتی ہے مس زویا سیف!"وہ مسکرایا تھا۔

وہ اس کی بات پر ہلکا سا مسکرائی تھی۔

گاڑی کی ہیڈ لائٹس ان دونوں کے چہروں پر پڑ رہی تھیں۔

"تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟"وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے پوچھ رہی تھی۔نظریں رایان کے چہرے کو اسکین کر رہی تھیں۔

"یہ پوچھنے کے لیے کہ تم عاہل کے پیچھے کیوں پڑی ہو؟"اس کا انداز بھی سنجیدہ تھا۔سپاٹ تھا۔

Clubb of Quality Content

"یہ سوال تو میں ہمیشہ سے تم سے پوچھنا چاہتی تھی لیکن پھر آہستہ آہستہ مجھے یہ خود ہی سمجھ آ گیا کہ تم عاہل کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑے ہو۔"وہ آخر میں ہلکا سا مسکرائی۔وہ گفتگو کا موضوع بدلنا چاہتی تھی اور بدل چکی تھی۔رایان کے آبرو سکڑے۔

"اچھا تو کیوں پڑا ہوں میں عاہل کے پیچھے؟ وضاحت دینا پسند کرو گی؟" وہ سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔ اپنے سوال سے زیادہ اسے زویا کی بات انٹرسٹنگ لگی تھی۔

"عاہل مستجاب تمہارے لیے ایک سونے کی چڑیا ہے۔ کسی کو بھی اس کی موت کا اتنا فائدہ نہیں ہو گا جتنا کہ تمہیں ہو گا۔" وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

"مثلاً کیا فائدہ ہو گا مجھے؟" وہ ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہا تھا۔

"موناکو۔ ہانگ کانگ۔ سنگاپور۔ سوئٹزرلینڈ۔ یہ دنیا کے وہ چار ممالک ہیں جہاں لوگ زمین خریدنے کے لیے ترستے ہیں۔ خواب دیکھتے ہیں۔ لیکن وہ یہ زمین خرید نہیں سکتے کیونکہ یہ زمینیں بہت مہنگی ہیں اور یہاں زمین خریدنا دنیا کے بڑے بڑے امراء کا کام ہے۔ اور عاہل ان امراء میں شامل ہے۔ وہ اربوں کا مالک ہے اور اوپر سے اس کی خریدی ہوئی زمینیں چار ایسے ممالک میں ہیں جو دنیا کے سب سے بڑے کاروباری مراکز ہیں یعنی مارکیٹ ویلیو بھی بہت ہائی ہے۔" وہ کہہ رہی تھی اور رایان غور سے اس کی بات سن رہا تھا۔ "پلس پوائنٹ! وہ فارماسیوٹیکل کمپنیز کو میڈیسینل ڈرگز بھی سپلائی کرتا ہے۔ اور تم اچھے

سے واقف ہو کہ وہ اس کی آڑ میں کیا کرتا ہے۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکی پھر رایان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہنے لگی۔"اب ایسے میں وہ مرجائے۔۔۔وہ بھی الیکشنز کے اتنے قریب تو سب سے زیادہ فائدہ کس کا ہو گا؟تم تو آرام سے اس ساری سیچوئیشن کو اپنے حق میں کیش کروا سکتے ہو!"وہ آخر میں معنی خیز سا مسکرائی تو وہ ہنس دیا۔

"قسم سے اگر تم پولیٹکس میں ہوتیں تو میں چیف منسٹر بننے کے بعد تمہیں اپنا ذاتی مشیر رکھ لیتا!"وہ ہنستا ہوا کہہ رہا تھا مگر زویا سنجیدہ رہی۔"ہاں یہی میرا پلان تھا لیکن نا جانے کیسے عاہل کو معلوم ہو گیا کہ فائرنگ میں نے کروائی تھی۔"وہ جیسے بدمزہ ہوا کہہ رہا تھا۔ایک لمحے کے لیے وہ خاموش ہوا پھر اس کی طرف دیکھتا کہنے لگا۔

"تم نے میرا سوال گول کر دیا!کیا اب تم مجھے بتاؤ گی کہ تم عاہل کے پیچھے کیوں پڑی ہو؟"

"میں عاہل کے پیچھے نہیں ہوں۔اور نہ ہی مجھے اس سے کچھ چاہیئے۔"انداز دو ٹوک تھا۔

"تو پھر تم کس کے لیے کام کر رہی ہو؟"وہ ایک آبرو اٹھائے کہہ رہا تھا۔

"شہریار خان کے لیے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رایان کو جیسے کوئی شاک لگا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے تو کچھ بول ہی نہ پایا۔

"شہریار خان کے لیے؟ کیوں؟" اس کی آواز سرد پڑ گئی تھی۔ اسے لگا پاس ہی کہیں خطرے کی کوئی گھنٹی بج رہی تھی۔

"کیونکہ شہریار خان عاہل کے پیچھے تھے۔ وہ اسے مارنا چاہتے تھے کیونکہ عاہل نے ان کے اکلوتے بیٹے کی زندگی برباد کی تھی۔ وہ یہ کام کر رہے تھے لیکن اسی دوران ان کی موت ہو گئی۔ ان کے اس کام میں میں بھی شامل تھی اور ان کے بعد میں بس ان کا دیا ہوا یہ کام مکمل کر رہی ہوں۔ میرا عاہل سے کوئی لینا دینا نہیں ہے! میں بس اسے مار کر اپنا کام مکمل کرنا چاہتی ہوں!" اس کا انداز بہت مضبوط تھا۔ بے لچک سا۔

"اور شہریار خان کا بیٹا؟ وہ؟" وہ جیسے کچھ سوچ رہا تھا لیکن آنکھیں زویا پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"وہ امریکہ میں ہے۔"

"کیا اس کا پاکستان آنے کا کوئی ارادہ ہے؟" خطرے کی گھنٹی اب بھی کہیں بج رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔اس کا دور دور تک پاکستان آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔اس نے آگے پڑھائی شروع کر دی ہے۔شاید پی ایچ ڈی۔"

خطرے کی گھنٹی یکدم بجنی بند ہو گئی تھی۔وہ چند لمحوں کے لیے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

"کیا تم سچ میں عاہل سے محبت نہیں کرتیں؟"وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ ہنس پڑی۔"میں نے کہا نا میں صرف اپنا کام کر رہی ہوں۔لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"کیونکہ اسے تم سے محبت ہو گئی ہے۔وہ کیا ہے نا ایک لڑکی تھی اس کی زندگی میں۔"وہ استہزائیہ سا ہنسا تھا۔"لیکن اس نے ایک بے وقوفی کی اور اس لڑکی کی زندگی ختم ہو گئی۔وہ آج تک اپنے اسی گلٹ میں ہے۔مجھے لگتا ہے شاید وہ اس لڑکی سے محبت بھی کرتا تھا۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔جیسے وہ عاہل کی تکلیف سے محظوظ ہو رہا تھا۔زویا نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"لیکن اس سے میرا کیا تعلق ہے؟"

"تمہاری شکل اس لڑکی سے ملتی ہے!"

"کیا؟"وہ کچھ حیران ہوئی۔

"ہاں۔تم اس کی doppleganger ہو۔شاید یہی وجہ ہے کہ وہ کسی مقناطیس کی طرح تمہاری طرف کھنچتا ہے۔"وہ کہہ رہا تھا اور زویا حیران سی اسے سن رہی تھی۔

اوہ!تو یہ وجہ تھی؟کیا وہ اسی لیے اسے اتنی اہمیت دیتا تھا؟

"اب یہ بتاؤ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"وہ ایک بار پھر سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم ڈیل کے لیے ہاں کہہ دو اور جب میں عاہل کے ساتھ تم سے ملنے آؤں تو تم کوئی اعتراض پیش مت کرو۔ڈیل بلکل ویسے ہی ہو گی جیسے طے کی گئی تھی بس اس میں سے عاہل نکل جائے گا۔"وہ کہتے ہوئے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول رہی تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن تمہارے پاس ڈیل کے لیے پیسہ کہاں سے آئے گا؟"

"آم کھاؤ رایان، گٹھلیاں مت گنو!" وہ مسکرا کر گاڑی اسٹارٹ کر رہی تھی۔

گاڑی کو ریورس کرتے ہوئے اب وہ اپنی گاڑی ویئر ہاؤس سے نکال رہی تھی۔ رایان اسے سنجیدہ نظریں لیے جاتا دیکھ رہا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

حالیہ دن۔

22 نومبر، 2028۔

لاہور، پاکستان۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاہل اسے رایان سے ملوا چکا تھا۔ رایان کی زویا کے ساتھ ملاقات بہت خوشگوار رہی تھی۔

عاہل کو حیرانی ہوئی تھی کہ رایان نے زویا کی کسی بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ شاید وہ بھی اس سب سے اپنی جان چھڑانا چاہتا تھا۔ لیکن ایسا صرف عاہل کو لگتا تھا۔ زویا بھی خوش

تھی۔ سب کچھ پرفیکٹ تھا۔اس کی مرضی کے عین مطابق رایان نے کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔ عصام بھی مطمئن تھا۔

ان چاروں کے لیے سب کچھ ٹھیک تھا۔

سب کچھ ٹھیک تھا۔۔۔شاید۔

****

وہ اپنے کمرے سے منسلک بالکنی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کمر شیشے کی کھڑکی کے ساتھ لگائے، ٹانگیں سیدھی کیے وہ آسمان پر موجود چند تارے دیکھ رہی تھی۔ موبائل ساتھ رکھا تھا۔ہاتھ میں مگ تھا۔ہاٹ چاکلیٹ کا مگ۔ وہ سفید ٹراؤزر اور آدھے آستینوں کی سیاہ شرٹ میں ملبوس تھی۔ ٹھنڈ ہونے کے باعث اس نے شال اپنے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ مگ نے لبوں تک کا سفر طے کیا۔ایک گھونٹ اور دوبارہ سے مگ نیچے کر لیا۔ تبھی اس کا موبائل بجنے لگا۔اس نے مگ سائیڈ پر رکھا۔ پھر موبائل اٹھا کر اس کی اسکرین دیکھی۔ عصام کالنگ۔ رایان سے ڈیل ہوئے دو دن گزر چکے تھے۔اس نے عصام کو ڈیل کے فائنلائز

ہونے کے بارے میں اسی دن بتا دیا تھا۔اس کے بعد سے اس کی عصام سے بات نہیں ہوئی تھی۔اور آج وہ دو دن بعد کال کر رہا تھا۔ناجانے کیوں اسے کوئی جزبہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔نہ اچھا نہ بُرا۔زویا نے کال ریسیو کی اور موبائل اسپیکر پر لگا کر واپس سے اپنے ساتھ رکھ دیا۔چند پل خاموشی رہی۔

"کیسی ہو؟"اس کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو زویا کی آنکھیں ڈبڈبا سی گئیں۔

"ٹھیک ہوں۔"اس نے ہموار لہجے میں کہا۔

وہ دونوں ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔وہ اکثر اپنے اور اس کے درمیان حائل اس خاموشی کے دورانیے میں سوچتی تھی کہ وہ اس خاموشی کے بغیر اس سے بات کیوں نہیں کر پاتا تھا؟کیوں ان کے درمیان خاموشی آنا ضروری تھی؟

"کیا اب ہمارے درمیان سب ٹھیک ہے؟"اس کی آواز اور لہجہ حد درجہ نرم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہمارے درمیان ایسا تھا ہی کیا جسے ٹھیک ہونے کی ضرورت ہے؟"اس کا انداز ہر تاثر سے پاک تھا۔ لیکن اس سوال کے پیچھے پنہاں درد سے صرف وہی واقف تھی۔ وہ ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ ہمارے درمیان کیا ہے۔ لیکن کچھ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ "کچھ" خراب ہے تو ٹھیک ہو جائے۔"وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"اپنی بات سے مکر رہے ہو تم! تم نے کہا تھا کہ ہمارے درمیان بس پروفیشنلزم کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔"اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا۔

"غلط بات کہی تھی میں نے۔ یا پھر شاید خود سے ہی جھوٹ بول رہا تھا میں۔ جو بھی تھا میں شرمندہ ہوں۔"

"اپنی غلط بات پر؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں۔ اپنے ہر غلط لہجے، عمل اور حرکت پر۔" اس کا ہر لفظ بہت واضح تھا۔ "میں نے تمہاری بات پر جس طرح سے اپنا ردِ عمل۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا لیکن زویا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"ردِ عمل دینے اور تذلیل کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔" وہ سنجیدہ سا کہہ رہی تھی۔ وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔

"میں نے تمہاری بات پر جس طرح سے تمہاری تذلیل کی، وہ ایک بہت گری ہوئی حرکت تھی۔ اینڈ آئی ایم سوری فار ڈیٹ۔" اب کہ اس کے لہجے سے شرمندگی عیاں تھی۔

وہ معافی مانگ رہا تھا۔ کیا اسے معاف کر دینا چاہیئے تھا؟ اس نے ہاٹ چاکلیٹ کے مگ کی طرف دیکھا۔ وہ خالی تھا۔

"اوکے۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔ "ناؤ فار گیٹ اباؤٹ اِٹ!" وہ ایک بار پھر سیاہ آسمان پر موجود تارے دیکھنے لگی۔ رات گہری ہو رہی تھی اور دُھند بڑھ رہی تھی۔

"صرف اوکے؟" اس کے جواب پر وہ کچھ الجھ سا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں۔ صرف اوکے! تم نے مجھے شدید ہرٹ کیا عصام! اور تمہارے اس رویے کے بعد میں تمہاری معافی قبول کر کے تم سے اٹس اوکے نہیں کہہ سکتی کیونکہ "اٹس ناٹ اوکے!" وہ چیخ کر بولی تھی۔

اسے اس وقت شدید غصہ چڑھ رہا تھا لیکن وہ ضبط کیے بیٹھی تھی۔

"میری کس بات نے تمہیں سب سے زیادہ ہرٹ کیا تھا؟" وہ آہستہ آواز میں پوچھ رہا تھا۔

"جب تم نے کہا کہ شاید مجھے عاہل سے محبت ہو گئی ہے اور اسی لیے میں اس سے بدلہ نہیں لینا چاہتی!" اس کی آواز میں تکلیف تھی اور عصام نے اس کی تکلیف کو محسوس کیا تھا۔ وہ اپنی تکلیف اُس سے چُھپا نہیں پائی تھی۔ وہ سچ میں بہت ہرٹ تھی۔

وہ اپنی ساری تذلیل ایک طرف رکھے اس بات پر ہرٹ تھی؟ وہ کچھ مزید شرمندہ ہو گیا۔

"مجھے ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے تھی۔ اتنی گری ہوئی بات مجھے نہیں کہنی چاہیئے تھی۔ آئی ایم رئیلی سوری!" زویا کو اب کہ وہ سچ میں شرمندہ لگ رہا تھا۔

"اٹس اوکے۔" کچھ دیر بعد اس نے آہستہ سے کہا تھا۔

عصام کچھ حیران ہوا۔

"کیا اب تکلیف ختم ہو گئی؟"

"حقیقی شرمندگی کے ساتھ سوری اگر اصل وجہ کی معافی کے لیے بولا جائے اور اگر وہ وجہ گناہ کی جگہ غلطی ہو تو معاف کر دینا چاہیئے۔" اس نے مدھم سے لہجے میں کہا تھا۔

"تم لوگوں کو اتنی جلدی معاف کیوں کر دیتی ہو؟ مجھ سے تو کسی کو معاف نہیں کیا جاتا!"

زویا کو لگا اس کی آواز میں تھکاوٹ تھی۔

"میری بات سن کر تم کہو گے کہ میں "اپنے منہ میاں مٹھو" بن رہی ہوں لیکن میرا دل بہت پیارا ہے۔ مجھ سے کسی کو نہ تو تکلیف میں دیکھا جاتا ہے اور نہ ہی کسی کو تکلیف دی جاتی ہے۔ میں لوگوں کو جلدی معاف کر دیتی ہوں اگر۔۔۔ وہ مجھ سے معافی مانگ لیں تو! مجھے لوگوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر نفرت نہیں ہوتی۔ شاید اس قدر ظالم دنیا میں ایسی شخصیت

رکھنا کوئی عقلمندی نہیں ہے لیکن کیا کروں؟ جو میں ہوں سو ہوں اور مجھے سکون بھی اسی میں ملتا ہے!" وہ شاید ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"تمہیں پتا ہے دنیا میں ایسے لوگوں کی کتنی کمی ہے؟" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "لیکن اچھا ہے کمی ہے!"

"کیوں؟ یہ اچھا کیسے ہے؟" وہ کچھ حیران ہوئی۔

"اچھا اس لیے ہے کیونکہ تم یونیک ہو! ریئر ہو! وہ کیا کہتے ہیں؟" وہ جیسے کچھ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "ہاں یاد آ گیا! کروڑوں میں ایک ہو!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا تم فلرٹ کر رہے ہو؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے کہہ رہی تھی۔

"مجھے لگا تھا ہم فلرٹنگ سے چند لیولز آگے آ چکے ہیں!" اس کا انداز شریر تھا۔

"اچھا! فلرٹنگ سے اگلا لیول کونسا ہے؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ اس کا انداز بھی عصام سے کچھ مختلف نہ تھا۔

"شاید محبت؟ لیکن ابھی میں شیور نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے۔ کچھ ہے مگر کیا؟"

"شاید؟" اس کی مسکراہٹ ماند پڑی تھی۔

"ہاں۔ شاید۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ میرے ارد گرد بہت سی آوازیں ہیں جو مجھے کنٹرول کرتی ہیں۔ ان سب آوازوں میں میری اپنی آواز کہیں ڈب سی گئی ہے۔ سننے میں ہی نہیں آتی!" اس کا انداز ایک بار پھر بہت تھکا تھکا سا معلوم ہوتا تھا۔

"ایک حل بتاؤں؟"

"ضرور۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"چند لمحوں کے لیے بھول جاؤ کہ اس دنیا میں کچھ exist بھی کرتا ہے۔ ان سب آوازوں کو چند لمحوں کے لیے سننا چھوڑ دو۔ سب بھول جاؤ۔ مجھے بھی! خود کو بھی! صرف اپنی آواز یاد رکھو۔ اور ان چند لمحوں میں صرف اس آواز کو سننے کی کوشش کرو۔ تمہیں جواب مل جائے گا۔" زویا نے آخری بات آہستہ سے کہی اور کال کاٹ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج وہ اس کے کال کاٹنے پر بُرا نہیں مانا تھا۔ شاید آج کال کاٹنا ضروری تھا۔

****

رات کا وقت تھا۔ رایان اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ آج ایک مشہور اینکر کے ڈیبیٹ شو پر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے سیاہ پینٹ پر سفید شرٹ پہن رکھی تھی جس کے اوپر کے دو بٹن کھلے تھے۔ وہ شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا جب دروازے پر دستک دی گئی۔ اس نے اندر آنے کی اجازت دی تو دروازہ کھلا۔

رایان نے دروازے کی طرف چہرہ موڑا لیکن اگلے لمحے ہی وہ ششدر رہ گیا۔ وہاں عاہل کھڑا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ حیران ہوا پوچھ رہا تھا۔

"تمہیں کچھ بتانے آیا ہوں۔" وہ اندر نہیں آیا تھا۔ دروازے میں ہی کھڑا رہا تھا۔

"کیا؟"عاہل آٹھ سال بعد اس کے کمرے میں آیا تھا۔اس کی حیرانی کسی صورت کم نہیں ہو رہی تھی۔

"میں نے تمہاری برتھ ڈے پر زویا کو انوائٹ کیا ہے۔اس کے ساتھ اچھے سے پیش آنا۔ صرف یہی بتانے آیا تھا۔"وہ دروازے میں ایستادہ کہہ کر واپس پلٹ رہا تھا۔

"وہ مر چکی ہے!"وہ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی اپنی ٹائی اٹھاتا کہہ رہا تھا۔

وہ اس کی بات پر ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کون؟"اس نے مڑے بغیر پوچھا۔وہ جانتا تھا،رایان کس کی بات کر رہا تھا۔

"علینا ضرار۔وہ مر چکی ہے۔مردہ لوگوں سے محبت انسان کو صرف برباد کرتی ہے اور کچھ نہیں۔"

رایان نے ٹائی اپنے گلے میں ڈالی پھر گانٹھ باندھنے لگا۔وہ ہنوز ساکت کھڑا تھا۔

"تو؟"لہجہ بے تاثر سا تھا۔

"تو یہ۔۔۔کہ"وہ شیشے میں دیکھتا ٹائی باندھتا ہوا کہہ رہا تھا۔"تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ زویا صرف علینا جیسی دکھتی ہے۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔"علینا ہے نہیں!"

"تمہیں میری اتنی فکر کب سے ہونے لگی؟"

"فکر نہیں کر رہا میں!صرف یہ بتا رہا ہوں کہ تم غلطی کر رہے ہو۔"

عاہل نے مڑ کر رایان کی طرف دیکھا۔

"کیسی غلطی؟"

"صرف اس لڑکی کے چہرے کی بنا پر زویا سے محبت کرنے کی غلطی!"وہ ٹائی باندھتا مڑ کر عاہل کی طرف دیکھنے لگا۔

عاہل ہلکا سا مسکرایا پھر قدم اٹھاتا رایان کے بلکل قریب آ کھڑا ہوا۔اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔رایان کے گلے میں موجود ٹائی ابھی ڈھیلی تھی۔اس نے مسکراتے ہوئے ٹائی پکڑی پھر اسے کھینچ دیا۔اتنی زور سے کہ رایان کا دم گھٹنے لگا لیکن وہ ساکت کھڑا رہا۔

"میری آج تک کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ۔۔۔میں نے علینا ضرار کی بربادی اپنے سر لے لی!وہ بربادی جس کے ذمہ دار صرف تم تھے!"وہ ٹائی کی ناٹ کو جکڑے ہوئے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا۔انداز سرد تھا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا پھر اس نے ایک جھٹکے سے اس کی ٹائی چھوڑ دی۔رایان کو جیسے واپس سے سانس آیا تھا۔

وہ چند قدم پیچھے ہٹا پھر پلٹ گیا۔

"یہ یاد رکھو کہ تمہارا آج تک کا سب سے بڑا گناہ وہ لڑکی تھی اور میں نے وہ گناہ اپنے سر لے لیا!"وہ کمرے سے باہر جاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

پیچھے کھڑا رایان چند لمحے بے تاثر رہا پھر وہ مسکرایا۔اگلے لمحے وہ ہنسنے لگا۔کمرے میں بلند قہقہے گونج رہے تھے۔وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔جیسے اسے ہنسنے کا کوئی دورہ پڑا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گالی" وہ اپنی ہنسی پر قابو پانے کے دوران با مشکل ہی اسے گالی دے پایا تھا۔ "اسے معلوم ہی نہیں کہ جس لڑکی کی محبت میں یہ پاگل ہو رہا ہے میں۔۔۔" وہ ایک بار پھر ہنسنے لگا۔ "میں اسے اس کی موت کا پروانہ جاری کر چکا ہوں!" اب وہ ہنس ہنس کر دوہرا ہو رہا تھا۔

****

یہ حیدر کے آفس کا منظر تھا۔ وہ پاور سیٹ پر بیٹھا ہنس رہا تھا۔ ڈیسک کی دوسری جانب اس کا ہی ہم عمر ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ وہ اس کا دوست عابد تھا جو آج اس سے ملنے آیا تھا۔ اکثر اس کا کوئی نہ کوئی دوست یونہی ملنے آجاتا تھا۔

"تو آج کل جینیفر کے ساتھ نظر نہیں آرہا؟ کیا معاملہ ہے؟" عابد معنی خیز مسکراہٹ لیے کہہ رہا تھا۔

حیدر کے چہرے پر موجود مسکراہٹ اگلے ہی لمحے غائب ہو گئی۔ اس نے ایک غیر آرام دہ پہلو بدلا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا ہونا تھا؟وہ(گالی)مجھے دھوکا دے رہی تھی۔چھوڑ دیا میں نے اسے!اور کیا کرتا؟"وہ دانت پر دانت جماتے ہوئے کہہ رہا تھا۔وہ عابد کو یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ جینیفر عاہل کے لیے کام کر رہی تھی۔

"چھوڑ دیا؟"اسے جیسے کوئی شاک لگا تھا۔

"تو اور کیا کرتا؟"وہ جیسے اکتا کر بولا تھا۔

"وہی کرتا جو تو ہمیشہ کرتا ہے!اپنے بڑے بھائی سے کہہ کر لڑکی اٹھوا لیتا!"وہ اس کی طرف ڈیسک پر آگے جھکا کہہ رہا تھا۔

"اتنا آسان نہیں ہوتا ہر بار یہ سب!اور ویسے بھی رایان آج کل بہت بزی ہے!میں اسے تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا!"وہ ناک پر سے مکھی اڑا رہا تھا۔وہ یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ لڑکی کام ختم ہونے کے فوراً بعد غائب ہو گئی تھی۔

"لیکن پھر بھی اسے مزہ تو چکھانا چاہیئے تھا نا!"ابھی عابد کہہ ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک دی گئی۔حیدر نے اندر آنے کی اجازت دی تو دروازہ کھلا اور شلوار قمیض پہنی ایک نوجوان

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکی اندر داخل ہوئی۔ دوپٹا اچھے سے لپیٹ رکھا تھا۔ وہ دکھنے میں کافی خوبصورت تھی۔ ہاتھ میں ٹرے پکڑے وہ ڈیسک کی طرف آئی پھر کافی کے دونوں کپس ان دونوں کے سامنے رکھنے لگی۔ اس سب کے دوران عابد چہرے پر مسکراہٹ سجائے بہت غور سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ بلکہ یہ کہنا بہتر ہو گا کہ اسے اوپر سے نیچے تک "اسکین" کر رہا تھا۔

"اینی تھنگ ایلز سر؟" وہ کپس رکھ کر سیدھی ہوئی اور انتہائی پروفیشنل انداز میں پوچھنے لگی۔

"نہیں۔ یو کین گو۔" حیدر نے مسکرا کر کہا۔

وہ کمرے سے گئی تو عابد ذرا آگے کو جھکا۔

"تیری پرسنل اسسٹنٹ تو بڑی خوبصورت ہے!" لہجہ معنی خیز سا تھا۔

"اس لیے تو پرسنل اسسٹنٹ رکھا ہوا ہے اسے۔" حیدر کھل کر مسکرایا۔

"ویسے کیسے گھرانے سے ہے یہ؟" وہ تجسس سے بھرپور لہجہ لیے پوچھ رہا تھا۔

"کیوں تمہیں کیا کرنا ہے؟" حیدر نے استہزائیہ سے انداز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے یار بتانا گھرانہ کیسا ہے اس کا؟"اس نے اپنی آواز کو آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

"غریب گھرانے کی لڑکی ہے۔ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہے۔باپ بیمار رہتا ہے اس لیے جاب کر کے گھر چلا رہی ہے۔"وہ سرسری سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ویسے خود کیسی ہے؟لفٹ وغیرہ کرواتی ہے یا نہیں؟"

"ارے نہیں یار!لکیر کی طرح سیدھی لڑکی ہے۔ابھی تو نے دیکھا نہیں؟ کتنا پروفیشنل انداز تھا اس کا،مسکرائی تک نہیں وہ!میں نے تو بس اس لیے رکھ لیا تھا اسے کہ خوبصورت ہے۔انسان کا آفس میں دل لگا رہتا ہے۔"وہ معنی خیز سا مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"بس پھر ٹھیک ہے۔میں رایان بھائی سے خود ریکویسٹ کروں گا اس لڑکی کے لیے۔"وہ آرام دہ سے انداز میں کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"رایان سے کیوں؟میری پرسنل اسسٹنٹ ہے۔اس کام کے لیے تو میں ہی کافی ہوں۔"وہ معنی خیز سا مسکرایا تھا۔

"اور تو ایسا کرے گا کیسے؟"وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتا رہا۔

"مجھے بھی طریقے آتے ہیں ایسی لڑکیوں کو ٹریپ کرنے کے میرے بھائی! جب کام ہو جائے گا تجھے بتا دوں گا۔اب تو کافی انجوائے کر!"چہرے پر مسکراہٹ تھی اور۔۔۔

دماغ جمع تفریق کر رہا تھا۔

ایک نئے عذاب کے لیے۔۔۔

****

آج اٹھائیس نومبر تھی۔رایان کی برتھ ڈے پارٹی عاہل کے گھر پر ہی ارینج کی گئی تھی۔گھر کے وسیع ہال میں پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔رات کا وقت تھا۔پورا دن سورج نکلا رہا تھا جس کی وجہ سے ٹھنڈ زیادہ نہ تھی۔ہال روشن تھا اور فنکشن اس وقت زور و شور سے جاری تھا۔

مہمانوں کے درمیان کھڑا وہ مارون ڈریس شرٹ اور سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا۔بال جیل سے سیٹ کیے گئے تھے۔کلائی میں سلور گھڑی تھی۔اس کی نظریں ہنوز اینٹرنس پر جمی ہوئی تھیں۔وہ زویا کا انتظار کر رہا تھا۔کچھ ہی لمحوں بعد وہ اسے نظر آئی۔

پورے آستین کی برگنڈی(Burgundy)رنگ کی میکسی ڈریس جو زمین کو چھوتی تھی۔ پیچھے کی جانب سے ڈریس کا گھیر زمین پر پھیلا ہوا تھا۔ ویسٹ لائن پر موجود کرسٹلز لباس کو چار چاند لگا رہے تھے۔ وہ جیسے کسی ملکہ کا لباس تھا۔ سلور ہائی ہیلز۔ بھورے بالوں کو بیچ میں سے مانگ نکال کر کھلا چھوڑا گیا تھا۔ کانوں میں چھوٹے سے سلور رنگ کے اسٹڈ ائیر نگز تھے اور کلائی میں بریسلیٹ۔ ہاتھ میں برگنڈی اور سلور کرسٹلز والا کلچ تھام رکھا تھا۔ میک اپ بہت ہلکا تھا لیکن ہونٹوں پر لگائی گئی برگنڈی رنگ کی اس لپ اسٹک نے اس کے اوور آل لُک کو سجا کر رکھ دیا تھا۔ وہ سچ میں ملکہ لگ رہی تھی۔

وہ چل کر عاہل تک آئی۔ پھر مسکرائی۔ وہ پہلے سے ہی مسکرا رہا تھا۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟" وہ مسکرائی تھی۔

"تباہی لیکن دوسروں لے لیے۔" اس نے ہنس کر کہا تو وہ بھی ہنس پڑی۔

"رایان کہاں ہے؟" زویا نے اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہیں ہو گا۔پارٹی میں کسی لڑکی کے ساتھ فلرٹ کر رہا ہو گا!"اس نے کچھ بیزار سے انداز میں کہا تو زویا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

وہ کچھ دیر مزید بات کرتے رہے پھر عاہل کو ایک ضروری کال آ گئی۔وہ اس سے معذرت کرتا کال اٹینڈ کرنے چلا گیا۔

زویا ہاتھ میں مشروب کا گلاس پکڑے پارٹی کے مہمانوں سے ذرا سائیڈ پر آ کھڑی ہوئی۔تبھی اینٹرنس سے حیدر اندر داخل ہوا تھا۔وہ مسکراتا ہوا پارٹی میں موجود اپنے کچھ دوستوں سے مل رہا تھا جب یکدم اس کی نظر زویا پر پڑی۔وہ جیسے ٹھٹھک کر رک گیا۔وقت جیسے تھم گیا تھا یا پھر شاید وقت نے چھ سال پیچھے سفر کیا تھا؟اسے معلوم نہ تھا۔اسے لگا اس کا جسم شل ہو گیا تھا۔چند لمحے وہ ایسے ہی کھڑا رہا لیکن پھر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔زویا کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔اس نے ایک جھٹکے سے زویا کی کلائی پکڑی تو گلاس اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔سنہرے رنگ کا وہ مشروب اور کانچ کے ٹکڑے فرش پر بکھر

چکے تھے۔اس نے کلائی سے پکڑ کر اسے اپنی طرف گھمایا تھا۔وہ حیران سی اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟ہاتھ چھوڑو میرا!"وہ سرد لہجے میں اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"علینا ضرار!یہ تم ہو نا؟یہ تم ہی ہو نا علینا؟"وہ بے یقین سی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟میں زویا سیف ہوں!ہاتھ چھوڑو میرا!"اس بار وہ غرائی تھی۔اس کی غراہٹ سے بھرپور آواز پر عاہل کال کاٹتا ہوا فوراً وہاں پہنچا تھا۔سب لوگ مڑ کر ان تینوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"یہ ہو کیا رہا ہے یہاں پر؟"زویا کی کلائی پر حیدر کی گرفت دیکھ کر شاید وہ بھڑک گیا تھا۔

"یہ علینا ضرار ہے!تمہیں نظر آرہا ہے؟یہ علینا ضرار ہے؟یہ تو مر گئی تھی نا تو پھر یہ زندہ کیسے ہے؟"وہ بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔عاہل جیسے چند لمحوں کے لیے ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔

"آئی سیڈ لیو مائی ہینڈ!"وہ کسی خونخوار بھوکی شیرنی کی طرح غرائی تھی۔آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں۔

"تم علینا ہو!بولو کہ تم علینا ہو!میں اندھا نہیں ہوں!تم ہی علینا ہو!"وہ اس پر غرا رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ عاہل اس کی کلائی حیدر کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوئی کوشش کرتا، زویا اپنے دوسرے ہاتھ کی مدد سے اس کا بازو مروڑ کر اسے کمر کے ساتھ لگاتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کر چکی تھی۔وہ درد سے چلانے لگا تھا۔پارٹی میں موجود سب لوگ منہ کھولے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔دوسری منزل پر کھڑا ایان سرد تاثرات چہرے پر سجائے یہ مناظر دیکھ رہا تھا۔

"آئیندہ اگر مجھے ہاتھ لگایا تو میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی!"وہ اس کے کان کے پاس جھکی سرد لہجے میں غرائی تھی۔پھر اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تو وہ درد سے کراہتا سیدھا کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگا۔وہ سیدھا ہوا پھر انگلی اٹھا کر اس کی طرف بڑھا ہی تھا

کہ زویا نے ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر دے مارا۔ تھپڑ کی گونج پورے ہال میں گونجی تھی۔ حیدر نے بے یقینی کے عالم میں اپنے گال پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔

پھر وہ عاہل کی طرف مڑی۔ اس نے ایک لمحے کے لیے رک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا پھر ہال سے نکل گئی۔ عاہل کو لگا اس کی آنکھوں میں شدید تکلیف تھی۔ موبائل پر کال آنے لگی تھی۔ وہ کال سنے بغیر موبائل ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے گیا تھا۔

وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عاہل اسے آوازیں دے رہا تھا۔ اس کا نام پکار رہا تھا۔ لیکن وہ نہیں رک رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زویا!" وہ اپنی گاڑی کے قریب پہنچ چکی تھی جب عاہل کے پکارنے پر رکی۔

وہ اس سے کچھ فاصلے پر بلکل اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"زویا!" اس نے اب کہ پکارا تو وہ اس کی طرف مڑی۔ عاہل نے اس کا چہرہ دیکھا، وہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"آئی ایم سوری۔"اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔

وہ خاموش کھڑی اس کا چہرہ تکتی رہی۔عاہل کی نظر اس کے ہاتھوں پر پڑی۔اسے لگا وہ کانپ رہے تھے۔

"گاڑی میں بیٹھو اور سینسر مجھے دے دو۔تم گھر اکیلے نہیں جاؤ گی۔"اس نے نرم لہجے میں کہہ کر زویا کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔

آج اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔اس نے خاموشی سے گاڑی کا سینسر عاہل کی ہتھیلی پر رکھ دیا پھر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر جا بیٹھی۔وہ اب ڈرائیونگ سیٹ سنبھال رہا تھا۔

****

پارٹی ختم ہو گئی تھی۔یا پھر یہ کہنا چاہیئے کہ رایان نے ختم کروادی تھی۔سارے مہمان جا چکے تھے۔گھر میں صرف وہی دونوں تھے۔مستجاب کسی اہم پارٹی کے کام کی وجہ سے آج رات گھر پر نہیں تھا۔وہ دونوں اس وقت رایان کے کمرے میں موجود تھے اور پچھلے آدھے گھنٹے سے بحث کر رہے تھے۔

"وہ علینا ضرار ہی تھی! میں اس لڑکی کی شکل کیسے بھول سکتا ہوں جس کی وجہ سے میرا اتنا نقصان ہوا ہو؟" وہ بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

"میں تمہیں پچھلے آدھے گھنٹے سے ایک بات سمجھا رہا ہوں حیدر! وہ علینا ضرار نہیں ہے صرف اس کی ایک ہم شکل لڑکی ہے! ایک doppleganger ہے! وہ لڑکی آج سے چھ سال پہلے مر چکی ہے اور مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ نہیں ہوتے!" وہ قدرے ہموار لہجے میں خود پر قابو پاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تمہیں میری بات پر یقین کیوں نہیں آرہا ہے؟ میں کہہ رہا ہوں نا کہ۔۔۔" وہ ابھی کچھ کہتا کہ اس سے پہلے ہی رایان اس پر غرایا تھا۔

"علینا ضرار مر چکی ہے! اپنے انہی ہاتھوں سے مارا تھا میں نے اس لڑکی کو! قبر تک موجود ہے اس کی! کہتے ہو تو کھود کر دکھا دیتا ہوں! شاید تب تمہیں میری بات پر یقین آجائے؟" حیدر نے زندگی میں پہلی بار رایان کو اس قدر بلند آواز میں غراتے ہوئے دیکھا تھا۔

اس کا سارا جوش و خروش رایان کی آواز کی غراہٹ سن کر جیسے بیٹھ گیا تھا۔

****

وہ چہرہ کھڑکی کی طرف موڑے بیٹھے تھی۔عاہل بار بار چہرہ موڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم ٹھیک۔۔۔"عاہل کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب زویا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"مجھے ابھی تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔"لہجہ بے تاثر سا تھا۔

عاہل خاموش ہو گیا۔اس نے گاڑی زویا کے گھر کے پورچ میں کھڑی کی۔پھر گاڑی سے باہر نکل آیا۔زویا بھی باہر نکل آئی تھی۔وہ اندر کی طرف بڑھ رہی تھی لیکن عاہل کی آواز پر رک گئی۔

"آئی ایم سوری فار ایوری تھنگ!"اس کی آواز سے شرمندگی جھلک رہی تھی۔

وہ بنا اس کی طرف پلٹے اندر چلی گئی پھر اپنے پیچھے موجود دروازہ لاک کر دیا۔عاہل واپس پلٹ گیا۔

Clubb of Quality Content

وہ اپنے کمرے میں آئی۔ کلچ صوفے پر پھینکا۔ جھک کر ہیلز کے اسٹریپ کھولے پھر ایک جھٹکے سے انہیں کھینچ کر اتارا اور زمین پر پٹخ دیا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے موجود سیٹ پیچھے کھینچی اور بیٹھ گئی۔

وہ چند لمحے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتی رہی۔

ڈریسنگ ٹیبل پر ہیئر ڈائی کا ایک ڈبا پڑا ہوا تھا۔

بھورے رنگ کا۔

کچھ میک اپ پراڈکٹس کے ساتھ لپ اسٹکس کے دو شیڈز پڑے ہوئے تھے جن کو ملا کر وہ رنگ بنتا تھا جو اس وقت اس نے اپنے ہونٹوں پر لگایا ہوا تھا۔

برگنڈی۔

کانٹیکٹ لینز کی ایک ڈبی بھی تھی۔ اس نے ایک گہرا سانس اندر کو کھینچا پھر وہ ڈبی کھولی۔ اپنی انگلی دائیں آنکھ کے پاس لے گئی۔ کانٹیکٹ لینز نکال کر ڈبی میں رکھا۔ پھر بائیں آنکھ

سے لینز نکال کر ڈبی میں رکھا۔اس نے چند لمحوں کے لیے اپنے آنکھیں بند کیں پھر آہستہ سے انہیں کھولا اور آئینے میں ایک بار پھر سے اپنا عکس دیکھنے لگی۔

آئینے میں اس کا عکس نظر آرہا تھا۔

اصلی۔۔۔ حقیقی عکس۔

کُہربا(Amber) آنکھیں خود کو دیکھ رہی تھیں۔

ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے پر ایک اور چیز بھی پڑی ہوئی تھی۔

ایک کتاب۔

A Good Girl's Guide To Murder

وہ ہلکا سا مسکرائی۔

یہ زویا سیف کی مسکراہٹ نہیں تھی۔

یہ۔۔۔

Clubb of Quality Content

علینا ضرار۔۔۔

کی مسکراہٹ تھی۔۔۔

****

6سال پہلے۔

یکم جنوری،2023۔

لاہور،پاکستان۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ شاک میں تھی۔جسم تموم حرکات وسکنات سے عاری تھا۔

"چلو شاباش۔فلیٹ کے اندر چلو اور دروازہ لاک کرو!"کسی بچے کی طرح وہ اسے پچکارتا کہہ رہا تھا۔

اور اگلے لمحے ہی وہ اپنے ہوش و حواس میں واپس آئی تھی۔اس کی تموم حسیات جاگ گئی تھیں۔چابیاں ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھیں۔علینا نے چابیوں کے اس گچھے کو اپنی انگلیوں کے درمیان ڈالا یوں کہ اب وہ کسی ہتھیار کی مانند لگ رہی تھیں۔اس آدمی نے اسے بازو سے پکڑ کر آگے کی طرف دھکا دیا۔اگلے لمحے ہی وہ تیزی سے اس کی طرف پلٹی اور چابیوں والے ہاتھ سے ایک زوردار مکا اس کے منہ پر دے مارا۔ایک لمحے کے لیے اس آدمی کی دنیا پوری کی پوری گھوم کر رہ گئی۔

"عصام!"وہ اس کا نام چیختے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بھاگی تھی۔

اگلے لمحے ہوش سنبھالنے پر وہ آدمی اس کے پیچھے لپکا تھا۔گراؤنڈ فلور پر عصام لفٹ سے نکل کر اب کاریڈور میں کھڑا تھا۔وہ انتظار کر رہا تھا کہ کچھ دیر بعد واپس سے علینا کے پاس جائے گا۔لیکن علینا کو اسے پکارتا سن کر وہ تیزی سے اوپر آنے کے لیے زینوں کی طرف بھاگا تھا۔عصام نے اوپر آتے ہوئے اپنی جیب سے موبائل نکالا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شاہزیب میں فرسٹ فلور کی طرف سیڑھیوں سے جارہا ہوں۔ گارڈز کے ساتھ یہاں آؤ۔ فوراً!"وہ تیزی سے کہہ رہا تھا۔

وہ مسلسل اسے آواز دے رہی تھی کہ اس آدمی نے اسے ایک جھٹکے سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔ علینا کی تموم تر مزاحمت کے باوجود وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر انہیں دیوار کے ساتھ لگا چکا تھا۔

"تم مجھ سے دور نہیں بھاگ سکتی ہو! تم میری ہو! صرف میرے لیے ہو! اور میرا تم پر ہر حق ہے!"وہ اس کے چہرے کے قریب جھکا اس پر غرا رہا تھا۔ وہ مسلسل اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ناکام ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو کسی سیلابی ریلے کی طرح بہہ رہے تھے۔

"تم ایک بار بھاگ گئی تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر بار مجھ سے بچ جاؤ گی!"اس نے اس کی دونوں نازک سی کلائیوں کو ایک ہاتھ سے پکڑا پھر انہیں مروڑ کر اس کی کمر کے ساتھ لگایا۔ اس کے منہ سے ایک کراہ نکلی تھی۔

"جانتی ہو نا ابھی چھ راتیں باقی رہتی ہیں؟"وہ عجیب سے انداز میں مسکراتا ہوا اس کی گردن کو اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے چھوتا کہہ رہا تھا۔اسے اس کی انگلیاں اپنی گردن پر آگ کے انگاروں کی مانند لگ رہی تھیں۔

تبھی عصام اوپر آیا تھا۔اس نے اس آدمی کو علینا کو پکڑے ہوئے دیکھا تو وہ اس کی طرف تیزی سے بڑھا اور ایک زوردار لات اس کو دے ماری۔وہ پیچھے کی طرف گرتے گرتے بچا۔عصام فوراً سے علینا کی طرف بڑھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا۔لیکن اسے اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔وہ اتنی شدید سردی میں پسینے سے بھر چکی تھی۔عصام نے اس کا ہاتھ پکڑا وہ سرد تھا۔اگلے لمحے ہی علینا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔وہ ششدر رہ گیا۔

شاہزیب اور گارڈز اوپر آچکے تھے۔وہ اس آدمی کو پکڑے ہوئے تھے۔عصام نے شاہزیب کی طرف دیکھا۔شاہزیب نے عصام کی طرف دیکھ کر سر اثبات میں ہلا دیا۔وہ اپنا کام سمجھ چکا تھا۔

علینا تیزی سے فلیٹ میں داخل ہو گئی تھی۔ عصام بھی حیران سا اس کے پیچھے گیا تھا۔

وہ تیزی سے بھاگ بھاگ کر فلیٹ کی تموم کھڑکیاں بند کر رہی تھی۔ دروازہ وہ پہلے ہی عصام کے اندر آتے ساتھ ہی لاک کر چکی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو علینا؟" وہ حیران سا اس کی ساری حرکات دیکھ رہا تھا۔

"وہ۔ وہ اندر آجائے گا۔ مجھے۔ مجھے اسے روکنا ہے۔" وہ مسلسل اپنے ہی خیال میں بڑبڑا رہی تھی لیکن عصام اسے ں خوبی سن سکتا تھا۔

"وہ اندر نہیں آئے گا۔ گارڈز اسے پکڑ چکے ہیں۔" اس نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

وہ اب اپنے کمرے میں موجود کھڑکی کو اچھی طرح بند کر رہی تھی۔ وہ "Fight or Flight Mode" کے زیرِ اثر آچکی تھی۔

"وہ۔ وہ اندر آجائے گا۔ مجھے اسے روکنا ہے۔ وہ میرے روم میں آجائے گا۔ ابھی چھ راتیں باقی ہیں۔ مجھے اس سے بچنا ہے!" وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ مگر عصام اس کی طرف دیکھے بغیر بھی بتا سکتا تھا کہ وہ رو رہی تھی۔

"پانی۔ مجھے نہانا ہے۔ مجھے خود کو صاف کرنا ہے۔ میں غلاظت سے بھر چکی ہوں۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی واشروم کی طرف بڑھ رہی تھی جب عصام نے علینا کی کلائی پکڑ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

"علینا میری بات سنو!" وہ ابھی کچھ کہتا کہ اس سے پہلے ہی وہ اس پر بُری طرح سے غرائی تھی۔

"خبردار! خبردار! جواب کسی نے مجھے ہاتھ لگایا!" اس نے عصام کا ہاتھ درشتی سے جھٹک دیا تھا۔ "میں تم مردوں کی کھیلنے کی چیز نہیں ہوں جو جب جس کا دل چاہے گا تو جہاں مرضی ہاتھ لگائے گا!" عصام کو جھٹکا لگا تھا۔ اس نے علینا کو کبھی اتنی اونچی آواز میں بات کرتے نہیں سنا تھا اور اس لہجے میں تو بلکل بھی نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نکلو یہاں سے ابھی! دفعہ ہو جاؤ یہاں سے! میرے کمرے میں کوئی نہیں آئے گا! اگر کوئی یہاں آیا تو میں اسے جان سے مار ڈالوں گی!" وہ اس پر چلا کر واشروم میں چلی گئی تھی۔ پیچھے وہ ساکت سا کھڑا رہ گیا۔

اس نے واشروم میں داخل ہوتے ساتھ ہی شاور چلا لیا تھا۔ پھر وہ اس کے نیچے جا کھڑی ہوئی۔ اس نے بہت ہی بے ہنگم انداز میں اپنی گردن کو رگڑنا شروع کر دیا تھا۔ جیسے وہ اپنے جسم پر لگی کوئی نجاست اتارنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے پورے جسم کو رگڑ رہی تھی۔ برف جیسا پانی اسے اس کے لباس سمیت پوری طرح بھگو چکا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ وہ اپنے ناخنوں سے اپنی گردن کو رگڑ رہی تھی۔ گردن پر لگی بینڈیجز اس کے یوں رگڑنے پر اتر گئی تھیں اور اب زخموں سے خون ایک بار پھر رسنے لگا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں پر خون دیکھا تو آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی۔

"یہ سب صاف نہیں ہو رہا!" وہ روتے ہوئے چلائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

واشروم کے دروازے پر ساکت کھڑا عصام اس کی آواز پر کانپ گیا تھا۔ وہ واپس نہیں گیا تھا۔ وہ اسے ایسی حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتا تھا؟

"علینا۔ پلیز دروازہ کھول دو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" وہ مسلسل دروازہ بجاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی تو وہ پوری طرح بھیگی ہوئی تھی۔ بالوں کی لٹیں گردن کے زخم پر چپکی ہوئی تھیں۔ آنکھوں میں خوف کے سوا دوسرا کوئی تاثر نہ تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر کچھ کہتا کہ علینا تیزی سے اپنی الماری کی طرف بڑھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"علینا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ کیا یہ اس کا پینک آٹیک تھا؟

"مجھے کپڑے بدلنے ہیں۔ یہ سب پانی سے صاف نہیں ہو رہا ہے۔ مجھے اس سب کو اپنے جسم پر سے اتارنا ہے۔" وہ ایک بار پھر بڑبڑا رہی تھی۔ عصام اس کی بڑبڑاہٹ بخوبی سن رہا تھا۔ اس نے چہرہ اٹھا کر عصام کی طرف دیکھا۔ عصام نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اسے لگا

کہربا آنکھوں میں کرچیاں تھیں۔اس نے بہت آہستہ سے اس کی طرف اپنا ایک قدم بڑھایا۔علینا نے تیزی سے ایک قدم پیچھے لیا تو وہ رک گیا۔

"ڈرو نہیں۔تم چاہتی ہو میں تمہیں ٹچ نہیں کروں؟اوکے۔میں تمہیں ٹچ نہیں کروں گا۔آئی پرامس!لیکن علینا پلیز یاد کرو کہ میں کون ہوں؟پلیز؟"وہ نرم سے لہجے میں اس کی منت کر رہا تھا۔علینا نے اس کی طرف دیکھا۔

"تم؟"وہ اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"ہمم۔میں؟"عصام کو اپنی آواز لرزش کا شکار لگی۔اگر اس نے اسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا تو؟اس کا دل یہ سوچ سوچ کر ڈوب رہا تھا۔وہ کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر اپنے ہاتھوں میں پکڑے کپڑوں کو دیکھنے لگی۔اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے کپڑے چھوٹ گئے۔اس نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا تو زخم سے رسنے والا خون اس کی انگلیوں کی پوروں پر لگ گیا۔اس نے اپنے ہاتھ دیکھے۔ناخنوں میں جیسے جلد پھنسی ہوئی تھی۔کیا اس نے ایک بار پھر خود کو نوچا تھا؟اس نے اپنے اوپر ایک نظر ڈالی۔وہ گیلی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی اور کپڑوں سے قطروں کی صورت گرتا ہوا پانی فرش کو بھگو رہا تھا۔اس نے ایک بار پھر وہی سب دہرایا تھا؟

"میں نے کیا کیا؟"وہ عصام کی طرف خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔سب ٹھیک ہے۔"وہ مدھم سا مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"میں تم پر چلائی ہے نا؟میں نے تم سے بدتمیزی کی؟کیا میں نے تمہارے خود کو چھونے پر تمہارا ہاتھ جھٹک دیا؟ہے نا؟میں پاگلوں کی طرح ایکٹ کر رہی تھی نا؟"وہ ہچکولے کھاتی روتے ہوئے روانی سے کہہ رہی تھی۔"میں نے یہی سب کیا ہے نا؟"وہ اس کی طرف دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہے علینا۔کچھ بھی نہیں ہوا۔تم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔سب ٹھیک ہے۔یہ سب تمہاری غلطی نہیں ہے۔"وہ مدھم سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔وہ زمین پر گھٹنوں کے بل گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی۔سر جھکا لیا۔وہ بھی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔اگلے لمحے وہ جیسے تھک کر اس کے سینے سے لگ گئی۔اس نے اس پناہ کو کیسے دھتکار دیا؟یہ پناہ تو اسے

ہر بُری چیز سے محفوظ رکھتی تھی۔ وہ ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔ اس کا پورا جسم آہستہ آہستہ لرز رہا تھا۔ اس کا گیلا لباس عصام کے کپڑوں کو بھگو رہا تھا لیکن عصام کو کوئی پرواہ نہ تھی۔

"کیا اب میں تمہیں ہاتھ لگا سکتا ہوں؟" اس نے بہت آہستہ سے پوچھا تھا۔ علینا نے بہت آہستہ سے گردن اوپر نیچے ہلائی۔ عصام نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے اسے اپنے حصار میں سمیٹ لیا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ مجھے بتاؤ۔" اس کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ وہ اپنی آواز کی لرزش پر قابو پاتا پوچھ رہا تھا۔ اس عورت کے لیے وہ دنیا بھی جلا کر راکھ کر سکتا تھا۔ لیکن وہ عورت فلحال اسے ٹوٹی ہوئی لگ رہی تھی۔

"اگر میں نے تمہیں بتایا تو تم مجھے۔۔۔" وہ ہچکیوں کے درمیان کہہ رہی تھی۔ "تم مجھے۔ تم مجھے طلاق دے دو گے!" وہ آخر میں بہت بُری طرح روتے ہوئے ہلکورے کھاتی کہنے لگی۔

لفظ طلاق پر عصام کا جسم جیسے سن پڑ گیا تھا۔

* *

2سال پہلے۔

25دسمبر،2020۔

کراچی،پاکستان۔

علینا ضرار۔ایک عام لڑکی۔ایک عام لڑکی جو خواب دیکھتی تھی۔اور اپنے خوابوں کو پورا کرنے کی تموم صلاحیتیں رکھتی تھی۔اپر مڈل کلاس میں پلی بھری اس لڑکی کے اندر اس کا کلچر بہت اچھے سے رچا بسا ہوا تھا۔اسے بھی عام دیسی لڑکیوں کی طرح بہت سی چیزیں پسند تھیں۔پھول۔ہر سوٹ کے ساتھ میچنگ کُھسے اور چوڑیاں۔کاجل سے بھری آنکھیں اور مسکارا لگی گھنی پلکیں۔

چاکلیٹ،دیسی کھانے اور کتابیں اس کی تین پسندیدہ چیزیں تھیں۔ہر لڑکی کی طرح اسے بھی Rapunzel کی طرح لمبے بال چاہیئے تھے۔اور اس کے پاس ایسے ہی بال تھے۔ خوبصورت،گھنے،لمبے اور سیدھے سیاہ بال۔کسی شہزادی جیسے بال۔

مسکراہٹ اور ہنسی ہمیشہ سے اس کی شخصیت کا حصہ تھی۔ شوخی، چنچلاہٹ اور اس کی ذات کا وہ خاص معصومیت سے بھرا چُلبلا پن اسے سب سے مختلف بناتا تھا۔ وہ ایک انتہائی معصوم لڑکی تھی جس کی زندگی باپ، بڑے ابا، اما، اپنے کزنز، کتابوں، پڑھائی اور اپنے خوابوں کے گرد ہی گھومتی رہتی تھی۔ وہ ایک ایسی بچی تھی جس کی معصوم شکل دیکھ کر انسان کو بے ساختہ ہی اس پر پیار آجاتا۔

وہ بھی دنیا کی باقی لڑکیوں کی طرح ہی تھی۔

اور دنیا کی باقی لڑکیوں کی طرح اسے بھی یہ خوش فہمی تھی کہ یہ دنیا عورت کو اپنی مرضی کرنے، اپنی رائے رکھنے اور اپنی ایک خود مختار پہچان رکھنے کی اجازت دیتی تھی۔

اور یہ سوچ ہی اس کی بربادی کا باعث بنی تھی۔۔۔

****

ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی وہ لائبریری جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ سیاہ رنگ کی شلوار قمیض پر سیاہ ہی رنگ کی گرم چادر۔ بالوں کی فرنچ بریڈ۔ چاندی رنگ کے ننھے سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جھمکے۔ آنکھوں میں سیاہ کاجل اور ہلکا سا مسکارا۔ ہونٹوں پر مدھم گلابی رنگ کا لپ بام۔

ایک کلائی میں گھڑی اور دوسری کلائی میں میٹل کی سلور چوڑیاں پہنے وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ شلوار قمیض کا ہم رنگ دوپٹا سر پر لیتے ہوئے وہ خود پر ایک آخری نگاہ ڈال رہی تھی۔

"ہاؤ ڈیئر یو! تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ تم اتنی خوبصورت لگو!" اس نے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر کرینہ کپور کے انداز میں اس کا ایک مشہور ڈائیلاگ بولا تھا۔ پھر وہ ہنسنے لگی۔

وہ ایسی ہی تھی۔ فلموں اور کہانیوں کی دنیا اسے پسند تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے مسکراتے ہوئے بیڈ پر سے اپنا بیگ اٹھایا پھر نیچے آگئی۔ سیڑھیاں اتر کر وہ لاؤنج میں داخل ہوئی۔ کچن لاؤنج سے منسلک تھا۔ اور اس وقت کچن میں موجود گول ٹیبل پر ضرار اپنے اور اس کے لیے ناشتہ لگا رہے تھے۔ ضرار کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔ وہ عمر کے اس حصے میں بھی خاصے فٹ دکھتے تھے۔ وہ پیچھے سے آئی اور انہیں گلے لگا لیا۔

"ابا!!!!!" اس نے لمبا کر کے انہیں پیار سے پکارا تھا۔

"ارے میری اسٹرابیری تیار ہو گئی!"انہوں نے بڑے پیار سے کہا تھا۔

وہ پیچھے ہٹی پھر انہیں منہ بنا کر دیکھنے لگی۔وہ بھی اس کی طرف پلٹے تھے۔

"Don't call me strawberry! It's embarrassing!ابا!"اس نے بڑے ہی خفا سے انداز میں کہا تھا۔فُل ڈرامائی انداز۔

ضرار اس کے انداز پر ہنسنے لگے۔وہ اکثر ایسی ہی معصوم اور پیاری حرکتیں کیا کرتی تھی۔

"آپ مجھ پر ہنس رہے ہیں؟یعنی آپ میری کسی بات کو سیریئس نہیں لیتے؟"وہ اپنی موٹی موٹی گول آنکھیں بڑی کیے کہہ رہی تھی۔

اسے جیسے صدمہ لگا تھا۔وہ ایک بار پھر ہنس دیے۔

"ارے بھئی۔اس میں میری کیا غلطی ہے کہ تمہارے گال اسٹرابیری کی طرح سرخ ہو جاتے ہیں۔"

"میرے گال پیدائشی طور پر سرخ ہیں!"اس نے جتا کر کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بلکل نہیں! تم جب بہت خوش ہوتی ہو صرف تب ہی تمہارے گال سرخ ہو جاتے ہیں!"

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ وہ آنکھیں چھوٹی کر کے انہیں دیکھتی اب کرسی پیچھے کھینچ کر بیٹھ رہی تھی۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ آج کس بات پر خوش ہو؟" وہ بھی اس کے سامنے کرسی سنبھالتے پوچھ رہے تھے۔ وہ روزانہ کسی نہ کسی بات پر خوش ہوتی ہی تھی۔ یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ خوش رہنا اس کی عادت تھی۔ کبھی دُکان سے اپنی پسندیدہ چاکلیٹ خرید کر، کبھی سڑک پر کسی بلی یا کُتے کے بچے کو دیکھ کر تو کبھی آسمان پر تارے دیکھ کر۔ وہ ان لوگوں میں سے تھی جو ایسی باتوں پر بھی خوش ہو جاتے تھے جنہیں کوئی نوٹس نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ان چھوٹی باتوں کا کوئی شکر ادا کرتا تھا۔ اور بدقسمتی سے ایسے لوگوں کی بہت کمی تھی۔

وہ مسکرائی پھر ذرا آگے کو ہو کر بیٹھی۔ اب اس کی پسند اور مرضی دونوں کا موضوع چھیڑا گیا تھا۔ ضرار کا اسے اسٹرابیری بلانا بھول گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے بہت دنوں سے ایک اچھی کتاب کی تلاش تھی۔ میں نے پورا انٹرنیٹ کھنگال لیا لیکن مجھے اپنے موڈ کے مطابق کتاب نہیں مل رہی تھی۔ لیکن کال رات مجھے مل گئی۔ بس آج وہی کتاب لائبریری پڑھنے جا رہی ہوں!" اس نے بڑے ہی جوش کے ساتھ اپنی بات ضرار کے گوش گزار کی تھی۔ علینا کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اور اس لیے وہ جب بھی اپنی پڑھائی سے فارغ ہوتی تو کتابیں پڑھنے کے لیے لائبریری چلی جاتی۔ یہ اس کی ہابی تھی۔

"اپنے شوق کے لیے تم نہ دن دیکھتی ہو نہ رات۔" انہوں نے خفا سے انداز میں کہا۔

"میرے دو ہی تو شوق ہیں ابا! ایک۔۔۔" وہ کہہ رہی تھی کہ ضرار نے اس کی بات کاٹ دی۔

"ایک! سیون اسٹار ہوٹلز کی ایک چین جو پوری دنیا میں پھیلی ہو اور دو! کتابیں!" انہوں نے ہزاروں بار دہرائے گئے علینا کے اس ڈائیلاگ کو ایک بار پھر مسکرا کر دہرا دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں پتا ہے اتنی زیادہ کتابیں پڑھنا صحت کے لیے اچھا نہیں ہے!"انہوں نے اسے زچ کرنے کے لیے کہا تھا۔

"آپ کو پتا ہے ابا کہ ہم گاڑی کے اے سی کی مدد سے کسی کی ڈیڈ باڈی کے مرنے کے وقت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر سکتے ہیں! جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا جسم آہستہ آہستہ سخت ہونے لگتا ہے۔اسے ریگر مورٹس(Rigor Mortis) کہتے ہیں اور۔۔۔"وہ ابھی کہہ رہی تھی کہ ضرار نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹ دی۔

"اوکے! اوکے! ٹھیک ہے! تم جیتیں! پڑھ لو یہ ساری کتابیں لیکن تمہیں اللہ کا واسطہ ہے علینا صبح صبح ناشتے کی میز پر بیٹھ کر مجھے مردوں کے بارے میں مت بتاؤ!"وہ جیسے اس کی منت کر رہے تھے۔

"اوکے!"اس نے مسکرا کر کہا تھا۔اس کا کام ہو گیا تھا۔وہ ابا کے ساتھ یہ ڈسکشن جیت گئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن یہ سب تمہیں کہاں سے پتا چلا؟ کسی کرائم رپورٹس سے؟" وہ اس کی طرف دیکھتے پوچھ رہے تھے۔

"نہیں۔ کتاب سے!" اس نے مزے سے کہا تھا۔

"تمہاری تو کتابیں بھی خطرناک ہیں۔" آواز آہستہ تھی۔ وہ ایک بار پھر سے علینا کے ساتھ یہ ٹاپک ڈسکس نہیں کرنا چاہتے تھے۔ "اچھا سنو! میں تمہیں لائبریری ڈراپ کرتے ہوئے آفس جاؤں گا۔ میرے ساتھ ہی نکلنا۔ واپسی پر بیٹا مجھے دیر ہو جائے گی تو تم خود گھر آجانا۔ اور دھیان سے آنا۔" انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا تھا۔

"او کے ابا!" وہ کہہ کر واپس سے اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

* *

رات کا وقت تھا اور علینا ہاتھ میں کفگیر پکڑے، ایپرن پہنے کچن میں چولہے کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے ساتھ ضرار کھڑے تھے جو روٹیاں بیل کر انہیں توے پر سینک رہے تھے۔

"میرا کام تو ختم ہو گیا۔ تمہارا آچار گوشت نہیں بنا کیا؟"ضرار روٹیاں بنا چکے تھے اور اب ایپرن اتارتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

"بس بننے ہی والا ہے۔ تھوڑا سا بھونا رہ گیا ہے۔"وہ کڑاھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اچھا چلو چھوڑو اسے باقی میں دیکھ لیتا ہوں۔ تم جاؤ منہ ہاتھ دھو آؤ۔"انہوں نے کفگیر علینا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔ ابھی وہ کچن سے باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ ٹیبل پر پڑے اس کے لیپ ٹاپ پر ویڈیو کال آنے لگی۔

"بڑے ابا کی کال آ گئی!"اس نے بے حد جوش سے کہا اور کال ریسیو کرنے لگی۔

سامنے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر وہ سب نظر آ رہے تھے۔ شارق اور سلمہ صوفے پر ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ عائشہ، مروہ اور عائزہ بیٹھی ہوئی تھی۔ صوفے کے پیچھے بازو ٹکائے سعد کھڑا تھا۔ رسمی سلام دعا ہونے لگی تو ضرار بھی علینا کے ساتھ آ کر بیٹھ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شارق ضرار کے کزن تھے اور ان کے درمیان سگے بھائیوں سے بھی زیادہ محبت تھی۔ شارق اور ان کی فیملی بچوں کی پڑھائیوں اور ایک بہتر فیوچر کے لیے مستقل طور پر زیورک شفٹ ہو گئے تھے۔ زیورک جانے سے پہلے وہ ان کے ساتھ والے گھر میں ہی رہتے تھے۔ علینا کے لیے شارق اور ان کی فیملی کے ساتھ بہت مختلف رشتہ تھا۔ اریشہ علینا کو پیدا کرنے کے چند گھنٹوں بعد ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں۔ ضرار کے لیے اس چھوٹی سی بچی کو اکیلے پالنا ایک بہت ہی دو بھر کام تھا۔ اوپر سے علینا جب پیدا ہوئی تو ذرا کمزور تھی۔ ڈبے کا دودھ اسے راس ہی نہ آتا تھا۔ اس کی طبیعت مزید خراب ہو جاتی تھی۔ ڈاکٹرز نے ماں کا دودھ پلانے کی تجویز دی تھی اور تب سلمہ نے اسے پالنا شروع کیا تھا۔ ماں کے دودھ کی کمی کے ساتھ ساتھ کسی حد تک ماں کی کمی بھی ختم ہو گئی۔ علینا کے لیے سلمہ بلکل اس کی ماں کی طرح تھیں اور پھر سلمہ بھی اسے اپنی سگی اولاد کی طرح ہی ٹریٹ کرنے لگ گئی تھیں۔ جب دو سال پہلے وہ سب زیورک شفٹ ہوئے تھے تو علینا سب سے زیادہ سلمہ سے بچھڑنے کی وجہ سے ہی روئی تھی۔ سلمہ کا حال بھی مختلف نہ تھا۔ عائشہ اور سعد نے ہمیشہ بڑے بہن

بھائیوں کی طرح اس کا خیال رکھا تھا اور عائزہ اور مروہ اسی کی عمر کی تھیں۔ان کے ساتھ اس کی سب سے زیادہ بنتی تھی۔

"اور آج کیا کیا تم نے علینا؟"سلمہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔وہ ہمیشہ کی طرح اس سے اس کے دن کی سرگرمی پوچھ رہی تھیں۔

"میں آج صبح کے وقت لائبریری گئی۔ایک نئی کتاب پڑھی اور اس پر ریسرچ کی۔۔۔"وہ اپنی ریسرچ کے بارے میں بتا رہی تھی جب سعد نے اسے بیچ میں ٹوک دیا۔

"ضرار چاچو!آپ روزانہ اس اسٹرابیری کی نان اسٹاپ چپڑ چپڑ کیسے سن لیتے ہیں؟اللہ!میرا تو سر دکھنے لگا ہے!"وہ علینا کی ریسرچ والی باتوں پر بڑا بیزار نظر آرہا تھا۔وہ اکثر ہی علینا کے بولنے پر اسے یونہی تنگ کیا کرتا تھا۔ضرار سعد کی بات پر ہنس دیے تھے۔

وہ ٹوکے جانے پر سعد کو غصے سے دیکھنے لگی۔علینا کے چہرے پر موجود خفگی دیکھ کر سلمہ نے سعد کے سر پر ایک چپٹ رسید کی تھی۔

"میری بات سنو بھائی! میری بات لکھ لو! جب میں نے بولنا چھوڑ دیا نا تو تم ہی میری باتوں کو سب سے زیادہ مس کیا کرو گے! آئی سمجھ؟" اس نے خفا ہوتے ہوئے کہا تھا۔ علینا کی بات پر بظاہر تو ضرار ہنس دیے تھے لیکن اندر کہیں انہیں کچھ بہت عجیب لگا تھا۔ دل بہت عجیب انداز میں ایک لمحے کے دھڑکنا بند ہوا تھا۔

"ارے چھوڑو! میں کیوں مس کروں گا؟ میں تو شکرانے کے نفل ادا کروں گا!" وہ بھی اپنی بات پر بضد تھا۔ سلمہ نے اسے ایک اور چپٹ سے نوازا تھا۔

"اللہ نہ کرے میری بچی کبھی بولنا بند کرے۔ ایسی باتیں نہ کیا کرو تم لوگ!" بڑے ابا نے فوراً سے پہلے کہا تو ضرار پھیکا سا مسکرا دیے۔

"آمین۔" انہوں نے دل میں سوچا تھا۔ ایک عجیب سا احساس انہیں گھیرے ہوئے تھا۔

"اچھا تم لوگوں کی امیگریشن کا کام کہاں تک پہنچا؟" بڑے ابا نے کچھ دیر بعد پوچھا تھا۔

"بس میں نے کچھ جگہوں اور جاننے والوں سے بات کی تھی زیورک میں جاب کے لیے اور کافی جگہوں پر میری جاب کے بہت سے چانسس ہیں لیکن میں بس علینا کی کے کالج کے

جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔ جیسے ہی کوئی جواب آتا ہے تو پھر میں جاب کے لیے ہاں کر دوں گا اور پھر ہم وہاں آنے کی تیاری شروع کر دیں گے۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

ضرار احمد ایک انتہائی انفلوئینشل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ کچھ وجوہات کی وجہ سے وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ نہیں رہتے تھے۔ ضرار اور علینا دونوں کے پاس ہی یورپ کا ویزا تھا۔ علینا کو ہمیشہ سے بزنس پڑھنے کا شوق تھا اور اسکول ختم ہونے کے بعد اس نے زیورک کے کچھ بزنس کالجز میں اپیلائی کر رکھا تھا۔ اس کا تعلیمی ریکارڈ شاندار تھا اس لیے ایپلیکیشن کے ریجیکٹ ہونے کے چانسس نہ ہونے کے برابر تھے۔ دوسری طرف ضرار کے تعلقات بھی بہت اچھے تھے۔ انہیں بھی اپنے اچھے ریکارڈ اور دوستوں کے ذریعے زیورک میں اپیلائی کرنے پر بہت اچھی جابز بھی آفر ہوئی تھیں۔ صرف علینا کے کسی کالج کی طرف سے جواب کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ اس کے بعد ان کا امیگریشن کا کام شروع ہو جانا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سب کی اس کی وہاں آمد کے بارے میں سوچ کر خوش تھے لیکن۔۔۔

ان میں سے کسی کو بھی یہ علم تک نہ تھا کہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا تھا۔

****

وہ نیو ایئر نائٹ تھی۔ وہ آج شام کے وقت لائبریری گئی تھی۔ آج اسے ایک بار پھر سے کوئی نئی کتاب پڑھنی تھی۔ سڑکوں پر ٹریفک زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ رات کے آٹھ بجے گھر پہنچی تھی۔ اسے معلوم تھا وقت زیادہ ہو گیا تھا۔ اوپر سے آج نیو ایئر نائٹ تھی۔ اس طرح کے حالات میں ضرار نے اسے تاکید کر رکھی تھی وہ انہیں کال کرے گی اور ان کے ساتھ ہی گھر آئے گی۔ لیکن اسے یہ بات یاد ہی نہیں رہی تھی۔ اسے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا اور وجہ یہ تھی کہ زیورک میں موجود اس کے فیورٹ بزنس کالج نے اس کی ایپلیکیشن منظور کر لی تھی۔ آج اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ تھا۔ اسے بس جلدی سے گھر پہنچنا تھا۔ لیکن رش کی وجہ سے وہ گھر دیر سے پہنچی تھی۔ اسے پتا تھا کہ اسے ڈانٹ پڑے گی لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ زیورک والی خبر سن کر ابا خوش ہو جائیں گے۔

وہ لوہے کے سلاخ دار مین گیٹ کو بند کرتی گھر کے داخلی دروازے کی طرف بڑھی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی کہ کم ہونے میں ہی نہیں آ رہی تھی۔ اب اسے اما کے ممتا بھرے لمس، بڑے ابا کے لاڈ پیار، سعد اور عائشہ کی بڑوں والی ڈانٹ اور مروہ اور عائزہ کے ساتھ فلموں، ڈراموں، گانوں اور کتابوں پر کئے گئے تبصروں کے بغیر رہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب آخر کار انتظار ختم ہونے والا تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اسی لمحے سے اس کی زندگی میں انتظار لکھ دیا گیا تھا جو اسے صدیوں کی مانند محسوس ہونے والا تھا۔۔۔ ایسا انتظار جو خود تو ختم نہیں ہوتا، ہاں البتہ انسان کو ضرور ختم کر دیتا ہے۔۔۔

اس نے داخلی دروازہ کھولا اور ابھی اپنا قدم لاؤنج میں رکھا ہی تھا کہ ساری دنیا جیسے تھم گئی۔

دل کی دھڑکن۔ سانس۔ جسم۔ سب برف جیسا مجسم ہو گیا۔

آنکھوں نے جو پہلا منظر سامنے دیکھا، وہ خون تھا۔

لاؤنج کے فرش پر خون تھا۔ سُرخ خون کا تالاب۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج تک اس نے خون صرف فلموں اور ڈراموں میں ہی دیکھا تھا لیکن آج وہ اصل میں خون دیکھ رہی تھی۔ خون کی وہ منہوس سی بدبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی لیکن اسے کچھ محسوس نہ ہوا۔ اس کا جسم ہر طرح کی حرکت کرنے سے عاری ہو چکا تھا۔ پھر نگاہوں نے خون کے اس تالاب کے بیچ و بیچ پڑے ضرار کے بے جان وجود تک سفر کیا۔ اس کا جامد وجود ان کے بے جان جسم سے بہت زیادہ دور نہیں کھڑا تھا۔ اس کی نظریں یہ دیکھ سکتی تھیں کہ ضرار کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئی تھیں۔ سینے میں کئی سوراخ تھے جن سے ابھی تک بھل بھل خون بہہ رہا تھا۔ اس نے ایسے سوراخ ایک ٹی وی کی کرائم رپورٹ میں دیکھ رکھے تھے۔ لیکن وہ سوراخ اتنے زیادہ تھے کہ اس کا دماغ ان سوراخوں کی گنتی نہ کر سکا۔ فرش پر موجود خون کا تالاب شاخوں کی صورت میں اس کے پیروں کی سمت میں بڑھ رہا تھا۔ پیروں سے ٹکرانے پر وہ اس کے سفید جاگرز کے تلووں کو خون سے بھگونے لگا تھا لیکن وہ وہیں کھڑی رہی۔ نہ تو جسم میں حرکت کرنے کی کوئی صلاحیت باقی رہی تھی اور نہ ہی ہمت۔

کانوں کے پردوں سے کسی کے سانس لینے کی آواز ٹکرائی تھی۔

اس کا باپ اب کبھی سانس نہیں لے سکتا تھا۔دل یہ جانتا تھا۔

وہ سانس لے بھی رہی تھی یا نہیں؟دماغ یہ بات پرا سس نہیں کر پا رہا تھا۔

پھر وہ سانس لینے کی آواز کس کی تھی؟دماغ اس سوال پر جیسے اٹک گیا تھا۔

آنکھوں نے ضرار کے جسم سے صرف چند انچوں کے فاصلے پر دیکھا۔وہاں سیاہ پینٹ،سفید شرٹ پر سیاہ جیکٹ پہنے ایک لڑکا کھڑا تھا۔اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔آنکھوں نے پستول کی طرف دیکھا۔دماغ جانتا تھا کہ وہ پستول کونسی تھی۔وہ ایک Glock18 کی پستول تھی۔اس کی پستول کا رخ اس وقت بھی ضرار کے بے جان جسم کی طرف ہی تھا۔لیکن پستول پکڑے اس لڑکے کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔سیاہ آنکھیں عجیب بے تاثر سی تھیں۔

سیاہ آنکھوں نے خود کو دیکھتی کہربا آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے جھانکا تھا۔

جانتے ہو وہ لڑکا کون تھا؟

وہ عاہل مستجاب تھا۔۔۔اٹھارہ سالہ عاہل مستجاب۔

وہ کچھ دیر مزید ان آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر تیزی سے علینا کے ساتھ سے ہوتا ہوا باہر نکل گیا۔

پیروں نے چند قدم طے کیے اور ضرار کی باڈی سے ذرا فاصلے پر آ کر رک گئے۔ خون سے بھرے جاگرز کے تلوے فرش پر اپنی چھاپ چھوڑ رہے تھے۔اس کا جسم گرنے کے سے انداز میں آہستہ سے فرش پر بیٹھ گیا۔ گھٹنے مڑ کر سینے سے جا لگے تھے اور بازو گھٹنوں کے گرد حمائل تھے۔ سر گھٹنوں کے اوپر رکھا جا چکا تھا۔ نظریں واپس سے ضرار کے وجود پر آٹکی تھیں۔

اس کا دماغ شل تھا۔اس وقت اس کے دماغ میں کچھ بھی پراسس نہیں ہو رہا تھا سوائے اس بات کے کہ اس کی دنیا اس کے سامنے بے جان پڑی تھی۔ سارے خواب،ساری خوشیاں،سارے احساسات جس ایک ذات سے مشروط تھے وہ ذات اب زندہ نہیں رہی تھی۔

جسم کا کوئی عضو کچھ محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔ سوائے دل کے۔ بس اسے معلوم تھا کہ اب زندگی بے رنگ و نور ہو گئی تھی۔

آنکھوں نے ایک آنسو تک نہیں بہایا تھا۔ آنسو بہانہ دل کو بے فائدہ لگا تھا۔ اس کا باپ آنسوؤں سے واپس نہیں آنے والا تھا۔

ناجانے کتنے گھنٹے گزرے، اسے معلوم نہ ہوا۔ فجر کی آذان اس کی سماعت کے پردوں سے ٹکرائی تھی۔ پوری رات سردی میں جسم ایک ہی جگہ اور حالت میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے اکڑ گیا تھا۔ ٹانگیں سُن پڑ رہی تھیں۔ ریڑھ کی ہڈی میں شدید تکلیف دہ ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ آنکھیں سرخ پڑ گئی تھی۔ لیکن اسے کچھ محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا۔ حسیات کام نہیں کر رہی تھیں۔ اگر کوئی اس وقت اس کے سینے میں بھی گولیاں اتار دیتا تو وہ تب بھی کچھ محسوس نہ کر پاتی۔

فجر کی آذان کو ابھی ایک گھنٹہ گزرا تھا جب گھر کے داخلی دروازے پر دستک دی گئی۔ ایک بار بیل بجائی گئی۔ دوسری بار۔ تیسری بار بیل کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو جسم کسی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معمول کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی ٹانگیں سُن ہونے کی وجہ سے لڑکھڑا گئیں لیکن اس کا جسم کسی طرح کھڑا رہا۔ جسم چند قدم چل کر دروازے تک پہنچا۔ دروازہ کھولنے پر اس کے سامنے محلے میں رہنے والے زیاد صاحب کھڑے تھے۔ وہ اس سے پوچھ رہے تھے کہ آج ضرار فجر کی نماز کے لیے مسجد کیوں نہیں آئے؟ کیا ان کی طبیعت ٹھیک تھی؟ پھر ان کی نظر علینا کے سرخ جاگرز پر پڑی۔ اور وہ رک گئے۔ اس کا جسم واپس پلٹ گیا اور ایک بار پھر سے وہیں آکر بیٹھ گیا جہاں کچھ منٹوں پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

وہ سامنے سے ہٹی تو زیاد صاحب نے فرش پر ضرار کی باڈی کو دیکھا۔ گھبڑا کر انہوں نے آوازیں دے دے کر لوگوں کو بلانا شروع کر دیا تھا۔ سماعت کے پردوں پر لوگوں کی باتیں پڑ رہی تھیں۔ کسی نے ایمبولنس کو کال کر دیا تھا اور ساتھ میں پولیس کو بھی۔ لیکن وہ وہیں بیٹھی رہی۔ کال کرنے کے فوراً بعد پولیس بھی آگئی تھی۔ پولیس نے کوئی بھی کارروائی کیے بغیر ہی فوراً سے پہلے کرائم سین صاف کروادیا تھا۔ وہ سن دماغ کے ساتھ بیٹھی سب دیکھتی رہی۔ دوپہر تک لاؤنج میں سفید چادریں بچھادی گئی تھیں۔ باہر صحن میں مردوں کے

درمیان ضرار کا جنازہ پڑا ہوا تھا۔ ارد گرد کے گھروں کی کچھ عورتیں اسے ساتھ لیے بیٹھی تھیں۔ وقتاً فوقتاً وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتیں لیکن پھر اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر خاموش ہو جاتیں۔ کچھ عورتیں اس کے گرد سے اٹھی تھیں۔ ایک عورت جو کہ شاید پچاس برس کی تھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔ اس عمر میں بھی وہ عورت بہت فٹ نظر آ رہی تھی۔ اس کا قیمتی لباس بتا رہا تھا کہ وہ کوئی عام عورت نہیں تھی۔ علینا نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ اس عورت نے بہت آہستہ سے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

"میں تمہاری پھپھو ہوں علینا۔ اینڈ آئی ایم سوری فار ڈس بچے!" شازیہ نے بہت دھیمی اور گلوگیر آواز میں کہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ اس نے پھر بھی اس کی طرف چہرہ موڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ آج زندگی میں پہلی بار وہ اپنی پھپھو سے مل رہی تھی۔ علینا کو معلوم تھا کہ اس کی ایک پھپھو تھیں۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ضرار ان سے بات نہیں کیا کرتے تھے شاید ان کے درمیان کوئی ناراضگی تھی۔ کچھ دیر بعد کمرے میں ایک تیس برس کا خوبرو مرد

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

داخل ہوا تھا۔ سفید رنگت،سیاہ آنکھیں اور خوبصورت کسرتی جسم۔ وہ ہر زاویے سے ایک پرفیکٹ مرد دکھتا تھا۔

"موم۔"اس نے ہلکی آواز میں مخاطب کیا تھا۔ شازیہ نے اس کی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھا۔

"جنازہ اٹھانے کا وقت ہو گیا ہے۔" آواز باادب اور نرمی لیے ہوئے تھی۔

"اچھا۔ تم جاؤ میت کو کندھا دو۔"شازیہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔

وہ مرد سر اثبات میں ہلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ کچھ لمحوں بعد باہر سے مردوں کی کلمہ شہادت پڑھنے کی بلند آوازیں آنے لگیں۔ وہ خاموش بیٹھی رہی۔ وہاں بیٹھی ہر عورت کو لگا تھا کہ وہ اب رو دے گی۔ اس کا باپ جا رہا تھا۔ لیکن وہ نہیں روئی۔ کس بات پر روتی؟ باپ تو کل رات ہی چلا گیا تھا۔ اب رو کر کیا ملنا تھا اسے؟ محسوسات ویسے ہی ندارد تھے۔ آنکھوں میں آنسو کہاں سے آتے؟

شازیہ اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ رو کیوں نہیں رہی تھی؟

جنازے کے چند گھنٹوں کے اندر اندر ہی گھر خالی ہو گیا تھا۔ وہاں پر صرف اب وہ تینوں موجود تھے۔ اس وقت وہ تینوں صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے یوں کہ شازیہ علینا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور سامنے صوفے پر وہ مرد بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مسلسل اسے دیکھ تھا۔ جیسے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"یہ کچھ بول کیوں نہیں رہی ہے؟" اس کی آواز کسی بھی طرح کے احساس سے عاری تھی۔ اس کا یہ لہجہ اس کے پچھلے لہجے سے بلکل مختلف تھا۔

"وہ صدمے میں ہے بیٹا۔" شازیہ نے آہستہ سے کہا تھا۔

"اس کے باپ کو مرے ہوئے تئیس گھنٹے گزر چکے ہیں۔ ایسا بھی کیا صدمہ؟ اب تک تو صدمہ ختم ہو جانا چاہیئے۔" بے حس لہجہ اپنائے وہ کہہ رہا تھا۔

"ارحم!" شازیہ نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تھا۔ وہ بلکل ہلکا سا مسکرایا پھر انگلیوں سے اپنے منہ کی زپ بند کرنے کا اشارہ کیا۔ شازیہ نے اسے گھورا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"علینا۔" انہوں نے بہت آہستہ سے اسے پکارا تھا۔ "بچے کچھ کھالو۔ تم نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا ہے۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے اپنی بات جاری رکھی۔ "یہ ارحم ہے۔" اس نے سامنے بیٹھے مرد کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ میرا بیٹا ہے۔" اس نے ایک بار پھر کوئی جواب نہیں دیا۔

"علینا ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔ اب تم یہاں اکیلے نہیں رہ سکتیں۔ تم میرے ساتھ آج ہی یہاں سے میرے گھر جا رہی ہو۔ میں تمہاری واحد خیر خواہ ہوں میرا بچہ! تم میری بھتیجی ہو۔" وہ شاید رو دینے کو تھی۔ "ضرار کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کے بعد میں تمہیں اکیلے نہیں چھوڑ سکتی۔ اگر تمہیں اپنا کوئی سامان پیک کرنا ہے تو کر لو۔ ورنہ میرے گھر میں تمہیں تمام چیزیں مل جائیں گی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز لیے مدھم سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"اُف! کتنا ڈرامہ کرتی ہے یہ عورت!" ارحم علینا پر نظریں جمائے بیزار سا بڑبڑایا تھا۔

علینا نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔اس کے جواب نہ دینے پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر سیڑھیاں چڑھ کر اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔آنکھیں چھوٹی کیے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"بوائے فرینڈ ہے تمہارا؟"لہجہ محظوظ سا تھا۔

جواب ندارد۔وہ طنزیہ سا مسکرایا۔

"لڑکوں کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟"

جواب ندارد۔اس کی طنزیہ مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"کسی لڑکے کے ساتھ کبھی دوستی کی ہے تم؟"

جواب ایک بار پھر ندارد تھا۔

"Hot Bitch""ارحم اس پر نظریں جمائے زیرِلب مسکراتا ہوا بڑبڑایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چند لمحوں بعد شازیہ ہاتھ میں ایک ہینڈ کیری پکڑے واپس سے لاؤنج میں آ گئی تھی۔ اس نے علینا کو ساتھ لیا پھر ارحم کے ساتھ داخلی دروازہ پار کرتے ہوئے باہر نکل آئی۔ باہر پورچ میں ضرار کی گاڑی کے ساتھ ایک سلور رنگ کی BMW کھڑی تھی۔ ڈرائیور انہیں آتا دیکھ دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ انہوں نے علینا کو پیچھے بیٹھایا۔ پھر ڈرائیور کو ہینڈ کیری پکڑا دیا۔

"گاڈ! آئیم سک آف ڈس ڈرامہ!" وہ آنکھوں کو گول گھماتا ہوا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

علینا ضرار نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی ٹریجیڈی ایکسپیرئنس نہیں کی تھی۔ ضرار کی موت اس کے لیے ایک بہت بڑی اور شدید تکلیف دہ ٹریجیڈی تھی۔ اس کا جسم یوں numb ہو کر اسے اس شدید ذہنی اذیت اور ٹراما سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ذہنی تکلیف سے بچنے کے لیے یہ جسم کی طرف سے بنایا گیا ایک ردِ عمل تھا۔

رات کے دس بجے گاڑی کراچی کے ایک پوش علاقے میں ایک محل نما بنگلے کے سامنے روکی گئی۔ مین گیٹ پر ایستادہ گارڈز نے گیٹ کھولا تو ڈرائیور گاڑی اندر لے گیا۔ شازیہ جیسے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہی اسے لے کر گاڑی سے نیچے اتری،دو ملازم اس کی طرف آئے۔ارحم پہلے ہی گھر کے اندر چلا گیا تھا۔وہ اسے لے کر گھر کے اندر چلی آئی۔ملازم سے کہلوا کر ایک کمرہ کھلوا دیا گیا۔ اس نے اسے بیڈ پر لیٹا دیا۔ملازم کمرے میں اس کا ہینڈ کیری اور ایک بیگ رکھ کر چلا گیا۔شازیہ اسے سونے کی تاکید کر کے کمرے کا دروازہ بند کرتی نکل گئی۔

لیکن وہ ویسے ہی لیٹی رہی۔numb۔کمرے کی چھٹ کو گھورتی رہی۔نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

زندگی جیسے خالی ہو گئی تھی۔ایک دن پہلے تک وہ علینا ضرار تھی۔ایک دن بعد؟وہ اپنی حیات تک کھو بیٹھی تھی۔

****

فجر کی آذان ہو رہی تھی۔وہ پوری رات بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتی رہی تھی۔ ناجانے ان لکیروں میں کیا لکھا تھا؟آذان اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی اور وہ کسی معمول کی طرح مؤذن کے پیچھے پیچھے آذان کے الفاظ دہرا رہی تھی۔حیات واپس آ رہی

تھیں۔ آذان ختم ہوئی تو اس نے اپنے ارد گرد دیکھا۔ وہ جانتی تھی وہ کہاں تھی۔ دماغ پر زور ڈالنے پر پرسوں رات کے واقعات سے لے کر اب تک جو کچھ بھی ہوا تھا، وہ سب اسے یاد آرہا تھا۔ وہ اٹھی پھر اپنے ہینڈ کیری تک گئی۔ اس نے ہینڈ کیری کھولا تو اندر اس کے کچھ کپڑے موجود تھے۔ اس نے ایک سوٹ نکالا۔ دوپٹا بیڈ پر رکھا اور سوٹ پکڑے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔ آدھے گھنٹے بعد جب وہ واشروم سے نکلی تو نہا چکی تھی۔ کپڑے بھی بدل لیے تھے۔ سیاہ بال گیلے تھے جو کمر پر گر رہے تھے۔ اس نے ہینڈ کیری میں سے ایک سویٹر نکالی۔ پھر بیڈ پر پڑا دوپٹا اٹھا کر چہرے کے گرد لپیٹ لیا۔ علینا نے کمرے میں نظر دوڑائی۔ وہاں جائے نماز نہیں تھی۔ اس نے اپنے ہینڈ کیری میں سے ایک دوپٹا نکالا پھر اسے زمین پر پھیلا دیا۔ لیکن اسے قبلے کا رخ بھی معلوم نہ تھا۔ اس نے ہینڈ کیری کے ساتھ رکھے بیگ کی طرف دیکھا۔ بیگ میں اس کا موبائل، لیپ ٹاپ، ہیڈ فونز اور کچھ دیگر چیزیں تھیں۔

وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی۔ اس کی پھپھو ایک شاطر عورت تھی۔

اس نے موبائل نکالا۔ پھر قبلہ ڈھونڈ کر قبلے کے رخ میں دوپٹا بچھادیا۔ اس کی نماز بہت پُرسکون تھی۔ اسے ایسی ہی پُرسکون نمازیں ادا کرنے کی عادت تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے کافی دیر تک دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے رکھے۔ اپنے حق میں بہتری کی دعا کے بعد اس نے اپنے ابا کی مغفرت کی دعا کی۔ ساتھ ہی اس نے اپنے ابا کے قاتل کی بربادی کی بھی دعا کی۔ آنکھوں سے آنسو اب بھی نہ نکلے تھے۔ دوپٹے پر بیٹھ کر دعا کرتے ہوئے وہ رونا چاہتی تھی لیکن نا جانے کیوں وہ رو نہ پائی۔

دعا کرنے کے بعد وہ اٹھی۔ دوپٹے کو تہہ کر کے سامنے موجود ٹیبل پر رکھا۔ پھر چہرے کے گرد لپٹا ہوا دوپٹا اتار کر اس نے اپنے سینے پر اچھی طرح سے پھیلا لیا۔ موبائل اور لیپ ٹاپ لیے وہ بیڈ پر آ بیٹھی تھی۔ سب سے پہلے اس نے موبائل پر شارق اور ان کے گھر والوں کو کال کرنے کی کوشش کی۔ شارق۔ سلمہ۔ سعد۔ عائشہ۔ عائزہ اور مروہ۔ سب کو کال کرنے پر اسے صرف ان کے نمبر بند ہونے کی اطلاع ملی۔ اسے محسوس ہوا کہ کچھ غلط تھا۔ پھر اس نے اپنا لیپ ٹاپ کھولا اور ریسرچ پیپرز کے فولڈر میں گئی۔ اگلے لمحے لیپ ٹاپ کی

اسکرین پر اس کے سامنے ایک پستول تھی۔ گلاک 18۔ یہ وہی پستول تھی جو اس نے عاہل کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔ وہ پستول کو دیکھتے ہی پہچان گئی تھی کیونکہ یہ کوئی عام پستول نہ تھی۔ اس نے اس پستول کے بارے میں بہت سی کرائم رپورٹس پڑھ رکھی تھیں۔ گلاک 18 ایک بہت ریئر اور مہنگی پستول تھی۔ اور پاکستان میں اس پستول کے استعمال پر پابندی تھی۔ گلاک 18 پاکستان میں بغیر PB License کے رکھنا قانوناً جرم تھا۔ یہ پستول انتہائی خطرناک تھی کیونکہ یہ فُلی آٹومیٹک (ٹرگر کو ڈبائے رکھنے تک گولیاں فائر ہوتی رہتی تھیں) تھی۔ اس کی نظروں کے سامنے اس کے باپ کا خون میں لتھڑا ہوا وجود آ گیا تھا۔ ضرار کے سینے میں سترہ سوراخ تھے۔ اس نے اپنی آنکھیں میچیں پھر اپنا سر جھٹک دیا۔ آنکھیں کھول کر اس نے ابھی اپنے لیپ ٹاپ پر نظر دوڑائی ہی تھی کہ اس کے موبائل پر کچھ نوٹیفیکیشنز ابھرے۔ اس نے موبائل ان لاک کیا تو دیکھا کہ اسے ایک نامعلوم نمبر سے کچھ میسیجز آئے ہوئے تھے۔ اس نے چیٹ پر کلک کیا تو سامنے دو ویڈیوز کھل گئیں۔ اس نے باری باری وہ دونوں ویڈیوز دیکھیں۔ وہ دونوں ویڈیوز اس کے گھر کے لاؤنج اور مین

گیٹ کی تھیں۔ وقت تھا ساڑھے سات بجے۔ علینا کے گھر آنے سے آدھا گھنٹا پہلے کا۔ جب سے شارق اور ان کی فیملی زیورک شفٹ ہوئے تھے ضرار نے علینا کی سیکیوریٹی کے لیے گھر میں کیمرے انسٹال کروادیے تھے۔ انہیں کبھی کبھار اپنی جاب کی وجہ سے شہر سے ایک سے دو راتوں کے لیے باہر بھی رہنا پڑتا تھا۔ ایسے میں انہوں نے علینا پر نظر رکھنے کے لیے کیمرے انسٹال کروا رکھے تھے۔ وہ کیمرے ہائی کوالٹی ویڈیو کے ساتھ آڈیو بھی ریکارڈ کرتے تھے۔ اور ان دونوں ویڈیوز میں بھی آواز بلکل کلیئر تھی۔

وہ سب سن رہی تھی۔ ان کی لڑائی کس بات پر ہوئی، کیوں ہوئی۔ سترہ فائر کے ایک ساتھ کھلنے کی آواز۔ اس کا جسم وہ آواز سن کر بہت بری طرح کانپ گیا تھا۔ ویڈیوز تو ختم ہو گئیں لیکن وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے موبائل کی اسکرین کو دیکھتی رہ گئی۔ اس نے اپنے ابا کو قتل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے اپنے ابا کے قاتل کو بھی دیکھ لیا تھا۔ اسے وجہ بھی معلوم ہو گئی تھی۔ آنسو اب بھی نہیں نکلے تھے۔ ہاں لیکن اس وقت اس کے اندر غیض و غضب کا ایک لاوا اُبل رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے بات کرنی تھی۔

اپنی پھپھو۔۔۔او نہوں!

اپنی "خیر خواہ" سے!

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔یہ ڈائننگ ہال کا منظر تھا۔ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر شازیہ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔ان کے ساتھ بائیں ہاتھ پر گرے سوٹ میں ملبوس ارحم بیٹھا تھا۔اسٹاگرام پر ریلز اسکرول کرتا ہوا۔اس کے چہرے سے بیزاری عیاں ہو رہی تھی۔

شازیہ اسے رُک کر دیکھنے لگی۔اس کے چہرے پر ناگواری ابھری تھی۔

"کونسی کمپنی کا سی ای او صبح ناشتے کی میز پر ریلز اسکرول کرتا ہے؟"وہ ایک آبرو اٹھائے ناگواری سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کونسی بہن اپنے ہی بھائی کی موت کو اپنی کامیابی کا وصیلہ بناتی ہے؟"اس نے موبائل پر سے چہرہ اٹھائے بغیر کہا تھا۔"میں دنیا کے بنائے گئے پیمانوں پر نہیں چلتا موم!یہ پیمانے لوگوں نے ایک دوسرے کو کنٹرول کرنے کے لیے بنائے ہیں اور میں لوگوں کو کنٹرول کرتا ہوں، ہوتا نہیں ہوں!"وہ ان کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہا تھا۔اس نے اسے دیکھ کر افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا تھا۔وہ رک رک کر کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔اس نے کافی کا مگ نیچے رکھا پھر اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔

"صرف ایک بات اچھی لگی مجھے آپ کے بھائی کے بارے میں۔"وہ سنجیدہ سا کہہ رہا تھا۔

"کیا؟"وہ کچھ حیران سی اسے دیکھنے لگی۔ارحم کو کبھی بھی کچھ اتنی آسانی سے پسند نہیں آتا تھا۔

"ان کی بیٹی۔"وہ عجیب سے انداز میں مسکرایا۔"آئی وانٹ ہر!"

"ارحم ڈونٹ گو ڈیئر!وہ لڑکی تمہارے ٹائپ کی نہیں ہے۔"اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔

"وہ دوپٹے والی لڑکی؟ کس نے کہا کہ وہ میرے ٹائپ کی ہے؟" وہ عجیب سے انداز میں ہنسا۔ "میں نے تو آپ سے کہا ہے ڈیٹ آئی وانٹ ہر!"

"وہ بہت چھوٹی ہے۔ مر جائے گی۔" اس نے دوبارہ سے اپنی توجہ ناشتے کی طرف مرکوز کر لی۔ "ویسے بھی ابھی منہا والے واقع کو چند ہی مہینے گزرے ہیں۔ ابھی نہیں۔" اس نے چہرہ اٹھا کر ارحم کی طرف دیکھا۔ "اور میری بات سنو ارحم! تم بھی خود کو ذرا کنٹرول میں رکھو۔ تمہاری پسندیدہ لڑکیوں کو یوں اٹھوا کر بعد میں انہیں غائب کروانا اتنا بھی آسان نہیں ہوتا! بار بار مستجاب کی مدد لینا مجھے پسند نہیں ہے!" اس نے خفگی سے کہا۔ وہ بلکل مدھم سا مسکرایا۔

"اوکے موم! میں تھوڑا انتظار کر سکتا ہوں بٹ آئی وانٹ ہر! وہ مجھے باقی لڑکیوں سے ذرا مختلف لگی۔ اس لیے آئی کین ویٹ فار ہر!"

"کیا؟ زیادہ خوبصورت ہے باقی کی لڑکیوں سے؟" اس نے حیرانی سے ایک آبرو اوپر اٹھایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خوبصورت ہونے سے زیادہ ایٹریکٹو ہے وہ! عجیب سی کشش ہے اس کی خوبصورتی میں۔ لیکن وجہ یہ نہیں ہے۔" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"پھر وجہ کیا ہے؟" وہ مزید حیران ہوئی۔ ارحم کسی عورت میں خوبصورتی اور جسم کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھتا تھا۔

"اس کا انداز۔ جس طرح سے وہ مجھے اگنور کرتی ہے۔ اس نے میری طرف ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا۔ اور ایسا آج تک کبھی نہیں ہوا کہ کسی لڑکی نے مجھے ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی چاہ نہ رکھی ہو۔" اس کا لہجہ سرد تھا۔

"جو بھی ہو ارحم تم ابھی کچھ نہیں کرو گے! ویسے بھی میں نے کچھ سوچ رکھا ہے۔" آخری جملہ اس نے زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔

"ویسے آپ نے اس سے اس کے تمام gadgets تو لے لیے تھے نا؟" وہ ایک بار پھر سے اپنے موبائل کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔" اس کے جواب پر ارحم نے ایک جھٹکے سے شازیہ کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ ہیو یو لاسٹ یور مائینڈ؟"اس کا لہجہ درشتی لیے ہوئے تھا۔

"آرام سے ارحم!"اس نے اسے تنبیہ کی تھی۔

"موم وہ کسی سے رابطہ کر سکتی ہے۔"وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"وہ کسی سے رابطہ نہیں کرے گی۔ابھی تو اسے اپنا ہوش نہیں ہے۔ایموشنلی نمب ہے اس وقت وہ۔اور ویسے بھی میں اسے اپنے ہاتھوں میں لینا چاہتی ہوں۔میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھ پر بھروسہ کرے۔پوری طرح مجھ پر ڈیپینڈ کرے۔اور اس سب کے لیے یہ ضروری ہے کہ اسے سب نارمل ہی لگے۔"

"آپ چاہتی ہیں کہ وہ آنکھیں بند کر کے صرف آپ کے حکم پر اپنا سر جھکائے۔آپ کو اپنی خیر خواہ سمجھے اور آپ کو اپنا سیف زون سمجھے۔لیکن موم یہ ہو گا کیسے؟ آپ شاید بھول رہی ہیں وہ آپ کے بھائی کی بیٹی ہے۔وہ بھائی جس سے آپ نے پچھلے سترہ سال سے کوئی رابطہ نہیں رکھا۔کیا پتا آپ کے بھائی نے اسے آپ کے خلاف بھڑکایا ہو؟"وہ کسی بھی بات کا اثر لیے بغیر نارمل سے انداز میں کہہ رہا تھا۔شازیہ کے چہرے پر ناگواری ابھری۔

Clubb of Quality Content

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔" اس نے ناک پر سے مکھی اڑانے کی کوشش کی۔

"جی بلکل آپ سب بعد میں دیکھتی ہیں لیکن میں نہیں! میں اتنا کیئر لیس نہیں ہو سکتا۔ اس کے واپس اپنے حواسوں میں آنے سے پہلے اس کے gadgets لے لیں۔ مہربانی ہو گی آپ کی!" اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔

وہ کہہ کر کرسی پر سے اٹھ رہا تھا جب اسی لمحے ڈائننگ ہال میں علینا داخل ہوئی تھی۔ ارحم ایک لمحے کے لیے تھم گیا تھا۔ شازیہ کا رنگ فق ہوا تھا۔ شازیہ کو ڈر تھا کہ کہیں اس نے ان کی تمام باتیں سن نہ لی ہوں لیکن اس نے کچھ نہیں سنا تھا سوائے اس بات کے کہ وہ اس کے باہر کی دنیا کے ساتھ تمام کانٹیکٹ ختم کرنا چاہتے تھے۔

علینا مسکرائی پھر چل کر دوسری سربراہی کرسی کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔ ارحم اسے جانچتی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے سربراہی کرسی پیچھے کو کھینچی پھر کسی ملکہ کا سا انداز لیے بیٹھ گئی۔

"تم اٹھ گئیں؟"شازیہ نے اگلے لمحے ہی اپنے چہرے کے زاویے درست کیے تھے۔"اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟"اس نے اپنی آواز کو نرم کرتے ہوئے پوچھا۔علینا نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی۔پھر ٹیک لگا کر سیدھی ہوئی اور مسکرا کر ان دونوں کا چہرہ تکنے لگی۔

"پرفیکٹ۔"جواب بڑے خوشگوار سے انداز میں دیا گیا تھا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟"ارحم نے آبرو سے علینا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ماں کی طرف دیکھا۔

"ہاٹ پیچ؟رائٹ؟"اس نے محظوظ سے انداز میں کہا تو ارحم نے حیران ہوئے بغیر اس کی طرف اپنی گردن موڑی۔وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگا۔علینا نے ٹانگ پر سے ٹانگ ہٹائی پھر ارحم کی طرف دیکھنے لگی۔

"Say it Again اور میں دوبارہ تمہیں یہ لفظ بولنے کے قابل نہیں چھوڑوں گی!"لہجہ حد درجہ سرد تھا۔

ارحم اس کی بات پر مسکرایا تھا یوں کہ ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"علینا یہ کیا بد تمیزی ہے؟"اب کہ شازیہ کو غصہ چڑھا تھا۔علینا نے گردن موڑ کر شازیہ کی طرف دیکھا۔

"اخلاقیات کا درس دینا انہیں زیب نہیں دیتا جن کا خود کبھی اخلاق کے الف سے بھی واسطہ نہ پڑا ہو۔"وہ ہموار لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"ہوش میں تو ہو؟ کیا بول رہی ہو معلوم ہے؟"شازیہ کا پارا چڑھ گیا تھا۔

"بلکل میں اپنے ہوش و حواس میں واپس آچکی ہوں۔اس لیے تو یہاں آپ کے سامنے موجود ہوں۔"اس نے شازیہ سے بناڈرے کہا تھا۔"بہت ہو گئیں اِدھر اُدھر کی باتیں۔ اب ذرا کام کی بات پر آتے ہیں!"اس نے ایک بار پھر سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر کرسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا لی۔

"مستجاب علی کے بیٹے کو قتل کے الزام سے بچانے کے لیے چیف منسٹر نے آپ کو وزارت کی کونسی کرسی آفر کی ہے؟صوبائی وزیرِ اطلاعات و نشریات شازیہ شاہنواز صاحبہ؟"وہ ایک آبرو اٹھائے پوچھ رہی تھی۔

ان دونوں کو ایک لمحے کے لیے جھٹکا لگا تھا۔شازیہ تو حیران پریشان اس کا منہ دیکھنے لگی۔

پھر ارحم مسکرا دیا۔

"شو ٹائم!"اس نے محظوظ ہوتے ہوئے ہلکی آواز میں کہا۔

"کیا ہوا؟آپ پریشان ہو گئیں؟"وہ مصنوعی حیرانی لیے ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔"آپ کو کیا لگا میں بیوقوف ہوں؟مجھے معلوم نہیں ہو گا کہ آپ کون ہیں؟"اس نے ایک آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"علینا بیٹا یہ تم کیسی بات کر۔۔۔"وہ ابھی اپنی بات مکمل کرتی کہ اس سے پہلے ہی علینا ان کی بات کاٹ چکی تھی۔

"آپ اپنا ڈرامہ بند کر سکتی ہیں اب!مزید ایکٹنگ کر کے خود کو ہلکان مت کریں پلیز!"اس نے دو ٹوک انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا تو شازیہ اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سترہ!" وہ شازیہ کے چہرے پر بے تاثر نظریں جمائے کہہ رہی تھی۔ "سترہ گولیاں! اس نے میرے ابا کو سترہ گولیاں ماری تھیں!" وہ خاموشی سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"اچھا وجہ معلوم ہے کیا تمہیں؟" شازیہ کا انداز سرسری سا تھا۔ جیسے وہاں اس کے بھائی کی جگہ کسی عام انسان کی بات ہو رہی تھی۔

علینا نے اپنی مُٹھیاں بھینچ لیں۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے سامنے بیٹھی اس عورت کو جان سے مار ڈالے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں معلوم ہے۔"

"کیا وجہ تھی؟"

"میں!" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ "میرا ایک انکار۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ اس کی دائیں آنکھ سے آنسو نکل کر اس کے گال پر لڑھک گیا۔

"او ہو! بہت افسوس ہوا سن کر کہ باپ کی موت کی وجہ بیٹی نکلی!"شازیہ نے مسکراتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

ارحم علینا کے چہرے کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسو اسے بہت محظوظ کر رہے تھے۔

"ہمم۔مجھے بھی بہت افسوس ہوا تھا یہ جان کر کہ بہن نے بھائی کی موت کے بدلے وزارت کی ایک بڑی کرسی قبول کر لی!"وہ شازیہ کی طرف دیکھتی طنزیہ سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا لیکن تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں نے اپنے بھائی کی موت کو کیش کیا ہے؟"وہ دوبارہ سے اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہنے لگی۔علینا مسکرائی تو اس کا ہونٹ ایک طرف سے اوپر کو اٹھا۔

"چیف منسٹر کا بیٹا ایک قتل کر دیتا ہے۔پولیس اطلاع دینے کے فوراً بعد آتی ہے۔وہ آ کر کرائم سین کو دیکھنے کے بجائے کرائم سین سرے سے ہی صاف کروا دیتی ہے۔ایف آئی آر

کاٹی جاتی ہے نا معلوم افراد کے خلاف جو اہلِ محلہ کے مطابق ڈاکے کی غرض سے گھر میں گھسے اور مزاحمت کرنے پر انہوں نے میرے ابا کو گولیاں مار دی اور پھر فرار ہو گئے۔ اور ایک جھوٹی پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی بنائی گئی جس میں آلہِ قتل بھی چُھپا دیا گیا۔ کور اَپ اچھا بنایا آپ لوگوں نے لیکن سوال یہ ہے کہ ڈاکوؤں کے پاس نائن ایم ایم کی گلاک اٹھارہ کیا کر رہی تھی؟" وہ دانت پیستے ہوئے شازیہ کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ علینا کی کسی بھی بات پر کوئی بھی تاثر دیے بغیر اپنا ناشتے میں مصروف رہی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ناشتے کی وہ پلیٹ اٹھا کر زمین پر پٹخ دیتی۔

"محلے والے پولیس کے ڈرانے دھمکانے پر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور پھر عین میرے باپ کے جنازے سے پہلے آپ آتی ہیں! میری پھپھو! ارے نہیں سوری!" وہ مسکرائی پھر دانت پر دانت جماتے ہوئے کہنے لگی۔ "پھپھو نہیں۔ میری خیر خواہ! میری وہ خیر خواہ جس نے پچھلے سترہ سالوں سے ہم سے کوئی تعلق نہیں رکھا!" وہ عجیب سے انداز میں ہنسی۔ اس کی ہنسی میں تکلیف پنہاں تھی اور ارحم اسے اچھی طرح سے نوٹ کر چکا تھا۔ "مستجاب علی کے بیٹے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے تو میرے باپ کا قتل کیا تھا! آپ نے تو ان کی موت بھی جھوٹی قرار دے دی!" وہ چلائی تھی۔ ارحم اور شازیہ نے اس کے چلانے پر بھی کوئی ردِ عمل نہیں دیا تھا۔

"میں نمب ضرور ہو گئی تھی لیکن اندھی نہیں! آپ لوگ سب میرے سامنے کر رہے تھے! میرا دماغ اس سب کو پراسس نہیں کر پا رہا تھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ میرے دماغ میں ریجسٹر بھی نہیں ہو رہا تھا!" وہ سرد آواز میں کہہ رہی تھی۔

"میرے پاس ثبوت ہیں وزیر صاحبہ! اور میں انہیں انٹرنیٹ پر ڈال دوں گی! اور اب آپ مجھے یہاں سے جانے دیں گی!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

شازیہ نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"کس نے کہا کہ تم ویڈیوز انٹرنیٹ پر ڈالو گی؟" وہ مسکرائی۔ علینا کو یکدم جیسے کوئی جھٹکا لگا۔ ویڈیوز؟ لیکن اس نے تو ویڈیوز کا نام نہیں لیا تو پھر انہیں کیسے۔۔۔؟ ارحم بھی ذرا حیران ہوا تھا۔ شازیہ نے ارحم کی طرف دیکھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے؟ میں تمہیں یہاں اپنے گھر لے آؤں گی اور تم پر کوئی نظر نہیں رکھواؤں گی؟" پھر واپس سے علینا کی طرف چہرہ موڑ لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہاری ساری انٹرنیٹ ایکٹیویٹی ہمارے زیرِ نگرانی ہے! ہم تم پر شروع سے ہی نظر رکھے ہوئے ہیں! تم ویڈیوز دیکھنے سے پہلے شارق اور اس کی فیملی کو کال کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ان سب کا نمبر بار بار بند مل رہا تھا۔ یہ بھی ہم نے کیا تھا۔ نہ تو تمہاری کال ان تک جائے گی اور نہ ہی ان کی کال تم تک آئے گی۔" علینا کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ "ایک مزے کی بات بتاؤں تمہیں؟" وہ علینا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ ایک لمحے کے لیے رکی پھر کہنے لگی۔ "ہمیں معلوم نہیں کہ وہ ویڈیوز تمہیں کس نے بھیجی تھیں لیکن تمہارا موبائل ہیک کر کے ہم وہ ویڈیوز تمہارے موبائل پر سے ڈیلیٹ کر چکے ہیں!"

علینا کو لگا وہ کبھی سانس نہیں لے سکی تھی۔ وہ ساکت سی اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔

"تو میری پیاری بھانجی تم یہ سوچنا بھی مت کہ تم مجھے ثبوت کا نام لے کر بلیک میل کرو گی!" وہ دوبارہ اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ ارحم بھی مسکراتا ہوا اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ اس کی ماں اتنی بھی بیوقوف نہیں تھی جتنا وہ سمجھتا تھا۔

"بھائی تھے وہ آپ کے!"وہ ٹیبل پر زور سے ہاتھ مار کر کرسی سے اٹھتی ہوئی غرائی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

"نہیں تھا وہ میرا بھائی!"وہ اس قدر بلند آواز میں چلائی کہ وہ ساکت رہ گئی۔ ارحم پر البتہ کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ اب بھی پہلے جیسا ہی بے تاثر رہا تھا۔ تمام ملازمین اس کی بلند آواز سن کر کونے کھدروں میں چُھپ بیٹھے تھے۔

آج تک کبھی کسی نے علینا ضرار پر اپنی آواز بلند نہیں کی تھی۔ ضرار نے بھی کبھی اس سے اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔ سب کا لہجہ اس کے ساتھ بات کرتے ہوئے ہمیشہ مدھم ہی رہا تھا۔ وہ خود بھی درمیانی آواز میں بولتی تھی۔ آج زندگی میں پہلی بار وہ بلند آواز سے بولی تھی۔

"میرے ماں باپ نے ساری زندگی میرے بھائی کو مجھ پر فوقیت دی!"وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اب دونوں ہاتھ میز پر رکھے غرا رہی تھی۔"ساری زندگی اسے مجھ پر ترجیح دی! مجھے ایک آدمی سے محبت تھی اور میرے ماں باپ نے میری شادی اس سے

نہیں ہونے دی! میری محبت کو مجھ سے چھین لیا گیا اور ایک بڈھے کے ساتھ میری شادی کر دی گئی! کیوں؟"شازیہ نے استہزائیہ سے انداز میں ایک بلند قہقہہ لگایا۔"کیونکہ وہ ایک امیر آدمی تھا! ایک وزیر تھا! اور ضرار؟ تمہارا عظیم باپ؟"وہ طنزیہ سا مسکرائی۔"اس نے میرا ساتھ نہیں دیا! وہ میرے لیے نہیں کھڑا ہوا! میں نے اس کی منت کی کہ اماابا کو منع کرے! وہ اس کی مانتے ہیں، اس کی بات سنتے ہیں! میری اس آدمی سے شادی نہ کرائیں لیکن تمہارے باپ نے میری ایک نہیں سنی! اس نے میرے لیے آواز نہیں اٹھائی! کر دی ان سب نے میری شادی اس جانور سے!"وہ چیخ رہی تھی۔ علینا دم سادھے انہیں سن رہی تھی۔ وہ پہلی بار زندگی میں کسی کے منہ سے اپنے باپ کے لیے بُرے الفاظ سن رہی تھی۔

وہ چل کر علینا کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ پھر چہرہ اس کے کان کے قریب کیے کہنے لگی۔ "جانور تھا وہ آدمی! اس نے مجھے کبھی بیوی نہیں سمجھا! ہمیشہ ایک شے، ایک چیز سمجھا! کتے سے بد تر زندگی دی اس آدمی نے مجھے! کسی جانور کی طرح وہ مجھے مارتا تھا، پیٹتا تھا، استعمال

کرتا تھا!"وہ ایک لمحے کے لیے رکی پھر کہنے لگی۔"اور پھر ایک دن!ہنزہ کی وادیوں میں تمہارے باپ کو ایک لڑکی سے محبت ہو گئی!پتا ہے پھر میرے ماں باپ نے کیا کیا؟"وہ ہنسی۔پھر ایک جھٹکے سے اس نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اپنے چہرے کے قریب کیا۔"اس لڑکی کو انہوں نے اپنی بہو بنالیا!وہ عورت تمہاری ماں بنی اور کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا!"وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے چلا رہی تھی۔علینا کی آنکھوں سے روانی کے ساتھ آنسو بہنے لگے۔اسے شازیہ کے ناخن اپنی جلد میں اترتے محسوس ہو رہے تھے۔وہ روتے ہوئے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ارحم بس محظوظ سا مسکراتا ہوا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

"نفرت تھی مجھے تمہاری ماں سے!نفرت تھی مجھے تم سے!میں تم دونوں کو جان سے مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن مجھے ایسا کرنے کا کبھی موقع نہیں ملا!لیکن اب میں ایسا کروں گی کیونکہ اب مجھے موقع ملا ہے۔"علینا ساکت ہو گئی۔اس کا چہرہ سفید پڑنے لگا۔شازیہ نے اس کے چہرے کا بدلا ہوا رنگ دیکھا تو مسکرا دی۔"فکر مت کرو!میں تمہیں ماروں گی نہیں!میں

تمہیں موت سے بد تر کچھ دوں گی! میں تمہیں قید دوں گی! جس طرح مجھے قید دی گئی تھی! اور تمہاری قید بنے گا ارحم! جس طرح کی زندگی اس آدمی نے مجھے دی بلکل ویسی زندگی ہی اب میرا بیٹا تمہیں دے گا! ضرار کی بیٹی کو ہر وہ زخم ملے گا جو مجھے ملا!" وہ مسکرا رہی تھی۔ ارحم نے اپنی ماں کی بات سن کر ایک لمحے کے لیے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا پھر مسکرا کر واپس سے اپنا ناشتہ کرنے لگا۔

نہیں! آپ ایسا نہیں کر سکتیں! ابا نے آپ کے ساتھ غلط کیا لیکن آپ اپنی زندگی خراب ہونے کی سزا مجھے نہیں دے سکتیں!" وہ گھبرائی ہوئی سی کہہ رہی تھی۔

"میں ایسا ہی کروں گی! میں ارحم سے تمہارا نکاح کروادوں گی!" وہ چلائی تھی۔

"میں تمہارے بیٹے سے نکاح نہیں کروں گی!" وہ یکدم غرائی تھی۔

"تو پھر میں ایسے ہی تمہیں اس کے حوالے کر دوں گی! پھر یہ چاہے جو مرضی کرے تمہارے ساتھ میری بلا سے!" وہ علینا سے بھی بلند آواز میں اس پر چلائی تھی۔ وہ شازیہ کی بات سن کر ششدر رہ گئی تھی۔

"تم ایک بیوقوف لڑکی ہو! کیا لگتا ہے تمہیں تم مجھے یہاں آکر بلیک میل کرو گی اور میں تمہیں جانے دوں گی؟"وہ مسکرائی۔"انہوں! میں تمہیں ساری زندگی اسی گھر میں قید رکھوں گی۔ تم چیخو یا پھر چلاؤ تم یہاں سے نکل نہیں پاؤ گی!"

"نہیں! تم ایسا نہیں کرو گی! میں یہاں نہیں رہوں گی!"وہ چلا رہی تھی۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ بہت بُری طرح ٹریپ ہو گئی تھی۔

"تم مجھے نہیں بتا سکتیں کہ میں کیا کروں گی اور کیا نہیں! یہ میں تمہیں بتاؤں گی کہ تم کیا کرو گی اور کیا نہیں!"وہ اسے بازو سے پکڑ کر اب گھسیٹ رہی تھی۔ علینا اپنی تمام تر مزاحمت کے باوجود اس کے ساتھ کھنچتی چلی جا رہی تھی۔ ارحم مسکرا کر اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

وہ چلا رہی تھی۔ چیخ رہی تھی۔ لیکن ملازموں سے بھرے اس گھر میں کوئی اس کی مدد کرنے کو تیار نہ تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے واپس سے اس کے کمرے میں لے آئی۔ اس نے اس کا بازو چھوڑتے ہوئے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر پھینکا تھا۔

"نہیں!"وہ اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگی تھی لیکن اس نے اسے جھٹک دیا اور دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی۔علینا نے اپنا پورا زور لگا کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔دروازے کے باہر وہ کھڑی چابی سے دروازہ لاک کر رہی تھی۔دروازہ لاک کر کے اس نے وہ چابی ملازم کی طرف بڑھادی۔

"جو مرضی ہو جائے۔تم یہ چابی صاحب کو ہر گز نہیں دو گے!"اس نے چابی اس ملازم کے ہاتھ پر رکھی پھر واپس سے لاؤنج کی طرف بڑھ گئی۔ملازم پہلے بھی ایسا کئی بار کر چکا تھا۔اس کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لاؤنج میں ارحم اپنا ناشتہ ختم کر کے باہر نکل رہا تھا۔

"ارحم!"وہ اس کی آواز پر رک گیا۔پھر وہ شازیہ کی طرف پلٹا۔

"میں آج ہی ایک ہفتے کے لیے امریکہ جا رہی ہوں!ایک ضروری کام ہے!ڈونٹ یو ڈیئر! تم اس لڑکی کے ساتھ کچھ بھی نہیں کرو گے!خود پر قابو رکھو گے!واپس آتے ساتھ ہی میں

اس سے تمہارا نکاح کروادوں گی۔ پھر چاہے تم جو مرضی کرنا اس کے ساتھ آئی ڈونٹ کیئر! آئی میری بات سمجھ؟"اس کا لہجہ سخت تھا۔ تنبیہ کرتا ہوا۔

"جی موم!"وہ مسکرایا پھر آگے بڑھ گیا۔ شازیہ پیچھے کھڑی اسے آنکھیں سکیڑ کر جاتا دیکھتی رہی۔

اس کی اولاد اعتبار کے قابل نہیں تھی۔ لیکن یہ رسک لینا ضروری تھا۔ انہیں امریکہ گورنمنٹ کی طرف سے بھیجا جارہا تھا۔ وہ اپنا جانا پوسٹ پونڈ نہیں کر سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

وہ مسلسل دروازے کو پیٹ رہی تھی۔ دروازے کو پیٹ پیٹ کر اب اس کے ہاتھ لال ہونے لگے تھے۔ درد بھی ہو رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ بلک بلک کر۔ وہ اسی طرح روتے ہوئے دروازے کے ساتھ کمر لگائے گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی۔ کافی دیر یونہی بیٹھ کر روتی رہی۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اب کمرے میں اپنے بچاؤ کے لیے کچھ تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کوئی راہِ فرار۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ ٹیبل پر کچھ ڈیکوریشن پیسز پڑے تھے۔ اس نے ایک ایک کر کے ڈریسنگ ٹیبل کی درازیں کھولنا شروع کیں۔ وہ سب خالی تھیں۔ وہ بیڈ تک آئی اور ایک ایک کر کے اپنے بیگز دیکھنے لگی۔ کچھ بھی نہیں۔ وہاں ایسا کچھ بھی نہیں تھا جسے وہ اپنے دفاع میں استعمال کر سکتی تھی۔ وہ کھڑکی تک آئی۔ پردے ایک طرف سرکائے پھر کھڑکی کھول کر نیچے دیکھنے لگی۔ کھڑکی کافی اونچی تھی۔ وہ بنگلے کی پہلی منزل پر تھی اور کھڑکی سے چھلانگ لگانے پر اس کی موت پکی تھی۔ اس نے کھڑکی بند کی، پھر پردے برابر کیے اور واشروم کی طرف بڑھ گئی۔ واشروم میں بس ایک صابن اور شیمپو کی بوتل تھی اور کچھ نہیں۔ وہ واشروم سے باہر نکل آئی۔ پھر اپنے بیڈ تک واپس آئی۔ اس نے باری باری اپنے لیپ ٹاپ اور موبائل کو استعمال کر کے کسی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن سب بند تھا۔ اس نے پہلے بھی بڑے ابا اور باقی سب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پہلے بھی وہ کسی سے رابطہ نہیں کر پائی تھی۔ اسے شک سا گزرا تھا اور اب وہ شک حقیقت بن چکا تھا۔ وہ اب کسی سے رابطہ نہیں کر سکتی تھی۔ تمام راستے بند تھے۔ وہ بیڈ کی پائینتی کے ساتھ ٹیک لگا

کر بیٹھ گئی۔ وہ اس کمرے میں ٹریپ ہو گئی تھی۔ وہ اب دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھامے لرزتے ہوئے رو رہی تھی۔

"اللہ پلیز میری مدد کریں! مجھے بچالیں!" وہ بلکتے ہوئے بار بار اللہ کو مدد کے لیے پکار رہی تھی۔

وہ کافی دیر یونہی بڑبڑاتے ہوئے اللہ کو پکارتی رہی پھر فرش پر لیٹ گئی۔ آنسو ایک بار پھر روانی سے بہنے لگے تھے۔

"ابا!" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں باپ کو پکارا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے یاد تھا اسے جب بھی کبھی اپنی زندگی میں ڈر لگا تھا اللہ کے بعد اس نے اپنے ابا کو ہی پکارا تھا۔ ہر بار اس کے ابا اس کے پاس آجاتے تھے اور وہ پُرسکون ہو جاتی تھی۔ خوف کے تمام بادل چھٹ جاتے تھے۔ ہر طرف سکون ہو جاتا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ وہ سب سے پہلے اللہ کو مدد کے لیے پکارتی تھی تو اللہ اس سے خوش ہو کر ابا کو اس کا مسئلہ ہر حل کرنے بھیج دیتے تھے۔ آج بھی اسے یہی لگ رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک اللہ کو پکارتی رہی تھی۔ اب اسے

اپنے باپ کی وہ نرم گرم سی آغوش یاد آ رہی تھی جو ہمیشہ اسے محفوظ رکھتی آئی تھی، جو ہمیشہ دنیا کی برائی سے اس کی ڈھال بنتی آئی تھی۔ لیکن وہ جانتی تھی آج اللہ اس کے باپ کو اس کی مدد کے لیے نہیں بھیجنے والا تھا۔ وہ بلکل اکیلی تھی۔

"اللہ!" وہ ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے ایک بار پھر اُسے پکار رہی تھی۔ کہ شاید کوئی معجزہ ہو جائے اور وہ بچ جائے۔

ناجانے وہ کتنی دیر تک روتی رہی اور کب اس کی آنکھ لگ گئی۔ جب دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا تھا۔ وہ سیدھی ہوئی تو اس کی کمر میں درد سے ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ بے ساختہ ہی اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔ وہ اٹھی اور فرش پر گرا ہوا اپنا دوپٹہ اٹھا کر اپنے جسم کے گرد لپیٹنے لگی۔ اسے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اسوچ بورڈ تک گئی اور ابھی پہلا بٹن ڈبایا ہی تھا کہ کمرے میں مدھم سی روشنی پھیل گئی۔ روشنی سے اس کی آنکھیں چند لمحوں کے لیے چندھیا گئیں۔ تھکے ہوئے قدم لیے وہ واپس سے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔ خاموشی اس قدر گہری تھی کہ

خوف محسوس ہونے لگے۔اسے بھی خوف محسوس ہو رہا تھا۔آنکھیں ایک بار پھر بھیگنے لگی تھیں۔اس نے اپنی ہتھیلی کی پشت سے اپنی آنکھیں رگڑ لیں۔تبھی اسے قدموں کی آواز سنائی دی۔کوئی اس کے کمرے کی طرف آرہا تھا۔اسے دروازے کے کی ہول میں چابی ڈالنے کی آواز سنائی دی۔پھر لاک کھلنے کی آواز آئی اور پھر دروازے کا ہینڈل ہلتا ہوا نظر آیا۔دروازہ کھلنے پر جو شخص کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سے دوڑ گئی۔

ارحم شاہنواز مسکراتا ہوا اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم؟"اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔اسے اس وقت اپنے کمرے میں موجود اس آدمی کی مسکراہٹ سے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا۔اس کی نظریں ارحم کے ہاتھ میں پکڑے ایک بیگ تک گئیں۔وہ چل کر اس کے قریب آیا۔بیگ بیڈ پر رکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ کیا کر رہے ہو؟"اس کی آواز کانپ رہی تھی۔لیکن جسم خوف کے باعث ہلنے سے قاصر تھا۔ارحم نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ دروازے تک گیا پھر اسے لاک کرنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟"وہ چلاتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔وہ اسے دروازہ لاک کرنے سے روکنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ اسے پیچھے کی طرف دھکا دے چکا تھا۔

پھر وہ اس کی طرف مڑا۔

"یو آر گوئنگ ٹو تھرو آفیسٹ فارمی!"وہ عجیب سے انداز میں مسکرا رہا تھا۔

وہ اس کی مسکراہٹ کا معنی سمجھ کر دھک سے رہ گئی تھی۔علینا کو لگا اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی تھی۔

"میرے کمرے سے نکل جاؤ اسی وقت!"وہ کانپتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔

"اپنا کام ہوئے بغیر میں یہاں سے نہیں جا رہا!"وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"میں شور مچا دوں گی!"وہ چلائی تھی۔وہ اس کی بات پر قہقہہ لگانے لگا۔

"مچاؤ شور۔ جتنا شور مچانا ہے مچاؤ! مجھے تو بلکہ بہت اچھا لگے گا جب تم چلاؤ گی! میں اسی لیے تو یہاں آیا ہوں! مجھے سکون ملے گا علینا!" وہ محظوظ سا کہہ رہا تھا۔ وہ اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ وہ چل کر اس کے قریب آیا۔ علینا نے قدم پیچھے لینے کی کوشش کی لیکن پیچھے بیڈ ہونے کی وجہ سے وہ اس پر گر گئی۔ وہ بیڈ پر اس پر جھک چکا تھا۔

"پلیز ارحم! جسٹ لیٹ می گو! مجھے جانے دو! پلیز!" وہ ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے اس کے سامنے بھیک مانگ رہی تھی۔ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ خوف کے مارے اس نے بیڈ شیٹ کو اپنے مُٹھیوں میں بھینچ لیا تھا۔ وہ اس کے آنسو دیکھ کر ہنسنے لگا۔

"تمہیں کوئی مجھ سے بچانے والا نہیں ہے کیونکہ اس پورے گھر میں آج رات کوئی بھی نہیں ہے سوائے گھر کے باہر موجود گارڈز کے! تمام ملازمین کو میں چھٹی دے چکا ہوں۔ اس وقت اس پورے گھر میں صرف میں اور تم ہیں! ڈونٹ یو تھنک ٹائم کو ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے؟" وہ اس کی گردن پر اپنا ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا۔ وہ اس کا ہاتھ اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کے کمزور ہاتھ ایسا کرنے میں ناکام ہو رہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھے۔ وہ اٹھارہ سال کی ایک نازک سی لڑکی تھی اور وہ تیس سال کا ایک طاقتور مرد۔ ارحم کے سامنے اس کی حیثیت بس ایک چیونٹی جتنی تھی۔

"تمہیں اللہ کا واسطہ ہے ارحم! پلیز!" وہ بلکتے ہوئے اسے اب اللہ کا واسطہ دے رہی تھی۔ شاید وہ اللہ کا ہی خوف کھا کر اسے چھوڑ دے؟ لیکن وہ غلط تھی۔ ارحم کی ہنسی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ اس کے بھیک مانگنے اور رونے سے مزید محظوظ ہو رہا تھا۔

وہ ذرا پیچھے ہوا پھر اگلے لمحے اس نے کھینچ کر اس کے جسم پر لپٹا ہوا اس کا دوپٹا اتار پھینکا۔ وہ ڈر اور خوف کے زیر اثر ساکت رہ گئی۔ اسے اپنے جسم میں ہلکی سی جنبش تک نہ محسوس ہوئی۔

"ڈونٹ یو وری! تم جو سوچ رہی ہو، میں وہ سب نہیں کرنے والا! میں تمہارا ریپ نہیں کرنے والا! وہ میں نے کل کے لیے چھوڑا ہے! موم سات دن بعد واپس آئیں گی اور تب تک وی ہیو سیون نائٹس! میرے پاس ہر رات کے لیے اسپیشل آئیڈیاز ہیں! آج رات میں کچھ اور کرنے والا ہوں!" وہ کہتا ہوا اب دوبارہ سے اس کی طرف جھک چکا تھا۔ اس نے علینا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کی قمیض کا گریبان پکڑ کر اسے کھینچنے کی خو شش کی۔ وہ مسلسل روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی مدد سے اسے روکنے کی کو شش کر رہی تھی۔ علینا نے اپنے ایک ہاتھ کے ناخن اس کی گردن میں پیو ست کرنے کی کو شش کی۔

وہ یکدم چلایا پھر پیچھے ہٹا۔ علینا کو یہی موقع نظر آیا تھا۔ وہ بیڈ پر سے اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگی۔ اس نے دروازہ کھولنے کی کو شش کی کہ اس سے پہلے ہی ارحم اسے بالوں سے پکڑ چکا تھا۔ وہ اسے بالوں سے پکڑ کر کھینچتا ہوا ایک بار پھر دروازے سے دور لے آیا۔

"مجھے جانے دو یہاں سے! تمہیں اللہ سے ڈر نہیں لگتا؟" وہ اس پر اپنی پوری قوت سے چلائی تھی۔

علینا کو اب بھی لگ رہا تھا کہ وہ کوئی بشر تھا جسے وہ اللہ کا خوف دلائے تو شاید وہ اسے چھوڑ دے گا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ شیطان تھا اور شیطان اللہ سے ڈرا نہیں کرتا تھا۔

اس کے بازو پر ارحم کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر استہزائیہ سے انداز میں ہنسا پھر اگلے لمحے اس نے ایک زناٹے دار تھپڑ علینا کے چہرے پر جڑ دیا۔ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ساکت رہ گئی۔اسے زندگی میں پہلی بار تھپڑ پڑا تھا۔وہ وہاں نہیں تھی۔اس کا دماغ کہیں بہت پیچھے اسے کسی یاد کے پاس لے گیا تھا۔وہ پانچ سال کی تھی اور زمین پر بیٹھی رو رو ہی تھی۔اس کے گھٹنے سے خون نکل رہا تھا۔وہ کھیلتے کھیلتے گر گئی تھی اور چوٹ لگا بیٹھی تھی۔

اس نے دیکھا کہ اس کے ابا بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے تھے۔وہ مٹی سے بھری زمین پر بیٹھے اس کا زخم دیکھ رہے تھے۔انہوں نے اسے گلے سے لگا کر چُپ کروایا پھر گود میں اٹھا کر اسے اپنے ساتھ گھر کے اندر لے گئے۔اس دن انہوں نے اس کے زخم کی پٹی کرنے کے بعد پورا دن صرف اس کی مرضی کے مطابق سب کام کیے تھے۔وہ جو کہتی وہ وہی کرتے۔وہ کہتی کہ اسے چاکلیٹ کھانی تھی،اگلے پانچ منٹ میں چاکلیٹ آجاتی۔وہ کہتی اسے فلاں کھلونا چاہیئے تھا،اگلے ایک گھنٹے میں وہ اپنے ابا کے ساتھ جا کر وہ کھلونا لے آتی۔اسے یاد تھا وہ باقی پورا دن ہنستی رہی تھی۔

اس کا دماغ واپس ہوش میں آیا تو وہ شل رہ گئی۔وہ برہنہ تھی۔پوری طرح۔اس کے جسم پر لباس کا ایک ٹکڑا تک نہ تھا۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ ہلانے کی کوشش کی

لیکن وہ انہیں ہلا نہیں سکی۔ وہ انہیں نائلن کی زپ ٹائیز سے باندھ چکا تھا۔ وہ جتنا اپنے ہاتھوں کو ہلانے کی کوشش کرتی زپ ٹائیز اتنی ہی اس کی کلائیوں کے گوشت میں پیوست ہونے لگتیں۔ اس نے اپنے پیر ہلانے کی کوشش کی مگر وہ انہیں بھی ہلا نہ پائی۔ وہ بھی زپ ٹائیز سے باندر کھے تھے۔ آنسو ایک بار پھر تیزی سے بہنے لگے تھے۔ لیکن اس بار وہ خون کے آنسو تھے۔ آنکھوں سے بہنے والا ہر آنسو موت کی استدعا لیے نکل رہا تھا۔ وہ اس آدمی کے سامنے برہنہ تھی۔ اس کی عصمت کی دھجیاں اڑادی گئی تھیں۔ وہ موت مانگ رہی تھی۔ وہ ٹریپ ہو گئی تھی۔ اسے موت آزادی لگ رہی تھی۔ وہ آزادی مانگ رہی تھی۔

"یا اللہ اگر میں نے کبھی کوئی نیکی کی ہے تو مجھے اس کے عوض موت دے دے! پلیز! پلیز! یہ نہ کر میرے اللہ میرے ساتھ! یہ نہ کر!" وہ اپنے لب ہلا رہی تھی لیکن اسی اپنی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ ایسا کیوں تھا۔ پھر اس نے دیکھا کہ وہ ہاتھ میں کچھ پکڑے اس کی طرف آیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اللہ سے موت مانگی تھی۔ وہ اس کے چہرے کے قریب جھکا تھا۔

"چلو اس سے شروع کرتے ہیں!" وہ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے کہہ رہا تھا۔اس نے کچھ کہنے کے لیے اپنے ہونٹ ہلائے تھے لیکن اسے اپنی آواز نہ سنائی دی۔اسے معلوم نہیں تھا کیوں۔

اس نے وہ چیز ہاتھ میں بلند کی۔اور اگلے لمحے ہی علینا کو تمام سوالوں کے جواب مل گئے تھے۔وہ چمڑے کا ہنٹر تھا۔اس کی چیخیں ڈب گئی تھیں اور اب اسے معلوم ہوا تھا کیوں۔۔۔ وہ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس کا منہ بند کر چکا تھا۔اگر اس کے منہ میں کپڑا نہ ہوتا تو شاید پورے گھر میں اس کی چیخیں سنائی دیتیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔پھر اس کے چہرے کے پاس جھکا۔

"ارے یار مزہ نہیں آرہا ہے!مجھے تو تمہاری آواز ہی سنائی نہیں دے رہی!" وہ اس کے منہ کی طرف جھکتا ہوا اس کے منہ میں ٹھونسا ہوا کپڑا نکال رہا تھا۔

اب وہ ایک کے بعد ایک کسی جنونی کی طرح اس کے جسم پر ہنٹر برسا رہا تھا۔اس کے برہنہ جسم سے خون رسنے لگا تھا لیکن وہ رکا نہیں۔اسے مزہ آرہا تھا۔چیخ چیخ کر اس کا گلا بیٹھ چکا

تھا۔ درد کی شدت اتنی تھی کہ وہ بے ہوش ہونے کے قریب ہوتی لیکن جیسے ہی وہ بے ہوش ہونے لگتی وہ اسے ایک بار پھر سے ہنٹر سے پیٹتا۔ وہ ایک بار پھر چیخنے لگتی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو کسی دریا کی طرح بہہ رہے تھے۔ ادھ کھلی آنکھوں کے ساتھ اس نے دیکھا کہ وہ اس کے سامنے موجود صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ ہنٹر اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ ہنٹر کو اپنے ہاتھوں میں لیے گُھما رہا تھا۔

"میرا باپ میری ماں کو ایسے ہی مارتا تھا۔ بلکل ایسے ہی جیسے میں تمہیں اس وقت مار رہا ہوں اور آگے ماروں گا۔" وہ سرد سی آواز میں کہہ رہا تھا۔ وہ اس کے منہ کو ہلتا ہوا دیکھ سکتی تھی۔ الفاظ بھی سن سکتی تھی لیکن نہ وہ اپنے جسم کو کوئی جنبش دے پا رہی تھی اور نہ ہی کچھ بولنے کے لیے اپنے ہونٹ ہلا پا رہی تھی۔

"ہفتے میں ایک بار کبھی کبھار دو بار۔ وہ میری ماں کو مارتا تھا۔ اور میں سب دیکھتا تھا۔ میرا باپ مجھے زبردستی دکھاتا تھا سب۔ اور میں ناچاہتے ہوئے بھی سب دیکھتا تھا۔ لیکن پھر یہ سب اچھا لگنے لگا۔ وہ چاہتا تھا میں اس کے جیسا بن جاؤں۔ اور میں بن بھی گیا۔ پھر وہ مر گیا۔

تمہیں پتا ہے میرا باپ کیسے مرا؟"اس نے چہرہ اٹھا کر علینا کی طرف دیکھا۔وہ نیم بے ہوش تھی۔"میں نے مارا اسے!اس کے کھانے میں زہر ملا دیا۔وہ زمین پر گرا تڑپ رہا تھا اور مجھے بہت مزہ آرہا تھا۔قسم سے!"وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔وہ ہنستا ہوا اس وقت کسی پاگل خانے کا مریض لگ رہا تھا۔وہ ہنٹر پر نظریں جمائے کافی دیر ہنستا رہا پھر چہرہ اٹھا کر علینا کی طرف دیکھنے لگا۔

"آگے بڑھیں؟"اس نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔وہ اسے روکنا چاہتی تھی لیکن روک نہ پائی۔وہ اٹھ کر بیڈ پر اس کے پاس آبیٹھا۔اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے سیگریٹ کا ایک پیکٹ اور لائٹر نکالا۔لائٹر کا شعلا بھڑکا اور اس نے پیکٹ میں سے ایک سیگریٹ نکالی اور پھر اسے جلانے لگا۔چند لمحے وہ اس کی طرف مسکراتا ہوا دیکھ کر سیگریٹ کے کش بھرتا رہا۔اگلے لمحے علینا کو اپنی ران سلگتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ سیگریٹ اس کی ران کے گوشت میں پیوست کیے ہوئے تھا اور وہ ایک بار پھر چلا رہی تھی۔ایک بار پھر آنکھوں سے آنسو کسی سیلابی ریلے کی مانند بہہ نکلے تھے۔ایک بار پھر لب ہلنے سے قاصر رہے تھے۔ایک بار

پھر موت کی استدعا کی گئی تھی۔ وہ اب اس کے جسم پر جگہ جگہ سیگریٹ سے نشان داغ رہا تھا۔ وہ چیختی اور وہ ہنستا۔ کافی دیر تک وہ اپنے اسی عمل میں مصروف رہا۔ پھر وہ رک گیا اور اپنے بیگ کی طرف گیا۔ بیگ میں سے اس نے ہتھیلی جتنا ایک چھوٹا سا چاقو نکالا تھا۔ وہ بے سُدھ لیتی رہی۔ جسم کو کسی طرح کی بھی جنبش دینے کی صلاحیت اس میں جیسے ختم ہو گئی تھی۔ وہ مرنا چاہتی تھی اور اسے لگ بھی رہا تھا کہ وہ مر رہی ہے لیکن اگلے لمحے اس کی یہ خوش فہمی غلط فہمی میں تبدیل ہو گئی۔ وہ ایک بار پھر اس کے بستر پر اس کی طرف جھکا اس کی شہ رگ کے ذرا قریب ہاتھ میں چاقو پکڑے کٹ لگا رہا تھا۔ خون کی ایک باریک سی لکیر اس کٹ سے نکل رہی تھی۔ وہ اس کے جسم پر جگہ جگہ چاقو سے کٹ لگا رہا تھا جیسے مصوری کر رہا ہو۔ دماغ کے کونے میں ایک خیال سا ابھرا تھا۔ کاش! وہ چاقو اس کی شہ رگ ہی کاٹ دے تو کتنا اچھا ہو؟ سب ختم ہو جائے تو کتنا اچھا ہو گا؟ لیکن وہ صرف یہ نہیں کر رہا تھا۔۔ وہ اسے چھو بھی رہا تھا۔ اس کے پورے جسم کو اپنے ہاتھوں سے چھوتے ہوئے وہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ کیا وہ سب انجوائے کر رہی تھی؟ اس کا جہاں دل چاہتا وہ اسے چھوتا

تھا جیسے وہ اس کا کوئی کھیلونا تھی، جیسے وہ کوئی ٹشو پیپر تھی جسے جیسے مرضی چاہے استعمال کر لیا جاتا۔ اب کی بار وہ سب سے زیادہ چلا رہی تھی۔ وہ اسے بار بار کہتی کہ بھلے وہ اسے مار لے لیکن اسے یوں نہ چھوئے۔ وہ ایسے نہ کرے اس کے ساتھ۔ وہ اس کے پیروں میں پڑ کر اب بھیک بھی مانگ سکتی تھی۔ وہ اپنی بے توقیری، اپنی عصمت و عفت کی بربادی پر بھیک مانگ رہی تھی، چلا رہی تھی، چیخ رہی تھی، رو رہی تھی۔ لیکن وہ رک نہیں رہا تھا۔ پھر اس میں چیخنے چلانے کی ہمت بھی ختم ہو گئی۔ آنکھیں اب رو رو کر بھی تھک گئی تھیں۔ ان میں بہانے کے لیے کوئی آنسو نہ بچے تھے۔ وہ خشک ہو چکی تھیں۔ بلکل اسی طرح جس طرح وہ بے آبرو ہو چکی تھی۔ اس کی آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں۔ وہ اس پر جھکا اس کی ہنسلی کی ہڈی سے ذرا نیچے چاقو سے چند لکیریں لگا رہا تھا۔ پھر وہ پیچھے ہٹا اور اس کی گردن پر ہاتھ رکھے کہنے لگا۔

"میں نے سات لکیریں لگائی ہیں سات راتوں کے لیے! ایک رات مکمل ہو گئی ہے۔ اس لیے۔" وہ مسکرایا پھر اس نے چاقو سے ایک لکیر کو کاٹ دیا بلکل اسی طرح جس طرح قیدی

جیل کی دیوار پر لکیریں لگا کر اپنی قید کے دن گنتا ہے۔ بس فرق یہ تھا کہ قیدی علینا تھی اور اس کے لیے یہ قید تاحیات تھی۔ "ہر رات میں ایک لکیر کاٹ دوں گا۔ اب تم ذرا آرام کر سکتی ہو۔ آج کے لیے اتنا کافی ہے۔ اب اس سے زیادہ کچھ کیا تو تم مر جاؤ گی اور میں نہیں چاہتا کہ موم جب واپس آئیں تو تم مر چکی ہو!" وہ اس کے ہاتھوں اور پیروں پر بندھی زپ ٹائیز کو چاقو سے کاٹتا بیڈ پر سے اٹھا۔ اٹھ کر اس نے ایک لمحے کے لیے مسکرا کر اس کے جسم پر نظر ڈالی۔ وہ اس کی آج تک کی تمام ٹرافیز میں سے سب سے بہترین اور کم عمر ٹرافی تھی۔ چاقو پر لگا خون بیڈ شیٹ کے ساتھ صاف کرتا وہ اپنے بیگ میں اپنی تمام چیزیں ڈال کر وہاں سے جانے کی تیاری میں تھا۔ اس نے دروازہ کھولا پھر باہر نکل گیا اور باہر نکلنے کے بعد اس نے دوبارہ سے دروازہ لاک کر دیا۔

پیچھے اندھیر کمرے میں وہ اکیلی رہ گئی۔ ہاتھ اور پیر آزاد ہو چکے تھے لیکن وہ ہنوز قید میں ہی تھی اور تاحیات اب قید میں ہی رہنے والی تھی۔ دور کہیں فجر کی آذان ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھیں دروازے کی طرف دیکھتی رہیں۔ پلکیں اس قدر بھاری ہو رہی تھیں کہ وہ انہیں

اٹھائے رکھنے میں تکلیف محسوس کرنے لگی۔اسے ایک بار پھر لگا کہ وہ مر رہی تھی اور وہ بہت خوش تھی۔وہ مر رہی تھی۔اسے لگا اسے نعمت سے نوازا جا رہا تھا۔اس کا دل کیا وہ ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کرے کہ آخر کار اسے موت دی جا رہی تھی۔اس کی آنکھیں آہستہ سے بند ہو گئیں۔وہ مر رہی تھی۔ کتنا سکون تھا نا موت میں؟

کون کہتا تھا موت ایک بد بختی تھی؟ایک انہونی تھی؟

علینا ضرار کو موت اپنی خوش قسمتی لگی۔اپنے لیے ایک معجزہ لگی۔

لیکن شاید اس کی قسمت سے خوشی کو پوری طرح سے مٹا دیا گیا تھا۔وہ مر نہیں رہی تھی۔وہ بے ہوش ہو رہی تھی۔

درد سے۔ تکلیف سے۔تا عمر ذلت سے گزرنے کے لیے۔

آخری منظر جو اس کے دماغ میں رجسٹر ہوا وہ اندھیر کمرے کا تھا۔

* *

اب کی بار اس کی آنکھ کھلی تو وہ اندھیر کمرے کے بیڈ پر پڑی ہوئی تھی۔اسی حالت میں جس حالت میں کل رات کو تھی۔اسے اپنا جسم کسی چپچپی شے میں لپٹا ہوا محسوس ہوا۔وہ چپچپی شے خون تھی۔اس کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی؟اس کے پورے جسم پر جگہ جگہ زخم تھے جن سے خون نکل رہا تھا۔ہنٹر مارنے کی وجہ سے اس کا پورا جسم لال سُوا ہو چکا تھا اور ان نشانات سے خون لکیروں کی مانند رس رہا تھا۔جسم پر جس جس جگہ پر سیگریٹ سے داغا گیا تھا،وہاں پانی سے بھرے بھورے سرخ چھالے نما دھبے بن چکے تھے۔ان دھبوں میں شدید جلن تھی جو اسے محسوس ہو کر بھی محسوس نہ ہو پا رہی تھی۔چاقو سے لگائے گئے کٹس نہ تو اتنے گہرے تھے کہ خون بہنے کے باعث اس کے موت ہی واقع ہو جاتی اور نہ ہی اتنے معمولی تھے کہ جلد میں سے باہر جھانکتے گوشت سے رستا ہوا خون کوئی نقصان نہ پہنچاتا۔اس نے اپنے ہاتھ کے سہارے بیڈ پر ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہی۔اس کے کلائیاں بھی خون سے بھری ہوئی تھیں۔وہ اس کا بوجھ نہ سنبھال پائیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیڈ پر سے نیچے گر گئی۔اگلے کئی منٹ وہ یونہی بے سُدھ سی برف جیسے یخ فرش پر گری رہی۔پھر

ناجانے اس میں کہاں سے ہمت آئی۔اس نے خود کو گھسیٹنا شروع کر دیا۔واشروم کی طرف۔وہ خود کو گھسیٹتی ہوئی واشروم تک لے گئی اور پیچھے فرش پر خون کی ایک چھاپ چھوڑ گئی۔خود کو گھسیٹتے ہوئے وہ شاور کے نیچے بیٹھ گئی۔سر دیوار کے ساتھ لگالیا۔جیسے اب بس۔بس۔اس کی تمام تر ہمت ختم ہو چکی تھی۔وہ بہت بھاری اور گہرے سانس لے رہی تھی۔اس نے لرزتے ہوئے ہاتھ سے شاور چلادیا۔جنوری کی راتوں میں برف جیسا سرد اور یخ پانی اس کے اوپر ایک دھاڑ کی صورت گرنے لگا۔پانی اس کے سیاہ لمبے بالوں کو بھگو رہا تھا۔اس کے گیلے بال بہتے ہوئے پانی کے دوش پر اس کے چہرے پر آٹھہرے تھے۔پانی اس کے جسم پر سے گزرنے لگا اور خون کو بہا کر ساتھ لے جانے لگا۔لیکن خون اتنا تھا کہ بہتے ہوئے پانی کی جگہ اصل خون کے بہنے کا ہی گمان ہو۔سرخ پانی اس کے جسم سے خون لیے نالی کی طرف بڑھ رہا تھا۔وہ چند لمحے ایسے ہی بے سُدھ سی بیٹھی رہی۔شاور سے گرتا پانی اس پر گرتا رہا۔اچانک سے دماغ کے پردے پر کل کی رات جھماکے کی صورت چلنے لگی۔اور اگلے لمحے ہی کسی پاگل کی طرح وہ ناخنوں سے اپنے جسم کو رگڑنے لگی۔جیسے کچھ صاف

کرنے کی کوشش میں ہو اور بار بار ناکام ہو رہی ہو۔ شاور سے بہتے پانی میں آنکھوں سے بہتے اس کے آنسوؤں کی آمیزش ہونے لگی تھی۔ اگر کسی زخم سے خون رسنا بند بھی ہوا تھا تو وہ اس کے خود کو نوچنے پر ایک بار پھر جاری ہو چکا تھا۔ وہ ان زخموں کو اپنے جسم پر سے ہٹانے کی کوشش نہیں کر رہی تھی۔ وہ اس شیطان کے غلیظ لمس کو اپنے جسم پر سے ہٹانے کی سعی کر رہی تھی جو اسے ناکام ہوتی نظر آ رہی تھی۔ وہ ہچکیاں لینے لگی تھی۔

"یہ صاف نہیں ہو رہا!" وہ چلائی تھی۔ وہ زندگی میں پہلی بار اس قدر اونچی آواز میں چلائی تھی۔ پوری رات چیختے رہنے کی وجہ سے اس کے گلے میں زخم سے ہو گئے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی چیخ رہی تھی۔ اسے معلوم نہیں کتنا وقت گزرا اور وہ کتنی دیر تک شاور کے نیچے بیٹھی خود کو نوچتی رہی۔

جب خود کو نوچ نوچ کر تھک گئی تو وہیں چلتے ہوئے شاور کے نیچے لیٹ گئی۔ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے وہ اپنے جسم کو اپنے بازوؤں کے حفاظتی حصار میں لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ ایک جانور کے بنائے گئے قلعے میں پھنس چکی تھی۔ بنا کھڑکیوں کے اس

قلعے کی دیواریں بہت بلند تھیں۔ وہ خود کو اس قلع سے بچا نہیں پا رہی تھی سو فلحال خود کو اپنے ہی حصار میں لیے چھپانے لگی۔

سسکتے، آہیں بھرتے اس نے ایک بار پھر موت مانگی تھی اور اس بار بھی اسے موت دینے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ اس کا جسم برف جیسا ہو رہا تھا۔ سرد اور بے جان برف جیسا۔

تبھی اسے اپنے جسم پر اس شیطان کے ہاتھ رینگتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس نے اور بھی زیادہ تیزی سے اپنے جلد کو رگڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ تیزی سے اٹھی۔ اور بھاگنے کے سے انداز میں واشروم سے نکلی۔ بھاگتے ہوئے وہ واشروم کے گیلے فرش پر پھسلتے پھسلتے بچی تھی۔ وہ واشروم سے باہر آئی تو کمرے کا فرش اس کے جسم سے گرتے ہوئے پانی کے قطروں کی وجہ سے گیلا ہونے لگا۔ زخموں سے خون اب بھی رس رہا تھا اور ہلکے سرمئی رنگ کے فرش پر سرخ رنگ کا پانی نمایاں ہونے لگا۔ وہ تیزی سے اپنے بیگز کی طرف بڑھی۔ بیگ میں چار سوٹ تھے۔ اس نے ایک کے بعد ایک چاروں سوٹ نکال کر پہننے شروع کر دیے۔ اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ اپنے جسم کو کپڑوں سے ڈھک لے گی تو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اسے چھو نہیں پائے گا۔ وہ اپنے جسم کو اس شیطان کے لمس سے محفوظ رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ چاروں سوٹ پہننے کے بعد اس نے ان کے چاروں ڈوپٹوں کو بھی اوڑھ لیا پھر وہیں فرش پر بیٹھ گئی۔ اپنے ہی جسم میں خود کو پناہ دیتی ہوئی۔ خود کو چُھپاتی ہوئی۔ خود کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتی ہوئی وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔ زخموں سے رستہ ہوا خون اس کے کپڑوں میں جذب ہو رہا تھا۔ ناجانے کب وہ تکلیف کے زیرِ اثر ایک بار پھر سے بے ہوش ہو گئی۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے ایک بار پھر سے موت کی دعا مانگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی بار جب وہ ہوش میں آئی تو رات کا وقت تھا۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں لیکن اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔ وقت گزرتا رہا۔ وہ وہیں فرش پر لیٹی رہی۔ ایک بار پھر دروازہ کھلنے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ کسی نے لاک میں چابی ڈالی تھی۔ لاک کی آواز نے جیسے کسی انرجی ڈرنک کا کام کیا تھا۔ وہ تیزی سے ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اگر یہ وہی جانور تھا تو اس بار نہیں۔ اس بار نہیں۔ وہ اس بار یا تو

اسے مار ڈالے گی یا پھر خود کو مار ڈالے گی لیکن وہ تکلیف،وہ اذیت،اپنی بے آبروئی دوبارہ نہیں سہے گی۔ہاں وہ اسے مار ڈالے گی۔وہ اسے مار ڈالے گی۔اس کا جسم فائٹ آر فلائٹ موڈ کے زیرِ اثر آچکا تھا۔

دروازہ کھلا اور کمرے کی لائٹ آن کرتا ہوا وہ اندر داخل ہوا۔آفس کا لباس پہنے وہ مسکراتا ہوا اس کے سامنے کھڑا تھا۔اسے کپڑوں سے ڈھکا ہوا دیکھ کر ارحم نے ایک قہقہہ بلند کیا۔

"یہ سب کیوں کیا؟"اس نے ہنستے ہوئے ایک آبرو اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔"اتنی محنت کیوں کی تم نے یہ سب پہننے میں؟تمہیں تو ویسے بھی یہ سب اتارنا ہی تھا؟"وہ مسکرایا پھر بازو پر رکھا کوٹ صوفے پر پھینکا۔ہاتھ میں پکڑا بیگ بھی صوفے پر رکھا۔پھر شرٹ کے اوپری بٹن کھولتا اس کی طرف بڑھا۔وہ اپنی طرف بڑھتے ہوئے اس کے ہر قدم کے ساتھ اپنا ایک قدم پیچھے کو لینے لگی۔اس کے پیچھے ڈریسنگ ٹیبل تھی۔دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ارحم اس کے ایسا کرنے پر ہنس رہا تھا۔وہ اپنی شرٹ اتار چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ڈریسنگ ٹیبل تک پہنچی۔ اگلے لمحے جب ارحم نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کیا تو علینا نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ہوئی لوہے کی سانپ کی شکل کی ایش ٹرے پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر دے ماری۔ سب لمحوں کا کھیل تھا۔ اس کی کنپٹی سے خون کی ایک لکیر پھوٹ پڑی۔ ارحم کا دماغ گھوم کر رہ گیا۔ وہ علینا کے اس وار کے لیے ہر گز تیار نہیں تھا۔ یہ اس کے لیے ایک بہت ہی غیر متوقع عمل تھا۔ علینا رکی نہیں۔ اس نے موقع دیکھ کر ایک بار پھر اپنی تمام تر جان لگا کر ایش ٹرے اس کے سر پر دے ماری۔ وہ لڑکھڑایا پھر فرش پر جا گرا۔ علینا نے ایک بار پھر ایش ٹرے اس کے سر پر دے ماری۔ اس کی کنپٹی سے خون نکل کر اب فرش پر پھیل رہا تھا۔ وہ اب اپنے ہوش میں نہیں رہا تھا۔ اس نے سامنے دیکھا۔ دروازہ لاک نہیں تھا۔ فرار، آزادی، اس کے سامنے تھی۔ اور اگلے لمحے ہی وہ تیزی سے اپنے کمرے سے نکل کر بھاگی تھی۔ وہ سیڑھیوں سے اتر کر لاؤنج میں آئی۔ لاؤنج بلکل خالی تھا۔ گھر میں کوئی ملازم نہ تھا۔ سوائے گھر کے باہر موجود چار پولیس کانسٹیبلز کے۔ وہ کچن تک آئی۔ اس نے ایک کچن نائف نکالی پھر گھر کے پچھلے حصے میں

آ گئی۔ وہاں ایک ہی گارڈ تھا۔ وہ ستون کی اوٹ میں تھی۔ اسے کچھ بھی کر کے اس گارڈ کی نظر میں نہیں آنا تھا۔ اگر وہ اس کی نظر میں آ گئی تو وہ اسے واپس سے اندر لے جائے گا۔ وہ ایک منسٹر کا گھر تھا اور وہاں سیکیوریٹی ہونا عام بات تھی۔ جس جگہ پر اس گارڈ کی ڈیوٹی تھی وہ بیک یارڈ تھا اور وہاں کیمرہ بھی نسب نہیں تھا۔ گارڈ وہاں گشت لگا رہا تھا۔ وہ آہستہ سے دبے قدموں کے ساتھ ستون کی اوٹ سے نکل کر آگے آئی۔ دیوار بہت زیادہ بلند نہ تھی۔ وہ کود سکتی تھی لیکن اسی لمحے گارڈ وہاں پر دوبارہ نمودار ہوا۔ وہ دھک سے رہ گئی۔ وہ اسے دیکھ چکا تھا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔ آنسوؤں کا ایک ریلا اس کی آنکھوں سے بہہ نکلا تھا۔ اس نے تیزی سے کچن نائف ہاتھ میں پکڑی اور اس کا رخ گارڈ کی طرف کر دیا۔

"اگر تم نے مجھے جانے نہیں دیا تو میں تمہیں مار دوں گی!" وہ ہذیانی سے انداز میں دبی دبی سی آواز میں کہہ رہی تھی۔

گارڈ اسے نہیں سن رہا تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بکھرے بال۔ سوجھی ہوئی سرخ آنکھیں اور ان میں موجود آنسو۔ شہ رگ اور گردن پر مختلف جگہوں پر خون سے بھرے زخم۔ اس گارڈ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"مجھے جانے دو پلیز! تمہیں اللہ کا واسطہ ہے!" وہ نائف اس کی طرف کیے کہہ رہی تھی۔ آواز خوفزدہ اور کانپتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ نا جانے اس بیوقوف لڑکی کو کیوں لگتا تھا کہ لوگ اللہ کا واسطہ دینے پر ڈر جاتے تھے؟

وہ ایک ادھیڑ عمر مرد تھا جس کی علینا کی عمر کی ہی ایک بیٹی تھی اور وہ کل پوری رات اپنے سامنے کھڑی لڑکی کی چیخیں سنتا رہا تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی کئی بار اس گھر میں لائی جانے والی لڑکیوں کی چیخیں سنتا رہا تھا۔ ان میں سے اکثر لڑکیاں مر جاتی تھیں اور اگر نہ بھی مرتیں تو مار دی جاتیں۔ اس گارڈ کے چہرے کے سامنے اس وقت علینا نہیں اس کی اپنی بیٹی موجود تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم یہ نائف مجھے دے دو اور جاؤ یہاں سے۔" وہ آگے بڑھا اور لوہے کا گیٹ چابی سے کھولتے ہوئے کہنے لگا۔ علینا اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔ "جاؤ اس سے پہلے ڈیوٹی پر موجود کوئی اور گارڈ یہاں آجائے! جلدی کرو!" وہ اس کے ہاتھ سے کچن نائف لے چکا تھا۔

"وہ آپ کو مار دے گا!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ گارڈ نے ہاتھ میں پکڑی کچن نائف اگلے لمحے اپنے کندھے میں پیوست کر لی پھر اسے کھینچ نکالا۔ ساتھ ہی وہ کراہا بھی۔ علینا ہکا بکا سی اسے دیکھتی رہ گئی۔

"نہیں مارے گا۔ میں کہوں گا کہ تم نے مجھ پر حملہ کیا اور بھاگ گئیں۔ بھاگو بچے! جتنا تیز بھاگ سکتی ہو بھاگو!" اس نے آواز کو آہستہ رکھتے ہوئے کہا۔

اور اگلے لمحے علینا نے خود کو تیزی سے بھاگتے ہوئے پایا۔ وہ بھاگ رہی تھی۔ اس لیے نہیں کہ وہ آزاد ہو گئی تھی۔ اس لیے بھی نہیں کہ وہ بچ گئی تھی۔ نہیں۔ اس لیے کہ وہ خوفزدہ تھی۔ اس لیے کہ قلع کی قید اس پر تمام ہوئی تھی مگر خوفناک یادوں کی وہ قید تا قیامت اس کے نام کر دی گئی تھی۔ وہ گلیوں میں سے ہوتی ہوئی بھاگتے بھاگتے مین روڈ پر آگئی تھی۔ جنوری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی راتوں میں اکثر دُھند زیادہ ہوتی تھی۔ اتنی کہ حدِ نگاہ معلوم نہ ہو سکے۔ رات کے اس پہر سڑک سنسان تھی۔ ایک گاڑی تک نہ تھی۔ ورنہ جس بے ہنگم انداز سے وہ بھاگ رہی تھی عین ممکن تھا کہ اس دُھند میں وہ کسی گاڑی یا شے سے ٹکرا جاتی۔ وہ ننگے پیر تھی۔ راستے میں اس کے پیروں تلے کیا کچھ نہیں آیا۔ کانچ کے ٹکڑے۔ کنکر۔ کیچڑ۔ لیکن وہ بھاگتی رہی۔ پیروں سے خون رستا رہا لیکن وہ بھاگتی رہی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ اسے کہاں جانا تھا یا کیا کرنا تھا۔ اسے بس یہ معلوم تھا کہ اسے بھاگنا تھا۔ بھاگنا اس کی واحد فرار تھی۔ اس شیطان سے واحد فرار۔ اسے لگا وہ اس کے پیچھے ہی تھا۔ اگر وہ رکی تو وہ اسے پکڑ لے گا اور واپس سے اس کمرے میں لے جائے گا۔ بھاگنے کی وجہ سے اس کے جسم کے تمام زخموں سے ایک بار پھر خون رسنے لگا تھا۔ لیکن وہ بھاگتی رہی کیونکہ اگر وہ بھاگتی نہ تو ایک بار پھر اس شیطان کے ساتھ اس کمرے میں قید ہو جاتی اور اس بار وہ قید تا عمر ہوتی۔

شاید رات کے بارہ بج رہے تھے۔ یہ پوش علاقہ تھا اور سردیوں میں اس وقت بہت سنسان ہوتا تھا۔ اچانک سے وہ بھاگتے ہوئے ایک گاڑی کے سامنے آئی تو گاڑی نے فوراً بریک

لگادی۔ وہ رک گئی۔ اس نے خوف کے مارے اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے ڈھک لیا تھا۔ ہاتھ آہستہ سے نیچے کیے پھر اس نے ڈرائیونگ اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں لوگوں کی طرف دیکھا۔ اور اگلے لمحے ہی وہ بے ہوش ہو کر سڑک پر گر گئی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

ہاسپٹل کی سفید ٹائلوں والی راہداری چھت پر لگے سفید بلبوں سے پوری طرح روشن تھی۔ شارق اور سعد ایمرجنسی روم کے باہر راہداری میں ویٹنگ سیٹس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شارق کی نظریں ایمرجنسی روم پر ٹکی ہوئی تھیں۔ سعد اپنا سر دونوں ہاتھوں میں دیے بیٹھا تھا۔ تبھی ایمرجنسی روم سے ماسک پہنی ڈاکٹر باہر نکلی۔ اس نے ماسک اتارا پھر ان کے قریب چلی آئی۔ وہ دونوں ڈاکٹر کو دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"وہ اب کیسی ہے؟" پوچھنے والا سعد تھا۔ آواز سے خوف واضح طور پر جھلکتا تھا۔

Clubb of Quality Content

"پیشنٹ ٹھیک ہے لیکن میرے آپ دونوں سے کچھ سوالات ہیں۔ میرے آفس میں چل کر بات کرتے ہیں۔ اور پلیز آپ اپنے گھر سے کسی خاتون کو یہاں آنے کے لیے کہہ دیں۔" ڈاکٹر کا آخری جملہ سن کر سعد اور شارق کا دل ایک لمحے کے لیے بند ہوا تھا۔

وہ دونوں اب ڈاکٹر کے آفس میں تھے۔ ڈیسک کی ایک طرف ڈاکٹر بیٹھی ہوئی تھی اور دوسری طرف وہ دونوں۔

"آپ دونوں کا پیشنٹ سے کیا تعلق ہے؟" وہ انہیں مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میں پیشنٹ کا legal guardian ہوں۔ اور یہ میرا بیٹا ہے۔ رشتے میں وہ میرے کزن کی بیٹی ہے۔" شارق ہموار لہجے میں کہہ رہے تھے۔ سعد متفکر سا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر چند لمحے ان دونوں کو دیکھتی رہی۔

"آپ بتا کیوں نہیں رہی ہیں کہ میری بہن کو کیا ہوا ہے؟" سعد کا لہجہ اس بار غصہ لیے ہوئے تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سعد!"شارق نے اسے تنبیہ کی تھی۔

"ابا یہ ہم پر شک کر رہی ہیں!"اس کا لہجہ ہنوز ویسا ہی تھا۔

"میرے پاس تقریباً ہر دن ایسے کیسز آتے ہیں کہ میں سگے رشتوں پر بھی بھروسہ نہیں کر پاتی۔ آپ دونوں تو پھر اس کے لیگل گارڈینز ہیں!"ڈاکٹر کی سخت اور فیصلہ کُن سی آواز سعد کے گوش گزار ہوئی تو اس کے چہرے کے تاثرات بدلے۔

"اس کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ میری بہن کے ساتھ کیا ہوا ہے؟"اب کہ ڈاکٹر سعد کی بھڑائی ہوئی آواز بخوبی سن سکتی تھی۔

"پہلے آپ کو مجھے یہ سچ سچ بتانا ہو گا کہ آپ اسے کہاں سے لائے ہیں؟"ڈاکٹر کی شاکی نظریں اب بھی نہیں بدلی تھیں۔ مگر لہجہ قدرے نرم پڑ چکا تھا۔

"اس کے والد کی وفات ہوئی ہے ابھی دو دن پہلے۔ ہم یہاں نہیں تھے۔ بیرونِ ملک تھے۔ ہمارے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کی پھپھو اسے اپنے ساتھ لے گئیں۔ آج رات کراچی آتے ساتھ ہی ہم دونوں اس کی پھپھو کے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں وہ ہمیں اس حالت

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں بھاگتی ہوئی ملی۔اس کے علاوہ ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔"وہ اپنی بھڑائی ہوئی آواز کو ہموار رکھنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

"آپ دونوں کو میری باتیں دل کو ذرا مضبوط کر کے سننی پڑے گیں۔"ڈاکٹر ایک لمحے کے لیے رکی۔"میں نے بہت سے sexual assault کے کیسز دیکھیں ہیں۔لیکن ایسا کیس میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔"ڈاکٹر کا پروفیشنل انداز واپس آچکا تھا۔ان کی بات سن کر ان دونوں کو اپنا سانس تک رکتا محسوس ہوا تھا۔"علینا کی پوری باڈی پر شدید قسم کے تشدد کے نشانات بھی ہیں اور زخم بھی۔اس کے ساتھ ریپ نہیں کیا گیا ہے۔یہ ایک sadistic sexual assault کا کیس ہے۔اس کے پورے جسم پر جس طرح کے نشانات ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والا بہت فرصت سے ایسا کر رہا تھا جیسے اسے کوئی ڈر نہ تھا۔سیگریٹس سے جلائے جانا۔چاقو سے گوشت کو برا ہنہ کرنے کے نشانات۔ہنٹر سے مارے جانے کے نشانات۔اور ان سب کی وجہ سے آئے گئے بے تحاشا زخم۔میں حیران ہوں۔اٹھارہ سالہ وہ بچی ابھی تک زندہ کیسے ہے؟ننگے پیر بھاگنے کی وجہ سے اس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے پیر بھی بُری طرح سے زخمی ہیں۔ اگلے چند ہفتوں تک وہ ٹھیک سے چل نہیں سکے گی۔ گلا بھی بُری طرح سے سوجھ چکا ہے۔ زخم اتنے گہرے تھے کہ جب وہ یہاں لائی گئی تھی تو اس کے کپڑے مسلسل ان میں سے رسنے والے خون کو جذب کر رہے تھے۔ ہم نے ٹریٹمنٹ دے دی ہے۔ لیکن ہمیں ڈر ہے کہ اگر وہ اپنے جسم کو زیادہ حرکت دے گی تو خون دوبارہ بہنے لگے گا کیونکہ زخم کچھ بڑے ہی عجیب انداز سے دیے گئے ہیں کہ ہمارے لیے خون کو روکے رکھنا بڑا ہی مشکل کام ثابت ہو رہا ہے۔ ہم اسے مزید خون لگا چکے ہیں اور فلحال وہ نروس بریک ڈاؤن کی وجہ سے بے ہوش ہے۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔ ڈاکٹر نے ان کے سفید پڑے چہروں کی طرف دیکھا۔

"آپ کی پیشنٹ کی ذہنی حالت بہت خراب معلوم ہوتی ہے۔ نروس بریک ڈاؤن کے دوران بھی وہ مسلسل رو رہی تھیں۔ اور منہ سے بار بار مدد کے لیے پکارتے ہوئے بڑبڑا رہی تھیں۔ اسی لیے میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ اپنے گھر سے کسی خاتون کو یہاں آنے کے لیے کہہ دیں۔ ایک عورت دوسری عورت کو بہتر انداز سے ہینڈل کر سکتی ہے۔ میں چاہتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہوں جب وہ ہوش میں آئے تو آپ سب اس کے ہر متوقع اور غیر متوقع عمل کے لیے تیار رہیں۔ وہ چیخے گی۔ چلائے گی۔ روئے گی۔ شاید پُر تشدد بھی ہو جائے یا پھر خود کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ ہو سکتا ہے وہ آپ میں سے کسی کو بھی پہچان نہ پائے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہ کرے اور ایموشنلی طور پر نمب ہو جائے۔ لیکن کسی بھی صورت میں آپ میں سے کوئی بھی اسے ٹچ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ وہ انتہائی قسم کے جسمانی اور ذہنی ٹارچر سے گزری ہے۔ اسے ٹچ کرنے کی صورت میں اس کی حالت مزید خراب ہو سکتی ہے۔" وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔ پھر ان دونوں کی پتھر ہوئی آنکھوں میں دیکھ کر کہنے لگیں۔ "یہ ایک پولیس کیس ہے اور وکٹم اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہے۔ میں وکٹم کی MLR پولیس کو بھیجنے والی ہوں۔ ایف آئی آر اب علینا کے بیان دینے کے بعد ہی کٹ سکے گی۔" وہ بہت ٹھہرے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔ "اینڈ آئی ایم ویری سوری فار یور لاس!" ڈاکٹر کا لہجہ اب کہ افسوس لیے ہوئے تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * *

شارق اور ان کی پوری فیملی کل رات ہی زیورک سے کراچی آچکی تھی۔ وہ سب کراچی کے ایک ہوٹل میں رکے ہوئے تھے۔ شارق نے سعد کو بھجوا کر سلمہ کو ہوسپٹل لے آنے کے لیے کہا تھا۔ علینا کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ اور اس وقت سلمہ اس کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں۔

وہ وقفے وقفے سے ہوش میں آتی لیکن چیختی رہتی۔ نہ کسی کو پہچانتی اور نہ ہی کسی کی طرف دیکھتی۔ بس اضطرابی سے انداز میں اپنے جسم کو نوچنے کی کوشش کرتی رہتی۔ اسے ہر وقت وہ لمس اپنے پورے جسم پر رینگتا ہوا محسوس ہوتا۔ سلمہ، نرس اور ڈاکٹر بڑی مشکل سے اسے خود کو نوچنے سے روکے ہوئے تھے۔ سعد اور شارق بس تبھی کمرے میں آتے جب وہ ہوش میں نہ ہوتی اور اسے دیکھ کر چلے جاتے۔

اس وقت وہ بیڈ پر ہسپتال کے لباس میں لیٹی ہوئی تھی۔ آئی وی لائن لگی ہوئی تھی۔ خون کی بوتل خالی ہو چکی تھی۔ اسے بھوکے رہتے ہوئے چار دن ہو گئے تھے اس لیے اسے گلوکوز کی ڈرپ بھی لگا دی گئی تھی۔ سلمہ گیلی آنکھیں اور آنسوؤں سے تر چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھیں۔

اس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے پڑ گئے تھے۔ آنکھیں اندر کو دھنس سی گئی تھیں۔اس کا پُر رونق، ہر وقت کِھلا رہنے والا چہرہ اب بے رونق اور بُجھ سا گیا تھا۔ جسم سوکھ کر ڈھانچہ ہو چکا تھا۔ زندگی میں پہلی بار اس کے سیاہ ملائم و ریشمی بال سوکھے اور خراب سے لگ رہے تھے۔ یہ وہی بال تھے جن میں کبھی وہ تو کبھی ضرار اپنے ہاتھوں سے مختلف تیل اور اشیاء لگایا کرتے تھے۔ شہ رگ پر بیڈ ایجز لگے ہوئے تھے۔ اس کا گلا اور گردن سوجھن کا شکار تھے۔ ایسے میں جب بھی وہ چیختی تو منہ سے خون نکلنے لگتا تھا۔ ڈاکٹرز نے اس بار اسے پین کلرز اور نشا آور دوائیوں کی دوز زیادہ دی تھی۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے اور پورا دن یہی ہوتا رہا تھا۔ اس وقت وہ دوز کے زیرِ اثر سو رہی تھی۔ وہ ہسپتال کے لباس سے جھانکتی ہوئی اس کی کلائیوں پر موجود زخم اور سیگریٹ سے جلائے جانے کے نشان دیکھ سکتی تھیں۔ اور یہ سب دیکھ کر ان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ اسی پہر کمرے میں سعد اور شارق داخل ہوئے تھے۔ وہ دونوں بیڈ کی دوسری طرف موجود صوفے پر آ کر بیٹھ گئے تھے۔ سعد نظریں جھکائے بیٹھا رہا اور شارق علینا کو نم آنکھیں لیے دیکھتے رہے۔

"دو سال! میں نے دو سال انتظار کیا کہ کب میں اپنی بچی سے ملوں گی؟ کیا ایسے ملنا تھا مجھے اپنی بچی سے؟" سلمہ نے نظریں اٹھا کر شارق کی طرف دیکھا۔ "ایسے؟" انہوں نے سلمہ کی گیلی آنکھوں کی طرف دیکھا۔

"اس جانور نے میری بچی کو مار ڈالا ہے! آپ دونوں تو باہر تھے، میں تھی یہاں! میں! وہ جب جب روتے ہوئے چیختی تھی، چلاتی تھی، اس جانور کو رک جانے کا کہتی تھی (سعد نے اپنی آنکھیں تکلیف سے میچ لی تھیں)، اس سے بھیک مانگتی، اسے اللہ کا واسطہ دیتی تھی تو وہ سب میں نے سنا ہے! وہ جب جب ہوش میں آئی میں نے اس کی چیخیں سنی ہیں! آپ دونوں کو پتا ہے وہ کیا بولتی رہی ہے؟" سلمہ نے چہرہ اٹھا کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"پلیز تم مجھے مار لو! جیسے چاہو مجھے مار لو! لیکن تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے ہاتھ مت لگاؤ! پلیز! پلیز!" ان کی آنکھوں سے تواتر سے آنسو بہہ رہے تھے۔ شارق اپنا سر جھکائے بیٹھے تھے۔ سعد نے زور سے اپنی آنکھیں میچ رکھی تھیں۔ اس کی آنکھیں گیلی ہو چکی تھیں۔ "میں نے اسے پالا تھا۔ میں نے اسے اپنا دودھ پلایا تھا! اسے صحیح غلط سمجھایا، سکھایا! اس کی پرورش کی! کوئی میری

بچی کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ مجھے صرف اتنا بتائیں میری بچی کا قصور کیا تھا؟ میری علینا کا کیا قصور تھا اس سب میں؟" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ آواز لرز رہی تھی۔

"آپ کو ڈاکٹر نے صرف بتایا کہ اُس کے ساتھ کیا ہوا۔ میں نے وہ سب زخم، وہ سب نشان دیکھے ہیں شارق! میں کیسے صبر کروں؟ میں کیا کروں؟ ایک پرندے کو بھی اگر چوٹ لگ جاتی تھی نا تو یہ اسے مرہم لگاتی تھی، اس کا خیال رکھتی تھی۔ میری بچی اتنی پیاری، اتنی معصوم تھی۔ رنگ، کتابیں، کھانے، پھول، جھمکے، چوڑیاں۔ میری بچی ان سب چیزوں کے لیے بنی تھی۔ ان سب زخموں کے لیے نہیں!" وہ بہت بُری طرح سے رو پڑی تھیں۔

"سلمہ۔" شارق نے آہستہ سے ان کا نام لیا تھا۔ ان کے پاس لفظ نہیں تھے۔ نہ خود کو تسلی دینے کے لیے نہ ہی کسی اور کو۔ سلمہ اپنے دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگیں۔

"سعد رات ہو گئی ہے۔ تمہاری بہنیں اکیلی ہیں ہوٹل میں۔ تم ان کے پاس جاؤ۔" انہوں نے اپنے ساتھ سر جھکائے بیٹھے سعد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سعد نے چہرہ اٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھا۔

"لیکن ابا آپ اور اما یہاں اکیلے کیسے رہیں گے؟"وہ پریشان سا سر جھکائے پوچھ رہا تھا۔

"ہم دیکھ لیں گے سب۔تم گھر جاؤ۔اور ہاں صبح واپس آجانا۔"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔

وہ اٹھ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

"سترہ سال۔سترہ سال گزرنے کے بعد اب کیا چاہتی ہے وہ عورت ہم سے؟"سلمہ کی آواز میں دبا دبا غصہ شامل تھا۔

"بدلہ چاہتی تھی وہ۔بدلہ لے لیا اس نے علینا کے ذریعے۔اب اگر وہ عقلمند ہوئی تو دوبارہ نہیں آئے گی۔ورنہ کل ہی ہمارے سروں پر کھڑی ہوگی۔"وہ علینا کے بے رونق چہرے پر نظریں جمائے کہہ رہے تھے۔

"یہ سب اس کے بیٹے نے کیا ہے؟ہے نا؟"سلمہ نے آنکھوں میں غصہ لیے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔وہ خاموش رہے۔"یعنی بیٹا بلکل اپنے باپ پر گیا ہے!"انہوں نے حقارت سے کہا تھا۔

"ضرار علینا کو ان سب چیزوں سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ ان سب فیملی پولیٹکس سے۔ اس نے اپنی وصیحت میں مجھے علینا کا گارڈیئن اسی لیے بنایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی موت کے بعد یہ سب لوگ اس کی بیٹی کو نوچ کھائیں گے اور وہی ہوا۔" انہوں نے چہرہ اٹھا کر سلمہ کی طرف دیکھا۔ "تم کہتی ہو کہ تم نے اس کے زخم دیکھے اور تمہیں تکلیف ہوئی۔ میں نے اسے سڑک پر ننگے پیر سرپٹ دوڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ جیسے وہ موت سے بھاگ رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں اتنا خوف تھا کہ میں بیان بھی نہیں کر سکتا۔ جب میں اور سعد اسے یہاں لے کر آئے تو میں نے اس کے پیر دیکھے۔ وہ پیر جن پر ضرار نے کبھی ایک خراش تک برداشت نہیں کی تھی۔۔۔ وہ پیر خون، کانچ، کنکر اور نا جانے کس کس طرح کی نجاست سے اٹے پڑے تھے۔ تمہیں یاد ہے علینا کو بچپن میں بہت چوٹیں لگتی تھیں۔ وہ سکون سے کہیں بیٹھتی ہی نہیں تھی۔ لیکن جب بھی اسے چوٹ لگتی، ضرار اس کی مرضی کا ہر کام کرتا۔ اس کے آگے پیچھے گھومتا رہتا۔ یہ وہ بچی ہے۔ یہ سب سوچ کر میرا دل بند ہونے لگتا ہے سلمہ! میرے دوست نے، میرے بھائی نے میرے لیے اتنی قربانیاں دیں اور میں علینا کی

حفاظت تک نہ کر سکا؟"ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے جنہیں انہوں نے اپنی ہتھیلی سے رگڑ دیا۔انہیں مضبوط رہنا تھا۔انہیں سب کو سنبھالنا تھا۔اگر وہ بھی ڈھے جاتے تو ان سب کو کون دیکھتا؟

"اب ہم کیا کریں گے؟مجھے نہیں لگتا پولیس کچھ کرے گی۔"وہ متذبذب سی پوچھ رہی تھیں۔

"پولیس؟"وہ استہزائیہ سا ہنسے۔"وہ پولیس جس نے ضرار کی موت کو ڈکیتی کی مزاحمت گردان دیا؟محلے کے لوگوں کو چُپ کروادیا؟"وہ حیرانی سے ان کا چہرہ دیکھنے لگیں۔

"لیکن ڈاکٹر نے علینا کی میڈیکل رپورٹ تو بنائی تھی نا؟وہ تو ثبوت ہے نا ہمارے پاس؟"

"کس میڈیکل رپورٹ کی بات کر رہی ہو سلمہ؟کورٹ میں اس میڈیکل رپورٹ کو جعلی کہہ کر خارج کروانا چند منٹوں کا کھیل ہے ان سب کے لیے!اور کیا ثبوت ہے ہمارے پاس؟میں نے اور سعد نے اسے سڑک پر دیکھا تھا لیکن یہ نہیں دیکھا تھا کہ یہ سب شازیہ کے بیٹے نے ہی اس کے ساتھ کیا ہے!اور اگر کوئی گواہ مل بھی گیا سلمہ تو ان لوگوں کو چند لمحے لگیں گے

اس گواہ کو خریدنے میں! اور پتا ہے اس سب کے بعد علینا کو کیا حاصل ہو گا؟ صرف ذلت!

جس طرح سے یہ لوگ میری بچی کے کردار کی دھجیاں اڑائیں گے کورٹ میں۔۔۔ وہ

برداشت نہیں کر سکے گی سلمہ! وہ برداشت نہیں کر سکے گی! ہمیں یہ ہرگز بھولنا نہیں چاہیئے

کہ خود پنجاب کا چیف منسٹر تک ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ آخر کار اسی کے بیٹے نے تو ضرار کا

قتل کیا تھا۔ حکومت پوری طرح سے ملی ہوئی ہے ان سب کے ساتھ!"

"لیکن شارق شازیہ تو سندھ کی ایک وزیر ہے اور مستجاب علی پنجاب کا چیف منسٹر ہے! وہ

دونوں ایک ساتھ کیسے ملے ہو سکتے ہیں؟" وہ ان کی بات پر حیران تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شاہنواز مستجاب کا پُرانا دوست تھا اور ان دونوں خاندانوں کے آپس میں بڑے گہرے

تعلقات رہے ہیں۔ اور اوپر سے سندھ کے چیف منسٹر کا بڑا بیٹا، مستجاب کا بیٹا اور ارحم تینوں

دوست ہیں۔ یہ سیاستدان صرف ٹی وی پر بیٹھ کر ہمیں اپنا یہ ڈرامہ دکھاتے ہیں کہ یہ سب

کیسے ایک دوسرے کے مخالف ہیں، ایک دوسرے کی پولیسیز پر اعتراض کرتے ہیں۔ اندر

سے یہ سب ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ سب ایک دوسرے کو اندر خانے

فیورز دیتے ہیں۔ان سب کی آپس میں باریاں لگی ہوتی ہیں۔اگر ایک دوسرے کے خلاف ایکشن لیں گے تو اگلی بار حکومت میں آنے پر ان سے بھی بدلے لیے جائیں گے۔اٹس آل آباؤٹ دیئر سروائیول!"انہوں نے حقارت سے کہا تھا۔

"لیکن ضرار یہ تو بھاگنا نہیں ہو گا اس سب سے؟ناانصافی کے ڈر سے ہم انصاف ہی حاصل نہ کریں؟یہ تو سراسر غلط ہے؟"انہیں شارق کی مایوس کُن باتیں شدید ناگوار گزری تھیں۔

"یہ کوئی انصاف پر مبنی ٹی وی ڈرامہ یا فلم نہیں چل رہی جہاں پر ایک وکٹم عورت کورٹ سے اپنا انصاف لینے جائے گی تو لوگ اور سیاستدان اسے انصاف دینے سے انکاری ہوں گے لیکن وہ اپنی جنگ جاری رکھے گی اور ایک دن اسے انصاف مل جائے گا اور پھر پوری دنیا مل کر اس عورت کو اس کی ہمت پر داد دے گی!"وہ طنزیہ سا ہنسے۔"یہ اصل دنیا ہے!یہاں نہ تو انصاف ملتا ہے اور نہ ہی کوئی داد دی جاتی ہے!یہاں کیس ہارنے کے بعد نیوز چینلز،اخبار اور سوشل میڈیا مرچ مصالحہ لگا کر آپ کا کیریکٹر ٹرائل کرتا ہے!اس دنیا میں ایک عورت کی زندگی ویسے بھی محال ہے میری معصوم علینا تو پھر ایک assault وکٹم ہے!اس کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ساتھ سوچو کیا کریں گے یہ لوگ!ایک اچھا وکیل بس اور یہ کیس پہلی سماعت میں ہی ثبوتوں کی عدم موجوگی کی بنا پر عدالت خارج کر دے گی!اور پھر ساری ذلت،ساری نفرت اور دنیا کی ساری پھٹکار میری بچی کی جھولی میں اکٹھی کر کے پھینک دی جائے گی!اور میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گا!اب مجھے علینا کو پروٹیکٹ کرنے کے لیے جو کچھ بھی کرنا پڑے گا میں کروں گا!"وہ اپنی آنکھوں کو ہتھیلیوں سے رگڑتے ہوئے فیصلہ کُن انداز میں کہہ رہے تھے۔

"اور علینا کا کیا؟ کیا وہ اس سب کے لیے راضی ہو گی؟"سلمہ کا انداز تشویش لیے ہوئے تھا۔

"وہ علینا ضرار ہے۔وہ ہم سے زیادہ سمجھدار ہے۔ہم سب نے اس کے اور ضرار کے ساتھ ہوئی ناانصافی کے بارے میں "سنا" ہے۔۔۔وہ اس ناانصافی سے "گزری" ہے۔اسے مجھ سے بہتر معلوم ہے کہ وہ چاہے فرشتوں سے ہی اپنا بے قصور ہونا کیوں نہ لکھوالائے،وہ عدالتی انصاف کے اس نام نہاد نظام کے سامنے ہر بار قصوروار ہی ٹھہرائی جائے گی اور اسے انصاف نہیں ملے گا۔بس ایک بار اس کی حالت اسٹیبل ہو جائے پھر میں اسے اپنے ساتھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

واپس زیورک لے جاؤں گا۔ وہ وہاں پڑھے گی اور اپنی زندگی تعمیر کرے گی بس۔" ان کا لہجہ اٹل اور مضبوط تھا۔

خاندان میں ضرار کی موت کی خبر آگ کی طرح پھیلی تھی۔ اور ملک سے باہر بھی سب دوستوں اور خاندان والوں کو خبر ہو چکی تھی۔ شارق کو بھی ایک قریبی رشتے دار سے اس سب کے بارے اس رات معلوم ہوا جس رات شازیہ علینا کو لے کر اپنے گھر آچکی تھی۔

انہوں نے علینا سے بارہا رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا نمبر بند مل رہا تھا۔

اگلی فلائٹ سے ہی وہ سب کراچی آگئے تھے۔ ابھی اگلی شام کو ان کی فلائٹ لینڈ ہوئی ہی تھی کہ وہ ضرار کے گھر گئے۔ بہت زیادہ زور دے کے محلے والوں سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ شازیہ اسے اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ وہ اور سعد شازیہ کے گھر آئے تھے۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ سنسان پڑی مین روڈ پر انہیں علینا بھاگتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ شازیہ اور اس کے خاندان کی پہنچ سے اچھی طرح واقف تھے اسی لیے پیچھے ہٹ رہے تھے۔

* *

ارحم اپنے کمرے میں بیڈ پر تکیوں کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور چہرے کے تاثرات خراب تھے۔ شازیہ مسلسل اس کے سامنے اِدھر سے اُدھر چل رہی تھی۔

"تمہیں ضرورت کیا تھی آخر یہ سب کرنے کی؟ جب میں نے تم سے کہا تھا کہ میں واپس آنے کے بعد خود ہی اسے تمہارے حوالے کر دوں گی تو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ اس پر چلائی تھی۔ وہ اگلے دن ہی ارحم کی چوٹ کے بارے میں سن کر پاکستان واپس آ گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھ پر چیخنے کے بجائے آپ کو چاہیئے کہ آپ اسے ڈھونڈیں!" اس کا لہجہ بھی سخت تھا۔

"وہ گارڈ کو کچن نائف سے زخمی کر کے بھاگ چکی ہے۔ گھر کے باہر کچھ دور تک ہی کیمرا موجود تھے۔ آگے مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئی۔"

"تو معلوم کریں نا! اگر وہ اپنے گھر والوں تک پہنچ گئی تو؟" وہ دانت پر دانت جمائے کہہ رہا تھا۔

وہ صوفے تک آئی پھر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گئی۔

"تو کیا؟"ایک آبرو اٹھائے اس سے پوچھنے لگی۔

"تو یہ کہ وہ پولیس تک معاملہ لے جائیں گے!"

"وہ بے وقوف نہیں ہے۔وہ میری پہنچ اور طاقت کے بارے میں اچھی طرح سے جانتی ہے۔وہ جانتی ہے کہ اگر وہ کورٹ میں جائے گی تو اس کے ساتھ کیا ہو گا۔چند لمحے لگیں گے مجھے اس کا افیئر مستجاب کے بیٹے اور دوسرے کئی لڑکوں کے ساتھ ثابت کرنے میں!اور افیئرز کی کہانیاں بھی ایسی ہوں گی کہ وہ آئینے میں کھڑے ہو کر اپنا خود کا چہرہ تک نہیں دیکھ پائے گی۔"وہ شیطانی سے انداز میں مسکرائی تھی۔"اب تم میری بات سنو!تم اس لڑکی کا ہر گز پیچھا نہیں کرو گے!جو ہونا تھا وہ ہو چکا!میں مزید کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لوں گی۔اب تم امریکہ جاؤ گے اور امریکہ میں کمپنی کی برانچ کے معاملات دیکھو گے!"وہ اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"لیکن موم امریکہ میں۔۔۔"وہ ترش لہجہ لیے ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ شازیہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"ہاں امریکہ میں یہ سب کرنا اتنا آسان نہیں ہے!اس لیے تو میں تمہیں وہاں بھیج رہی ہوں! تاکہ تم خود کو کنٹرول کرنا سیکھو!ارحم تم ہر بار ہر لڑکی کو یوں نہیں اٹھوا سکتے!ہر بار ایسا کرنا سیف نہیں ہو گا!اس لیے پلیز خود کو کنٹرول کرو!"وہ اسے تنبیہ کرتی کمرے سے نکل گئی تھی۔ پیچھے وہ اپنی ہار کے صدمے میں بیٹھا رہا۔وہ چھوٹی سی لڑکی آخر کیسے اس کے ہاتھوں سے نکل گئی؟یہ بات اس کی انا کے لیے ناقابلِ یقین تھی!کبھی نہ کبھی تو وہ اسے پکڑ ہی لے گا۔ پھر اپنی باقی کی چھ راتیں بھی پوری کرے گا اور اس بار اس پر ذرا بھی ترس نہیں کھائے گا۔ وہ مسکرایا تھا۔

****

اسی رات وہ ہوش میں آگئی تھی۔اس بار وہ قدرے بہتر حالت میں ہوش میں آئی تھی۔وہ گلے میں زخم کی وجہ سے بول نہیں سکتی تھی۔آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔اور اگر آواز نکلتی

بھی تو درد اتنا ہوتا کہ وہ بیڈ پر زور زور سے ہاتھ کی مٹھیاں مار مار کر رونے لگتی۔ سعد اس کے لیے ایک نوٹ پیڈ لے آیا تھا۔ ڈاکٹر نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا وہ لکھ کر پولیس کو بیان دے سکتی تھی۔ لیکن اس نے سرے سے ہی ایف آئی آر کٹوانے سے منع کر دیا تھا۔ تین دن بعد اسے ہسپتال سے بھی ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ شارق اسے واپس سے اس کے گھر لے گئے تھے۔

سلمہ اس کا خیال رکھنے کے لیے اس کے ساتھ ہی سونے لگی تھیں۔ لیکن وہ عجیب سی ہو گئی تھی۔ نہ کچھ کھاتی تھی نہ پیتی تھی۔ رات کو جاگتی رہتی اور اگر کبھی غلطی سے اس کی آنکھ لگ بھی جاتی تو sleep paralysis اور نائٹ میئرز کا شکار ہو جاتی۔ دو منٹ کا وہ اسلیپ پیرالیسس اس کے لیے کسی عذاب کی مانند ہوتا تھا۔ ان دو منٹوں کے درمیان اسے لگتا کہ وہ ایک بار پھر اس کے کمرے میں آچکا تھا۔ اس کے کمرے کا دروازہ بند تھا اور وہ کمرے میں اکیلی تھی اور ایک بار پھر سے ٹریپ ہو چکی تھی۔ اسے لگتا تھا کہ وہ اس کے بیڈ پر بیٹھا اس کے کپڑے پھاڑ کر اتار رہا تھا۔ اسے چھو رہا تھا۔ اسے ہنٹر سے مار رہا تھا۔ اسے سیگریٹس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے جلا رہا تھا۔ چاقو سے اس کی جلد کو چاک کر رہا تھا۔ اس کا جسم حرکت کرنے سے عاری رہتا لیکن بند آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہتے جاتے۔ دو منٹ تک چلنے والا اس کا اسلیپ پیرالیسس ختم ہوتا تو وہ ایک جھٹکے سے بیڈ پر اٹھ بیٹھتی اور چیخنے لگتی۔ سلمہ اسے قابو میں کرنے کی کوشش کرتیں تو وہ ڈر کے مارے ان کے ہاتھ بھی جھٹک دیتی۔ وہ چند منٹوں تک بے قابو رہتی پھر ان کے بازوؤں میں بے ہوش ہو جاتی۔ ایسا اکثر ہوتا تھا کہ وہ بخار میں تپتی رہتی اور تمام تر دوائیاں دینے کے باوجود بھی اس کا بخار نہ اترتا۔ پورا دن برف والے پانی کی پٹیاں کرنے کے بعد رات کو جا کر کہیں اس کا بخار اترتا۔ پھر ایسا ہوتا کہ وہ کئی دنوں تک خاموش ہو جاتی۔ ہلکی سی چوں تک کی آواز نہ سنائی دیتی۔ یوں جیسے نہ تو وہ کبھی بولی ہو اور نہ بولنا جانتی ہو۔

عائشہ، مروہ اور عائزہ اس کے چھوٹے موٹے کام دیکھ لیتی تھیں۔ کپڑے تبدیل کرتے اور اس کے زخموں پر دوائی لگاتے وقت وہ رو پڑتی تھیں۔ پھر علینا سے نظریں چھپائے پھرتیں۔ وہ ان کی بہن تھی۔ ان کی سب سے پیاری اور معصوم بہن۔ وہ رات کو تکیے میں منہ

چھپائے روتی رہتی تھیں۔ان سے علینا کی خراب ذہنی اور جسمانی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ ان کی ہر وقت ہنستی، کھلکھلاتی رہنے والی بہن اب یا تو ہر وقت چیختی،روتی رہتی یا پھر خاموش بیٹھی رہتی تھی۔اس کی کُھربا آنکھیں اس قدر روشن تھیں کہ جو بھی ان میں دیکھتا انہیں امید کی روشنی ضرور دکھائی دیتی۔اب ان کُھربا آنکھوں کی روشنی غائب ہو چکی تھی۔اس کی آنکھیں اتنی سرد،اتنی بے رونق،اتنی مردہ ہو گئی تھیں کہ اب تو انہیں بھی اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے ڈر لگنے لگا تھا۔

اس رات سلمہ عائشہ کو اس کے کمرے میں چھوڑ کر اس کے لیے دودھ لینے نیچے کچن میں آئی تھیں۔ تبھی انہیں لاؤنج میں سے کسی کی دبی دبی سسکیوں کی آواز آ رہی تھی۔وہ لاؤنج میں آئیں تو دھک سے رہ گئیں۔لاؤنج کے صوفے پر سر جھکائے سعد بیٹھا تھا۔

"سعد۔"انہوں نے نرمی سے اس کا نام لیا پھر اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئیں۔سعد نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کر لیے۔لیکن وہ اس کا تر چہرہ دیکھ چکی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا بیٹا؟"وہ اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نرمی سے پوچھ رہی تھیں۔انہوں نے سعد کو بہت کم روتے ہوئے دیکھا تھا اور ایسے تو روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"اما مجھے لگتا ہے یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔"وہ ایک بار پھر رو پڑا تھا۔

"کیوں تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟"وہ حیران سی پوچھ رہی تھیں۔

"میں علینا کے زیادہ بولنے کا مزاق اڑاتا تھا۔اسے تنگ کرتا تھا۔اور وہ کہتی تھی کہ جب وہ نہیں بولے گی تو میں ہی اس کی باتوں کو سب سے زیادہ مس کروں گا!"وہ ہچکی بھر کر ایک بار پھر رو پڑا۔"اما میں بہت مس کر رہا ہوں اس کی باتوں کو!اما آپ اس سے کہیں کہ وہ بولے!جتنا چاہے اتنا بولے!لیکن بس بولے!میں اب کبھی اسے کچھ نہیں کہوں گا!کبھی اس کا مزاق نہیں اڑاؤں گا!پلیز اما!اس سے کہیں کہ وہ بولے!وہ جو کہے گی میں وہ کروں گا!جو کرنے کو کہے گی کروں گا!بس وہ واپس سے پہلے جیسی ہو جائے!"سلمہ نے روتے ہوئے سعد کو اپنے گلے سے لگا لیا۔اگر وہ اسے مزید سنتی تو شاید ان کا دل پھٹ جاتا۔

"خدا کی قسم اما! ایک بار! ایک بار وہ آدمی جس نے میری بہن کے ساتھ یہ سب کیا ہے وہ بس میرے سامنے ایک بار آجائے! میں اسے اپنے ہاتھوں سے مار ڈالوں گا!" وہ سلمہ سے لپٹا ہوا بے دبے سے انداز میں غرایا تھا۔

وہ اسے کیسے سمجھاتیں کہ وہ چاہ کر بھی اب پہلے جیسی کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔

چوٹ جیسی بھی ہو، ٹھیک ہونے کے بعد بھی اپنا نشان چھوڑ جاتی ہے۔ وہ تو پھر اس کی خوفناک یادوں کا ناسور تھا۔۔۔ کیسے اس کا پیچھا چھوڑ سکتا تھا؟

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس واقع کو ہوئے ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ اس کی زندگی میں کچھ خاص تبدیلی نہیں آئی تھی سوائے اس بات کے کہ اب وہ جب رات کو کسی نائٹ میئر یا پھر اسلیپ پیرالیسس کا شکار ہو کر اٹھ جاتی تو چیخنے کے بجائے واشروم کے فرش پر بیٹھ کر، دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ کو دبا کر اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹنے کی کوشش کرتی۔

اسے آہستہ آہستہ لگنے لگا تھا کہ وہ سب کے لیے تکلیف کا باعث بنتی جا رہی تھی۔اس کی بہنیں اسے اور اس کے زخموں کو دیکھ کر رو پڑتی تھیں۔اس کا بھائی اس سے نظریں چُراتا تھا۔ شارق اور سلمہ ہر وقت اس کے لیے پریشان رہتے تھے۔اسے لگنے لگا تھا کہ وہ سب کو آہستہ آہستہ برباد کرتی جا رہی تھی۔پہلے اس کا باپ اس کی وجہ سے مر گیا، پھر اس کی پھوٹی ہوئی قسمت کی وجہ سے ان سب کو زیورک میں اپنی اچھی خاصی چلتی ہوئی زندگی چھوڑ کر یہاں آنا پڑا اور اب وہ اس کی دیکھ بھال میں اپنی زندگی مزید خراب کر رہے تھے۔

اس نے ایک رات شارق اور سلمہ کی بات چیت سن لی تھی۔وہ انہیں بتا رہے تھے کہ وہ جلد سے جلد علینا کو لے کر زیورک جانا چاہتے تھے۔اسے سن کر جیسے جھٹکا لگا تھا۔اس رات اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ زیورک ہرگز نہیں جائے گی۔وہ ان سب کی زندگیوں سے نکل جائے گی اور کبھی ان کی زندگی میں دخل نہیں دے گی۔وہ منحوس تھی۔۔۔اپنی منحوسیت کسی دوسرے کی زندگی میں شامل نہیں ہونے دے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں آپ کے ساتھ زیورک نہیں جاؤں گی۔" وہ لاؤنج میں صوفے پر سب کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھ گود میں رکھے ہوئے تھے اور سر جھکا ہوا تھا۔

اس کی بات سن کر سب کو جیسے کوئی جھٹکا لگا تھا۔ شارق نے ان سب کو وہاں اکٹھے بیٹھایا تھا تا کہ وہ آگے کے بارے میں بات کر سکتے لیکن علینا کی بات سن کر وہ حیران و پریشان رہ گئے تھے۔

"کیوں میرا بچہ ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟" سلمہ لپک کر اس کے ساتھ آ کر بیٹھی تھیں۔ علینا نے ان کی طرف نہیں دیکھا۔ وہ ہنوز سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"علینا؟ ساتھ کیوں نہیں جانا چاہتیں؟" سعد شارق کے ساتھ بیٹھا پریشان سا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"بس میں نہیں جانا چاہتی۔ مجھے پاکستان چھوڑ کر نہیں جانا ہے۔" اس کا انداز بے تاثر سا تھا۔

"پاکستان سیف نہیں ہے علینا۔ تم ہمارے ساتھ زیورک چلو۔ تمہارا کالج تمہاری ایپلیکیشن بھی منظور کر چکا ہے۔ وہاں چل کر اپنی پڑھائی مکمل کرو۔" سعد کا لہجہ نرمی لیے ہوئے تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ لوگ ایسے کیوں ظاہر کر رہے ہیں کہ میں بلکل نارمل ہوں؟"وہ چہرہ اٹھائے ان سب کے چہرے دیکھ رہی تھی۔"جیسے سب نارمل ہو سکتا ہے؟"اس نے"ہو سکتا ہے"پر زور دے کر کہا تھا۔اس کی آواز میں عجیب سی تکلیف تھی۔دل کو کاٹ ڈالنے والی تکلیف۔ شارق کے کندھے ڈھلک سے گئے تھے۔سر بھی ہلکا سا جھک گیا تھا۔جب سے علینا کے ساتھ وہ واقع ہوا تھا وہ علینا سے اس سب کے بارے میں بات نہیں کر پائے تھے اور لاشعوری طور پر وہ اس گفتگو سے ہچکچا بھی رہے تھے لیکن اب یہ گفتگو علینا خود ہی کر رہی تھی اور وہ بہت ہارے ہوئے محسوس کر رہے تھے۔وہ اپنے بھائی،اپنے دل و جان سے زیادہ عزیز دوست کی بیٹی کی حفاظت نہیں کر سکے تھے۔

"علینا ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟سب ٹھیک ہو سکتا ہے۔"عائشہ نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔علینا نے اپنی بے تاثر نگاہیں اٹھا کر عائشہ کی طرف دیکھا۔

"کیا ٹھیک ہو سکتا ہے عائشہ؟"وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔"ابا واپس آسکتے ہیں؟راتوں کو مجھے جو اسلیپ پیرالیسس اور نائٹ میئرز آتے ہیں،کیا وہ آنا بند ہو سکتے ہیں؟میرے جسم

پر اتنے نشان ہیں، کیا وہ غائب ہو سکتے ہیں؟ کیا میری مردہ روح واپس پہلے جیسی ہو سکتی ہے؟ اگر یہ سب ہو سکتا ہے تو مجھے بتاؤ میں زیورک چلتی ہوں تمہارے ساتھ۔" وہ کہہ کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ عائشہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔ اس کے پاس اس کے سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا۔

"علینا ایسے نہیں کرو۔ ساتھ چلو ہمارے۔ تم یہاں سیف نہیں ہو!" اب کی بار سعد نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

"سیف؟" وہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی۔ وہ سب اسے سانس روکے دیکھ رہے تھے۔ اس کا قہقہہ بھی اس کے جتنا ہی مردہ تھا۔ "سیف؟ آپ سیفٹی کی بات کر رہے ہیں بھائی؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ "میں تو خود سے بھی سیف نہیں ہوں۔ اگر اس وقت میں آپ سے بات نہ کر رہی ہوتی تو خود کو نوچ رہی ہوتی کیونکہ مجھے لگتا کہ وہ پھر سے میرے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر رہا ہے!" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کے گالوں پر لڑھک گئے تھے۔ سعد لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں پاگل ہو رہی ہوں۔ بلکہ شاید بہت جلد پوری طرح سے پاگل ہو جاؤں گی۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ سب مجھے یہیں چھوڑ دیں اور واپس زیورک چلے جائیں۔ یہی سب سے اچھا رہے گا۔ ہم سب کے لیے!" وہ کہہ کر اٹھ رہی تھی۔ وہ پلٹنے لگی جب اسے سعد کی آواز سنائی دی۔

"ہم تمہارے بغیر کہیں نہیں جا رہے! تمہیں یہاں رہنا ہے تو ٹھیک ہے! ہم سب یہیں رہیں گے! اینڈ آف ڈسکشن!" سعد نے صوفے پر سے کھڑے ہوتے ہوئے قدرے سختی سے کہا تھا۔ سلمہ آنکھوں میں آنسو لیے شارق کی طرف دیکھ رہی تھیں جو ہنوز علینا کو خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔

"نہیں آپ لوگ یہاں نہیں رہیں گے!" وہ یکدم پلٹی تھی۔ اب کہ سب کو اس کی آواز میں تلخی محسوس ہوئی تھی۔ "یہ ذلت میرے لیے ہے۔ اسے میں اکیلے ہی جھیلوں گی!" اس نے جیسے ایک اٹل فیصلہ کر لیا تھا۔

"یہ فیصلہ لینے والی تم کون ہوتی ہو علینا؟" وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔ آواز بلند ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہی جسے تا عمر اس ذہنی عذاب کے ساتھ زندگی گزارنی ہے!"وہ بلند آواز سے چلائی تھی۔

سعد سُن کھڑا رہ گیا۔ساری تاویلیں گھڑی کی گھڑی رہ گئیں۔وہ سب اسے ساکت ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"تم ہمارے ساتھ زیورک چلو گی ورنہ ہم سب یہیں رہیں گے!لیکن تم کسی بھی صورت اکیلی اس ملک میں ہر گز نہیں رہو گی!"سعد نے اپنی تمام تر ہمت مجتمع کر کے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔وہ اس کا سگا بھائی نہیں تھا لیکن اس کے لیے وہ اس کی سگی بہن تھی اور وہ اپنی بہن کو برباد ہونے کے لیے چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔وہ استہزائیہ سا مسکرائی۔

"ٹھیک ہے!سارا مسئلہ میں ہوں نا؟ساری مصیبت علینا ضرار ہی تو ہے!"اس نے اپنے قدم پیچھے کو لیے۔وہ جیسے بڑبڑا رہی تھی۔

"علینا!"شارق نے بے اختیار کہا تھا۔

"علینا کیا کہہ رہی ہو؟"سلمہ صوفے پر سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں مسئلہ ہوں! میں منحوس ہوں! ساری مصیبت میں ہوں! میں نہ ہوتی تو ابا زندہ ہوتے اور یہ سب، یہ ساری ذلت یہ آپ سب کو کبھی نہ دیکھنی پڑتی!" وہ اونچی آواز میں بڑبڑا رہی تھی اور آہستہ آہستہ قدم پیچھے کو لے رہی تھی۔

"علینا! کچھ بھی الٹا سیدھا کرنے کے بارے میں سوچنا بھی مت!" سعد نے انگلی اٹھا کر کانپتی ہوئی آواز میں اسے تنبیہ کی تھی۔ لیکن وہ ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔ عائزہ، مروہ اور عائشہ اسے دم سادھے دیکھ رہی تھیں۔

"مجھے ختم ہو جانا چاہیئے۔ علینا ضرار نہیں رہے گی تو کوئی مسئلہ بھی نہیں رہے گا!" وہ کہہ کر تیزی سے پلٹی اور تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ سب تیزی سے اس کے پیچھے آئے تھے۔ سلمہ سب سے آگے تھیں۔ وہ کمرے میں آئی تو اس نے جلدی سے دروازہ لاک کر دیا۔ وہ سب اس کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑے تھے۔

"علینا! میرا بچہ دروازہ کھولو!" سلمہ رو رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"علینا! تم کچھ نہیں کرو گی بیٹا!" شارق اسے بار بار کچھ بھی کرنے سے روک رہے تھے۔ سعد مسلسل دروازے کو پیٹ رہا تھا۔

اندر علینا اپنے اسٹڈی ٹیبل کی دراز سے پیپر کٹر نکال چکی تھی۔ پیپر کٹر اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے سویٹر اپنی کلائی پر سے ہٹائی تھی۔ وہاں زپ ٹائیز کے زخموں کے نشانات بلکل واضح تھے۔

"علینا کچھ بھی مت کرنا!" سعد اب دروازے کو اپنے کندھے سے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"علینا ضرار ذلتوں اور مسئلوں کا نام ہے! علینا ضرار ختم۔۔۔" وہ پیپر کٹر کو اپنے کلائی کے قریب لے کر گئی۔ ""یعنی سب ختم!" پیپر کٹر کے بلیڈ نے اس کی کلائی کی جلد کاٹی تو اگلے لمحے ہی خون کا ایک تیز فوارہ بہہ نکلا۔

تبھی دروازہ توڑ کر سعد اندر داخل ہوا۔اسی لمحے وہ چکڑا کر فرش پر گری تھی۔ہاتھ سے پیپر کٹر چھوٹ کر دور جا گرا تھا۔اس کی کلائی سے بہتہ خون دیکھ کر سلمہ اور تینوں لڑکیوں کی چیخیں نکل گئی تھیں۔سعد اور شارق تیزی سے اس کی طرف بڑھے تھے۔

"اس نے نس کاٹ لی ہے!"وہ گھبرایا ہوا سا بولا تھا۔"ابا اس کا بازو اوپر کو اٹھائیں!"وہ شارق سے کہہ کر تیزی سے بیڈ پر پڑا ہوا اس کا دوپٹہ اٹھا لایا پھر اسے زور سے علینا کی کلائی پر باندھنے لگا۔اگلے لمحے ہی وہ علینا کو گود میں اٹھا چکا تھا۔وہ اسے ہوسپٹل لے جا رہا تھا۔

وہ لوگ اسے ہوسپٹل لے آئے تھے۔اسے ٹریٹمنٹ دے دی گئی تھی۔وہ ہوش میں بھی آ گئی تھی۔اس وقت وہ سب اس کے کمرے میں موجود تھے۔وہ خالی خالی نظریں لیے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔سلمہ اس کے سرہانے بیٹھیں گیلی آنکھیں لیے اس کے بال سہلا رہی تھیں۔شارق بیڈ پر اس کے پیروں کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔سعد دیوار کے ساتھ پیروں کی قینچی بنائے کھڑا تھا۔اس کی نظریں مسلسل اپنے پیروں پر ٹکی ہوئی تھیں۔وہ تینوں کمرے میں موجود صوفے پر خاموش بیٹھی ہوئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں کیا تم نے ایسا؟"شارق اس سے پوچھ رہے تھے۔ لہجہ نرم تھا۔ علینا نے ان کی طرف دیکھا۔

"مجھے اور کوئی راستہ نظر ہی نہیں آیا فرار کا!"اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر بہہ گئے تھے۔

"اما نے ہمیشہ کہا۔ "علینا دعا جتنی دل سے مانگی جائے اتنی جلدی قبول ہو جاتی ہے۔ میں نے اس رات موت کی دعا مانگی تھی۔ دل سے مانگی تھی۔ بارہا مانگی تھی۔ لیکن مجھے موت نہیں ملی۔ میں ہر روز نماز کے بعد موت کی دعا مانگتی ہوں۔ لیکن دعا پوری ہی نہیں ہوتی۔"

سعد کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ وہ مزید اب اسے نہیں سن سکتا تھا۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔ "میں موت کی دعا اس لیے نہیں مانگتی کہ میری زندگی ختم ہو گئی ہے یا پھر میرے پاس اب کچھ نہیں بچا۔ میں موت کی دعا اس لیے مانگتی ہوں کیونکہ مجھ سے یہ ساری تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ میں اتنی بہادر نہیں ہوں۔ مجھ میں برداشت اور صبر کرنے کی سقت بھی نہیں ہے۔ میں ہر رات اٹھ کر چیخنا نہیں چاہتی۔ چلانا نہیں چاہتی۔ رونا نہیں چاہتی۔ اپنے ہاتھوں سے اپنا منہ بند کر کے اپنی سسکیوں کو دبانا نہیں چاہتی۔ آئینے میں خود کو

دیکھ کر خود سے گھن نہیں کھانا چاہتی۔ میں نہیں ہوں کوئی طاقتور عورت! مجھ سے نہیں ہو رہا ہے۔ مجھ سے اب زندہ نہیں رہا جا رہا۔" اپنے آخری جملے پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ سلمہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔ وہ اس کے لرزتے ہوئے جسم کو سہلا رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ رو کر ہٹی تو شارق نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اپنی بات شروع کی۔

"کیا چاہتی ہو تم؟" لہجہ ہنوز نرم رہا تھا۔

وہ چند لمحے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔ وہ اپنے اندر کو کھنگال رہی تھی۔ اندر سے آواز آئی تھی "موت!" لیکن اس نے کچھ اور کہا۔

"آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں اور میرے پیچھے خود کو ہلکان مت کریں! آپ لوگوں کی زندگیاں ہیں وہاں! کچھ خیال کریں اپنا!" وہ روہانسی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"اور تم یہاں اکیلی کیسے رہو گی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں رہ لوں گی۔ اگر مجھے زندہ ہی رہنا ہے تو رہ لوں گی لیکن آپ کے ساتھ نہیں آؤں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی ہر رات میرے چلانے پر میرے سرہانے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ اور میری پہلے سے برباد شدہ زندگی کی وجہ سے اپنی زندگی بھی برباد کر لے۔" اس نے ان کے چہرے پر سے اپنی نظریں ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا تم ضرار سے ناراض ہو؟" انہوں نے یکدم کہا تو کمرے میں بیٹھا ہر شخص چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔ وہ بھی چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔ "کیا تمہیں لگتا ہے کہ ضرار کی غلطی کا بدلہ شازیہ نے تم سے لیا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں کسی سے ناراض نہیں ہوں۔ سوائے خود کے۔" وہ عجیب سے لہجے میں بڑبڑائی تھی۔

"مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے علینا کیونکہ مجھے نہیں معلوم شازیہ نے ضرار کے بارے میں تم سے کیا کہا ہے۔ لیکن تمہیں یہ سننے کی ضرورت ہے۔ شازیہ جس آدمی سے محبت کرتی تھی وہ جوے کا عادی تھا۔ کوئی بھی اس کی محبت کے خلاف نہیں تھا، سب صرف ایک غلط انسان کے انتخاب کے خلاف تھے۔ نہ ہی کبھی کسی نے اس کی کوئی حق تلفی کی تھی یا پھر اس میں اور

ضرار میں کوئی تفریق کی تھی۔یہ سب اس کے اپنے ذہن کی بنائی ہوئی باتیں تھیں جو وہ اپنی ناکام زندگی کی وجہ سے خود کو بہلانے کے لیے بُنتی تھی۔شاہنواز کا رشتہ اس کے لیے آیا تھا۔ وہ اس سے عمر میں بس آٹھ یا سات سال ہی بڑا تھا۔شازیہ کے والدین اور ضرار کو رشتہ اچھا لگا اور انہوں نے شازیہ کی شادی کر دی۔ہاں غلط کیا انہوں نے اس کی زبردستی شادی کروا کر لیکن وہ اس نہج پر پہنچ چکی تھی کہ یا تو گھر سے بھاگ جاتی یا خودکشی کر لیتی۔ان کے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا۔شادی کے دو مہینوں بعد ہی انہیں معلوم ہوا کہ شاہنواز اسے مارتا تھا۔اور صرف مارتا نہیں تھا،بُری طرح سے اسے ٹارچر کرتا تھا۔ضرار کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ گیا تھا شازیہ کے پاس۔اس نے اس سے بارہا کہا تھا کہ وہ طلاق لے کر ابھی چلے اس کے ساتھ۔ یا پھر ابھی اس کے ساتھ چلے اور بعد میں خلع لے لے۔لیکن اس نے اپنی انا اور ضد میں منع کر دیا۔ساری زندگی کی قید اس نے اس لیے تسلیم نہیں کی تھی کہ وہ مظلوم تھی اور کچھ نہیں کر سکتی تھی،وہ قید اس نے اس لیے تسلیم کی تھی تاکہ اپنے گرد ہر شخص کو تکلیف پہنچا سکے جو اس سے محبت کرتا تھا یا جس نے بھی اس کی شادی کے فیصلے کے لیے ہاں کی تھی۔ضرار

کو ساری زندگی شازیہ کی بربادی پر گہرا ملال رہا۔ جب ضرار کی شادی ہوئی تو اسے شازیہ کا نفرت انگیز رویہ دیکھ کر یہ بات سمجھ آ گئی تھی کہ وہ تم سے اور اریشہ سے شدید نفرت کرتی تھی اور اسی لیے ضرار نے پھر کبھی اس سے کوئی تعلق جوڑنے کی کوشش نہیں کی۔

صرف تمہاری حفاظت کے لیے۔ ضرار نے ایسا صرف اس لیے نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے شازیہ تم سے نفرت کس بنا پر کرتی تھی اور کیوں کرتی تھی۔ اس لیے اس نے خاندان والوں سے بھی ملنا جلنا بہت کم کر دیا تھا۔ اور رہی بات یہ کہ تمہارے باپ نے شازیہ کا ساتھ نہیں دیا تھا؟ تو یہ غلط ہے علینا! ضرار ہمیشہ شازیہ کی طرف ہاتھ بڑھائے کھڑا رہا تھا، لیکن اس ہاتھ کو ہمیشہ شازیہ نے ہی جھٹکا تھا۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

کافی دیر کمرے میں خاموشی چھائی رہی پھر علینا نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا فیصلہ اب بھی تبدیل نہیں ہوا۔"

"اب تم ضد کر رہی ہو علینا! ضد اچھی نہیں ہوتی۔"

"میں ضد نہیں کر رہی۔ میں اب بس کسی کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتی۔"اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔"پلیز میری بات مان لیں۔"

وہ کافی دیر خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

"ٹھیک ہے۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں شارق؟ یہ یہاں اکیلی کیسے رہے گی؟ اس کی حالت تو دیکھیں؟" سلمہ حیران پریشان سی ان کا منہ دیکھتی رہ گئیں۔

"لیکن میری کچھ شرطیں ہیں جو تمہیں ہر صورت ماننی ہوں گی!"انہوں نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی تھی۔ علینا نے سر اوپر نیچے ہلایا۔

"تم یہاں نہیں رہو گی۔ میں تمہیں لاہور لے جا رہا ہوں۔ وہاں ایک اچھے اور سیف علاقے میں میرا فلیٹ ہے۔ تم وہاں رہو گی۔ اپنی پڑھائی پر فوکس کرو گی۔ صرف اپنی زندگی پر فوکس کرو گی۔ اپنی ذات پر دھیان دو گی۔ صرف اپنے آپ کو تعمیر کرو گی۔ اپنا خواب پورا کرو گی۔ زندگی کی طرف واپس آؤ گی۔ میں تمہیں ہر مہینے پیسے بھجواؤں گا۔ تم انہیں صحیح

طریقے سے خرچ کروگی اور صحیح طرح سے خرچ کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم انہیں خود پر خرچ کروگی۔ پوری طرح۔ تم ہر روز ہم سے بات کروگی۔ ایک بھی دن اگر تم نے ہم سے رابطہ قائم نہیں کیا علینا تو اگلے دن ہی ہم تمہیں زیورک سے آکر لے جائیں گے۔ اگر کوئی مسئلہ ہو گایا پھر تمہیں لگے کہ کوئی تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے یا پھر کوئی تمہارے پیچھے ہے تو تم ہمیں فوراً بتاؤ گی۔ اور سب سے اہم بات تم مجھ سے کچھ نہیں چھپاؤ گی! کچھ بھی نہیں!" وہ ایک لمحے کے لیے رکے۔ "میری اگلی بات سن کر تمہیں لگے گا کہ میں بہت پتھر دل انسان ہوں لیکن یہ حقیقت ہے اور انسان جتنی جلدی حقیقت کو تسلیم کرلے اتنا ہی اس کے لیے اچھا ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھ جو ہوا۔ ظلم تھا۔ اس سب میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی۔ لیکن علینا کچھ بھی رکا نہیں۔ دنیا میں سب اپنے معمول پر ہی رہا۔ کسی کو تم پر کیے گئے ظلم سے فرق نہیں پڑا سوائے ان کے جو تم سے محبت کرتے ہیں۔ اور کسی کو کبھی فرق بھی نہیں پڑتا اور نہ کبھی پڑے گا۔ یہ دنیا ایسی ہی ہے۔ پتھر دل اور خود غرض۔ اب اگر کسی کو تمہاری پرواہ نہیں تو تمہیں کیوں ہو؟ تم کیوں ہار کر بیٹھ جاؤ؟ تم کیوں یہ سوچو کہ تم اپنی

تکلیف سے لڑ نہیں سکتیں؟ تم کیوں سوچو کہ تم یہ برداشت نہیں کر سکتیں؟ تم کیوں سوچو کہ تم اپنے لیے، اپنے خوابوں کے لیے دنیا سے لڑ نہیں سکتیں؟ تمہیں غصہ آتا ہے نا؟ تمہارا دل کرتا ہے نا کہ وہ جانور تمہارے سامنے ہوتا اور تم اسے گولی مار دیتیں؟" وہ ان کی بات سن کر رو پڑی تھی۔ پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے سر زور سے اثبات میں ہلانے لگی۔

"تو پھر اپنے غصے کو صحیح جگہ استعمال کرو۔ اپنی کامیابی کے لیے استعمال کرو۔ اس غصے کو اپنی زندگی کے مقصد کے لیے ایندھن بنا لو۔ اور جب سُرخرو ہو جاؤ اور اتنی قابل ہو جاؤ کہ دنیا تمہارے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے تو اپنا انصاف حاصل کرنا! زندگی بڑی قیمتی شے ہے۔ اسے کسی تکلیف کے آجانے پر موت کی دعا کر کے ضائع کرنے کی خواہش رکھنا ناشکری ہے اللہ کی۔ میری ایک اور بات اچھی طرح سے اپنے دماغ میں بیٹھا لو۔ اگر اللہ چاہتا تو تم اسی رات مر جاتیں۔ اتنے جان لیوا زخموں کے باوجود بھی اگر تم زندہ تھیں علینا تو یہ جان لو کہ اللہ کی رضا تمہیں زندہ رکھنے میں ہی تھی۔ اور ایمان رکھنے والے لوگ اللہ کی رضا میں راضی ہوتے ہیں۔ وہ سب دیکھ رہا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم مظلوم ہو۔ تم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

معاشرے کے ان ناسوروں کے خلاف کھڑی نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ سب سے بہترین تدبیر کرتا ہے علینا۔ یاد رکھو! وہ جب تمہارے لیے تدبیر کرے گا نا علینا تو میں جانتا ہوں۔ تم حیران رہ جاؤ گی! کیونکہ ہمارے لیے اس کی تدبیریں ہمیشہ حیران کُن ہی ثابت ہوتی ہیں۔ وہ تمہارا نصیب سب سے جدا سب سے منفرد لکھنے والا ہے۔ اس نصیب کے لیے تمہیں ایک لمبا سفر طے کرنا پڑے گا لیکن علینا جب وہ نصیب تم تک پہنچے گا نا تو وہ اتنا خوبصورت ہو گا کہ تم اس کے کیے گئے فیصلوں پر شکر ادا کرتی تھکو گی نہیں! میری اس بات کو لکھ لو کہیں۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گئے لیکن وہ روتی رہی۔ وہ آج رو رو کر اپنے اندر کا سارا غبار باہر نکال کر صاف کر دینا چاہتی تھی۔ اسے شارق کے لفظوں نے جیسے سکون پہنچایا تھا۔ امید پہنچائی تھی۔

امید۔ یہ وہ واحد چیز ہے جو انسان کو زندہ رہنے کی ہمت فراہم کرتی ہے۔

اور پتا ہے ہمت کیا ہے؟

ہمت اللہ ہے۔

یہ سوچنا کہ "وہ ہے نا!" ہی امید ہے۔

****

زندگی اپنے آپ میں سب سے عجیب شے ہے۔ دنیا تلپٹ ہی کیوں نہ ہو جائے یہ سب سے ماورا چلتی رہتی ہے۔ اس کا کوئی عمل کبھی نہیں رکتا۔ اور وہ لوگ دنیا کے سب سے بڑے بیوقوف ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ زندگی کسی ایک حادثے یا پھر ایک بُرے واقع کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد وہ کبھی زندگی کے ساتھ نہیں چل سکتے کیونکہ وہ ہار چکے ہیں۔

علینا اس بیوقوفی سے نکل آئی تھی۔ شارق اور ان کی فیملی ناچاہتے ہوئے بھی واپس چلی گئی تھی۔ اور وہ بڑے ابا کے ساتھ اپنے وعدے کو بھی نبھا رہی تھی۔ جب سب کو یہ پتا چلا کہ وہ ان کے ساتھ نہیں جا رہی تو سب شارق سے ایک ہی سوال پوچھ رہے تھے کہ آخر کیا سوچ کر وہ ایک اٹھارہ سال کی ذہنی، جسمانی اور جنسی ٹارچر سے گزری لڑکی کو ایک ملک میں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہیں جہاں اس کے کئی دشمن ہیں؟ اور ہر بار ان کا ایک ہی جواب ہوتا تھا۔

"وہ ضرار کی بیٹی ہے۔اسی کی طرح ضدی ہے۔جب انسان ضد میں آجائے تو اس کی سن لینی چاہیئے ورنہ وہ کچھ ایسا کر بیٹھتا ہے جو سب کچھ برباد کر دیتا ہے۔اس نے اپنی نس صرف ہمیں بلیک میل کرنے کے لیے کاٹی تھی۔اگلی بار وہ نس نہیں کاٹے گی۔اس سے بھی زیادہ انتہا پر جا کر کچھ کرے گی۔میں نے اس کی ایک سنی ہے لیکن اس کی ایک بات کے بدلے میں میں نے اس سے اپنی کئی باتیں منوائی ہیں۔اگر میں ایسا نہ کرتا تو اسے کھو دیتا اور میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔"

"وہ کیسے رہے گی اکیلے؟ کیسے اس معاشرے میں سروائیو کرے گی؟"سلمہ نے ان سے روتے ہوئے پوچھا تھا۔

"اس کی زندگی میں آگے اب بہت سے مسائل آنے والے ہیں سلمہ۔وہ جن چیزوں سے گزری ہے اس کے بعد اس کی زندگی میں مسائل کا دریچہ کھل گیا ہے اور مسائل بھی ایسے جن میں ہم اس کے لیے کچھ نہیں کر پائیں گے۔یہ اس اکیلی کی لڑائی ہے۔اکیلے لڑنے دو اسے۔لڑے گی نہیں تو روتی رہے گی۔روتی رہے گی تو غموں کے بوجھ تلے دب جائے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور غموں کے بوجھ تلے دبے رہنے والا شخص زیادہ دیر زندہ نہیں رہ پاتا، بہت جلد مر جاتا ہے۔ میں جانتا ہوں ایک دن ایسا بھی آئے گا جس دن اسے لگے گا کہ اب وہ تھک چکی ہے۔ اب وہ مزید کچھ نہیں کر سکتی لیکن سلمہ یقین کرو اسے تھکنے کے باوجود بھی لڑنا پڑے گا۔ جب تک یہ سب ختم نہیں ہو جاتا اسے لڑنا پڑے گا۔"

"اور سب کب ختم ہو گا؟"

"جس دن اسے یقین آئے گا کہ جو آپ اپنے لیے کر سکتے ہیں وہ دنیا کا کوئی شخص آپ کے لیے نہیں کر سکتا خواہ وہ آپ سے کتنی ہی محبت کیوں نہ کرتا ہو۔"

"آپ نے اس سے تھیراپی کے بارے میں بات کیوں نہیں کی؟"

"وہ اس سب کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔ سمجھنے کی کوشش کرو سلمہ اسے اپنی بے آبروئی کے بارے میں بات کرتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔ اور ابھی میں مزید اسے کسی چیز کی طرف زبردستی دھکیلنے کی فاش غلطی نہیں کر سکتا۔ وہ آگے ہی سب بہت مشکل سے کر رہی ہے۔ اگر میں نے اسے ایک ایسے کام کے لیے فورس کیا جو اسے شدید تکلیف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دیتا ہے تو وہ جو کر رہی ہے وہ بھی نہیں کرے گی۔"سلمہ ان کی بات سن کر خاموش ضرور ہو گئی تھیں لیکن مطمئن نہیں۔

لاہور میں جس علاقے میں اس کا فلیٹ تھا وہ ایک بہت سیف علاقہ تھا۔لیکن وہ گھر سے زیادہ باہر نہیں نکلتی تھی۔رات کے وقت تو بلکل بھی نہیں۔ایک عجیب سا خوف تھا جو اس کے اندر کہیں سرایت کر گیا تھا۔وہ رات کو سوتی تو اپنے کمرے کی لائٹس آن کر کے سوتی۔اندھیرے سے اسے نفرت ہو گئی تھی اور نفرت سے زیادہ اسے اندھیرے سے وحشت ہوتی تھی۔خوف محسوس ہوتا تھا۔

اسے بزنس میں جانے کا شوق تھا اس لیے اس نے آئی کام کو چنا تھا۔ایگزامز وہ پرائیویٹ ہی دینے والی تھی اس لیے اس نے شام کے وقت ایک ایکڈمی جوائن کر لی تھی۔پہلے دن جب وہ اکیڈمی گئی تو واشروم میں خود کو لاک کر کے خوب روئی۔اسے زیورک جانا تھا۔۔۔ابا کے ساتھ۔اس کا فیوچر جس قدر برائٹ تھا اسے بہت اچھے سے اندازہ تھا لیکن اب وہ پرائیویٹلی آئی کام کر رہی تھی۔اس کی زندگی کا دوسرا سب سے بڑا خواب ٹوٹ گیا تھا اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تکلیف حد سے سوا تھی۔ ایک بار پھر اس کا دل چاہا تھا کہ کاش اس رات وہ چاقو ارحم نے اس کی شہ رگ پر پھیر دیا ہوتا تو یہ سب ہوتا ہی نہ!

اس کے پاس کرنے کو زیادہ کچھ نہیں ہوتا تھا۔ وہ صرف پڑھتی تھی۔ جھمکے، کتابیں، چوڑیاں، کھانا، فلمیں، ڈرامے، گانے۔ وہ اپنی ہر پسندیدہ چیز سے دور ہو گئی تھی۔ جیسے وہ کبھی اس کی پسندیدہ چیزیں تھیں ہی نہیں۔ پورا دن پڑھتی رہتی، جب پڑھنے کے لیے بھی کچھ نہ بچتا تو بیڈ پر لیٹی چھت کو خاموشی سے تکتی رہتی۔ دنیا کی ہر چیز سے جیسے اس کا دل اکتا گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دو چیزیں اسے بہت تنگ کرتی تھیں۔ اس کی زندگی کا عذاب۔ ایک خون اور دوسرے اس کے خواب۔ وہ کہیں بھی خون دیکھ لیتی تو سن ہو جاتی۔ کئی کئی گھنٹے گزر جاتے لیکن وہ ویسے ہی سن بیٹھی یا کھڑی رہ جاتی۔ پھر کسی تیز آواز کے کانوں میں پڑنے کی صورت اسے جا کر ہوش آتا۔ اس کے خواب اسے ہر رات مارتے تھے۔ ایک بھی ایسی رات نہ ہوتی جب اسے نائٹ میئر نہ آتا۔ نائٹ میئر میں ضرار کی موت اور اس رات اس کمرے میں اس کے

ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کے فلیش بیکس ہوتے تھے۔ ہر رات وہ ڈر کر اٹھ جاتی تھی۔ پھر روتی رہتی۔ جس دن نائٹ میئر نہ آتا اس دن اسے اسلیپ پیرالیسس ہوتا۔ ہفتے میں ایک بار تو یہ لازمی ہوتا، اگر وہ پڑھائی کی وجہ سے اسٹریس لے رہی ہوتی تو یہ بڑھ جاتا۔ اور جس دن اسے اسلیپ پیرالیسس ہوتا اس دن وہ بس اپنے بیڈ پر ایک ہی حالت میں بیٹھی رہ جاتی۔ پورا دن گزر جاتا اور وہ کچھ نہ کر پاتی۔ وہ اچھی طرح سے اپنی حالت سے واقف تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ وہ ایک پی ٹی ایس ڈی کی مریضہ بنتی جا رہی تھی۔ بڑے ابا نے اس سے بات کرتے ہوئے اکثر ڈھکے چھپے لفظوں میں تھیراپی کے بارے میں بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ہر بار انکار کر دیتی۔

"میں آگے ہی بہت مشکل سے سب کر رہی ہوں بڑے ابا! آپ کو اللہ کا واسطہ ہے اسے ذکر کو مت چھیڑا کریں۔ میں ابھی اتنی بھی بہادر نہیں ہوئی کہ کسی انجان شخص کے سامنے جا کر اپنی زندگی کے سب سے ہولناک واقع کے بارے میں بات کروں۔ یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شاید ابھی نہیں یا پھر شاید کبھی نہیں۔"وہ کہہ کر خاموش ہو جاتی اور شارق موضوعِ گفتگو تبدیل کر دیتے۔

ایک اور تبدیلی بھی اس میں آئی تھی۔۔۔اس کے جذبات مر گئے تھے،دل پتھر کا ہو گیا تھا اور لوگوں سے نفرت ہو گئی تھی۔وہ بہت کم گو ہو گئی تھی۔اس سے کوئی کام کی بات پوچھتا تو جواب دے دیتی ورنہ سامنے والے کو آگے سے ایسا کرخت جواب سننے کو ملتا کہ پھر کبھی اس سے بات کرنے کی کوشش نہ کرتا۔سب ہر دن اسے کال کرتے تھے۔اس سے بات کرنے کی کوشش کرتے تھے۔وہ ہلکی پھلکی سی بات کرتی پھر کوئی بہانہ بنا کر کال بند کر دیتی۔کال بند کرنے کے بعد وہ اکثر تلخی سے ہنس دیا کرتی تھی۔وہ سب اسے پاگل سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس سے بات کر کے وہ اسے پاگل ہونے سے بچا رہے تھے۔وہ ہنستی تھی کیونکہ وہ صحیح تھے۔وہ پاگل ہو رہی تھی یا پھر شاید پاگل ہو چکی تھی۔اپنے پی ٹی ایس ڈی کے علاوہ بھی وہ پاگل سی ہو رہی تھی۔عجیب مردہ سا دل ہو گیا تھا اس کا۔کسی کو خوش دیکھ

وہ خوش نہ ہو پاتی اور نہ ہی حسد کر پاتی۔ بس بے تاثر اور غیر جذباتی سی رہتی۔ جیسے اسے کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو۔ کوئی مرتا یا زندہ رہتا، اس کی بلا سے۔

صبح اٹھنا، پڑھائی کرنا، اکیڈمی جانا، واپس آجانا، پھر پڑھائی کرنا اور رات کو سونے کی ناکام کوشش کرنا۔ اس سب کے درمیان اگر اسے بھوک لگتی تو وہ کھانا کھا لیتی۔ زندہ علینا کھانے کے لیے زندہ رہتی تھی۔ اسے مختلف کھانے کھانا پسند تھا۔ مردہ علینا زندہ رہنے کے لیے کھاتی تھی۔ اسے ہر دن مختلف کھانا نہیں چاہیئے ہوتا تھا۔ اگر گھر میں ڈبل روٹی اور مکھن پڑا ہے تو وہ تب تک اسے کھا سکتی تھی جب تک وہ ختم نہ ہو جائے یا پھر خراب نہ ہو جائے۔ وہ ایک چکر کی صورت زندگی گزار رہی تھی بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ زندگی گھسیٹ رہی تھی۔ بڑے ابا اور ان کی فیملی کو علینا سے بات کر کے اچھے سے اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ کیسے اپنی زندگی گزار رہی تھی لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ شارق یہی سوچ کر مطمئن تھے کہ وہ کچھ بھی نہ کرنے کے بجائے کچھ ضرور کر رہی تھی۔

پھر اچانک زندگی میں ایک چیز اچھی ہو گئی۔اس نے انٹر میڈیٹ میں بورڈ ٹاپ کر لیا تھا۔ خوشی اسے پھر بھی نہ ہوئی۔ لیکن صرف تب تک جب تک اسے یونیورسٹی آف مینیجمینٹ اینڈ بزنس(UMB)کی طرف سے فل اسکالرشپ نہیں دے دی گئی۔یو ایم بی پوری دنیا میں مانی جانے والی ایک اعلیٰ درجے کی درس گاہ تھی۔ جو ہر سال صرف ایک ٹاپر اسٹودنٹ کو اسکالرشپ دیتی تھی۔یہ فل اسکالرشپ ہوتی تھی۔یونیورسٹی سے وابستہ اس اسٹودنٹ کے تمام تر اخراجات یونیورسٹی کے ذمے تھے۔اسے یو ایم بی پسند تھی لیکن اس کا میرٹ بہت زیادہ ہوتا تھا۔اس نے شاید ہی کبھی سوچا تھا کہ اس کا داخلہ یو ایم بی میں ہو جائے گا۔دو سالوں میں پہلی بار اسے خوشی محسوس ہوئی تھی۔خوابوں اور چاہتوں کی لسٹ میں سے ایک چیز اس کا مقدر ہو گئی تھی۔دو سالوں میں پہلی بار اس نے اپنے لیے شاپنگ کی تھی۔دو سالوں میں پہلی بار اس نے اپنے لیے جھمکے خریدے تھے۔دو سالوں میں پہلی بار اس نے کچھ دل سے پکا کر کھایا تھا۔یو ایم بی میں اس کے داخلے کے بارے میں سن کر شارق اور سلمہ اس سے ملنے آئے تھے۔وہ اسے بہت سی شاپنگ کروا کر گئے تھے۔ان دونوں نے ہی

محسوس کیا تھا کہ وہ کسی حد تک بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔ وہ خوش تھی کہ چلو زندگی میں کچھ تو اچھا ہوا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ یو ایم بی کے پہلے دن ہی اس کی زندگی تین سو ساٹھ ڈگری کا ایک ٹرن لے گی اور سب تبدیل کر کے رکھ دے گی۔

جی۔ آپ بلکل ٹھیک سمجھے۔ تین سو ساٹھ ڈگری کے اس ٹرن کا نام عصام شہریار خان ہی تھا۔ علینا پر عصام کا پہلا تاثر ایک بگڑے ہوئے لڑکے کا پڑا تھا۔ دوسرا تاثر ساحر کا تھا اور تیسرا تاثر کسی آبسیسڈ انسان کا۔ اور اسے اس کے پہلے تینوں تاثرات سے ہی نفرت ہو گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یونیورسٹی کا پہلا دن تھا اور عصام کا اسے بیٹھنے سے ٹوکنا اسے شدید ناگوار گزرا تھا۔ کچھ وہ خود بھی تلخ ہو چکی تھی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ ہو جاتی تھی۔ عصام کی یہ حرکت اسے بہت بُری لگی تھی۔ اسے لگا تھا کہ وہ ایک امیر ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولاد تھا۔ اسے عصام کے کپڑوں اور بات کرنے کے اسٹائل سے یہ تو معلوم ہو ہی گیا تھا کہ وہ کسی عام گھرانے سے تو تھا نہیں لیکن یہ جان کر کہ وہ شہریار خان کا بیٹا عصام شہریار خان تھا، وہ لڑکا جس کے بارے

میں مشہور تھا کہ اس کا آئی کیو لیول 158+ تھا،اسے جھٹکا لگا۔وہ خود بھی شہریار خان کی فین تھی۔لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں تھا۔اصل مسئلہ تو تب ہوا جب دو سالوں تک ہر رات روتی رہنے والی کُھربا آنکھیں سحر انگیز گہری سرمئی آنکھوں سے ملیں۔اس نے کبھی کسی مرد کی آنکھوں کو اتنا خوبصورت نہیں پایا تھا جتنا کہ اس کی۔اس نے کبھی کسی مرد کی آنکھوں کو اتنا شفاف نہیں پایا تھا جتنا کہ اس کی۔اس نے کبھی کسی مرد کی آنکھوں کو اتنا پُر کشش بھی نہیں پایا تھا جتنا کہ اس کی۔اسے لگا کہ وہ اس کے سحر میں جکڑی جا رہی تھی۔نظریں ہٹانا اسے مشکل لگ رہا تھا لیکن ضروری تھا۔عصام کا دوسرا تاثر اس کی آنکھیں تھیں۔اور اس کی آنکھوں سے اس کا ایک لَو اینڈ ہیٹ ریلیشن شپ بن گیا تھا۔بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھیں یاد آجاتیں تو وہ بلاوجہ ہی مسکرانے لگتی لیکن اگلے لمحے جب یاد آتا کہ مسکرانا تو علینا ضرار پر حرام تھا تو عصام اور اس کی آنکھوں کی شان میں قصیدے پڑھنے لگتی۔وہ خود سے جھوٹ بولتی تھی کہ اسے عصام کی آنکھوں سے نفرت تھی۔تیسرا تاثر اسے سب سے زیادہ ناگوار گزرا تھا۔اسے ایک بار پھر کسی مرد سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔عصام نے اس کی

اٹینشن حاصل کرنے کے لیے ایک بہت ہی بھونڈی حرکت کی تھی۔ اسے لگا تھا وہ ملک کے سب سے ذہین لڑکے کی نہیں بلکل گلی کی نکر پر کھڑے ایک بدمعاش لڑکے کی حرکت تھی جسے راہ پر چلتی کسی لڑکی توجہ اپنی طرف مبذول کر کے اپنی ذات کو تسکین پہنچانا اچھا لگتا تھا۔ اگر اسے لگتا تھا کہ وہ جان بوجھ کر اپنے مارکس کٹوا کر اس کی نظروں میں آجائے گا یا پھر فلمی دنیا کی طرح اسے بتانے کی کوشش کرے گا کہ دیکھو! میں تو تم سے ہارنا پسند کرتا ہوں اور تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں تو یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ اس دن جب وہ کیفے میں عصام سے بات کرنے گئی تو اس کا غصہ اس قدر آسمان کو پہنچا ہوا تھا کہ عین ممکن تھا وہ اسے ایک تھپڑ دے مارتی لیکن نا جانے کیسے اس نے خود کو کنٹرول کیا تھا۔ وہ اسے اس کی لمٹس یاد کروا کر واپس آگئی۔ اور گھر آ کر انتظار کرتی رہی کہ کب وہ اس کے لیے ایک دھمکی آمیز پیغام پہنچائے گا یا پھر اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی یا بدتمیزی کرے گا۔ کیونکہ ایک بار پہلے بھی اس نے کسی مرد کو اپنی اٹینشن دینے سے انکار کیا تھا اور نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اس کے باپ کو اس سے چھین لیا گیا تھا۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ بلکہ کچھ اور ہی ہوا تھا۔

عصام نے اس سے ذرا فاصلہ اختیار کر لیا تھا۔ وہ اس کے سامنے نہیں آتا تھا۔ اگر آ بھی جاتا تو راستہ بدل لیتا۔ شاید اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اس کی حرکتوں کی وجہ سے ان کمفرٹیبل ہوتی تھی۔ جو بھی تھا، کم از کم اب وہ کوئی بیوقوفانہ حرکت تو نہیں کرتا تھا نا۔ ماہا سے اس کی دوستی ایک اچھی بات ثابت ہوئی تھی۔ اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ عصام اور اس سے جڑے ہر شخص کو بنا وجہ ہی غلط سمجھتی تھی۔ اس سے دوستی کے بعد ایک اور اچھی چیز ہوئی تھی، اس نے حقیقی طور پر کبھی کبھی مسکرانا شروع کر دیا تھا۔

لیکن علینا کی یہ خواہش کہ وہ بیوقوفانہ حرکتیں کرنا بند کر چکا تھا، خواہش ہی رہ گئی۔ اس نے اسے پروفیسر کے آفس سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اسے پروفیسر کے خود کو چھونے پر پینک اٹیک آیا تھا اور وہ اپنے آنسو روک نہیں پائی تھی۔ اور اس کے بعد اس نے جو پروفیسر کے ساتھ کیا اس پر تو وہ حیران ہی رہ گئی۔ اسے لگا تھا کہ شاید وہ پاگل تھا۔ اسے ایک بار پھر اس پر غصہ آیا تھا۔ وہ کون ہوتا تھا اس کے معاملات میں دخل دینے والا؟ لیکن اس کا غصہ صرف تب تک ہی برقرار رہ پایا جب تک عصام نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر

اسے اپنی فیلنگز سے واقفیت نہیں بخش دی تھی۔اسے غصہ نہیں آیا تھا۔اسے خوف محسوس ہوا تھا۔وہ گھر آ کر سوچتی رہی۔وہ کس عشق کی بات کر رہا تھا؟وہ عشق جو لڑکے فلموں اور ڈراموں سے سیکھتے تھے؟مزاروں پر چادر اوڑھ کر بیٹھنے اور لڑکی پر اپنی مرضی تھوپنے اور اس کے ساتھ زبردستی کرنے والا عشق؟مردوں کو عشق کا ایک ہی معنی معلوم ہے۔جنون۔ جبکہ عشق تو فنا ہونے کا نام ہے۔فنا کرنے کا نہیں۔عشق قربان ہونے کا نام ہے۔قربان کرنے کا نہیں۔وہ کس عشق کی بات کر رہا تھا؟کیا اس کے عشق میں علینا کے لیے عزت تھی یا پھر ذلت؟

وہ اس کی ذات کی تحقیر کی بات کر رہا تھا۔کونسی تحقیر؟اس کی ذات کی تحقیر تو کئی بار کی گئی تھی؟ایک بار پھر مزید ہو گئی تو اسے بُرا کیوں لگا؟اسے سچ میں عصام کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔یا پھر شاید اس نے زندگی میں اتنے زخم کھا لیے تھے کہ کسی مرد کی بات پر بھروسہ کرنا اس کے لیے ایسا تھا جیسا زہر کو گلے سے نیچے اتارنا ہو۔اس رات وہ پہلی بار یہ سوچ کر روئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی کہ ماضی اپنے آپ کو دوبارہ دہرانے جا رہا تھا۔ ایک بار پھر ایک نام نہاد مرد کی انا کو ٹھیس پہنچنے والی تھی اور نتیجہ ایک بار پھر اس کی بربادی ہونا تھا۔

اس کے بعد سے وہ عصام کو اگنور کرنا شروع ہو گئی تھی۔ لیکن ماہا کے کزن کی شادی تھی اور اسے ایک ٹریڈیشنل ڈریس خریدنا تھا جس کے لیے وہ اپنے ساتھ اسے لے کر جانا چاہتی تھی۔ اس نے بھی ہاں کہہ دی۔ لیکن اصل جھٹکا اسے تب لگا جب عصام بھی ان کے ساتھ اسے پِک کرنے آیا تھا۔ وہ جس آدمی کو اتنے دنوں سے ہر جگہ اگنور کر رہی تھی وہ یکدم اس کے سامنے آ گیا تھا۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ وہ اپنا اور ماہا کا دن خراب نہیں کرے گی۔ وہ اس کے ساتھ انارکلی چلی گئی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اسے عصام سے بات کرنی چاہیئے تھی۔ ماہا کے کہنے پر وہ عصام کے ساتھ سنڈے بُک میلہ آ گئی تھی۔ وہ نروس نہیں تھی، وہ بے حد خوفزدہ تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ ابھی وہ عصام کو ناں کہے گی اور وہ اس پر چیخنا چلانا شروع کر دے گا۔ اس کے دل کی دھڑکن شدت اختیار کیے ہوئے تھی۔ ایک بار پہلے بھی ایک مرد کو ریجیکٹ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اس کی زندگی برباد کر دی گئی تھی۔ اسے لگا ابھی، بس

ابھی وہی سب دوبارہ ہو گا۔ لیکن پھر کچھ ایسا ہوا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اس نے ناں کہا اور اس نے نرمی سے اس سے ناں کی وجہ پوچھی۔ یہ کیا ہوا تھا؟ اسے یقین ہی نہ آیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ علینا کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ عصام کا ریجیکشن کی وجہ جاننا اس کا حق تھا۔ لیکن وہ اسے وجہ نہیں بتانا چاہتی تھی۔ اس کے دوبارہ پوچھنے پر بے اختیار وہ سچ کہہ گئی۔ ہاں علینا ضرار کو لگتا تھا کہ عصام میں ایسی کوئی کمی نہیں تھی جس کی وجہ سے کوئی اسے ریجیکٹ کرتا لیکن وہ اسے ریجیکٹ نہیں کر رہی تھی۔ وہ تو خود کو اس کے لیے ریجیکٹ کر رہی تھی۔ ایک ایسی لڑکی جس کا ماضی اس قدر ہولناک تھا کہ وہ دن کی روشنی میں بھی ڈرتی تھی، اس لڑکی اور ایک اعلیٰ خاندان اور حسب و نسب کے سپوت کا کیا جوڑ بنتا تھا؟ وہ بے دھیانی میں سب بول گئی لیکن اس سے یہ نا کہہ سکی کہ وہ انجانے میں اس سے محبت کر گئی تھی۔ انسان کبھی کبھار اپنے دل کی بات معلوم ہونے پر بھی اسے کسی کو نہیں بتاتا۔ یہاں تک کہ خود کو بھی نہیں۔ دل کی اس بات کو کسی راز کی طرح تجوڑی میں بند کر دیتا ہے۔ اس نے بھی تجوڑی کو تالا لگا کے چابی چُھپا دی تھی۔ اس دن کچھ اور بھی

ہوا تھا۔ عصام کے پچھلے تمام تاثر اس کے دل و دماغ سے ایسے غائب ہو گئے جیسے وہاں کبھی تھے ہی نہیں۔ اسے صرف ایک تاثر یاد رہ گیا۔ عزت کا تاثر۔ اس نے اسے عزت دی۔ اور ایسا کرنے پر علینا کے دل میں عصام کے لیے عزت پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے دل میں عصام کے لیے ایک نرم گوشہ وجود پا گیا تھا۔ اس کے ساتھ کتابوں کی بات کرتے ہوئے اسے عصام کی آواز بہت خوبصورت لگی۔ نا جانے کیوں اس کا دل کیا کہ وہ کچھ دیر مزید اسے سن لے۔ اور اس کے لیے اس نے کچھ کیا۔ اسے بھوک نہیں لگی تھی، نہ ہی اس کا کھانے کا کچھ ارادہ تھا لیکن پھر بھی وہ عصام کو اپنے ساتھ لیے نان چنے کھلانے چل پڑی۔ اسے عصام سے بات کر کے اچھا لگ رہا تھا۔ اس نے پروفیسر کے بارے میں اس سے سوال کیا تھا۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ اندر کہیں اسے بہت اچھا لگا تھا کہ کسی نے اس پروفیسر کو مزہ چکھایا تھا لیکن لاشعوری طور پر اسے عصام کے لیے پریشانی ہوئی تھی۔ اور عصام کے بے پرواہ سے لہجہ نے علینا کی پریشانی پر جلتی پر تیل چھڑکنے کا کام کیا تھا۔ اس کا انداز دیکھ کر اسے یکدم غصہ آ گیا۔ وہ ایسے کیوں بات کر رہا تھا کہ جیسے اس نے ایک بہت

بڑا رسک لیا ہی نہیں تھا؟اور یہ بہت عام سی بات تھی؟لیکن آگے سے عصام کا نرمی سے دیا گیا جواب سن کر وہ ششدر رہ گئی تھی۔اس نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔اسے گھر چھوڑتے ہوئے عصام نے اس کی آنکھوں کے بارے ایک شعر کہا تھا۔وہ شعر مشہور تھا لیکن اس کے لیے وہ بس ایک عام شعر ہی تھا۔لیکن اس رات اس شعر کو سن کر اسے بہت کچھ محسوس ہوا تھا اور سب سے زیادہ جو احساس اسے محسوس ہوا وہ حیرت کا تھا۔اسے حیرت ہوئی کہ پورا دن ایک مرد یہ جاننے کے لیے بے قرار رہا تھا کہ اس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ نیا کیا کیا تھا؟اسے عصام اب سچ میں پاگل لگا تھا۔لیکن پیارا والا پاگل۔وہ پہلی بار اس کی کسی حرکت پر کھل کر ہنسی تھی۔اور اتنا ہنسی تھی کہ آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔اس کا انداز اتنا پیارا اور معصومانہ تھا کہ وہ ہنسنا بند نہیں کر پا رہی تھی۔یونیورسٹی میں اس نے لڑکیوں کو ہر وقت اس کے شارپ فیشل فیچرز کے بارے میں بات کرتے سنا تھا۔وہ پاگل تھیں اس کی خوبصورتی کے پیچھے۔لیکن علینا ان سب کو بتانا چاہتی تھی کہ جب وہ اپنے معصومانہ سے انداز میں ہنستا،مسکراتا اور جھینپ کر شرما جاتا تھا تو سب سے پیارا لگتا تھا۔اور

ایسا کرتے ہوئے اسے صرف علینا نے ہی دیکھا تھا۔ عصام نے اس سے ایک مشورہ مانگا تھا اور اس نے دے دیا تھا۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ مشورہ اس کے اپنے لیے تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اگر اس کی زندگی میں کوئی مسئلہ تھا تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔

ماہا کے کزن کے ولیمے کی رات عصام سے اس کی اگلی ملاقات ہوئی۔ انار کلی میں اس دن کے بعد سے وہ اس سے نہیں ملی تھی۔ یونیورسٹی میں بھی نہیں۔ عصام کو وہاں دیکھ کر اسے جیسے جھٹکا لگا تھا۔ وہ ماہا اور ریاض کا بیسٹ فرینڈ تھا۔ ماہا اسے اپنا بھائی کہتی تھی۔ آخر اس نے سوچا بھی کیسے کہ وہ اس شادی میں شرکت نہیں کرے گا؟ وہ اپنے گارڈز کے گھیرے میں چلتا ہوا اینٹرنس سے تقریب میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر علینا کو اپنا دل بے قابو ہوتا محسوس ہوا۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس لمحے اس پر سے نگاہیں ہٹانا علینا کو دنیا کا سب سے دشوار کام لگا تھا۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ دل کی دھڑکنیں مس ہوئی تھیں یا پھر تیز؟ وہ تیزی سے واشروم کی طرف بڑھ گئی تھی۔ وہ واشروم کے آئینے کے سامنے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ وہ اضطرابی انداز میں آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔

دل اتنی تیزی سے کیوں دھڑک رہا تھا؟اور پھر چلو اگر دھڑک ہی رہا تھا تو پھر دھڑکن نارمل ہونے کا نام کیوں نہیں لے رہی تھی؟اس نے نل کھولا اور ہاتھ نل کے نیچے کر دیے۔وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتے منہ میں کچھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔

"وہ کیوں ہر جگہ میرے سامنے آجاتا ہے؟کیوں وہ ہر بار وہیں موجود ہوتا ہے جہاں میں ہوتی ہوں؟وہ کیوں ہے ایسا؟۔۔۔دماغ کہتا ہے وہ بُرا ہے۔اور دل؟۔۔۔وہ کہتا ہے اس سے اچھا کوئی اور نہیں!دماغ کہتا ہے عصام شہریار خان سے محبت کرنا ایک سراب ہے۔سراب کے پیچھے بھاگنے والوں کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اور دل؟۔۔۔وہ تو دماغ کی ایک نہیں سنتا۔دماغ کی ہر بات اگنور کیے اس آدمی سے محبت کر بیٹھا ہے!"اس نے سر اٹھا کر آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔آنکھوں میں اُلجھن تھی۔سوال تھے۔اس کی زندگی عصام کی وجہ سے جیسے میتھس کی کوئی equation بن گئی تھی۔فارمولا اس کے پاس تھا لیکن وہ اسے سالو نہیں کرنا چاہتی تھی۔اسے لگتا تھا کہ اگر equation سالو کرے گی تو مزید اُلجھ جائے گی۔واشروم میں خود کو اور دل کی دھڑکن کو ذرا سنبھالنے کے بعد وہ واپس

آئی تو وہ اسے ماہا کے ساتھ کھڑا نظر آیا۔اسے ماہا کے پاس جانا تھا اور وہ عصام کو پوری طرح اگنور کرتے ہوئے اس کے پاس چلی آئی۔اسے محسوس ہوا عصام اسے دیکھ کر مبہوت ہوا تھا۔اسے شاید ماہا نے نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی ولیمے میں آئی تھی۔وہ باقی سارا ٹائم یا تو اس سے چڑ کر بات کرتی رہی تھی یا پھر اسے اگنور کرتی رہی تھی۔اصولاً تو اسے عصام کے ساتھ نارملی پیش آنا چاہیئے تھا لیکن وہ اس کی موجودگی سے چڑ رہی تھی۔اس کے احساسات بلکل اس شخص جیسے تھے جسے اپنی چوری پکڑے جانے کا ڈر ہوتا ہے۔اور اسے بھی ڈر تھا کہ اگر عصام نے اس کی آنکھوں کو پڑھ لیا تو وہ جان جائے گا کہ وہ اس سے محبت کر بیٹھی ہے۔

اسے معلوم تھا عصام اسے یونیورسٹی میں چُھپ چُھپ کر دیکھتا تھا۔وہ اسے خاموشی سے دیکھ رہا ہوتا تھا جیسے دنیا کا سب سے اہم کام یہی ہو۔اور وہ یہ بات جانتی تھی۔وہ جان بوجھ کر اسے سر اٹھا کر دیکھتی اور وہ اپنی نظریں جھکا لیتا۔وہ مسکرا دیا کرتی پھر واپس سے اپنے کام میں لگ جاتی۔اسے ان نظروں کی عادت سی ہو رہی تھی۔کچھ دنوں بعد جب انوشے نے کیفے میں تماشا لگایا تو اس نے ایسے ظاہر کیا کہ جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔اسے فرق پڑا

تھا۔ وہ بہت ہرٹ ہوئی تھی۔ انوشے کی باتوں سے۔ اپنے ہی یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کی معنی خیز نظروں سے۔ اپنے سسپینڈ ہونے سے۔ اور سب سے زیادہ تکلیف اسے عصام سے بات کر کے ہوئی تھی۔ وہ اسے دور جانے کے لیے کہہ تو رہی تھی لیکن خود اس سے دور نہیں جا پا رہی تھی۔ اس سے جتنا دور جانے کی کوشش کرتی وہ اتنا پاس آجاتا، اتنا ہی یاد آتا۔ وہ عصام سے غصے میں کہہ آئی تھی کہ وہ پرابلم تھا۔ لیکن وہ جانتی تھی وہاں اگر کوئی پرابلم تھا تو وہ صرف وہ خود تھی۔ وہ اپنے ہر مسئلے کا بلیم معاشرے اور لوگوں پر ڈال آئی تھی۔ وہ ہر بات اس سے جھوٹ کہہ کر آئی تھی۔ وہ اس کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ اس سب کو رک جانا چاہیئے تھا۔ اور روکنے کے لیے وہ عصام کا دل دُکھا آئی تھی۔ اسے کئی باتیں سنا آئی تھی اور ایسا کرتے ہوئے اس کا دل بہت بُری طرح سے دکھا تھا۔ وہ اس کی کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ خیال جب بھی اس کے ذہن میں آتا تھا ہر بار نئے طریقے سے دل پر زخم دیتا تھا۔ وہ گھر آئی تو بڑے ابا کی کال آنے لگی وہ ان کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی تو بات کو ٹال گئی۔ بڑے ابا نے اس سے کہا تھا کہ وہ بہادر بنے لیکن وہ تھک گئی تھی۔ وہ بہت تھک گئی

تھی بہادر ہونے کا مکھوٹا اوڑھ اوڑھ کر۔اس کا رونے کو دل چاہتا تھا۔اسے اپنا باپ یاد آتا تھا جو اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔اسے اپنی پُرانی زندگی واپس چاہیئے تھی۔اسے کسی ڈھال کی ضرورت تھی۔وہ سچ میں تھک چکی تھی۔وہ جب بھی خوش ہونے کی کوشش کرتی کچھ نہ کچھ ہو جاتا۔ایسے میں اس نے سوچ لیا تھا کہ اس سے پہلے وہ خوش ہو اور اس کی خوشی خراب ہو جائے،اسے کسی خوشی کے پاس نہیں جانا چاہیئے ورنہ ہر بار وہ خود کو ہی زخمی کرتی رہے گی یا پھر کسی اور کو۔لیکن عصام کے ساتھ کی گئی اس کی بدتمیزی کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔وہ ایک بار پھر اس کی مدد کرنے کے لیے آ گیا تھا۔وہ اس کے ساتھ ترش لہجہ استعمال کرنے لگی تھی تاکہ وہ اس سے دور ہو جائے لیکن وہ اور قریب ہو جاتا تھا۔عجیب مرد تھا۔بے عزتی محسوس ہی نہیں کرتا تھا۔ورنہ یہاں تو مرد سے ایک بات بھی کہی جاتی تو ان کی نازک سی انا کو ضرر پہنچ جاتا۔ایک تو پتا نہیں وہ اسے ملکہ کیوں کہتا تھا؟وہ اس سے کہتی کہ اسے ملکہ کہہ کر نہ پکارے تو وہ ملکہ لفظ کا استعمال زیادہ کر دیتا۔گندہ بچہ!اندر سے اسے اچھا لگتا تھا کہ وہ اسے ملکہ کہہ کر پکارتا تھا،لیکن وہ علینا ہی کیا جو

عصام سے سچ کہہ دیتی؟عصام نے اس کے لیے یو ایس بی کے ساتھ پھول بھیجے تھے۔اور وہ نظر اٹھا کر کچن کاؤنٹر پر پڑے گلِ سنبل کے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔وہ اس کی ہر غلطی معاف کر سکتی تھی۔یہاں تو پھر اس کی سرے سے کوئی غلطی نہیں تھی۔وہ اٹھی اور کچن کاؤنٹر پر جا کر پھولوں کو ہاتھ میں لیے ان کی خوشبو سونگھنے لگی۔وہ پھول فریش تھے۔ان کی خوشبو بہت اچھی تھی۔اسے اندر تک طمانیت کا احساس ہوا تھا۔وہ کچن کاؤنٹر پر پڑے گلدان تک گئی۔اس نے گلدان میں پانی بھرا اور ان پھولوں کو گلدان میں رکھ دیا۔اب وہ روزانہ ان پھولوں کا پانی بدلنے والی تھی۔وہ روزانہ ان پھولوں کی خوشبو کو سونگھنے والی تھی۔ایک بہت لمبے عرصے بعد اس کا پھولوں سے واسطہ پڑا تھا۔کتنا اچھا ہوتا نا اگر وہ پھول ساری زندگی کے لیے اس کے ساتھ رہ جاتے تو؟وہ چند لمحے کھڑی ان پھولوں کو دیکھ کر مسکراتی رہی پھر ہنس کر سر کو جھٹکتی وہ اپنے کمرے سے لیپ ٹاپ اٹھا لائی۔اس نے یو ایس بی لیپ ٹاپ کے ساتھ کونیکٹ کی۔اس یو ایس بی پر آج کے دن کے چاروں الیکٹو سبجیکٹس کے لیکچرز ویڈیوز کی صورت میں موجود تھے۔اس نے پہلی ویڈیو چلائی تو اسے عصام

اپنے کمرے میں ایک درمیانے سائز کے وائٹ بورڈ کے سامنے کھڑا نظر آیا۔اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ بورڈ مارکر تھا جس سے وہ بورڈ پر اسے آج کا لیکچر سمجھا رہا تھا۔لیکن اس کا دھیان لیکچر پر تھا ہی کہاں؟وہ تو اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی گہری سرمئی آنکھوں کے سحر میں جکڑی وہ بس۔۔۔اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی آواز کو سن رہی تھی۔اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھنا ایک غلطی تھی۔وہ جانتی تھی اور وہ یہ غلطی شوق سے کر رہی تھی۔دل عجیب انداز سے دھڑکا تھا۔بہت تیزی سے۔اتنی تیزی سے کہ آواز اس کی سماعتوں کو چھوتی تھی۔وہ پاس ہوتا تو دل اور دماغ کے درمیان جنگ چھڑ جاتی۔وہ دور ہوتا تو دماغ کی باتوں سے لاعلم ہو کر دل بے قابو ہو جاتا۔۔۔

ایک گھنٹے کا لیکچر ختم ہوا تو لیپ ٹاپ کی اسکرین سیاہ ہو گئی۔یکدم وہ کسی سحر سے جاگی تھی۔کیا خاک ان لیکچرز نے اس کی مدد کرنی تھی؟وہ تو اس کی بات پر ہی فوکس نہیں کر پائی تھی۔یہ لیکچرز کسی کام کے نہیں تھے۔اس نے تو اسے ہی دیکھتے رہنا تھا۔اس کی آواز کو ہی سنتے رہنا تھا؟کیا فائدہ؟وہ منہ بنا کر اٹھی اور کمرے میں آ کر بیڈ پر سونے کی غرض سے

لیٹ گئی۔ کچھ دیر کروٹیں بدلتی رہی۔ پھر اٹھ بیٹھی۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ یو ایس بی میں تین ویڈیوز اور موجود تھیں۔ جب تک وہ انہیں نہ دیکھ لیتی تب تک نیند آنی بھی کہاں تھی؟ وہ تیزی سے اٹھی اور لاؤنج سے لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر اس نے دوسری ویڈیو لگائی اور ایک بار پھر سے وہ اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں ڈوب گئی۔ اس نے عصام کی آنکھوں سے زیادہ شفاف اور خوبصورت آنکھیں کبھی کسی کی نہیں دیکھی تھیں۔ وہ جو صرف اس کی تین بچی ہوئی ویڈیوز دیکھنے کی غرض سے لیپ ٹاپ اٹھا کر لائی تھی پوری رات لوپ پر لگا کر اس کی ویڈیوز دیکھتی رہی۔ پتا نہیں رات کے کس پہر اس کی آنکھ لگی تھی اور وہ سو گئی لیکن لیپ ٹاپ پر ویڈیوز چلتی رہیں۔ کمرے میں اس کی آواز گونجتی رہی اور وہ۔۔۔ سوتی رہی۔ وہ صبح تک سوتی رہی تھی۔ بلکل پُرسکون سی۔ دو سالوں میں پہلی بار یہ ہوا تھا کہ وہ کسی نائٹ میئر کے چلتے رات کو نیند سے جاگ کر روئی نہیں تھی۔ دو سالوں میں پہلی بار وہ اتنی بے فکری سے سوئی تھی۔ وہ جب صبح اٹھی تو حیران رہ گئی۔ عصام اسے ہر دن اپنے نمبر پر روزانہ لیکچرز کی ویڈیوز بنا کر بھیج دیتا

تھا۔اس کے علاوہ اس نے ان سات دنوں میں علینا کو ایک بار بھی کال نہیں کی نہ ہی کوئی میسج بھیجا سوائے ان ویڈیوز کے۔ان ویڈیوز کا اسے پڑھائی میں تو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہاں البتہ اسے نیند میں ضرور فائدہ ہوا تھا۔وہ روز نئے آئے لیکچرز کو لوپ پر لگا کر لیپ ٹاپ رکھ دیتی اور پُرسکون سی نیند سو جاتی۔عصام کی آواز اسے کسی حفاظتی باڑ جیسی معلوم ہوتی۔اسے لگتا تھا کہ اس کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی تو وہ محفوظ تھی۔ویڈیوز کو لوپ پر لگا کر سونا اس کی روٹین بن چکی تھی۔ایک ہفتے بعد جب یونیورسٹی جانے پر اس نے انوشے کے اپالوجی لیٹر کو پڑھا تو اسے ایک عجیب سی خوشی ہوئی۔وہ جانتی تھی یہ عصام تھا۔عصام کے علاوہ اس پوری دنیا میں کوئی نہیں تھا جو اس کے لیے ایسی پوگلوں والی حرکتیں کرتا۔اسے عصام اب بھی پاگل لگا تھا۔پیار والا پاگل۔اور اسی خوشی میں اس نے عصام سے اپالوجی لیٹر کو لے کر اپنی پسندیدگی ظاہر کر دی اور اس بات کا احساس اسے بعد میں ہوا۔اسی دن ڈین نے اسے کمپیٹیشن کے بارے میں آگاہ کرنے کے لیے اپنے آفس بلایا تو وہ اضطراب کا شکار ہو گئی۔ایک تو اس کا پارٹنر عصام تھا۔وہ شخص جسے وہ سب سے زیادہ اگنور کرنے کی

کو شش کر رہی تھی۔ اور اوپر سے کمپیٹیشن زیورک میں تھا۔ ایک دم سے سب کسی جھماکے کی صورت واپس یاد آیا تھا۔ وہ باہر آئی تو شدید آگ بگولہ تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ یہ سب پھر سے عصام نے کیا تھا۔ لیکن وہ شرمندہ ہو گئی جب عصام نے اس معاملہ سے اپنی لاتعلقی ظاہر کی۔ اس نے کمپیٹیشن کے لیے ہاں کہہ دی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ سب کہتے کہ اس نے عصام کی وجہ سے کمپیٹیشن میں حصہ لینے سے منع کر دیا تھا۔ ان دونوں نے پڑھنے کے لیے پبلک لائبریری کا انتخاب کیا تھا۔ وقت بچانے کے لیے طے یہ ہوا تھا کہ عصام اسے فلیٹ سے پِک کرے گا اور پھر وہ لائبریری جائیں گے۔ یہ مشورہ عصام کی طرف سے ہی دیا گیا تھا تاکہ ان کا وقت بچ سکے اور علینا نے اس کی بات مان لی تھی۔ فخر اسے پچھلے دو مہینوں سے کسی نہ کسی طریقے سے تنگ کرتا آرہا تھا لیکن یہ پہلی بار تھا کہ اس نے علینا کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اسے ایک لمحے میں وہ پوری رات یاد آگئی تھی۔ دماغ کے پردے پر بجلی کی رفتار سے اس رات کے فلیش بیکس چلے تھے۔ اس نے فخر کے لمس سے وحشت محسوس کی اور اضطرابی سے انداز میں اسے تھپڑ دے مارا۔ اس سے زیادہ برداشت کرنے کی اس میں

سکت نہیں تھی۔اسے نہیں معلوم تھا کہ فخر اس پر حملہ کرنے والا تھا اور تبھی عصام نے اسے بچایا تھا۔لیکن کچھ اور بھی ہو گیا تھا۔عصام کی کٹی ہوئی ہتھیلی سے بہتا خون دیکھ کر وہ نیو ایئر نائٹ میں واپس چلی گئی تھی۔اس کے ابا کی لاش اس کے سامنے تھی اور لاؤنج خون سے بھر گیا تھا۔وہ سن ہو گئی تھی۔اسے پینک آٹیک آرہا تھا۔وہ اس کی خون سے بھری ہتھیلی دیکھ کر رو پڑی۔وہ بہت بُری طرح روئی تھی۔لیکن اگلے لمحے کچھ ایسا ہوا جس نے علینا کو حیرت میں ڈال دیا۔اس کی ہچکیوں کی آواز سن کر عصام اس کے پاس آگیا تھا۔کسی کو اس کے آنسوؤں کی پرواہ تھی۔ان دو سالوں میں وہ تنہائی میں بہت روئی تھی لیکن ان دو سالوں میں یہ پہلی بار تھا کہ وہ کسی کے سامنے رو رہی تھی۔اسے دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ اتنے گہرے زخم کے باوجود بھی عصام کو صرف اس کے آنسوؤں کے بہہ جانے سے غرض تھا۔اس سب تماشے میں اگر اس شخص کو کسی بات کی پرواہ تھی تو وہ یہ کہ وہ ٹھیک تھی یا نہیں؟علینا کا زندگی میں پہلی بار خود غرض ہونے کو دل چاہا تھا۔اس کا دل چاہا کہ یہ شخص تا قیامت کے لیے اس کا ہو جائے۔اس کے ساتھ رہ جائے۔بس۔۔۔اس سے عصام کے ہاتھ پر پٹی نہیں

باندھی گئی۔وہ ایک بار پھر رو پڑی تھی۔اسے تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ عصام کو تکلیف ہوئی تھی۔اس کی وجہ سے ایک بار پھر اس کے کسی پیارے کو تکلیف سہنی پڑی تھی۔ایک بار پھر اس کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچی تھی۔جس اعتماد سے وہ کہتا تھا"میں ہوں یہاں۔میں سب کر لوں گا۔تم بس ٹینشن مت لو۔"وہ اعتماد اس کے تمام خوف ختم کر دیتا تھا۔علینا کو ان دو سالوں میں پہلی بار کسی مرد کی بات پر بھروسہ ہونے لگا تھا۔اگر وہ کہہ کر گیا تھا تو وہ سب دیکھ لے گا۔وہ مطمئن ہو گئی تھی۔شام کو جب اس کی کال آئی تو وہ جانتی تھی کہ زخم کے بارے میں وہ کچھ بھی پوچھ لے وہ جھوٹ ہی کہے گا۔وہ جانتی تھی زخم بہت گہرا تھا اس لیے اس نے عصام کے گھر آنے کا فیصلہ کیا تھا۔وہ کبھی دوسروں کے گھر نہیں جاتی تھی لیکن اب جانا ضروری تھا۔وہ اس سے ہرگز کوئی کام نہیں کروانا چاہتی تھی۔

علینا کو اس کا گھر پیارا لگا تھا اور سیڑھیوں پر کھڑا اس کا استقبال کرتا ہوا وہ تو سب سے زیادہ پیارا لگا تھا۔وہ سچ میں کسی سلطنت کا بادشاہ لگتا تھا۔کھانے کی میز پر پہلے تو وہ بہت ان کمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی لیکن پھر جب شہریار نے اس سے اس کے خواب کے بارے

میں پوچھا تھا تو وہ بہت اچھا محسوس کرنے لگی۔ لیکن اس کے بعد اس نے عصام کا پول کھول دیا تھا جو اسے معلوم ہی نہ تھا۔ اسے گھر آ کر محسوس ہوا کہ وہ عصام کے گھر جا کر کچھ زیادہ ہی خوش تھی۔

"بیوقوف لڑکی! اتنا کس بات پر خوش ہو رہی تھیں تم؟ اس کے گھر کو بھی اپنی بُری قسمت سے آگ لگانا چاہتی ہو کیا؟" تلخی سے سوچتے ہوئے اس نے خود کو ہی ملامت کی تھی۔ علینا ضرار پر خوشی حرام تھی۔ عصام کے ساتھ وہ اکثر یہ بات بھول جاتی تھی۔ پھر اسے خود کو یہ بات یاد دلانی پڑتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن عصام کے ساتھ واک کرتے ہوئے کی گئی باتیں اسے بہت اچھی لگی تھیں۔ کسی نے دو سالوں میں پہلی بار اس سے پوچھا تھا کہ اسے کیا پسند تھا؟ اس نے اپنا خواب زندگی میں دو ہی لوگوں کو سنایا تھا۔ ایک اس کے ابا اور دوسرا شخص عصام تھا۔ اور دونوں نے ہی اس کے خواب کو سراہا تھا۔ وہ ایک بار پھر حیران ہوئی تھی۔ وہ دنیا کی نظر میں پرفیکٹ ہو بھی نہیں سکتی تھی لیکن وہ اس کی نظر میں پرفیکٹ تھی؟ اس کا دل رونے کو چاہا تھا۔ وہ اسے

بتاناچاہتی تھی کہ وہ ہر گز پر فیکٹ نہیں تھی۔ وہ ایک انتہائی امپر فیکٹ لڑکی تھی۔ عصام کے بارے میں جان کر اسے اچھا لگا تھا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اچھا اسے عصام کی فاسٹ ڈرائیونگ کا ایکسپیریئنس لے کر لگا تھا۔ ہاں اس نے اتنی اوور اسپیڈ نگ پر عصام کو ڈانٹا تھا کیونکہ وہ تو ایک اچھی بچی تھی نا؟ وہ کیسے اسے کہہ دیتی کہ اسے زندگی میں کبھی اتنا مزہ نہیں آیا تھا جتنا کہ اوور اسپیڈ نگ کرنے میں۔ اور جاتے جاتے وہ اسے گلابی ہونے کی وجہ دے گیا تھا۔ وہ اس کے جانے کے بعد اس کی بات پر دل کھول کر ہنسی تھی۔ وہ عصام کے ساتھ اگلے کئی دنوں تک اس کے گھر پر کام کرتی رہی تھی اور اس سب کے دوران وہ اس کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ وہ یہ بات جانتی تھی اور خود کو قابو میں کرنے کی کوشش بھی کرتی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ انسان تھی۔ اور انسان جب خوش ہوتا ہے تو وہ اپنی غموں کو کچھ دیر کے لیے بُھلا دیتا ہے۔ وہ عصام کے ساتھ خوش ہوتی تھی اور اپنے غموں پر اس کا دھیان ہی نہ جاتا تھا۔ گھر آ کر وہ خود کو ہمیشہ کی طرح خوش ہونے پر ملامت کرتی تھی۔ اسے ماہا سے معلوم ہوا تھا کہ ان کی یونیورسٹی کی ٹرپ ہنزہ جا رہی تھی۔ یہ سنتے ہی وہ بہت

خوش ہوئی لیکن ایک بار پھر اسے یاد آ گیا کہ اسے خوش رہنے کا حق حاصل نہ تھا اور پھر اسے یہ ڈر بھی لگ رہا تھا کہ عصام کے ساتھ اتنا زیادہ وقت اسپینڈ کر کر کے وہ اس کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتی تھی اس لیے اس نے ماہا کے پوچھنے پر ٹرپ پر جانے سے انکار کر دیا۔ اسی دن وہ اپنی آخری کلاس لے کر نکلی ہی تھی کہ اسے عصام اس کا انتظار کرتا نظر آیا۔ اس نے ٹرپ پر نہ آنے کا بہانہ کیا تھا جو فلاپ ہو گیا تھا۔ وہ شام کو عصام کے ساتھ پراجیکٹ پر کام کرنے کے بعد اب گھر آ گئی تھی۔ عصام نے اس سے دوبارہ پھر ٹرپ کے موضوع پر کوئی بات نہیں کی تھی۔ اس نے اپنا بیگ بیڈ پر رکھا اور پھر کھڑکی تک آئی۔ کھڑکی کے پٹ کھولے تو ہلکی سرد ہوا اس کے چہرے سے ٹکرائی۔ اس نے جھرجھری لے کر کھڑکی بند کر دی۔ علینا ضرار کو سردی پسند نہیں تھی۔ وہ منہ بنا کر اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔ لمبے بال بیڈ پر بکھر گئے۔ نظریں چھت پر کسی غیر مرئی نقطے کو تک رہی تھیں۔ دفعتاً اس کا موبائل بجنے لگا تو اس نے اپنے بیگ سے موبائل نکال کر اسکرین نظروں

کے سامنے کی۔اسکرین پر آتا نام دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک شفاف سی مسکراہٹ پھیل گئی۔اس نے کال ریسیو کر کے اسے اسپیکر پر ڈال کر بیڈ پر رکھ دیا۔

"اسلام علیکم!"بڑے ابا کی نرم لہجے والی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔"کیسی ہو علینا بیٹا؟"

"الحمد للہ میں بلکل ٹھیک ہوں بڑے ابا! آپ کیسے ہیں؟زیورک میں سب کیسا ہے؟"اس کا موڈ یکدم ہی فریش ہو گیا تھا۔

"اللہ کا شکر ہے بچے یہاں سب ٹھیک ہیں۔ہاں مگر یہاں پر سردی بڑھ گئی ہے۔"

"سردی تو یہاں پر بھی ہونے لگی ہے۔نومبر جو آرہا ہے۔"اس نے بیزار سے لہجے میں کہا تھا۔جواب میں وہ ہنس دیے تھے۔

"بچے لاہور کی سردی بھی کوئی سردی ہوتی ہے؟"وہ ابھی تک ہنس رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے نہیں پسند سردی۔ یہ بُری ہوتی ہے۔ تکلیف دہ۔ سرد۔ احساسوں سے عاری۔ نفرت اور حقارت سے بھری۔" یکدم ہی اس کا لہجہ بدل گیا تھا۔ کچھ سرد سا اس کے لہجے میں عود آیا تھا۔ وہ چھت کو تکتی ہوئی جیسے کسی ٹرانس کے زیرِ اثر بول رہی تھی۔ شارق یکدم خاموش ہو گئے تھے۔

"اچھا یہ بتاؤ۔ یونیورسٹی کیسی چل رہی ہے؟" انہوں نے گفتگو کا موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"بہت اچھی۔ میرے پاس ایکچوئلی آپ کے لیے ایک سرپرائز بھی ہے۔" وہ اگلے ہی لمحے اپنے ٹرانس سے باہر نکلی تھی۔

"کیا؟"

"میں دسمبر میں زیورک آ رہی ہوں!" وہ چہک کر بولی تھی۔

"ارے واہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن کیسے؟" ان کے لہجے میں خوشگوار حیرت کے آثار واضح تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یو ایم بی ہر سال انٹر نیشنل بزنس کمپیٹیشن میں حصہ لیتا ہے۔اور ہر سال وہ اپنے بزنس ڈیپارٹمنٹ کے دو سب سے بیسٹ اسٹوڈنٹس کو اس بزنس کمپیٹیشن میں پاکستان اور یو ایم بی کی طرف سے نمائندگی کے لیے چنتا ہے۔اس بار ان دو سٹوڈنٹس میں میں بھی شامل ہوں۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس بار آئی بی سی زیورک میں ہو رہا ہے۔"وہ مزے سے بتا رہی تھی۔

"اور دوسرا اسٹوڈنٹ کون ہے؟"وہ سرسری سا پوچھ رہے تھے۔

"دوسرا اسٹوڈنٹ یونیورسٹی کے فاؤنڈر کا بیٹا ہے۔"اس نے آہستہ سے کہا تھا۔عصام کی آج دوپہر والی باتیں یاد آ گئی تھیں۔

"ایک سیکنڈ تمہاری یونیورسٹی کے فاؤنڈر تو شہریار خان ہیں نا؟"وہ متعجب سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔عصام شہریار خان اس کمپیٹیشن میں میرا پارٹنر ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیسا لڑکا ہے؟"ان کا لہجہ سنجیدہ تھا۔وہ ہلکا سا مسکرائی۔وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ شارق انکل یہ سوال کیوں پوچھ رہے تھے۔

"بڑے ابا آپ کو فکر کی ضرورت نہیں ہے۔وہ شریف لڑکا ہے۔میں نے آج تک بہت کم مردوں کو عورت کی عزت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔اور وہ ان مردوں میں سے ایک ہے جو عورت کو عزت دینا جانتے ہیں۔اب اتنا تو میں مردوں کے بارے میں جانتی ہی ہوں۔" آخر میں وہ تلخ سا ہنسی تھی۔اس کی ہنسی پر شارق کا دل بُری طرح دُکھا تھا۔

"علینا۔"وہ اس کا نام لے کر خاموش ہو گئے۔اور اگلے لمحے ہی انہیں علینا کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز آنے لگی۔

"جب میں نے تمہیں اس دن کال کی تھی تم تب بھی رو رہیں تھیں۔ہے نا؟"ان کی آواز میں افسوس بھر آیا تھا۔وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"علینا بچے کیا ہوا ہے؟ کوئی مسئلہ ہے؟ کہتی ہو تو میں تمہارے پاس پاکستان آجاتا ہوں۔ بچے ابھی تو تم اتنی خوش تھیں اور اب یوں رو رہی ہو۔ بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے؟" دوسری طرف ان کی جان ہوا ہو رہی تھی۔

"دو باتیں ہیں۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"پہلی بات؟"

"میں نے۔۔۔ میں نے آپ سے کچھ باتیں چھپائی ہیں۔" وہ ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ وہ اتنے دنوں سے جس تکلیف کو اپنے اندر ہی اندر دباتی آرہی تھی آج وہ آنسوؤں کی صورت میں باہر آگئی تھی۔

"اچھا رونا بند کرو اور مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" وہ اب نرمی سے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"وعدہ کریں آپ ناراض نہیں ہوں گے؟" وہ ہچکیوں کے ساتھ اب بھی رو رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن رونا تو بند کرو علینا۔"

اس نے زکام زدہ سانس اندر کو کھینچی اور پھر کہنے لگی۔اس نے شارق کو یونیورسٹی کے پہلے دن سے لے کر آج تک جو کچھ بھی ہوا تھا سب بتا دیا تھا۔پروفیسر خالد حبیب،انوشے اور فخر۔ عصام نے کس طرح ہر موڑ پر اس کی حفاظت کی تھی اور کس طرح وہ اس کی محبت کو دھتکارتی آئی تھی۔وہ سب بتا چکی تھی۔چند لمحے وہ خاموش رہے پھر کہنے لگے۔

"وہاں اتنا سب کچھ ہوا اور تم نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا علینا؟"وہ گلہ آمیز لہجے میں کہہ رہے تھے۔

"آپ زیورک میں تھے اور میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔میری وجہ سے آپ کو پہلے ہی بہت سی ٹینشنز ہوتی ہوں گی۔میں تو ویسے بھی ایک ٹینشن ہی ہوں۔"آخر میں وہ تلخ سا ہنسی تھی۔اب وہ رونا بند کر چکی تھی۔

"علینا ضرار میری بات غور سے سنو!تم ٹینشن نہیں ہو۔تم میری بیٹی ہو اور بیٹی ٹینشن نہیں ہوتی ہے۔"وہ اب نرم سے سمجھانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔"آئیندہ تم مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپاؤ گی۔وعدہ کرو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وعدہ۔"وہ ہلکا مسکرائی تھی۔

"بچے بات کیا کرو۔اندر ہی اندر باتوں کو دباؤ گی تو ایک وقت آئے گا جب تم اندر سے کھوکھلی ہو جاؤ گی۔"وہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ آج سے دو سال پہلے ہی اندر سے کھوکھلی ہو چکی تھی۔لیکن کہا تو بس اتنا۔

"جی۔"

"اور دوسری بات کیا تھی؟"

"میرا ٹرپ ہنزہ جا رہا ہے۔"

"تو؟"وہ خاموش ہو گئی تو اس کی خاموشی سے ٹھٹھک کر انہوں نے کہا۔"اوہ پلیز علینا!اب یہ مت کہنا کہ تم ٹرپ پر نہیں جا رہیں!"ان کے لہجے میں فکر تھی۔

"میں ہنزہ جاؤں گی تو خوشی محسوس کروں گی اور اگر میں خوش ہوئی تو۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی وہ اسکی بات کاٹ چکے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"علینا۔۔۔ خوش ہونے سے کچھ غلط نہیں ہوتا ہے بیٹا۔ خوشی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔"

"نہیں آپ سمجھ نہیں رہے۔ کچھ لوگوں کے لیے کچھ چیزیں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح میرے لیے خوشی نہیں ہے۔ میں جب بھی خوش ہوتیں ہوں تو۔۔۔"وہ تیزی سے بولتی ہوئی ایک بار پھر خاموش ہو گئی تھی۔

"بچے ناامیدی کفر ہے۔ جانتی ہو نا؟"ان کے لہجے میں افسوس در آیا تھا۔

"میں جانتی ہوں۔ لیکن میں ناامیدی نہیں کر رہی۔ میں بس خود کو اور دوسروں کو تکلیف سے بچا رہی ہوں۔ میں جب بھی خوش ہوتی ہوں تو یا تو مجھے تکلیف ہوتی ہے یا پھر دوسروں کو۔"وہ کہہ کر چپ ہو گئی تھی۔

"تم جو سوچو گی وہی ہو گا۔ مثبت سوچنے سے مثبت ہوتا ہے اور منفی سوچنے سے منفی۔ جب ہم کچھ منفی سوچ کر بیٹھے ہوتے ہیں تو ہمارا ہر رویہ، ہمارا ہر عمل اور ہمارا ہر ردِ عمل ہماری منفی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ ہم دوسروں کے ساتھ بھی اپنی منفی سوچ کے مطابق برتاؤ

کرتے ہیں اور یوں ہم زندگی کے اس سفر کے دوران ملنے والے مخلص لوگوں کو کھو دیتے ہیں۔"

(اس کی آنکھوں کے سامنے عصام کا چہرہ آیا تھا۔)

"ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ کوئی ہمارے ساتھ مخلص ہے یا نہیں؟"

"ان کے رویوں سے علینا۔ اس دنیا میں کوئی کسی کے لیے کچھ نہیں کرتا ہے۔ کوئی بنا فائدے کے لیے کسی کی مدد نہیں کرتا۔ اصل مخلص شخص وہ ہے جو آپ کی تب مدد کرے جب آپ اپنی زندگی کے کسی انتہائی بُرے دور سے گزر رہے ہوں۔ جب آپ اکیلے لڑ رہے ہوں اور ارد گرد مدد کے لیے کوئی موجود نہ ہو۔"

(اسے یاد آیا جب عصام نے پروفیسر خالد کو اسے تکلیف دینے کے لیے سبق سکھایا تھا۔ کسی کو کچھ بھی معلوم نہ تھا سوائے عصام کے۔)

"اصل مخلص شخص وہ ہے جو تب آپ کے ساتھ کھڑا ہو جب سب آپ کے خلاف ہو جائیں۔"

(اسے یاد آیا جب عصام انوشے سے اس کے لیے لڑا تھا، تب جب یونیورسٹی میں موجود ہر انسان اس کے کردار پر انگلی اٹھا رہا تھا۔)

"اصل مخلص شخص وہ ہے جو آپ کی مدد کرے یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کی مدد میں اس کا اپنا خسارہ ہے۔"

(اسے یاد آیا جب عصام فخر سے اس کے لیے لڑا تھا۔ اسے اپنی ہتھیلی سے نکلتے ہوئے خون کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ اسے بس اس کی حفاظت کی پرواہ تھی۔ وہ ہمیشہ اس کے لیے دوسروں سے لڑتا آیا تھا۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایسا مخلص شخص ہمیشہ آپ کے ارد گرد ہوتا ہے بس آپ اسے اپنی منفی سوچ کے تحت ایک پوٹینشل تھریٹ سمجھ کر اگنور کر رہے ہوتے ہیں۔ تمہارے ارد گرد بھی ہو گا علینا لیکن تم اسے اگنور کر رہی ہو کیونکہ تمہیں لگتا ہے کہ سب بگڑ جائے گا۔ جب کوئی مخلص شخص آپ کی طرف ہاتھ بڑھائے کھڑا ہو تو اس کا ہاتھ تھام لینا چاہیے۔ دیر کرو گی تو ہو سکتا ہے کل وہ ہاتھ

بھی نہ ہو۔"وہ جانتی تھی کہ ان کا اشارہ کس کی طرف تھا۔وہ جان بوجھ کر عصام کے ذکر کو گول کر گئے تھے۔

"اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟"وہ متذبذب سی پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں وہ کرنا چاہیے جو تمہیں خوشی دے علینا۔آنکھیں بند کرو اور سوچو کہ تمہیں اس وقت کیا چیز خوشی دے گی۔"علینا نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"اپنے دوستوں کے ساتھ ہنزہ میں ایک ہفتے کی پُرسکون ٹرپ۔"وہ بند آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تو پھر بس فیصلہ ہو گیا۔تم یکم نومبر کو ہنزہ جا رہی ہو۔"انہوں نے چہک کر کہا تو علینا ہنس پڑی۔

"تھینک یو بڑے ابا!"وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور تم میری بہت پیاری بیٹی ہو۔ خوش رہا کرو علینا۔ میری دعا ہے اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے اور تمہیں بہت سی کامیابیاں عطا کرے۔" وہ نرم سے لہجے میں اب اسے دعا دے رہے تھے۔ وہ کچھ دیر اور بات کرتے رہے پھر ایک دوسرے کو خدا حافظ کہہ کر کال بند کر دی۔ ان سب سے علینا کی بات ہوتی رہتی تھی اور ان سب نے یہ بات اچھے سے نوٹس کی تھی کہ وہ کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی تھی جیسے وہ ان کے ساتھ بات کرتے ہوئے مسکرانے لگی تھی۔ پہلے وہ جب بھی بات کرتی تھی تو سنجیدہ لہجہ لیے ہی بات کرتی تھی اور اگر بہت ہی ضروری ہو جاتا تو مسکرا دیتی لیکن اب وہ بات بات پر مسکرا دیتی تھی۔ بڑے ابا سے بات کرتے ہوئے وہ رو پڑی تھی کیونکہ وہ بہت کنفیوزڈ ہو گئی تھی۔ اسے کوئی چاہیئے تھا جو اس سب میں اس کی رہنمائی کر سکتا۔ اس نے بڑے ابا کو سب بتا دیا اور بڑے ابا نے اسے ہنزہ جانے کے لیے کہہ دیا تھا۔ وہ پچھلے دو سالوں سے ہنزہ نہیں گئی تھی۔ اگر اب جاتی تو شاید بہتر محسوس کرتی۔ وہ بڑے ابا کی باتوں کو سمجھ گئی تھی اور ہنزہ صرف اپنی خوشی کے لیے اور خود کو بہتر محسوس کروانے کے لیے آئی تھی لیکن عصام۔۔۔ اس سب میں بھی اس

کا خیال دماغ سے نہیں جاتا تھا۔دل سے اسے نکالنے کا خیال تو وہ چھوڑ گئی تھی،نا ممکن تھا یہ۔وہ ہنزہ آ گئی تھی اور انجوائے کر رہی تھی۔اسے دو سال بعد وہاں آنا اچھا لگ رہا تھا۔

داسو کے مقام پر عصام نے اس سے کہا تھا کہ اسے اس کی موجودگی سکون کی مانند لگتی تھی۔ وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ اسے اس کی موجودگی حفاظت کی مانند لگتی تھی لیکن وہ اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔وہ عصام کے اپنے لیے اتنے خوبصورت لفظوں کے استعمال پر اندر سے بہت خوش ہوئی تھی۔اسے بہت اچھا لگا تھا۔تھری ماؤنٹین جنکشن کے ویو پوائنٹ پر بیٹھ کر عصام نے علینا کو ایک اور بات بتائی تھی کہ وہ اسے کیفے میں بھی دیکھتا تھا۔کیا وہ یونیورسٹی صرف اسے دیکھنے کے لیے ہی آتا تھا؟اندر ہی اندر اسے بہت ہنسی آئی تھی۔

راکاپوشی ویو پوائنٹ پر جب اس نے جیکٹ والی بات پر عصام کو آنکھیں دکھائی تھیں تو وہ ڈر کر چُپ ہو گیا تھا۔اسے ایسا کر کے بہت مزہ آیا تھا۔ایک اچھا مرد ہمیشہ عورت سے ڈرتا ہے۔خاص کر پسندیدہ عورت سے۔وہ اس کی مردکی ڈیفینیشن پر پورا اترا تھا۔

ہنزہ میں جب وہ ہوٹل کی بالکنی میں ماہا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی تو وہ مسلسل نیچے موجود عصام کو دیکھ رہی تھی۔ وہ پتا نہیں کیوں اس بس میں چلا گیا تھا جس میں وہ سب بیٹھ کر آئے تھے؟

"ویسے ایک بات بتاؤ علینا۔ یہ پیار، محبت اور عشق میں کیا فرق ہوتا ہے؟ مجھے تو تینوں سیم ہی لگتے ہیں۔" وہ تجسس بھرے انداز میں پوچھ رہی تھی۔ علینا مسکرائی تھی۔ بالکنی میں بیٹھے ہوئے ماہا نے اس سے یونہی پوچھ لیا تھا۔

"یہ تینوں ایک دوسرے سے بلکل مختلف جذبات ہیں۔ فلموں اور ڈراموں نے لوگوں کو ان تینوں کا ایک ہی مطلب بتایا ہے۔ اور ہمیشہ غلط ہی بتایا ہے۔" وہ استہزائیہ سے انداز میں ہنسی تھی۔

"پیار۔۔۔" ابھی وہ کہتی کہ ماہا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"پیار دوستی ہے۔ لو از فرینڈ شپ!" اس نے ہو بہو کچھ کچھ ہوتا ہے کی مسز بریگینزا کی نقل اتاری تو علینا کھلکھلا کر ہنس دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سستی مسز بریگینزا اپنے منہ پر زپ لگاؤ!" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ماہا نے اپنے منہ کی زپ بند کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ پھر اس نے اپنی بات جاری رکھی۔ "پیار۔ یہ چاہت کا پہلا مقام ہے۔ پیار بہت سمپل ہے۔ پیار کسی سے بھی ہو جاتا ہے۔ اسے کرش کہا جا سکتا ہے۔ یہ صرف ایک وقتی کشش کی مانند ہوتا ہے۔ ایک وقت کے بعد یہ ختم ہو جاتا ہے۔" ماہا پورے انہماک سے اسے سن رہی تھی۔ "محبت۔ یہ چاہت کا دوسرا مقام ہے۔ محبت گہری ہوتی ہے۔ آپ جس سے محبت کرتے ہیں اس کے خود سے دور جانے سے آپ ڈرتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں آپ کے اور اس کے درمیان کبھی جدائی نہ آئے۔ آپ ہمیشہ ساتھ رہیں۔ محبت نہ ملے تو اس سے موو آن کرنے میں زندگی کا ایک عرصہ نکل جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کے آثار باقی رہ جاتے ہیں۔" وہ چند لمحے خاموش رہی پھر کہنے لگی۔ "عشق۔ یہ چاہت کا آخری مقام ہے۔ عشق بربادی کی طرح ہے اور بربادی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو سکون دیتی ہے اور دوسری وہ جو سکون چھین لیتی ہے۔ ایک وہ جو خوبصورت ہے اور دوسری وہ جو خوفناک ہے۔ ایک وہ جو جان دینے پر قائل کرتی ہے اور دوسری وہ جو جان

لینے پر اُکساتی ہے۔ جسے حاصل ہو جائے، وہ سکون سے ملاقات کرتا ہے اور جس کے لیے یہ لاحاصل رہے، وہ انتظار سے دوستی کر لیتا ہے۔" وہ خاموش ہوئی تو ماہا نے اس کی طرف دیکھا۔

"تمہیں کیا چاہیے علینا؟ پیار، محبت یا عشق؟" ماہا کی سنجیدہ سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تو علینا نے تھوک نگلا۔ یہ اقرار کرنا بہت مشکل کام تھا اس کے لیے۔ کسی عذاب کی مانند۔

اسے عشق چاہیے تھا لیکن ہر بار یہ سوچ کر وہ خود سے سوال کرتی "کیا وہ عصام کے عشق کے قابل تھی؟" اور اندر سے جواب آتا تھا "نہیں۔" وہ خاموش ہو جاتی۔ لیکن اس دن اس نے ماہا کو سچ بتا دیا۔

"پیار بار بار ہو جاتا ہے۔ محبت دو بار ہوتی ہے اور عشق۔۔۔ عشق صرف ایک بار ہوتا ہے۔" وہ چند لمحے رکی۔ اقرار ہمیشہ مشکل ہوتا ہے۔ "اور مجھے وہ چاہیے جو مجھ سے عشق کرے۔"

اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اسے لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گی۔ کیا خواہشات یوں بھی پوری ہوتی تھیں؟

"تم نے یہ گرا دیا تھا۔"عصام نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جس میں ایک بروچ تھا۔یہ بروچ اس کے ہینڈ بیگ کے ساتھ لگا ہوا تھا لیکن شاید راستے میں کہیں گر گیا تھا۔اس نے وہ بروچ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ میرا بروچ ہے؟"اس نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہینڈ بیگ کے ساتھ لگا دیکھا تھا۔راستے میں مجھے گرا ہوا ملا تھا تو سوچا واپس دے دوں۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اس کے لیے تھینکس۔"اس نے بروچ والا ہاتھ اوپر کر کے دکھایا اور ہلکا سا مسکرائی۔

"یور ویلکم۔"اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور واپس پلٹ گیا۔وہ اسے جاتا دیکھتی رہی جب تک وہ راہداری میں غائب نہیں ہو گیا۔دل چاہتا تھا کہ اسے روک لے لیکن دماغ

اپنی کرنے پر تُلا ہوا تھا۔ وہ سر جھٹکتی دروازہ بند کر کے واپس مڑ گئی۔ شاید علینا ضرار ساری زندگی ہی اس دماغ اور دل کی جنگ کے درمیان پستی رہنے والی تھی۔

کھانے کی میز پر وہ اسے تنگ کر رہا تھا تو اس نے بھی بدلے کی صورت میں اس کے پیر کو زمین سمجھ لیا۔ اور اس کے بعد اس نے ایک بار پھر اسے ڈھکے چھپے لفظوں میں انکار کر دیا۔ وہ بنا دیکھے بھی بتا سکتی تھی کہ اس کی بات نے کس طرح عصام کو ہرٹ کیا ہو گا لیکن یہی تو مسئلہ تھا، وہ اسے تکلیف میں کہاں دیکھ سکتی تھی سو نظریں جھکائے بیٹھی رہی۔

رات کو اس کی نیند یکدم کھلی تھی۔ وہ آنکھیں موندتی اٹھ بیٹھی۔ کمرے میں دو ٹون بیڈز تھے۔ اس نے گردن موڑی تو دوسرے بیڈ پر ماہا کو پُرسکون سا سوتے پایا۔ نیند یکدم ہی آنکھوں سے دور ہو گئی تھی۔ وہ بیڈ سے اتری اور کرسی پر سے اپنی شال اٹھا کر اپنے گرد لپیٹنے لگی۔ اس کے قدموں کا رخ اب بالکنی کی طرف تھا۔ اسے سردی پسند نہیں تھی لیکن ہنزہ کی سردی میں کچھ تھا۔ کچھ بہت پُرسکون سا۔ لاہور کی سردی کی طرح ہنزہ کی سردی اس کے اعصاب پر طاری نہیں ہوتی تھی۔ وہ بالکنی میں آئی اور ریلینگ پر ہاتھ جما کر کھڑی ہو گئی۔ سانس اندر

کو کھینچا تو سرد ہوا اس کے جسم کے اندر داخل ہو گئی۔ وہ سیاہ آسمان کو دیکھ رہی۔ تارے بھی نظر آ رہے تھے لیکن پھر اس نے نیچے دیکھا۔ اسے عصام نظر آیا۔ رات کے کھانے پر جو باتیں اس نے کی تھیں وہ ایک جھماکے سے اسے یاد آ گئیں۔ یکدم ڈھیر سارا غصہ عود آیا تھا۔ وہ مڑی اور نیچے جانے کے لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔ آج تو وہ اس کی اچھی خاصی کلاس لگائے گی۔

تبھی علینا نیچے آئی تو شاہزیب کو وہاں پا کر پلڑ کی اوٹ میں ہو گئی۔ یہاں سے وہ تو ان دونوں کو دیکھ سکتی تھی لیکن وہ دونوں اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"کیا تم نے کبھی دنیا کے ذہین ترین مردوں میں سے کسی کو ایک عورت کے سامنے ہارتے ہوئے دیکھا ہے؟" اس کے انداز میں کچھ تھا۔ کچھ بہت اداس سا۔ علینا دم سادھے اسے سنے گئی۔

"ہاں۔ تمہیں دیکھ رہا ہوں!" وہ تاسف سے گردن جھکا کر ہلکا سا ہنسا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ کتنی عجیب بات ہے ناشاہزیب کہ کسی سے محبت ہوتے ہوئے بھی آپ اس سے اس بات کا اقرار نہیں کرتے؟"وہ مسکراتا ہوا استفسار کر رہا تھا۔

"بہت عجیب۔"پلڑکی اوٹ میں کھڑی لڑکی کے ہونٹوں نے بغیر آواز کے حرکت کی تھی۔ وہ دم سادھے ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی۔

"تم نے اپنی باؤنڈریز توڑیں۔"شاہزیب کی آواز میں اداسی سی گھل گئی۔عصام بے تاثر سا کھڑا رہا۔

(وہ ہر مڈٹرم ایگزام میں علینا سے چند مارکس کم لیتا تھا تاکہ وہ پہلی پوزیشن پر آسکے۔)

وہ دل کھول کر مسکرائی تھی۔ایڈیٹ!

"تم نے پروفیسر پر تشدد کیا۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ ایک بہت بڑا رسک تھا۔"وہ ہنوز ویسے ہی کھڑا رہا تھا۔

(وہ پروفیسر کے سامنے کرسی پر بیٹھا اس کی انگلیوں کے جوڑوں کو پلاس سے توڑ رہا تھا۔)

وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔ اسے پروفیسر کی وہ حالت دیکھ کر بہت اچھا لگا تھا۔

"تم نے اپنے باپ کو ناراض اور پریشان کیا۔" وہ اب بھی بے تاثر کھڑا رہا۔

(اس نے شہریار کو علینا کی ویڈیو دینے کے بجائے سب کچھ خود ہی کیا تھا تاکہ اس کا نام کہیں نہ آئے۔ اس نے سسٹم ہیک کر کے علینا کے مارکس بھی بڑھا دیے تھے۔)

اس کے باپ نے ہمیشہ اس کے لیے اسٹینڈ لیا تھا۔ اس بار عصام نے لیا تھا۔

"تم نے آج تک کبھی کسی چھوٹے سے ریسٹورانٹ میں بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا۔" وہ مسکرایا۔ یکدم بہت کچھ یاد آیا تھا۔

(وہ علینا کے ساتھ انارکلی کے ایک چھوٹے سے ڈھابے نما ریسٹورانٹ میں بیٹھا نان چنے کھا رہا تھا۔)

وہ بھی مسکرا رہی تھی۔ وہ دن اس کی زندگی کے اچھے دنوں میں سے ایک تھا۔

Clubb of Quality Content

"آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی تمہارے منہ پر تمہیں ذلیل کر کے چلا جائے اور تم اسے ایسے ہی جانے دو۔" اب کہ وہ ہلکا سا ہنسا تھا۔ علینا کا دیا ہوا لقب یاد آیا تھا۔

(وہ اسے ذلیل کرتی تھی۔ وہ خوشی سے اس کے ہاتھوں ذلیل ہوتا تھا۔ وہ اس کی محبت کو دھتکارتی تھی۔ وہ خوشی سے اس دھتکار کو قبول کرتا تھا۔)

وہ بے آواز ہنسی۔ وہ اسے idiot کا لقب دیتی تھی۔

"تم نے انوشے سے اس کے لیے اتنا بڑا پنگا لیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ لڑکی خطرناک ہے اور تمہاری ساکھ کو برباد کر سکتی ہے۔"

(وہ انوشے کے سامنے کھڑا اسے علینا کے لیے بلیک میل کر رہا تھا۔)

وہ اس کے لیے لڑا تھا۔ اس نے اسے جگ ہنسائی سے بچایا تھا۔

"تم نے آدھی آدھی رات تک جاگ کر اس کے لیے وہ ویڈیو لیکچرز تیار کیے۔" وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(وہ رات کے آخری پہر تک جاگ کر اس کے لیے وہ وڈیو لیکچرز بناتا تھا۔)

علینا کے ہونٹ پوری طرح مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ وہ ویڈیو لیکچرز اس کے لیے کیا تھے، کوئی نہیں جانتا تھا!

"تمہارے باپ نے تمہیں کبھی کوئی خروچ تک نہیں آنے دی لیکن تم نے اس کے لیے زخم کھایا۔" عصام نے اپنی ہتھیلی کو سیدھا کر کے دیکھا۔ ٹانکے کھل چکے تھے اور زخم بھی مندمل ہو گیا تھا۔

(اس کی ہتھیلی کے درمیان میں ایک بڑا سا زخم آیا تھا جس پر ٹانکے لگے تھے۔)

یکدم اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔ وہاں خون تھا۔ بہت سا خون۔۔۔ وہ واپس اس لوپ میں پھنسنے والی تھی لیکن شاہزیب کی کہی ہوئی اگلی بات نے ایسا ممکن نہ ہونے دیا۔

"تم نے یہ ٹرپ بھی شہریار سر سے کہہ کر اس کے لیے یہاں ہنزہ میں رکھوائی جب کہ ٹرپ آزاد کشمیر جا رہا تھا۔" علینا کو جیسے جھٹکا لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(اس نے ٹرپ ہنزہ میں رکھنے کے لیے شہریار تک سے بحث کی تھی۔)

ہنزہ اسے پسند تھا۔یہ اس کی پسندیدہ جگہ تھی۔ کیا یہ سب عصام نے اس کے لیے کیا تھا؟ اس کی آنکھیں یکدم ہی گیلی ہوئی تھیں۔

"تم نے آج تک ہمیشہ لیوش قسم کی گاڑیوں میں سفر کیا ہے۔اور ہنزہ جتنے لمبے سفروں سے تمہیں نفرت تھی عصام۔"عصام مسکرایا۔

(اسے لمبے سفروں سے نفرت تھی لیکن علینا کے لیے وہ ہر طویل سفر اختیار کر سکتا تھا۔اور کر رہا تھا۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ آدمی آخر کیا تھا؟وہ اس کی پیٹھ پیچھے اس کے لیے آخر کیا کیا کرتا آیا تھا؟

"تم محلوں میں پلے بھرے ہو عصام۔ تمہیں یوں زمین پر بیٹھنے کی عادت نہیں ہے۔"

(وہ داسو کے مقام پر سڑک کے کنارے علینا کے ساتھ بیٹھا اسے بتا رہا تھا کہ اس کی موجودگی اس کے لیے سکون کا باعث ثابت ہوتی تھی۔)

وہ شہزادہ تھا جو اس مٹی کی گڑیا کے ساتھ مٹی ہو جاتا تھا۔اب کہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

"تم اس کے ساتھ بیٹھ کر عام سی کافی پی لیتے ہو۔ جبکہ تم اپنی کافی اور چائے کے معاملہ میں بہت احتیاط برتتے ہو۔ کافی کے بینز یا چائے کے پتے کونسے ہیں؟ کافی اور چائے کس برانڈ کی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔" وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔

(وہ تھری ماؤنٹین جنکشن پر اس کے ساتھ بیٹھا اس منظر کو دیکھتا ہوا کافی پی رہا تھا۔)

وہ بنا آواز رو رہی تھی۔ وہ شخص اس کے لیے کیا نہیں کر تا رہا تھا؟ وہ شخص اس کے لیے کیا نہیں کر رہا تھا؟ وہ شخص اس کے لیے کیا نہیں کر سکتا تھا؟

"تم نے اس کے ہینڈ بیگ پر ایک بروچ دیکھا۔ تمہیں ہوٹل میں چیک ان کرتے وقت اس کے ہینڈ بیگ پر وہ بروچ نظر نہیں آیا۔ تم نے بس کا چپا چپا چھان مارا۔ شکر ہے وہ بروچ بس کے اندر سے مل گیا۔ ورنہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم ہمیں بروچ ڈھونڈنے کے لیے واپس

راکا پوشی ویو پوائنٹ نہ بھیج دو۔"شاہزیب تاسف سے گردن دائیں سے بائیں ہلاتے ہوئے بولا تو عصام گردن جھکا کر دھیرے سے ہنسا۔

(وہ بس میں اس کا بروچ ڈھونڈ رہا تھا۔اسے وہ بروچ علینا کی سیٹ کے نیچے گرا ہوا ملا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ عود آئی تھی۔)

اس کے ہاتھ میں اپنا وہ بروچ دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی۔وہ بروچ اس کے ابا نے اسے دیا تھا اور اسے پتا تک نہ چلا تھا کہ کب وہ بروچ اس کے ہینڈ بیگ پر سے اتر کر گر گیا تھا۔تو وہ یہ بس میں ڈھونڈتا پھر رہا تھا؟ کیا وہ شخص اس کی زندگی میں کوئی فرشتہ بن کر آیا تھا؟

"اگر اس سب کے بعد بھی وہ لڑکی یہ سمجھتی ہے کہ تم اس کے ساتھ مخلص نہیں ہو یا پھر صرف ٹائم پاس کر رہے ہو تو پھر وہ لڑکی اس دنیا کی سب سے فضول اور بے وقوف لڑکی ہے۔"شاہزیب کے لہجے میں واضح اکتاہٹ تھی۔

ہاں وہ دنیا کی سب سے فضول اور بے وقوف لڑکی ہی تو تھی!علینا نے سوچا تھا۔

"تم نے آج اس کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں شاہزیب۔آئندہ مت کرنا۔"عصام کا

لہجہ بے تاثر سا تھا۔"میرے دل نے اسے بہت سے معاملات میں چھوٹ دے رکھی ہے۔اسے ہر غلطی معاف ہے۔میں نے اس کے لیے یہ ٹرپ یہاں اس لیے رکھوائی تا کہ میں اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ سکوں۔ناجانے مجھے کیوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے بہت رُلایا گیا ہے،بہت ستایا گیا ہے۔میں اسے صرف مسکراتا اور ہنستا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔اب مجھے لگ رہا ہے جیسے وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی،یا پھر شاید شروع سے میرے اس کے بارے میں تمام اندازے غلط تھے؟"وہ ہنسا۔"جو بھی ہے۔"اس نے سانس باہر کو خارج کی۔"چاہے وہ مجھ سے محبت کرے یا نہ کرے مجھے فرق نہیں پڑتا۔"اس کی آواز میں ملال در آیا تھا۔

"تمہیں اس کی بے رُخی سے فرق کیوں نہیں پڑے گا؟"شاہزیب نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیونکہ ازل سے ابد تک میں اس کا ہوں!وہ چاہے تو جوڑ دے مجھے یا چاہے تو توڑ دے مجھے!"وہ مدھم سا مسکرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ازل سے ابد تک؟"شاہزیب نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ازل سے ابد تک۔"اس کے چہرے پر ایک اداس مسکراہٹ پھیل گئی۔

اور علیناضرار پر انکشاف ہوا کہ عصام شہریار خان اس کے لیے سب کر سکتا تھا۔وہ عشق مانگتی تھی اور اسے عشق عطا کیا گیا تھا اور جو عطا کیا جائے پھر اس کی ناشکری نہیں کیا کرتے۔وہ بنا آواز کے روتے ہوئے واپس پلٹ گئی کیونکہ عصام کی طرف سے علیناضرار کا دل بھی اس لمحے پلٹ چکا تھا۔دل نے ایک فیصلہ لے لیا تھا۔

اس رات جب اس نے عصام اور شاہزیب کی باتیں سنیں تو اسے احساس ہوا کہ جو باتیں اس کے لیے کبھی عصام پر غصہ کرنے کا باعث بنی تھیں،اب وہ اسے غصہ نہیں دلاتی تھیں۔ اسے بس عصام کی حرکتوں پر ہنسی آجاتی تھی۔لیکن اصل جھٹکا اسے تب لگا تھا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ ٹرپ،یہ عصام نے اس کے لیے یہاں ہنزہ میں رکھوائی تھی۔اسے معلوم ہوا کہ شاہزیب ٹھیک کہہ رہا تھا۔وہ ایک نہایت ہی بیوقوف لڑکی تھی اور بڑے ابا بھی ٹھیک کہتے تھے۔وہ اپنے گرد موجود اس مخلص شخص کی پہچان نہیں کر پائی تھی۔ سمجھدار علینا

ضرار اس وقت دنیا کی سب سے بیوقوف لڑکی ثابت ہوئی تھی جو اپنے سامنے کی بات پہچان نہیں پا رہی تھی۔ اسے ایک بات کا یقین ہو گیا تھا۔ اگر دنیا کا ہر شخص اس کے خلاف ہو جاتا، تو عصام وہ واحد شخص تھا جو ہر حالت میں اس کے آگے کسی ڈھال کی طرح کھڑا ہونے والا تھا۔ وہ صبح اٹھی تو بہت ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ دل بھی آج خوش محسوس کر رہا تھا۔ شاید یہ کل رات کے انکشاف کا اثر تھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ بات کہ ہنزہ اسے پسند تھا، یہ بس ماہا ہی اسے بتا سکتی تھی۔ اگر وہ ایک دن پہلے والی علینا ہوتی تو شاید ماہا سے ناراض ہو جاتی لیکن علینا بدل گئی تھی۔ وہ الٹا اس کی شکر گزار تھی کیونکہ اگر وہ عصام کو نہ بتاتی کہ وہ ہنزہ کو پسند کرتی ہے تو وہ کبھی اس کی کل رات کی باتیں نہ جان پاتی۔ اس دن بہت کچھ ہوا تھا۔ ٹگ آف وار میں وہ جان بوجھ کر ہار گیا تھا۔ جیسے ایک بار پہلے مارکس کٹوا کر اس سے ہار گیا تھا۔ لیکن اب کی بار اسے غصہ نہیں آیا۔ وہ ایڈیٹ تھا۔ اور بلاشبہ وہ ایک بہت پیارا ایڈیٹ تھا۔ بلتیت فورٹ میں عصام نے اس سے پوچھا تھا کہ آخر وہ کیسے اسے دیکھے بنا پڑھ رہی تھی؟ وہ بھی تو یہی کرتا تھا۔ اس کی ہر عادت، ہر بات اسے پہلے سے معلوم ہوتی تھی تو پھر اگر اس

نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا تو کیا غلط کیا؟ وہ کہتا تھا کہ اسے علیناضرار کی موجودگی سکون کی مانند لگتی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ علیناضرار کو عصام شہریار خان کی موجودگی تحفظ کی مانند لگتی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ علیناضرار ہمیشہ سے اس کی ہر عادت سے واقف تھی۔ بس کبھی ظاہر نہیں کرتی تھی۔ اسے سب پوشیدہ رکھنے کی عادت جو تھی۔

کیفے میں وہ اسے بتا رہا تھا کہ اس کی وجہ سے اسے ہاٹ چاکلیٹ پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ وہ اسے کیسی بتاتی اسے تو اس کی ذات سمیت اس کی ہر عادت پڑ گئی تھی۔ یا شاید وہ خود عادت بن گیا تھا؟ وہ اس کے ساتھ وہاں بیٹھی بہت خوش تھی لیکن تبھی اسے ابا کے بارے میں بات کرتے ہوئے پینک آٹیک آ گیا۔ وہ اس وقت عصام کے ساتھ تھی اور اسے پینک آٹیک آ گیا تھا۔ اسے بہت زیادہ شرمندگی محسوس ہونے لگی تھی لیکن عصام نے اسے سنبھال لیا۔ شاید وہ سمجھ گیا تھا۔ اس نے اس سے ایک مزاق کیا جس پر وہ بھڑک گئی اور بھڑکنے کے بعد اپنی چوری بھی پکڑوا بیٹھی۔ ہاں وہ جیلس محسوس کرنے لگتی تھی اگر عصام کسی دوسری لڑکی کے بارے میں بات کرتا تو۔ اور اگلے لمحے وہ ایک بار پھر سے اسے

سنبھال چکا تھا۔اس کا جواب علینا کو پسند آیا تھا لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا تھا۔التیت فورٹ کے راستے میں جب ان بچوں نے انہیں میاں بیوی سمجھ لیا تھا تو وہ ایک لمحے کے لیے حیران رہ گئی۔وہ یہی چاہتی تھی لیکن اسے نہیں پتا تھا ارد گرد کے سب لوگ بھی وہ دیکھ سکتے تھے۔سب دیکھ سکتے تھے ایک وہی نہیں دیکھ پائی تھی۔وہ التیت فورٹ کی بالکنی میں جان بوجھ کر کھڑی ہوئی تھی۔اس کا دل اچانک سے ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔وہ سوچ رہی تھی کہ اگر وہ عصام سے اپنی محبت کا اقرار کر بھی دیتی ہے تو پھر کیا؟اس کے بعد کیا ہو گا؟ کیا وہ اس کے ساتھ کوئی کمٹمنٹ کرے گا؟شادی کرنا ایک بہت بڑی بات تھی اور اس وقت وہ خود بھی اس کے لیے تیار نہیں تھی۔منگنی جیسی چیزیں اسے پسند نہیں تھیں۔ نکاح؟ کیا وہ اس سے نکاح کرے گا؟ کیا وہ اس کے لیے اتنا بڑا فیصلہ لے گا؟اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو؟اسے عصام پر بھروسہ ہونا چاہیئے تھا۔وہ کیوں بنا وجہ وہموں کا شکار ہو رہی تھی؟اس نے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔ایگل نیسٹ ویو پوائنٹ پر جب اس نے عصام کو انوشے سے بات کرتے دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا۔اسے غصہ عصام پر نہیں آیا

تھا لیکن وہ نکل اسی پر گیا تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا وہ انوشے کی گردن ہی مروڑ دیتی۔ اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا اس لیے وہ کھانا کھانے کے بجائے باہر آ کھڑی ہوئی تھی تبھی وہاں انوشے بھی آ گئی۔ اس کا سارا غصہ انوشے پر نکل گیا تو وہ ذرا نارمل ہو گئی۔ عصام نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا لیکن اسے پرواہ نہیں تھی الٹا وہ کھانے کی میز پر بیٹھ کر اس کے ساتھ انوشے کی بے عزتی پر خوب ہنسی تھی۔

اگلے دن جب وہ عطا آباد جھیل گئے تو عصام نے اس سے کہہ دیا کہ وہ اس کے پاس شادی کی غرض سے آیا تھا۔ اسے جھٹکا لگا تھا۔ اسے شروع میں ہمیشہ یہی لگتا رہا تھا کہ وہ اس سے بس فلرٹ کر رہا تھا۔ اسے تب بھی لگا کہ وہ مزاق کر رہا تھا یا بس ایسے ہی کہہ رہا تھا۔ لیکن عصام نے جب اتنے وثوق سے کہا کہ وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا، تب اگر کوئی وہم علینا کے ذہن میں تھا بھی تو وہ اس دن ختم ہو گیا۔ کشتی پر سے اترتے ہوئے اس کے قدم ڈگمگائے تھے۔ ایک لمحے کا بھی توقف کیے بغیر عصام نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا تھا۔ اسے بچ سے مسئلہ ہوتا تھا۔ لیکن اس کا ہاتھ تھامنا بھی ضروری تھا۔ اس نے دوپٹے کو اپنے ہاتھ پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لپیٹ کر اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔ وہ بھروسہ کرنا سیکھ رہی تھی لیکن ایسا کرنا اتنا بھی آسان نہ تھا۔

اونڈرا قلعے پر پہنچ کر جب عصام نے اس سے کہا کہ اس کے آنسو اسے تکلیف دیتے تھے تو وہ ایک لمحے کے لیے سُن ہو گئی تھی۔ اسے اس کے آنسو قیمتی لگے تھے۔ دو سالوں میں اس نے اتنے آنسو بہائے تھے کہ وہ بھول گئی تھی کہ آنسو بڑی قیمتی شے ہوا کرتے ہیں۔ انہیں ہر بات پر بہانہ ان کی ناقدری کرنے کے مترادف تھا۔ کسی کو اس کے آنسوؤں سے تکلیف بھی ہوتی تھی؟ علینا ضرار کو یہ معجزہ لگا تھا۔ ورنہ اس کے آنسوؤں کی سب سے زیادہ قدر اس کے باپ نے ہی کی تھی اور اب وہ دوسرا مرد تھا اس کی زندگی میں جسے اس کے آنسوؤں سے فرق پڑتا تھا۔ حسینی برج کے نیچے سے گزرتے دریائے ہنزہ کو بہتے دیکھ کر اس نے ایک بات کہہ کر عصام کی آنکھوں کر بارے میں تعریف کی تھی۔ وہ یہ بھی جان گئی تھی کہ اپنی آنکھوں کی تعریف پر وہ بہت حیران ہوا تھا اور پھر وہ کنفیوزڈ بھی ہو گیا تھا۔ لیکن ٹھیک تھا، وہ ایک لمبا عرصہ اس کی وجہ سے کنفیوزڈ رہی تھی۔ اب اس کی باری تھی۔ وہ جب ریزورٹ آئے تو لابی میں ماہا نے اس سے کہا کہ وہ Labyrinth کی مانند تھی۔ اندر سے

اسے بھی معلوم تھا کہ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی لیکن اس نے ماہا کو یہی کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ پوری رات وہ ہینڈ فری لگائے وہی گانا سنتی رہی تھی اور اسے احساس ہوا تھا کہ ماہا کا اندازہ پرفیکٹ تھا۔

ہنزہ میں آخری دن ہونے کی وجہ سے وہ صبح ذرا معمول سے زیادہ ہی خاموش تھی۔ اسے بُرا لگ رہا تھا کہ کل وہ واپس جا رہی تھی لیکن پھر وہ یہ سوچ کر نارمل ہونا شروع ہو گئی کہ بھلے سے وہ واپس جا رہی تھی لیکن اپنے ساتھ عصام جیت کر لے جانے والی تھی۔ ان کا پورا دن بہت اچھا گزرا تھا۔ رات کو جب وہ واپس ریزورٹ آئے تو سب نے آگ کے آلاؤ کے گرد بیٹھ کر میوزیکل نائٹ کرنے کا پلان بنایا۔ علینا نے سوچا تھا کہ وہ واپس جا کر عصام سے بات کرے گی لیکن پھر وہ پلان بن گیا۔ آگ کے آلاؤ کے گرد بیٹھ کر عصام نے ہاتھ میں گٹار پکڑے جب اس کے لیے گانا گایا تو اس نے خود کو ساتویں آسمان پر پایا تھا۔ وہ اسے ایک گانے کے ذریعے ڈیفائن کر رہا تھا۔ اسے ایسا لگنے لگا تھا کہ جیسے عصام دنیا میں بس اسے ہی دیکھتا اور سنتا تھا۔ اسے ان چند مہینوں میں احساس ہوا کہ وہ اسے پوری طرح سے حفظ کر چکا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا۔وہ ماہا کے ساتھ کمرے میں آئی تو بھی اس کے سحر سے نکل نہ پائی۔ماہا کو لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی اس نے اس کا پلان مان لیا تھا۔ان دونوں نے بس ایک منٹ سے بھی کم ٹائم میں اس کے کمرے میں جانا تھا،ایک نوٹ رکھنا تھا اور واپس آجانا تھا۔بس ایک مزاق اور سسپینس ہی تو تھا؟اس میں اتنی بڑی بات کیا تھی؟اس نے یہی سوچا تھا لیکن یہ ہوا نہیں۔پتا نہیں ماہا کو کیا سوجھا کہ وہ اسے لے کر اس کی الماری میں گُھس گئی۔

اسے سب سے زیادہ جس بات نے پریشان کیا تھا وہ یہ تھی کہ آخر انوشے عصام کے کمرے میں کیسے داخل ہوئی؟عصام کے کمرے کا کی کارڈ ان کے پاس تھا اور عصام کی اجازت کے بغیر وہ کمرے میں داخل تو ہو نہیں سکتی تھی،تو کیا عصام؟۔۔۔کمرے میں انوشے کو دیکھ کر اسے ایک بار پھر پینک آٹیک آرہا تھا۔اسے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔جیسے کوئی بہت بھاری بوجھ اس کے سینے پر رکھ دیا گیا ہو۔آنکھیں ایسے آنسو بہا رہی تھیں جیسے وہ اپنی زندگی کی سب سے ضروری شے کو کھونے جا رہی تھی۔اتنی گھٹن تو اسے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی اس الماری میں ہو رہی تھی۔وہ ایک شک کہ عصام اسے دھوکا

دے رہا تھا،اس کے دماغ پر سوار ہو چلا تھا۔اس کا سانس آہستہ آہستہ سینچ رہا تھا۔لیکن پھر کچھ ہوا اس نے عصام کو انوشے کو جھٹکتے ہوئے دیکھا۔وہ اسے ڈیفینڈ کر رہا تھا۔وہ اس کے لیے اس سے لڑ رہا تھا۔اس کی ذات کی تحقیر پر آگ بگولا ہو رہا تھا۔انوشے کو اس سے دور رہنے کے لیے تنبیہ کر رہا تھا۔وہ الماری سے باہر نکلی تو اس کے اور عصام کے درمیان صرف چار قدموں کا فاصلہ تھا۔اس نے عصام کی طرف دیکھا۔آج اس فاصلے کو طے ہونا ہی تھا۔اس نے اس کی طرف پہلا قدم بڑھایا۔اس کے ذہن میں کچھ گونجنے لگا تھا۔ایک یاد۔

(Oh oh! I'm falling in love.

Realization (احساس)

اُس نے اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی علینا کی طرف دیکھا۔کُہربا(Amber)رنگ آنکھیں گہری سرمئی آنکھوں سے ملیں۔وہ چند لمحوں کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر اس نے ایک جھٹکے سے اپنی نظریں چرا لیں۔وہ ساحر تھا۔اس کی گہری سرمئی آنکھیں سحر انگیز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھیں۔عصام کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے جیسے خود پر کوئی سحر طاری ہوتا محسوس ہوا تھا۔

ایسا کرنا خطرناک تھا اور اس نے یہ اقرار کیا تھا۔)

اس نے اس کی طرف دوسرا قدم بڑھایا۔

(Oh no ! I'm falling in love again.

(Fear خوف)

وہ اس 'بہادر علینا ضرار' کا مکھوٹا اوڑھ اوڑھ کر اب تھک چکی تھی۔وہ آزاد ہونا چاہتی تھی۔

وہ تنگ آچکی تھی۔وہ خوفزدہ تھی۔وہ ڈری ہوئی تھی۔وہ ٹوٹی ہوئی تھی۔اس کا دل اور روح

زخم سے چُور تھے۔وہ گھٹ گھٹ کر زندگی گزار رہی تھی۔)

اس نے تیسرا قدم اس کی طرف بڑھایا۔

(Oh! I'm falling in love.

(Acceptance قبولیت)

اور علیناضرار پر انکشاف ہوا کہ عصام شہریار خان اس کے لیے سب کر سکتا تھا۔وہ عشق مانگتی تھی اور اسے عشق عطا کیا گیا تھا اور جو عطا کیا جائے پھر اس کی ناشکری نہیں کیا کرتے۔وہ بنا آواز کے روتے ہوئے واپس پلٹ گئی کیونکہ عصام کی طرف سے علیناضرار کا دل بھی اس لمحے پلٹ چکا تھا۔دل نے ایک فیصلہ لے لیا تھا۔)

چوتھا قدم اور وہ عین عصام کے سامنے کھڑی تھی۔وہ ہکا بکا سا اسے دیکھ رہا تھا۔

(I thought the plane was going down. How'd you turn it right around?

Confession (اقرار)

اور یہ اقرار کا لمحہ تھا۔)

وہ عصام کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی اور اس نے کہہ دیا۔اس نے بس کہہ دیا۔اسے محبت تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی صبح اس نے عصام سے بات کر کے اپنا دل مزید ہلکا کر لیا۔ اسے لگا کوئی بوجھ تھا جو اتر گیا۔ اس نے آج سے پہلے کبھی خود کو اتنا ہلکا محسوس نہیں کیا تھا۔ زندگی یکدم ہی خوبصورت ہو گئی تھی۔ اس نے انوشے کی بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ ایسا صرف اس لیے کہہ رہی تھی کیونکہ وہ اس سے حسد کر رہی تھی۔

ہنزہ سے واپس آنے کے بعد وہ بہت پُر سکون ہو گئی تھی۔ کچھ دن تو وہ رات کو ویڈیو لیکچرز چلائے بغیر بھی بنا کسی نائٹ میئر اور اسلیپ پیرالیسس کے سو گئی تھی۔ عصام کے ساتھ بھی پراجیکٹ بناتے ہوئے وہ اچھا ٹائم اسپینڈ کر رہی تھی۔ اب وہ علیحدہ بات تھی کہ سارا وقت ان کا دھیان پروجیکٹ کی طرف ہی ہوتا تھا لیکن وہ اس وقت کو بھی انجوائے کر رہی تھی۔

عصام کے ساتھ گزارا ہر لمحہ علینا کے لیے بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ اس سب میں وہ اپنی زندگی کے دکھ، تکلیفیں، اپنے ابا کی موت اپنی بے آبروئی جیسے بلکل ہی بھول بیٹھی تھی لیکن پھر اسے احساس ہونے لگا۔ دسمبر کے قریب آنے کا۔ سال کا وہ وقت جو اس کے لیے گزارنا دنیا کا سب سے مشکل کام تھا۔ وہ شدید ڈپریشن میں چلی جاتی تھی۔ اسے اس واقع سے

پہلے سردیاں پسند تھیں لیکن اس کے بعد سے اسے سردی کے موسم سے نفرت ہو گئی تھی۔ اور جیسے جیسے ٹھنڈ بڑھتی جاتی اسے وہ سردیادیں اور بھی زیادہ یاد آتیں اور زندگی نارمل طریقے سے گزارنا ایک بار پھر مشکل ہو جاتا۔ اور سونے پر سُہاگا اسے کراچی جانا تھا! وہ بھی اپنے برتھ ڈے کے دن!

اس دن یکم دسمبر تھی۔ وہ رات کو ویڈیو لیکچر چلا کر سوئی تھی۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اپنی برتھ ڈے کے دن وہ روتی ہوئے نیند سے جاگے۔ اسے پوری امید تھی کہ سب اسے برتھ ڈے وش کریں گے اور عصام تو سب سے پہلے کرے گا اور سب سے مختلف انداز میں کرے گا اور اس کا اندازہ ٹھیک سے کچھ زیادہ ہی ٹھیک نکلا تھا۔ وہ اسے ایسا سرپرائز دے گا، اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یہ تو اسے معلوم تھا کہ وہ اس کی ہر حرکت کو یوں نوٹ کرتا تھا جیسے اس کے بغیر وہ اپنی بزنس کی ڈگری مکمل نہیں کر پائے گا لیکن یہ اس کے لیے شاکنگ تھا کہ وہ یوں اتنے سارے گفٹس اس کے فلیٹ بھیج دے۔ اس نے اس کی پسند کی تمام کتابیں بھیج دیں اور وہ جھمکے بھی بھیج دیے جن کو اس نے بس ایک نظر دیکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھا۔اور اتنے پھولوں کے گلدستے بھیجنے کے بعد وہ انسان اس سے یہ کہہ رہا تھا کہ اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے پسندیدہ پھول کونسے تھے تو اس نے مشہور پھول بھیج دیے؟ کیا شانِ بے نیازی تھی!وہ جب بھی اس کے ساتھ ہوتی تھی،خوش ہوتی تھی۔اور بقول اس کے ابا کے وہ خوش ہوتی تھی تو بلش کرتی تھی۔ایسے میں وہ جب بھی اس کی تعریف میں کوئی بات کرتا تو وہ شرم سے بلش کرنے لگتی تھی۔اور ایڈیٹ بلش کروانے والی بات کہنے سے پہلے وارننگ بھی نہیں دیتا تھا۔بد تمیز!اسے کراچی جانا تھا اور اس شہر واپس جانا اپنے آپ میں ہی ایک محاذ کے مترادف تھا۔وہ سارا راستہ عجیب سی حرکتیں کرتی رہی تھی اور وہ چاہ کر بھی خود کو ایسا کرنے سے روک نہیں پا رہی تھی۔پورا راستہ وہ عصام سے نظریں چُراتی آئی تھی۔وہ عصام کی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔اسے ڈر تھا کہ وہ پہچان جائے گا کہ کوئی بات ہے۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ کراچی پہنچے گی اور اگلے لمحے وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گا۔اور عصام سب جاننے کے بعد اس سے نفرت کرنے لگے گا۔وہ عصام سے سب چُھپانا چاہتی تھی اس لیے جھوٹ بول رہی تھی۔

کراچی آتے ہوئے وہ لوگ ایک سروس اسٹیشن پر رُکے تھے اور عصام اپنا موبائل گاڑی میں بھول گیا تھا۔ گاڑی میں وہ اکیلی تھی۔ شاہزیب عصام کے ساتھ تھا۔ اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا اور اوپر سے سیٹ پر پڑا عصام کا موبائل بار بار بج رہا تھا۔ کوئی اسے میسیجز پر میسیجز بھیج رہا تھا۔ اس نے غصے میں اپنا موبائل سمجھ کر اسے اٹھایا کہ اسے سائیلنٹ موڈ پر کرے لیکن اسکرین آن ہونے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ عصام کا موبائل تھا۔ وہ موبائل واپس رکھنے ہی لگی تھی کہ اسکرین پر اسے ماہا کا میسیج نظر آیا۔

"کیا تم نے اسے پروپوز کر دیا؟" وہ میسیج دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

Clubb of Quality Content

کیا وہ اسے پروپوز کرنے والا تھا؟ آج؟ وہ جانتی تھی کہ اس نے ہنزہ میں اس سے نکاح کی بات کی تھی لیکن وہ ایسے اسے سرپرائز دے گا یہ اس نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا۔ وہ کچھ اور مزید پریشان ہو گئی۔ وہ آج اتنے بُرے موڈ میں تھی اور وہ اسے پروپوز کرنے والا تھا؟ اُف! عصام کا موبائل اب تک اس کے ہاتھ میں تھا اور اس پر ماہا کا ایک اور میسیج آیا تھا۔

"اسے سی ویو پر پروپوز کرنا۔" اور یہ سب اس کے اضطراب میں مزید اضافہ کر گیا تھا۔

سیمینار کے بعد تو وہ باقاعدہ وحشت کا شکار ہونے لگی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ ابھی کراچی سے نہ نکلی تو یہیں مر جائے گی یا پھر اس کا سانس ضرور بند ہو جائے گا۔ اور اپنی اسی وحشت کو چُھپانے کے لیے وہ بہانہ بنا کر واشروم آ گئی تھی۔ وہ واشروم میں آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ واشروم میں وہ اس وقت بلکل اکیلی تھی۔ اس کے ہاتھ بُری طرح کانپ رہے تھے۔ آنکھیں آنسو ضبط کرنے کی وجہ سے سُرخ پڑ رہی تھیں۔ اس نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔

آج اس کا برتھ ڈے تھا۔ وہ صبح بہت خوش تھی۔ عصام نے اسے سب سے بہترین انداز میں برتھ ڈے وش کیا تھا۔ اسے سب بھول گیا تھا ورنہ رات دیر تک وہ کراچی واپس آنے کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔ لیکن لاہور سے کراچی آتے ہوئے اسے اپنے اوپر ایک عجیب سی بے چینی اور خوف طاری ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ لگاتار زون آؤٹ ہو رہی تھی۔ سیمینار تو اس نے شاید ہی سنا تھا۔ اور سب سے بُری بات۔ عصام سب نوٹ کر رہا تھا۔ جو وہ نہیں چاہتی وہ سب ہو رہا تھا۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے بیسن کو تھام رکھا تھا۔ وہ چہرہ جھکائے رو رہی تھی۔ لیکن ان آنسوؤں کی کوئی آواز نہ تھی۔ اسے تنہائی میں بھی بے آواز آنسو بہانے کی عادت تھی۔ وہ چند لمحے روتی رہی۔ پھر چہرہ اٹھایا اور بے دردی سے اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنے آنسو رگڑ دیے۔

"آج تمہارا برتھ ڈے ہے۔ کم از کم آج کا دن تو بنا روئے گزار لو! تم یہاں عصام کے ساتھ آئی ہو۔ خدا کا واسطہ ہے خود کو کنٹرول کرو علینا۔ سب ٹھیک ہے۔ تم بلکل ٹھیک ہو۔" آخری جملہ کہتے ہوئے اس کی آواز لرزی تھی۔ وہ آئینے میں دیکھ کر مسکرائی تھی۔

یہ اداکاری تھی۔ علینا ضرار ایک اداکار تھی جو اپنے ہر کمزور لمحے میں خود پر "مضبوط علینا ضرار" کا ایک مکھوٹا اوڑھ لیا کرتی تھی۔

کچھ بھی ہو جائے وہ عصام کو کچھ بھی معلوم نہیں ہونے دے گی۔

وہ اس کی برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ کہاں جانا چاہے گی۔ اور اس نے کہا تھا سی ویو۔ اسے ماہا کا آئیڈیا سچ میں اچھا لگا تھا۔ وہ اسے پرو پوز کرنا چاہتا

تھا۔ وہ بھلے سے گول گپے کے تھیلے کے سامنے اسے پروپوز کر دیتا،اسے فرق نہ پڑتا۔ اسے کوئی فیری ٹیلز والا پروپوزل نہیں چاہیئے تھا۔ پروپوزل کے وقت اس نے عصام سے صرف ایک وعدہ لیا تھا۔ اسے صرف اس ایک بات کا ڈر تھا۔ اور وعدہ لینے کے بعد اسے مزید کچھ پوچھنے، کچھ جاننے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے ایک بار پھر دوپٹے میں لپٹا اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ اسے عصام پر خود سے زیادہ بھروسہ تھا لیکن اس معاملے میں بھروسہ کرتے ہوئے اسے وقت لگنا تھا۔ زخم بہت گہرے تھے،بہت آہستہ بھرنے والے تھے۔ اس نے اسے جو ویڈنگ بینڈ پہنایا تھا وہ سادہ تھا اور علینا کو تو پھر سادہ چیزیں بہت خوبصورت لگتی تھیں۔ اور یہاں تو بات اس کی متاعِ حیات تھی۔ واپسی پر اس نے عصام کو بتا دیا تھا کہ وہ آگے کے بارے میں اپنی فیملی کو اعتماد میں لینے کے بعد ہی بتائے گی اور اس نے بڑی خوشدلی سے اس کی بات کا مان رکھا تھا۔

وہ گھر آئی تو بہت تھکی ہوئی تھی۔ پورے دن کا سفر، سیمینار اور اوپر سے اس کے دماغ میں چلتا ہوا وہ سارا انتشار۔۔۔ لیکن اس سب میں اگر کچھ اچھا ہوا تھا تو وہ تھا عصام کا اسے پروپوز

کرنا۔ آج دو سالوں بعد وہ اپنی برتھ ڈے پر سچ میں خوش تھی۔ آج اسے خوش رہنے کی آیکٹنگ نہیں کرنی پڑی تھی۔ آج اس کی خوشی حقیقی تھی۔

وہ کھڑکی تک آئی اور شیشہ سلائیڈ کیا۔ دسمبر کی سرد ہوا اس کے چہرے سے ٹکرائی۔ آج اسے یہ سرد ہوا بھی بُری نہیں لگی تھی۔ اس نے نیچے دیکھا۔ پھر وہ مسکرائی۔ وہ صبح نیچے کھڑا اسے برتھ ڈے وش کر رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل تک آئی۔ وہاں عصام کا دیا ہوا گلابوں کا گلدستہ پڑا تھا۔ وہ ابھی تک مرجھائے نہیں تھے۔ اس نے اسے اپنے چہرے کے قریب کیا۔ خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تو اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔ باقی پھولوں کے گلدستے بھی ابھی تک اس کے لاؤنج میں ہی پڑے ہوئے تھے۔ اس نے پھول واپس رکھے پھر اپنے ہاتھ کی انگلی میں پہنی انگوٹھی اپنے چہرے کے سامنے کی۔ وہ آدھا بھیگا ہوا گھٹنوں کے بل بیٹھا اسے پروپوز کر رہا تھا۔ بے اختیار وہ ہنس پڑی۔ آج کا دن اس کی زندگی کے سب سے اچھا دن ثابت ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے اپنا موبائل بجتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے بیڈ پر پڑے اپنے ہینڈ بیگ میں سے اپنا موبائل نکالا اور اسکرین دیکھی۔بڑے ابا کی کال آ رہی تھی۔کل رات بارہ بجے اسے بڑے ابا کی پوری فیملی نے ویڈیو کال کر کے برتھ ڈے وش کیا تھا۔اس نے انہیں بتایا تھا کہ وہ آج سیمینار کے لیے عصام کے ساتھ کراچی جا رہی ہے۔اور یہ سن کر وہ سب ہی بہت پریشان ہوئے تھے۔اور اس نے انہیں یہ کہہ کر تسلی دی تھی کہ عصام اس کے ساتھ ہو گا۔لیکن پھر بھی وہ مطمئن نہیں ہوئے تھے۔شاید اس وقت وہ اس کی خیریت دریافت کرنے کے لیے ہی کال کر رہے تھے۔کیا اسے آج ہی ان سے بات کر لینی چاہیئے تھی؟لیکن وہ بات کیسے کرے گی؟کیا کہے گی؟یوں اس طرح بات کرنا کیا بُرا نہیں لگے گا؟وہ تذبذب کا شکار ہو رہی تھی۔پھر اس نے کال ریسیو کر لی اور موبائل کان سے لگا لیا۔

"اسلام علیکم!"اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"وعلیکم اسلام!کیسی ہو بیٹا؟گھر پہنچ گئیں؟"بڑے ابا کا گرم جوش لہجہ اس کے سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔اور خیریت سے گھر پہنچ گئی ہوں۔"

"سیمینار کیسا گزرا؟"

"بہت اچھا رہا۔"اس نے چہک کر کہا۔

"کیسا اچھا؟اس نے تو سیمینار سنا ہی نہیں تھا!"اس نے سوچا۔

"کراچی میں۔"وہ رکے۔"کوئی مسئلہ۔"اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات پوری کرتے علینا نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔

"بڑے ابا۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔اور کراچی میں سب ٹھیک تھا۔ڈونٹ وری!"وہ پُرسکون لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"میں کیسے پریشان نہ ہوں؟تمہاری پاکستان میں رہنے کی ضد ہر وقت میری جان نکالے رکھتی ہے۔ہر وقت ڈر لگتا رہتا ہے کہ تم وہاں بلکل اکیلی رہ رہی ہو۔کہیں تمہیں کوئی نقصان

نہ پہنچ جائے۔ ہر وقت میں پریشان رہتا ہوں۔ بچے زیورک آجاؤ پلیز!"ان کے لہجے میں منت تھی۔ وہ چند لمحے خاموش ہو گئی۔

"ابا کی قبر یہاں کراچی میں ہے۔ میں کیسے زیورک آجاؤں؟"اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"تم پچھلے دو سالوں سے ضرار کی قبر پر نہیں گئی ہو علینا!اس لیے نہیں کہ تم وہاں اکیلے نہیں جانا چاہتیں بلکہ اس لیے کہ تمہیں کراچی جانے سے ڈر لگتا ہے۔ ضرار کی قبر صرف تمہارا بہانہ ہے۔ تم خود کو پتا نہیں کس بات کی سزا دے رہی ہو! تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم مجھ سے یہ کہو گی کہ آج تم کراچی کسی بھی خوف کے بغیر گئیں اور واپس بھی آ گئیں تو میں تمہاری بات کا یقین کر لوں گا؟ ہر گز نہیں۔ میں تمہیں اچھی طرح سے جانتا ہوں بچے!تم کراچی میں سارا دن یا تو زون آؤٹ رہی ہو گی یا پھر تمہیں ضرور پھر سے کوئی پینک آٹیک آیا ہو گا!"ان کا لہجہ نرم تھا۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ اسے ڈانٹ رہے تھے۔

"بچے تمہیں خدا کا واسطہ ہے اپنے ساتھ ظلم کرنا بند کرو اور یہاں ہمارے پاس آجاؤ! تنہائی کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ تنہائی صرف اندر سے آپ کو مار ڈالتی ہے۔ اور میں اپنی بیٹی کو نہیں کھونا چاہتا!" اسے لگا کہ ان کی آواز بھرا گئی تھی۔

"بڑے ابا۔ پلیز۔" وہ خاموش ہو گئی۔ وہ رو دینے کو تھی۔ "اچھا میں اس مہینے آپ کے پاس زیورک آرہی ہوں نا پھر ہم مل کر اس ٹاپک پر بات کریں گے۔ اوکے؟" اس کا لہجہ دوستانہ سا تھا۔

"تم میری بات کبھی نہیں مانو گی۔ ہے نا؟" انہوں نے ایک لمبا سانس اندر کو بھرتے ہوئے کہا تھا۔

وہ خاموش ہو گئی۔ وہ بھی چند لمحے خاموش رہے۔

"کیا بات ہے علینا؟" وہ جب بھی موبائل پر بات کرتے کرتے یکدم خاموش ہو جاتی تھی تو اس کا مطلب ہوتا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اسے سمجھ نہیں آرہا ہوتا تھا کہ کیسے بات کا آغاز کرے۔ اس کی اس عادت سے وہ سب لوگ واقف تھے جو اسے اچھے سے جانتے تھے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بولو کیا ہوا ہے؟"ان کا لہجہ اب کہ محبت لیے ہوا تھا۔ جیسے کسی بچے کو منانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

"آپ وعدہ کریں کہ آپ مجھے غلط نہیں سمجھیں گے اور پہلے میری پوری بات سنیں گے۔"اس نے کسی خوف کے زیرِ اثر کہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ بولو کیا ہوا؟"

"عصام اور میرے درمیان ہنزہ میں سارے معاملات درست ہو گئے تھے۔ میں نے اسے اپنی فیلنگز سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔ میں اسے پسند کرتی ہوں۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔ "اور آج عصام نے آج مجھے پروپوز کیا ہے۔"اس نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔پتا نہیں بڑے ابا کا کیا ری ایکشن ہوتا؟

"پروپوز؟شادی کے لیے؟"وہ ذرا حیران ہوئے تھے۔

"نہیں۔ نکاح کے لیے۔"اس نے آہستہ سے کہا۔

"اور تم نے کیا جواب دیا؟"ان کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"میں نے اسے ہاں میں جواب دیا ہے۔ لیکن آگے کا کوئی بھی فیصلہ میں اپنی فیملی کے بغیر نہیں لے سکتی۔ میں نے اسے یہ بھی بتایا ہے۔"وہ ہموار لہجے میں کہہ رہی تھی۔شارق خاموش ہو گئے۔وہ مسلسل اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔

"کیا آپ ناراض ہو گئے ہیں؟"اس نے کچھ ڈرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ مجھے لاہور کی کونسی فلائٹ بک کرنی ہے اور سلمہ اور بچوں کو اپنے کام اور یونیورسٹیز سے کتنی چھٹیاں لینی پڑیں گی۔"انہوں نے خوشگوار سے لہجے میں کہا تھا۔

"مطلب؟"وہ مزید پریشان ہو گئی۔

"ارے بھئی۔ عصام کی فیملی سے ملنے ہمیں لاہور تو آنا پڑے گا نا!اور تمہارے نکاح کی ڈیٹ بھی ڈیسائڈ کرنی پڑے گی۔ اور پھر اتنی ساری تیاریاں۔ بہت کچھ کرنا پڑتا ہے بیٹا! تمہیں نہیں پتا!"وہ جیسے اپنے دماغ میں لسٹ بنا رہے تھے۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"اس کی آواز لڑکھڑا گئی تھی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

"بیٹا اس میں جھوٹ والی کیا بات ہے؟ بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں کہ جب میں سلمہ اور بچوں کو یہ خبر دوں گا تو وہ تو خوشی سے پاگل ہی ہو جائیں گے!"وہ بہت خوش لگ رہے تھے۔

پھر انہوں نے کال کی دوسری طرف اسے روتے سنا۔

"علینا! بچے کیا ہوا ہے؟"وہ گھبرا گئے تھے۔

"مجھے لگا آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور مجھ سے کبھی دوبارہ بات نہیں کریں گے۔"وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اور میں ایسا کیوں کرتا؟"وہ اس کی بات پر حیران ہوئے تھے۔

"کیونکہ میں نے عصام کو آپ سے پوچھے بغیر ہی ہاں میں جواب دے دیا تھا۔"

Clubb of Quality Content

"علینا تمہیں اپنے لیے فیصلہ لینے کا پورا اختیار ہے۔ میں تمہاری رضامندی کے بارے میں آخر کیسے بُرا منا سکتا تھا؟ بلکہ مجھے تو بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تم نے ہمیں اپنے اس فیصلے میں شامل کیا۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔

"آپ سچ میں مجھ سے ناراض نہیں ہے نا؟" اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔

"میں بہت خوش ہوں علینا۔" انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ "اب تم آرام کرو۔ تم تھکی ہوئی ہوگی۔ لاہور میں اس وقت آدھی رات ہو رہی ہوگی۔ میں کل تمہیں اپنے آنے کے پلان کے بارے میں بتادوں گا۔"

"تھینک یو بڑے ابا۔" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"اس میں تھینک یو کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں اب تم سکون سے سو جاؤ اور صرف اچھی باتیں سوچو۔ اللہ تمہارے حق میں بہتر کرے گا۔ اللہ حافظ۔" اسے لگا وہ مسکرا رہے تھے۔

"اللہ حافظ۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ پھر اس نے کال کاٹ دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پورا راستہ جس کشمکش میں پھنسی ہوئی تھی، وہ اتنی آسانی سے حل ہو جائے گی۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا۔ پورا راستہ وہ سوچتی آئی تھی کہ بڑے ابا کا ردِ عمل کیا ہو گا؟ وہ کہیں اس سے ناراض نہ ہو جائیں۔ کہیں وہ کچھ غلط نہ سمجھ لیں۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ سارے مسئلے خود بخود ہی حل ہوتے جا رہے تھے۔ اگر اسے یہ بات اپنے ابا سے کرنی ہوتی تو اسے ذرا سا بھی ڈر نہ لگتا۔ اسے پتا تھا اس کا باپ اس پر بھروسہ کرتا تھا۔ ایک بیٹی کا سارا کانفیڈینس ہی اس بات پر انحصار کرتا ہے کہ اس کا باپ اس پر بھروسہ کرتا ہے یا نہیں۔ اور علینا کے پاس اس کا بھروسہ کرنے والا باپ نہیں تھا۔ اسے شدت سے اس رات اپنے ابا کی یاد آ رہی تھی اور شاید یہی وجہ تھی کہ جب بڑے ابا نے عصام کے پروپوزل پر اس کے جواب پر کوئی سوال نہیں اٹھایا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ اسے معلوم تھا اگر آج اس کے ابا زندہ ہوتے تو وہ بھی ایسا ہی ردِ عمل دیتے۔ شارق کے ردِ عمل نے اسے پُر اعتماد کر دیا تھا۔ وہ ان کے آنے پر بہت خوش تھی۔ وہ یکدم ہی پہلے والی علینا لگنے لگی تھی اور یہ بات سب نے نوٹ کی تھی۔ اتنی بڑی تبدیلی دیکھ کر ان سب کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

منگنی والے دن وہ بہت خوش تھی۔ اسے کل رات عصام نے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ ڈیڈ سے بات کر چکا تھا اور یہ ڈیسائیڈ ہوا تھا کہ وہ دونوں فیملیز خان مینشن پر ملیں گی۔ اسے لگ رہا تھا سب جیسے کوئی خواب تھا۔ خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ منگنی والی رات جب عصام کے گھر گئی تو اسے چند لمحے دیکھتی رہی۔ ہاں وہ بہت زیادہ وجیہہ لگ رہا تھا۔ اوپر سے ہر بات پر اس کی تابعداری اسے مزید دلکش بناتی تھی۔ اپنی انگلی سی منگنی کی انگوٹھی اتارتے ہوئے اس نے کن انکھیوں سے عصام کا چہرہ دیکھا تھا اور اسے ہنسی آ رہی تھی۔ بیچارہ ڈر گیا تھا نا! کھانے کی ٹیبل پر وہ بار بار نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا تھا لیکن پھر کوئی نا کوئی اسے مخاطب کرتا اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ علینا کو اس کی نروسنیس پر ہنسی آ رہی تھی۔ اس نے عصام کو ہمیشہ کانفیڈنٹ دیکھا تھا۔ شاید وہ اس کے گھر والوں کی وجہ سے اتنا نروس محسوس کر رہا تھا۔ منگنی کے وقت بھی اس نے دوپٹا ہاتھ میں لپیٹ رکھا تھا یوں کہ کسی کو کچھ آکورڈ نہ لگتا۔ ایسا لگ رہا تھا وہ اپنے دوپٹے کو سنبھالنے کی کوشش میں تھی۔ عصام کو لگتا تھا کہ یہ اس کی کوئی عادت تھی اس لیے اس نے کبھی اس بات پر کوئی

سوال نہیں کیا تھا۔ لیکن یہ وہی جانتی تھی کہ یہ عادت اس کا کتنا دل دکھاتی تھی۔ وہ ٹچ سینسیٹو ہو چکی تھی۔ کسی کا بھی ٹچ اسے یکدم ٹریگر کر دیتا تھا اور خاص کر کے کسی بھی مرد کا ٹچ اسے ایسا لگتا تھا کہ جیسے اسے آگ کے کسی دہکتے ہوئے انگارے نے چھو لیا ہو۔ رات کو وہ جب گھر واپس آئی تو خوش ہونے کے باوجود بھی وہ اداسی محسوس کر رہی تھی۔ وہ سارے راستے ایک ہی بات سوچتی آئی تھی۔ وہ ٹچ سینسیٹو تھی۔ ابھی تو وہ اپنے ہاتھ پر دوپٹا لپیٹ لیتی تھی لیکن کل کو جب اس کا نکاح ہو جائے گا تو وہ عصام سے کیا بہانہ بنایا کرے گی؟ وہ اس کے ساتھ ایک اچھی پُر سکون زندگی گزارنا چاہتی تھی لیکن اگر وہ ایسی ہی رہی تو کیا یہ ممکن تھا؟ شاید اسے تھیراپی۔۔۔ نہیں۔ تھڑاپی نہیں۔ وہ اس سب سے دوبارہ نہیں گزرے گی۔ بلکل نہیں۔ وہ خود ہی کچھ سوچ لے گی۔ خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرے گی۔ اگر عصام کو کبھی کسی نشان کے بارے میں پتا چل بھی گیا تو وہ اس سے کہہ دے گی کہ یہ ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اسے آئے تھے۔ نشانوں کے لیے وہ کسی اسکن اسپیشیالسٹ سے ٹریٹمنٹ لے لے گی۔ خود پر تھوڑا کام کر لے گی لیکن تھیراپی؟ وہ تھیراپی کے لیے نہیں

جائے گی۔ کبھی نہیں۔ وہ بیڈ پر بیٹھی یہی سوچ رہی تھی جب اس کی نظر بیگز پر پڑی۔ اسے اپنا دھیان بھٹکانے کی ضرورت تھی۔ اس نے انگوٹھی دیکھی اور نوٹ پڑھا۔ اسے بہت خوشی ہوئی۔ ساتھ ہی اسے عصام کی کال آنے لگی۔ جب وہ اسے اس کی عادتیں گنوا رہا تھا تو وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا اسے سن رہی تھی۔ وہ اس کی اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی دھیان میں رکھتا تھا۔ اسے تو خود بھی معلوم نہ تھا کہ وہ یہ سب کرتی تھی اور یہ کہ یہ اس کی عادتیں تھیں۔ اس نے عصام اور بڑے ابا کے درمیان ہوئی گفتگو جاننے کی کوشش کی تھی۔ اسے لگا تھا کہ بڑے ابا عصام کو اکیلے میں اس کے اسالٹ کے بارے میں کچھ سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ اگرچہ وہ عصام کو سچ نہیں بتانا چاہتی تھی لیکن پھر بھی وہ چاہتی تھی کہ بڑے ابا اسے اپنے طریقے سے ڈیل کر کے تھوڑا بہت بتا دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ وہ اسے دھوکا بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔ لیکن یہ جان کر کہ انہوں نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی اسے پریشانی ہونے لگی تھی۔ اس نے کال بھی کاٹ دی تھی۔ اس رات وہ سو نہیں سکی تھی۔ عجیب اضطرابی سی کیفیت ہو رہی تھی اس کی۔ اگلے دن ان سب نے نکاح کی شاپنگ کے

لیے جانا تھا اور وہ نہیں گئی تھی۔ بہانہ اس نے یہ بنایا تھا کہ وہ کل بہت تھک گئی تھی اس لیے جانا نہیں چاہتی تھی۔ طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ عائشہ نے اس سے کہا تھا کہ وہ اس کے پاس رک جاتی ہے لیکن علینا نے ہی اسے منع کر دیا۔ وہ ان سب کو منع کر کے کچھ دیر کے لیے سو گئی۔ پھر اس کی نیند دوپہر کے وقت شہریار کی کال پر کھلی۔ وہ ان کے کال کرنے پر ذرا حیران ہوئی۔ شہریار کی بات سن کر اسے جھٹکا لگا۔ وہ اس سے اکیلے میں ملنا چاہتے تھے۔ وہ ان کی بات پر بہت حیران ہوئی تھی۔ آخر ایسی کیا بات تھی جو وہ اس کے گھر آ کر اس سے اکیلے میں کرنا چاہتے تھے؟ بہر حال اس نے انہیں آنے کے لیے کہہ دیا۔ تقریباً دو بجے کا وقت تھا۔ بیل کی آواز اسے سنائی دی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا تو اسے شہریار سامنے کھڑے نظر آئے۔ بلکل اکیلے۔ وہ جو گھر سے باہر ہر وقت گارڈز کے ساتھ رہا کرتے تھے، وہ بلکل اکیلے اس کے گھر آئے تھے۔ وہ مزید اُلجھن کا شکار ہو گئی۔ اس نے انہیں لاؤنج میں بیٹھنے کے لیے کہا اور چائے کا پوچھا لیکن انہوں نے صرف پانی پیا۔

"آپ کو کیا بات کرنی تھی انکل؟"اس کا لہجہ باادب تھا۔ کانفیڈنٹ لیکن باادب۔ وہ صوفے پر ان کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور وہ اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"تم نے عصام سے نکاح کے لیے ہاں کیوں کہی؟"وہ اس پر اپنی سنجیدہ نظریں جمائے پوچھ رہے تھے۔

"میں اپنی فیلینگز کو لے کر شروع میں بہت کنفیوزڈ تھی۔ مجھے شاید خود اپنی ہی فیلینگز کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔"وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے استہزائیہ سا ہنسی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔"لیکن جب ہنزہ میں مجھے سمجھ آیا کہ میں دنیا میں ہر چیز کے بغیر رہ سکتی ہوں لیکن عصام کے بغیر نہیں تو میں نے اسے اپنی فیلینگز سے آگاہ کر دیا۔"

اس نے مسکرا کر اپنے کندھے اچکائے۔

چند لمحوں کی خاموشی ان کے درمیان آ گئی۔

"تمہیں ہنزہ میں یہ سمجھ آیا کہ تم عصام کے بغیر نہیں رہ سکتیں یا پھر۔۔۔"انہوں نے ایک لمحے کا توقف کیا۔"یہ کہ تم عصام کے سوشل اسٹیٹس اور دولت کے بغیر نہیں رہ سکتیں؟"وہ

اب بھی سنجیدہ تھے۔ علینا ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گئی۔ یہ کس قسم کا سوال تھا جو وہ پوچھ رہے تھے؟

"آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں؟" اس کے آبرو تن گئے۔ اسے یہ سوال شدید بُرا لگا تھا۔

"کیونکہ میں عصام کا باپ ہوں۔ اور یہ جاننے کا پورا حق رکھتا ہوں کہ کوئی لڑکی میرے بیٹے کی ذات سے متاثر ہو کر اس کی فیملی کا حصہ بننے کا فیصلہ لے رہی ہے یا اس کی امارت اور سوشل اسٹیٹس سے متاثر ہو کر؟" وہ ہنوز سنجیدہ تھے۔

وہ ہلکا سا مسکرائی۔ اداس مسکراہٹ۔ اسے معلوم تھا عصام کے ساتھ نام جوڑنے کے لیے یہ سوال کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی تو ضرور اس سے کرے گا اور وہ اس سوال کے لیے تیار تھی۔

"چلو میں تمہیں ایک اور بات بتاتا ہوں۔" شہریار سنجیدگی سے ذرا آگے کو ہو کر جھکے۔ ان کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ ایک راز کھولنے والے تھے۔ "زارا ہاشم عصام شہریار کی ماں نہیں تھیں۔" انہوں نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ گلا یکدم ہی سوکھنے لگا تھا۔

"یہ بات سب جانتے ہیں۔ وہ آپ کی پہلی بیوی سے ہے۔ لیکن اس بات۔۔۔"وہ آگے کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی شہریار نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں عصام کا بائیولوجیکل فاڈر نہیں ہوں۔ وہ زنیرہ حدید کا بیٹا ہے۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکے۔"وہ اس کا illegitimate child ہے۔"ان کی آواز ہلکی سی کانپی تھی۔

علینا کو جھٹکا لگا۔ وہ چند لمحے کچھ بول نہ سکی۔ اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ اس بات پر کیا کہے۔

"اس کے بائیولوجیکل فاڈر کا نام مستجاب علی ہے۔"ایک اور جھٹکا۔ یہ وہ انسان تھا جس کے بیٹے نے اس کے باپ کا قتل کیا تھا۔ عصام اس گھٹیا آدمی کا بیٹا تھا؟ وہ اس آدمی کا بیٹا کیسے ہو سکتا تھا؟

"اور عصام یہ بات نہیں جانتا۔ وہ یہی جانتا ہے کہ وہ زنیرہ اور میرا بیٹا ہے۔ اور زنیرہ سے میری طلاق کی وجہ ہمارے درمیان انڈر سٹینڈنگز کا نہ ہونا تھا۔"وہ ہنوز خاموش رہی۔

"آپ نے یہ مجھے کیوں بتایا؟"اس نے کافی دیر بعد سنجیدہ سے انداز میں پوچھا۔"اتنا بڑا راز آپ نے مجھے کیوں بتایا؟"

"تا کہ تم یہ جان سکو کہ تم اگر دولت کے پیچھے عصام سے شادی کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہو تو پیچھے ہٹ جاؤ۔ کیونکہ یہ تمام دولت اس کی ہے ہی نہیں۔"انہوں نے صوفے کے ساتھ واپس سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

وہ مسکرائی اور پھر چند لمحے مسکراتی رہی۔

"کیا سوچ رہی ہو تم؟ کیا تمہیں دکھ ہو رہا ہے کہ تمہارا پلان برباد ہو گیا؟"

"نہیں۔ میں سوچ رہی ہوں کہ نکاح کے دن میں کونسا جوڑا پہنوں گی؟ سفید یا پھر لائٹ پنک؟ عصام کو کونسا رنگ پسند آئے گا؟"وہ اب بھی مسکرا رہی تھی۔ شہریار کو لگا اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا۔

وہ اس کا چہرہ دیکھتے رہے۔ وہاں مسکراہٹ اور خوشی کے سوا کچھ نہ تھا۔ جیسے انہوں نے اسے کبھی کچھ بتایا ہی نہ ہو۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ مجھے آغاز میں آپ کے بیٹے سے شدید نفرت تھی؟"اس نے مسکرا کر پوچھا تو شہریار کو اس کی بات پر جیسے جھٹکا لگا۔عصام سے کوئی کیسے نفرت کر سکتا تھا؟ انہوں نے کبھی کسی کے منہ سے یہ بات نہیں سنی تھی سوائے ایک کے۔

"میری زندگی میں دو مرد ایسے آئے جن سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن پھر بھی انہوں نے مجھے اتنا زہر آلود کر دیا، میرے دل کو اتنا سخت بنا دیا کہ مجھے اپنے باپ کے علاوہ دنیا کے ہر مرد سے نفرت ہو گئی۔اتنا سخت کہ مجھے لگنے لگا کہ میرے بڑے ابا اور میرا بھائی بھی میرے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔وہ بھی مجھے صرف ایک مجبوری سمجھتے ہیں۔"اسے کسی کو تو بتانا تھا۔تو پھر شہریار کو ہی کیوں نہیں؟"عصام اور میرے درمیان شروع میں کچھ ایسی باتیں ہوئیں جن کی بنا پر مجھے وہ دنیا کے باقی مردوں کی طرح لگا۔انا پرست۔جنونی۔بد تمیز۔ بگڑا ہوا امیر زادہ۔وغیرہ وغیرہ۔"وہ ہنسی۔شہریار بہت غور سے اس کی بات کو سن رہے تھے۔"لیکن پھر اس نے مجھ سے اظہارِ محبت کیا۔اور میں نے اسے ریجیکٹ کر دیا، حقیقت میں خود کو ریجیکٹ کیا تھا کیونکہ میں خود کو اس کے قابل نہیں سمجھتی تھی۔میں نے ایک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بار پہلے بھی ایک لڑکے کو ریجیکٹ کیا تھا اور مجھے اس کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی تھی۔ جس لمحے میں نے اسے ریجیکٹ کیا، مجھے اتنا خوف محسوس ہوا جس کی کوئی حد نہ تھی۔ مجھے لگا ایک اور لڑکا میری زندگی برباد کرنے والا تھا۔ لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ اس نے مجھ سے صرف یہ پوچھا کہ اسے ریجیکٹ کرنے کی وجہ کیا تھی؟ اتنی نرمی سے، اتنی نرمی سے کہ میرا جی چاہا کہ میں اپنی پوری زندگی اس ایک مرد کے نام کر دوں۔ ہاں اس وقت وہ مجھے ایک لڑکا نہیں ایک مرد لگا تھا۔" وہ مسکرائی پھر شہریار کی طرف دیکھنے لگی۔ "اس کا سوشل اسٹیٹس، اس کی دولت و امارت، اس کا حسب و نسب۔ آپ نے میرے سامنے ساری مادی چیزیں رکھ دیں۔ لیکن مجھے تو کبھی ان مادی چیزوں سے فرق ہی نہیں پڑا تھا۔ میں نے تو کبھی ان چیزوں پر غور ہی نہیں کیا اور جب غور ہی نہیں کیا تو میں ان چیزوں کے پیچھے اس کا ساتھ کیوں چاہوں گی؟ میں نے تو اس کا ساتھ صرف ایک چیز کے لیے مانگا تھا۔"

"کیا؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکے۔

"عزت۔" وہ ایک بار پھر مسکرائی۔ "میرے پاس اگر کسی چیز کی کمی تھی تو وہ تھی عزت۔ اس نے مجھے عزت دی۔ اور میں نے اسے اپنا آپ دے دیا۔ بس۔ میں نے کبھی عصام شہریار خان سے تو محبت کی ہی نہیں تھی۔ میں نے تو عصام سے محبت کی تھی۔" اس نے ایک بار پھر بڑے ہی پُر سکون انداز میں اپنے کندھے اچکائے۔ "اگر ابھی بھی آپ کو یہ یقین نہیں آرہا کہ میں عصام سے عصام کے لیے محبت کرتی ہوں تو پھر آپ کو یقین دلانے کا میرے پاس دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے۔"

وہ چند لمحے خاموشی سے بیٹھے رہے پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کہاں جارہے ہیں؟ کیا آپ کو اور کچھ نہیں کہنا؟ کیا میری ذات پر مزید کوئی الزام نہیں لگانا ہے آپ کو؟" اس نے سنجیدہ سے انداز میں پوچھا تھا۔

"میں بہت مصروف انسان ہوں۔ مجھے نکاح کی بہت سی تیاریاں کرنی ہیں۔ اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں۔ اور تمہیں بھی یقیناً اپنے نکاح کی تیاریاں کرنی ہوں گی۔" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہے تھے۔ علینا ذرا حیرت کا شکار ہوئی۔

"آپ نے مجھے اتنی بڑی بات بتادی؟ کیا آپ کو ڈر نہیں لگا کہ میں کسی کو یہ بات بتادوں گی؟ میں یہ بات عصام کو بتا سکتی ہوں؟"وہ حیران پریشان سی انہیں دیکھ رہی تھی۔ فلیٹ کا دروازہ کھولتا ان کا ہاتھ رک گیا۔

"ہر شخص کی ایک قیمت ہوتی ہے۔"انہوں نے مڑے بغیر کہا۔

"میں بکاؤ نہیں ہوں۔"

"کس نے کہا قیمت صرف بکنے والی شے کی ہوتی ہے؟"وہ کچھ حیران ہوئی۔"قیمت راز بھی ہوتے ہیں۔"علینا کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"میرا کوئی راز نہیں ہے۔"اس کا کوئی راز نہیں تھا۔ وہ بتا چکی تھی کہ دو مرد تھے جنہوں نے اس کی زندگی برباد کی تھی۔ اس کا کوئی راز نہیں تھا۔ وہ اس کی طرف پلٹے۔

"کیوں؟ کیا وہ وجہ راز نہیں جس کی وجہ سے تم دوپٹا اپنے ہاتھ پر لپیٹتی ہو؟"علینا کا سانس تک رک گیا۔ اسے لگا تھا کہ یہ بات کسی نے نوٹس نہیں کی تھی۔"کیا یہ وجہ راز نہیں کہ تم ٹچ سینسیٹو ہو؟ کیا یہ بات راز نہیں کہ 4 جنوری 2021، رات دو بجے تمہاری ایک میڈیکو لیگل

رپورٹ(MLR)بنائی گئی تھی؟"وہ اسے سنجیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور علینا نے اپنے آپ کو شل پایا۔"ہر شخص کا کوئی نہ کوئی راز ضرور ہوتا ہے علینا۔ جب تک تم میرا راز رکھوگی تو میں تمہارا راز رکھوں گا۔ اور پلیز مجھ سے نفرت مت کرنا۔ میں ایک باپ ہوں اور اپنے بیٹے کو تکلیف سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"وہ کہہ کر رکے نہیں تھے، فوراً نکل گئے تھے۔ پیچھے بیٹھی وہ ایک کشمکش میں پھنس گئی تھی۔

لیکن انہیں اس کے بارے میں کیسے پتا چلا؟ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ اگلے لمحے اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ وہ ویڈیوز۔ اسے ان دو سالوں میں یہ بات معلوم نہیں ہو پائی تھی کہ آخر وہ ویڈیوز اس رات اسے کس نے بھیجی تھیں۔ تو کیا وہ ویڈیوز شہریار نے اسے بھیجی تھیں؟ لیکن ان کا اس سب سے کیا تعلق تھا؟ اور یہ سب سوچ سوچ کر اس کی طبیعت واقعی خراب ہو گئی تھی۔ اسے بخار ہو گیا تھا۔ شام کو وہ سب اس سے ملنے آئے تو سلمہ اسے بخار میں تپتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ انہوں نے اس سے بخار کی وجہ پوچھی تو اس نے ٹھنڈ کا بہانہ بنا دیا۔ رات کو سلمہ اور لڑکیاں اس کے پاس ہی رک گئی تھیں۔ صبح بخار اترنے پر ان کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ زبردستی ان کے ساتھ شاپنگ پر چلی گئی۔ اسے اپنا دھیان شہریار کی باتوں پر سے ہٹانا تھا۔ رات کو وہ اسے اپنے ساتھ ہوٹل لے آئے تھے اور وہاں وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ پچھلے تین دنوں سے اس کے دماغ میں موجود انتشار آنسوؤں کی صورت میں باہر نکل آیا تھا۔ وہ ان کے روم کے لاؤنج میں موجود تھی۔ شارق اور سعد ایک طرف صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری طرف وہ سلمہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس وقت ان سب کے ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔ لڑکیاں اپنے کمرے میں تھیں۔

"آج تو علینا بہت تھک گئی ہو گی۔ ہے نا؟" سلمہ نے مسکرا کر علینا کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

"ہاں۔ ہاں۔ میڈم صاحبہ تھک گئی ہوں گی۔ آپ کو اس بات کی بہت فکر ہے اما! لیکن میں بھی تھک گیا ہوں اس بات کی آپ کو ذرا برابر بھی پرواہ نہیں ہے!" سعد نے منہ بسور کر کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں بھئی تم کیوں تھک گئے؟ تم نے کیا ہی کیا ہے؟ دکان داروں کے ساتھ ساری مغز ماری تو میں نے اور علینا نے کی ہے۔"سلمہ نے فوراًاسے جھڑک دیا تھا۔ سعد کو تو ماں کی بات پر جیسے یقین ہی نہیں آیا تھا۔ وہ ہکا بکا سا ان کا منہ دیکھ رہا تھا۔

"اما! میں نے پورا دن آپ کے اور علینا کے ساتھ بازاروں اور مالز کے چکر کاٹے ہیں۔ شاپنگ بیگز کا وہ ڈھیر اٹھا کر میرے بازو ٹوٹ گئے ہیں اور آپ کہتی ہیں کہ میں نے کیا ہی کیا ہے؟"بے اختیار علینا ہنس پڑی تھی۔

"ہاں تو کون سا احسان کیا ہے تم نے؟ مت آنا کل سے تم ہمارے ساتھ! ہم عصام کو شاپنگ کے لیے ساتھ لے جائیں گے!"علینا نے سلمہ کی بات پر یکدم چہرہ موڑ کر انہیں حیرانی سے دیکھا۔

"امایار! کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟ داماد شاپنگ بیگز اٹھاتا اچھا لگے گا بھلا؟"وہ حیران سا ان کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ شارق مسلسل مسکرا رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں تو جب بھائی کو بہن کی شاپنگ کی پرواہ ہی نہیں ہے تو داماد کو ہی ساتھ لے جانا پڑے گا نا!"سلمہ آنٹی نے بھی دیسی امیوں کا ایموشنل بلیک میلنگ والا حربہ استعمال کیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے اما!اب بلیک میلنگ بند کریں!"اس نے ایک بار پھر منہ بسور کر کہا تھا۔شارق اس بار ہنس پڑے تھے۔وہ اچھی طرح سے اپنی بیوی کے تموم حربوں کو جانتے تھے۔

"ویسے تم لوگوں نے نکاح کے لیے شاپنگ شروع کر دی؟"اب کہ سوال شارق نے پوچھا تھا۔وہ تینوں پورا دن شاپنگ کرتے رہے تھے اور شارق اور بچیاں آؤٹنگ کرنے کے لیے گئی تھیں۔

"ابھی نہیں بڑے ابا۔ابھی تو اما نے بس بناوجہ ہی مجھے اتنی ساری شاپنگ کروادی ہے۔" اس نے جیسے اپنے بڑے ابا سے شکوہ کیا تھا۔شارق نے سوالیہ نظروں سے سلمہ کی جانب دیکھا تھا۔

"دو سال تک میں پاکستان کیا نہیں آئی لڑکی! تم نے تو اپنا خیال ہی رکھنا چھوڑ دیا ہے! میں نے تمہاری وارڈروب دیکھی۔ تم نے تو اچھے کپڑے ہی خریدنا چھوڑ دیے ہیں۔ تم کچھ خریدتی ہی نہیں ہو!" سلمہ نے گلہ آمیز نظروں سے علینا کی طرف دیکھا تھا۔

"میرا بناوجہ شاپنگ کرنے کا دل نہیں کرتا ہے۔" اس نے بے دلی سے کہا تھا۔

"تمہاری عمر کی لڑکیاں اتنی شاپنگ کرتی ہیں اور پتا نہیں کیا کیا خریدتی رہتی ہیں اور ایک تم ہو علینا!"

"بچے کیا پیسے کم۔۔۔" شارق نے پوچھنے کی کوشش کی لیکن علینا نے ان کی بات کاٹ دی۔

"نہیں بڑے ابا۔ پیسے کبھی کم نہیں پڑے۔ جو بھی پیسے آپ بھیجتے ہیں وہ سب تو بینک میں پڑے رہتے ہیں۔ میں خود ہی کچھ نہیں خریدا کرتی۔" اس نے شارق کی طرف دیکھتے ہوئے تیزی سے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو پھر تم کچھ کیوں نہیں کریدتیں علینا؟ مجھے یاد ہے تم پہلے تو کچھ نہ کچھ خریدتی رہتی تھیں۔ کبھی ڈیکوریشن پیسز۔ کبھی جیولری تو کبھی کپڑے۔" سعد نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

علینا نے سعد کی طرف دیکھا۔ سعد کو اس کی آنکھوں میں کچھ زخمی سا نظر آیا تھا۔

"میرا بس دل نہیں چاہتا اب کچھ خریدنے کو۔" اس کا انداز عجیب سی اداسی لیے ہوئے تھا حالانکہ وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ چند لمحوں کے لیے لاؤنج میں بیٹھا ہر شخص خاموش ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بڑے ابا مجھے۔ آپ سے۔ کچھ بات کرنی تھی۔" اس نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

"بولو بیٹا۔" شارق فوراً سیدھے ہو بیٹھے تھے۔

وہ سر جھکائے دونوں ہاتھ اپنی گود میں رکھے بیٹھی تھی۔ اس نے انہیں آپس میں زور سے جکڑا ہوا تھا۔ وہ مسلسل دانتوں سے اپنا ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

"کیا بات ہے بچے؟"اب کہ سلمہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"آپ نے عصام سے اکیلے میں بات کی تھی۔ ہے نا؟"اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں میں نے بات کی تھی لیکن میں بس اسے ذرا پرکھنا چاہتا تھا۔ میں اپنے سوال کا جواب اس سے سننا چاہتا تھا۔ بس اس لیے۔"انہوں نے نرم سے لہجے میں کہا تھا۔

علینا نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں سرخ پڑ رہی تھیں۔ وہ شاید آنسوؤں کو بہنے سے روکے ہوئے تھی۔

"کیا آپ نے اسے میرے ماضی کے بارے میں بتایا تھا؟"اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

لاؤنج میں سناٹا چھا گیا تھا۔ وہاں ان چاروں نفوس کے سانس لینے کی آواز کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔

"علینا ہمیں ماضی کو بنا وجہ نہیں کُریدنا چاہیئے۔ جو چیز راز ہے اسے راز رہنے دو۔ اس سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"انہوں نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا تھا۔

اور بس اب اس کی برداشت کی حد ختم ہو چکی تھی۔ وہ یکدم ہچکیوں کے ساتھ زارو قطار رونے لگی۔ سلمہ فوراًاس کے قریب آگئی تھیں۔ انہوں نے فوراًاسے اپنے سینے سے لگالیا۔

"علینا! بچے! بچے کیا ہوا ہے؟ ایسے کیوں رو رہی ہو؟"شارق اٹھ کر فوراًاس کے ساتھ آبیٹھے تھے۔ سعد پریشان ہو گیا تھا۔

"سعد جاؤ پانی لے کر آؤ!"وہ بھاگتا ہوا اس کے لیے پانی کا گلاس لے آیا تھا۔ وہ اب بھی رو رہی تھی۔

"پانی پیو بیٹا!"انہوں نے اسے سیدھا کرتے ہوئے کہا تھا۔ سعد اور شارق اسے پریشان سے دیکھ رہے تھے۔

علینا نے چند گھونٹ لیے پھر گلاس سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

"اب آرام سے بتاؤ کہ کیا بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے؟"سلمہ نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا نے سلمہ کی طرف دیکھا۔

"اسے جس لمحے میرے ماضی کے بارے میں پتا چلے گا وہ مجھے طلاق دے دے گا۔" اس نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے چُھپا لیا۔ وہ ایک بار پھر رو رہی تھی۔ سلمہ اس کے منہ سے طلاق کا لفظ سن کر لرز گئی تھیں۔ انہوں نے چہرہ اٹھا کر شارق کی طرف خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا علینا!" شارق نے یقین دہانی کروانے والے انداز میں کہا تھا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ اسے جس لمحے سب معلوم ہو گا وہ مجھے چھوڑ دے گا۔ اگر اسے مجھے چھوڑنا ہی ہے تو ابھی چھوڑ دے۔ ابھی تذلیل کر کے چھوڑ دینا بعد میں طلاق دے کر چھوڑ دینے سے کہیں بہتر ہے۔ آپ کو اسے بتا دینا چاہیئے تھا۔ آپ کو اسے بتا دینا چاہیئے تھا۔" وہ اب بھی ہاتھوں سے اپنا چہرہ چُھپائے روتی جا رہی تھی۔

"علینا میری طرف دیکھو۔" شارق نے مستحکم آواز میں کہا تو اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اس نے مجھے میرے سوال کا کیا جواب دیا تھا؟"شارق اس کے سرخ چہرے پر نظریں جمائے پوچھ رہے تھے۔علینا نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"میں نے اس سے پوچھا تھا۔اس نے کہا کہ وہ نکاح اس لیے کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ ہمارے رشتے کو ایک نام دینا چاہتا ہے۔"علینا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تو شارق نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

"اس نے تمہیں صرف آدھی بات بتائی۔میں تمہیں پوری بتاتا ہوں۔غور سے سننا۔عصام نے کہا کہ مرد کا کام عورت کو provide and protect کرنا ہوتا ہے۔وہ تمہیں provide کرنا چاہتا ہے۔دنیا کی ہر خوشی۔ہر وہ آسائش جو اس کے پاس ہے یا پھر جس سے تم محروم ہو۔وہ تمہارا ہر وہ خواب پورا کرنا چاہتا ہے جو تم نے کبھی دیکھا تھا یا جو تم دیکھتی ہو یا جو تم مستقبل میں کبھی دیکھو گی۔"علینا دم سادھے انہیں سن رہی تھی۔"وہ تمہیں protect کرنا چاہتا ہے۔دنیا کی ہر بُری چیز سے۔ہر بُرے شخص سے۔ہر اس مرد سے جو تمہیں بُری نظر سے دیکھنے کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کوشش کرتا ہے یا پھر کرے گا۔ وہ دنیا کی بُرائی سے تمہارا armour بننا چاہتا ہے۔"

انہوں نے عصام کی بات مکمل کی تو چند لمحے یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے۔ علینا اب ساکت سی بیٹھی تھی۔ بلکل خاموش۔

"یہ بات اس نے ہرگز میرے سامنے کوئی ہیرو بننے کے لیے نہیں کی تھی۔ اس کا ایک ایک لفظ سچ تھا۔ اس نے تم سے یہ بات نہیں کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر تم سے یہ سب کہے گا تو تمہیں یہ پسند نہیں آئے گا۔ تمہاری انا کو ٹھیس پہنچے گی۔"

لیکن علینا نے محسوس کیا اسے اس کا کہا گیا ایک لفظ بھی بُرا نہیں لگا تھا۔

"وہ چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں ہے علینا۔ وہ ہر حالت میں ساتھ کھڑے رہنے والوں میں سے ہے۔"

علینا نے ایک بار پھر سے شارق کی جانب دیکھا تھا۔

"کوئی بھی مرد میری جیسی عورت کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرے گا۔" ایک بار پھر آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ وہ چند لمحے خاموش رہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر وہ مرد ہوا تو تمہاری جیسی عورت کے ساتھ ساری زندگی خوشی خوشی بسر کر دے گا۔ محبت اور عزت بھی دے گا۔ لیکن اگر مرد نہ ہوا تو چھوڑ جائے گا۔ اور عصام شہریار خان ایک مرد ہے۔" انہوں نے لفظ مرد پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔

"تم ایک نئی زندگی شروع کرنے والی ہو۔ اس وقت تم صرف اپنے نکاح پر فوکس کرو اور خوش رہو۔ صرف آگے کے بارے میں اچھا سوچو۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ماضی کو بھول جاؤ کیونکہ ماضی کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا لیکن ماضی کے بارے میں سوچ کر اپنے حال اور مستقبل کو نقصان پہنچانے سے خود کو ضرور روکا جا سکتا ہے۔ اور میں چاہوں گا کہ تم ایسا ہی کرو۔" انہوں نے ایک بار پھر اسے بہت پیار سے سمجھایا تھا۔

اس نے بہت غور سے وہ ساری باتیں سنی تھیں جو بڑے ابا نے اسے عصام کے بارے میں بتائی تھیں۔ اسے عصام کی ہر بات پر فخر سا محسوس ہوا تھا۔ وہ کسی حد تک بڑے ابا کی باتوں کو سمجھ بھی گئی تھی لیکن اندر کہیں ابھی بھی یہ خوف تھا کہ وہ سچ پتا چلنے کی صورت میں اسے طلاق دے دے گا۔ وہ سوچتی تھی کہ اگر عصام کو نکاح کے بعد سچ معلوم ہوا تو وہ اس سب کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دھوکا سمجھے گا اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ بہر حال اس نے خود کو کسی حد تک سمجھا لیا تھا۔ وہ رات کو گھر واپس آئی تو عصام کی کال آنے لگی۔ اس نے کال اٹھالی۔ اسے اس وقت عصام کی آواز سننے کی شدید ضرورت تھی۔ عصام نے اس سے نکاح کے ڈریس کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور اس نے ہاں کہہ دیا تھا۔ اسے عصام کے کہے ہوئے الفاظ یاد آنے لگے۔ وہ پریشان تھی اور ہوٹل میں اُس وقت وہ اس کے پاس نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کے الفاظ اسے سکون دے گئے تھے۔ وہ اس کی مرضی کا کوئی کام کرنا چاہتی تھی، سو نکاح کے جوڑے کے لیے ہاں کہہ دی۔ اور اسے ذرا اندازہ نہ تھا کہ اس کا ایک ہاں اسے کتنا خوش کر گیا تھا۔ اس سے بات کرتے ہوئے اسے یاد ہی نہیں رہا کہ ابھی گھنٹے پہلے وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ کیا تھا اس مرد میں جو اسے اتنا پُرسکون کر دیتا تھا؟ اس کا سارا انتشار ختم کر دیتا تھا؟ جب اس نے علینا سے یہ کہا کہ بھلے وہ کسی ناول کا کوئی ہیرو نہیں تھا لیکن اس کے لیے انتظار وہ بھی کر سکتا تھا تو وہ اسے کیسے سمجھاتی کہ ایسے کروڑوں ہیروز اس کے سامنے کچھ نہ تھے۔ یہی تو سارا مسئلہ تھا۔ وہ بہت سی باتیں اس سے کہتی ہی تو نہیں تھی! اسے یہ جان کر بہت بُرا

لگا تھا کہ اس کا برتھ ڈے بھی فرسٹ دسمبر کو آتا تھا۔ وہ تو سوچ کر بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کی برتھ ڈے پر اسے کوئی اچھا سا سرپرائز دے گی لیکن عصام نے تو سارا مزہ ہی خراب کر دیا۔ اصل دُکھ اسے اس بات کا تھا کہ سب نے اسے وش کیا تھا لیکن اس نے تو نہیں کیا تھا نا!

"تم میری زندگی میں شامل ہو رہی ہو۔ تم میری ہو رہی ہو۔ کیا اس سے بھی بہتر کوئی اور برتھ ڈے گفٹ ہو سکتا ہے؟"

اور ہاں جب عصام نے اس سے یہ بات کہی تو وہ بہت بُری طرح سے بلش کر گئی تھی۔ پوری طرح سرخ۔ وہ اپنی زندگی کی اس مہربانی پر بہت شکر گزار تھی۔ بہت مسرور تھی۔ عصام کا اس کی زندگی میں ہونا نعمت نہیں تھی تو اور کیا تھی؟ وہ اکثر سوچا کرتی تھی۔

پانچ دنوں بعد جب عصام کا بھیجا ہوا نکاح کا جوڑا اس کے فلیٹ پر آیا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جوڑا دیکھ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ اپنے نکاح پر کہانیوں میں بیان کردہ شہزادیوں سے بھی زیادہ خوبصورت لگنے والی تھی۔ اس کی کزنز کے جانے کے بعد ماہا اور وہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے تھے۔

"مجھے تو ڈر تھا کہ اگر عصام کا بھیجا ہوا ڈریس تمہیں اچھا نہ لگا تو تم تو شدید ناراض ہو جاؤ گی! ایک تو اس نے شاپنگ سے منع کر دیا اوپر سے ڈریس بھی اچھا نہیں بھیجا!" اس نے آخری بات علینا کے انداز میں کہی تھی۔ علینا اس کی بات پر ہلکا سا ہنسی۔

"نہیں میں ایسا کچھ نہیں کہتی اور نہ ہی بُرا مناتی۔" وہ ہاتھوں میں جیولری باکس پکڑے کہہ رہی تھی۔

"کیوں؟ تمہیں بُرا نہیں لگتا کہ تمہارے اتنے امپورٹنٹ فنکشن پر تم نے اپنی مرضی سے اپنی پسند کا ڈریس بھی نہیں پہنا؟" ماہا کچھ حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ علینا جیولری باکس کھول چکی تھی۔

"نہیں۔" باکس کُھلتے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کیوں؟" وہ اس کے سامنے کھڑی ہکا بکا سی اس کا منہ دیکھنے لگی۔ علینا نے چہرہ اٹھا کر ماہا کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہفتہ پہلے اس نے مجھ سے کال پر پوچھا تھا کہ کیا میں اس کی پسند کا ڈریس نکاح پر پہنوں گی؟اس نے مجھ سے میری مرضی پوچھی تھی۔اور میری مرضی اس کی خوشی تھی۔میں نے کہاہاں۔لیکن ماہا تمہیں ذراسا بھی اندازہ نہیں ہے۔میرے اس ایک ہاں کی وجہ سے وہ کس قدر خوش تھا!تم نے اس کے لہجے میں موجود وہ مسرت،وہ جوش محسوس نہیں کیا جو میں نے کیا تھا۔اگر آج اس کا بھیجا ہوا ڈریس مجھے پسند نہ بھی آتا تو میں بُرا نہیں مناتی کیونکہ یہ اس کی خوشی تھی اور میں عصام کی خوشی کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں!"اس کی نظریں ہاتھ میں پکڑے جھمکوں پر جمی ہوئی تھیں۔وہ مسکرا رہی تھی۔ان جھمکوں کا ڈیزائن بلکل ویسا تھا جیسا اسے پسند تھا۔

Clubb of Quality Content

ماہا مسکرائی تھی۔پھر وہ واپس سے اس کے ساتھ آ بیٹھی۔

"عصام تمہاری خوشی کے لیے سب کر سکتا ہے اور تم اس کی۔واہ!کیا جوڑی ہے۔تم نے تو اس کی خوشی کے لیے اسے یہ بھی نہیں بتایا کہ تم نے ہنزہ میں اس رات اس کی اور شاہزیب

کی ساری باتیں سن لی تھیں۔"وہ مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھتی کہہ رہی تھی۔علینا نے ماہا کو ہنزہ میں ہی سب بتا دیا تھا۔

علینا نے جیولری کا باکس بند کر کے واپس رکھا۔اور جوتوں کا باکس اٹھا لیا۔

"میں نے تو اسے یہ بھی نہیں بتایا کہ میں جانتی تھی کہ وہ مجھے اس دن پروپوز کرنے والا تھا۔" وہ باکس کھول چکی تھی۔

"واٹ؟"ماہا کو جھٹکا لگا تھا۔"لیکن تمہیں کیسے پتا چلا؟"وہ آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کراچی میں جب ہم سیمینار کے لیے یونیورسٹی جا رہے تھے تو راستے میں ایک سروس اسٹیشن پر عصام شاہزیب کی کھانے کے متعلق لاکھ ہدایتیں سننے کے باوجود بھی کچھ اسنیکس لینے کے لیے رکا تھا۔وہ فون کار میں ہی چھوڑ گیا تھا۔میں کار میں اکیلی بیٹھی تھی اور تم بار بار عصام کو میسج کر کے پوچھ رہی تھیں کہ کیا اس نے مجھے پروپوز کر دیا؟اور ساتھ میں تم نے یہ بھی لکھا تھا کہ اسے مجھے سی ویو پر پروپوز کرنا چاہیئے۔میں نے اس کا موبائل غلطی سے اپنا

سمجھ کر اٹھایا تو اسکرین پر تمام میسجز میں نظروں کے سامنے آ گئے۔"ماہا کے لب اوہ میں سکڑے تھے۔"تو اس لیے جب اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں شام کو کہاں چلنا چاہوں گی تو میں نے سی ویو کا نام لیا۔"

"اور تم نے یہ بھی اس کی خوشی کے لیے ہی کیا ہو گا؟ ہے نا؟"وہ مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔علینا کی نظریں باکس میں موجود بلاک ہیلز پر جمی ہوئی تھیں۔اس نے اسے بلاک ہیلز بھیجی تھیں۔وہ جانتا تھا کہ وہ پینسل ہیلز نہیں پہنتی۔اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔کیونکہ جب اس نے مجھے پروپوز کیا تو وہ یہ سوچ کر بہت خوش تھا کہ اس نے مجھے سرپرائز دیا ہے۔میں نے اس سے یہ دونوں باتیں اس لیے چُھپائیں کیونکہ میں اس کا بھرم برقرار رکھنا چاہتی تھی۔اس کا سارا جوش یہ دونوں باتیں جاننے پر ماند پڑ جاتا اور میں یہ نہیں چاہتی تھی۔"وہ ہیلز کے ساتھ لٹکتی ہوئی تتلی کو ہاتھ میں لیے کہہ رہی تھی۔

"اس کی محبت میں کیا کیا کرتی ہو تم؟کوئی حد ہوتی ہے۔"وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"مجھے اپنی حدیں معلوم ہیں ماہا۔ لیکن میں جن سے محبت کرتی ہوں ان کے لیے اپنی حدیں بھی توڑ دیتی ہوں۔" اس نے ماہا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا چلو اب اٹھو! ہمیں یہ سب سمیٹنا ہے!" وہ بیڈ سے کھڑی ہوتی کہہ رہی تھی۔

"میں دلہن ہوں اور دلہن کام نہیں کرتی ہے!" اس نے ایک ادا سے اپنے بال جھٹکے تھے۔

"تم کام کرو میں ہاٹ چاکلیٹ بنانے جا رہی ہوں!" وہ مسکرا کر ہاتھ ہلاتی کمرے سے نکل گئی تھی۔

پیچھے کمرے میں کھڑی ماہا اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔

ماہا سے کہی گئی اس کی ہر بات سچی تھی۔ وہ عصام کی خوشی کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔ اس رات عصام سے بات کرتے ہوئے وہ بہت خوش تھی لیکن صرف تب تک جب تک اس نے عصام سے سچے موتیوں کے بارے میں نہیں پوچھ لیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سچے موتی pure ہوتے ہیں۔اس لفظ کے بارے میں سوچوں تو میرے ذہن میں صرف تمہارا نام آتا ہے۔"وہ کہہ رہا تھا اور وہ کال کاٹ چکی تھی۔موبائل ہاتھ میں تھا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

"وہ مجھے پیور کیسے کہہ سکتا ہے؟میں تو پیور نہیں ہوں!"وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اسے یہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔وہ مجھے پیور کیوں تصور کرتا ہے؟میں تو نہیں ہوں ایسی! وہ ایک ایسی لڑکی کو پیور کہہ رہا ہے جسے آئینے میں اپنے جسم پر موجود نشان دیکھ کر گھِن آتی ہے۔جسے ایک مرد نے ہاتھ لگایا۔وہ مجھ جیسی لڑکی کو پیور کیسے کہہ سکتا ہے؟"وہ رو رہی تھی اور بہت بلک بلک کر رو رہی تھی۔

اس نے یہ سب عصام کی اگلی بات سنے بغیر ہی اخذ کر لیا تھا۔وہ اس کی ظاہری ذات کی نہیں اس کے دل کی بات کر رہا تھا۔اسے اس کا دل پیور لگتا تھا۔حسد اور نفرت جیسی غلاظت سے پاک۔

Clubb of Quality Content

اس رات اسے بہت بُرا خواب آیا تھا۔ اور یہ خواب کئی دنوں بعد آیا تھا۔ اسے آج تک اپنے کسی خواب سے اٹھ کر اتنا خوف محسوس نہیں ہوا تھا جتنا اب کی بار ہوا تھا۔ پہلے وہ اپنے ابا کی موت کی بعد اس رات کو کسی لوپ کی مانند اپنے ذہن کے پردے پر دیکھتی تھی لیکن اب ایک چیز کا اضافہ ہو گیا تھا۔ اس نے اس سب کے بعد دیکھا تھا کہ عصام کو ان کے نکاح کے بعد سب معلوم ہو گیا تھا اور وہ اسے طلاق دے چکا تھا۔ وہ جا رہا تھا اور وہ اسے چاہ کر بھی روک نہیں پا رہی تھی۔ ڈر اور خوف کی ایسی ہولناک کیفیت اسے آج سے پہلے کبھی خود پر طاری ہوتی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اگلا پورا دن اسے ایک بار پھر بخار چڑھ گیا تھا۔ اور واللہ کیا ہی خوفناک بخار تھا جو اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ سلمہ حیران تھیں کہ اسے ہوا کیا تھا۔ وہاں سب حیران تھے۔ اس بار کا اس کا بہانہ یہ تھا کہ اس نے کچھ ٹھنڈا کھا لیا تھا اور اسے پھر سے ٹھنڈ لگ گئی تھی۔ وہاں صرف بڑے ابا تھے جنہیں سب سمجھ آ رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ کیا کر رہی تھی۔ اس دن شام کو سب ذرا اِدھر اُدھر ہوئے تو وہ علینا کے بیڈ کے

پاس کرسی رکھ کر بیٹھ گئے۔ پہلے تو وہ اس سے نارمل باتیں کرتے رہے لیکن پھر اصل بات کی طرف آ گئے۔

"علینا؟"

"جی بڑے ابا۔" اس کی آواز نقاہت زدہ تھی۔

"بیٹا تمہیں تھیراپی کی ضرورت ہے۔" وہ نرم سا لہجہ اپنائے کہہ رہے تھے۔

"میں نہیں کر سکتی۔" اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔

"کر سکتی ہو۔ کیوں نہیں کر سکتی؟ تم سب کر سکتی ہو!"

"میں بہادر نہیں ہوں۔ تھیراپی میں جانے کے لیے انسان کو بہت زیادہ بہادر ہونے کی ضرورت ہوتی ہے،. بہت ہمت کرنی پڑتی ہے۔ مجھ میں نہ بہادری ہے اور نہ ہی ہمت۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو علینا؟ تم دو سال پاکستان جیسے ملک میں اکیلے رہی ہو۔ اگر تم دنیا کے کسی بھی اور ملک میں اکیلے رہنے کی بات کرتی تو شاید مجھے تمہاری طرف سے کبھی اتنا خوف

محسوس نہ ہوتا جتنا مجھے تمہارے یہاں رہنے سے ان دو سالوں میں محسوس ہوتا رہا ہے۔ میں نے تمہاری بات صرف اس لیے مانی تھی کیونکہ تم سیوسائیڈل ہو گئی تھیں۔ مجھے ڈر تھا اگر میں نے تمہاری بات نہ مانی تو تم کچھ اور کر ڈالو گی ورنہ میں تمہیں کبھی اکیلا نہ چھوڑ کر جاتا۔ اتنی تلخیوں سے گزرنے بعد بھی تم کہہ رہی ہو کہ تم بہادر نہیں ہو؟"وہ اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے میں تھیراپی لے لیتی ہوں لیکن میں عصام کو کیا بتاؤں گی؟اس سے کیا کہوں گی؟اُس کا کیا ری ایکشن ہو گا؟"وہ متذبذب کا شکار کہہ رہی تھی۔

"تھیراپی تم اپنی صحت کے لیے کرواؤ گی علینا!عصام کے لیے نہیں!اور کیا مطلب کیا بتاؤ گی تم اسے؟تم اسے وہی بتاؤ گی جو سچ ہے۔ تم اسے بتاؤ گی کہ تم ایک سروائیور ہو اور تمہارے لیے تھیراپی کتنی ضروری ہے اور بے شک وہ تمہیں اس سب کے لیے سپورٹ کرے گا۔" وہ مطمئن تھے۔

"اگر مجھے اُسے یہ سب بتانا ہی تھا تو آپ نے پہلے کیوں منع کیا مجھے؟"اسے چڑ چڑاہٹ محسوس ہونے لگی تھی۔

"کیونکہ پہلے میں نے تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی تھی۔ میں جب یہاں آیا تو مجھے لگا کہ تم ٹھیک ہو رہی ہو۔ تم مجھے بلکل پہلے جیسی لگنے لگی تھیں۔ مجھے لگا عصام کی محبت تمہارے زخموں پر مرہم رکھ رہی ہے اور تم ٹھیک ہو رہی ہو۔ لیکن میں ایک بات بھول گیا تھا۔ یہ کوئی فلم یا ڈرامہ نہ تھا کہ محبت ملنے پر تم ہیل ہو جاتیں۔ تم غم کا شکار نہ تھیں کہ محبت ملنے پر ٹھیک ہو جاتیں تم ٹراما کا شکار ہو اور ٹراما اور غم میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ غم کے دیے گئے زخم محبت کا مرہم رکھنے پر بھرنے لگتے ہیں۔ لیکن ٹراما؟ ٹراما کے زخم ایک ہی صورت میں بھرتے ہیں۔ جب آپ خود ان پر مرہم لگاتے ہیں۔ ٹراما کے زخم کسی کے مرہم رکھنے سے نہیں بھرتے۔ اس لیے علینا اپنی زندگی کو خود کے لیے جیو۔ میں یہ ہر گز نہیں کہہ رہا کہ عصام کو فراموش کر دو لیکن پہلے خود پر ذرا غور کرو اور دیکھو کہ وہ کونسی باتیں ہیں جو تمہیں ایک نارمل زندگی گزارنے نہیں دیتیں۔ ہمیں خود پر کام کرنا چاہیئے۔ اس ڈر سے نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ ہمیں کسی کے معیار پر پورا اترنا ہے۔ نہیں۔ ہمیں خود پر کام کرنا چاہیئے تاکہ ہم اپنے معیار پر پورے اتر سکیں اور میں جانتا ہوں کہ تم یہ کر سکتی ہو۔ اپنے لیے کچھ کرو علینا ورنہ زندگی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاؤ گی یا پھر دوڑ ہار جاؤ گی۔" اس رات شارق نے اسے بہت تفصیل سے سمجھایا تھا اور وہ سمجھ بھی گئی تھی۔ اس نے ایک فیصلہ بھی لیا تھا۔ وہ زیورک سے آنے کے بعد آرام سے عصام کو سب بتا دے گی۔ اسے اعتماد میں لے لے گی اور تھیرا پی کے لیے جائے گی۔ بڑے ابا نے اس سے کہا تھا کہ وہ چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں تھا تو ٹھیک ہے وہ بھی اسے آزمائے گی۔

نکاح کے دن وہ سچ میں شہزادی ہی لگ رہی تھی۔ اور عصام شہزادہ۔ وہ بہت نروس بھی محسوس کر رہی تھی۔ وہ بالکنی میں اس کے ساتھ کھڑی تھی اور عصام نے اس سے اس کے ہاتھ پکڑنے کی اجازت مانگی تھی۔ وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

اجازت؟ یہ کونسا مرد لیتا تھا؟

وہ حیران تھی کہ آخر اسے اتنے مینرز سکھائے کس نے تھے؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے پاس کوئی بہانہ نہ تھا اسے انکار کرنے کا۔اس نے ڈرتے ہوئے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں میں دے دیے تھے۔اسے عصام کے خود کو چھونے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔وہ اب اس کا شوہر تھا،اسے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا؟لیکن مسئلہ اعتراض کا تو تھا ہی نہیں۔ مسئلہ ڈر کا تھا۔اسے ڈر اس بات کا تھا کہ اس کے چھونے پر اگر اسے کوئی پینک آٹیک آ گیا تو وہ کیا کرے گی؟وہ کیسے خود کو کنٹرول کرے گی۔لیکن پھر کچھ ہوا۔کچھ بہت غیر یقینی۔ کچھ بہت حیران کُن۔عصام کا لمس۔۔۔اسے بُرا نہیں لگا۔اسے کوئی پینک آٹیک نہیں آیا۔ اس کا لمس اس قدر عزت لیے ہوئے تھا کہ چند پل تو اسے یقین ہی نہ آیا۔اس کا لمس بہت نرم تھا۔بہت پیارا۔بہت معصوم۔اس لمس میں کوئی ملاوٹ نہ تھی۔وہ لمس پیور تھا۔

وہ کھڑا اس کے مہندی لگے ہاتھوں کو تھامے احترام سے دیکھ رہا تھا اور وہ اس کے انداز کو حیرانی سے۔

اسے علینا کے مہندی لگے ہاتھوں سے محبت ہو رہی تھی اور علینا کو اس کی روح کی پاکیزگی سے۔

وہ اس کے ہاتھوں کو شائستگی سے چوم رہا تھا اور وہ اس کے عشق میں پاگل ہو رہی تھی۔

وہ آگے بڑھ کر عقیدت سے اس کا ماتھا چوم رہا تھا اور وہ اس پر پوری طرح سے مر مٹی تھی۔

یوں کہ اب واپسی کا کوئی راستہ نہ تھا۔

علینا ضرار عصام شہریار خان سے عشق کر بیٹھی تھی۔

وہ پیچھے ہٹا تو شاید عصام نے اس کی آنکھوں میں تیرتے آنسو دیکھ لیے اور وہ کچھ گھبرا سا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اس کا انداز پسند نہیں آیا تھا اور وہ سوچ رہی تھی۔

"اور وہ سب سے بہترین تدبیر کرتا ہے علینا۔ یاد رکھو! وہ جب تمہارے لیے تدبیر کرے گا نا علینا تو میں جانتا ہوں۔ تم حیران رہ جاؤ گی! کیونکہ ہمارے لیے اس کی تدبیریں ہمیشہ حیران کُن ہی ثابت ہوتی ہیں۔ وہ تمہارا نصیب سب سے جدا سب سے منفرد لکھنے والا ہے۔ اس نصیب کے لیے تمہیں ایک لمبا سفر طے کرنا پڑے گا لیکن علینا جب وہ نصیب تم تک پہنچے گا نا تو وہ اتنا خوبصورت ہو گا کہ تم اس کے کیے گئے فیصلوں پر شکر ادا کرتی نہیں تھکو گی!

میری اس بات کو لکھ لو کہیں۔" اسے بڑے ابا کی کی گئی بات یاد آ رہی تھی اور وہ اقرار کر رہی تھی کہ وہ صحیح تھے۔ وہ اپنی آنکھوں سے شکر کے آنسو بہنے سے روکے ہوئی تھی۔

واپس ہال میں جانے کے بعد اس کی شہریار سے بات ہوئی تھی۔ عصام اس وقت وہاں نہیں تھا۔ وہ شاہزیب سے کچھ بات کرنے گیا تھا۔ وہ ہال میں شہریار کے ساتھ کھڑی تھی۔ بات کا آغاز انہوں نے ہی کیا تھا۔

"اس دن کے لیے سوری۔" ان کا انداز شرمندہ سا تھا۔

"میں نے بُرا نہیں منایا۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا تھا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوئے تھے۔

"کیونکہ آپ ایک باپ بن کر سوچ رہے تھے اور شاید اگر میں آپ کی جگہ پر ہوتی تو ضرور یہی کرتی۔ ایک بے تحاشا امیر خاندان سے تعلق رکھنے کے بعد اگر میں نے اپنی دولت کی وجہ سے ایک مرد سے دغا کھایا ہوتا اور میری بیٹی مجھ سے آ کر کہتی کہ وہ اَپر مڈل کلاس کے

ایک لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہے تو یقیناً میں بھی اسے یوں ہی پرکھتی۔ذرا تلخ انداز سے!"اس نے کہہ کر کندھے اچکائے۔

"لیکن پھر بھی میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہیں ضرور برُا لگا ہو گا۔"وہ سچ میں شرمندہ تھے۔"اور اپنے راز کی فکر مت کرو۔اب تم میری بہو ہو۔ میرے خاندان کا حصہ ہو۔اگر تم نہیں چاہتیں کہ تمہارا راز باہر آئے تو کبھی نہیں آئے گا لیکن میں تمہیں ایک مشورہ ضرور دوں گا۔عصام کو اعتماد میں لے لو۔وہ تمہیں ہر صورت سپورٹ کرے گا۔"اب کہ ان کا لہجہ نرمی لیے ہوئے تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے اپنے راز کے افشاں ہو جانے کا کوئی ڈر نہیں ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ ایسا ہر گز نہیں کریں گے۔"وہ بہت مطمئن نظر آ رہی تھی۔شہریار کے آبرو حیرت سے تن گئے۔

"کیوں؟"

"کیونکہ آپ نے میرا راز دو سالوں سے سنبھال رکھا ہے۔ آپ چاہتے تو پہلے ہی میرا راز عصام کو بتا دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ آپ ایسے نہیں ہیں۔ آپ چاہ کر بھی دوسروں کو تکلیف نہیں دے پاتے۔ الٹا ان کی تکلیفیں بھی اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔ آپ کے پاس ایک نرم دل ہے۔ اور آپ بھی فکر مت کریں جب تک آپ نہیں چاہیں گے آپ کا راز بھی باہر نہیں آئے گا۔ لیکن انکل ایک مشورہ میں بھی آپ کو دوں گی۔ دنیا کا کوئی بھی راز زیادہ دیر تک چُھپا نہیں رہ سکتا اور وہ راز تو ہر گز نہیں جو کسی کے احساسات سے جڑا ہو۔ وہ کبھی نہ کبھی منظرِ عام پر آ ہی جاتا ہے۔ اس لیے آپ کو چاہیئے آپ عصام کو یہ راز خود ہی بتا دیں۔ اسے جتنی دیر سے سچ معلوم ہو گا، اسے اتنی ہی تکلیف ہو گی۔ اور اگر کسی غیر سے معلوم ہوا تو تکلیف حد سے سوا ہو گی۔" وہ بہت نرم لہجہ لیے کہہ رہی تھی۔

"وہ ٹوٹ جائے گا۔ سب سے ناراض ہو جائے گا۔ سب چھوڑ چھاڑ کر چلا جائے گا۔ خود کو اکیلا کر لے گا۔ میں اسے جانتا ہوں۔ وہ مغرور نہیں ہے لیکن اسے صرف ایک ہی بات کا غرور

ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ میں کیسے اس کا یہ غرور توڑ دوں؟"ان کی آواز ہلکی سی لرزش کا شکار تھی۔

"مجھے زیادہ کچھ نہیں معلوم سوائے اس کے کہ وہ ٹوٹ جائے گا لیکن خود کو جوڑ لے گا۔ وہ سب سے ناراض ہو جائے لیکن پھر مان بھی جائے گا۔ وہ سب چھوڑ چھاڑ کر چلا جائے لیکن واپس بھی آجائے گا۔ وہ خود کو اکیلا کر لے گا لیکن پھر وہ اپنوں کو ڈھونڈتا ہوا واپسی کا سفر بھی طے کرے گا۔ وہ مغرور نہیں ہے لیکن اس کا یہ غرور کبھی نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس کے باپ آپ ہیں۔ پیدا کرنے والے میں اور باپ میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پیدا کرنے والا صرف پیدا کرتا ہے بس۔ باپ سکھاتا ہے۔ زندگی گزارنا۔ فرق سکھاتا ہے غلط اور درست کے درمیان۔ نیکی اور گناہ کے درمیان۔ عزت اور ذلت کے درمیان۔ محبت اور نفرت کے درمیان۔ زندگی اور بربادی کے درمیان۔ یہ سب آپ نے اسے سکھایا ہے۔ آپ باپ ہیں اس کے۔ وہ نہیں جس کے ایک نطفے سے وہ پیدا ہوا اور پھر بے نام کر دیا گیا۔ اور عصام یہ بات سمجھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گا۔اسے سمجھنا ہی ہو گا۔اور میں جانتی ہوں وہ سمجھ جائے گا کیونکہ وہ بہت پیارا ہے۔بہت اچھا ہے۔بہت محبت کرنے والا ہے۔"وہ آخر میں مسکرا رہی تھی۔

شہریار حیران سے اسے دیکھ رہے تھے۔انہیں اندازہ نہیں تھا کہ کوئی ان کے بیٹے کو ان سے بھی زیادہ اچھے طریقے سے سمجھ پائے گا۔عصام ان کی طرف آرہا تھا۔

"اور ایک بات اور!تھینک یو!"وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

"کس لیے؟"وہ کچھ اُلجھن کا شکار ہوئے۔

"آپ کا اور عصام کی موم کا شکریہ اس کی ایسی تربیت کرنے کے لیے۔مجھے جو محبت اور عزت اس سے ملتی ہے اس میں آپ لوگوں کی محنت کا بھی حصہ ہے۔آپ کامیاب والدین ہیں۔"وہ ان کا شکریہ ادا کر رہی تھی اور وہ ششدر سے اس کے لفظوں پر غور کرتے رہ گئے۔

عصام نے اسے سیکیوریٹی تھریٹس کے بارے میں بتایا تو وہ پریشان ہو گئی۔اسے صرف عصام کی فکر ہو رہی تھی۔اگر اسے کوئی مسئلہ ہو سکتا تھا تو اسے ابھی نکاح نہیں کرنا چاہیئے

تھا۔اسے اپنی حفاظت کے بارے میں کچھ تو سوچنا چاہیئے تھا۔اس نے عصام کو فلیٹ کی ڈپلیکیٹ چابیاں دے دی تھیں۔اس کے پاس ہونی چاہیئے تھیں۔کوئی بھی ایمرجنسی ہو سکتی تھی۔

اگلی صبح اسے عصام کا سرپرائز اچھا لگا تھا۔سُرخ گلاب اس کے پسندیدہ تھے۔اور وہ اس کا پورا گھر ان گلابوں سے بھر چکا تھا۔وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے فلیٹ میں آیا تھا۔وہ شرمندہ تھا۔اسے حیرانی ہوئی تھی۔اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو فخر سے کہتا کہ اس کے گھر میں گھسنا اس کا حق تھا کیونکہ وہ اس کا شوہر تھا۔یہ کیسا مرد تھا جو حق رکھتے ہوئے بھی اس کی پسند کو اپنے حق پر فوقیت دیتا تھا؟اس نے عصام کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اور اسے کچھ بھی بُرا نہ محسوس ہوا۔اس کی موجودگی اسے محفوظ محسوس کرواتی تھی اور کروا رہی تھی۔

زیورک میں عصام کے ساتھ گزارا گیا ہر لمحہ اسے بہت عزیز تھا۔اسے لگا تھا کہ وہ اس شہر میں آتے ہوئے ہچکچائے گی لیکن عصام کے ساتھ زیورک آنے پر وہ ہچکچاہٹ پتا نہیں کہاں غائب ہو گئی؟جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی ہو۔اسے عصام کی زبانیں سیکھنے والی آفر

بہت پسند آئی تھی۔ جرمن زبان میں کہے گئے آئی لو یو کا اس پر کچھ الگ ہی اثر ہوا تھا۔ وہ یکدم بہت خوش ہو گئی۔ وہ دو سال پہلے ایسی تھی۔ وہ عصام کے ساتھ زیورک آ کر یکدم ہی بدل گئی تھی۔ عصام نے اس کے کہنے پر ٹوپی پہن لی تھی اور اس کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ وہ اتنا کیوٹ کیوں لگ رہا تھا؟ کیا وہ ہمیشہ سے ہی اتنا کیوٹ تھا یا پھر اب اسے زیادہ لگ رہا تھا؟ ریسٹورانٹ میں دو لڑکے اسے معنی خیز مسکراہٹیں لیے دیکھ رہے تھے۔ اسے یکدم وہ مسکراہٹ یاد آئی تھی۔ اسے گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھ ٹیبل کے نیچے چھپائے تھے کیونکہ اسے اپنے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ عصام سے اپنی اندرونی کیفیات چھپانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن پھر بھی وہ اس کا ان کمفرٹیبل ہونا محسوس کر چکا تھا۔ جب عصام نے اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا تو اسے وہ مسکراہٹ یکدم بھول گئی۔ تحفظ کا احساس اس کے دل و دماغ سمیت ہر چیز پر جیسے غالب آ گیا تھا۔ وہ وہاں تھا۔ وہ سب دیکھ لے گا۔ اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ زیورک کی سڑکوں پر چلتے ہوئے جب اس نے کہا کہ وہ اسے پروٹیکٹ کرے گی تو وہ سچ

کہہ رہی تھی۔ وہ اسے ہر صورت پروٹیکٹ کرے گی۔ وہ اسے زیورک کی سڑک پر کھڑا اپنے بارے میں بتا رہا تھا اور وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ پہلی بار اس کی ذاتی زندگی کی کوئی بات اس سے سن رہی تھی۔ اسے پہلی بار عصام کی آنکھوں میں درد محسوس ہوا۔ اس کے لہجے میں پنہاں تکلیف محسوس ہوئی۔ پتا نہیں کیوں لیکن اسے وہ ٹوٹا ہوا لگا۔ اگر وہ ٹوٹا ہوا ابھی تھا تو وہ اسے بکھرنے نہیں دے سکتی تھی۔ وہ اس کے سینے سے لگ گئی تھی۔ ہاں یہ ایک بہت بڑا اسٹیپ تھا لیکن وہ اسے کمفرٹ محسوس کروانا چاہتی تھی اور اسے اس سے بہتر اور کچھ نہ لگا۔ وہ عصام کے شرما جانے اور بلش کرنے پر بہت محظوظ ہوئی تھی۔ کیفے کے باہر اس نے عصام کے موبائل کی اسکرین پر کسی لڑکی کی تصویر کی جھلک دیکھی تو اسے شرارت سوجھی۔ وہ اسے تنگ کرنا چاہتی تھی لیکن اسی شرارت میں وہ گر گئی۔ گاڑی اسے ٹکر مارنے والی تھی لیکن پھر بھی وہ اس کے سامنے کسی ڈھال کی طرح آ گیا۔ وہ کہتا تھا کہ وہ اسے پروٹیکٹ کرے گا تو وہ اسے پروٹیکٹ کر رہا تھا۔ اس کے پاؤں میں موچ آ گئی تھی۔ وہ اسے اٹھا کر گاڑی تک لے کر گیا پھر کمرے تک بھی اٹھا کر لایا تھا۔ شرمندگی سی شرمندگی تھی۔ یہ

جان کر کہ وہ اسی کی تصویر تھی،وہ حیرت کے عالم میں اس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔وہ اسے اور کتنے سرپرائزز دینے والا تھا؟الفاظ اکٹھے کرنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔کوئی کسی کو اتنا کیسے چاہ سکتا تھا؟کیا وہ اس چاہت کے قابل بھی تھی؟اس کے ذہن میں طرح طرح کے سوال امڈ رہے تھے۔اسے سمجھ نہیں آتی تھی عصام اس سے اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر معافی کیوں مانگتا تھا؟وہ تو ان باتوں کو نوٹس بھی نہیں کرتی تھی۔اگلی صبح جب وہ اٹھی تو شہریار گھر آچکے تھے۔عصام اور ان کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کر کے اسے اچھا لگا تھا۔عصام کے ہاتھ میں اتنا ذائقہ تھا،اسے معلوم نہیں تھا۔رات کو وہ عصام کے ساتھ بڑے ابا کے گھر ڈنر پر چلی گئی تھی۔بڑے ابا کے گھر جا کر اسے بہت اچھا لگا تھا۔جس طرح سے وہ سب عصام کو وہاں عزت دے رہے تھے۔اسے اپنے ابا کا خیال آیا تھا۔اگر آج وہ ہوتے تو وہ بھی عصام کی یونہی عزت کرتے۔اور کوئی کیوں نہ کرتا اس کی عزت؟وہ عزت کے قابل تھا۔وہ جب گھر واپس آئی تو ریچل آئی ہوئی تھی۔اسے ریچل سے مل کر اچھا لگا تھا۔بلکہ وہ اسے بہت اچھی لگی تھی۔ریچل کے جانے کے بعد اس نے عصام سے ریچل کی منگنی پر سیاہ رنگ

پہننے کے بارے میں بات کی تھی۔ سیاہ رنگ اس کا پسندیدہ رنگ تھا۔ لیکن اکثر لوگوں کو اس کے سیاہ رنگ پہننے پر اعتراض ہوتا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کی نوک کو آپس میں ملا کر بات کر رہی تھی۔ وہ جب کسی بات کا فیصلہ نہ کر پاتی یا کنفیوزڈ ہوتی تو ایسے ہی کرتی۔ یہ اس کی پُرانی عادت تھی۔ دو سالوں میں وہ اپنی یہ عادت بھی بھول چکی تھی اور اب یکدم بے دھیانی میں اپنی عادت دہرا رہی تھی۔ عصام کا دیا ہوا اعتماد اسے طاقتور بناتا تھا۔ وہ جب کہتا تھا "تم یہ کر سکتی ہو علینا!" تو اسے لگتا کہ اس کے اعتماد کی بنا پر وہ ماؤنٹ ایوریسٹ بھی سر کر سکتی تھی۔ اس نے اکثر دیکھا تھا کہ مرد عورت کو اپنی مرضی اپنی خواہشات کے تابع کرنا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنی زندگی میں دوسری بار دیکھ رہی تھی کہ اس کی زندگی کے کسی مرد کو اس کی خوشی کی پرواہ تھی۔ زندگی کے ہر موڑ پر جب ایک مرد آپ کے لیے کھڑا رہے تو زندگی جنت کی مانند لگنے لگتی ہے۔ اسے بھی اپنی جہنم نما زندگی عصام کے ساتھ جنت لگ رہی تھی۔ اگلی رات وہ منگنی پر جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی اور کشمکش کا شکار ہو چکی تھی اور مسئلہ تھا لپ اسٹک۔ وہ جو چھ شیڈز لائی تھی وہ سب اس کی

ساڑھی کے ساتھ نہیں جا رہے تھے۔یا تو وہ بہت ڈارک تھے یا پھر بہت ہلکے۔وہ عصام کے ساتھ بلکل پرفیکٹ دکھنا چاہتی تھی۔ پھر عصام اندر چلا آیا۔اس نے دو شیڈز ملا کر اس کے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگا دی تھی اور وہ اس کے ایسا کرنے پر ششدر رہ گئی تھی۔ لیکن جب اس نے اپنے ہونٹوں پر موجود رنگ کو دیکھا تو وہ ایک بار پھر حیران رہ گئی۔وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ منگنی میں تقریباً ہر دوسری عورت اس سے اس کا لپ اسٹک کا شیڈ پوچھ رہی تھی اور وہ شرمندہ ہو رہی تھی۔ علینا شیڈ کے بارے میں اس سے پوچھ کر اسے تنگ کرنا چاہتی تھی لیکن جب اس نے عصام کے منہ سے زارا کا ذکر سنا تو وہ چونکی۔وہ پہلی بار زارا کا ذکر اس سے سن رہی تھی۔وہ زارا کا پسندیدہ شیڈ تھا اور عصام کو اپنی ماں سے بہت محبت تھی۔ تو اب ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ شیڈ اب علینا کا پسندیدہ شیڈ نہ بن جاتا؟ اگلے دو دن تک وہ پاگلوں کی طرح پڑھتی رہی تھی۔ناجانے اسے کیوں لگ رہا تھا کہ اگر وہ نہیں پڑھے گی تو وہ لوگ کمپیٹیشن ہار جائیں گے۔ زیورک آنے کے بعد یہ پہلی بار تھا کہ وہ بہت پریشان تھی۔ لیکن عصام نے ایک بار پھر اسے سنبھال لیا تھا۔وہ اس کے سامنے دوزانو بیٹھا تھا اور

ناجانے کیوں علینا کا دل چاہا کہ وہ اس کے گلے سے لگ کر رو دے۔ لیکن وہ اپنی انگلیوں سے اس کے آنسو صاف کر چکا تھا۔ پھر وہ اسے سمجھانے لگا۔ وہ اس کی بات غور سے سن رہی تھی۔ لیکن اس کی ایک بات پر اسے لگا کہ وہ دُکھی ہو گیا تھا۔ عصام زندگی میں کئی بار ہارا تھا؟ اسے بُرا لگا۔ وہ دُکھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ وہ ہر وقت مستی کرتا، مسکراتا اور ہنستا اچھا لگتا تھا۔ وہ اس کا لیپ ٹاپ اور پیپرز اندر رکھ کر واپس اس کے ساتھ آ کر بیٹھا تو علینا نے اس کے سر پر ٹوپی نداردد یکھ کر اپنی گرم چادر کا پلو اس کے سر پر ڈال دیا۔ وہ اتنی سردی میں بیمار ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ ہنس دیا۔ کھلکھلا کر۔ اسے اس کی ہنسی بہت پیاری لگی تھی۔ وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی اور ہاں پہلے اسے لگتا تھا کہ وہ اس کی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب جائے گی لیکن اب وہ ڈوبنا چاہتی تھی لیکن اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے عصام نے اسے اس کی آنکھوں میں کھوئے رہنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ اسے وہ بازوؤں کا گھیرا محسوس نہیں ہوا، اسے تحفظ کا حصار اپنے گرد محسوس ہوا۔ اس کے کندھے پر سر رکھ کر تاروں سے بھرے آسمان کو دیکھتے ہوئے اسے اپنی زندگی کی ہر تلخی بھول گئی۔ جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

وہ دونوں کمپیٹیشن جیت گئے تھے اور علینا شرط کے مطابق اچار گوشت بنا رہی تھی۔ وہ مبہوت ہوئی اسے مہارت سے روٹیاں بناتا دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے زارا کا ذکر کر دیا۔ وہ واضح طور پر اس کے ہر انداز سے تکلیف، درد اور پچھتاوا محسوس کر سکتی تھی۔ عصام نے کبھی اسے اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ خود اس نے بھی نہیں پوچھا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ اگر وہ اسے بتانا چاہے گا تو خود ہی بتا دے گا اور وہ بتا رہا تھا۔ علینا ضرار کو پہلی بار معلوم ہوا کہ وہ جس عصام کو پرفیکٹ اور زندگی کی تمام تلخیوں اور غموں سے ماورا سمجھتی آئی تھی، وہ بھی ایک عام انسان تھا جس کی زندگی میں بھی دوسروں کی طرح تکلیفیں تھیں۔ وہ اسے ٹوٹا ہوا لگا تو اس نے سلیب سے اتر کر اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔ اس نے کہا تھا کہ جب بھی وہ اسے کسی تکلیف میں پائے گی تو اسے اپنے حصار میں لے لے گی، تو وہ وہی کر رہی تھی۔ علینا نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور وہ اس کی بات پر عمل کرنے کے لیے مان گیا۔ عصام نے اس کے ہاتھ ایک بار پھر چومے تھے۔ کبھی کسی مرد نے اس کے

یہی ہاتھ باندھے تھے۔ آج ایک مرد ہی انہیں محبت و احترام کے ساتھ چوم رہا تھا۔ وہ جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔

کھانے کی میز پر علینا نے دیکھا کہ وہ جلدی جلدی کھانا کھا رہا تھا۔ وہ عصام کے ساتھ کئی بار بار کھانا کھا چکی تھی لیکن اس نے کبھی عصام کو اتنی تیزی سے کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے اسٹرابیری موز بنائی تھی اور اسے عصام کی الرجی کے بارے میں کوئی اندازہ نہ تھا۔ یکدم ہی اس کا دل موز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔ لیکن ایک بار پھر عصام نے اسے اپنی باتوں سے ہنسا دیا تھا۔ اس کا موڈ ٹھیک ہو گیا تھا۔ وہ باتوں کا شہنشاہ تھا۔ نا جانے اتنی پیاری پیاری باتیں کہاں سے لاتا تھا؟ لیکن اصل حیرانی تو اسے تب ہوئی جب عصام نے اسے اسٹرابیری کہہ کر پکارا۔ یہ تو صرف اس کے گھر والے جانتے تھے کہ جب وہ خوش ہوتی تھی تو اس کے گال خود بخود سُرخ ہو جاتے تھے۔ یہ قدرتی طور پر ایسا ہی تھا۔ اور عصام کے ساتھ ہوتے ہوئے تو اکثر ایسا ہوتا تھا کیونکہ وہ اس کے ساتھ خوش ہوتی تھی۔ اور اسٹرابیری؟ یہ تو اس کے ابا اسے بلاتے تھے؟ وہ دو سالوں بعد کسی کو خود کو اسٹرابیری پکارتے ہوئے سن

رہی تھی۔عصام کے سامنے تو اس نے یہ جتا دیا کہ وہ اس کے اسٹرابیری بلانے پر چڑ گئی تھی لیکن اندر سے وہ چاہتی تھی کہ وہ اس کا نام بھول جاتا اور اسے بس اسٹرابیری کہہ کر بلاتا۔

لاہور واپس آنے کے بعد نیو ایئر سے دو دن پہلے اچانک عصام کو امریکہ ایک ڈیٹھ پر جانا پڑ گیا۔اور جانے سے پہلے وہ اسے اچھی طرح سے سمجھا کر گیا تھا لیکن علینا ہر چیز کو بہت ہلکا لے رہی تھی۔نیو ایئر نائٹ پر اچانک جب اسے انوشے نے وہ ویڈیو بھیجی تو اسے اپنے اوسان خطا ہوتے محسوس ہوئے۔اس کے سامنے دو سال پہلے کے مناظر چلنے لگے تھے۔

سب کچھ ویسا ہی تھا۔رات بھی وہی تھی اور اس بار بھی اس کی زندگی کے سب سے اہم شخص کو ٹارگٹ کیا گیا تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔وہ پاکستان میں نہیں تھا اور علینا کو لگا وہ کچھ نہیں کر پائے گی۔اس کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔اسے لگا وہ سب ریپیٹ ہو گا۔

وہ کیا کرے؟کیا اسے عصام کو بتانا چاہیئے؟لیکن وہ تو امریکہ میں ہے۔وہ وہاں بیٹھ کر کیا کر سکے گا؟اور پھر اگر انوشے کو پتا چل گیا تو؟

نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن اگر وہ پھنس گئی تو؟ یہ بہت بڑا رسک تھا۔ وہ جانتی تھی۔ وہ سب جانتی تھی۔ لیکن کیا اس کے لیے عصام سے زیادہ کچھ اہم تھا؟ اس نے خود سے پوچھا تھا۔ اور جواب آیا تھا۔ "نہیں۔ وہ سب سے اہم تھا۔" وہ اس رات اسے ہنی ٹریپ کرنے آئی تھی اور اب وہ ویڈیو اس کے پاس تھی۔ علینا کے انوشے کی بات نہ ماننے کی صورت میں وہ ویڈیو کسی کو بھی دے سکتی تھی، اس کے ساتھ کچھ بھی کر سکتی تھی۔ علینا کو انوشے کی بات ماننے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

اسے انوشے کے پاس جانا ہی پڑے گا لیکن جانے سے پہلے وہ عصام کے لیے اپنے لیپ ٹاپ میں ایک آڈیو ریکارڈنگ چھوڑ گئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اگر وہ واپس نہ آئی تو وہ سچ جان جائے۔ وہ اس کے پاس چلی گئی لیکن جب اس نے انوشے کے ساتھ کمرے میں حیدر کو دیکھا تو وہ ساکت رہ گئی۔ حیدر کے ساتھ یونیورسٹی میں اس کی کبھی بات نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ تو اس راستے کی طرف جاتی ہی نہیں تھی جہاں وہ ہوتا تھا۔ وہ مستجاب خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور وہ مستجاب خاندان کے کسی بھی فرد سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن حیدر کو وہاں

دیکھ کر اسے اگلے ہی لمحے سمجھ آ گیا تھا کہ وہ کسی بڑی گیم کا حصہ بن گئی تھی۔ اس نے اگلے ہی لمحے بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اسے پکڑ چکا تھا۔ حیدر نے اس کی کلائی پکڑی تھی لیکن اسے لگا اس کی کلائی کو جلا دیا گیا تھا۔ جب اس نے ریپ کا لفظ سنا تو ایک جھٹکے سے وہ دو سال پہلے اس رات میں چلی گئی۔ اسے اپنا دماغ خوف کے مارے ماؤف ہوتا محسوس ہونے لگا۔ جب اس نے اسے بیڈ پر پھینکا تو اسے بہت شدید قسم کا پینک آٹیک آنے لگا۔ خوف کے مارے ایسی حالت اس کی پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اس سے لڑنا چاہتی تھی لیکن اس نے اپنے جسم کو اپنی مرضی کے طابع نہیں پایا۔ سمجھنے کی صلاحیت صحیح طریقے سے کام نہیں کر رہی تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں کی مدد سے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسے اپنے ہاتھوں میں کوئی جان نہ محسوس ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ ایک بار اگر اسے انجیکشن لگا دیا گیا تو وہ اپنے جسم کو کوئی حرکت نہیں دے پائے گی اور وہی ہوا تھا۔ حیدر نے اسے انجیکشن لگا دیا تھا۔ اس کا جسم پہلے ہی ٹراما اور خوف کے زیرِ اثر صحیح سے کام نہیں کر پا رہا تھا، انجیکشن کے بعد تو اس کی حالت مزید بُری ہو گئی۔ انجیکشن لگاتے ہوئے

اس کی قمیض کا گریبان پھٹا تو اسے حیدر کی جگہ ارحم کے ہونے کا احساس ہوا۔ اور یہ احساس اس کے لیے جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔ حیدر نے اس کا دوپٹا کھینچ کر اتارا تھا اور گردن پر کٹ لگ گئے تھے۔ اسے لگا کہ وہ کٹ اسے دوپٹے کے کھینچنے سے نہیں لگے، وہ کٹ اسے ارحم نے چاقو سے لگائے تھے۔ سب ریپیٹ ہو رہا تھا۔ وہ اسے چھونے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے لگا وہ ایک پھر ارحم کے ساتھ اس کمرے میں پھنس چکی تھی۔ جب حیدر نے اسے تھپڑ مارا تو اس کے دماغ میں فلیش بیکس چلنے لگے۔ ارحم نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔ اس کا باپ اسے چوٹ لگنے پر پریشان ہو گیا تھا۔ عصام نکاح کی رات اس کے آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ پھر زیورک میں اس رات وہ اپنی انگلیوں سے اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔ وہ اس وقت وہاں نہیں تھی، وہ کھو گئی تھی۔ یادوں میں۔ کبھی آگے۔ کبھی پیچھے۔ انسان جب سب سے زیادہ خوفزدہ ہوتا ہے تو وہ اپنی زندگی کے سب سے اچھے وقت کو یاد کرنے لگتا ہے۔ وہ بھی کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن اس بار اسے ایک امید تھی۔ وہ امید عصام تھا۔ اس بار وہ مرنے کی دعا نہیں کر رہی تھی۔ اس بار وہ عصام کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے آخری لمحے تک اس بات کی امید تھی کہ وہ آجائے گا۔ جس لمحے عصام نے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔ وہ پوری طرح سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ آگے کیا ہوا تھا۔ اگلی بار جب اس نے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو اسے دھندلی دھندلی سی سفید دیواریں نظر آئی تھیں۔ وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔ وہ عصام کا نام بڑبڑا رہی تھی۔ وقفے وقفے سے وہ آنکھیں کھولتی تھی اور پھر دوبارہ بے ہوش ہو جاتی تھی۔ اگلی بار صبح کے قریب جب اسے پوری طرح ہوش آیا تو اس نے نرس کو اپنے پاس پایا۔

"عصام کہاں ہے؟" اس نے نقاہت زدہ آواز میں ہوش آتے ساتھ ہی سب سے پہلے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ نرس نے مسکرا کر اسے آرام کرنے کے لیے کہا تھا۔ نرس نے اس سے کہا تھا کہ وہ باہر اس کے گھر والوں کو اس کے ہوش میں آنے کے بارے میں بتا کر آتی ہے۔ اس نے تکیے پر واپس سے سر رکھتے ہوئے آنکھیں موند لی تھیں۔ اسے درد

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو رہا تھا۔ پورے جسم میں۔ گردن میں سب سے زیادہ درد تھا۔ اسے عصام کے آنے کا انتظار تھا تاکہ وہ اسے سب کلیئر کر سکے۔ وہ اپنے اور عصام کے درمیان کسی بد گمانی کو نہیں آنے دے سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد شاید اسے مزید کوئی دوا دی گئی تھی جو اسے نیند آ گئی۔

اگلی بار کسی کے لمس کے احساس پر اس کی آنکھیں کھلیں۔ وہ اس لمس کو پہچانتی تھی۔ یہ لمس اسے بھول نہیں سکتا تھا۔ اسے ہر لمس یاد رہنے لگا تھا۔ اس کے باپ کا لمس۔ محبت اور شفقت سے بھرپور۔ اسے فخر، پروفیسر اور حیدر کا لمس یاد تھا۔ حقارت اور ہوس سے بھرا ہوا۔ اسے ارحم کا لمس بھی یاد تھا۔ یہ لمس تو کبھی بھولتا ہی نہیں تھا۔ یہ سب سے بُرا تھا۔ وہ ایک حیوان کا لمس تھا۔ لیکن پھر ایک لمس ایسا تھا جو ہر اُس بُرے اور غلیظ لمس پر بھاری پڑ گیا جس نے کبھی اسے چھوا تھا یا کوئی تکلیف دی تھی۔ وہ عصام کا لمس تھا۔ وہ اس کے شوہر کا لمس تھا۔ اس لمس میں سب تھا۔ محبت، عزت، احترام، نرمی، تقدس، عقیدت، سکون سب۔۔۔ اسے کبھی اس لمس سے خوف نہیں آیا۔ کبھی کراہیت محسوس نہیں ہوئی۔ ہمیشہ

صرف تحفظ کا احساس ہی ہوا۔ اور اب وہ لمس ایک بار پھر سے اس کے پاس تھا۔ اسے تحفظ کا احساس ہونے لگا تھا۔

وہ تیزی سے اٹھ کر اسے بس سب بتانے لگی۔ اس نے کیا کیا، کیوں کیا، کس لیے کیا۔ اسے بس ایک ہی ڈر تھا کہ کہیں عصام اس سے بد گمان نہ ہو جائے۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اگر عصام نے اپنا ہاتھ جھٹک دیا تو سب ختم ہو جائے گا۔ لیکن عصام نے اسے سینے سے لگا لیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے وہ ششدر رہ گئی۔ پھر رو پڑی۔ پھوٹ پھوٹ کر۔ یہ لمس دنیا کی ہر بُرائی سے اس کی پناہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ بھلے کچھ بھی ہو جائے یہ لمس۔ یہ لمس اسے ہمیشہ خود میں پناہ دے گا۔ ہمیشہ سنبھال لے گا۔ ہمیشہ حفاظت کرے گا۔ یہ لمس اس کے لیے کیا حیثیت رکھتا تھا، کوئی نہیں جانتا تھا۔

He was her safe haven

وہ اس سے الگ ہوئی تو اس کے زخمی ہاتھ دیکھ کر ساکت رہ گئی۔ اس کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر دبایا تھا۔ اسے یہ جان کر بہت غصہ آیا تھا کہ حیدر کو مارتے ہوئے عصام کے

ہاتھ زخمی ہو گئے تھے۔ لیکن ہاں اسے بہت اچھا لگا تھا کہ عصام نے حیدر کو پیٹا تھا اور اسے اچھی طرح یہ اندازہ تھا کہ عصام نے اس کا کیا حال کیا ہو گا۔ اس نے پروفیسر کو نہیں چھوڑا تھا، اس وقت تو وہ اسے پسند کرتا تھا۔ اب تو وہ اس کی بیوی تھی، اب تو۔۔۔ اسے یہ ضرور معلوم تھا کہ حیدر اگلے کئی مہینوں تک ہوسپٹل میں ضرور گزارے گا۔ اور یہ سوچ کر وہ بہت خوش تھی۔

وہ بات کرتے کرتے اسے ایک بار پھر سے گلے لگا چکا تھا اور اس بار علینا کو اس کی آواز سن کر تکلیف ہوئی تھی۔ وہ کچھ مزید شرمندہ ہو گئی۔ پھر وہ اسے اپنی غلطیاں بتانے لگا اور علینا کو ذرا سا بھی غصہ نہ آیا۔ الٹا وہ اس بات پر خفا ہونے لگا کہ وہ اس سے غصہ کیوں نہیں تھی؟ اسے ہنسی آئی۔ وہ کس بات پر غصہ ہوتی؟ اسے سمجھ ہی نہ آیا۔ پھر وہ اتنی پیاری پیاری باتیں کرنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عصام کو اس بات کی پرواہ تھی کہ وہ کیا چاہتی تھی اور کیا نہیں۔اس کو کیا پسند تھا اور کیا ناپسند تھا۔عصام کو اسے ناراض کرنا پسند نہیں تھا اور پھر بھی وہ پوچھتا تھا کہ وہ اس کی ہر غلطی معاف کیوں کر دیتی تھی؟

اور ایک تو وہ جب دل کے مقام پر ہاتھ رکھے "تشکر ملکہ تشکر!" کہتا تھا،علینا کا دل چاہتا تھا وہ ساری دنیا اس پر سے وار دے۔

ہوسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے بعد وہ اسے گھر چھوڑنے آیا تھا۔اور تبھی ارحم وہاں آ گیا تھا۔دو سال بعد اس نے اسے دیکھا تھا۔وہ حیران ہونے سے زیادہ خوفزدہ تھی۔وہ اب کیوں آ گیا؟اب تو سب ٹھیک چل رہا تھا!وہ اپنی پسندیدہ یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی۔اس کا فیوچر برائٹ تھا۔عصام جیسا لائف پارٹنر اس کے پاس تھا۔اب کیوں؟وہ اب کیوں وہاں آیا تھا۔عصام سے ملنے کے بعد اس عرصے میں اس میں جتنا کانفیڈنس بھی آیا تھا وہ کہیں غائب ہو گیا۔اس نے اپنا خوف کم کرنے کی جتنی بھی کوششیں کی تھیں وہ ضائع چلی گئیں۔ارحم کا یکدم وہاں آنا اس کی تمام تر محنت پر پانی پھیر گیا تھا۔علینا کو لگا وہ اسکو ائرون

پر آچکی تھی۔ وہ تیزی سے عصام کی طرف بھاگی تھی۔ اسے معلوم تھا وہ اسے بچالے گا لیکن جب ارحم نے اسے پکڑ کر یہ کہا۔

"جانتی ہو نا ابھی چھ راتیں باقی رہتی ہیں؟"

تو اس کا ذہن شل رہ گیا۔ اس بات نے اسے جیسے ٹریگر کر دیا تھا۔ یہ اس کا ڈیفینس سسٹم تھا۔ عصام نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا اور وہ اسے جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔ وہ اندر آئی تو خود کو بچانے کے لیے پورے گھر کو بند کرنے لگی۔ اسے عصام نظر نہیں آرہا تھا۔ اسے وہ محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اسے چھوا تھا۔ دو سال پہلے کی وہ رات اس کی نظروں کے سامنے ایک بار پھر گھوم گئی تھی۔ وہ خود کو صاف کرنے کے لیے واشروم جانے لگی تو عصام نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔ اور وہ اس بات پر بپھر گئی۔ واشروم میں آکر اس نے خود کو شاور کے نیچے کھڑا کر کے دھونا شروع کر دیا۔ وہ اپنے پورے جسم پر ایک بار پھر سے خون دیکھ رہی تھی۔ لیکن وہ صاف نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا لباس تبدیل کرنے کے بارے میں سوچا۔ وہ باہر نکلی تو ایک بار پھر عصام نے اس

سے بات کرنے کی کوشش کی۔ جب اس نے اس سے پوچھا کہ وہ کون تھا تو وہ اپنے ہوش و حواس میں واپس آئی اور یہ سب سوچ کر کہ اس نے عصام کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا،وہ شرمندہ ہو گئی تھی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ وہ ایسے ہی کسی دن سے ڈرتی تھی جب وہ اپنے پینک آٹیک کی وجہ سے اتنی بے قابو ہو جائے گی کہ عصام کو بھی پہچاننے سے انکاری ہو جائے گی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ عصام ہمیشہ کی طرح اس سے پوچھ رہا تھا کہ کیا بات تھی۔ وہ اسے نہیں بتانا چاہتی تھی لیکن اب مزید اس سے کچھ چھپانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس نے اپنا سب سے بڑا خوف اسے بتا دیا تھا۔ اور ابھی اس کی زندگی کا دوسرا سب سے بڑا خوف اسے اندر سے مار رہا تھا۔ "عصام کاری ایکشن کیا ہو گا؟"

****

2 سال بعد۔

2 جنوری، 2022۔

لاہور،پاکستان۔

وہ اس کے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔اس نے اپنی ٹانگیں سمیٹ رکھی تھیں۔کسی چھوٹے سے بچے کی طرح وہ اس سے لپٹی ہوئی تھی۔اس کی سفید شرٹ کو اس نے اپنے مُٹھیوں میں بھینچ رکھا تھا جیسے ایسا نہ کرنے کی صورت میں اسے خدشہ لاحق ہو کہ وہ اسے کھودے گی۔آنکھیں اب خشک ہو چکی تھیں اور۔۔۔بے رونق و مردہ بھی۔عصام نے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے رکھا تھا۔جیسے وہ اسے ہر چیز سے محفوظ رکھنا چاہتا ہو۔اس کی آنکھیں سُرخ پڑ گئی تھیں۔ضبط سے۔وہ ایک ہاتھ سے آہستہ آہستہ اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔دوسرا ہاتھ اس نے علینا سے چُھپا رکھا تھا۔اس نے اپنا دوسرا ہاتھ اپنے ساتھ صوفے پر رکھا ہوا تھا اور وہ بار بار اپنی مُٹھی کھول اور بند کر رہا تھا۔

وہ اسے سب بتا چکی تھی۔ہر ایک بات۔سوائے شہریار اور اپنی گفتگو کے بارے میں۔وہ اسے اپنا ہر خوف،ہر ڈر،ہر تکلیف،ہر درد بتا چکی تھی۔اپنے ابا کا قتل،اس رات اپنے ساتھ

ہوئی عصمت دری، اپنی ضد، دو سال جس طرح وہ ایک پاگل کی زندگی گزارتی رہی۔ اور پھر عصام کا اس کی زندگی میں آنا۔ آغاز میں اس کا عصام سے نفرت کرنا اور اب اس قدر اس کی محبت میں مبتلا ہونا کہ خود کو اس کی محبت سے آزاد کرنا ناممکن سمجھنا۔ اور وہ بیٹھا سب سنتا رہا تھا۔ وہ اس کی ہر تکلیف پر اپنی مُٹھی کو بند کر لیتا تھا، آنکھیں میچ لیتا تھا۔ وہ بہت ضبط سے اس کی باتیں سنتا رہا تھا۔ بہت ضبط سے اپنے آنسوؤں کو روکے ہوئے تھا۔ اپنے ہاتھ پر دوپٹا لپیٹنے کو وہ اس کی ایک عادت سمجھتا آیا تھا لیکن وہ تو اپنا بچاؤ کر رہی تھی۔ وہ اسے اپنی زندگی کی سچائی بتا رہی تھی اور عصام کو لگ رہا تھا کوئی اس کا دل ذبح کر رہا تھا۔ اس کے دل پر اُلٹی چھڑی چلا رہا تھا۔

"میں نے تمہیں سب بتا دیا کیونکہ مجھے بڑے ابا نے بتایا تھا کہ منگنی کی رات تم نے ان سے کیا کہا تھا۔" اس کی آواز نقاہت زدہ اور بہت ہلکی محسوس ہوتی تھی۔

وہ خاموش رہا۔ چند لمحوں بعد اس نے چہرہ موڑ کر علینا کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ تیزی سے سیدھا ہو بیٹھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"علینا؟"اس نے اس کا نام پکارتے ہوئے اس کا گال تھپتھپایا اور تبھی اسے احساس ہوا کہ وہ بخار میں تپ رہی تھی۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کے گال پر سے ہٹایا تھا۔اس کا گال آگ کے انگارے کی مانند بھڑک رہا تھا۔اس کی تمام تر باتیں سنتے ہوئے اسے یہ خیال ہی نہ آیا کہ اس کا جسم آہستہ آہستہ گرم پڑ رہا تھا۔اسے احساس ہوا کہ وہ جنوری کی اس شدید سردی میں پوری طرح بھیگی ہوئی تھی۔پچھلے ایک گھنٹے سے وہ بھیگے ہوئے لباس کے ساتھ اسے سب بتا رہی تھی۔اسے بخار کیوں نہ چڑھتا؟عصام نے اس کا گال تھپتھپا کر ایک بار پھر سے اسے جگانے کی کوشش کی۔لیکن وہ نیم بے ہوش سی حالت میں تھی۔وہ اسے کوئی جواب نہیں دے پا رہی تھی۔اسے ابھی چند گھنٹوں پہلے ہی ایک زبردست پینک آٹیک آیا تھا۔وہ تو عصام کو بھی پہچاننے سے انکاری ہو رہی تھی۔وہ ایسی حالت میں نہ تو اسے ہوسپٹل لے جا سکتا تھا اور نہ ہی کسی کو بلا سکتا تھا۔وہ ایک پی ٹی ایس ڈی پیشنٹ تھی،نا جانے اس کا کیا ری ایکشن ہوتا؟

اس نے ڈرتے ہوئے اس کا لباس تبدیل کیا تھا۔اور اس کا لباس تبدیل کرتے ہوئے عصام کی نظر اس کے نشانوں پر پڑی تھی۔اسے لگا آج کے بعد وہ علینا سے کبھی نظریں نہیں ملا پائے گا۔اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئی تھیں۔اس نے اپنی ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں رگڑ دی تھیں۔وہ کس قدر تکلیف سے گزری ہو گی؟وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔عصام کو اس کی تکلیف سے تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔وہ اسے بیڈ پر لٹا چکا تھا۔اس کی گردن کا زخم صاف کرنے کے بعد اس نے گردن تک اسے کمبل اوڑھا دیا۔پھر وہ کچن میں گیا۔ایک باؤل میں برف والا پانی اور ایک چھوٹا سا تولیا لے آیا۔وہ بیڈ پر دوسری طرف اس کے پاس بیٹھا اب اس کی پٹیاں کر رہا تھا۔یہ وہ لڑکی تھی جس پر وہ ایک خراش بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور یہ وہ لڑکی تھی جسے اتنے زخم دیے گئے تھے کہ وہ زندہ رہتے ہوئے بھی مردہ ہو گئی تھی۔۔۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔اس کے موبائل پر شاہزیب کا ایک میسج آیا تھا۔

"ہم نے اسے مارا ہے لیکن ہرام زادہ کچھ بول نہیں رہا ہے۔ آگے کیا کریں؟"عصام ہاتھ میں موبائل پکڑے اس کا میسج دیکھ رہا تھا۔یکدم میسج دیکھ کر اس کی آنکھیں سرد مہری کا شکار ہو گئیں۔اس نے علینا کی طرف دیکھا۔اس کا بخار قدرے بہتر تھا۔وہ بیڈ پر سے اترا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔باہر آکر اس نے کال ملا کر موبائل کان سے لگایا۔

"میری بات غور سے سننا شاہزیب اور باقی تمام گارڈز کو بھی سمجھادو!"لہجہ بہت عجیب تھا جیسے اس کی زبان سے دنیا کی تمام تر مٹھاس کسی نے سینچ نکالی تھی۔"اسے ننگا کرو۔ کپڑے اتارو اس کے اور اس کے بعد مارنا شروع کرو اسے۔جو چیز بھی تم لوگوں کے ہاتھ آئے اس سے مارو اسے!جب تک میں نہیں آجاتا مارتے رہو اسے!مجھے اس کے جسم کے ایک ایک انچ پر زخم چاہیئیں!"وہ کچھ اور بھی اس سے کہہ رہا تھا۔کال بند کرنے کے بعد وہ واپس علینا کے کمرے میں آگیا۔وہ بیڈ پر اس کے پاس آکر بیٹھا تو اچانک اس کی نیند کُھل گئی۔ وہ یکدم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایزی ایزی!"عصام نے اسے سہارا دیا اور تکیا اس کے سر کے پیچھے رکھتے ہوئے کمبل گردن تک کھینچ دیا۔وہ اسے خوفزدہ لگی۔

"مجھے۔کیا ہوا۔تھا؟"وہ رک رک کر نقاہت زدہ آواز میں کہہ رہی تھی۔

"تمہیں بخار تھا اور تم بے ہوش ہو گئیں۔بلکہ۔۔۔"عصام نے اس کے ماتھے کو چھوا۔"اب بھی ہے۔"

"تم گھر چلے جاؤ۔میں دیکھ لوں گی۔"اس نے تولیے اور پانی کے باؤل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں بخار ہے علینا۔سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں چلا جاؤں۔"اس نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے عادت ہے عصام۔میں بخار میں بھی اپنے کام کر لیتی ہوں۔"وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو اپنی عادت بدل لو علینا اور سونے کی کوشش کرو۔ میں باؤل میں ٹھنڈا پانی لاتا ہوں یہ گرم ہو گیا ہے۔" وہ کہہ کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ علینا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عصام نے اس کی طرف دیکھا۔

"میرے پاس رہ جاؤ۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "ڈر لگ رہا ہے۔ تمہارے سینے پر سر رکھ کر سونا چاہتی ہوں۔" اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گال پر لڑھک گیا۔ "پلیز۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ وہاں جیسے کوئی فریاد تھی، بے بسی تھی۔ اس نے پانی کا باؤل اور تولیا اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ پھر اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ اس کے گرد بازو لپیٹتے ہوئے اس نے علینا کو اپنے قریب کیا۔ وہ اس کے سینے پر اپنا سر رکھ چکی تھی۔ عصام نے اپنے ٹھوڑی اس کے سر پر رکھ لی۔ آنکھیں موند لیں۔ اس کا چہرہ بے تاثر رہا۔ بند آنکھوں سے ایک آنسو گال پر لڑھکتا ہوا ٹھوڑی تک آیا اور علینا کے سیاہ بالوں میں جذب ہو گیا۔ وہ اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی۔ سکون سا سکون تھا۔ محافظ پاس تھا۔ حفاظت سی حفاظت تھی۔

****

اگلی بار اس کی آنکھ اپنی پینٹ کی جیب میں موجود موبائل کے تھڑ تھڑانے پر کُھلی۔اس نے علینا کی طرف دیکھا۔وہ ابھی تک اس کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔اس نے اس کی شرٹ اپنی مُٹھیوں میں بھینچ رکھی تھی۔وہ سو رہی تھی۔پُر سکون گہری نیند۔جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ اپنی تمام فکروں سے آزاد سوتا ہے۔اس نے موبائل نکال کر وقت دیکھا۔شام کے پانچ جب رہے تھے۔پھر شاہزیب کا آیا ہوا میسج دیکھا۔

"تمہارا کام ہو گیا ہے عصام!"

"ٹھیک ہے۔ابھی کچھ دیر تک نکلتا ہوں۔دوبارہ کال مت کرنا۔"اس نے ٹائپ کر کے میسج بھیج دیا۔اگلے لمحے ہی شاہزیب نے میسج دیکھ کر تھمزاپ کا ری ایکشن دے دیا۔اس نے بے دلی سے موبائل واپس اپنے پینٹ کی جیب میں اڑس لیا۔

وہ ڈری ہوئی تھی۔وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی لیکن وہ بہت بُری طرح ڈری ہوئی تھی۔ارحم کی واپسی نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔اور وہ یہ بات جانتا تھا۔ایسے میں اگر وہ پُر سکون سی سو رہی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھی تو وہ اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے اٹھنے کا انتظار کرنے والا تھا۔ دنیا انتظار کر سکتی تھی ورنہ بھاڑ میں جا سکتی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

علینا نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ وہ پہلے تو سمجھ نہ پائی کہ وہ کہاں تھی پھر اسے احساس ہوا کہ وہ ابھی تک عصام کے سینے پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ خاموشی سے۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔ پھر آہستہ سے سیدھی ہو بیٹھی۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟" اس نے اس کے ماتھے کو چھوتے ہوئے پوچھا۔ "بخار تو نہیں ہے اب۔"

"کیا ٹائم ہو رہا ہے؟" اس نے اپنا موبائل ڈھونڈتے ہوئے پوچھا لیکن یکدم اس کی نظر اپنے کپڑوں پر پڑی۔ اسے اچھی طرح سے یاد تھا کہ وہ ہوسپٹل سے یہ کپڑے پہن کر نہیں نکلی تھی۔ اس کے کپڑے گیلے ہو گئے تھے تو کیا عصام نے۔۔۔؟ اسے حد درجہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔عصام نے اس کے سارے نشان دیکھ لیے ہوں گے۔ضرور اسے اس سے کراہیت محسوس ہوئی ہوگی۔نفرت محسوس ہوئی ہوگی۔اس کا دل چاہا کہ وہ کہیں غائب ہو جائے۔عصام اسے دیکھ رہا تھا اور وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ وہ چہرہ جھکائے اپنی قمیض کو ہی دیکھ رہی تھی۔وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی تھی۔

"تم پوری طرح سے بھیگ گئی تھیں۔"علینا نے عصام کی طرف دیکھا۔وہ نظریں جھکائے ہوئے تھا۔"اور تم بخار میں جل رہی تھیں۔تمہاری حالت اسٹیبل نہیں تھی،میں تمہیں ہوسپٹل نہیں لے کر جا سکتا تھا اور نہ ہی ماہا کو بلا سکتا تھا۔وہ آتی تو بہت سے سوال پوچھتی اور پھر۔۔۔"وہ کچھ شرمندہ سا کہہ رہا تھا۔

"پھر میرے جسم پر موجود نشان دیکھ لیتی۔"اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن عصام اس کی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس لیے مجھے ہی تمہارے کپڑے تبدیل کرنے پڑے۔ مجھے معلوم ہے تم ان کمفرٹیبل محسوس کر رہی ہو گی یہ سب جان کر لیکن میں مجبور تھا۔ آئی ایم رئیلی سوری۔"اس کا لہجہ شرمندگی لیے ہوئے تھا۔ علینا نے اس کی طرف دیکھا۔

"کتنی بار بناوجہ سوری کہو گے عصام؟ کتنی بار؟"عصام نے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ رو رہی تھی۔

"ساری زندگی یونہی بناوجہ سوری کہتے رہو گے اور میں؟ میں ہر بار ایسے ہی کروں گی!"وہ ایک جھٹکے سے بیڈ پر سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ آنکھوں سے آنسو روانی کے ساتھ بہتے جا رہے تھے۔"میں پاگل ہوں عصام! یا شاید میں منحوس ہوں۔ جس کی زندگی میں بھی جاؤں گی اس کی زندگی میں مصیبتیں ہی پیدا کروں گی۔ عذاب کر دوں گی اس انسان کی زندگی! جیسے تمہاری کر رہی ہوں! کیا ملے گا تمہیں مجھ جیسی لڑکی کے ساتھ زندگی گزار کر؟ خوشیاں؟ کامیابیاں؟ اولاد؟ ہیپیلی میرڈ لائف؟ کچھ نہیں ملے گا تمہیں مجھ سے سوائے دُکھوں کے! سوائے عذابوں اور مصیبتوں کے! سوائے مہرومیوں کے!"وہ اس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ

خاموش سا اسے دیکھ رہا تھا۔"مجھ سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا عصام! تم ایک بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے ہو۔ جو تمہارے قدم کے ساتھ قدم ملا کر چلے۔ جو تمہیں فخر محسوس کروائے شرمندگی نہیں! ایک ایسی لڑکی جس کے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ نہ ہو جو فیصلے لینا جانتی ہو، جو بہادر ہو میری طرح بزدل نہیں! تمہارے پاس ابھی بھی موقع ہے! ابھی بھی وقت ہے! جسٹ لیو می!"وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔ اگلا جملہ ادا کرنے سے پہلے اس کے لب کانپے تھے۔"مجھے طلاق دے دو۔"وہ سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔

عصام نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کانپ رہے تھے۔ اس نے کبھی اسے اتنا ٹوٹا ہوا نہیں دیکھا تھا۔ کبھی نہیں۔ وہ اتنی ٹوٹی ہوئی تو اسے تب بھی نہیں لگی تھی جب وہ اپنی زندگی کے بارے میں اسے بتا رہی تھی۔

"دیکھو تمہارے آگے پوری زندگی پڑی ہے! اپنی زندگی پر فوکس کرو عصام! مجھ مٹی کی گڑیا سے تمہیں کیا ملے گا سوائے مسئلوں کے؟"وہ تیزی سے اپنے دھیان میں کہہ رہی تھی۔

عصام بستر پر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔"میرے مسئلوں کو کب تک سلجھاتے رہو گے؟ دیکھو

ایک وقت آئے جب تم تنگ آجاؤ گے مجھ سے!نہ تمہارے پاس ایک فیملی ہو گی نہ ایک اچھی بیوی اور نہ زندگی کا سکون!اگر تم ابھی کوئی فیصلہ۔۔۔"اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب وہ آہستہ سے چلتا ہوا اس کے ساتھ آلگا۔بہت آہستہ سے اس نے علینا کا سر اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھا۔وہ ساکت کھڑی رہ گئی۔آنسو رک گئے۔اس نے بہت آہستہ سے اس کے گرد اپنے بازو لپیٹے۔

"تمہیں میرے دل کی دھڑکنیں سنائی دے رہی ہیں؟"وہ پوچھ رہا تھا۔

علینا اس کی دھڑکنوں کو سن رہی تھی۔اس نے بہت سی دھنیں سنی تھیں لیکن یہ دھن؟وہ یہ دھن تا عمر سننا چاہتی تھی۔

"میرے دل کی ہر دھڑکن تمہارا نام لیتی ہے۔ہر دھڑکن تمہارے ہونے سے چلتی ہے۔پاگل پن کہو یا عشق۔۔۔اب جو ہے سو ہے۔اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔اگر دنیا کی ہر شے کے پاس قوتِ گویائی ہوتی تو وہ بھی میری تم سے وفاداری پر گواہی دیتی۔تم کہتی ہو کہ ساری زندگی مجھے تم سے سوری کہنا پڑے گا تو ہاں میں خوشی سے سوری کہوں گا!تم

کہتی ہو کہ تم منحوس ہو اور جس کی زندگی میں بھی جاؤ گی اس کی زندگی خراب ہو جائے گی۔ نہ تم منحوس ہو اور نہ ہی تم کسی کی زندگی خراب کر دیتی ہو۔ تمہارے ایک اندھیرے کمرے میں آجانے سے روشنی محسوس ہونے لگتی ہے۔ تم نے میری زندگی کو روشن کیا ہے علینا! خوشیاں۔ کامیابیاں۔ اولاد۔ میں نے ان کا کیا کرنا ہے جب تم میری زندگی میں ہی نہیں ہو گی تو؟ مجھے یہ سب نہ بھی ملا تو میں پھر بھی تمہارے ساتھ رہنا پسند کروں گا۔ مجھ سے اگر سو بار بھی انتخاب کے بارے میں پوچھا جائے گا تو بھی میں ہر بار تمہارا ہی انتخاب کروں گا!" وہ سُن کھڑی اسے سن رہی تھی۔ وہ ایک ایک کر کے اس کی ہر بات کا جواب دے رہا تھا۔ "ہاں ہوں گی بہت سی اچھی لڑکیاں دنیا میں جو میرے قدم کے ساتھ قدم ملا کر چل سکیں گی لیکن علینا اگر تم مجھ سے چند قدم پیچھے بھی رہ گئیں تو میں تمہارا انتظار کروں گا تاکہ تم اپنے قدم مجھ سے ملا سکو۔ جب میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں نا تو میں فخر محسوس کرتا ہوں، مجھے لگتا ہے مجھ سے زیادہ اس دنیا میں کوئی خوش نصیب ہے ہی نہیں! تم پاگل نہیں ہو نہ ہی نفسیاتی مریض ہو۔ تمہیں پی ٹی ایس ڈی ہے اور وہ ایک بیماری ہے جس طرح کوئی بھی دوسری

بیماری ہوتی ہے اور وہ ٹھیک ہو سکتی ہے۔ تم بزدل نہیں ہو، ہر گز نہیں! تم بہت بہادر ہو! اگر تم مٹی کی گُڑیا ہو تو میں تمہارے ساتھ مٹی کا گڈا بننا پسند کروں گا۔ محل کا شہزادہ بننے کی کوئی چاہ نہیں ہے مجھے! میں ساری عمر تمہارے مسئلوں کو سلجھاؤں گا۔ اگر تمہارا ہاتھ تھام کر بھی مسئلے تم نے خود ہی ہل کرنے ہیں تو میرا تمہارا ہاتھ تھامنے کا کیا فائدہ؟ اور آخری بات علینا! تم نے مجھ سے فیصلہ لینے کے لیے کہا ہے۔" علینا نے اپنے آنکھیں بند کر لی۔ بند آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ "میں نے فیصلہ لے لیا ہے۔ میں تمہارے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور جب تمہارے بغیر میری زندگی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے تو طلاق دینے کے بارے میں بات کرنا ہی بے سرا ہے۔

You're my wife and I can't ever in my whole life think of an another woman taking your place!"

وہ خاموش ہو چکا تھا اور وہ اگلے لمحے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ اس کی شرٹ کو اپنی مُٹھیوں میں بھینچے وہ ایسے رو رہی تھی کہ جیسے کسی نے اس سے زندگی چھین کر اسے واپس کر دی ہو۔

اسے ایسا لگا کہ وہ کچھ کھو کر واپس پا چکی ہے۔ وہ زمین پر روتے ہوئے گر سی گئی۔ عصام بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"بس۔ بس۔ بس۔" وہ کسی بچے کی طرح اس کے بال سہلاتے ہوئے اسے رونے سے روک رہا تھا۔ وہ اس کی ذہنی حالت سے اچھی طرح واقف تھا۔ ایسی حالت میں وہ سمجھ سکتا تھا کہ وہ اس طرح کی باتیں انسیکیوریٹی اور گلٹ کی وجہ سے کر رہی تھی۔ وہ ڈر رہی تھی۔ وہ بہت دیر تک اس کے گلے لگی روتی رہی اور وہ اس کی کمر اور بال سہلاتا رہا۔ پھر وہ اسے اپنے ساتھ لیے کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ اسے کچن کاؤنٹر کے ساتھ کرسی پر بیٹھا کر اسٹو کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس کے لیے کھانا بنانے لگا اور وہ اسے دیکھنے لگی۔ ہاٹ چاکلیٹ کے ساتھ سینڈوچ بنا کر اس نے اس کے سامنے رکھے، پھر کمرے میں چلا گیا۔ کمرے سے ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس پکڑے وہ واپس علینا کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

"تم کھا کیوں نہیں رہی ہو؟" وہ اسے کھانا نہ کھاتے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"تم بھی تو نہیں کھا رہے؟" وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بخار مجھے نہیں تمہیں تھا۔" وہ فرسٹ ایڈ باکس میں دوائی ڈھونڈتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"لیکن بھوکے تو تم بھی ہو نا۔" وہ اٹھی اور برتنوں کے ریک تک گئی اور ایک پلیٹ اور ایک مگ اٹھا لائی۔

"کیا کر رہی ہو علینا؟ کھا لو یار ورنہ دوبارہ بخار چڑھ جائے گا تمہیں!" وہ اسے مگ میں آدھی ہاٹ چکلیٹ اُنڈیلتے اور پلیٹ میں آدھا سینڈوچ رکھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ علینا نے مگ اور پلیٹ اس کے آگے کر دی۔

"تم کھاؤ گے تو میں کھاؤں گی!" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"یہ کیا ضد ہے بھلا؟" وہ اسے رک کر دیکھنے لگا۔

"تم نے ابھی ابھی ایک تقریر کی تھی۔" اس نے چہرے پر آتے اپنے بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا۔ عصام کا اتنا دھیان علینا کی بات پر نہ گیا جتنا کہ اسے کان کے پیچھے اپنے بال اڑستے ہوئے دیکھنے پر گیا۔ وہ خاموشی سے سینڈوچ کھانے لگا۔ وہ اپنی بیوی کی کوئی بات ٹال نہیں سکتا تھا۔ اسے کھاتا دیکھ علینا بھی اپنا سینڈوچ کھانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے سینڈوچ کھالیا تو عصام نے اس کے ہاتھ پر فرسٹ ایڈ باکس سے کچھ دوائیاں نکال کر رکھ دیں۔ وہ ہاٹ چاکلیٹ کے ساتھ اس دوائیوں کو نگل گئی۔ عصام کا مگ بھی خالی ہو چکا تھا۔

عصام نے اس کے ہاتھ پکڑے اور کہنا شروع کیا۔

"علینا اب تم میری بات غور سے سنو گی۔ میں نے کچھ فیصلے لیے ہیں۔ میں تم سے انہیں شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تمہیں کسی بات پر اعتراض ہو تو مجھے بتا دینا۔ ہمم؟" اس نے علینا کی طرف دیکھ کر پوچھا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اس پر بھروسہ کرتی تھی۔

"تم اب یہاں نہیں رہو گی۔ تم میرے ساتھ گھر چلو گی۔ جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے اس کے بعد تمہارا یہاں اکیلے رہنا بلکل بھی سیف نہیں ہے۔ اور ویسے بھی تمہیں کیئر کی ضرورت ہے۔ اس لیے تم میرے ساتھ چلنے والی ہو۔ میں کل ہی ہمارا نکاح اناؤنس کر دوں گا۔ آئی ڈونٹ گو آفک کہ کون سے تھرٹیٹس ہیں۔ میں نے تم سے نکاح اس لیے نہیں کیا تھا کہ نکاح

کے بعد بھی دنیا سے اپنا اور تمہارا رشتہ چُھپاتا پھرتا۔ اور ہم ایک ہفتے بعد امریکہ جا رہے ہیں۔"علینا نے پہلی بار حیرانی کا تاثر دیا۔

"کیوں؟"

"کیونکہ امریکہ میں بہت اچھے تھیراپسٹس اور سائیکاٹرسٹس ہیں۔ ہم اپنے سیمسٹرز فریز کروا کر باہر چلے جائیں گے اور پھر واپس آنے پر اپنی ڈگری وہیں سے جاری کریں گے جہاں پر چھوڑی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم خود پر پوری طرح سے کام کرو۔ جانتا ہوں آسان نہیں ہو گا لیکن ناممکن بھی نہیں اور میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اس لیے پلیز منع مت کرنا علینا۔"وہ بہت امید لیے کہہ رہا تھا۔

"اوکے۔ تمہیں جو بہتر لگ رہا ہے وہ کرو۔ آئی ٹرسٹ یو۔"اس کے ہونٹ مدھم سی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"ایک اور بات علینا۔ تمہارے جسم پر جو بھی نشان ہیں۔ اگر تم انہیں ریموو کروانا چاہو تو کروا سکتی ہو۔ آج کل بہت سی میڈیکل ٹریٹمنٹس آچکی ہیں۔ اگر تمہیں اپنے نشانوں کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ریمو و کروانا ہے تو تم کروا سکتی ہو۔ ہم دنیا کے بہترین ڈرماٹالوجسٹس کے پاس جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ پوری طرح سے تمہاری مرضی پر انحصار کرتا ہے کہ تم انہیں ختم کروانا چاہتی ہو یا نہیں۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"تم کیا کہتے ہو؟ کیا مجھے یہ کروانا چاہیئے؟" وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میرے کہنے یا نہ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا علینا! یہ تمہارا فیصلہ ہے اور تم جو بھی فیصلہ کرو گی میں تمہیں سپورٹ کروں گا۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ وہ اسے کشمکش کا شکار دیکھ رہا تھا۔

"کیا تمہیں انہیں دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے؟" عصام نے اسے کنفیوزڈ دیکھ کر پوچھا۔ علینا نے گیلی آنکھیں اٹھا کر عصام کی طرف دیکھا۔

"بہت زیادہ۔ بہت بہت زیادہ۔" اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ "مجھے گھن اور کراہیت محسوس ہوتی ہے اپنے جسم سے۔"

عصام کے دل کو کسی نے مٹھی میں لے کر دبایا۔ اس نے ایک ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کی گیلی آنکھیں صاف کیں۔ دوسرا ہاتھ ابھی بھی اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو پھر ہم انہیں ریمو کروادیں گے۔ ہمم؟"اس نے مسکرا کر کہا۔وہ ہلکا سا مسکرا کر سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"چلو پھر ٹھیک ہے۔تم اپنا ضروری سامان پیک کر لو۔مجھے ایک دو گھنٹے کے لیے ایک بہت اہم کام کرنے جانا ہے۔جب میں واپس آؤں گا تو تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور باقی کا سامان ہم کل آ کر گھر لے جائیں گے۔"وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ضروری کام؟"وہ اسے الجھی ہوئی لگی۔

"ہاں ایک ضروری کام ہے اور پھر مجھے گھر جا کر ڈیڈ سے بھی بات کرنی اور پھر تمہارے لیے کمرہ بھی تو سیٹ کروانا ہے۔"وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔علینا نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا۔

وہ فلیٹ سے باہر نکل آیا تھا۔اور فلیٹ سے باہر نکلتے ساتھ ہی عصام کا چہرہ سرد پڑ گیا۔بے تاثر اور مردہ چہرہ۔وہاں کوئی جذبات نہ تھے۔وہ عصام جو ابھی چند لمحوں پہلے علینا کے ساتھ

بیٹھا مسکرا رہا تھا اب ایسا ہو گیا تھا کہ اسے دیکھ کر گمان ہوتا کہ شاید اس نے کبھی مسکرانے کے بارے میں سنا ہی نہیں تھا، جیسے اسے مسکرانا لفظ کا مطلب ہی نہ معلوم ہو۔

وہ تیز اور سنجیدہ سی چال چلتا ہوا لفٹ میں سوار ہو گیا۔ گراؤنڈ فلور کا بٹن دبایا۔ لفٹ کے بند ہوتے دروازوں سے اس کا خوفناک حد تک سرد چہرہ نظر آرہا تھا۔ اس نے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا پھر شاہزیب کی کال آتی دیکھ کر موبائل کان سے لگالیا۔ وہ موبائل کو سائلنٹ پر رکھے ہوئے تھا۔

"بولو۔" ہر تاثر اور احساس سے پاک اس کی بے رحم سی آواز گونجی۔

"تم شہریار سر کی کال کیوں نہیں اٹھا رہے ہو؟ وہ بار بار مجھے کال کر کے پوچھ رہے ہیں کہ تم کہاں ہو؟ میں نے ان سے یہ کہہ دیا ہے کہ تم کل رات سے علینا کے ساتھ ہو کیونکہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے لیکن وہ مطمئن نہیں ہو رہے۔" وہ پریشان سا کہہ رہا تھا۔ عصام پر رتی برابر بھی فرق نہ پڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب اگر ڈیڈ کی کال آئے تو ان سے کہنا کہ میری بیوی کی عزت پر ایک گدھ نے ہاتھ ڈالا تھا۔ اب میں اس گدھ پر ہاتھ ڈالنے جا رہا ہوں۔ اگر کوئی رحم دلی ان میں بچی بھی ہو گی تو غیرت تھپکی دے کر سُلا دے گی۔ کیونکہ میرے اندر اگر انسان ہونے کے ناطے کوئی رحم دلی بچی بھی تھی تو غیرت اس کا قتل کر چکی ہے۔" اس نے کہہ کر ٹھک سے کال کاٹ دی اور موبائل واپس سے پینٹ کی جیب میں اڑس لیا۔ لفٹ کے دروازے کب کے کُھل چکے تھے۔ وہ لفٹ سے باہر آ گیا۔

عصام شہریار خان علینا ضرار کے معاملے میں رحم نہیں کرتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ بات ارحم شاہنواز کو معلوم نہیں تھی۔

وہ اسے یہی بات بتانے جا رہا تھا۔

بلکہ عملی مظاہرہ کر کے دکھانے جا رہا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

رات کے دس بج رہے تھے۔

اور وہ ایک ویران و سنسان علاقے میں ایک خالی پڑی بنجر فیکٹری کے باہر اپنی Aston Martin روک رہا تھا۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ چہرہ ہنوز ویسا ہی تھا جیسا لفٹ میں جاتے اور لفٹ سے نکلتے ہوئے تھا۔ اپنے دائیں ہاتھ کی مُٹھی کو بار بار کھولتے اور بند کرتے ہوئے وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اندر آتے ساتھ ہی خون کی نجس بدبُو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات نہ بدلے۔ وہ چند قدم چل کر آگے آیا تو اسے شاہزیب نظر آیا۔ اس کے باقی کے گارڈز بھی وہیں موجود تھے اور وہ اس وقت کُرسی کے ساتھ بندھے ارحم کو ایک بھاری اور نوکیلی شے کے ساتھ مار رہے تھے۔ اس کے جسم پر لباس نہیں تھا سوائے شارٹس کے۔ پورا جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے نظر اٹھا کر ذرا سا دوسری طرف دیکھا۔ وہاں ایک چکور شیشے کا سفید روشنی سے مزین کمرہ تھا۔

"بس کرو اب!" شاہزیب نے عصام کو دیکھ لیا تھا اس لیے اس نے گارڈز کو مزید اسے مارنے سے روک دیا۔

ایک گارڈ تیزی سے کرسی اٹھا لایا اور اسے ارحم کے سامنے ذرا فاصلے پر رکھ دیا۔ عصام چل کر شاہزیب کے قریب آیا۔ پھر اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ شاہزیب نے پہلے اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کے سرد پڑے چہرے کو۔

"عصام مت کرو۔۔۔"وہ ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس نے شاہزیب کی بات کاٹ دی۔

"کوشش کرنا ڈیڈ کو اس سب کے بارے میں فوراً پتا نہ چلے۔"اس نے اپنی آنکھوں سے اسے تنبیہ کی تھی۔ شاہزیب چند لمحوں کے لیے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے پینٹ میں اڑسی پسٹل نکال کر عصام کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کیا کر کے آئے ہو۔"اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"ہو جائے۔"وہ کہتا ہوا مڑ گیا۔ قدم قدم لیتا وہ کُرسی پر آ بیٹھا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر پسٹل کی نال اس کی ٹھوڑی پر رکھی اور اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ اس کے ہونٹ یکدم مسکراہٹ میں ڈھلے۔ پھر وہ ہنسنے لگا۔ ارحم شاہنواز ہنس رہا تھا۔ اور عصام بے تاثر سا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ چند لمحوں تک ہنستا رہا پھر ایک جھٹکے سے اپنا چہرہ پسٹل کی نال پر سے ہٹا لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ لاہور میں ہے؟"اس کی برف جیسی آواز پورے میں گونج رہی تھی۔

"جس پارٹی میں تم نے مستجاب کے بیٹے کو مارا اسی پارٹی میں دیکھا تھا میں نے تم دونوں کو! ایک بات بتاؤ؟ کیا لگتے ہو اس کے جو اتنا سب کر رہے ہو؟"وہ مسکراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"شوہر ہوں۔"

"اس (گالی) نے تمہیں پھنسا لیا؟ ملک کے سب سے امیر لڑکے کو؟ یعنی مستجاب کے بیٹے کو بھی اسی نے پھنسایا ہو گا بعد میں مکر گئی ہو گی! یہ ساری (گالی) عورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں! مردوں کو پہلے پھنساتی ہیں پھر وکٹم کارڈ کھیلتی ہیں۔"وہ خاموشی سے اس کے منہ سے نکلتی غلاظت سن رہا تھا۔ اس وقت وہاں موجود ہر شخص کو یہ خوف تھا کہ عصام اس پر گولیوں کی برسات نہ کر دے۔ لیکن وہ اس لیے بھی حیران تھے کہ وہ آخر اس کی بکواس کیوں سن رہا تھا؟

ارحم کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا۔ عصام ہنوز ویسا ہی تھا۔

"تو؟اب تم کیا کرو گے؟مجھے اپنے ہاتھوں سے مجھے مار دو گے؟"وہ استہزائیہ سے انداز میں اس کا مزاق اڑا رہا تھا۔وہ شہریار خان کے خاندان کی ساکھ سے واقف تھا۔ان کا خاندان کبھی کسی اسکینڈل کا حصہ نہیں رہا تھا۔وہ غلط کام نہیں کیا کرتے تھے۔اور قتل؟یہ تو ناممکن سی بات تھی۔اب عصام شہریار خان صرف اپنی بیوی کی وجہ سے قتل تو نہیں کرے گا نا؟

"وہ مجھے سب بتا چکی ہے۔جو بھی تم نے اور تمہاری ماں نے اس کے ساتھ کیا۔"وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔وہاں کوئی شرمندگی نہ تھی،نہ ہی وہاں کوئی پچھتاوا تھا۔وہ اس سب سے حظ اٹھا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا کیا بتایا اس نے تمہیں میرے بارے میں؟"وہ جیسے محظوظ ہوا یہ جان کر کہ علینا نے اس کے بارے میں عصام کو بتایا تھا۔"کیا اس نے تمہیں یہ بتایا کہ وہ سب سے زیادہ تب چیختی تھی جب میں اسے چھوتا تھا؟"وہ معنی خیز سا مسکرایا۔عصام نے اپنی مُٹھیاں بھینچ لیں۔"کیا۔۔۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔مسکرایا،پھر اپنی بات جاری رکھی۔"اس نے تمہیں یہ بتایا کہ وہ مجھ سے کہتی تھی کہ بھلے سے میں اسے مار دوں لیکن اسے چھوؤں نہ؟"وہ

بے تاثر سا اسے سن رہا تھا۔"شاید نہیں بتایا اس نے۔"وہ جیسے بد مزہ ہوا۔ پھر یکدم اس کی آنکھیں چمکیں۔"لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے سب سے زیادہ مزہ کب آیا!"وہ مسکرایا۔ "ذرا میرے چہرے کے پاس آؤ!"عصام ہنوز ویسے ہی بیٹھا رہا۔ اسے ارحم کی بات سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ ارحم نے منہ بسور لیا۔"کیا تم چاہو گے کہ میں اتنے مردوں کے درمیان تمہاری بیوی کے بارے میں۔۔۔"اسے اپنی بات بیچ میں چھوڑنی پڑی کیونکہ عصام اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لے آیا تھا۔ وہ ہنسا پھر کہنے لگا۔"جب میں تمہاری بیوی کے سینے کو چھوتا تھا۔ وہ تڑپتی تھی۔ چیخ چیخ کر اس کی آواز بند ہو جاتی تھی۔ اور۔۔۔"وہ فوراً پیچھے ہو گیا۔ وہ مزید نہیں سن سکتا تھا۔ نہ تو وہ اتنا بے حیا تھا کہ اپنی بیوی کی بے آبروئی کسی کے منہ سے سنتا اور نہ ہی اتنا طاقتور کہ اپنی بیوی پر بیتی ہوئی تکلیف سن سکتا۔

ارحم اس کے پیچھے ہو جانے پر کھلکھلا کر ہنسا تھا۔ پھر ہنستا رہا۔

"کیا ہوا؟اتنی سی ہمت ہے تم میں؟ابھی تو میں تمہیں اور بھی ایسی باتیں بتا سکتا تھا۔ میرے پاس ایک لمبی لسٹ ہے اس رات کی!لیکن افسوس تمہاری بیوی نے تمہیں وہ لسٹ نہیں سنائی!"وہ معنی خیز مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

عصام چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"اچھا ہوا جو تم نے مجھے سب بتا دیا۔ کیونکہ میری بیوی نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ شرم تھی؟ خوف تھا؟حیا تھی؟یا پتا نہیں کیا!لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا!اچھا کیا تم نے مجھے بتا دیا سب!"وہ ہنوز ویسا ہی تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا نے اسے اس رات کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں بتایا تھا،سوائے اس بات کے کہ اس کے ساتھ اسالٹ ہوا تھا۔اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ اسے ہنٹر سے مارتا تھا،سیگریٹس سے جلاتا تھا اور چاقو سے کٹس لگاتا تھا۔اس نے بس یہی بتایا تھا۔لیکن باقی سب؟وہ باقی اور کچھ نہیں بتا سکی تھی۔اس نے عصام کو کیا،کبھی کسی کو بھی اپنے ساتھ ہوئی عصمت دری کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔وہ بس۔۔۔نہیں بتا سکی تھی۔۔۔

پہلی بار ارحم کے تاثرات بدلے تھے۔

"تم نے میری بیوی کو تکلیف پہنچائی۔اس عورت کو تکلیف پہنچائی جس کے لیے میں اس پوری دنیا کو جلا کر راکھ کر سکتا ہوں۔اور میں یہ صرف کہہ نہیں رہا۔میں یہ کر سکتا ہوں۔تم نے میری بیوی کو خون کے آنسو رُلایا۔اس عورت کو رُلایا جس کی آنکھوں سے اگر آنسو گریں تو مجھے لگتا ہے کہ وہ میرے دل پر گر رہے ہیں۔تم نے میری بیوی کے جسم کو روند ڈالا۔اس عورت کے جسم کو جس کے جسم پر میں کسی کی بُری نظر تک برداشت نہیں کر سکتا۔تم نے میری بیوی کو زخم دیے۔اس عورت کو زخم دیے جس پر میں ایک خراش برداشت نہیں کر سکتا۔تم نے میری بیوی کو ایک پی ٹی ایس ڈی پیشنٹ بنا دیا۔اس عورت کو جس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنے کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔"وہ ایک لمحے کے لیے رکا پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔"تم نے یہ سب میری بیوی کے ساتھ کیا۔اور تم میرے سامنے بے فکر سے ہنس رہے ہو۔مسکرا رہے ہو۔میری بیوی کے بارے میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مغلظات اپنے منہ سے نکال رہے ہو۔یہ سوچے بغیر کہ کیا میں اتنا سب ہونے کے بعد تمہیں صرف مار کر پھینک دوں گا؟"وہ پہلی بار مسکرایا تھا۔

ارحم کے چہرے کے رنگ تبدیل ہو گئے۔اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

"تم ایک سیڈسٹ(sadist)ہو،تمہیں دوسروں کو تکلیف دینے میں مزہ آتا ہے۔لیکن!"وہ مسکرایا۔"تم ایک میسوچسٹ(masochist)نہیں ہو!"وہ مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم مجھے مارنے والے تھے نا؟"اسے بولنے میں دقت محسوس ہوئی۔

"تم ایک میسوچسٹ نہیں ہو اس لیے دوسروں کی تمہیں دی ہوئی تکلیف تم برداشت نہیں کر سکو گے۔"

"تم مجھے مارنے والے تھے تو پھر مار کیوں نہیں رہے ہو؟"اس نے چلاتے ہوئے کہا۔

عصام چہرہ موڑ کر شیشے کے چکور کمرے کی طرف دیکھنے لگا۔اسے عصام کے خاموش ہونے کی وجہ سمجھ آگئی تھی۔اس نے چہرہ موڑ کر ارحم کی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کس نے کہا کہ میں تمہیں مارنے والا تھا؟"وہ استہزائیہ سا ہنسا۔

"مجھے مار دو پلیز! تمہارا بدلہ پورا ہو جائے گا!"وہ چلایا تھا۔ خود کو آزاد کرنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔

"مارنے سے میرا بدلہ پورا ہو جائے گا؟"اس نے ایک آبرو اٹھائی۔"میں تمہیں وہ تکلیف پہنچانا چاہتا ہوں جو تم نے اسے پہنچائی حالانکہ یہ تکلیف اس تکلیف کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہو گی جس سے وہ ہر روز گزرتی ہے۔"وہ اپنے اسی سرد انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اسے تم مل تو چکے ہو! اب خوش تو ہے وہ! اور کیا چاہیئے اسے اب؟"وہ غرایا تھا۔

"کس نے کہا وہ خوش ہے؟ کسی انسان کا مل جانا خوشی کے مل جانے کے مترادف کب ہو گیا؟ اس کا بہت کچھ جا چکا ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ واپس نہ آسکا تو؟ تو میرا اس کو دیا ہوا ہر وعدہ ٹوٹ جائے گا! تم نے میرا بہت نقصان کیا ہے جس کی کوئی معافی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی بھر پائی تو اب خمیازہ بھگتو!"وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تم کیا کرنے جا رہے ہو؟ سنو! سنو! میری بات سنو!"وہ چلا رہا تھا۔

عصام نے شاہزیب کی طرف آبرو سے اشارہ کیا۔

"اٹھاؤ اسے اور اندر لے کر جاؤ!"شاہزیب نے گارڈز سے کہا تھا۔وہ اس کی رسیاں کھولنے لگے پھر اسے گھسیٹتے ہوئے اس شیشے کے کمرے میں لے گئے۔وہ چلاتا رہا لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔فرش پر سفید ٹائلیں تھیں اور چھت پر باریک باریک سے سوراخ۔بلکل ویسے سوراخ جیسے کسی چھانتی میں ہوتے ہیں۔گارڈز اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر آگئے۔

عصام پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے شیشے کی دیوار کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ارحم شیشے پر زور زور سے ہاتھ مار رہا تھا جیسے توڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم اسے جتنا مرضی مار لو،جو مرضی اس پر اٹھا کر پھینک دو۔۔۔یہ نہیں ٹوٹے گا۔میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا لیکن جو میں کروں گا۔۔۔اس کے درمیان اگر تم مر گئے تو اس میں میرا کوئی دوش نہیں ہو گا!یہ تمہاری غلطی ہو گی کیونکہ تم درد برداشت نہ کر سکے۔"

"تم کیا کرنے والے ہو؟"وہ دھک سے رہ گیا۔

"ابھی پتا چل جائے گا۔"

"تمہیں اللہ کا واسطہ ہے! یہ مت کرو!" وہ جیسے رو دینے کو تھا۔

"اس نے بھی دیا تھا۔ یاد کرو۔ اور تم نہیں رکے تھے۔ تو اب میں کیوں رکوں؟" وہ بے تاثر سا بولا۔

اور اگلے لمحے ہی چھت پر لگے ان سوراخوں میں سے بے رنگ مائع گرنے لگا۔ وہ قطرے اس کے زخموں سے بھرے جسم پر گرے اور اس کی فلک شگاف چیخیں گونجنے لگیں۔

"میں تمہیں ایک بات بتانا بھول گیا تھا۔ شیشے کا یہ کمرہ ایسڈ پروف ہے۔" وہ کہہ کر پلٹ گیا۔

ارحم کے جسم کا ریشہ ریشہ جل رہا تھا۔ گل سڑ رہا تھا۔ شیشے کے چکور کمرے میں سفید بادل نما دھواں بھر رہا تھا۔ اور اس کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ اور اس سب کے درمیان وہ چلتا ہوا شاہزیب کے پاس آیا۔ اس کے کندھے کے ساتھ کھڑا وہ کہنے لگا۔

"جب مر جائے تو لاش اس کی ماں کے گھر کے سامنے پھینک کر آنا۔اور پیچھے کوئی سُراغ مت چھوڑنا!"اس کے ہاتھ پر پسٹل رکھتا،اس کا کندھا تھپتھپاتا وہ باہر نکل گیا۔ پیچھے شاہزیب سمیت سب گارڈز اس کی چیخوں سے خوفزدہ کھڑے رہ گئے۔

* *

رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔

وہ گھر آ گیا تھا۔اس نے ملازموں کو علینا کے لیے کمرہ تیار کرنے کے لیے کہا اور پھر کپڑے تبدیل کر کے اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں آ گیا۔ معمول سے ہٹ کر آج شہریار صوفے پر بیٹھنے کے بجائے لاؤنج کے بیچ و بیچ کھڑے تھے۔وہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ملازم علینا کا کمرہ تیار کر کے جا چکے تھے۔ان کے جانے کا وقت تھا۔اس وقت گھر میں صرف عصام اور شہریار ہی موجود تھے۔ عصام انہیں دیکھ کر رک گیا۔اسے معلوم تھا کہ اب کیا ہونے والا تھا۔شہریار اس کے قریب آئے۔وہ چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔وہ بھی ان کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔اور اگلے لمحے شہریار نے ایک

زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔ تھپڑ بہت زوردار تھا مگر اس کا جسم ہلا تک نہیں۔ہاں البتہ دل ضرور ہل کر رہ گیا تھا جو اس کے چہرے نے ظاہر نہ ہونے دیا۔اسے زندگی میں پہلی بار اپنے باپ سے تھپڑ پڑا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا،اس میں ان کی غلطی نہیں تھی۔ اس میں کسی کی غلطی نہیں تھی۔

"جانتے ہو تم کون ہو؟"اس نے زندگی میں پہلی بار اپنے باپ کے منہ سے اپنے لیے سرد لہجہ سنا تھا۔اس کا دل کانپ گیا لیکن وہ کھڑا رہا۔"قاتل ہو تم!"وہ اس پر غرائے تھے۔

"قاتل!"

"میں نے قتل نہیں کیا نہ ہی یہ میری نیت تھی۔ آئی واز جسٹ گیونگ ہم ڈی ٹیسٹ آف ہز آن میڈیسن!"وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔

"تمہاری کوئی وضاحت کام نہیں آئے گی عصام! قتل کر کے آئے ہو تم! تمہاری وضاحت سے قتل بدل نہیں جائے گا!"وہ ایک بار پھر غرائے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جانتا ہوں لیکن میرے پاس کوئی اور آپشن نہیں تھا۔"اس نے باادب لہجے میں کہا تھا۔ اگر علینا اس کی بیوی تھی تو وہ بھی اس کے ڈیڈ تھے اور اس سب میں ان دونوں کی ہی کوئی غلطی نہیں تھی۔

"تمہارے پاس آپشن نہیں تھا؟"انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا۔"تمہارے پاس آپشن نہیں تھا؟"انہوں نے چلاتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں میرے پاس آپشن نہیں تھا۔اگر آج میں اسے جانے دیتا تو وہ کبھی دوبارہ میرے ہاتھ نہ آپاتا!"اس نے نارمل انداز میں کہا۔

"قانون تھا تمہارے پاس! قانون تھا تمہارا آپشن!"وہ غرائے تھے۔عصام نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

"کونسا قانون ڈیڈ؟وہ قانون میرا آپشن تھا جس نے علینا کے فاڈر کے قتل پر جھوٹی ایف آئی آر کاٹی؟یا پھر وہ قانون جس کے ہوتے ہوئے ایک صوبائی وزیر کے گھر پر اُس وزیر کا بیٹا ایک لڑکی کو جنسی اور جسمانی طور پر ٹارچر کرتا رہا اور گھر کے باہر ڈیوٹی پر موجود گارڈز اس

لڑکی کی چیخیں سنتے رہے؟بتائیں مجھے؟یہ قانون میرا آپشن تھا؟"وہ بلند آواز میں کہہ رہا تھا لیکن اس کے لہجے سے بد تہذیبی نہیں جھلکتی تھی۔

"یہ سب اس ملک میں ان کے ساتھ ہوتا ہے جو کسی مضبوط بیک گراؤنڈ کے بغیر اپنا کیس لڑتے ہیں۔اور ہم کمزور نہیں ہیں۔۔۔"وہ ابھی کہہ رہے تھے کہ عصام نے ان کی بات کاٹ دی۔

"میں اپنی بیوی کی بات کر رہا ہوں ڈیڈ!ایک عورت کی!کیا آپ نہیں جانتے کہ اس ملک کی عدالتیں،اس ملک کے لوگ،اس ملک کا نظام ایک عورت کے ساتھ کیا کرتا ہے؟ایک طلاق کا کیس دائر کرنا تک تو ایک عورت کے لیے محال ہے یہ تو پھر اسالٹ کا کیس ہے!آج تک اگر کسی عورت کو عدالت نے انصاف دیا ہے نا تو یا تو اس کا تعلق کسی امیر اور با اثر خاندان سے تھا یا پھر میڈیا نے اس کا کیس اچھالا تھا!علینا کا تعلق میرے خاندان سے ہے!خان خاندان کی بہو ہے وہ!لیکن ڈیڈ کیس تو تب لڑا جاتا نا جب کوئی ثبوت ہوتا؟ہمارے پاس تو ایک چھوٹا سا ثبوت بھی نہیں ہے!اور جو ثبوت تھے وہ سب تو ختم کر دیے گئے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہریار اس سے یہ نہ کہہ سکے کہ ثبوت موجود تھے۔"اور میڈیا؟ آپ نے اس کی حالت نہیں دیکھی ڈیڈ! میں نے دیکھی ہے!"اس کی آواز اب کانپ رہی تھی۔"اسے پینک آٹیک آیا تو وہ مجھے بھول گئی! میں نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو اس نے جھٹک دیا! وہ مجھ سے۔۔۔وہ مجھ سے خوف کھا رہی تھی! آپ کو اس کے زخموں کے بارے میں اندازہ بھی نہیں ہے! اس کے جسم پر جو نشان ہیں وہ میں نے دیکھے آج اور خدا کی قسم تکلیف سے میرا کلیجہ منہ کو آ گیا تھا! جن تکلیفوں سے وہ گزری ہے اس کے بعد اس کی ذہنی حالت نہ تو ہم کبھی سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ پائیں گے کیونکہ اس سب سے وہ گزری ہے! میں یا آپ نہیں! اور اتنا سب کچھ ہونے کے بعد میں اسے میڈیا میں نہیں آنے دے سکتا تھا۔یہ میڈیا والے دو ہفتوں تک خبر کو مرچ مصالحہ لگا کر پیش کرتے ہیں۔اپنی بڑھتی ہوئی ٹی آر پی ریٹنگز کو یہ لوگوں تک سچ پہنچانے کا نام دیتے ہیں اور بوم! دو ہفتے بعد نہ کوئی ہینڈ لائن ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی "عام لوگوں تک سچ کی فراہمی"! صرف ایک چیز ہوتی ہے ڈیڈ! صرف ایک چیز! اس لڑکی کا ہر جگہ تماشا بن جاتا ہے۔انٹرنیٹ پر بیٹھے لوگ جو اس لڑکی سے کبھی ملے بھی نہیں، اسے جانتے

بھی نہیں،اس کے کردار کے بارے میں اپنی رائے ایسے دیتے ہیں کہ جیسے جنت اور دوزخ اللہ نے انہیں اسی بنیاد پر دینی ہے کہ اس وکٹم لڑکی کے کردار کی دھجیاں کون سب سے اچھے طریقے سے اڑاتا ہے!یہاں جاہل بستے ہیں ڈیڈ!یہ وہ بے حس لوگ ہیں ڈیڈ جو ایک مردہ عورت کا قبر سے نکال کر ریپ بھی کرتے ہیں اور ایک مردہ عورت کے کردار کے اندازے بھی لگاتے ہیں!یہ جانور ہیں جانور!اور میں ان جانوروں کو اپنی بیوی کی زندگی برباد کرنے نہیں دے سکتا تھا!ان بے حس"اسلام کے محافظوں"کے لیے ایک عورت کا کردار ہمارے ملک کی ایک دیوار ہے ڈیڈ!جس کا جو دل چاہے لکھ دو!جس کا جو دل چاہے چپکا دو!" وہ خاموش ہو گیا۔شہریار اسے دیکھتے رہ گئے۔ان کے پاس اس سے بحث کرنے کے لیے کوئی جواز باقی نہیں رہ گیا تھا۔

"آپ باپ ہیں میرے!آپ کی نظر میں آپ کا بیٹا قاتل بن گیا ہے!جانتا ہوں تکلیف ہوئی ہے آپ کو!آپ چاہیں تو مجھے مزید تھپڑ مار لیں،پیٹ لیں لیکن مجھ سے یہ مت کہیں کہ میں اپنی بیوی کے گناہ گار کو جانے دیتا کیونکہ اس گناہ گار کو سزا دینا"عدالت"کا کام تھا۔مجھے اگر

ہزار بار موقع دیا جاتا تو بھی میں اس کے ساتھ یہی کرتا اور مجھے اس بات پر نہ تو کوئی پچھتاوا ہے اور نہ ہی شرمندگی!"شہریار نے اس کی طرف دیکھا۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔بے انتہا سرخ۔

پھر وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور اپنے باپ کے گرد بازو لپیٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"آئی ایم سوری ڈیڈ!میں نے آپ کے پیارے بیٹے کو ایک قاتل بنا دیا۔آپ بھلے مجھے کبھی معاف مت کیجیئے گا لیکن پلیز علینا سے کچھ مت کہیئے گا!وہ مجھ سے نفرت کرے گی اور یہ نفرت اسے مار ڈالے گی!آپ کو میرا رازر کھنا ہو گا!فار ڈی لاسٹ ٹائم پلیز!"وہ ان کے گلے سے لگا کہہ رہا تھا۔شہریار کے ہاتھ پہلو میں ہی گرے رہے اور وہ چلا گیا۔

باپ اور ایک باضمیر انسان کے درمیان اکیلے لڑائی لڑنے کے لیے وہ انہیں اکیلا چھوڑ گیا۔۔۔

* *

وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ سڑک سنسان تھی۔ اسٹیئرنگ وہیل پکڑے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ رہی تھیں۔ اس نے گاڑی سڑک کے کنارے روک دی۔ سر جھک گیا۔ اور اگلے لمحے۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ درد تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔ خون تھا کہ رسنہ بند ہی نہیں ہو رہا تھا۔

وہ رو رہا تھا اور اسے چُپ کروانے کے لیے وہاں کوئی نہ تھا۔

وہ مرد تھا نا! شبِ تنہائی میں رو کر دنیا و مافیہا کے سامنے ہنس دیتا تھا۔

اس لیے نہیں کہ وہ کمزور تھا۔ نہیں۔

اس لیے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ روتا تو ہر وہ شخص جو اس کی طرف مصیبت میں دیکھتا تھا اسے روتا دیکھ ہمت ہار جاتا۔

علیناضرار اپنی تمام تر ہمت ہار جاتی۔ اور وہ یہ نہیں ہونے دے سکتا تھا۔

اسے تکلیف ہو رہی تھی۔اسے بہت زیادہ تکلیف ہو رہی تھی۔

وہ اس سے عشق کا دعوا کرتا تھا۔اور وہ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ اس کا سانس تھی۔اور وہ اپنا سانس بند ہوتا محسوس کر رہا تھا۔

وہ سب سنبھال لیتا تھا۔اور وہ کچھ سنبھال نہ سکا تھا۔

وہ اس کا سکون تھی۔اور اس کا سکون برباد کر دیا گیا تھا۔

وہ اس کی حفاظت کرتا تھا۔اور وہ ناکام ہو گیا تھا۔

وہ اس کے خواب پورے کرنا چاہتا تھا۔اور وہ اسے ٹوٹنے سے نہ روک پایا تھا۔

اس نے بہت سے دعوے کیے تھے اور آج اسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

سب دعوے دھڑے کے دھڑے رہ گئے تھے۔

کبھی کبھار زندگی میں سب درست ہوتا ہے، سوائے قسمت کے! قسمت کے کھیل کہانیوں کی دنیا میں جتنے خوبصورت نظر آتے ہیں، اصل دنیا میں اتنے ہی خوفناک ہوتے ہیں۔ اور عصام کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

قسمت نے اس کے ساتھ بہت بُرا کھیل کھیلا تھا۔ بہت تکلیف دہ کھیل۔

وہ جس لڑکی کو خوش دیکھنا چاہتا تھا، قسمت نے اسی لڑکی کو توڑ دیا تھا۔

اور جانتے ہو سب سے تکلیف دہ بات کیا تھی؟ وہ چاہ کر بھی اس کی تکلیف ختم نہیں کر سکتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اسٹیئرنگ وہیل کے ساتھ سر ٹکائے رو رہا تھا۔ آنسو تھے یا دریا؟ رک ہی نہیں رہے تھے۔

اسے بہت سی باتیں یاد آ رہی تھیں۔

"اس نے میرے ابا کو مار دیا عصام! اس نے میرے ابا کو صرف اس لیے مار دیا کیونکہ میں نے اسے ریجیکٹ کیا تھا! میں نے ہرگز اس کی تحقیر نہیں کی تھی نہ ہی اسے کچھ بُرا کہا تھا۔

میں نے بہت آرام سے اسے منع کیا تھا۔اور اس نے میرے ساتھ پھر بھی بہت بُرا سلوک کیا۔ میرے ساتھ بد تمیزی کی۔اس نے میرے باپ کو مجھ سے چھین لیا۔اس انسان کو مجھ سے چھین لیا جو اس دنیا میں میرا واحد محافظ تھا۔اور وہ یہ بات جانتا تھا۔اسے کیوں مجھ پر ترس نہ آیا؟اسے کیوں یہ خیال نہ آیا کہ میں کہاں جاؤں گی؟ کیا کروں گی؟اس خطرناک دنیا میں اکیلے کیسے رہوں گی؟اس نے کیوں نہیں سوچا؟اس نے مجھے ان گِدھوں کے حوالے کر دیا!اس نے مجھے ان گِدھوں کے حوالے کر دیا!"وہ بلکتے ہوئے اس کے سینے سے لگی اسے بتا رہی تھی۔اور وہ شل تھا۔عاہل کا ذکر اسے شل کر گیا تھا۔اس کے پاس اس کے کسی سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔

"میں نے۔۔۔"وہ اسے ارحم کے بارے میں بتانے لگتی تو اٹک جاتی۔یہ سب اس سے کہنا بہت تکلیف دہ تھا اور وہ کوشش کر رہی تھی۔"میں نے اسے اللہ کا واسطہ دیا تھا عصام! میں نے اسے اللہ کا واسطہ دیا تھا!اسے اللہ کا خوف بھی نہ آیا؟ایسا کیسے ہو سکتا ہے کسی کو اللہ کا واسطہ دیا جائے اور اس کی روح نہ کانپے؟ کیسے ہو سکتا ہے ایسا؟"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی

تھی۔وہ اسے کیسے سمجھاتا کہ یہ دنیا ایسے بے حس لوگوں سے بھری ہوئی تھی جو خدائی کا دعوا تو نہیں کرتے تھے لیکن ظالم فرعون جیسے ہی تھے۔"میں نے اس سے رک جانے کے لیے کہا تھا!لیکن وہ نہیں رکا!وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔مجھے مولیسٹ(Molest) کرتا رہا۔"وہ بلک بلک کر رونے لگی تھی۔اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ کیسے خود پر بیتے اس عذاب کے بارے میں اسے بتاتی۔"وہ مجھے ٹارچر کرتا رہا۔ہنٹر۔سیگریٹس۔چاقو۔پوری رات۔وہاں اتنا خون تھا!اتنا خون کہ۔۔۔"وہ ایک بار پھر ہچکیاں لے کر رونے لگی۔وہ آنکھیں زور سے میچے اسے سن رہا تھا۔وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن اسے سن رہا تھا۔اسے سننا ہی تھا۔"میں نے اس سب کے درمیان بہت دعا مانگی کہ مجھے موت آجائے اور یہ سب ختم ہو جائے لیکن مجھے موت بھی نہ آئی۔اللہ کہتا ہے کہ وہ اپنے بندے کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی وہ برداشت کر سکے لیکن عصام مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا!مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا!وہ مجھے موت کیوں نہیں دے دیتا؟مجھ سے نہیں ہو رہا برداشت!"وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔وہ تھک چکی تھی۔اور اس کے سفید شرٹ اس کے آنسوؤں سے پوری طرح بھیگ گئی تھی۔

اسے علینا کی باتوں سے اندازہ ہوا تھا کہ دنیا کی سب سے معصوم اور پیاری لڑکی کو کس طرح برباد کر دیا گیا تھا۔

وہ اسٹیئرنگ وہیل پر زور زور سے مکے مار رہا تھا۔ خالی سڑک پر گاڑی کا ہارن بج رہا تھا۔

وہ اس کی متاعِ حیات تھی اور وہ اپنی متاعِ حیات کو لُٹتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

* *

وہ دوبارہ سے سڑک پر اپنی گاڑی ڈال چکا تھا۔ اسے علینا کے پاس پہنچنا تھا۔

اس کا موبائل بجنے لگا۔ علینا کی کال تھی۔ ضرور وہ پریشان ہو رہی ہو گی کہ وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں؟

اس نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگا لیا۔ لیکن آگے سے اس کی آواز سن کر عصام کو اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔ وہ رو رہی تھی۔

"عصام گھر آجاؤ پلیز! پلیز گھر آجاؤ! وہ مجھے مار دے گا! پلیز گھر آجاؤ!" بے ربط سانسوں کے درمیان وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کون مار دے گا علینا؟ کون ہے وہاں؟" اس کی جان نکل گئی تھی۔

"عاہل۔۔۔ وہ عاہل۔۔۔" عصام کا سانس تک رک گیا۔ وقت بھی جیسے جم گیا۔ اور اگلے لمحے ہی کال کٹ گئی۔ عصام نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی۔ وہ سڑک پر تیزی سے گاڑی دوڑا رہا تھا۔ اس نے گاڑی فلیٹ کی بلڈنگ کے سامنے روکی اور سیڑھیوں سے بھاگتا ہوا علینا کے فلیٹ تک آیا۔ اس نے چابیاں نکال کر دروازہ کھولا۔ سامنے فرش پر اسے علیناد کھائی دی۔ اس کی کنپٹی سے خون نکل رہا تھا۔ وہ نیم بے ہوش تھی۔

عصام نے اس کی طرف قدم بڑھائے لیکن۔۔۔

اگلے لمحے اس کے سر کے پیچھے اسٹیل راڈ سے ایک زوردار ضرب لگائی گئی۔

اور سب سیاہ پڑ گیا۔

جیسے اب زندگی سیاہ پڑنے والی تھی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر 8

مراجعت

میں ان سے پوچھتا ہوں:

پُل کیسے بنایا جاتا ہے

پُل بنانے والے کہتے ہیں:

تم نے کبھی محبت نہیں کی

میں کہتا ہوں: محبت کیا چیز ہے

وہ اپنے اوزار رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

محبت کا مطلب جاننا چاہتے ہو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تو پہلے دریا سے ملو۔۔۔

روئے زمین پر دریا سے زیادہ محبت کرنے والا کوئی نہیں

دریا اپنے سمندر کی طرف بہتا رہتا ہے

یہ سپردگی ہے

یہ سپردگی بچپن ہے اور بچپن بہشت۔۔۔

لیکن بہشت تک پہنچنے کے لئے ایک جہنم سے گزرنا پڑتا ہے

میں پوچھتا ہوں جہنم کیا ہے؟

وہ کہتے ہیں: اس سوال کا جواب درختوں کے پاس ہے

کوئی بھی موسم ہو وہ اپنی جگہ نہیں چھوڑتے

انہیں مٹی سے محبت ہے

انہیں پرندوں اور چیونٹیوں سے محبت ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جوان کے جسم میں گھر بناتی ہیں

'گھر کیا ہے؟' میں پوچھتا ہوں؟

وہ سب ہنسنے لگتے ہیں

پہلا مزدور کہتا ہے:

اپنی عورت کی طرف جاؤ

ہر سوال کا جواب مل جائے گا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(ایک پل بنایا جارہا ہے-ثروت حسین)

حالیہ دن۔

28 نومبر، 2028۔

لاہور،پاکستان۔

وہ کمرے میں آئینے کے سامنے بیٹھی تھی۔ نظریں آئینے میں اپنے عکس پر جمی تھیں۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اور ہاتھوں میں لرزش تھی۔ وہ گہرے گہرے سانس اندر کو کھینچنے لگی۔ حیدر نے اس کی کلائی پکڑی تھی۔ اس کے لمس کی حدت اس کے دماغ پر سوار ہو رہی تھی۔ اسے شدید غصہ آرہا تھا۔ اس کی نظریں ٹیبل پر پڑی پرفیوم کی شیشی تک گئیں۔ ایک جھٹکے سے اس نے پرفیوم کی شیشی اٹھائی اور واشروم کے دروازے پر دے ماری۔ شیشی دروازے کے ساتھ لگتے ہی کرچی کرچی ہو کر فرش پر بکھر گئی۔ کمرہ خوشبو سے معطر ہو چکا تھا۔ اس نے ایک بار پھر آئینے کی طرف دیکھا۔ پھر ڈریس کو کندھے سے ذرا نیچے کیا۔ ہنسلی کی ہڈی سے ذرا نیچے چھ لکیریں تھیں، ساتویں لکیر کٹی ہوئی تھی۔ وہ نشان آج بھی ویسا ہی تھا جیسے چھ سال پہلے تھا۔ اس نے ڈریس کو واپس سے برابر کر دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں اپنے ایک ایک زخم کا بدلہ لینے والی ہوں!"وہ اپنی کُہربا آنکھوں میں دیکھتی سرد سی کہہ رہی تھی۔

اس کی آنکھوں میں بدلے کی لپٹیں بھڑک رہی تھیں اور باہر رات سیاہ سے سیاہ ہو رہی تھی۔

****

وہ گھر واپس آ گیا تھا۔ لاؤنج میں چلتے ہوئے اس کا رخ سیدھا رایان کے کمرے کی طرف تھا۔ دروازہ ٹھاکی آواز کے ساتھ کُھلا اور عاہل اندر آیا۔

"یہ کیا حرکت تھی حیدر؟"وہ اس کے ذرا قریب آ کر چلایا تھا۔ رایان لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔ حیدر کے ماتھے پر تیوری چڑھی۔

"کیوں کیا ہوا؟ تمہاری سابقہ محبوبہ کے ذکر پر تمہارے ٹوٹے ہوئے دل سے خون رسنے لگا ہے کیا؟"حیدر کا انداز تمسخرانہ تھا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اگلے لمحے حیدر کا گریبان عاہل کے ہاتھوں میں تھا۔

"زویا سے محبت ہو گئی ہے کیا تمہیں؟اُس میں علینا کو ڈھونڈتے ہو نا تم؟"وہ کہہ کر مسکرایا۔عاہل کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔حیدر اپنے چہرے کو ذرا سا عاہل کے کان کے پاس لے کر گیا۔"تم نے کہا تھا لڑکیوں کے معاملے میں میرا ٹیسٹ کافی خراب ہے۔۔۔اگر زویا کے ساتھ تھوڑا وقت گزاروں کل رات تو کیا میرا ٹیسٹ اچھا ہو جائے گا؟"اس کے چہرے پر ایک کمینی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔اور اگلے لمحے عاہل نے ایک زوردار مکا حیدر کی ناک پر دے مارا تھا۔

"عاہل!"رایان اس کا نام غرایا تھا۔مکا اتنا زوردار تھا کہ حیدر کی ناک سے خون نکل آیا تھا۔وہ نیچے جھکا اپنی ناک پر ہاتھ رکھے کراہ رہا تھا۔اس کا ہاتھ خون سے بھر گیا تھا اور اب فرش پر بھی خون کے قطرے گرنے لگے تھے۔

"اگر تم نے اسے ایک آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا۔۔۔تو میں تمہیں زندہ ہی کتوں کے آگے پھینک دوں گا!"وہ درشتی سے کہتا انگلی اٹھائے اسے تنبیہ کر رہا تھا۔"اگر اگلی بار کسی نے بھی!کسی نے بھی اس کے ساتھ بد تمیزی کی تو میں تم دونوں کا تماشا پوری دنیا کے سامنے

لگاؤں گا!تم لوگ مجھے ابھی جانتے نہیں ورنہ مجھ سے جُڑی کسی عورت کے پیچھے جانے کی غلطی نہ کرتے!"وہ ایک جھٹکے سے رایان کی طرف مُڑا۔"اور تم!تم نے تو یہ غلطی دوبار کی ہے!"وہ غراتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا۔

پیچھے رایان سُن کھڑا رہ گیا۔دوبار؟ایک تو علینا تھی،اسے یاد تھا۔دوسری؟۔۔۔وہ سوچ رہا تھا اور اگلے لمحے اسے ایک جھٹکا لگا۔

"ماہین!"اس کے ہونٹ ہلے تھے۔

وہ ایک جھٹکے سے گرنے کے سے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔حیدر اپنی ناک سے نکلتا خون بھول کر رایان کو دیکھنے لگا۔

وہ ماہین کے بارے میں کیسے جانتا تھا؟

اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔

وہ ماہین کے بارے میں کیسے جانتا تھا؟؟؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

رات کا وقت تھا اور یہ ایک خوبصورت ریسٹورانٹ کا منظر تھا۔ ریسٹورانٹ کی گلاس وال کے ساتھ موجود ٹیبل پر وہ ان تینوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ گلاس وال سے سڑک پر چلتی ہوئی ٹریفک نظر آ رہی تھی۔ ان کی ٹیبل پر کھانا سرو کر دیا گیا تھا اور اس وقت وہ سب کھانے میں مشغول تھے۔

"تو اب تو آپ کی ساری ناراضگی ختم ہو چکی ہو گی نا مس زویا؟" رایان نے مسکراتے ہوئے علینا سے پوچھا تھا۔

"جی بلکل!" اس نے ہلکا سا مسکرا کر حیدر کی طرف دیکھا۔ وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ناک سوجھی ہوئی لگتی تھی۔

"اور میں امید کروں گی کہ آگے بھی ہمارے درمیان سب ٹھیک ہی رہے گا!" حیدر اس کی طرف دیکھ کر زبردستی مسکرایا تھا۔

علینا کے ساتھ بیٹھا عاہل ان سب کی باتوں کو غور سے سن رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عاہل نے رایان کو دھمکی دی تھی کہ حیدر ہر صورت زویا سے معافی مانگے گا ورنہ وہ ڈیل نہیں کرے گی۔ مجبوراً عاہل کو رضامند کرنے کے لیے اسے حیدر کو ساتھ لانا ہی پڑا۔

حیدر نے زویا سے معافی مانگ لی تھی۔ اور اب تو اسے خود بھی لگ رہا تھا کہ وہ غلط تھا۔

کہاں علینا ضرار جیسی معصوم اور ڈرپوک لڑکی اور کہاں سو لوگوں کے درمیان رکھ کر تھپڑ مارنے والی زویا سیف!

اسے ہی کوئی وہم ہوا تھا شاید۔ ورنہ یہ لڑکی علینا کیسے ہو سکتی تھی بھلا؟

"ویسے ایک بات پوچھنی تھی مجھے آپ سے۔۔۔" اس نے کھانا چھوڑ کر حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

حیدر نے اپنے خیالوں سے سر جھٹک کر علینا کی طرف دیکھا۔

"آپ نے اس رات مجھے کس لڑکی کے نام سے بلایا تھا؟ اوہ میں بھول گئی!" وہ جیسے یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"علینا۔ علیناضرار!"عاہل نے پہلی بار گفتگو میں شرکت کی تھی۔

"رائٹ!علیناضرار!ویسے کون تھی یہ لڑکی جو آپ مجھے دیکھ کر یوں جذباتی ہو گئے؟"وہ دوبارہ سے اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ حیدر ہلکاسا مسکرایا تھا۔شاطر مسکراہٹ۔ پھر وہ عاہل کی طرف دیکھنے لگا۔عاہل کو اس کی مسکراہٹ دیکھ کر کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا۔وہ کیا کرنے جارہا تھا؟

"یہ سوال آپ کو عاہل سے پوچھنا چاہیئے تھا۔وہ آپ کو بہتر طریقے سے بتا سکتا تھا۔"حیدر نے مسکرا کر کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"عاہل سے؟ کیوں؟علیناضرار کا عاہل سے کیا تعلق؟"علینا نے یوں اداکاری کی کہ جیسے وہ سمجھ ہی نہ پائی تھی کہ حیدر کیا کہنا چاہتا تھا۔

عاہل کا رنگ اڑا تھا۔وہ کیا بکواس کرنے جارہا تھا؟

"تعلق ہے!بہت گہرا تعلق ہے!"وہ عاہل کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔طنزیہ مسکراہٹ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عاہل کا دل چاہا وہ حیدر کی گردن مڑور دے۔ علینا نے عاہل کی طرف چہرہ موڑا۔ رایان غور سے ان سب کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ حیدر کو روکنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے مزہ آرہا تھا۔

"علینا میری۔۔۔"اس نے ابھی کہا ہی تھا کہ حیدر نے اس کی بات کاٹ دی۔

"علینا عاہل کی محبت تھی۔ عاہل کو علینا بہت پسند تھی۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ ہاں! عشق! عشق کرتا تھا یہ علینا ضرار سے!"حیدر مزے سے بتا رہا تھا اور دوسری طرف علینا کا چہرہ سفید سے سفید تر ہوتا جا رہا تھا۔

"بس بہت ہو گیا حیدر!"عاہل کی سرد آواز ٹیبل پر بیٹھے ہر شخص نے سنی تھی۔

علینا بے تاثر سی عاہل کو دیکھ رہی تھی۔

"اور علینا ضرار کی شکل ہو بہو تمہارے جیسی تھی! مجھے اس رات غلط فہمی ہو گئی تھی۔ علینا ضرار چھ سال پہلے مر چکی ہے۔"حیدر کہہ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

علینا کی آنکھوں میں موجود تکلیف وہ واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ بھروسہ ٹوٹنے کی آواز کہیں پاس میں ہی گونجی تھی۔ وہ عجیب سا تاثر اپنی آنکھوں میں سمائے اسے دیکھ رہی تھی۔

بلاشبہ وہ ایک باکمال اداکارہ تھی۔

اچھا تو یہ وجہ تھی جو یہ مجھے اتنی توجہ دیتا تھا؟ اس نے سوچا۔

اسے اداکاری جاری رکھنی تھی۔ وہ خاموشی سے کُرسی پر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ویسے آپ نے مجھے تھپڑ مارا تھا! معافی تو آپ کو بھی مانگنی چاہیئے!" وہ پلٹ رہی تھی جب حیدر کی آواز پر اس کے قدم تھمے۔ وہ واپس پلٹی اور گھوم کر حیدر کی طرف آئی۔ ذرا فاصلے سے اپنے چہرے کو جھکا کر حیدر کے برابر کیا۔

"یو ڈیزروڈاِٹ!" اس نے تنفر بھرے لہجے میں کہا اور چلتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔ حیدر غصے سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

عاہل اسے روک نہ سکا۔ نا جانے کیوں وہ اسے جانے سے روک نہ پایا؟

****

وہ گھر آئی تو اس کا موڈ کافی اچھا تھا۔ اسے عاہل کی حالت اور ان دونوں بے وقوفوں پر ہنسی آ رہی تھی۔ گدھے نہ ہوں تو! وہ ہنس رہی تھی۔ آج اس کا موڈ اچھا تھا۔

لباس بدلنے کے بعد وہ کچن میں آ گئی۔ نیلے رنگ کا کُرتا پاجامہ پہنے وہ اسٹو کے سامنے کھڑی ہاٹ چاکلیٹ بنا رہی تھی۔ اور ہاٹ چاکلیٹ سے یونہی اسے کوئی یاد آ گیا۔ وہ مسکرائی۔ اور یہ علینا ضرار کی مسکراہٹ تھی۔ یہ عصام شہریار خان کی بیوی کی مسکراہٹ تھی۔ ہاٹ چاکلیٹ کا مگ پکڑے وہ اپنے کمرے سے منسلک بالکنی میں آ گئی۔ بالکنی میں کُرسیاں موجود تھیں لیکن وہ بالکنی کی کھڑکی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنا پسند کرتی تھی۔ وہ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ ٹانگیں سیدھی کر رکھی تھیں۔ ایک طرف ہاٹ چاکلیٹ کا مگ پڑا تھا اور دوسری طرف اس کا موبائل۔ اس نے موبائل ہاتھ میں اٹھایا۔ اسے آن کیا اور اپنی کانٹیکٹ لسٹ میں گئی۔ اسکرول کرتے ہوئے اس کے سامنے عصام کا نمبر آ گیا۔ اس کے نام کے سامنے سرخ رنگ کے گلابوں کا ایموجی تھا۔ وہ مدھم سا مسکرائی۔ پھر اس کے نام پر کلک کر دیا۔

اور موبائل کان سے لگالیا۔رات کا ایک بج رہا تھا۔پتا نہیں وہ جاگ رہا ہو گا یا نہیں؟چند لمحوں بعد ہی اس کی کال اٹھالی گئی تھی۔

"کیسی ہو؟"کال اس نے کی تھی لیکن پھر بھی وہ پوچھ رہا تھا۔اس کے ہونٹوں پر ٹھہری مدھم مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"ٹھیک ہوں۔"اس نے نارمل سے انداز میں کہا۔

"بس ٹھیک ہو؟آواز سے تو خوش لگ رہی ہو؟"اسے لگا جیسے وہ اپنے کسی کام میں مصروف تھا اور ساتھ میں اس سے بات بھی کر رہا تھا۔

"ہاں خوش ہوں۔"وہ ہنسی تھی۔عصام چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔"ہیلو عصام؟"

"ہاں؟کیا کہہ رہی تھیں تم؟"اس نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

"میں کہہ رہی تھی کہ میں خوش ہوں۔"اس نے اپنی بات دُہرائی۔

"اور اس خوشی کی وجہ؟"وہ نارمل سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم کسی علینا ضرار نام کی لڑکی کو جانتے ہو؟"اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔وہ کیا جواب دینے والا تھا؟

"نہیں۔میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا!"اس نے ایک لمحے کے لیے بھی دریغ کیے بغیر کہہ دیا۔

علینا کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"لیکن یہ بتاؤ یہ لڑکی کون ہے اور تم کیوں خوش ہو؟"

"میں آج عاہل اور اس کے بھائیوں کے ساتھ ڈنر پر گئی تھی۔"اس نے عصام کی بات کا اثر نہ لینے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔بڑی ہی مشکل کوشش تھی۔۔۔

"وہاں حیدر نے مجھے بتایا کہ علینا ضرار نام کی ایک لڑکی تھی۔عاہل اس سے عشق کرتا تھا۔اور میری شکل بلکل اسی سے ملتی ہے!تبھی عاہل مجھ پر فدا ہو گیا ہے!میری شکل اس کی محبوبہ سے جو ملتی ہے!"وہ نارمل سے انداز میں کہہ رہی تھی۔اس نے عصام کو رایان کی برتھ ڈے پارٹی پر ہوئے تماشے کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔

وہ خاموش ہو گیا۔ سانس تک کی آواز بھی نہ آئی۔

"ہیلو عصام؟" علینا کو لگا کال کٹ گئی تھی۔

"اچھا! تو اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی بھلا؟" علینا چونکی۔ اس کا لہجہ یکدم ہی سخت ہو گیا تھا۔

"عصام۔۔۔" وہ اسے وضاحت دے رہی تھی کہ عصام نے اس کی بات کاٹ دی۔

"زویا میرے پاس ضائع کرنے کے لیے فالتو وقت نہیں ہے جو میں تمہاری فضولیات سنتا رہوں! مجھے صرف تب ہی کال کیا کرو جب کوئی کام کی بات ہو! ڈو یو انڈر سٹینڈ؟" وہ سختی سے کہتا کال کاٹ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا اس کے لہجے پر حیران سی موبائل ہاتھ میں لیے بیٹھی رہی۔ وہ اس کے ساتھ اتنا سخت کیوں ہو جاتا تھا؟ وہ چھ سال پہلے تو ایسا نہ تھا؟ بائیں آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گال پر لڑھک گیا تھا۔ علینا نے درشتی سے اسے اپنی ہتھیلی سے رگڑ دیا۔ وہ اٹھ کر کمرے میں آ گئی۔ بھاڑ میں جائے وہ اور اس کی تمام باتیں!

****

آج چودہ دسمبر تھی۔ساڑھے گیارہ کا وقت تھا۔یہ حیدر کی کمپنی کے اسٹاف روم کا منظر تھا۔ تمام ڈیسکس خالی تھے۔صرف ایک ڈیسک تھا جس کے پیچھے ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔وہ لڑکی حیدر کی پرسنل اسسٹنٹ تھی۔سعدیہ جفعار۔اس کے چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی۔وہ آج اوور ٹائم کر رہی تھی۔اس کا باپ بیمار تھا اور ماہانہ تنخواہ ختم ہو چکی تھی۔دوائیوں کے پیسے نہیں بچے تھے۔اوور ٹائم کر کے اسے اتنے پیسے مل جانے تھے کہ اس کے باپ کی دوائیاں آجاتیں۔وہ اکثر اوور ٹائم کرتی تھی لیکن پریشانی کی بات یہ تھی کہ آج اسے اوور ٹائم کرنے کے بعد بھی ابھی تک گھر جانے کی اجازت نہیں ملی تھی۔حیدر اپنے آفس میں تھا اور کسی سے بات کر رہا تھا۔تبھی چند لمحوں بعد اسے حیدر اپنے آفس سے باہر نکلتا دکھائی دیا۔وہ تیزی سے اٹھی اور اس کے قریب آئی۔

"سر کام ختم ہو گیا ہے۔کیا اب میں جاؤں؟"وہ سنجیدہ سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں بس کچھ دیر میں۔ ایک کام ہے۔ میں ابھی چند لمحوں میں واپس آرہا ہوں پھر تم میرے ساتھ آفس میں آنا۔ وہ کام ہو جائے۔ پھر گھر چلی جانا۔" وہ نرم گرم سا لہجہ اپنائے کہہ رہا تھا۔

"سر۔ بہت لیٹ ہو چکا ہے۔ باقی کام کل مکمل کر لوں گی۔" وہ منت کرنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"نہیں۔ سعدیہ۔ یہ کام بہت امپورٹنٹ ہے۔ اسے آج ہی مکمل کرنا ہے۔ اور پھر تم خود ہی تو اوور ٹائم کرنے کے لیے رکی تھیں۔ تم بیٹھو۔ میں بس ابھی آیا!" وہ کہہ کر آفس سے باہر نکل گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دھپ سے کرسی پر گر سی گئی۔ اُف اللہ! وہ کہاں پھنس گئی تھی؟ وہ اس لمحے کو کوس رہی تھی جب وہ اوور ٹائم کرنے کے لیے مانی تھی۔ یہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

دوسری طرف آفس کے بیک ڈور کی طرف آؤ تو علینا آفس کے بیک ڈور سے اندر داخل ہوئی تھی۔ راہداری میں ہلکی روشنی تھی۔ سیاہ لیگنگز پر سیاہ ہی ہڈ پہنے وہ راہداری میں چلتی ہوئی حیدر کے آفس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ اس نے جیب سے ایک آئی ڈی کارڈ نکالا۔ اسے

دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب نیلی روشنی والے پینل کے سامنے کیا تو آفس کا دروازہ ایک ہلکی سی بپ سے کُھل گیا۔ وہ اندر آئی اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ ایک بار پھر سے لاک ہو گیا۔ پھر دیوار پر لگے اسوچ بورڈ پر ہاتھ مارا تو کمرہ روشن ہو گیا۔ ہڈ کو ایک ہاتھ سے پیچھے گراتے ہوئے وہ ڈیسک تک آئی اور ڈیسک پر موجود فائلز دیکھنے لگی۔ وہ سب حیدر کی کاروباری فائلز تھیں۔ اس نے سامنے دیکھا۔ ڈیسک کے سامنے ایک ایل شیپ صوفہ تھا اور اس کے سامنے کانچ کی ایک ٹیبل۔ سامنے والی دیوار پر آفس کا دروازہ تھا جس سے وہ ابھی اندر آئی تھی۔ ایک دروازہ بائیں دیوار پر تھا اور دوسرا دائیں دیوار پر۔ اس نے سر اٹھا کر آفس کی چھت کے کونوں میں دیکھا۔ گُڈ۔ آفس میں کوئی کیمرہ نہ تھا۔ وہ دائیں طرف دروازے کی طرف آئی۔ اسے کھولا تو چھوٹا سا چکور کمرہ اس کے سامنے آ گیا۔ وہ ایک چھوٹے سے اسٹور روم جیسا لگ رہا تھا جہاں ریکس میں فائلز موجود تھیں۔ وہ دروازہ بند کرنے ہی والی تھی کہ اسے بپ کی آواز سنائی دی۔ اور سیکینڈ کے ہزارویں حصے میں وہ اسٹور روم کے اندر تھی۔ دروازہ بند تھا۔ علینا کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ حیدر کو اس نے

آفس سے نکلتا دیکھا تھا۔ وہ تو جو چکا تھا۔ کیا وہ واپس آ گیا تھا؟ ڈیم اِٹ! اب وہ کیا کرے گی؟ اس نے اپنے سامنے ریکس میں لگی فائلز کی طرف دیکھا۔ اگر اس نے کوئی فائل لینے کے لیے دروازہ کھول دیا تو؟ اُف! وہ بُری پھنسی تھی!

وہ کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ سعدیہ تھی۔ وہ ڈرتی ڈرتی اندر آئی تھی۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کچھ بہت غلط تھا۔ حیدر ڈیسک تک آیا۔ پھر مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا۔

"وہاں کیوں کھڑی ہو گئی ہو؟ آگے آؤ!" وہ کہہ کر واپس مڑ گیا تھا۔

سعدیہ جو دروازے میں ہی کھڑی ہو گئی تھی، اس کی بات پر اندر آئی۔ وہ ڈیسک سے ذرا دور آ کر کھڑی ہو گئی۔

"سر آپ مجھے فائلز دے دیں۔ میں انہیں گھر ساتھ لے جاتی ہوں۔ صبح آپ کو دے دوں گی۔" وہ گھبرائے ہوئے سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں سعدیہ! مجھے یہ کام ابھی چاہیئے! صبح تک دیر ہو جائے گی!" وہ کہہ کر اپنی مطلوبہ فائل ڈھونڈنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔ وہ پسینے سے بھرے اپنے ہاتھ ملتی رہ گئی۔ ٹینشن کے مارے وہ اپنا نچلا لب بار بار کاٹ رہی تھی۔

اسٹور روم میں موجود علینا ان کی باتیں سن سکتی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ ابھی بھی کوئی ایمپلائی اندر تھی۔

تبھی کمرے میں کوئی داخل ہوا تھا۔ اور اس شخص نے آتے ساتھ آفس کے دروازے کو لاک کر دیا تھا۔ دروازہ لاک ہونے کی آواز پر حیدر کے فائل ڈھونڈتے ہاتھ رکے تھے۔ ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ کمرے میں داخل ہونے والے شخص نے پلٹ کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔ وہ عابد تھا۔ سعدیہ کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہونے لگا تھا۔ اس نے حیدر کی طرف دیکھا۔ وہ اسے ہی مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی۔ پھر تیزی سے دروازے کی طرف بھاگی۔ لیکن دروازے کے سامنے عابد کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"ہٹو سامنے سے!" وہ اس پر چلائی تھی۔ جواباً وہ ہنسا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا اس کے چلانے پر یکدم کانپی تھی۔ دماغ میں پُرانی یادوں کا ایک کوندا سا ابھرا تھا۔ آٹھ سال پہلے۔۔۔ وہ بھی ایسے ہی کسی کے سامنے چلائی تھی۔ اسے اپنا جسم آہستہ آہستہ شل ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"سوری لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا!" وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے کہنے لگا۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹی تو عابد نے تیزی سے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"میرا ہاتھ چھوڑو!" آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔ وہ چلا رہی تھی۔ حیدر ڈیسک کے ساتھ ٹیک لگا کر، پیروں کی قینچی بنائے سینے پر ہاتھ باندھے اسے مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں یہ چاہیئے تھی۔ لو یہ حاضر ہے!" وہ کہہ کر مسکرایا تھا۔

"تھینکس برو!" عابد ہاتھ اپنے سر تک لے کر گیا پھر سیلوٹ کا اشارہ کیا۔

"چھوڑو مجھے!" وہ اس پر اپنی سخت گرفت جمائے ہوئے تھا۔ اس نے حیدر کی طرف دیکھا تھا۔ "آپ نے مجھے دھوکا دیا۔ مجھے جانے دیں یہاں سے! پلیز!" وہ خود کو کسی طرح عابد سے چُھڑوا کر حیدر کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسٹور روم میں موجود علینا کا سانس بند ہو رہا تھا۔ وہ اپنے سینے پر زور زور سے مُکے مار رہی تھی۔ لیکن مجال تھی جو وہ کوئی آواز نکال دیتی۔ اسے بہت شدت کا پینک آٹیک آرہا تھا۔ اسے یہاں سے نکلنا تھا۔ اسے بس نکلنا تھا۔ وہ اس لڑکی کی باتیں نہیں سُن سکتی تھی۔ وہ آٹھ سال پہلے کی اپنی کیفیت میں واپس جا رہی تھی۔

حیدر نے اپنے سامنے کھڑی سعدیہ کی طرف دیکھا۔ وہ بُری طرح رو رہی تھی۔ اس کی منت کر رہی تھی۔ وہ مسکرایا۔ اسے اچھا لگ رہا تھا۔

"میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھیں۔ پلیز مجھے جانے دیں!" وہ اس کے سامنے اب ہاتھ تک جوڑ چکی تھی۔

علینا نے بند ہوتے سانس اور تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اسٹور میں نظر دوڑائی۔ وہ ٹریپ ہو گئی تھی۔ وہ ایک بار پھر ٹریپ ہوئی تھی۔ اس کے لیے وہ اسٹور روم نہیں رہا تھا۔ وہ آٹھ سال پہلے ارحم شاہنواز کے گھر کا وہ کمرہ بن گیا تھا جس میں وہ اس رات پھنس گئی تھی۔

"نہیں! نہیں! پھر سے نہیں!" وہ بے آواز روتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ ہونٹ کوئی بھی آواز نکالے بغیر حرکت کر رہے تھے۔ وہ دروازے کے ساتھ لگی گرنے کے سے انداز میں نیچے بیٹھتی چلی جا رہی تھی۔

وہ اس کے جُڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھنے لگا پھر یکدم وہ ہنسنے لگا۔ بلند قہقہے لگانے لگا۔ اسی کی دیکھا دیکھی عابد بھی قہقہے لگانے لگا تھا۔ وہ ہکا بکا سی ان دونوں کو دیکھ کر رہ گئی۔ وہ انسان تھے یا شیطان؟

اور اگلے لمحے کمرے میں ایک زوردار تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔ حیدر کی ہنسی سمٹ گئی تھی کیونکہ وہ تھپڑ حیدر کو پڑا تھا۔ وہ حیران سا اپنے سامنے کھڑی اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اور وہ حیدر مستجاب تھا جس کی اپنی مردانہ انا اتنی چھوٹی سی تھی کہ وہ کبھی بھی کسی کے بھی کچھ کہنے سے ہی مجروح ہو جاتی تھی۔ اور یہاں تو پھر اسے تھپڑ پڑا تھا، وہ بھی ایک لڑکی سے۔ اس کی "غیرت" تو جاگنا بنتی تھی؟ نہیں؟

"اللہ کیوں بھول جاتا ہے تم انسان نما گِدھوں کو؟"وہ اتنی زور سے چلائی تھی کہ علینا نے خوف کے مارے اپنے کانوں کو ہاتھوں سے ڈھک لیا تھا۔وہ نہیں سن سکتی تھی۔دوبارہ وہی سب وہ نہیں سن سکتی تھی۔

سانس اس کے سینے میں اٹک رہا تھا۔آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور سُرخ ہو چکی تھیں۔اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔اس کی حالت بلکل بھی ٹھیک نہیں تھی۔

حیدر نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔اس کی نظروں میں اس قدر حقارت تھی کہ ممکن تھا کہ وہ اس کا قتل کر دیتا۔اس نے ایک جھٹکے سے سعدیہ کی کلائی پکڑی تھی۔اس کے ناخن اس کی کلائی میں پیوست ہونے لگے تو وہ چلائی۔اور اگلے لمحے کمرے میں ہڈی کے چٹخ جانے کی آواز گونجی تھی۔حیدر نے اس کی کلائی توڑ دی تھی۔وہ درد سے چلا رہی تھی۔اور اسٹور روم میں علینا کے ساتھ اس رات کے تمام واقعات ایک بار پھر سے رونما ہو رہے تھے۔اسے ایک بار پھر ارحم کا مارا ہوا تھپڑ یاد آ گیا تھا۔

حیدر نے سعدیہ کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی، چلا رہی تھی۔ اس نے اسے صوفے پر لا کر پھینکا تھا۔

"تم کیا صرف تماشہ دیکھنے آئے ہو؟" حیدر نے کرخت لہجے میں کہتے ہوئے عابد کی طرف دیکھا تھا جو اس کا یہ جارحانہ ردِ عمل دیکھ کر سہم گیا تھا۔ وہ ڈرتے ہوئے سعدیہ کی طرف بڑھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس وقت حیدر کا دماغ خراب تھا اس لیے جو وہ کہہ رہا تھا، وہی کرنے میں سب کی عافیت تھی۔

وہ اسٹور روم کے فرش پر خود کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیے پڑی ہوئی تھی۔ کانوں میں سعدیہ کی چیخیں پڑ رہی تھیں۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ کیا کر رہے تھے۔ وہ سب سُن رہی تھی۔ ان دونوں کا ایک ایک قہقہہ۔ سعدیہ کی ہر چیخ، اس کا ہر انکار، اس کی ہر استداء۔ وہ سب سن رہی تھی۔ لیکن وہ فرش پر پڑی رہی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسے لگ رہا تھا ایک بار پھر ارحم اس کے ہاتھ اور پیر زپ ٹائیز سے باندھ چکا تھا۔ آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔ سب دوبارہ ہو رہا تھا۔ وہ اسے ہنٹر سے مار رہا تھا۔ اس کے

جسم کو سیگریٹ سے داغ رہا تھا۔ چاقو سے اس کے جسم پر کٹس لگا رہا تھا۔ اسے چھو رہا تھا۔ لیکن اس سب کے بعد بھی وہ چلائی نہیں تھی۔ اس بار وہ چلا نہ پائی۔ اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ دماغ تو اس اسٹور روم میں تھا ہی نہیں۔ وہ آٹھ سال پہلے اس کمرے میں موجود تھا اور شل تھا۔ ہر حرکت سے عاری۔ وہ اب بھی اس کی چیخیں سن رہی تھی۔ اس نے خوف سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔ اور پھر اس کا دماغ گہرائیوں میں ڈوبنے لگا۔ اندھیری گہرائیوں میں۔

اگلی بار جب اس کا دماغ کچھ پراسیس کرنے کے قابل ہوا تو اسے کچھ آوازیں سنائی دیں۔

"یہ مر گئی ہے حیدر! اوہ گاڈ! حیدر! یہ مر گئی ہے!" عابد بوکھلایا ہوا سا کہہ رہا تھا۔

"تو کیا ہو گیا؟ مر ہی گئی ہے نا!" وہ پُرسکون سا سعدیہ کی ڈیڈ باڈی پر نظریں جمائے کہہ رہا تھا۔ وہاں نہ کوئی پریشانی تھی، نہ ہی شرمندگی۔ جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ جیسے وہاں ایک انسان کی موت کی بات نہیں ہو رہی تھی بلکہ کسی چیونٹی کے مرنے کی بات ہو رہی تھی۔ اس کا جسم خون سے بھرا ہوا تھا اور لباس پوری طرح سے پھٹ چکا تھا۔ وہ

پچھلے ایک گھنٹے سے اسے تشدد اور زیادتی کا نشانہ بنا رہے تھے اور اب جا کر عابد کو احساس ہوا تھا کہ وہ مر چکی تھی لیکن حیدر کے چہرے پر پھیلا سکون دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا۔ حیدر نے اس سے کہا تھا کہ وہ سعدیہ کو ایسا کرنے کے لیے منا لے گا لیکن سعدیہ نے جب اسے تھپڑ مارا تو وہ بے قابو ہو گیا تھا۔ اور اس وقت عابد کو شدید خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"حیدر اب کیا ہو گا؟" وہ ڈرے سہمے سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ وہ خود بھی ایک سابق منسٹر کا بیٹا تھا اور اس وقت کسی controversy میں نہیں پھنسنا چاہتا تھا۔ حیدر موبائل کان سے لگائے ہوئے تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔ کچھ بندوں کو بھیجو اور جو کہہ رہا ہوں اس پر غور کرو۔" وہ موبائل پر اپنے لوگوں کو ہدایات دے رہا تھا۔

"حیدر!" اس نے حیدر کو بازو سے پکڑ کر اس کا رُخ اپنی طرف موڑا تھا۔

"کیا ہے؟" اس کا لہجہ سخت تھا۔

"میں قتل نہیں کرنا چاہتا تھا حیدر اور تم نے کہا تھا کہ اسے ڈرا کر تم واپس بھیج دو گے لیکن وہ تو مر گئی ہے!"اس کے لہجے سے خوف عیاں ہو رہا تھا۔

"مجھے الہام تھوڑی ہوا تھا کہ وہ برداشت کرنے کے بجائے مر جائے گی!"وہ غصے سے عابد پر چنگھاڑا تو وہ خاموش ہو گیا۔ حیدر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا پھر چند سانس اندر کو کھینچے اور ڈرے ہوئے عابد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "دیکھو عابد! تم میرے دوست ہو اور تم جانتے ہو نہ میں خود کو کچھ ہونے دوں گا اور نہ ہی تمہیں۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ وہ مر گئی ہے۔ لیکن اس میں ہماری غلطی نہیں ہے۔ ہم اسے مارنا نہیں چاہتے تھے۔ ہم اسے اپنا مقصد پورا ہونے کے بعد چھوڑ دینے والے تھے۔ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ وہ اتنی نازک ہے کہ یوں مر جائے گی۔ اس لیے اب پلیز! گھبرانا بند کرو اور ریلیکس ہو جاؤ! میرے آدمی سب دیکھ لیں گے۔ "وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے اسے سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔ عابد کو حیرانی ہو رہی تھی کہ آخر وہ اس حالت میں مسکرا کیسے سکتا تھا؟ وہ اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور یہ وہ آخری بات تھی جو اسٹور روم کے فرش پر پڑی ہوئی علینا نے سنی تھی۔اس کی نظریں مسلسل دُھندلا رہی تھیں۔زبان ہلنے سے قاصر تھی۔سانس بھی اکھڑ رہا تھا اور دل بہت مدھم سا دھڑک رہا تھا جیسے کبھی بھی بند ہو جائے گا۔اس کا پورا جسم ٹھنڈے پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔اس کا جسم خوف کے زیرِ اثر تھا اور اسی خوف کی وجہ سے اس کا دماغ ایک بار پھر اندھیری گہرائیوں میں ڈوبنے لگا۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔

اگلی بار اسے ہوش آیا تو ہر طرف خاموشی تھی۔

پِن ڈراپ سائلنس۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے مشکل سے آنکھیں کھول کر اپنے ارد گرد دیکھا۔وہ ابھی بھی اسی اسٹور روم میں پھنسی ہوئی تھی۔شاید وہ سب اپنا کام ختم کر کے جا چکے تھے۔یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ کوئی بھی اندر نہیں آیا تھا۔اس نے آہستہ سے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لیگینگز کی پاکٹ سے اپنا موبائل نکالا۔یہ وہی موبائل تھا جس سے وہ عصام کو کال کیا کرتی تھی۔اس نے موبائل آن کیا۔موبائل کی اسکرین پر رات کے دو بج رہے تھے۔وہ چند لمحوں کے لیے رُکی۔پھر

اس نے عصام کا نمبر ملا دیا۔ اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کھڑی بھی ہو پاتی۔ نا جانے کیسے اس نے کال ملانے کی بھی ہمت کر لی تھی ورنہ اسے لگ رہا تھا کہ وہ یہیں پڑے پڑے مر جائے گی۔ ایک موہوم سی امید تھی کہ وہ آجائے گا اور اسی موہوم سی امید کی بنیاد پر وہ اسے کال کر رہی تھی۔ کال جاتی رہی لیکن اس نے کال نہ اٹھائی۔ علینا کی آنکھ سے بے ساختہ ہی آنسو نکل آئے۔

اس نے لرزتی ہوئی انگلی سے ایک بار پھر اس کے نام پر کلک کیا۔ کال جانے لگی۔

"پلیز عصام کال اٹھالو! پلیز!" وہ سوچ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس بار اس نے کال اٹھالی تھی۔

"ہیلو؟" اس کی سنجیدہ سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

"ع۔۔۔ع۔۔۔" اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ "عص۔۔۔عصام!" اس کا سانس اُکھڑ رہا تھا۔ سینے میں شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

"زویا؟ کیا ہوا ہے؟"اس کی اُکھڑتی ہوئی سانس سنتے ہی اس کی فکر مند سی آواز اس کے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی تھی۔

"سا۔۔۔سان۔۔۔سانس۔۔۔بند!"وہ ٹوٹے پھوٹے لفظ بڑی مشکل سے ادا کر رہی تھی۔

"کہاں ہو تم؟"اسے لگا عصام کی آواز میں لرزش تھی۔

"حیدر۔۔۔آفس!"وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔اس کے سینے میں درد ہونے لگا تھا۔جیسے وہ تنگ پڑ رہا تھا۔

"میں آرہا ہوں!ڈونٹ وری!تم بس ریلیکس ہو جاؤ!ڈونٹ وری!پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے!تم سیف ہو!میں آرہا ہوں!ڈونٹ وری!بس سانس لینے کی کوشش کرو!ڈونٹ وری!"اس کی آواز اب واضح طور پر لرزش کا شکار تھی۔علینا کو وہ بھرائی ہوئی بھی معلوم ہوئی۔کال کٹ گئی تھی۔اس نے ایک بار پھر اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہوتے پایا۔

ایک بار پھر اس کا دماغ تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔

****

وہ اسٹور روم میں تھی اور ایک دھاڑ کے ساتھ دروازہ کُھلا تھا۔ سامنے حیدر کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے ارحم بھی تھا۔ علینا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ ہِل تک نہ سکی۔ اس کے ہاتھ اور پیر زپ ٹائیز سے بندھے ہوئے تھے۔

"تو تم یہاں چُھپی ہوئی ہو؟" ارحم مسکراتا ہوا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری جاسوسی کرنے کی؟ بہت ہمدردی ہے نا تمہیں اس لڑکی سے؟ رکو! ابھی تمہیں بھی دوسروں کی ہمدردی کے قابل بناتا ہوں میں!" وہ چیختا ہوا اس کی طرف بڑھا تھا۔

"نہیں! نہیں! دور ہٹو! میں نے کہا دور ہٹو!" وہ چلا رہی تھی۔

اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ نا جانے رات کا کونسا پہر تھا۔ وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اسے کسی کا ہاتھ اپنے ماتھے پر محسوس ہوا تو اس نے پلٹ کر دیکھا۔ عصام اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ ایک جھٹکے سے وہ بیڈ پر سے اتر چکی تھی۔

"زویا۔"اس نے آہستہ سے اس کا نام پکارا تھا۔وہ بہت فکر مند نظر آرہا تھا۔وہ علینا کی طرف بڑھا تھا۔

"دور ہٹو!"وہ سرد لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"زویا میری بات سنو!"وہ اس کی طرف مسلسل بڑھ رہا تھا۔

"دور ہٹو!"وہ چلائی تھی۔اس کے لیے وہ عصام نہیں تھا،وہ ارحم اور حیدر تھے جو مسلسل اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔وہ اپنے خواب میں پھنس گئی تھی۔خواب اور حقیقت گڈمڈ ہو گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زویا پلیز!"وہ منت کر رہا تھا۔اس کی آنکھیں سُرخ پڑ رہی تھیں۔

اس کے پیچھے ڈریسنگ ٹیبل تھا۔اس نے تیزی سے ڈریسنگ ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے سیاہ رنگ کی گن نکالی۔گن نکالتے ساتھ ہی اس نے گن کی نال کا رُخ عصام کی طرف کر دیا۔عصام جو اس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا یکدم گن کا رُخ اپنی طرف دیکھ کر رک گیا تھا۔ایک لمحے کے لیے وہ ساکت رہ گیا۔

"بکواس بند کرواپنی! میں تم دونوں میں سے کسی کو بھی خود کو نقصان نہیں پہنچانے دوں گی!"

وہ ہیجانی انداز میں چیخ رہی تھی۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے زمین پر گھٹنوں کے بل گر سا گیا۔ گن کا رُخ اب بھی اس کی طرف ہی تھا۔ وہ علینا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی بائیں آنکھ سے ایک آنسو نکل کر اس کے گال پر بہہ گیا تھا۔ وہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور وہ آنکھوں میں اس کے لیے خوف اور اجنبیت لیے اسے غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"علینا!" اس کی آواز بہت ہلکی تھی۔ ٹوٹی ہوئی تھی۔ "میں عصام ہوں! یاد کرو!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

علینا ساکت رہ گئی۔ وہ اس کا نام پکار رہا تھا؟ کتنا وقت گزرا تھا اسے اس نام کو سنے ہوئے؟

چھ سال۔۔۔ ہاں چھ سال ہی گزرے تھے لیکن وہ چھ سال نہیں تھے۔ وہ اس کے لیے چھ صدیاں تھیں۔

"میرے ساتھ ایسا مت کرو۔ پلیز!" وہ رکا۔ "مجھے بہت درد ہو رہا ہے! بہت زیادہ درد ہو رہا ہے! پلیز ایسا نہ کرو! میرا دل پھٹ جائے گا۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے کوئی اپنی تمام تر دنیا اپنے سامنے ہی فنا ہوتے دیکھ رہا تھا، ریزہ ریزہ ہو کر بکھرتے دیکھ رہا تھا۔

وہ سر اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ساکت و جامد کھڑی تھی۔

"عصام۔" اس نے اتنی ہلکی آواز میں اس کا نام پکارا کہ صرف وہ ہی اس کا نام سن پائی۔

اس نے گن پکڑے ہوئے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا۔ وہ بُری طرح سے کانپ رہے تھے۔ اس نے سامنے دیکھا۔ اب وہاں عصام تھا اور وہ اس کے سامنے دوزانو بیٹھا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے گن دوسری طرف پھینکی تھی۔

"عصام!" بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک ریلہ بہہ نکلا۔

اس کے منہ سے اپنا نام سن کر اس نے آنکھیں میچی تھیں۔ دائیں آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گال پر بہہ گیا تھا۔

اگلے لمحے وہ اٹھ کر اس کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔ عصام نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ اور وہ اس کے ساتھ لگتے ساتھ ہی اپنا ضبط پوری طرح کھو بیٹھی۔ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے وہ زار و قطار رونے لگی۔ پھوٹ پھوٹ کر۔ بلک بلک کر۔ اس طرح تو وہ چھ سال پہلے بھی نہیں روئی تھی جس طرح اب رو رہی تھی۔

چھ سال پہلے وہ اس ڈر سے اس سے لپٹ کر روئی تھی کہ وہ اسے ٹوٹنے سے بچا چکا تھا۔

چھ سال بعد اب وہ اس سے لپٹ کر اس لیے رو رہی تھی کیونکہ وہ اسے ٹوٹنے سے بچا نہیں پایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناجانے کتنی دیر وہ خود کو اس کے حصار میں چُھپائے روتی رہی۔ ان دونوں کو ہی وقت کا کوئی اندازہ نہ ہو سکا۔ اس کی ہچکیوں کی آواز مدھم پڑی تو عصام نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو چکی تھی۔ عصام نے اسے اٹھا کر بیڈ پر لیٹا دیا۔ اس پر کمبل برابر کرتے ہوئے اس نے آہستہ سے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو اس کے کانوں کے پیچھے اڑس دیا۔ وہ چند لمحے یونہی اسے دیکھتا رہا۔ پھر وہیں فرش پر بیڈ کے ساتھ کمر ٹکائے بیٹھ

گیا۔بیڈ پر اس کے پیچھے علینا بے ہوش پڑی تھی۔اور وہ اس کے پیروں کے پاس اپنا سر رکھے بیٹھا ہوا تھا۔نظریں چھت کو تک رہی تھیں۔اس کی بائیں آنکھ سے آنسو نکل کر اس کی کنپٹی میں جذب ہو گیا تھا۔رات یونہی کٹ رہی تھی۔تکلیف اور درد میں۔۔۔

****

اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔کمرے میں اندھیرا تھا۔پردے کی جھڑی سے آنے والی سورج کی کرنیں کمرے میں ہلکی سی روشنی کیے ہوئے تھیں۔اس نے کروٹ بدلی۔اور عصام کو اپنے پیروں کے پاس سر رکھے پایا۔اس نے ایک جھٹکے سے اپنے پیر پیچھے کیے۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ وہیں ہو گا۔اور وہ جاگ رہا تھا لیکن اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔وہ مسلسل چھت کو دیکھ رہا تھا۔

وہ اسے دیکھتی رہی۔بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"مجھے معاف کر دو۔"وہ بار بار دہرانے لگی۔عصام نے پھر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔

"میں نے ایک بہت بڑا گناہ کر دیا ہے عصام! میں کیا کروں؟ اب میں کیا کروں؟" اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ "مجھے نہیں پتا تھا کہ وہاں کوئی لڑکی تھی۔ میں۔۔۔ میں اس لڑکی کو بچانا چاہتی تھی۔ میں سچ میں اس وقت اسے بچانا چاہتی تھی۔ لیکن۔۔۔" وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ "لیکن میں اسے بچا نہیں پائی۔ میں کچھ نہیں کر سکی۔ میں چُھپی رہی۔ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں آخر اتنی بے رحم کیسے ہو گئی؟ میں نے اسے بچایا کیوں نہیں؟" وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑے کہہ رہی تھی۔ آنسو کسی دریا کی مانند بہہ رہے تھے۔ "وہ چیختی رہی۔ چلاتی رہی۔ مدد مانگتی رہی۔ وہ اسے بخش دینے کے لیے ان دونوں سے بھیک مانگ رہی تھی لیکن۔۔۔ لیکن وہ نہیں رکے عصام! وہ نہیں رکے!" وہ اب یوں رو رہی تھی کہ جیسے پاگل ہو گئی ہو۔ ہاں علینا کے یوں رونے پر اب کسی پاگل کا ہی گمان ہوتا تھا۔ عصام اپنی آنکھیں میچ گیا تھا۔ شاید وہ کچھ بھی سننا نہیں چاہتا تھا۔

وہ کافی دیر تک یونہی باتیں دہراتی رہی اور روتی رہی۔ وہ خاموشی سے اسے سنتا رہا۔ جب وہ رو رو کر تھک گئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اپنا سامان پیک کر لو۔ تم آج دوپہر کی فلائٹ سے کراچی جا رہی ہو۔" اس نے اس سے نظریں ملائے بغیر کہا۔ اور کمرے سے باہر نکلنے لگا۔ وہ چند لمحے حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔

"لیکن میرا کام عصام؟" اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔

"تمہارا کام ختم ہو چکا ہے زویا اور مجھے تمہیں سیفلی یہاں سے کہیں اور بھیجنا ہے۔" وہ اس کی طرف پیٹھ کیے سرد سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"تم رات کو مجھے کسی اور نام سے پکار رہے تھے۔ تم مجھے علینا کہہ کر پکار رہے تھے۔" اس نے مدھم لہجے میں کہا۔ اسے ایک عجیب سی امید تھی۔

"یہ تمہارا وہم ہے زویا۔ میں نے تمہیں زویا کہہ کر ہی پکارا تھا۔" اس نے اس کے نام پر زور دیتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پیچھے حیران و پریشان بیٹھی رہ گئی۔ کیا یہ اس کا وہم تھا؟ کیا اس نے اس کا نام نہیں پکارا تھا؟ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ لیکن شاید ہو سکتا تھا۔ رات کو وہ جس قدر سنگین پینک آٹیک کا شکار ہوئی تھی یہ ممکن تھا کہ یہ اس کا وہم ہی ہو۔

وہ سر پکڑے بیٹھی رہی۔ کل رات کے واقعات ایک بار پھر اس کی نظروں کے سامنے گھومنے لگے تھے۔ اس کے کانوں میں کسی آڈیو ریکارڈنگ کی طرح اس کی چیخیں گونج رہی تھیں۔ سعدیہ کی چیخیں اس کا سانس روک رہی تھیں۔ وہ اٹھی اور ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔ وہ رات والے کپڑوں میں ہی تھی۔ ہاں مگر اس وقت اس کا چہرہ ستا ہوا لگ رہا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ اس کا خوبصورت چہرہ ایک ہی رات میں مردہ لگنے لگا تھا۔

اس نے ہاتھ مار کر ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ہوئی تمام چیزوں کو نیچے پھینک دیا۔ پرفیوم کی شیشیاں ٹوٹ گئیں۔ اور کرچیاں ہر طرف بکھر گئیں۔ بلکل اسی طرح جس طرح وہ ٹوٹ کر بکھر گئی تھی۔ کل رات کے واقع نے اس کے اندر جو توڑ پھوڑ کی تھی وہ شاید اب کبھی ٹھیک

نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ وہیں فرش پر گر سی گئی۔ آنکھیں ایک بار پھر آنسوؤں کی برسات کرنے لگیں۔

علینا ضرار کی زندگی میں شاید ٹوٹ کر بکھرنے کے سوا اور کچھ نہ لکھا تھا۔۔۔

****

عصام اسے دوپہر کی فلائٹ سے کراچی بھیج چکا تھا۔ وہ ایئر پورٹ اس کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ ہاں لیکن اسے ایئر پورٹ تک چھوڑنے ضرور گیا تھا۔ وہ سارے راستے شیشے سے باہر دیکھتی آئی تھی اور عصام گاڑی ڈرائیو کرتا رہا تھا۔ ان دونوں کے درمیان پورے راستے کوئی بات نہ ہوئی۔ جب ایئر پورٹ پر وہ گاڑی سے اترنے لگی تو عصام نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"کیا تم میرا انتظار کر سکتی ہو؟" وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا۔ "مجھے نہیں معلوم کہ یہ انتظار کتنا لمبا ہو گا یا پھر۔۔۔" وہ اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ علینا اس کی طرف مڑی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گلے سے لٹکتی ہوئی چین کو اتارا پھر اس میں موجود بینڈ چین سے نکال کر اپنے دائیں ہاتھ کی رنگ فنگر میں پہن لیا۔ وہ ساکت سا اس کی تمام کارروائی دیکھتا رہ گیا۔

اس نے نظریں اٹھا کر عصام کی طرف دیکھا اور یونہی اسے دیکھتے ہوئے اس نے چین سامنے ڈیش بورڈ پر رکھ دی۔

"میں قیامت تک انتظار کر سکتی ہوں اگر تم میرے پاس واپس آنے کا وعدہ کرو تو۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ آج اس نے لینز نہیں پہنے ہوئے تھے۔ عصام نے اس کی طرف دیکھا۔ گہری سرمئی آنکھیں کہربا آنکھوں سے ملی تھیں اور اسے شانت کر گئی تھیں۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ عصام کی آنکھیں اسے جواب دے چکی تھیں۔

وہ خاموشی سے گاڑی سے اتر کر ایئر پورٹ کے ہجوم میں غائب ہو گئی اور وہ اسی لمحے میں کہیں جامد ہو کر رہ گیا۔

****

یہ عاہل کے گھر کے ڈائننگ ٹیبل کا منظر تھا۔ مستجاب سربراہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ حیدر ان کی بائیں طرف بیٹھا ہوا تھا۔ وہ نک سک سا تیار لگ رہا تھا۔ وہ ناشتے کے لیے مستجاب کے بلانے پر آیا تھا۔ عاہل جب سیڑھیاں اترتا ڈائننگ ہال میں داخل ہوا تو حیدر کو مستجاب

کے ساتھ ہنستا دیکھ کر ایک لمحے کے لیے رک گیا۔اس کے چہرے پر بیزاری پھیل گئی۔ اُکتا کر آنکھوں کو گھماتے ہوئے وہ ڈائننگ ٹیبل کی طرف آ گیا۔ مستجاب کے سامنے سر براہی کرسی کھینچتے ہوئے اس کا چہرہ بے تاثر ہو چکا تھا۔وہاں کسی کو بھی عاہل کے ڈائننگ ٹیبل پر موجود ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"حیدر!"رایان اس کا نام چلاتا ہوا ڈائننگ ہال میں داخل ہوا تھا۔حیدر نے یکدم سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ مستجاب کچھ حیران تھا۔عاہل کو کوئی فرق نہ پڑا۔وہ چند لمحوں پہلے سرونٹ کے سرو کیے گئے ناشتے کو بڑے ہی سکون کے ساتھ کھا رہا تھا۔

"تمہیں کوئی اندازہ بھی ہے کہ تم نے کیا کیا ہے؟سعدیہ جفعار کو میرے گلے کی ہڈی بنا دیا ہے تم نے!"رایان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔وہ ڈائننگ ٹیبل کی دوسری طرف کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کون سعدیہ جفعار؟"مستجاب کچھ کشمکش کا شکار ہوتے ہوئے حیدر کی طرف دیکھنے لگا۔

"رایان ہم یہ بات بعد میں کر سکتے ہیں۔"حیدر نے مسکرانے کی کوشش کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہر گز نہیں۔"اس بار وہ غرایا تھا۔

"رایان! آرام سے بات کرو!"مستجاب نے اس کی بلند آواز پر اسے ٹوکا تھا۔

"ڈیڈ یہ معاملہ آرام سے بات کرنے والا نہیں ہے! آپ کو معلوم ہے کہ اس نے کیا کیا ہے؟"اس کا غصہ ٹھنڈا ہونے کا سانس ہی نہیں لے رہا تھا۔عاہل مشروم اور چیز آملیٹ کو چُھری اور کانٹے سے کاٹ کر اس کا ٹکڑا اپنے منہ میں رکھ رہا تھا۔وہ ان تینوں سے بلکل بے نیاز اپنا ناشتہ کر رہا تھا۔

"کیا کیا ہے اس نے؟"مستجاب نے پوچھا تھا۔

"عابد اور اس نے کل رات اپنے آفس کے کمرے میں اپنی سیکرٹری کا ریپ کیا اور پھر جب وہ لڑکی یہ سب برداشت نہیں کر سکی اور مر گئی تو اس نے میرے آدمیوں کو بلوا کر اسے ہوسپٹل پہنچا دیا۔ہوسپٹل میں میرے لوگوں نے پولیس کو یہ بیان دیا کہ وہ انہیں سڑک پر مردہ ہی ملی تھی۔اس لڑکی کی میڈیکل رپورٹ میں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اس کے ساتھ ریپ کیا گیا ہے۔"وہ تلخ لہجے میں حیدر پر اپنی نظریں گاڑھے کہہ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انہیں حیدر اور عابد کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا تو پھر آخر اس میں مسئلہ کیا ہے؟"

مستجاب نے رایان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ رایان نے اپنے دانت پیسے۔

"مسئلہ یہ ہے ڈیڈ کہ وہ لڑکی زندہ ہے!" آخری بات کہتے ہوئے اس کی آواز بلند ہو گئی تھی۔

مستجاب ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا تھا۔

"واٹ؟" حیدر کے چہرے کا رنگ فُق ہو چکا تھا۔ "لیکن اس کی دل کی دھڑکن تو رک چکی تھی اور نبض بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی! یہ کیسے ہو سکتا۔۔۔" اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مبارک ہو حیدر مستجاب لیکن تمہاری نالائقی کی وجہ سے یہ ہو چکا ہے! اسے مردہ سمجھ کر تم نے اسے میرے آدمیوں کے ذریعے ہوسپٹل پہنچا دیا اور اب وہ آئی سی یو میں ہے اور بد قسمتی سے زندہ ہے!" وہ اس پر غرایا تھا۔

"تمہیں ضرورت کیا تھی ایسی حرکت کرنے کی؟اور وہ بھی الیکشنز کے اتنے قریب؟"وہ سرد سا لہجہ لیے حیدر کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔الیکشنز کے لفظ پر عاہل بے ساختہ ہی ہنس پڑا تھا۔سب اسے دیکھنے لگے۔

"سوری۔"وہ اپنی ہنسی کو قابو میں کرنے کی کوشش کرتا ہاتھ اٹھا کر معذرت کر رہا تھا۔

ان تینوں نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا تھا۔

"ویسے حیدر اگر ایسی حرکتیں کرنے کے بعد ثبوت تھکانے نہیں لگا سکتے تو پھر ایسے شوق پالتے ہی کیوں ہو جو بعد میں گلے پڑ جائیں؟"انداز معصوم سا تھا۔وہ حیدر سے مخاطب تھا لیکن نظریں مستجاب پر جمی ہوئی تھیں۔

فضا اشعر کے الزام کے وقت مستجاب کا کیا ہوا طنز وہ مستجاب کے منہ پر ہی مار چکا تھا۔

مستجاب کا چہرہ اس کی بات پر سُرخ ہوا تھا۔عاہل کے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔

"تم اپنی بکواس بند کرو اور میرے معاملات سے دور رہو!"حیدر نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی تھی۔

"شیور۔"عاہل مسکرایا پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب کیا کرنا ہے؟"رایان نے مستجاب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔"ہم اس کے ہوش میں آنے کا انتظار نہیں کر سکتے!"

عاہل لاؤنج سے باہر جانے کے لیے اپنے قدم بڑھا چکا تھا۔

"بلکل۔اس کے ہوش میں آنے کا انتظار نہیں کیا جا سکتا ہے۔اس لیے۔۔۔"اس نے چہرہ اٹھا کر رایان کی طرف دیکھا۔"ختم کروادو اسے!"وہ کہہ کر کرسی سے اٹھ رہا تھا۔

یہ وہ آخری بات تھی جو لاؤنج سے نکلتے ہوئے عاہل کے کانوں میں پڑی تھی۔

****

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔اسے کراچی آئے ہوئے پانچ دن گزر چکے تھے اور اس وقت وہ اپنے گھر میں تھی۔اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا اور وجہ تھی صبح کے وقت ٹی وی پر اس کے سامنے چلنے والی خبر۔

"عاہل مستجاب جو کہ سابق وزیرِ اعظم کے بیٹے اور ایک نامی گرامی فارماسیوٹیکل ڈرگز سپلائر تھے،ان کی کل رات موت واقع ہو چکی ہے۔ابتدائی رپورٹس کے مطابق ان کے کمرے میں آگ لگ گئی تھی اور اس وقت وہ سو رہے تھے۔موت کی وجہ کمرے میں اکٹھا ہونے والا دھواں تھا۔۔۔"رپورٹر کچھ اور بھی کہہ رہی تھی۔لیکن علینا کی نظروں کا مرکز اس رپورٹر کے پیچھے کا منظر تھا۔

وہ عاہل کا گھر تھا اور نیوز والے اس کے کمرے کی بالکنی دکھا رہے تھے جو پوری طرح جل چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کا موبائل بجنے لگا تھا۔اس کا ارتکاز ٹوٹا تھا۔اس نے موبائل کی اسکرین دیکھی۔وہ رایان کا نمبر تھا۔علینا نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"ہیلو؟"اس کی آواز محتاط تھی۔

"شکریہ ادا کرنے کے لیے فون کیا ہے۔تھینک یو۔تمہارے بغیر یہ ممکن نہیں تھا۔"اس کی آواز سے خوشی نمایاں تھی۔

"تمہارا کام ہو گیا ہے۔اب آئیندہ کبھی مجھے کال مت کرنا!"اس کی آواز میں واضح تنبیہ تھی۔ اگلے لمحے ہی اس نے کال کاٹ دی تھی۔ٹی وی اسکرین پر نیوز رپورٹر اب بھی بول رہی تھی۔

"کل رات جب گھر پر آگ لگی تو گھر پر ملازم نہ تھے۔ مستجاب علی اور ان کے بڑے بیٹے رایان مستجاب بھی شہر سے باہر تھے۔ گھر پر صرف چند گارڈز موجود تھے اور وہ بھی گیٹ کے پاس۔پولیس کو عاہل مستجاب کی جھلسی ہوئی باڈی مل چکی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ موت دھویں کے باعث پہلے ہی واقع ہو چکی تھی۔ لاش جلنے کی وجہ سے قابلِ شناخت نہیں تھی۔۔۔"رپورٹر بول رہی تھی اور علینا کا دھیان ایک بار پھر اس کی باتوں پر نہ رہا تھا۔وہ ہاتھ میں موبائل پکڑے بیٹھی تھی۔ کیا اسے عصام کو کال کرنی چاہیئے تھی؟

****

یہ حیدر کے گھر کا منظر تھا۔ مستجاب اور رایان دونون حیدر کے گھر شفٹ ہو چکے تھے۔ مستجاب کمرے کے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھا۔ اسے عاہل کی موت پر شاک لگا تھا۔اسے کوئی دُکھ محسوس نہیں ہوا تھا لیکن کچھ تھا جو اسے بے

چین کیے ہوئے تھا۔اس کی موت کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور وہ پچھلے ایک ہفتے سے ہی سو نہیں پایا تھا اور وجہ یہ تھی کہ عاہل کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے سے ہٹتا ہی نہیں تھا۔

مستجاب کے لیے یہ ایک بہت عجیب سا احساس تھا۔اس کا وہ بیٹا جس کے ساتھ اس کی کوئی جذباتی وابستگی نہیں تھی،وہ مر گیا تھا اور اسے اب یاد آرہا تھا۔

"وہ ایک اچھا بیٹا نہیں تھا تو پھر وہ مجھے کیوں یاد آرہا ہے؟؟؟"وہ جھنجھلایا ہوا سا کہہ رہا تھا۔

نظروں کے سامنے یادوں کا ایک جھماکا سا ہوا تھا۔اس نے نومولود عاہل کو اپنی گود میں اٹھایا ہوا تھا۔بیڈ پر بیٹھی ملیحہ نے رایان کو گود میں لیا ہوا تھا۔وہ عاہل کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

ایک اور جھماکا ہوا تھا۔دو سالہ عاہل نے مستجاب کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اپنا پہلا لفظ بولا تھا۔"ڈاڈا۔"

ملیحہ اور مستجاب دونوں حیران رہ گئے تھے۔وہ بہت خوش ہوئے تھے۔رایان نے اب تک کوئی لفظ نہیں بولا تھا لیکن عاہل نے پہلی بار اپنے باپ کو پکارا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر؟ پھر کیا ہوا تھا؟اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ عاہل کی طرف سے کھنچ سا گیا تھا؟ہاں۔اسے یاد آ گیا تھا۔اس نے زنیرہ حدید سے شادی کر لی تھی۔ اور جب اسے یہ بات معلوم ہوئی کہ زنیرہ ماں بننے والی تھی تو وہ عاہل سے کھنچ گیا۔نہ صرف عاہل سے وہ ملیحہ سے بھی پوری طرح کھنچ گیا تھا۔وہ لندن زنیرہ اور حیدر سے ملنے کے لیے ہی جاتا تھا۔آہستہ آہستہ اسے لگنے لگا کہ حیدر،رایان اور زنیرہ بلکل اس جیسے تھے اور اگر کوئی مِس فِٹ تھا تو وہ عاہل اور ملیحہ تھے۔اور اس کے بعد سے اس کے درمیان کچھ بھی پہلے جیسا نہ رہا۔

پانچ سالہ عاہل اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اور وہ اسے مسلسل اگنور کر رہا تھا۔اور وہ اسے دیکھ رہا تھا۔شاید وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ وہ اس کے ساتھ بھی کھیلے گا۔اور پھر یہی ہوتا رہا تھا۔وہ یونہی اسے اگنور کرتا رہتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دس سالہ عاہل اس کے سامنے برتھ ڈے کارڈ لیے کھڑا تھا اور اس نے اسے دیکھنا تک گوارا نہیں کیا تھا۔ اس نے اپنے جواب پر اس کا چہرہ بُجھتا ہوا محسوس کیا تھا۔ اس وقت اسے اس کا چہرہ دیکھ کر کچھ محسوس نہیں ہوا تھا لیکن آج ہو رہا تھا۔

پھر اس نے دیکھا کہ وہ اپنی طبیعت کے خلاف جا کر ایسے بہت سے کام کرنے لگا تھا جو وہ رایان کے بارے میں پسند کرتا تھا۔ رایان کی وہ ساری عادتیں جو وہ سراہتا تھا، اب عاہل اپنا رہا تھا۔

اس نے بارہ سالہ عاہل کے چہرے پر تھپڑ مار دیا تھا کیونکہ اس کا پسندیدہ گلدان ٹوٹ گیا تھا، یہ جاننے کے باوجود کہ گلدان عاہل نے نہیں رایان نے گرایا تھا۔ اسے بس اپنا غصہ کسی پر نکالنا تھا۔ اور وہ عاہل پر نکل گیا تھا۔

اور پھر اس نے اپنے بیٹے کو خود سے بلکل دور جاتے دیکھا۔ وہ اب اس سے بات کرنا تو دور اس سے ملنے کی کوشش بھی نہیں کرتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عاہل پندرہ سال کا تھا اور اسے گولی لگی تھی۔ وہ اغوا ہو چکا تھا اور اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ اسے ایک لمحے کے لیے بھی اس خیال نے ڈرایا نہیں تھا کہ اگر وہ لوگ اسے مار دیتے تو؟ لیکن اسے یہ خیال کیوں نہیں آیا؟ وہ اب سوچ رہا تھا۔

وہ اٹھارہ سال کا تھا اور عصام سے لڑائی کرنے پر مستجاب نے اس پر تھپڑوں کی بارش کر دی تھی۔ اس کی اس حرکت نے اسے شدید مشتعل کر دیا تھا۔ اس نے اسے زیورک بھیج دیا تھا اور اس کے بعد سے سب مکمل طور پر خراب ہو گیا تھا، کبھی نہ ٹھیک ہونے کے لیے۔

اور اب؟ اب جب وہ جا چکا تھا تو اب ایسے کیوں یاد آ رہا تھا؟ اس کے دو بیٹے زندہ تھے، اس کے پاس تھے۔ پھر کیوں؟ پھر کیوں وہ یاد آ رہا تھا؟ آخر اس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا؟

رات یونہی پچھتاوں میں گزر رہی تھی۔ اور وہ اپنے ہی سوالوں میں الجھتا جا رہا تھا۔

* *

اسی رات حیدر اپنے کمرے میں بیٹھا موبائل دیکھ رہا تھا۔ اسے عاہل کے مرنے پر کوئی افسوس نہیں ہوا تھا۔ اسے ویسے بھی عاہل سے نفرت تھی۔ لیکن تبھی اس کے موبائل پر کچھ

نوٹیفیکیشنز ابھرے۔اسے واٹس ایپ پر ایک نامعلوم نمبر سے میسج آیا تھا۔وہ دو آڈیوز تھیں۔اس کے آبرو حیرت سے اکھٹے ہوئے۔اس نے پہلی آڈیو چلائی۔

"ہیلو؟کام ہو گیا؟"وہ مستجاب کی آواز تھی۔ کُھردری سخت سی آواز۔

"جی سر۔"دوسری طرف کوئی کہہ رہا تھا۔

"کتنی دیر لگے گی؟"

"تین سے چار منٹ۔"

"ٹھیک ہے۔"آڈیو ختم ہو گئی تھی۔

حیدر ایک عجیب سی کشمکش میں تھا لیکن اگلی آڈیو شروع ہو چکی تھی۔

"ہیلو؟"حیدر ساکت رہ گیا۔وہ زنیرہ کی آواز تھی۔وہ اس کی ماں کی آواز تھی جس سے وہ بے تحاشہ پیار کرتا تھا۔

"ہیلو؟مستجاب؟کیا ہوا؟"زنیرہ کی مدھم سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کچھ نہیں بس تمہیں یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ مجھے دھوکا دے کر تم نے اچھا نہیں کیا۔" لہجہ حد درجہ سرد تھا۔

"مستجاب کیا کہہ رہے ہو؟ ابھی کل تو ہماری بات ہوئی تھی اس سب کے بارے میں! اور ہمارے درمیان سب ٹھیک بھی ہو گیا تھا۔ اب کیا ہو گیا ہے؟" آواز سے پریشانی واضح طور پر جھلک رہی تھی۔ حید رسانس روکے اس آڈیو کو سن رہا تھا۔

"میں نے تم سے محبت کی، تمہیں طلاق کے باوجود قبول کیا، اپنے کیریئر اور زندگی کا بھی رسک لیا۔ اور تم نے مجھے دھوکا دیا؟ مجھ سے میری ہی اولاد کو چُھپایا؟" لہجے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

"میں تم سے محبت کرتی تھی مستجاب لیکن میں اپنے ہی بچے کی جان نہیں لے سکتی تھی۔" وہ چلائی تھی۔

"کچھ اور کہنا ہے تو کہہ لو۔ تمہارے پاس بس چند سیکینڈز ہیں۔" اس نے نارمل سے انداز میں کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حیدر کو لگا وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گا۔

"کیا مطلب؟ تم کیا کرنے جا رہے۔۔۔" زنیرہ کے الفاظ بیچ میں ہی رہ گئے جب ایک زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی۔

آڈیو ختم ہو گئی تھی لیکن حیدر ساکت تھا۔ اس کا دماغ جیسے شل ہو گیا تھا۔ اسے شاک لگا تھا۔ موبائل اس کے ہاتھ میں ہی تھا لیکن وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ اس کی ذہن میں صرف ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا، کسی جھکڑ کی مانند۔

کیا اس کا باپ ہی اس کی ماں کا قاتل تھا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

رایان مستجاب کے کمرے میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ فکر مندی سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔ اسے حیرانی ہو رہی تھی کہ آخر اس کے باپ کو ٹینشن کس بات کی تھی؟ عاہل مر چکا تھا لیکن وہ تو اس سے پیار نہیں کرتا تھا تو پھر یہ سب؟ یہ سب کیا تھا؟ میڈیا کے سامنے تو اس نے اور حیدر نے چند آنسو بہا دیے تھے تاکہ کسی کو یہ نہ لگے کہ وہ اپنے بھائی کی

موت پر غمگین نہیں تھے۔ لیکن مستجاب کو عاہل کی موت پر پریشان دیکھ کر کچھ بہت عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اس سے اس سب کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا لیکن تبھی کمرے کا دروازہ کا کُھلا تھا۔

دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے والا حیدر تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ آنکھوں میں پانی بھی تھا۔ گردن کی رگیں پھولی ہوئی لگتی تھیں۔ مستجاب نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ ناجانے اس کے چہرے پر کیا تھا جو وہ بیڈ پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی دیکھا دیکھی رایان بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ حیدر آہستہ سے چلتا ہوا مستجاب کے سامنے آکھڑا ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری ماں کو کیوں مارا تھا؟" اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور اسکرین روشن تھی۔ وہ مستجاب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہا تھا۔ آواز سرد تھی۔

اِس لمحے مستجاب کو اپنے سامنے کھڑے حیدر میں عاہل کی جھلک نظر آئی تھی۔ کبھی اس نے بھی اسی طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس سے یہی سوال پوچھا تھا۔

"میری ماں کو کیوں مارا تھا؟" اس بار وہ چلایا تھا۔

"حیدر! یہ کیا طریقہ ہے!"رایان نے اسے فوراً تنبیہ کی تھی۔اس نے آج تک کبھی مستجاب سے اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔اور آج اسے باپ پر یوں چلاتا دیکھ کر رایان حیران رہ گیا تھا۔

حیدر نے رایان کی طرف دیکھے بغیر موبائل کی اسکرین پر چند کلکس کیے۔وہ دونوں آڈیوز باری باری چلیں اور ختم ہو گئیں۔حیدر نے ایک لمحے کے لیے بھی مستجاب کے چہرے پر سے اپنی نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔اس نے مستجاب کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو بھی بخوبی دیکھ لیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟"رایان ان آڈیوز کو سننے کے بعد کچھ دیر تک خاموش رہا تھا اور اب دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"یہی کہ عاہل صحیح تھا۔"اس نے جس قدر سرد لہجے میں مستجاب کو دیکھتے ہوئے یہ بات کی تھی، مستجاب کو لگا وہ کبھی سانس نہیں لے سکے گا۔رایان نے حیرت سے آبرو سکیڑے۔

"کیسے صحیح تھا عاہل؟" اسے عاہل کے نام پر نا جانے کیوں غصہ آنے لگا تھا۔ وہ مر چکا تھا لیکن پھر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تھا۔

"وہ صحیح تھا۔ تمہاری ماں کو بھی اسی آدمی نے مارا تھا۔ وہ سچ کہتا تھا۔ اور وہ یہ بھی سچ کہتا تھا کہ میں تم سب کے لیے ایک کٹھ پتلی کی طرح ہوں جسے تم سب یوز کرتے ہو!" وہ آخر میں چلایا تھا۔

مستجاب خاموش کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اب اس کا کچھ بھی کہنا یا کرنا حیدر کو یہ یقین نہیں دلا سکتا تھا کہ وہ بے قصور تھا۔ وہ سچ جان چکا تھا۔

"آپ نے میری ماں کو مار دیا۔" وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا کہہ رہا تھا۔ "اب میں آپ دونوں کو برباد کروں گا۔" اس نے لفظ برباد پر زور دیا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟" رایان نے آگے بڑھ کر حیدر کا بازو پکڑا تھا۔ "جانتے بھی ہو کیا بکواس کر رہے ہو؟" اسے حیدر کی بات سے اپنا اور اپنے باپ کا کیریئر ڈوبتا ہوا نظر آرہا تھا۔

"دیکھو حیدر! ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں!" اس نے اپنے لہجے کو کچھ نرم کرتے ہوئے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حیدر نے استہزائیہ سے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے ہنکارا بھرا پھر اپنا بازو ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے چھُڑوایا۔

"بیٹھ کر بات؟"وہ مسکرایا۔"میں تمہاری طرح بے غیرت نہیں ہوں کہ اپنی ماں کے قاتل کے ساتھ بیٹھ کر بات کروں!"اس نے استہزائیہ سے انداز میں لفظ بات پر زور دیا تھا۔

"تمہیں تمہارا قاتل باپ مبارک ہو!اور وہ بربادی بھی جو میں تم دونوں کو دینے والا ہوں!تم دونوں نے اپنوں کو صرف اپنی طاقت اور کرسی کے لیے استعمال کیا ہے، قتل کیا ہے! اب میں وہ کرسی ہی تم دونوں سے چھیننے والا ہوں!"وہ کہہ کر رکا نہیں تھا سیدھا کمرے سے نکل گیا تھا۔

پیچھے رایان حیدر کے لب و لہجے پر حیران رہ گیا تھا۔یہ وہ حیدر نہیں رہا تھا جو اس کی ہر بات مان لیتا تھا۔یہ کوئی اور بن گیا تھا۔اس نے کندھوں سے پکڑ کر مستجاب کو دوبارہ بیڈ پر بیٹھایا اور خود مستجاب کے سامنے بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ فکر مت کریں ڈیڈ! میں حیدر کو کچھ بھی نہیں کرنے دوں گا۔ میں کسی کو بھی ہمیں برباد نہیں کرنے دوں گا! کسی کو بھی نہیں!" آخری چند الفاظ رایان نے منہ میں بڑبڑائے تھے۔

مستجاب اس کی بات نہیں سن رہا تھا۔ اس کا دماغ کہیں آٹھ سال پیچھے چلا گیا تھا۔

"میری ماں کو کیوں مارا آپ نے؟ میرے پاس صرف میری ماں تھی! انہیں کیوں چھینا مجھ سے؟" اٹھارہ سالہ عاہل ان کے سامنے کھڑا چیخ رہا تھا۔

****

یہ اگلی رات کا منظر تھا۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ ایک مشہور نیوز چینل کے اسٹوڈیو جا رہا تھا۔ وہ آج وہ آڈیوز نیوز چینل کے ایک مشہور ٹاک شو پر لائیو چلانے والا تھا۔ اس کے پلان کے بارے میں رایان کو معلوم ہو گیا تھا۔ رایان نے اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی لیکن وہ نہیں مانا تھا۔ ڈرائیور نے گاڑی پیٹرول پمپ پر روکی تھی۔ ڈرائیور پیٹرول بھروانے کے لیے گاڑی سے اترا تو حیدر کے موبائل پر ایک کال آنے لگی۔ اس نے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگا لیا۔

"ہیلو؟" چند لمحوں کے لیے جب کوئی نہ بولا تو حیدر نے کچھ حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔ وہ کال ایک نامعلوم نمبر سے آئی تھی۔ اسے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ آڈیوز اسے کس نے بھیجی تھیں لیکن اس کے لیے یہ بات اہم نہیں تھی۔ اس کے لیے صرف یہی بات اہم تھی کہ اس کے باپ نے اس کی ماں کا قتل کیا تھا۔

"میرے ڈیڈ کو بھی ایسے ہی مارا تھا نا رایان نے؟" آواز بہت سرد محسوس ہو رہی تھی۔

"کون؟" حیدر کو ایک بہت عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ ڈرائیور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ کہیں نہیں تھا اور پیٹرول پمپ پر بھی کوئی نہ تھا۔ اس نے گاڑی سے اترنے کی کوشش کی لیکن گاڑی لاکڈ تھی۔ ڈرائیور نے شاید گاڑی لاک کر دی تھی۔

"ویسے تمہیں مرنے سے پہلے اپنی ماں کے منہ سے نکلنے والے آخری الفاظ سن کر کیسا لگا تھا؟" وہ ایسے پوچھ رہا تھا کہ جیسے کوئی نارمل سی بات کر رہا ہو۔ "تکلیف ہوئی؟ درد ہوا؟ سینا درد سے پھٹنے لگا کیا؟" وہ ایک لمحے کے لیے رکا تھا۔ "مجھے بھی بہت تکلیف ہوئی تھی۔ بہت

درد ہوا تھا۔ میرا سینا بھی درد سے پھٹ رہا تھا جب میں نے موت سے پہلے اپنے باپ کے آخری الفاظ سنے!"اس کا لہجہ سرد تھا۔ اتنا سرد کہ ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ جاتی۔

"کون بات کر رہا ہے؟"حیدر نے کچھ ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"تیرے ماں باپ کی ناجائز اولاد!"لہجہ استہزائیہ تھا۔ حیدر کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔

"ع۔۔۔عصام!"حیدر ہکلانے لگا تھا۔

"ارے واہ!اتنی جلدی پہچان لیا؟"وہ ہنسا۔

"لیکن تم۔۔۔تم تو یہاں نہیں تھے!۔۔۔"وہ مزید کچھ کہنے لگا تھا جب عصام نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں ہمیشہ سے یہیں تھا۔ تم سب کی موت لکھ رہا تھا!"لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔

"عصام تم! دیکھو تم مجھے مت مارو! میں ڈیڈ اور رایان کے خلاف ہوں۔ میرے پاس مام کے قتل کے متعلق ثبوت ہیں۔ تمہاری۔۔۔ تمہاری ماں کو قتل کیا گیا تھا۔ میں سب کو بتانے جارہا ہوں! تم۔۔۔"عصام نے ایک بار پھر اس کی بات کاٹ دی۔

"میری ماں کا نام زارا ہاشم تھا۔ اور میری ماں وہی ہیں۔ میں کسی زنیرہ حدید کو نہیں جانتا۔" وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے وہ ثبوت جن کی تم بات کر رہے ہو وہ تمہیں کس نے بھیجے تھے؟"وہ استہزائیہ سے انداز میں ہنسنے لگا اور حیدر کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ کیا وہ اس کے بنائے ہوئے جال میں پھنس چکا تھا؟

"تمہارے خاندان نے میرے خاندان کو اتنے زخم دیے ہیں کہ مجھے ساری زندگی ان زخموں پر مرہم رکھنا پڑے گا۔ اور جو زخم تم نے میرے دل کو دیا ہے وہ تو کبھی نہیں بھرے گا! اس لیے مجھ سے رحم کی بھیک مت مانگو! میں رحم نہیں کروں گا!"وہ تنفر بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"عصام! میری بات سنو! میں تمہاری مدد کروں گا! عصام میری بات سنو!"وہ چلا رہا تھا۔

"اور ہاں!" اسے جیسے کال کاٹتے کاٹتے کچھ یاد آیا تھا۔ "سعدیہ جعفار زندہ ہے! اور وہ میری حفاظت میں اس ملک سے بہت دور جا چکی ہے! اس کا تمہارے لیے ایک پیغام تھا۔ "جب تم اپنی زندگی کی بھیک مانگو تو یاد رکھنا کہ بہت سے لوگوں نے تم سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تھی اور تم نے ان پر رحم نہیں کیا تو اب تم بھی رحم کی کوئی امید مت رکھنا۔" وہ سعدیہ کا پیغام ہو بہو اس تک پہنچا رہا تھا۔

"تم مجھے نہیں مار سکتے عصام! تم قاتل نہیں ہو!" وہ چلا رہا تھا۔

"میں قاتل ہوں اور مجھے کوئی افسوس نہیں۔ میں تم تینوں کی موت ہوں لیکن میں تم تینوں کو ماروں گا بھی نہیں! تم سب ایک دوسرے کی موت ہو اور فلحال تمہاری موت تمہارا پیارا بھائی رایان مستجاب ہے!" وہ مسکرا کر کہتا کال کاٹ چکا تھا۔

حیدر سکتے میں تھا۔ موت؟ اس کا اپنا بھائی؟ اس نے اضطرابی انداز میں گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور تبھی اسے سڑک پر اپنے سامنے سے ایک ٹرک آتا دکھائی دیا۔ اس کی گاڑی پیٹرول پمپ کے سامنے تھی اور اس کی گاڑی کے سامنے سڑک

تھی جس پر ایک ٹرک تیزی سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ چیخنے لگا تھا لیکن اگلے لمحے ہی ٹرک کی تیز ہیڈ لائٹس نے اسے اپنی آنکھیں چُندھیانے پر مجبور کر دیا۔ ڈرائیونگ سیٹ سے ایک آدمی نے سڑک پر چھلانگ لگا دی تھی۔ ٹرک حیدر کی گاڑی سے تیزی سے ٹکرایا تھا اور پھر اس کی گاڑی کو گھسیٹتے ہوئے پیٹرول پمپ سے ٹکرا گیا۔ ایک زوردار دھماکا ہوا تھا اور پورے پیٹرول اسٹیشن پر آگ لگ گئی تھی۔

وہ چیخ تک نہ پایا تھا۔ اس وقت وہ پورا پیٹرول اسٹیشن آگ کی لپٹوں کی زد میں تھا۔ ٹرک ڈرائیور نے موبائل پر آنے والی کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"کام ہو گیا؟" رایان کی کرخت سی آواز موبائل سے باہر آ رہی تھی۔

"جی سر! آگ اتنی خوفناک ہے کہ اس کے بچنے کا کوئی چانس نہیں ہے۔ گاڑی بھی لاکڈ تھی۔" وہ آدمی ترکی بہ ترکی بول رہا تھا۔

"ہمم۔ گڈ۔ باقی کام تم جانتے ہو۔ سنبھال لینا اور ثبوت مت چھوڑنا!" وہ کہہ کر کال کاٹ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

حیدر کی موت مستجاب کے لیے ایک جھٹکا تھی۔ وہ ڈھے سا گیا تھا۔ وہ اس کی موت پر بلک بلک کر رویا تھا۔ اسے ناجانے کیوں رایان سے بھی عجیب سی اُلجھن محسوس ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کچھ ہے جو وہ نہیں جانتا، کچھ بہت بڑا اور خطرناک۔ آج نیو ایئر نائٹ تھی۔ مستجاب علی کا برتھ ڈے۔ اور آج ہی کی رات میکسیکنز کا ڈرگ ڈیلر ڈرگز کے ساتھ پاکستان آنے والا تھا۔ زویا اور رایان کے درمیان پیسوں کا تبادلہ بہت پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اب بس اسے اس ڈرگ ڈیلر سے ملنا تھا۔ آج رات جب پوری دنیا نیو ایئر کی سیلیبریشن میں مصروف ہونے والی تھی وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی ڈرگ ڈیل کرنے والا تھا۔ لیکن اس سے پہلے وہ اپنے باپ کا برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنے والا تھا۔

اور اس وقت وہ مستجاب کے کمرے میں موجود تھا۔ مستجاب بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا اور رایان اس کے سامنے ہاتھ میں کیک پکڑے کھڑا تھا۔ فائنلی صرف وہ تھا اور کوئی نہیں۔ مستجاب صرف

اس کا باپ تھا۔اس پر کسی اور کا حق کیسے ہو سکتا تھا؟وہ پیپی برتھ ڈے ٹو یو گا رہا تھا۔ مستجاب اسے خالی خالی نگاہیں لیے دیکھ رہا تھا۔ کیا اسے اپنے بھائی کے مرنے کا افسوس نہیں تھا؟

"ڈیڈ کوئی وش کریں!"اس نے جلتی ہوئی کینڈلز والا چاکلیٹ کیک مستجاب کے سامنے کر دیا۔

"میرے پاس مانگنے کو اب کچھ نہیں بچا!"انہوں نے سوچا لیکن کہا نہیں۔ رایان نے اسے ہنوز ویسے ہی بیٹھا دیکھ کر کیک کا ٹکڑا کاٹ کر ان کے منہ کی طرف بڑھایا۔

"ڈیڈ میں نے یہ خاص طور پر آپ کے لیے بنوایا ہے!"مستجاب نے رایان کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کیک کا وہ ٹکڑا کھا لیا۔ اسے زندگی میں پہلی بار اپنے گلے سے کوئی کھانے کی چیز نیچے اتارتے ہوئے مشکل پیش آ رہی تھی۔ کچھ لمحے خاموشی میں گزر گئے۔

"کیا تم نے حیدر کو مارا تھا؟"آواز سے یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ صدیوں کی تھکن لیے ہوئے تھی۔ رایان ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا لیکن اگلے لمحے ہی سنبھل کر اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"ڈیڈ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں ایسا کیسے۔۔۔" مستجاب نے اس کی بات کاٹ دی۔

"جھوٹ مت بولنا!" مستجاب نے سرد لہجے میں کہا۔

رایان نے سانس اندر کو کھینچی۔

"میرے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا۔" اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔ لیکن اس کی آواز میں کوئی شرمندگی نہ تھی۔ مستجاب کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ کبھی سانس نہیں لے پائے گا۔

"تم نے اپنے بھائی کا قتل کر دیا؟" وہ حیرت کے عالم میں اس کا چہرہ تکنے لگا۔ آواز لڑکھڑا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ڈیڈ وہ ہمیں برباد کر دیتا!" اس نے اپنے لفظوں پر زور دیا۔

"تم نے اپنے بھائی کو مار دیا؟" مستجاب نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اسے اپنے سینے میں چُبھن سی محسوس ہونے لگی تھی۔ جیسے اس کا سینا تنگ پڑ رہا تھا۔

"ڈیڈ آپ میری بات سن رہے ہیں یا نہیں؟" اس نے کچھ جھنجھلا کر کہا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟"اسے بات کرنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

"میں ایسا کر سکتا ہوں کیونکہ میں نے عاہل کو بھی مارا ہے!وہ میرے لیے صرف مسائل اکٹھے کرتا تھا۔اس لیے میں نے ایسا کیا اور حیدر بھی یہی کرنے جا رہا تھا۔وہ مجھے اور آپ کو برباد کرنے جا رہا تھا۔"اس کی آواز بلند ہوئی تھی۔

"تم نے۔۔۔تم نے اپنے بھائیوں کو مارا ہے!"وہ سانس کھینچ کھینچ کر لے رہا تھا۔لیکن رایان یہ نہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں نے اپنے اور آپ کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو ہٹایا ہے!"اس نے چلا کر کہا۔

"تم!"وہ مزید کچھ نہ کہہ پایا کیونکہ اس کا رنگ نیلا پڑنے لگا تھا۔

رایان نے پہلی بار مستجاب کی حالت پر دھیان دیا۔وہ یکدم گھبرا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ڈیڈ!ڈیڈ! آپ کو کیا ہو رہا ہے؟اس نے اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی جو اس نے جھٹک دیا۔

"ڈیڈ!" مستجاب اسے نہیں سن رہا تھا۔وہ اپنی گردن کو اپنے ہاتھوں سے رگڑ رہا تھا۔اسے سانس نہیں آ رہا تھا۔

رایان نے اسے اٹھانے کی کوشش کی تو ایک بار پھر اس نے اسے جھٹک دیا۔

"کاش۔۔۔صرف۔۔۔عاہل۔۔۔ہی۔۔۔میرا۔۔۔بیٹا۔۔۔ہوتا!" اس نے اُکھڑتے ہوئے سانس کے درمیان کہنے کی کوشش کی۔رایان کے اس کو سنبھالتے ہاتھ ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گئے۔مستجاب کی آنکھوں کی پتلیاں اگلے لمحے ساکت ہو گئی تھیں۔جیسے پتھر ہو گئی ہوں۔

"ڈیڈ!" اس نے مستجاب کا بازو آہستہ سے ہلاتے ہوئے کہا۔

کوئی حرکت نہیں ہوئی۔اس نے تیزی سے اس کی نبض دیکھی۔وہ بند ہو چکی تھی۔وہ ایک جھٹکے سے ڈر کر پیچھے ہٹا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی پینٹ کی جیب میں پڑے اس کے موبائل پر ایک کال آنے لگی۔اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے موبائل نکالا۔وہ ایک نامعلوم نمبر تھا۔اس نے کال ریسیو کر لی۔

"مر گئے؟"ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔"مر ہی گئے ہوں گے۔"اس نے سانس باہر کو پھینکی۔

"ک۔۔۔کون؟"اس نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تیرے باپ کی ناجائز اولاد!"ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔

"عصام!لیکن تم تو یہاں نہیں تھے؟تم تو امریکہ میں تھے!"وہ بے یقینی کے عالم میں خود سے کہہ رہا تھا۔"تو زویا نے جھوٹ بولا تھا!"عصام ہنس پڑا۔

"کون زویا؟"اس نے ایک قہقہہ لگایا۔"وہ علینا تھی۔علینا ضرار۔میری بیوی!"اس نے سنجیدہ سے انداز میں دانت پر دانت جماتے ہوئے زور دے کر آخری جملہ ادا کیا تھا۔رایان کو اپنے سر پر آسمان گرتا محسوس ہوا۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے مارا۔۔۔"عصام نے اس کی بات کاٹ دی۔

"علینا ضرار زندہ ہے۔ بلکل اسی طرح جس طرح سعدیہ جفعار زندہ ہے اور لندن میں اپنے ابا کے ساتھ رہ رہی ہے اور ایک بہت اچھا میڈیکل ٹریٹمنٹ بھی لے رہی ہے۔"رایان کی بے یقینی میں کچھ مزید اضافہ ہو گیا۔

"تمہیں کیا لگا؟ تم لوگ میرے اس کھیل میں ایک بے قصور کی زندگی برباد کرو گے اور میں ایسا ہونے دوں گا؟"وہ ہنسا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے میرے ڈیڈ کو مار دیا؟"وہ بے یقینی کے عالم میں بڑبڑا رہا تھا۔

"تم نے میرے ڈیڈ کو مارا تھا نا؟ میں نے مار دیا تو کیا ہوا؟"وہ مصنوعی حیرانی لیے کہہ رہا تھا۔

"وہ تمہارا بھی باپ تھا!"وہ چلایا تھا۔

"میرے ڈیڈ شہریار خان تھے۔"اس نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔"میں نے تم میں سے کسی کو بھی نہیں مارا۔ میں نے صرف تم سب کے درمیان پھوٹ ڈالی اور تم سب نے ایک دوسرے کو مار ڈالا۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے بھائیوں اور باپ کو مار ڈالا۔"

"میں نے اپنے ڈیڈ کو نہیں مارا!"وہ چیخا تھا۔

"کیک کا آرڈر تم نے دیا، کیک کو ریسیو کرنے والے تم تھے، کیک کاٹا بھی تم نے اور برتھ ڈے بھی تم نے سیلیبریٹ کیا۔"وہ جیسے اپنی انگلیوں پر گن رہا تھا۔"اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم نے اپنے باپ کو نہیں مارا؟ جھوٹ تو مت بولو یار!"اس کے لہجے میں مصنوعی افسوس تھا۔

"تم یہ صرف ہمارے ساتھ کیوں کر رہے ہو؟ سعدیہ کا ریپ تو عباد نے بھی کیا تھا! تمہاری بیوی کے ساتھ وہ سب تو ارحم نے بھی کیا تھا تو۔۔۔"عصام ایک بار پھر اس کی بات کاٹ چکا تھا۔

"مجھے عباد کے ساتھ کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔اس کے ساتھ مکافاتِ عمل ہو چکا ہے!کل رات اس کی اپنی بہن کا عباد کے دوست نے ہی ریپ کیا ہے۔اب اس سے زیادہ سزا میں اسے کیا دیتا؟اور جہاں تک بات ہے ارحم شاہنواز کی؟تو رایان تمہارا کیا خیال ہے؟ارحم شاہنواز کو وہ دردناک موت کس نے دی تھی؟"اور یہاں رایان کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا شاک لگا تھا۔وہ آج تک سمجھتا رہا تھا کہ وہ سب ارحم کے کسی دشمن نے اس کے ساتھ کیا تھا۔

"وہ تم تھے؟"وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں میں تھا۔اب تم یہ سوچو کہ جس نے میری بیوی کو جنسی استحصال کا نشانہ بنایا،میں نے موت کے بعد اس کے جسم کو اس قابل بھی نہیں چھوڑا کہ لوگ اس کا جنازہ پڑھنے اکٹھا ہو سکتے اور تم نے تو پھر میری بیوی کی زندگی برباد کر دی،اس کے باپ کو اس سے چھین لیا، میری بیوی کو مجھ سے چھین لیا،ہماری زندگیاں تہس نہس کر دیں اور تو اور میرے باپ کا

قتل کیا۔۔۔سوچو میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا! جسٹ تھنک آباؤٹ اِٹ رایان!"اس نے سرد سے لہجے میں کہا۔

رایان کا دماغ گھوم گیا۔ تو وہ ڈیل؟

"اب تم یہی سوچ رہے ہو گے کہ اس ڈیل کا کیا ہو گا جس کے لیے تم ابھی جانے والے تھے؟"وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔"تو میں تمہیں یہ بتادوں رایان کہ نہ تو تم کوئی ڈیل کرنے جا رہے ہو اور نہ ہی ڈر گز پاکستان آ رہی ہیں۔ تم جا رہے ہو اندھیرے میں کیونکہ تم ختم ہو چکے ہو!You're finished"وہ مسکرا کر کہتا ہوا کال کاٹ گیا تھا۔

"مطلب؟"اس کی آواز سے خوف واضح ہو رہا تھا۔اس کی نظریں بیڈ پر اپنے باپ کے بے جان وجود پر پڑیں۔بے ساختہ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔اس نے زندگی میں اگر کسی سے بے غرض اور بے لوث محبت کی تھی تو وہ اس کا باپ تھا اور وہ اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے باپ کا قتل کر چکا تھا۔وہ زمین پر دونوں ہاتھ رکھے گھٹنوں کے بل گر گیا۔اور تبھی کھڑکی کے شیشے کو توڑتے ہوئے ایک شے اس کی گردن پر آ لگی۔وہ ایک ڈارٹ

(dart) تھی۔ وہ یکدم کراہا تھا۔ رایان نے تکلیف محسوس ہونے پر ڈارٹ کو اپنی گردن سے کھینچ نکالا۔ لیکن بے ہوشی کی دوا اس کی رگوں میں اتر چکی تھی۔ اسے اپنی آنکھیں کھلی رکھنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ اور اگلے چند لمحوں میں وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * *

رات کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ ابھی آدھے گھنٹے پہلے ہی اٹھی تھی۔ وہ کل رات نیند کی گولیاں کھا کر سوئی تھی اور اگلے دن رات میں جا کر اٹھی تھی۔ حیدر کے آفس میں اس کے ساتھ ہوئے واقع نے اسے ذہنی طور پر بہت نقصان پہنچایا تھا۔ اور نتیجہ یہ تھا کہ وہ ایک بار پھر سے نیند کی گولیوں کی عادی ہو گئی تھی۔ اور زیادہ تر تو نیند کی گولیاں بھی اس پر کوئی اثر نہیں کرتی تھیں۔ اس کے نائٹ میئرز اور اسلیپ پیرالیسس پہلے سے بھی زیادہ خوفناک ہو گیا تھا۔ اس پر ایک بہت بُرا دور دوبارہ نازل ہو چکا تھا۔ واشروم سے باہر آنے پر اس نے ٹی وی آن کیا تھا اور نیوز چینلز پر آتی ہیڈ لائینز دیکھ کر وہ گرنے کے سے انداز میں بیڈ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی پائینتی پر بیٹھ گئی۔ٹی وی کا ریموٹ اس کے ہاتھ میں ہی تھا اور نیوز چینل پر ایک خاتون صحافی اپنے ٹاک شو کے دوران کہہ رہی تھی۔

"سابقہ وزیرِاعظم مستجاب علی اپنے کمرے میں کل صبح مردہ حالت میں پائے گئے۔ مستجاب علی کو اسٹرابیریز سے الرجی تھی اور ابتدائی میڈیکل رپورٹس کے مطابق ان کے خون کے نمونوں میں اسٹرابیری میں پایا جانے والا الرجن فرا اے ون

1 (raw allergen Fra a) پایا گیا ہے اور ڈاکٹرز کے مطابق یہی موت کا سبب بھی تھا۔فارینسک ٹیم کو یہ الرجن اس چاکلیٹ کیک میں ایک بہت بڑی تعداد میں ملا ہے جو انہوں نے ان کے کمرے سے برآمد کیا۔اور یہ وہی کیک ہے جو انہوں نے اپنی سالگرہ کی رات کھایا۔اور سب سے سنسنی خیز بات یہ ہے کہ یہ کیک خود رایان مستجاب،ان کے بیٹے ان کے لیے لے کر آئے تھے۔رایان مستجاب اس وقت لاپتہ ہیں۔پولیس انہیں ڈھونڈ رہی ہے۔اور نہ صرف یہ بلکہ چند دنوں پہلے قتل ہوئے ان کے بھائیوں حیدر مستجاب اور عاہل مستجاب کے کیس میں بھی ایک بہت بڑی پیش رفت ہوئی ہے۔پولیس کو ایسے بہت سے

ثبوت و شواہد ملے ہیں جن سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حیدر اور عاہل دونوں کے قتل کے پیچھے بھی رایان مستجاب کا ہی ہاتھ تھا۔ آئیے ہم آپ کو آئی جی لاہور کی پریس کانفرنس سناتے ہیں۔" صحافی اپنے شو پر اب دوسری فوٹیجز دکھا رہا تھا۔

وہ ساکت سی بیٹھی سب سنتی رہی تھی۔

* *

اگلی بار جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے اپنی نظروں کے سامنے اندھیرا نظر آیا۔ اسے سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ اسے اپنا منہ کھنچا کھنچا سا محسوس ہو رہا تھا۔ سر میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ اسے اپنے ہاتھ بھی بندھے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ اس کی حسیات آہستہ آہستہ بیدار ہو رہی تھیں۔ اسے کمرے میں بہت سے لوگوں کے ہونے کا احساس ہوا۔ ان کی باتیں اور ان کے قہقہے۔ وہ ایک ایسی زبان بول رہے تھے جس سے وہ ناواقف تھا۔ اسے کسی کے قدم اپنی طرف بڑھتے ہوئے محسوس ہوئے اور اگلے لمحے منظر اس پر واضح ہوا تھا۔ وہ ایک گندہ سا کمرہ تھا جس کے بیچ و بیچ اسے کرسی سے باندھا گیا تھا۔ اس کی

آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی جسے اتار دیا گیا تھا۔اسی آدمی نے اس کے ہونٹوں پر لگی ٹیپ بھی کھینچ کر اتار دی تھی۔اس کے ارد گرد بہت سے میکسیکنز تھے۔رایان کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔اس کے سامنے ایک خالی کرسی پڑی ہوئی تھی جس پر اس وقت اسی میکسیکن ڈرگ کارٹل کا سربراہ آکر بیٹھ رہا تھا جس کے ساتھ چند مہینوں پہلے اس نے ڈیل کی تھی۔وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور رایان کی جان نکل رہی تھی۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"اس نے انگریزی میں پوچھا۔

"کیونکہ تم ڈیل کرتے ہوئے یہ بات بھول بیٹھے تھے کہ میکسیکنز دھوکا ملنے پر اپنے دشمن کے ساتھ کیا کرتے ہیں!"کارٹل کے سربراہ نے مسکراتے ہوئے انگریزی میں ہی جواب دیا تھا۔رایان کو اس کمرے کی چھت اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی۔"تمہارا بھائی عاہل مستجاب مر چکا ہے۔اور اپنے باپ اور سوتیلے بھائی کو بھی تم مار چکے ہو۔تو اب میرے نقصان کا بدلہ تم چکاؤ گے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں! نہیں! میری بات سنو! مجھے اس سب میں پھنسایا گیا ہے! میری بات کا یقین کرو!" وہ چلا رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میکسیکنز بدلہ کیسے لیتے تھے۔

کارٹل کا سربراہ کرسی پر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے خود سے ذرا دور کھڑے ایک آدمی کے پاس جا کر اپنی علاقائی زبان میں کچھ کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ چیخ رہا تھا۔ کچھ لوگ اس کی طرف بڑھے تھے۔ وہ اسے زبردستی پکڑ کر کمرے کے ایک کونے میں لے آئے۔ اس سے ذرا فاصلے پر کچھ لوگوں نے ایک پنجرہ لا کر رکھا۔ پنجرے کا دروازہ کھلا تھا اور دو ہٹے کٹے جنگلی سُوَر باہر نکل آئے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ کیا ہونے جا رہا تھا۔ میکسیکن ڈرگ کارٹلز ایک بات کے لیے بہت مشہور تھے۔ وہ بدلہ بہت خوفناک انداز میں لیتے تھے اور اس میں سے ایک طریقہ اپنے دشمن پر جنگلی جانور چھوڑنے کا ہوتا تھا۔ یہ جنگلی جانور اس انسان کو زندہ ہی چیر پھاڑ کر مار دیتے تھے یا پھر کھا جاتے تھے۔

اس نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن وہ سُوَر اس پر حملہ کر چکے تھے۔ وہ چیخ چلا رہا تھا۔ اور کمرے میں موجود تمام لوگ قہقہے لگاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل رہے تھے۔

****

آج تین جنوری کی شام تھی۔ وہ سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ گھر کا پچھلا حصہ تھا۔ جب وہ چھوٹی تھی تو اس حصے میں اس کے ابا نے بہت سے پودے اور پھول لگا رکھے تھے۔ انہیں باغبانی کا شوق تھا۔ لیکن آج کئی سال بعد گھر کا وہ حصہ کسی اُجاڑ، بنجر زمین کا منظر پیش کر رہا تھا۔ وہ سیڑھی کے جس اسٹیپ پر بیٹھی تھی اس سے دو اسٹیپس نیچے پیر رکھے، اپنے گھٹنوں پر چہرہ ٹکائے وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی اس کے ساتھ آ کر بیٹھا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ کون تھا۔ وہ اس کی زندگی میں موجود وہی مرد تھا جو اپنا ہر وعدہ پورا کرتا تھا اور اب بھی کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر نرمی پھیل گئی۔ وہ تین جنوری کو بچھڑے تھے اور وہ تین جنوری کو ہی مل رہے تھے۔ عصام جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے بلکل ساتھ آ کر بیٹھ گیا تھا۔ شدید ٹھنڈ ہونے کے باعث علینا نے گرم ٹراؤزر شرٹ پر ایک موٹی سی شال اوڑھ رکھی تھی۔ عصام نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا اور شال کا پلو اپنے منہ پر ڈال دیا۔

"میں بہت تھک گیا ہوں۔ بہت لمبا سفر طے کر کے تم تک پہنچا ہوں۔ چند پل تمہاری پناہ میں گزارنا چاہتا ہوں۔" اس نے آنکھیں موندتے ہوئے تھکے ہارے لہجے میں کہا۔ آواز سے تھکن واضح تھی۔

علینا نے چہرہ موڑ کر عصام کی طرف دیکھا۔ کتنے عرصے بعد سکون محسوس ہوا تھا۔ ناجانے کتنا وقت گزرا، وہ دونوں یونہی بیٹھے رہے۔ عصام سویا نہیں تھا۔ وہ اس کی شال میں موجود اس کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔ چھ سال۔۔۔ وہ چھ سال اس خوشبو کے بغیر رہا تھا۔ اور اب وہ چاہتا تھا کہ دنیا کی تمام خوشبوؤں کی جگہ علینا کی خوشبو لے لیتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور علینا۔۔۔ وہ اسے یوں بیٹھا دیکھتی رہی۔ چھ سال۔۔۔ اسے چھ سال بعد عصام کو بیٹھ کر یوں تکنے کا موقع ملا تھا۔ وہ چاہتی تھی پسِ منظر میں موجود ہر چیز اس کی نظروں کے سامنے سے اوجھل ہو جاتی، کچھ بھی اس کا دھیان نہ بٹا پاتا۔ بس عصام اس کی نظروں کا محور رہتا۔

کچھ لمحوں بعد عصام نے نہ چاہتے ہوئے اپنے چہرے پر سے شال اتار دی۔ علینا اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"تمہیں کچھ بتانا ہے۔"اس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا؟"علینا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عاہل مستجاب زندہ ہے۔"عصام نے اس کی کُہربا آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں۔"علینا نے اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

Clubb of Quality Content

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842